

بابتہ سنہ ۱۳۵۶

مؤلفہ

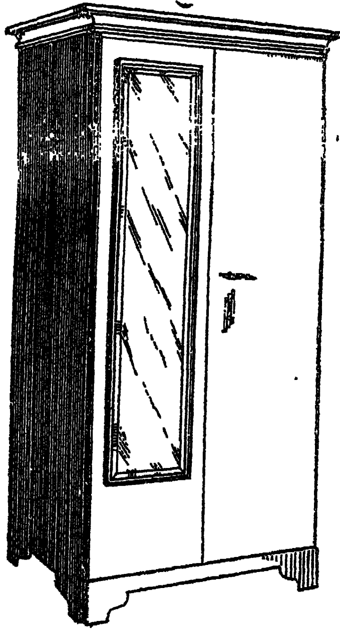
شاہ پرست صمصام شیرازی (سید الاخبار زادہ)

ناشر

دفتر مشیر عالم جنتری

۳۴۰۳۴۶ اندرون دروازہ چادر گھاٹ حیدرآباد دکن

قیمت پانچ روپیہ علاوہ محصولڈاک



چمک

جو دیرپا ہوتی ہے

گودریج

جدید پیٹنٹ

فولادی الماریاں

گھر اور دفتر کے استعمال کیلئے

دفتروں اور گھروں میں اکثر بدصورت کپ بورڈ دیکھنے میں آتے ہیں جس سے گھر اور دفتر بدنما معلوم ہوتے ہیں ۔
اوٹ میں بکتے اور گھڑوائی میں گھٹیا ۔ ان پر جلد ہی زنگ کے داغ پیدا ہو جاتے ہیں جن سے بُرے معلوم ہوتے ہیں ۔

گودریج کے مال پر الیسٹ کے حوضوں میں کیمیاوی صفائی کے ذریعہ سے دافع زنگ طریق اختیار کیا جاتا ہے
ں کے بعد اسے مشین کے ذریعے صاف کیا جاتا ہے تب جا کر روغن کیا جاتا ہے جس سے چادروں اور پلیٹوں
زنگ کا چھوٹے سے چھوٹا داغ بھی نہیں رہ جاتا اور نہ ہی بعد میں زنگ لگنے کا خدشہ رہتا ہے اور پچکاری سے برسایا
نیز بھٹی میں پکا ہوا انیل اسکی سطح کو مضبوط ، پائیدار ، ملائم اور چمکدار بنا دیتا ہے ۔ جو عرصہ دراز تک بحال رہتی ہے ۔

گودریج کا فولادی کیبنٹ پیٹنٹ الماریاں اور دفتری کپ بورڈ ہمیشہ خوب صورت اور نو بہ نو نظر آئیں گے اور آپکے
گھروں اور دفتروں کی شان کو دوبالا کر دیں گے ۔

ساخت میں مضبوط کم قیمت میں ارزاں کارگیری میں اعلیٰ

گودریج اینڈ بوائس مینو فیکچرنگ کمپنی لمیٹڈ

۱۲۳۰ عابد روڈ حیدرآباد دکن

بابِ اوّل

(جنتری)

عالی جناب نواب مہدی جنگ بہادر دام اقبالہم

کی خاص سرپرستی

اور

صمصام شیرازی کی ادارت میں

یادگار سلور جوبلی

جلد جاگیرداران حصۂ دوم زیر طبع ہے

اگر آپکے خاندانی حالات اور تصاویر اس کے حصۂ اول میں درج نہیں ہیں تو ضرور زیر طبع حصہ میں درج کرائیے مزید تفصیلات کے لئے مخاطب فرمایئے دفتر جنتری عالم

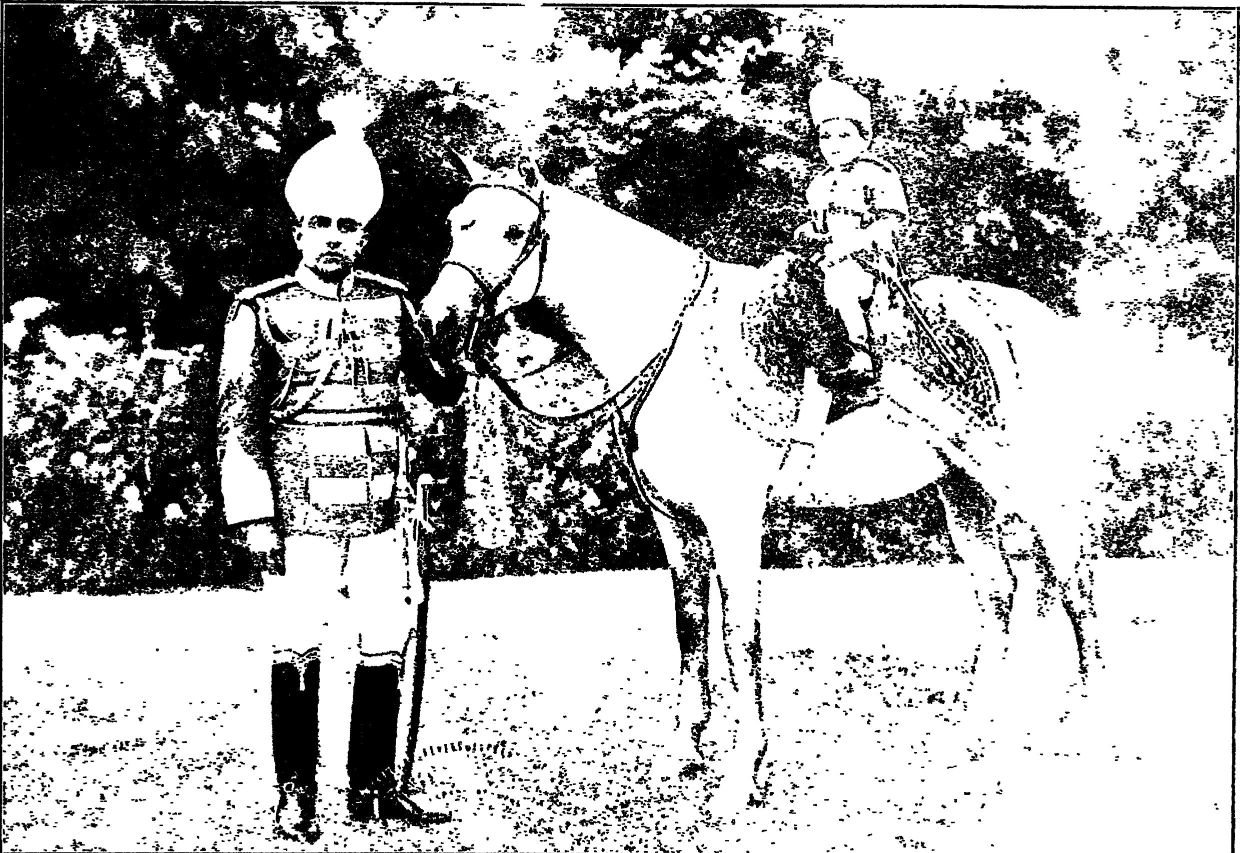


اعلحضرت آصف سابع سلطان العلوم شہر یار دکن و برار خلداللہ ملکہ وسلطنۃ

آج دنیائے اسلام میں جو شہرت کہ آپکو حاصل ہے وہ کسی دوسرے شہر یار کو نصیب نہیں اہل اسلام آپ کی ذات عالی صفات پر جسقدر بھی ناز کرین کم ہے۔ آپکے جو دوسخا کی شہرت از قاف تا قاف ہے بڑے بڑے مدبرین آپکی سیاست وتدبر کا لوہا مانے ہوئے ہیں حقیقت یہ ہے کہ مادر گیتی نے آج تک ایسا عدل گستر، رعایا پرور تاجدار پیدا نہیں کیا۔ آپکا سلوک ہر مذہب و ملت کے ساتھ یکساں ہے اور یہی آپکے ایک عدل گستر بادشاہ ہونے کی بین دلیل ہے۔

مرتبہ شاہ پرست | یادگار سلور جوبلی جلد جاگیرداران حصہ دوم زیر طبع ہے | صمصام شیرازی

ہز ہائینس پرنس آ... برار



شہزادہ والا شان نواب میر حمایت علی خان اعظم جاہ بہادر بالقابہم ولیعہد دولت عالیہ آصفیہ و سپہ سالار افواج آصفی اپنے فرزند دلبند شہزادہ کرنل نواب میر برکت علیخان مکرم جاہ بہادر مجیدی دام اقبالہٗ کے گھوڑیکی باگ کو تھام کر اس محبت پدری کو جو خداوند کریم کی جانب سے آپکو عطا ہوئی ہے ثابت کر دکھا رہے ہیں۔
(صمصام شیرازی)

عالیجناب نواب مشیر جنگ بہادر باقبالہم

کی خاص سرپرستی میں

مشیر عالم جنتری

با تصویر

مؤلفہ

شاہ پرست صمصام شیرازی (رسید الاخبار)

بابتہ

سنہ ۱۳۵۷ ہجری

مطبوعہ

مشیر عالم پریس ۴۶۔۱۴ اندرون دروازہ چادرگھاٹ

حیدرآباد دکن

قیمت پانچ روپیہ علاوہ محصول ڈاک

فہرست

مضامین نظم ونثر

تصاویر

تصاویر

بعض بلاکس کارخانہ بلاک سازی سے اب تک وصول نہیں ہوئے
جس کی وجہ سے انکی اشاعت نہ ہوسکی انشاء اللہ آیندہ

اعلیٰ اور اپٹوڈیٹ ڈزائین کے

مرصع اور طلائی



زیورات

و چاندی کے ظروف کیس و ٹی سٹ وغیرہ

اپنی ضرورت کے

لحاظ سے منتخب کیجیے

طوطا رام رام جس اینڈ برادرس جویلر

محی الدین بلڈنگ عابد روڈ



شہزادۂ والاشان نواب میر شجاعت علی خان بہادر بالقابہم
برادر ولیعہد دولت عالیہ دکن و صدر نشین مجلس آرایش بلدہ

جو خوبیاں کہ ایک عظیم الشان شہزادہ میں ہونی چاہئے وہ سب آپ میں بدرجہ اتم موجود ہیں۔ حیدرآباد کی آرایش و زیبایش بڑی حد تک آپکی رہین منت ہے
(صمصام شیرازی)



صاحبزادہ نواب بسالت جاہ بہادر بالقابہم

صدر نشین مجلس تعلیمات سرکار عالی

آپ ہمارے بادشاہ جمجاہ کے چھوٹے بھائی ہیں آپکی شادی ۲۶ ذی الحجۃ الحرام سنہ ۱۳۵۶ھ کو حسب فرمان خسروی کرنل نواب قادر یار جنگ بہادر کی صاحبزادی سے ہوئی (صمصام شیرازی)

مرتبہ شاہ پرست | یادگار سلور جوبلی جلد جاگیرداران حصہ دوم زیر طبع ہے | صمصام شیرازی

حیدرآباد دکن

کے

قابل یادداشت اہم واقعات بابتہ سال سنہ ۱۳۵۶ھ

۲ / محرم الحرام	مولوی ملک صادق علی صاحب عرفانی ادیب اڈیٹر اخبار شیعہ لاہور وارد حیدرآباد ہو کر دفتر مشیر عالم جنتری ۶۴۲/۴ - اندرون دروازہ چادرگھاٹ میں صمصام شیرازی کے مہمان ہوئے
۱۳ / محرم الحرام	مولوی ملک صادق علی صاحب عرفانی ادیب اڈیٹر اخبار شیعہ لاہور جو حیدرآباد تشریف لائے تھے لاہور واپس ہوئے ۔
۲۲ / 〃 〃	نواب مرزا یار جنگ بہادر میر مجلس عثمانیہ عدالت العالیہ سرکار عالی حسب فرمان خسروی منصرم صدر المہام عدالت و امور مذہبی ہوئے (عہدۂ جلیلہ صدر المہامی پر فائز ہونے کی مبارکباد نواب صاحب موصوف کی خدمت میں ادارہ مشیر عالم جنتری کی جانب سے پیش کی جاتی ہے)
۲۳ / 〃 〃	جسٹس نواب جیون یار جنگ بہادر نواب مرزا یار جنگ بہادر کی جگہ پر میر مجلس عثمانیہ عدالت العالیہ حسب فرمان خسروی مقرر ہوئے ۔
۲۵ / 〃 〃	ہز ہائینس پرنس آف برار شہزادہ والاشان نواب اعظم جاہ بہادر ولیعہد دکن معہ ہز ہائینس پرنسس آف برار و شہزادہ کرنل نواب مکرم جاہ بہادر بغرض شرکت جشن تاجپوشی ہز امپیریل مجسٹی کنگ جارج ششم لندن تشریف لے گئے ۔
۸ / صفر المظفر	قافلہ حجاج سرکار آصفیہ سنہ ۱۳۵۵ھ مولوی سید قادر محی الدین صاحب کی سالاری میں بصحت و عافیت

بعد فراغ حج و زیارات حجاز سے مراجعت فرمائے بلدہ ہوا

۸ صفر المظفر | مولوی آغا مرزا نصر اللہ خاں صاحب صدر محاسب سرکار عالی رائے شنکر پرشاد صاحب کو صدر محاسبی کا جائزہ دیکر حسن خدمت پر سبکدوش ہوئے ۔

۹ " " | ہز اکسلنسی رائٹ آنریبل نواب سر حیدر نواز جنگ بہادر بالقابہم صدر اعظم باب حکومت سرکار عالی معہ اپنی محترم لیڈی صاحبہ کے بغرض شرکت جشن تاجپوشی ہز امپیریل مجسٹی کنگ جارج ششم لندن روانہ ہوئے آپکے ہمراہیوں میں قابل الذکر مولوی خواجہ معین الدین صاحب انصاری معتمد باب حکومت اور نواب علی یاور جنگ بہادر معتمد امور دستوری سرکار عالی تھے ۔

۹ " " | نواب سر عقیل جنگ بہادر منصرم صدر اعظم باب حکومت سرکار عالی مقرر ہوئے ۔

۱۲ " " | نواب محمد ظہیر الدین خاں بہادر فرزند اکبر نواب امانت جنگ معین الدولہ بہادر امیر پائیگاہ نواب سر آسمان جاہ مرحوم یورپ کے سفر کو روانہ ہوئے ۔

۲۷ " " | مولوی محمد عمر خاں صاحب مددگار معتمد فینانس سرکار عالی نے افسر انچارج عطیات نقدی صدر محاسبی کا جائزہ حاصل فرمایا ۔

یکم ربیع الاول | بتقریب جشن تاجپوشی ہز امپیریل مجسٹی کنگ جارج ششم ٹی سے ٹاسکر آئی سی ایس صدر المہام مال وکوتوالی کو سر کا خطاب مستطاب عطا ہوا ادارہ کی جانب سے آپ کی خدمت میں ہدیہ تبریک و پیش کیا جاتا ہے ۔

یکم " " | حسب فرمان خسروی مولوی سید حسین صاحب جعفری بی ۔ اے آکسن نے مولوی خان فضل محمد خاں صاحب یم ۔ اے انیگار سے عہدہ نظامت تعلیمات کا جائزہ حاصل فرمایا ۔

یکم " " | مولوی خان فضل محمد خان صاحب ۔ سابق ناظم تعلیمات سرکار عالی چیف آرگنائیزر (افسر تعلیمات) دو سال کے لئے مقرر ہوئے ۔

۷ ربیع الثانی | مولوی محمد حبیب الرحمان صاحب ایم۔ اے نے مولوی سید مبارک صاحب سے نظامت معلومات عامہ کا جائزہ حاصل فرمایا۔

۱۴ ,, ,, | ہز اکسلنسی رائٹ آنریبل نواب سر حیدر نواز جنگ بہادر بالقابہم صدر اعظم باب حکومت سرکار عالی کو آکسفورڈ یونیورسٹی کی جانب سے ڈی۔ سی۔ ایل یعنی ڈاکٹر آف لا کی اعزازی ڈگری حاصل ہوئی۔

۲۲ ,, ,, | محکمہ معتمدی باب حکومت سرکار عالی محکمہ فینانس سرکار عالی کے مکان میں منتقل ہوا۔

۲۴ ,, ,, | ہز اکسلنسی رائٹ آنریبل نواب سر حیدر نواز جنگ بہادر بالقابہم صدر اعظم باب حکومت سرکار عالی اپنی محترم لیڈی صاحبہ کے بصحت و عافیت لندن سے لوٹ کر حیدرآباد واپس ہوئے

۲۷ ,, ,, | ہز ہائینس پرنس آف برار شہزادہ والاشان نواب اعظم جاہ بہادر ولیعہد دکن بالقابہم مع پرنسس آف برار علیا حضرت شہزادی دردانہ بیگم صاحبہ و شہزادہ کرنل نواب کرم جاہ بہادر بصحت و عافیت سفر انگلستان سے مراجعت فرمائے حیدرآباد ہوئے

۲۰ جمادی الثانی | جسٹس نواب مصاحب جنگ بہادر کی مدت ملازمت میں حسب فرمان خسروی ایک سال کی توسیع ہوئی

۲۷ ,, ,, | بتقریب سالگرہ مبارک ہمایونی یکم رجب المرجب ۱۳۵۶ھ حسب ذیل اشخاص کو خطابات سے سرفرازی ہوئی

نشان سلسلہ	نام	خطاب	کیفیت
۱	نواب محمد محمود علی خاں بہادر	نواب محمود جنگ بہادر	آپ نواب خیر نواز جنگ بہادر کے سب سے چھوٹے فرزند ہیں
۲	نواب محمد اکرام الدین خاں بہادر	نواب اکرام جنگ بہادر	آپ حیدرآباد کے ایک معزز جاگیردار ہیں
۳	مولوی آغا مرزا علی یار خاں صاحب	نواب علی یاور جنگ بہادر	آپ مہتمم امور دستوری ہیں
۴	مولوی سید محمد مہدی صاحب	نواب مہدی نواز جنگ بہادر	آپ ناظم بلدیہ ہیں
۵	صاحبزادہ نواب میر یاور علی خاں صاحب	نواب یاور جنگ بہادر	آپ مہتمم خزانہ صرف خاص مبارک ہیں

۴ رجب المرجب — جوبلی سرائے کا افتتاح اعلیٰحضرت بندگانِ عالی خلد اللہ ملکہ، و سلطنتہٗ نے بدست مبارک فرمایا یہ سرائے اسٹیشن کاچیگوڑہ حیدرآباد کے یم-جی پر واقع ہے اسے نواب داؤد جنگ بہادر نے بصرف (۳۵۰۰۰) روپیہ بیادگار سلور جوبلی حضور پرنور آصف سابع خلد اللہ ملکہ تعمیر فرماکر اپنی شاہ پرستی کا ثبوت دیا یہ عالیشان سرائے "جوبلی سرائے" کے نام سے موسوم ہے۔

۹ ر ر — مولوی محمد علی صاحب جینا بمبئی کے مشہور و معروف بیارسٹر، صدر مسلم لیگ اور سر تیج بہادر سپرو گولکنڈہ سگریٹ فیاکٹری کے مقدمہ کے سلسلہ میں بلدۂ حیدرآباد آئے۔ اول الذکر کا آنا بمبئی اور ثانی الذکر کا آنا الہ آباد سے ہوا۔

۱۲ ر ر — نواب داراب جنگ بہادر صدر المہام صرف خاص مبارک کی مدت ملازمت میں ایک سال کی توسیع ہوئی۔

۲۰ ر ر — مولوی سید محمد مہدی صاحب المخاطب بہ نواب مہدی نواز جنگ بہادر نے نواب زین یار جنگ بہادر ناظم تعمیرات سے نظامت تعمیرات بلدیہ کا جائزہ حاصل فرمایا۔

۳۰ ر ر — نواب زین یار جنگ بہادر افسر تعمیرات محلات مبارک مقرر ہوئے

۳۰ ر ر — مولوی سید عسکری حسن صاحب بیارسٹر ایٹ لا نے نواب ہاشم یار جنگ بہادر سے معتمدی وضع آئین و قوانین کا جائزہ حاصل فرمایا۔

۳۰ ر ر — مولوی حکیم عبدالوہاب صاحب انصاری (حکیم نابینا) کا تقرر حسب فرمان خسروی صدر مہتممی طبابت یونانی پر عمل میں آیا۔

۱۰ شوال المکرم — نواب مرزا یار جنگ بہادر صدر المہام عدالت و امور مذہبی کی مدت ملازمت میں حسب فرمان خسروی ایک سال کی توسیع ہوئی۔

(باقی آئندہ)



نواب مشیر جنگ بہادر

آپ مشیر عالم جنتری کے سرپرست ھیں آپ کی خاص سرپرستی میں ھر سال یہ جنتری شائع ھوتی ھے آپکا علمی ذوق و شوق لائق صد ستایش ھے۔ آپ میرے کسی تعارف کے محتاج نہیں مشیر عالم پریس کو بھی آپکی خاص سرپرستی کا شرف حاصل ھے (صمصام شیرازی)

آپ کے حالات جنتری ھذا کے صفحہ ۳۵۴ پر ملاحظہ فرمائیے



(صمصام شیرازی سید الاخبار زادہ)

مولف مشیر عالم جنتری و یادگار سلور جوبلی [بارہ جلدون میں]

مصنف گلدستہ شیراز ، دفتر عثمانی ، نذر قائم ، نذر حجت، شش مراثی ، دفتر راہ نجات

تازیانہ عبرت ، فیشن کی کہانی فیشن ایبل کی زبانی وغیرہ

مرتبہ شاہ پرست | یادگار سلور جوبلی جلد جاگیرداران حصہ دوم زیر طبع ہے | صمصام شیرازی





خلف



کے

نام نامی سے

مشیر عالم جنتری

معنون ہے



خدا کا لاکھ لاکھ شکر ہے کہ مشیر عالم جنتری نے اپنی زندگی کے چار سال خیر و خوبی کے ساتھ ختم کر کے پانچویں برس میں قدم باحشم رکھا ہے اس کے ارتقائی حالت کا اندازہ کرتے ہماری یہ توقع بیجا نہ ہوگی کہ سال رواں کی جنتری علمی تحریک کی پیدائش میں پہلے سے زیادہ سرگرم رہیگی اس فضا میں کم و بیش وقت پر اعلےٰ اور دلچسپ مضامین کے ساتھ مصور جنتری کا اپنے چار سالہ مراحل کو خیر و خوبی کے ساتھ طے کرنا کوئی آسان کام نہ تھا لیکن اس کو جس منزل تک پہنچا ہے وہ بھی خارج از نظر نہیں اس چار سالہ قلیل مدت میں اس جنتری نے جو علمی و ملکی خدمات انجام دئے اس کا اندازہ جنتری کے ملاحظہ سے بخوبی ہو سکتا ہے جنتریوں، ماہناموں اور سالناموں کی اجرائی بظاہر بہت آسان معلوم ہوتی ہے لیکن جن کو اس میں کافی تجربہ ہے وہ بخوبی سمجھ سکتے ہیں کہ انھیں اس راہ میں کسی قدر دشواریوں کا سامنا کرنا پڑتا ہے۔ مشیر عالم جنتری سال بھر کے مروجہ تواریخ کے علاوہ ممالک محروسہ سرکار عالی کا ایک غیر معمولی سالنامہ ہے جس میں ایسے منتخب مضامین درج ہوتے ہیں جو ملک اور اہل ملک کے علاوہ بیرون ملک کے لئے فائدہ مند اور ایک

رہبری کا کام دے سکیں۔ اس چار سال کے عرصہ میں مشیر عالم جنتری نے ایک طرف تو اپنے ادبی معیار کو بلند تر کردیا تو دوسری طرف ملک کے صاحبانِ فضل کو پبلک میں لانے کی کوشش کو بھی جاری رکھا جس کی وجہ سے مشیر عالم جنتری کی شہرت چار دانگ عالم میں ہونے لگی لیکن اکثر اوقات فراہمی تصاویر اور حالات زندگی کی وجہ سے جنتری کی اشاعت میں تاخیر بھی ہوئی اگر سررشتہ معلومات عامہ ادارہ مشیر عالم جنتری کا ہاتھ بٹائے اور بروقت اہم اور ضروری اطلاعات جو محکمہ موصوف کی جانب سے نشر ہوتے رہتے ہیں اس میں اندراج کی غرض سے روانہ کیا کرے تو ہمیں توی امید ہے کہ مشیر عالم جنتری کی اشاعت میں ایک غیر معمولی ترقی ہونے کے علاوہ حیدرآباد دکن کی صحافت میں چار چاند لگ جائینگے۔

ہمیں اس بات کا سب سے زیادہ فخر حاصل ہے کہ مشیر عالم جنتری کو ملاحظہ ملازمان حضرت اقدس اعلیٰ خلد اللہ ملکہٗ و سلطنتہٗ کا شرف حاصل ہے۔ ضمصام شیرازی

چائے خانہ ظہوریہ

افضل گنج — حیدرآباد دکن

میں

آئسکریم، فالودہ، شربت ہمہ اقسام، علاؤالدین کمپنی کا سوڈا، لیمونیڈ، نمکین و شیریں لذیذ لوازمات خورد و نوش ہر وقت موجود رہتے ہیں راست معاملگی نفاست اور انتظام کا اندازہ تشریف آوری سے ہو سکے گا

مالک

سید ظہور علی

نظام الاوقات سحر و افطار بابتہ سنہ ۱۳۵۶ ہجری

تاریخ رمضان المبارک	تاریخ انگریزی	انتہائے سحر		ابتدائے افطار		تاریخ رمضان المبارک	تاریخ انگریزی	انتہائے سحر		ابتدائے افطار		تاریخ رمضان المبارک	تاریخ انگریزی	انتہائے سحر		ابتدائے افطار	
		گھنٹہ	منٹ	گھنٹہ	منٹ			گھنٹہ	منٹ	گھنٹہ	منٹ			گھنٹہ	منٹ	گھنٹہ	منٹ
۱	۲۵	۴	۴۹	۵	۵۴	۱۱	۴	۴	۵۲	۵	۵۰	۲۱	۱۴	۴	۵۵	۵	۴۶
۲	۲۶	۴	۴۹	۵	۵۴	۱۲	۵	۴	۵۳	۵	۴۹	۲۲	۱۵	۴	۵۶	۵	۴۷
۳	۲۷	۴	۵۰	۵	۵۳	۱۳	۶	۴	۵۳	۵	۴۹	۲۳	۱۶	۴	۵۷	۵	۴۶
۴	۲۸	۴	۵۰	۵	۵۳	۱۴	۷	۴	۵۳	۵	۴۹	۲۴	۱۷	۴	۵۷	۵	۴۶
۵	۲۹	۴	۵۰	۵	۵۳	۱۵	۸	۴	۵۴	۵	۴۸	۲۵	۱۸	۴	۵۷	۵	۴۶
۶	۳۰	۴	۵۱	۵	۵۲	۱۶	۹	۴	۵۴	۵	۴۸	۲۶	۱۹	۴	۵۷	۵	۴۶
۷	۳۱	۴	۵۱	۵	۵۲	۱۷	۱۰	۴	۵۴	۵	۴۸	۲۷	۲۰	۴	۵۹	۵	۴۶
۸	نومبر	۴	۵۱	۵	۵۲	۱۸	۱۱	۴	۵۴	۵	۴۷	۲۸	۲۱	۴	۵۹	۵	۴۶
۹	۲	۴	۵۲	۵	۵۱	۱۹	۱۲	۴	۵۵	۵	۴۷	۲۹	۲۲	۴	۵۹	۵	۴۶
۱۰	۳	۴	۵۲	۵	۵۰	۲۰	۱۳	۴	۵۵	۵	۴۶	۳۰	۲۳	۴	۵۹	۵	۴۵

نوٹ۔ نظام الاوقات مندرجہ بالا صرف بلدہ حیدرآباد فرخندہ بنیاد کی حد تک کارآمد ہے اضلاع کیلئے نظام الاوقات مندرجہ ذیل کارآمد ہوگا۔
ابتدائی سحر کا وقت حضرات شیعہ کیلئے اوقات مندرجہ نظام الاوقات سے ۹ منٹ قبل اور افطار کا وقت چھ منٹ بعد ہے (صمصام شیرازی)

فرق اوقات مستقر اضلاع ممالک محروسہ سرکار عالی

ازاوقات بلدہ فرخندہ بنیاد حیدرآباد دکن حسب انڈین اسٹانڈرڈ ٹائم

نوٹ۔ جس عدد کے روبرو علامت مثبت (+) لکھی ہے اس عدد کو وقت حیدرآباد میں جمع کرنے سے اس مستقر کا وقت معلوم ہوگا اور جس عدد کے روبرو علامت منفی (-) لکھی ہے اس کو وقت حیدرآباد میں سے تفریق کرنے پر اس مستقر کا وقت معلوم ہوگا اضلاع کی ترتیب صوبہ واری ہے۔

نام ضلع	تاریخ ماہ	انتہائے سحر	ابتدائے افطار	نام ضلع	تاریخ ماہ	انتہائے سحر	ابتدائے افطار	نام ضلع	تاریخ ماہ	انتہائے سحر	ابتدائے افطار	کیفیت
گلبرگہ شریف	۴	+۷	+۷	بیڑ	۴	+۱۳	+۱۰	محبوب نگر	۴	+۲	+۳	
	۱۴	+۷	+۷		۱۴	+۱۳	+۱۰		۱۴	+۲	+۳	
	۲۴	+۷	+۷		۲۴	+۱۳	+۱۰		۲۴	+۱	+۳	
رائچور	۴	+۴	+۵	پربھنی	۴	+۸	+۶	نلگنڈہ	۴	-۳	-۳	
	۱۴	+۴	+۶		۱۴	+۹	+۶		۱۴	-۳	-۳	
	۲۴	+۳	+۶		۲۴	+۹	+۵		۲۴	-۳	-۳	
عثمان آباد	۴	+۱۱	+۱۰	ناندیڑ	۴	+۶	+۴	ورنگل	۴	-۴	-۵	
	۱۴	+۱۱	+۱۰		۱۴	+۶	+۳		۱۴	-۴	-۵	
	۲۴	+۱۱	+۹		۲۴	+۷	+۳		۲۴	-۴	-۵	
بیدر شریف	۴	+۴	+۴	میدک	۴	+۲	+۱	کریم نگر	۴	-۲	-۳	
	۱۴	+۵	+۴		۱۴	+۲	+۱		۱۴	-۱	-۳	
	۲۴	+۵	+۴		۲۴	+۲	۰		۲۴	-۱	-۳	
اورنگ آباد	۴	+۱۴	+۱۱	نظام آباد	۴	+۳	+۱	آصف آباد	۴	-۲	-۴	
	۱۴	+۱۵	+۱۰		۱۴	+۳	+۱		۱۴	-۱	-۵	
	۲۴	+۱۸	+۱۰		۲۴	+۳	۰		۲۴	-۱	-۵	

ماہ محرم ذربابین

روز	محرم الحرام ۱۳۵۷ھ	[illegible] ۱۳۴۷ف	مارچ ۱۹۳۸ع	[illegible] ۱۹۹۵	ابتدائے صبح گھنٹہ	ابتدائے صبح منٹ	طلوع آفتاب گھنٹہ	طلوع آفتاب منٹ	نصف النہار آفتاب گھنٹہ	نصف النہار آفتاب منٹ	غروب آفتاب گھنٹہ	غروب آفتاب منٹ	سعد و نحس ایام	تحویل سیارگان
جمعہ	۱	۳۱	۴	۲	۵	۳۰	۶	۳۳	۱۲	۲۸	۶	۲۴	بد	پوٹرا بہادر ایدا کارتی
شنبہ	۲	[illegible]	۵	۳	۵	۳۰	۶	۳۱	۱۲	۲۸	۶	۲۵	بد	زہرہ مشرق حوت میں داخل ۲۹
یکشنبہ	۳	۲	۶	[illegible]	۵	۱۹	۶	۳۰	۱۲	۲۷	۶	۲۴	نحس	
دوشنبہ	۴	۳	۷	۶	۵	۱۸	۶	۲۹	۱۲	۲۷	۶	۲۵	بد	
سہ شنبہ	۵	۴	۸	۷	۵	۱۸	۶	۲۹	۱۲	۲۷	۶	۲۵	نحس	
چہارشنبہ	۶	۵	۹	۸	۵	۱۷	۶	۲۹	۱۲	۲۷	۶	۲۵	بد	
پنجشنبہ	۷	۶	۱۰	۹	۵	۱۶	۶	۲۷	۱۲	۲۶	۶	۲۵	بد	زہرہ عقرب میں ۳ ۵ پر طلوع عطارد [illegible] طلوع
جمعہ	۸	۷	۱۱	۱۰	۵	۱۵	۶	۲۷	۱۲	۲۶	۶	۲۵	بد	مشتری ۲۲ دلو میں ۲۲ پر داخل زہرہ مشتری میں
شنبہ	۹	۸	۱۲	۱۱	۵	۱۵	۶	۲۶	۱۲	۲۶	۶	۲۶	بد	تربیع
یکشنبہ	۱۰	۹	۱۳	۱۲	۵	۱۴	۶	۲۶	۱۲	۲۶	۶	۲۶	نحس اکبر	
دوشنبہ	۱۱	۱۰	۱۴	۱۳	۵	۱۳	۶	۲۴	۱۲	۲۵	۶	۲۶	نحس اکبر	شمس داخل حوت ۵
سہ شنبہ	۱۲	۱۱	۱۵	۱۴	۵	۱۲	۶	۲۴	۱۲	۲۵	۶	۲۶	بد	قمر خارج عقرب
چہارشنبہ	۱۳	۱۲	۱۶	پونم	۵	۱۲	۶	۲۳	۱۲	۲۵	۶	۲۷	نحس	پونم ●
پنجشنبہ	۱۴	۱۳	۱۷	[illegible]	۵	۱۱	۶	۲۳	۱۲	۲۵	۶	۲۷	نحس اکبر	اترا بہادر ایدا کارتی
جمعہ	۱۵	۱۴	۱۸	۲	۵	۱۰	۶	۲۱	۱۲	۲۴	۶	۲۷	بد	
شنبہ	۱۶	۱۵	۱۹	۳	۵	۱۰	۶	۲۱	۱۲	۲۴	۶	۲۷	نحس	
یکشنبہ	۱۷	۱۶	۲۰	۴	۵	۹	۶	۲۰	۱۲	۲۴	۶	۲۸	بد	عقرب ۳۹
دوشنبہ	۱۸	۱۷	۲۱	۵	۵	۸	۶	۱۹	۱۲	۲۳	۶	۲۷	بد	نوروز
سہ شنبہ	۱۹	۱۸	۲۲	۶	۵	۷	۶	۱۸	۱۲	۲۳	۶	۲۸	بد	
چہارشنبہ	۲۰	۱۹	۲۳	۷	۵	۶	۶	۱۷	۱۲	۲۳	۶	۲۹	بد	
پنجشنبہ	۲۱	۲۰	۲۴	۸	۵	۵	۶	۱۶	۱۲	۲۲	۶	۲۸	نحس	
جمعہ	۲۲	۲۱	۲۵	۹	۵	۴	۶	۱۵	۱۲	۲۲	۶	۲۹	نحس اکبر	
شنبہ	۲۳	۲۲	۲۶	۱۰	۵	۴	۶	۱۵	۱۲	۲۲	۶	۲۹	بد	
یکشنبہ	۲۴	۲۳	۲۷	۱۱	۵	۳	۶	۱۴	۱۲	۲۲	۶	۳۰	بد	
دوشنبہ	۲۵	۲۴	۲۸	۱۲	۵	۱	۶	۱۳	۱۲	۲۱	۶	۲۹	بد	
سہ شنبہ	۲۶	۲۵	۲۹	۱۳	۵	۱	۶	۱۳	۱۲	۲۱	۶	۲۹	بد	
چہارشنبہ	۲۷	۲۶	۲۹	۱۴	۵	۰	۶	۱۴	۱۲	۲۱	۶	۳۰	بد	ریورتی کارتی زہرہ عطارد میں
پنجشنبہ	۲۸	۲۷	۳۱	اماس	۴	۵۹	۶	۱۱	۱۲	۲۰	۶	۲۹	بد	اماس ●
جمعہ	۲۹	۲۸	یکم اپریل	یکم چیت سمبت	۴	۵۸	۶	۱۰	۱۲	۲۰	۶	۳۰	بد	
شنبہ	۳۰	۲۹	۲	۲	۴	۵۸	۶	۱۰	۱۲	۲۰	۶	۳۰	بد	چاند رات

یادداشت	واقعات مشہورہ	کیفیت تعطیلات
۱ آغاز سال ۱۳۵۷ہجری	وفات حضرت عمر ابن الخطاب خلیفہ دوم رضؓ	بارہ یوم کی تعطیل عام عشرہ شریف ایک یوم کی تعطیل عام [illegible]
۲	درود امام حسین علیہ السلام بکربلائے معلّیٰ (ارشاد مفیدؒ)	،، ،،
۳	درود عمر ابن سعد بکربلائے معلّیٰ (ارشاد مفید)	،، ،،
۴		،، ،،
۵	وفات حضرت خواجہ فرید الدین گنج شکر	،، ،،
۶		،، ،،
۷ [illegible]	حضرت امام حسینؑ پر پانی بند کر دیا گیا (ارشاد مفیدؒ)	،، ،،
۸ ولادت ہز رائل ہائینس پرنس آف برار شہزادہ		،، ،،
۹	یوم تاسوعا	،، ،،
۱۰	یوم عاشورا شہادت حضرت امام حسین علیہ السلام	،، ،،
۱۱	وفات حضرت آدمؑ (تقویم المحسنین)	،، ،،
۱۲	سیوم شہدائے کربلائے معلّیٰ	،، ،، دو یوم کی تعطیل عام ہر ایک [illegible]
۱۳		،، ،،
۱۴	وفات ابو الحسن مالکیؒ	
۱۵		
۱۶		
۱۷	وفات حضرت شاہ ابو الرضا محمدؒ	[illegible]
۱۸		ایک یوم کی تعطیل خاص جشن [illegible] پاریاں ایک یوم کی
۱۹ وفات حضرت مولانا محمد درویشؒ		ایک یوم کی تعطیل [illegible] خاص [illegible] اورنگ آباد کے لیے
۲۰		
۲۱		
۲۲	وفات شیخ طوسیؒ	
۲۳		
۲۴		
۲۵	شہادت حضرت امام زین العابدین علیہ السلام	
۲۶		
۲۷		
۲۸		
۲۹ آغاز سال شک ۱۸۶۰	وفات حضرت شاہ ولی اللہ صاحب محدث دہلویؒ	ایک یوم کی تعطیل عام اگادی آغاز سال شک ۱۸۶۰
۳۰ میلہ مشیر آباد		

اندلہ اصفر بین آئینہ

روز	صفر المظفر ۱۳۵۷ھ	اردیبہشت خرداد ۱۳۱۷	اپریل مئی ۱۹۳۸ء	بیساکھ جیٹھ ۱۹۹۵	ابتدائے صبح گھنٹہ	ابتدائے صبح منٹ	طلوع آفتاب گھنٹہ	طلوع آفتاب منٹ	نصف النہار آفتاب گھنٹہ	نصف النہار آفتاب منٹ	غروب آفتاب گھنٹہ	غروب آفتاب منٹ	سعد و نحس ایام	تحویل سیارگان
یکشنبہ	۱	۳۰	۳	۳	۴	۵۶	۶	۹	۱۲	۱۹	۶	۲۹	نحس اکبر	
دوشنبہ	۲	۳۱	۴	۴	۴	۵۶	۶	۸	۱۲	۱۹	۶	۳۰	بد	آفتاب و قمر میں تثلیث
سہ شنبہ	۳	خرداد	۵	۵	۴	۵۵	۶	۸	۱۲	۱۹	۶	۳۰	بد	
چہارشنبہ	۴	۲	۶	۶	۴	۵۴	۶	۷	۱۲	۱۹	۶	۳۱	بد	
پنجشنبہ	۵	۳	۷	۷	۴	۵۳	۶	۶	۱۲	۱۸	۶	۳۰	نحس	
جمعہ	۶	۴	۸	۸	۴	۵۲	۶	۵	۱۴	۱۸	۶	۳۱	بد	قمر برج سرطان میں داخل
شنبہ	۷	۵	۹	۹/۱۰	۴	۵۲	۶	۵	۱۲	۱۸	۶	۳۱	بد	زحل و قمر میں نظر تثلیث ہوگی
یکشنبہ	۸	۶	۱۰	۱۱	۴	۵۰	۶	۳	۱۲	۱۷	۶	۳۱	بد	
دوشنبہ	۹	۷	۱۱	۱۲	۴	۵۰	۶	۳	۱۲	۱۷	۶	۳۱	بد	
سہ شنبہ	۱۰	۸	۱۲	۱۳	۴	۴۹	۶	۲	۱۲	۱۷	۶	۳۲	نحس اکبر	
چہارشنبہ	۱۱	۹	۱۳	۱۴	۴	۴۸	۶	۱	۱۲	۱۷	۶	۳۳	بد	اسونی کارتی شمس برج شرف میں داخل ۱۹/۱۴
پنجشنبہ	۱۲	۱۰	۱۴	پورنم	۴	۴۷	۶	۰	۱۲	۱۶	۶	۳۲	بد	پورنم ●
جمعہ	۱۳	۱۱	۱۵	یکم جیٹھ	۴	۴۶	۵	۵۹	۱۲	۱۶	۶	۳۳	نحس	مریخ برج ثور میں داخل
شنبہ	۱۴	۱۲	۱۶	۲	۴	۴۶	۵	۵۹	۱۲	۱۶	۶	۳۳	بد	قمر و عطارد ۵۲ پر زحل مشرق میں طلوع ہوگا
یکشنبہ	۱۵	۱۳	۱۷	۳	۴	۴۵	۵	۵۹	۱۲	۱۶	۶	۳۳	بد	
دوشنبہ	۱۶	۱۴	۱۸	۴	۴	۴۳	۵	۵۷	۱۲	۱۵	۶	۳۳	نحس	
سہ شنبہ	۱۷	۱۵	۱۹	۵	۴	۴۳	۵	۵۷	۱۲	۱۵	۶	۳۳	بد	آفتاب اور قمر میں نظر تثلیث ہوگی
چہارشنبہ	۱۸	۱۶	۲۰	۵	۴	۴۲	۵	۵۶	۱۲	۱۵	۶	۳۴	بد	
پنجشنبہ	۱۹	۱۷	۲۱	۶	۴	۴۲	۵	۵۶	۱۲	۱۵	۶	۳۴	بد	
جمعہ	۲۰	۱۸	۲۲	۷	۴	۴۱	۵	۵۵	۱۲	۱۵	۶	۳۵	نحس اکبر	
شنبہ	۲۱	۱۹	۲۳	۸	۴	۴۰	۵	۵۴	۱۲	۱۴	۶	۳۴	نحس	زہرہ برج ثور میں داخل
یکشنبہ	۲۲	۲۰	۲۴	۹	۴	۳۹	۵	۵۳	۱۲	۱۴	۶	۳۵	بد	
دوشنبہ	۲۳	۲۱	۲۵	۱۰	۴	۳۹	۵	۵۳	۱۲	۱۴	۶	۳۵	بد	
سہ شنبہ	۲۴	۲۲	۲۶	۱۱	۴	۳۸	۵	۵۳	۱۲	۱۴	۶	۳۵	نحس	
چہارشنبہ	۲۵	۲۳	۲۷	۱۲	۴	۳۸	۵	۵۲	۱۲	۱۴	۶	۳۶	نحس	بہرنی کارتی عطارد حوت میں داخل
پنجشنبہ	۲۶	۲۴	۲۸	۱۳	۴	۳۶	۵	۵۱	۱۲	۱۳	۶	۳۵	بد	
جمعہ	۲۷	۲۵	۲۹	۱۴	۴	۳۵	۵	۵۰	۱۲	۱۳	۶	۳۶	بد	
شنبہ	۲۸	۲۶	۳۰	اماس	۴	۳۵	۵	۵۰	۱۲	۱۲	۶	۳۶	بد	اماس ●
یکشنبہ	۲۹	۲۷	یکم مئی	[illegible]	۴	۳۴	۵	۴۹	۱۲	۱۳	۶	۳۷	بد	چاند رات

یادداشت	واقعات مشہورہ	کیفیت تعطیلات
۱	ورود حرائے شہدائے کربلائے معلیٰ بدمشق (تقویم المحسنین)	
۲	شہادت حضرت عمار یاسر رض ۔ وفات حضرت حافظ جمال اللہ صاحب رح	
۳	خانہ کعبہ میں آگ لگائی گئی (تواریخ الشرعیہ)	
۴	وفات حضرت خواجہ میر درد دہلوی رح	
۵	وفات حضرت مولانا یعقوب صرفی رح	
۶		ایکیوم کی تعطیل عام سری رام نومی
۷	ولادت حضرت امام موسیٰ کاظم علیہ السلام	
۸		
۹	وفات حضرت میر ابوالعلیٰ رح	
۱۰		
۱۱	وفات حضرت سلمان فارسی رح	
۱۲	وفات حضرت شاہ عبدالرحیم رح	
۱۳	تیرہ تیزی	[illegible]
۱۴	وفات حضرت میاں کالے صاحب دہلوی رح	ایکیوم کی تعطیل عرس حضرت شمس عالم حسینی صاحب قدس سرہٗ
۱۵		
۱۶		
۱۷	شہادت حضرت امام رضا علیہ السلام (لوح الاحزان)	
۱۸	شہادت حضرت شیخ اویس قرنی ؓ وفات نور النساء بیگم محل نواب	
۱۹	[illegible]	
۲۰	یوم اربعین و ورود اہل بیت نبوی بمدینہ منورہ	ایکیوم کی تعطیل عام اربعین
۲۱		
۲۲	وفات حضرت شاہ غلام علی ؒ	
۲۳	وفات حضرت ابوالقاسم گرگانی رح وفات حضرت شاہ ضیاء لکھنؤ	
۲۴	وفات حضرت مولانا شاہ وحیدالزماں فرنگی محل لکھنؤ	
۲۵	آخری چہار شنبہ	ایکیوم کی تعطیل عام آخری چہار شنبہ
۲۶		
۲۷	وفات حضرت کبیر یحییٰ رح	
۲۸	وفات جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم و شہادت جناب امام حسن علیہ السلام	ایکیوم کی تعطیل عرس حضرت شاہ سید فضل بابا قدس سرہٗ [illegible]
۲۹	شب ہجرت جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم	

ماہ ربیع آب روان

روز	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	ابتدائے صبح گھنٹہ	ابتدائے صبح منٹ	طلوع آفتاب گھنٹہ	طلوع آفتاب منٹ	نصف النہار آفتاب گھنٹہ	نصف النہار آفتاب منٹ	غروب آفتاب گھنٹہ	غروب آفتاب منٹ	[illegible]	تحویل سیارگان
دوشنبہ	۱	۲۸	۲	۲/۳	۴	۳۴	۵	۴۹	۱۲	۱۳	۶	۳۷	نیک	عطارد جاعت سے مستقیم ہوگا
سہ شنبہ	۲	۲۹	۳	۴	۴	۳۳	۵	۴۸	۱۲	۱۳	۶	۳۸	بد	
چہارشنبہ	۳	۳۰	۴	۵	۴	۳۲	۵	۴۸	۱۲	۱۳	۶	۳۸	نحس	
پنجشنبہ	۴	۳۱	۵	۶	۴	۳۲	۵	۴۸	۱۲	۱۳	۶	۳۸	نحس اکبر	برج قمر سرطان میں داخل
جمعہ	۵	تیر	۶	۷	۴	۳۱	۵	۴۷	۱۲	۱۳	۶	۳۹	نحس	
شنبہ	۶	۲	۷	۸	۴	۳۰	۵	۴۶	۱۲	۱۳	۶	۳۸	نیک	زحل عطارد کا برج حوت میں قران ہوگا
یکشنبہ	۷	۳	۸	۹	۴	۲۹	۵	۴۶	۱۲	۱۲	۶	۳۸	نیک	
دوشنبہ	۸	۴	۹	۱۰	۴	۲۸	۵	۴۵	۱۲	۱۲	۶	۳۹	بد	
سہ شنبہ	۹	۵	۱۰	۱۱	۴	۲۸	۵	۴۵	۱۲	۱۲	۶	۳۹	نیک	کرتیکا کارتی قمر اور مریخ میں تثلیث ہوگی
چہارشنبہ	۱۰	۶	۱۱	۱۲	۴	۲۷	۵	۴۴	۱۲	۱۲	۶	۴۰	نحس اکبر	
پنجشنبہ	۱۱	۷	۱۲	۱۳	۴	۲۷	۵	۴۴	۱۲	۱۲	۶	۴۰	نیک	
جمعہ	۱۲	۸	۱۳	۱۴	۴	۲۶	۵	۴۴	۱۲	۱۲	۶	۴۰	نیک	مشتری اور قمر میں تثلیث ہوگی
شنبہ	۱۳	۹	۱۴	پورنم	۴	۲۶	۵	۴۳	۱۲	۱۲	۶	۴۱	نحس	عقرب [illegible] شمس برج ثور میں [illegible] پر پورنم
یکشنبہ	۱۴	۱۰	۱۵	یکم بیساکھ	۴	۲۵	۵	۴۳	۱۲	۱۲	۶	۴۱	نیک	آفتاب و قمر میں نظر مقابلہ ہوگا
دوشنبہ	۱۵	۱۱	۱۶	۱/۲	۴	۲۵	۵	۴۳	۱۲	۱۲	۶	۴۱	نیک	
سہ شنبہ	۱۶	۱۲	۱۷	۳	۴	۲۵	۵	۴۳	۱۲	۱۲	۶	۴۲	نحس	
چہارشنبہ	۱۷	۱۳	۱۸	۴	۴	۲۴	۵	۴۲	۱۲	۱۲	۶	۴۲	نیک	
پنجشنبہ	۱۸	۱۴	۱۹	۵	۴	۲۴	۵	۴۲	۱۲	۱۲	۶	۴۳	نیک	
جمعہ	۱۹	۱۵	۲۰	۶	۴	۲۳	۵	۴۱	۱۲	۱۲	۶	۴۳	نیک	زہرہ اور مشتری تثلیث ہوگی
شنبہ	۲۰	۱۶	۲۱	۷	۴	۲۳	۵	۴۱	۱۲	۱۲	۶	۴۳	نحس اکبر	
یکشنبہ	۲۱	۱۷	۲۲	۸	۴	۲۲	۵	۴۱	۱۲	۱۲	۶	۴۵	نحس	
دوشنبہ	۲۲	۱۸	۲۳	۹	۴	۲۳	۵	۴۱	۱۲	۱۳	۶	۴۵	نیک	زحل اور قمر میں قران
سہ شنبہ	۲۳	۱۹	۲۴	۱۰	۴	۲۳	۵	۴۱	۱۲	۱۳	۶	۴۵	نیک	روہنی کارتی
چہارشنبہ	۲۴	۲۰	۲۵	۱۱	۴	۲۲	۵	۴۱	۱۲	۱۳	۶	۴۵	نحس	
پنجشنبہ	۲۵	۲۱	۲۶	۱۲	۴	۲۲	۵	۴۱	۱۲	۱۳	۶	۴۵	نحس	
جمعہ	۲۶	۲۲	۲۷	۱۳	۴	۲۱	۵	۴۰	۱۲	۱۳	۶	۴۶	نیک	
شنبہ	۲۷	۲۳	۲۸	۱۴	۴	۲۱	۵	۴۰	۱۲	۱۳	۶	۴۶	نیک	مریخ داخل جوزا
یکشنبہ	۲۸	۲۴	۲۹	اماس	۴	۲۰	۵	۴۰	۱۲	۱۳	۶	۴۶	نیک	اماس ●
دوشنبہ	۲۹	۲۵	۳۰	یکم جیٹھ	۴	۲۰	۵	۳۹	۱۳	۱۳	۶	۴۷	نیک	مریخ غروب چاندرات

	یادداشت	واقعات مشہورہ	کیفیت تعطیلات
۱		ہجرت جناب رسول خدا ؐ بجانب مدینہ منورہ (مصباح طوسی)	اکثر تیاد فتر صدر محاسبی صبح کا ہوگا
۲		وفات حضرت خواجہ بہاؤالدین نقشبندی رح	
۳		۵ یوم بعد بعثت	
۴		برآمدن جناب رسول خدا ؐ از غار ثور و روانہ شدن بجانب	
۵		وفات جناب سکینہ علیہا السلام بنت جناب امام حسین ؑ (تہذیب الاسماء)	ایکیوم کی تعطیل عام فاتحہ حضرت امام حسن مجتبیٰ علیہ السلام
۶		ولادت حضرت مولانا جلال الدین رومی رح	تین یوم کی تعطیل عرس حضرت خواجہ منتجب الدین صاحب عرس خاص دفاتر اورنگ آباد
۷		وفات صدر العلماء مولانا مولوی سید غلام حسین صاحب قبلہ اعلیٰ حیدرآباد دکن	" " ایکیوم کی تعطیل عرس حضرت ابوالفیض صاحب خاص دفاتر بیدر
۸		شہادت جناب امام حسن عسکری علیہ السلام (بحارالانوار)	" "
۹		عید زہرا ؑ قتل عمر ابن سعد (عید نہم اہل تشیع حضرات کو مبارک)	ایکیوم کی تعطیل خاص فرقہ شیعہ کیلئے بغرض عید نہم
۱۰		وفات حضرت عبدالمطلب ؑ۔ عقد جناب رسول خدا ؐ با جناب	خدیجہ (مصباح طوسی)
۱۱			دو یوم کی تعطیل عام دوازدہم شریف
۱۲	(ولادت ووصال جناب	رسول خدا ؐ بقولی (عید میلاد النبی اہل اسلام کو مبارک)	" " "
۱۳			ایک یوم کی تعطیل عام یادگار تقریب واپسی رقبہ رزیڈنسی
۱۴		مرگ یزید ابن معاویہ (مصباح طوسی)	
۱۵		ولادت حضرت ابوبکر صدیق رض	
۱۷		ولادت جناب رسول خدا ؐ و جناب امام جعفر صادق علیہ السلام (بحار	
۱۸		وفات شیخ زاہد قدس سرہٗ	
۱۹			
۲۰			
۲۱			
۲۲			
۲۳			ایک یوم کی تعطیل عام یادگار سالگرہ کوئن وکٹوریہ قیصرۂ ہند
۲۴		وفات حضرت شیخ کلیم اللہ جہاں آبادی	
۲۵		مصالحت جناب امام حسن علیہ السلام با معاویہ	
۲۶			
۲۷		ولادت نواب مہدی جنگ بہادر	
۲۸			
۲۹		وفات نواب مختار الملک سرسالار جنگ اول مرحوم و مغفور	

روز	ربیع الثانی ۱۳۵۷ہجری	امرداد	انگریزی	پنچانگ	ابتدائے صبح گھنٹہ	ابتدائے صبح منٹ	طلوع آفتاب گھنٹہ	طلوع آفتاب منٹ	نصف النہار آفتاب گھنٹہ	نصف النہار آفتاب منٹ	غروب آفتاب گھنٹہ	غروب آفتاب منٹ	سعد و نحس ایام	تحویل سیارگان
سہ شنبہ	۱	۲۶	۳۱	۲	۴	۱۹	۵	۳۹	۱۲	۱۳	۶	۴۷	نحس اکبر	
چہارشنبہ	۲	۲۷	جون ۱	۳	۴	۲۰	۵	۴۰	۱۲	۱۴	۶	۴۸	نیک	زہرہ مریخ میں قران۔ قمر برج سرطان میں
پنجشنبہ	۳	۲۸	۲	۴	۴	۲۰	۵	۴۰	۱۲	۱۴	۶	۴۸	نحس	
جمعہ	۴	۲۹	۳	۵/۶	۴	۲۰	۵	۴۰	۱۲	۱۴	۶	۴۸	نیک	عطارد مشرق میں غروب
شنبہ	۵	۳۰	۴	۷	۴	۱۹	۵	۴۰	۱۲	۱۴	۶	۴۸	نحس	
یکشنبہ	۶	۳۱	۵	۸	۴	۱۹	۵	۴۰	۱۲	۱۴	۶	۴۹	نیک	
دوشنبہ	۷	امرداد	۶	۹	۴	۱۹	۵	۳۹	۱۲	۱۴	۶	۵۰	نیک	
سہ شنبہ	۸	۲	۷	۱۰	۴	۱۹	۵	۴۰	۱۲	۱۵	۶	۵۰	نیک	گیسر الکارتی زحل اور مریخ میں نظر تربیع
چہارشنبہ	۹	۳	۸	۱۱	۴	۱۹	۵	۴۰	۱۲	۱۵	۶	۵۰	نیک	
پنجشنبہ	۱۰	۴	۹	۱۲	۴	۱۹	۵	۴۰	۱۲	۱۵	۶	۵۰	نیک	
جمعہ	۱۱	۵	۱۰	۱۳	۴	۱۹	۵	۴۰	۱۲	۱۵	۶	۵۰	نحس اکبر	
شنبہ	۱۲	۶	۱۱	۱۴	۴	۱۹	۵	۴۰	۱۲	۱۵	۶	۵۱	نیک	
یکشنبہ	۱۳	۷	۱۲	پورنم	۴	۲۰	۵	۴۱	۱۲	۱۶	۶	۵۱	نحس	پورنم ●
دوشنبہ	۱۴	۸	۱۳	یکم جیٹھ	۴	۲۰	۵	۴۱	۱۲	۱۶	۶	۵۲	نیک	زہرہ قمر میں تثلیث
سہ شنبہ	۱۵	۹	۱۴	۱	۴	۱۹	۵	۴۰	۱۲	۱۶	۶	۵۲	نیک	آفتاب برج جوزا میں داخل ہوگا ۲۶/۴۹
چہارشنبہ	۱۶	۱۰	۱۵	۲	۴	۱۹	۵	۴۰	۱۲	۱۶	۶	۵۲	نحس	
پنجشنبہ	۱۷	۱۱	۱۶	۳	۴	۱۹	۵	۴۰	۱۲	۱۶	۶	۵۳	نیک	
جمعہ	۱۸	۱۲	۱۷	۴	۴	۲۰	۵	۴۱	۱۲	۱۷	۶	۵۳	نیک	زہرہ اور قمر میں نظر مقابلہ ہوگا
شنبہ	۱۹	۱۳	۱۸	۵	۴	۲۰	۵	۴۱	۱۲	۱۷	۶	۵۳	نیک	
یکشنبہ	۲۰	۱۴	۱۹	۶	۴	۲۰	۵	۴۱	۱۲	۱۷	۶	۵۳	نیک	
دوشنبہ	۲۱	۱۵	۲۰	۷	۴	۲۰	۵	۴۱	۱۲	۱۷	۶	۵۳	بد	
سہ شنبہ	۲۲	۱۶	۲۱	۸	۴	۲۰	۵	۴۱	۱۲	۱۷	۶	۵۴	نیک	اور دراکمارتی مشتری الٹی ہوگی
چہارشنبہ	۲۳	۱۷	۲۲	۹	۴	۲۱	۵	۴۲	۱۲	۱۸	۶	۵۴	نیک	
پنجشنبہ	۲۴	۱۸	۲۳	۱۰	۴	۲۱	۵	۴۲	۱۲	۱۸	۶	۵۴	نحس	
جمعہ	۲۵	۱۹	۲۴	۱۱	۴	۲۱	۵	۴۲	۱۲	۱۸	۶	۵۴	نحس	قمر برج ثور میں داخل
شنبہ	۲۶	۲۰	۲۵	۱۲	۴	۲۱	۵	۴۲	۱۲	۱۸	۶	۵۵	نیک	
یکشنبہ	۲۷	۲۱	۲۶	۱۳/۱۴	۴	۲۲	۵	۴۳	۱۲	۱۹	۶	۵۵	نیک	زہرہ اور قمر میں تثلیث
دوشنبہ	۲۸	۲۲	۲۷	اماوس	۴	۲۲	۵	۴۳	۱۲	۱۹	۶	۵۵	نحس اکبر	اماوس ●
سہ شنبہ	۲۹	۲۳	۲۸	[illegible]	۴	۲۲	۵	۴۳	۱۲	۱۹	۶	۵۵	نیک	
چہارشنبہ	[illegible]	۲۴	۲۹	۱	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	۱۹	۶	۵۴	نیک	زہرہ اور قمر میں قران۔ زحل اور قمر میں نظر تسدیس ہوگی

	یادداشت	واقعات مشہورہ	کیفیت تعطیلات
۱			
۲		ولادت حضرت عمر فاروق رضؓ	
۳			
۴			
۵			
۶		وفات حضرت پیر شریعت علامہ رح	ایکیوم کی تعطیل عام یادگار سالگرہ حضرت غفران مکان رح
۷		وفات حضرت امام مالک رح	
۸			
۹			[illegible]
۱۰		ولادت حضرت امام حسن عسکری عم (مصباح طوسی)	ایکیوم کی تعطیل عرس حضرت زین الدین صاحب گنج شکن رح خانقاہ آثار
۱۱		ولادت حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی رح	ایکیوم کی تعطیل عام یازدہم شریف
۱۲		وفات شیخ محی الدین عربی رح	
۱۳			
۱۴		وفات حضرت خواجہ شریف الدین ابو اسحاق شامی رح	
۱۵			
۱۶		وفات حضرت ابوالقاسم شوستری رح	
۱۷		وفات حضرت پیران پیر رض	
۱۸		وفات حضرت نظام الدین اولیا رح	
۱۹		وفات حضرت ملا عبدالرحمن جامی رح	
۲۰			
۲۱		ولادت حضرت ابوبکر صدیق رض	
۲۲			
۲۳			
۲۴			
۲۵			
۲۶		ولادت حضرت عثمان غنی رض	
۲۷			
۲۸			
۲۹			
۳۰			

روز	جمادی الاول ۱۳۵۷ھ	امرداد ۱۳۴۷ف	جون ۱۹۳۸ء	بکرمی	ابتدائے صبح گھنٹہ	ابتدائے صبح منٹ	طلوع آفتاب گھنٹہ	طلوع آفتاب منٹ	نصف النہار گھنٹہ	نصف النہار منٹ	غروب آفتاب گھنٹہ	غروب آفتاب منٹ	نیک و بد ایام	تحویل سیارگان
پنجشنبہ	۱	۲۵	۳۰	۳	۴	۲۳	۵	۴۴	۱۲	۱۹	۶	۵۴	نیک	
جمعہ	۲	۲۶	جولائی	۴	۴	۲۴	۵	۴۵	۱۲	۲۰	۶	۵۵	نیک	زہرہ اور قمر میں قران
شنبہ	۳	۲۷	۲	۵	۴	۲۴	۵	۴۵	۱۲	۲۰	۶	۵۵	نحس	عطارد سرطان میں
یکشنبہ	۴	۲۸	۳	۶	۴	۲۴	۵	۴۵	۱۲	۲۰	۶	۵۵	بد	
دوشنبہ	۵	۲۹	۴	۷	۴	۲۴	۵	۴۵	۱۲	۲۰	۶	۵۵	نحس	
سہ شنبہ	۶	۳۰	۵	۸	۴	۲۴	۵	۴۵	۱۲	۲۰	۶	۵۵	نیک	پونروسو کارتی
چہارشنبہ	۷	۳۱	۶	۹	۴	۲۴	۵	۴۵	۱۲	۲۰	۶	۵۵	نیک	عقرب ۴۲/۵۶
پنجشنبہ	۸	شہریور	۷	۱۰	۴	۲۶	۵	۴۶	۱۲	۲۱	۶	۵۶	نیک	عقرب۔ عطارد مغرب میں طلوع
جمعہ	۹	۲	۸	۱۱	۴	۲۶	۵	۴۶	۱۲	۲۱	۶	۵۶	نیک	
شنبہ	۱۰	۳	۹	۱۲	۴	۲۶	۵	۴۷	۱۲	۲۱	۶	۵۵	نحس اکبر	عقرب خارج
یکشنبہ	۱۱	۴	۱۰	۱۳	۴	۲۷	۵	۴۷	۱۲	۲۱	۶	۵۵	نحس اکبر	
دوشنبہ	۱۲	۵	۱۱	۱۴	۴	۲۷	۵	۴۷	۱۲	۲۱	۶	۵۵	نیک	مریخ برج سرطان میں
سہ شنبہ	۱۳	۶	۱۲	پونم	۴	۲۷	۵	۴۷	۱۲	۲۱	۶	۵۵	نحس	پونم ●
چہارشنبہ	۱۴	۷	۱۳	[illegible]	۴	۲۷	۵	۴۷	۱۲	۲۱	۶	۵۵	بد	
پنجشنبہ	۱۵	۸	۱۴	۳	۴	۲۹	۵	۴۹	۱۲	۲۲	۶	۵۵	نیک	
جمعہ	۱۶	۹	۱۵	۳	۴	۲۹	۵	۴۹	۱۲	۲۲	۶	۵۵	نحس	
شنبہ	۱۷	۱۰	۱۶	۴	۴	۳۰	۵	۴۹	۱۲	۲۲	۶	۵۵	نیک	شمس برج سرطان میں داخل
یکشنبہ	۱۸	۱۱	۱۷	۵	۴	۳۰	۵	۵۰	۱۲	۲۲	۶	۵۴	نیک	
دوشنبہ	۱۹	۱۲	۱۸	۶	۴	۳۱	۵	۵۰	۱۲	۲۲	۶	۵۴	نیک	
سہ شنبہ	۲۰	۱۳	۱۹	۷	۴	۳۱	۵	۵۰	۱۲	۲۲	۶	۵۴	نیک	پوستیا کارتی
چہارشنبہ	۲۱	۱۴	۲۰	۸	۴	۳۲	۵	۵۰	۱۲	۲۲	۶	۵۴	نحس	
پنجشنبہ	۲۲	۱۵	۲۱	۹	۴	۳۲	۵	۵۰	۱۲	۲۲	۶	۵۴	نیک	عطارد داخل اسد
جمعہ	۲۳	۱۶	۲۲	۱۰	۴	۳۲	۵	۵۱	۱۲	۲۲	۶	۵۳	نیک	قمر داخل شرف
شنبہ	۲۴	۱۷	۲۳	۱۱	۴	۳۳	۵	۵۱	۱۲	۲۲	۶	۵۳	نحس	
یکشنبہ	۲۵	۱۸	۲۴	۱۲	۴	۳۳	۵	۵۱	۱۲	۲۲	۶	۵۳	نحس	شمس اور قمر میں تثلیث
دوشنبہ	۲۶	۱۹	۲۵	۱۳	۴	۳۴	۵	۵۲	۱۲	۲۲	۶	۵۲	نیک	عطارد و قمر و زہرہ میں نظر تثلیث
سہ شنبہ	۲۷	۲۰	۲۶	۱۴	۴	۳۴	۵	۵۲	۱۲	۲۲	۶	۵۲	نیک	
چہارشنبہ	۲۸	۲۱	۲۷	اماس	۴	۳۵	۵	۵۲	۱۲	۲۲	۶	۵۲	نحس اکبر	اماس ●
پنجشنبہ	۲۹	۲۲	۲۸	[illegible]	۴	۳۵	۵	۵۳	۱۲	۲۲	۶	۵۱	نیک	چاندرات

	یادداشت	واقعات مشہورہ	کیفیت تعطیلات
۱			
۲		وفات حضرت شیخ علی متقی گجراتی	
۳			
۴			
۵			
۶			
۷			
۸			
۹		وفات حضرت نجم الدین کبری رح	اشاڑہ ایکادشی دفتر صدر محاسبی صبح کا ہوگا
۱۰			
۱۱			
۱۲			
۱۳		وفات حضرت شیخ ناظر قدس سرہٗ	ایکیوم کی تعطیل عرس حضرت جمال بہار صاحب خاص فاتحہ خوانی کیلئے
۱۴			ایکیوم کی تعطیل خاص فرقہ مہدویہ کیلئے بغرض میلاد ذریعہ حضرت محمد مہدی
۱۵		وفات جناب امام زین العابدین علیہ السلام (مصباح طوسی)	[illegible]
۱۶		وفات حضرت سلطان ابراہیم ادہم رح	
۱۷			
۱۸		وفات حضرت شیخ بدیع الدین شاہ مدار رح	
۱۹			
۲۰			
۲۱			
۲۲			
۲۳			
۲۴		وفات حضرت قاسم ابن حضرت ابوبکر صدیق رضؓ	
۲۵		وفات حضرت شاہ غلام امام صاحب رح	
۲۶			
۲۷			
۲۸			
۲۹		وفات حضرت مولانا جمال الدین صاحب رح	

روز	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	ابتدائے صبح گھنٹہ	ابتدائے صبح منٹ	طلوع آفتاب گھنٹہ	طلوع آفتاب منٹ	نصف النہار آفتاب گھنٹہ	نصف النہار آفتاب منٹ	غروب آفتاب گھنٹہ	غروب آفتاب منٹ	سعد و نحس	تحویل سیارگان
جمعہ	۱	۲۳	۲۹	۳	۴	۳۵	۵	۵۳	۱۳	۲۳	۶	۵۱	نحس اکبر	زحل رجاعت ... داخل
شنبہ	۲	۲۴	۳۰	۴	۴	۳۶	۵	۵۳	۱۲	۲۳	۶	۵۱	نیک	
یکشنبہ	۳	۲۵	۳۱	۵	۴	۳۶	۵	۵۴	۱۲	۲۳	۶	۵۰	نحس	زحل قمر میں تسدیس
دوشنبہ	۴	۲۶	اگست	۶	۴	۳۷	۵	۵۴	۱۲	۲۳	۶	۵۰	نیک	
سہ شنبہ	۵	۲۷	۲	۷	۴	۳۷	۵	۵۴	۱۲	۲۲	۶	۵۰	نحس	اسیشیا کارتی برج سنبلہ اور میں زہرہ داخل
چہارشنبہ	۶	۲۸	۳	۸	۴	۳۸	۵	۵۵	۱۲	۲۲	۶	۴۹	نیک	
پنجشنبہ	۷	۲۹	۴	۹	۴	۳۸	۵	۵۵	۱۲	۲۲	۶	۴۹	نیک	قمر در عقرب ۱/۱۵
جمعہ	۸	۳۰	۵	۱۰	۴	۳۹	۵	۵۶	۱۲	۲۳	۶	۴۸	نیک	
شنبہ	۹	۳۱	۶	۱۱	۴	۴۰	۵	۵۶	۱۲	۲۳	۶	۴۸	نیک	رجعت عطارد
یکشنبہ	۱۰	مہر	۷	۱۲	۴	۴۰	۵	۵۶	۱۲	۲۲	۶	۴۸	نیک	راس میزان میں ذنب حمل میں داخل
دوشنبہ	۱۱	۲	۸	۱۳	۴	۴۱	۵	۵۶	۱۲	۲۲	۶	۴۷	نحس اکبر	
سہ شنبہ	۱۲	۳	۹	۱۳	۴	۴۰	۵	۵۶	۱۲	۲۲	۶	۴۶	نحس اکبر	
چہارشنبہ	۱۳	۴	۱۰	۱۴	۴	۴۱	۵	۵۶	۱۲	۲۲	۶	۴۶	نحس	عطارد مغرب میں غروب
پنجشنبہ	۱۴	۵	۱۱	پورنم	۴	۴۱	۵	۵۷	۱۲	۲۱	۶	۴۵	نیک	پورنم ●
جمعہ	۱۵	۶	۱۲	بکرمی بدی [illegible]	۴	۴۲	۵	۵۷	۱۲	۲۱	۶	۴۵	نیک	
شنبہ	۱۶	۷	۱۳	۲	۴	۴۳	۵	۵۸	۱۲	۲۱	۶	۴۴	نحس	
یکشنبہ	۱۷	۸	۱۴	۳	۴	۴۳	۵	۵۸	۱۲	۲۱	۶	۴۴	نیک	
دوشنبہ	۱۸	۹	۱۵	۴	۴	۴۳	۵	۵۸	۱۲	۲۰	۶	۴۳	نیک	زحل اور زہرہ میں نظر مقابلہ ہوگا
سہ شنبہ	۱۹	۱۰	۱۶	۵	۴	۴۳	۵	۵۸	۱۲	۲۰	۶	۴۲	نیک	مگر کارتی شمس داخل برج اسد [illegible]
چہارشنبہ	۲۰	۱۱	۱۷	۶	۴	۴۴	۵	۵۹	۱۲	۲۰	۶	۴۱	نیک	
پنجشنبہ	۲۱	۱۲	۱۸	۷	۴	۴۴	۵	۵۹	۱۲	۲۰	۶	۴۱	نحس	قمر داخل شرف
جمعہ	۲۲	۱۳	۱۹	۸	۴	۴۵	۵	۵۹	۱۲	۲۰	۶	۴۱	نیک	
شنبہ	۲۳	۱۴	۲۰	۹/۱۰	۴	۴۴	۶	۵۹	۱۲	۱۹	۶	۳۹	نیک	
یکشنبہ	۲۴	۱۵	۲۱	۱۱	۴	۴۵	۶	۵۹	۱۲	۱۹	۶	۳۹	نحس	شمس اور مشتری میں نظر مقابلہ
دوشنبہ	۲۵	۱۶	۲۲	۱۲	۴	۴۵	۶	۵۹	۱۲	۱۹	۶	۳۹	نحس	
سہ شنبہ	۲۶	۱۷	۲۳	۱۳	۴	۴۶	۶	۰	۱۲	۱۹	۶	۳۹	نیک	
چہارشنبہ	۲۷	۱۸	۲۴	۱۳	۴	۴۶	۶	۰	۱۲	۱۸	۶	۳۸	نیک	
پنجشنبہ	۲۸	۱۹	۲۵	اماوس	۴	۴۶	۶	۰	۱۲	۱۸	۶	۳۶	نیک	اماوس ●
جمعہ	۲۹	۲۰	۲۶	اکم بھادوں	۴	۴۷	۶	۱	۱۲	۱۸	۶	۳۵	نیک	عطارد مشرق میں طلوع ہوگا چاند رات

صمصام شیرازی — آتشکدہ ... گدازان بر سنگ ...

تاریخ	یادداشت	واقعات مشہورہ	کیفیت تعطیلات
۱		وفات حضرت خواجہ ابو احمد ابدال چشتی رح	
۲		ولادت حضرت شاہ عبد الرشید رح	
۳		وفات حضرت فاطمہ سلام اللہ علیہا (مصباح طوسیؒ)	ناگت پنجمی دفتر صدر محاسبی صبح کا ہوگا
۴			
۵		وفات حضرت مولانا جلال الدین رومی رح	
۶		وفات حضرت مولانا نیاز احمد صاحب بریلوی رح	
۷			
۸			
۹		وفات حضرت خواجہ شمس الدین ترک پانی پتی رح	
۱۰		وفات حضرت سید محمد عالی رح	
۱۱		ولادت امام اعظم ابو حنیفہ رح	
۱۲			
۱۳			ایکروم کی تعطیل عام راکھی پونم
۱۴		وفات حضرت امام غزالی رح و وفات حضرت شاہ درگاہی رح	
۱۵		وفات حضرت مخدوم شاہ عبد الحق رح و حضرت سید امیر کلاں رح	
۱۶			
۱۷		وفات حضرت سید الدین کاشغری و وفات مولوی ارشاد حسین نجدی نقشبندی	
۱۸			
۱۹			
۲۰		ولادت حضرت فاطمہ سلام اللہ علیہا (مصباح طوسیؒ)	
۲۱			ایکروم کی تعطیل عام جنم اشٹمی
۲۲		وفات حضرت ابو بکر صدیق رض (صواعق ابن حجر)	ایک یوم کی تعطیل عام فاتحہ خلیفہ اول رض
۲۳		وفات حضرت عبد القدوس گنگوہی رح	
۲۴			
۲۵		وفات حضرت خواجہ باقی باللہ رح	
۲۶		وفات حضرت مولانا فخر الدین صاحب دہلوی رح	
۲۷			
۲۸			
۲۹		ولادت اعلیٰ حضرت سلطان العلوم شہریار دکن و برار خلد اللہ ملکہ	

روز	تاریخ رجب ۱۳۵۶ھ	تاریخ ۱۳۴۶	انگریزی ۱۹۳۷ء	بکرمی ۱۹۹۴	ابتدائے صبح گھنٹہ	ابتدائے صبح منٹ	طلوع آفتاب گھنٹہ	طلوع آفتاب منٹ	انتہائے نصف النہار گھنٹہ	انتہائے نصف النہار منٹ	غروب آفتاب گھنٹہ	غروب آفتاب منٹ	سعد و نحس ایام
شنبہ	۱	۲۱	۲۷	۲	۴	۴۷	۶	۰	۱۲	۱۷	۶	۳۴	نیک
یکشنبہ	۲	۲۲	۲۸	۳	۴	۴۷	۶	۰	۱۲	۱۷	۶	۳۴	نیک
دوشنبہ	۳	۲۳	۲۹	۴	۴	۴۸	۶	۱	۱۲	۱۷	۶	۳۳	نحس
سہ شنبہ	۴	۲۴	۳۰	۵	۴	۴۸	۶	۱	۱۲	۱۷	۶	۳۳	نیک
چہار شنبہ	۵	۲۵	۳۱	۶	۴	۴۸	۶	۱	۱۲	۱۶	۶	۳۱	نحس
پنجشنبہ	۶	۲۶	ستمبر	۷	۴	۴۸	۶	۱	۱۲	۱۶	۶	۳۱	بد
جمعہ	۷	۲۷	۲	۸	۴	۴۹	۶	۲	۱۲	۱۶	۶	۳۰	نیک
شنبہ	۸	۲۸	۳	۹	۴	۴۸	۶	۱	۱۲	۱۵	۶	۲۹	نیک
یکشنبہ	۹	۲۹	۴	۱۰	۴	۴۹	۶	۲	۱۲	۱۵	۶	۲۸	نیک
دوشنبہ	۱۰	۳۰	۵	۱۱	۴	۵۰	۶	۲	۱۲	۱۵	۶	۲۸	نیک
سہ شنبہ	۱۱	یکم [illegible]	۶	۱۲	۴	۵۰	۶	۲	۱۲	۱۴	۶	۲۶	نحس
چہار شنبہ	۱۲	۲	۷	۱۳	۴	۵۰	۶	۳	۱۲	۱۴	۶	۲۵	نحس
پنجشنبہ	۱۳	۳	۸	۱۴	۴	۵۱	۶	۳	۱۲	۱۴	۶	۲۵	نیک
جمعہ	۱۴	۴	۹	پورنم	۴	۵۰	۶	۳	۱۲	۱۳	۶	۲۳	نیک
شنبہ	۱۵	۵	۱۰	[illegible]	۴	۵۱	۶	۳	۱۲	۱۳	۶	۲۳	نیک
یکشنبہ	۱۶	۶	۱۱	۲	۴	۵۱	۶	۳	۱۲	۱۳	۶	۲۳	نحس
دوشنبہ	۱۷	۷	۱۲	۳	۴	۵۱	۶	۳	۱۲	۱۲	۶	۲۱	نیک
سہ شنبہ	۱۸	۸	۱۳	۴	۴	۵۱	۶	۳	۱۲	۱۲	۶	۲۱	بد
چہار شنبہ	۱۹	۹	۱۴	۵	۴	۵۲	۶	۴	۱۲	۱۳	۶	۲۰	نیک
پنجشنبہ	۲۰	۱۰	۱۵	۶	۴	۵۱	۶	۳	۱۲	۱۱	۶	۱۹	نیک
جمعہ	۲۱	۱۱	۱۶	۷	۴	۵۲	۶	۳	۱۲	۱۱	۶	۱۹	نحس
شنبہ	۲۲	۱۲	۱۷	۸	۴	۵۳	۶	۴	۱۲	۱۰	۶	۱۸	نیک
یکشنبہ	۲۳	۱۳	۱۸	۹	۴	۵۲	۶	۳	۱۲	۱۰	۶	۱۷	بد
دوشنبہ	۲۴	۱۴	۱۹	۱۰	۴	۵۳	۶	۴	۱۲	۱۰	۶	۱۶	نیک
سہ شنبہ	۲۵	۱۵	۲۰	۱۱	۴	۵۳	۶	۳	۱۲	۹	۶	۱۵	نحس
چہار شنبہ	۲۶	۱۶	۲۱	۱۲/۱۳	۴	۵۳	۶	۴	۱۲	۹	۶	۱۴	بد
پنجشنبہ	۲۷	۱۷	۲۲	۱۴	۴	۵۴	۶	۴	۱۲	۹	۶	۱۴	نیک
جمعہ	۲۸	۱۸	۲۳	اماس	۴	۵۳	۶	۴	۱۲	۸	۶	۱۲	بد
شنبہ	۲۹	۱۹	۲۴	[illegible]	۴	۵۳	۶	۴	۱۲	۸	۶	۱۲	نیک
یکشنبہ	۳۰	۲۰	۲۵	۲	۴	۵۴	۶	۵	۱۲	۸	۶	۱۱	نیک

روز	تحویل سیارگان
شنبہ (۱)	
یکشنبہ (۲)	
دوشنبہ (۳)	
سہ شنبہ (۴)	پوروا پھلگونی کارتی
چہار شنبہ (۵)	قمر در عقرب ۳۲/۳۰
پنجشنبہ (۶)	زہرہ اور مشتری میں نظر تسدیس
جمعہ (۷)	خارج عقرب ۵۸/۴
شنبہ (۸)	
یکشنبہ (۹)	
دوشنبہ (۱۰)	
سہ شنبہ (۱۱)	
چہار شنبہ (۱۲)	
پنجشنبہ (۱۳)	
جمعہ (۱۴)	مریخ مشتری میں طلوع ہوگا پورنم ●
شنبہ (۱۵)	
یکشنبہ (۱۶)	مشتری و شمس میں مقابلہ ہوگا
دوشنبہ (۱۷)	
سہ شنبہ (۱۸)	اترا پھلگونی کارتی
چہار شنبہ (۱۹)	
پنجشنبہ (۲۰)	
جمعہ (۲۱)	شمس برج سنبلہ میں داخل ۵۶/۳۹
شنبہ (۲۲)	قمر اور زحل میں قران ہوگا
یکشنبہ (۲۳)	مشتری میں داخل ہوگا
دوشنبہ (۲۴)	قمر اور زحل میں نظر تسدیس ہوگی
سہ شنبہ (۲۵)	
چہار شنبہ (۲۶)	
پنجشنبہ (۲۷)	
جمعہ (۲۸)	اماس ●
شنبہ (۲۹)	
یکشنبہ (۳۰)	عطارد برج شرف میں داخل ہوگا چاند رات ☽

	یادداشت	واقعات مشہورہ	کیفیت تعطیلات
۱		ولادت حضرت امام باقر علیہ السلام (مصباح طوسی)	ایکیوم کی تعطیل عام سالگرہ مبارک اعلیحضرت بندگان عالی [illegible]
۲		ولادت حضرت امام علی نقی علیہ السلام	ایکیوم کی تعطیل عام کنیش چیتورتھی
۳		شہادت حضرت امام علی نقی علیہ السلام (مصباح طوسی)	
۴		وفات امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ	
۵		ولادت حضرت امام علی نقی علیہ السلام (مصباح طوسی)	
۶		وفات سلطان الہند خواجہ معین الدین چشتی رحمۃ اللہ علیہ	ایکیوم کی تعطیل عام عرس حضرت خواجہ معین الدین چشتی رح
۷			مہالکشمی اشٹمی دفتر صدر محاسبی صبح کا ہوگا
۸			
۹			
۱۰		ولادت حضرت امام محمد تقی علیہ السلام (مصباح طوسی)	[illegible] ۱۳
۱۱			ایکیوم کی تعطیل عید نوروزہ خاص پارسیوں کے لئے [illegible]
۱۲			
۱۳	عید مبارک	ولادت حضرت امیر علیہ السلام (مصباح طوسی)	ایکیوم کی تعطیل عام ولادت جناب امیر علیہ السلام ایکیوم کی تعطیل عام اننت چتور دشی
۱۴		(احرمہ)	
۱۵		عقد حضرت فاطمہ سلام اللہ علیہا با حضرت امیر علیہ السلام (مصباح)	
۱۶			دو یوم کی تعطیل عرس حضرت خواجہ شمس الدین [illegible]
۱۷	میلر ڈنگم یلی		دو یوم کی تعطیل عرس کوہ شریف [illegible]
۱۸		وفات جناب ابراہیم فرزند جناب رسول خدا (مصباح طوسی)	[illegible]
۱۹			
۲۰			
۲۱			
۲۲		انتقال معاویہ ابن ابوسفیان (مصباح طوسی)	[illegible]
۲۳			ایکیوم کی تعطیل عرس حضرت معشوق ربانی صاحب [illegible]
۲۴			
۲۵		شہادت حضرت امام موسیٰ کاظم علیہ السلام (مصباح طوسی)	
۲۶		وفات حضرت ابوطالب علیہ السلام (مصباح طوسی)	دو یوم کی تعطیل عام شب معراج
۲۷		روز بعثت و شب معراج (بحار الانوار)	" " "
۲۸		روانگی حضرت امام حسین علیہ السلام (اعلام الوریٰ)	سر ورتری امام داشنیا دفتر صدر محاسبی [illegible]
۲۹			ایکیوم کی تعطیل عام یادگار اعلان خود مختاری سلطنت [illegible]
۳۰			

روز	شعبان ۱۳۵۷	[illegible]	[illegible]	[illegible]	ابتدائے صبح گھنٹہ	ابتدائے صبح منٹ	طلوع آفتاب گھنٹہ	طلوع آفتاب منٹ	نصف النہار آفتاب گھنٹہ	نصف النہار آفتاب منٹ	غروب آفتاب گھنٹہ	غروب آفتاب منٹ	سعد و نحس ایام	تحویل سیارگان
دوشنبہ	۱	۲۱	۲۶	۳	۴	۵۳	۶	۴	۱۲	۷	۶	۱۰	نیک	قمر در عقرب ۵/۴۷ داخل
سہ شنبہ	۲	۲۲	۲۷	۴	۴	۵۴	۶	۵	۱۲	۷	۶	۹	نیک	ہشتہ کارتی
چہارشنبہ	۳	۲۳	۲۸	۵	۴	۵۴	۶	۵	۱۲	۷	۶	۹	نحس اکبر	عطارد مشرق میں غروب ہوگا
پنجشنبہ	۴	۲۴	۲۹	۶	۴	۵۳	۶	۴	۱۲	۶	۶	۸	نحس	
جمعہ	۵	۲۵	۳۰	۷	۴	۵۴	۶	۵	۱۲	۶	۶	۷	نیک	
شنبہ	۶	۲۶	اکتوبر	۸	۴	۵۴	۶	۵	۱۲	۶	۶	۷	نیک	
یکشنبہ	۷	۲۷	۲	۸	۴	۵۴	۶	۵	۱۲	۵	۶	۵	نیک	
دوشنبہ	۸	۲۸	۳	۹	۴	۵۵	۶	۵	۱۲	۵	۶	۵	نیک	شمس اور قمر میں تسدیس ہوگی
سہ شنبہ	۹	۲۹	۴	۱۰	۴	۵۵	۶	۶	۱۲	۵	۶	۴	نیک	
چہارشنبہ	۱۰	۳۰	۵	۱۱	۴	۵۵	۶	۵	۱۲	۴	۶	۳	نیک	
پنجشنبہ	۱۱	یکم آذر	۶	۱۲	۴	۵۵	۶	۶	۱۲	۴	۶	۲	نیک	زہرہ عقرب میں داخل
جمعہ	۱۲	۲	۷	۱۳	۴	۵۵	۶	۶	۱۲	۴	۶	۲	نحس	
شنبہ	۱۳	۳	۸	۱۴	۴	۵۶	۶	۷	۱۲	۴	۶	۱	نحس اکبر	
یکشنبہ	۱۴	۴	۹	پونم	۴	۵۵	۶	۶	۱۲	۳	۶	۱	نیک	پونم
دوشنبہ	۱۵	۵	۱۰	یکم کاتک	۴	۵۵	۶	۷	۱۲	۳	۵	۰	نحس	
سہ شنبہ	۱۶	۶	۱۱	۲	۴	۵۶	۶	۸	۱۲	۳	۵	۵۹	نیک	
چہارشنبہ	۱۷	۷	۱۲	۳	۴	۵۶	۶	۸	۱۲	۲	۵	۵۸	نیک	
پنجشنبہ	۱۸	۸	۱۳	۴	۴	۵۶	۶	۸	۱۲	۲	۵	۵۸	نیک	عطارد میزان میں داخل
جمعہ	۱۹	۹	۱۴	۵	۴	۵۶	۶	۸	۱۲	۲	۵	۵۶	نحس اکبر	
شنبہ	۲۰	۱۰	۱۵	۶/۷	۴	۵۶	۶	۸	۱۲	۲	۵	۵۶	نحس	شمس اور مریخ میں قران
یکشنبہ	۲۱	۱۱	۱۶	۸	۴	۵۶	۶	۸	۱۲	۱	۵	۵۶	نیک	قمر سرطان میں داخل
دوشنبہ	۲۲	۱۲	۱۷	۹	۴	۵۷	۶	۹	۱۲	۱	۵	۵۵	نیک	شمس داخل برج میزان [illegible] نیز زہرہ اور زحل میں تسدیس
سہ شنبہ	۲۳	۱۳	۱۸	۱۰	۴	۵۶	۶	۸	۱۲	۱	۵	۵۴	نحس	
چہارشنبہ	۲۴	۱۴	۱۹	۱۱	۴	۵۷	۶	۹	۱۲	۱	۵	۵۳	نحس	
پنجشنبہ	۲۵	۱۵	۲۰	۱۲	۴	۵۷	۶	۹	۱۲	۱	۵	۵۳	نحس اکبر	
جمعہ	۲۶	۱۶	۲۱	۱۳	۴	۵۷	۶	۱۰	۱۲	۱	۵	۵۲	نیک	
شنبہ	۲۷	۱۷	۲۲	۱۴	۴	۵۸	۶	۱۰	۱۲	۰	۵	۵۲	نیک	زہرہ اور مشتری میں تربیع ہوگی
یکشنبہ	۲۸	۱۸	۲۳	اماس	۴	۵۸	۶	۱۱	۱۲	۰	۵	۵۱	نیک	زحل اور مشتری میں تسدیس ہوگی اماس
دوشنبہ	۲۹	۱۹	۲۴	یکم [illegible]	۴	۵۸	۶	۱۰	۱۲	۰	۵	۵۰	نیک	چاند رات

یادداشت	واقعات مشہورہ	کیفیت تعطیلات
۱		
۲	وفات امام اعظم ابوحنیفہ رضؓ	
۳	ولادت حضرت امام حسین علیہ السلام	
۴	ولادت حضرت عباسؓ ابن حضرت امیر علیہ السلام	
۵	ولادت سید الساجدین حضرت امام زین العابدین علیہ السلام	
۶		
۷	وفات حضرت عبداللہ انصاری رح	
۸		دو یوم کی تعطیل عام دسہرہ
۹		〃 〃 〃
۱۰	وفات حضرت ام المومنین جناب خدیجہ علیہا السلام	
۱۱	آغاز سال ۱۳۴۸ف	ایک یوم کی تعطیل عام آغاز سال نوفصلی و مالیہ سرریاست
۱۲	وفات مولانا خواجگی امکنگی رح	
۱۳		
۱۴	شب برات	دو یوم کی تعطیل عام شب برات
۱۵	ولادت امام عصرؑ (بحار) شب برات	〃 〃 〃
۱۶		
۱۷		
۱۸		
۱۹		
۲۰		ایک یوم کی تعطیل عرس شریف بابا شرف الدین [illegible]
۲۱		
۲۲	وفات حضرت حافظ مولوی شاہ محمد عبدالولی رح	
۲۳		
۲۴	ولادت حضرت عمر فاروقؓ بروایتی	
۲۵	ولادت حضرت شاہ صفی القدر مجددی رح	
۲۶	وفات حضرت حافظ مولوی شاہ محمد انوار الحق رح	
۲۷		دو یوم کی تعطیل عام دیوالی
۲۸		〃 〃 ۹ ... جشن
۲۹		ایک یوم کی تعطیل عام یادگار تہنیت نامہ ریاست در دفتر صدر محاسبی

روز	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	ابتدائے صبح گھنٹہ	ابتدائے صبح منٹ	طلوع آفتاب گھنٹہ	طلوع آفتاب منٹ	نصف النہار آفتاب گھنٹہ	نصف النہار آفتاب منٹ	غروب آفتاب گھنٹہ	غروب آفتاب منٹ	سعد و نحس ایام	تحویل سیارگان
سہ شنبہ	۱	۲۰	۲۵	۳	۴	۵۹	۶	۱۱	۱۲	۰	۵	۴۹	نیک	قمر در عقرب ۲۶/۴
چہار شنبہ	۲	۲۱	۲۶	۳	۴	۵۹	۶	۱۱	۱۲	۰	۵	۴۹	نیک	قمر خارج عقرب ۱۰/۳۲
پنجشنبہ	۳	۲۲	۲۷	۴	۵	۵۹	۶	۱۱	۱۲	۰	۵	۴۹	نحس	
جمعہ	۴	۲۳	۲۸	۵	۵	۰	۶	۱۲	۱۲	۰	۵	۴۸	نیک	
شنبہ	۵	۲۴	۲۹	۶	۵	۰	۶	۱۲	۱۲	۰	۵	۴۸	نحس	
یکشنبہ	۶	۲۵	۳۰	۷	۵	۱	۶	۱۲	۱۲	۰	۵	۴۸	نیک	
دوشنبہ	۷	۲۶	۳۱	۸	۵	۱	۶	۱۳	۱۲	۰	۵	۴۷	نیک	مریخ عطارد اور مریخ زہرہ میں تربیع ہوگی
سہ شنبہ	۸	۲۷	یکم نومبر	۹	۵	۱	۶	۱۳	۱۲	۰	۵	۴۷	نیک	
چہار شنبہ	۹	۲۸	۲	۱۰	۵	۲	۶	۱۴	۱۲	۰	۵	۴۶	نیک	
پنجشنبہ	۱۰	۲۹	۳	۱۱	۵	۲	۶	۱۵	۱۲	۰	۵	۴۵	نحس	
جمعہ	۱۱	۳۰	۴	۱۲	۵	۲	۶	۱۵	۱۲	۰	۵	۴۵	نیک	
شنبہ	۱۲	یکم مگھر	۵	۱۳	۵	۳	۶	۱۶	۱۲	۰	۵	۴۴	نیک	
یکشنبہ	۱۳	۲	۶	۱۴	۵	۳	۶	۱۶	۱۲	۰	۵	۴۴	نحس	چاند گرہن - قمر شرف میں داخل ہوگا۔
دوشنبہ	۱۴	۳	۷	پورنماشی	۵	۳	۶	۱۶	۱۲	۰	۵	۴۴	نیک	پونم ⊙
سہ شنبہ	۱۵	۴	۸	یکم [illegible]	۵	۴	۶	۱۷	۱۲	۰	۵	۴۳	نیک	
چہار شنبہ	۱۶	۵	۹	۲	۵	۴	۶	۱۷	۱۲	۰	۵	۴۳	نحس	
پنجشنبہ	۱۷	۶	۱۰	۳	۵	۴	۶	۱۷	۱۲	۰	۵	۴۳	نیک	زہرہ میزان میں داخل - زہرہ مشتری کی باہم تسدیس ہوگی
جمعہ	۱۸	۷	۱۱	۴	۵	۵	۶	۱۸	۱۲	۰	۵	۴۲	نیک	
شنبہ	۱۹	۸	۱۲	۵	۵	۵	۶	۱۸	۱۲	۰	۵	۴۲	بد	
یکشنبہ	۲۰	۹	۱۳	۶	۵	۵	۶	۱۹	۱۲	۰	۵	۴۱	نحس اکبر	
دوشنبہ	۲۱	۱۰	۱۴	۷	۵	۶	۶	۱۹	۱۲	۰	۵	۴۱	نحس	زہرہ غروب ہوگی
سہ شنبہ	۲۲	۱۱	۱۵	۸	۵	۷	۶	۲۰	۱۲	۱	۵	۴۲	نیک	
چہار شنبہ	۲۳	۱۲	۱۶	۹	۵	۷	۶	۲۱	۱۲	۱	۵	۴۱	نیک	
پنجشنبہ	۲۴	۱۳	۱۷	۱۰/۱۱	۵	۷	۶	۲۱	۱۲	۱	۵	۴۱	نحس اکبر	شمس داخل تلا برج عقرب
جمعہ	۲۵	۱۴	۱۸	۱۲	۵	۸	۶	۲۱	۱۲	۱	۵	۴۱	نحس	
شنبہ	۲۶	۱۵	۱۹	۱۳	۵	۹	۶	۲۲	۱۲	۲	۵	۴۱	نیک	
یکشنبہ	۲۷	۱۶	۲۰	۱۴	۵	۹	۶	۲۳	۱۲	۲	۵	۴۱	نیک	قمر در عقرب ۴۶/۴ داخل
دوشنبہ	۲۸	۱۷	۲۱	اماوس	۵	۹	۶	۲۳	۱۲	۲	۵	۴۱	نیک	اماس ●
سہ شنبہ	۲۹	۱۸	۲۲	یکم [illegible]	۵	۹	۶	۲۳	۱۲	۲	۵	۴۱	نیک	
چہار شنبہ	۳۰	۱۹	۲۳	۲	۵	۱۱	۶	۲۴	۱۲	۲	۵	۴۰	نیک	چاند رات ہے

	یادداشت	واقعات مشہورہ	کیفیت تعطیلات
۱		ولادت حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی رض	تبدیل اوقات دفاتر و مدارس بوجہ ماہ صیام از (۹ تا ۱)
۲			
۳		وفات حضرت فاطمہ زہرا صدیقہ طاہرہ سلام اللہ علیہا	
۴		وفات حضرت غفران مکان رح	ایکیوم کی تعطیل عام وفات حضرت غفران مکان رح
۵			
۶			
۷		مسند نشینی اعلیٰحضرت سلطان العلوم شہریار دکن برار آصف جاہ خلد اللہ ملکہ	ایکیوم کی تعطیل عام یادگار تخت نشینی مبارک
۸			
۹		وفات حضرت خواجہ حبیب عجمی رح	
۱۰		وفات جناب خدیجہ کبریٰ (تقویم المحسنین)	کارتکی ایکادشی دفتر صدر محاسبی صبح کا ہوگا
۱۱		ولادت حضرت مرزا مظہر جان جاناں شہید رح	
۱۲		نزول انجیل	وینکٹیشہ چتور روشنی دفتر صدر محاسبی صبح کا ہوگا
۱۳			
۱۴		وفات حضرت سید محمد غوث رح	
۱۵		ولادت حضرت امام حسن علیہ السلام (تواریخ شرعیہ)	
۱۶			
۱۷		وفات ام المومنین حضرت عائشہ رض (اصابہ)	
۱۸		نزول زبور (تہذیب)	
۱۹		روز ضربت (بحار)	ایکیوم کی تعطیل عام یادگار عقد مبارک شاہزادگان والاشان
۲۰			ایکیوم کی تعطیل عام شہادت حضرت امیر علیہ السلام
۲۱		شہادت حضرت علی علیہ السلام (بحار)	
۲۲			
۲۳		شب قدر اور نزول قرآن	
۲۴			
۲۵			
۲۶		لیلۃ القدر (بروایتی)	
۲۷		شب قدر اور نزول قرآن	چار یوم کی تعطیل عام شب قدر
۲۸			" "
۲۹			" "
۳۰			" "

روز	شوال ۱۳۵۷	[illegible]	[illegible]	[illegible]	ابتدائے صبح گھنٹہ	ابتدائے صبح منٹ	طلوع آفتاب گھنٹہ	طلوع آفتاب منٹ	نصف النہار آفتاب گھنٹہ	نصف النہار آفتاب منٹ	غروب آفتاب گھنٹہ	غروب آفتاب منٹ	سعد و نحس	تحویل سیارگان
پنجشنبہ	۱	۲۰	۲۴	۲	۵	۱۱	۶	۲۵	۱۲	۳	۵	۴۱	نیک	
جمعہ	۲	۲۱	۲۵	۳	۵	۱۱	۶	۲۵	۱۲	۳	۵	۴۱	نحس اکبر	
شنبہ	۳	۲۲	۲۶	۴	۵	۱۲	۶	۲۶	۱۲	۴	۵	۴۰	نحس	
یکشنبہ	۴	۲۳	۲۷	۵	۵	۱۲	۶	۲۷	۱۲	۴	۵	۴۱	نیک	
دوشنبہ	۵	۲۴	۲۸	۶	۵	۱۲	۶	۲۷	۱۲	۴	۵	۴۱	نحس	
سہ شنبہ	۶	۲۵	۲۹	۷	۵	۱۳	۶	۲۷	۱۲	۴	۵	۴۱	نحس اکبر	
چہارشنبہ	۷	۲۶	۳۰	۸	۵	۱۴	۶	۲۹	۱۲	۵	۵	۴۱	نیک	
پنجشنبہ	۸	۲۷	یکم دسمبر	۹	۵	۱۴	۶	۲۹	۱۲	۵	۵	۴۱	نحس اکبر	مریخ میزان میں ہبوط کرے گا
جمعہ	۹	۲۸	۲	۱۰	۵	۱۴	۶	۲۹	۱۲	۵	۵	۴۱	نیک	عطارد مغرب میں غروب
شنبہ	۱۰	۲۹	۳	۱۱	۵	۱۵	۶	۳۰	۱۲	۶	۵	۴۲	نیک	
یکشنبہ	۱۱	۳۰	۴	۱۳	۵	۱۵	۶	۳۱	۱۲	۶	۵	۴۱	نیک	زہرہ رجاعت سے مستقیم ہوگی
دوشنبہ	۱۲	یکم پوہ	۵	۱۳	۵	۱۶	۶	۳۲	۱۲	۷	۵	۴۳	نیک	قمر شرف میں داخل
سہ شنبہ	۱۳	۲	۶	۱۴	۵	۱۶	۶	۳۲	۱۲	۷	۵	۴۳	نحس	
چہارشنبہ	۱۴	۳	۷	پونم	۵	۱۷	۶	۳۲	۱۲	۷	۵	۴۲	نیک	پونم ○
پنجشنبہ	۱۵	۴	۸	یکم [illegible]	۵	۱۸	۶	۳۳	۱۲	۸	۵	۴۳	بد	
جمعہ	۱۶	۵	۹	۲	۵	۱۸	۶	۳۴	۱۲	۸	۵	۴۲	نحس	مشتری زہرہ میں
شنبہ	۱۷	۶	۱۰	۳	۵	۱۹	۶	۳۵	۱۲	۹	۵	۴۳	نیک	قمر برج سرطان میں
یکشنبہ	۱۸	۷	۱۱	۴/۵	۵	۱۹	۶	۳۵	۱۲	۹	۵	۴۳	نیک	
دوشنبہ	۱۹	۸	۱۲	۶	۵	۲۰	۶	۳۶	۱۲	۱۰	۵	۴۴	نیک	
سہ شنبہ	۲۰	۹	۱۳	۷	۵	۲۰	۶	۳۶	۱۲	۱۰	۵	۴۴	نیک	
چہارشنبہ	۲۱	۱۰	۱۴	۸	۵	۲۱	۶	۳۷	۱۲	۱۱	۵	۴۵	نحس	
پنجشنبہ	۲۲	۱۱	۱۵	۹	۵	۲۱	۶	۳۷	۱۲	۱۱	۵	۴۵	نیک	سنبلہ داخل قوس ۱۹/۳/۴ [illegible]
جمعہ	۲۳	۱۲	۱۶	۱۰	۵	۲۲	۶	۳۸	۱۲	۱۳	۵	۴۶	نیک	
شنبہ	۲۴	۱۳	۱۷	۱۱	۵	۲۲	۶	۳۸	۱۲	۱۲	۵	۴۶	نحس	
یکشنبہ	۲۵	۱۴	۱۸	۱۲	۵	۲۳	۶	۳۹	۱۲	۱۲	۵	۴۷	نحس	قمر در عقرب
دوشنبہ	۲۶	۱۵	۱۹	۱۳	۵	۲۳	۶	۳۹	۱۲	۱۳	۵	۴۷	نیک	
سہ شنبہ	۲۷	۱۶	۲۰	۱۴	۵	۲۴	۶	۴۰	۱۲	۱۴	۵	۴۸	نیک	مشتری اور مریخ میں تثلیث ہوگی
چہارشنبہ	۲۸	۱۷	۲۱	اماس	۵	۲۴	۶	۴۰	۱۲	۱۴	۵	۴۸	نیک	اماس ●
پنجشنبہ	۲۹	۱۸	۲۲	یکم [illegible]	۵	۲۵	۶	۴۱	۱۲	۱۵	۵	۴۹	نیک	
جمعہ	۳۰	۱۹	۲۳	۲	۵	۲۵	۶	۴۱	۱۲	۱۵	۵	۴۹	نیک	چاند رات

	یادداشت	واقعات مشہورہ	کیفیت تعطیلات
۱	عید مبارک	یوم عید الفطر (تواریخ ترتیب احضرت سید جعفری اثنا عشری یا جائے) نماز عید عیدگاہ میں ادا کیجئے اور تیج خواہ مساجد ادا کریں	چار یوم کی تعطیل عام عید الفطر
۲		وفات حضرت ابو علی رودباری رح	" "
۳		وفات حضرت شیخ حسین بن نصر اللہ رح	" "
۴		افتتاح مارکٹ معظم جاہی حیدرآباد دکن	" "
۵		ورود حضرت مسلم ابن عقیل ع بر زمین کوفہ	تبدیل اوقات دفاتر و مدارس از (۱۰ تا ۴)
۶		وفات حضرت سید شاہ عبدالرزاق صاحب بانوی رح	
۷		وفات حضرت شیخ مصلح الدین سعدی رح	
۸		انہدام جنت البقیع	
۹		وفات حضرت محمد بن اسماعیل مؤلف صحیح بخاری رح	
۱۰			
۱۱			
۱۲			
۱۳		شق القمر	
۱۴		ولادت نواب یوسف علیخان سالار جنگ بہادر (ثالث)	ایک یوم کی تعطیل خاص اسٹیٹ نواب سالار جنگ بہادر
۱۵		شہادت حضرت امیر حمزہ رض و شہادت حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام	
۱۶		وفات ابو داؤد حضرت سلیمان ابن اشعث	ایک یوم کی تعطیل عرس حضرت شاہ حسینی قدس سرہ خلص دفاتر
۱۷		وفات حضرت سید حسین رض و وفات حضرت امیر حسن دہلوی رح	
۱۸		ولادت حضرت محمد ابن اسماعیل مؤلف صحیح بخاری رح	
۱۹			
۲۰			
۲۱		وفات حضرت مولانا نظام الدین رح	
۲۲			
۲۳			
۲۴		وفات حضرت میاں شاہ عبدالحق رح	
۲۵		وفات حضرت ابی محمد نارنولی رح	
۲۶			
۲۷			
۲۸			
۲۹		وفات نواب سید عبدالعلی خان شاہ یار جنگ مرحوم	
۳۰			

روز	تاریخ ذی القعدہ ۱۳۵۷ھ	تاریخ	تاریخ	تاریخ	ابتدائے صبح گھنٹہ	ابتدائے صبح منٹ	طلوع آفتاب گھنٹہ	طلوع آفتاب منٹ	نصف النہار گھنٹہ	نصف النہار منٹ	غروب آفتاب گھنٹہ	غروب آفتاب منٹ	سعد و نحس	تحویل سیارگان
شنبہ	۱	۲۰	۲۴	۳	۵	۲۶	۶	۴۲	۱۲	۱۶	۵	۵۰	نیک	
یکشنبہ	۲	۲۱	۲۵	۴	۵	۲۶	۶	۴۲	۱۲	۱۶	۵	۵۰	نیک	
دوشنبہ	۳	۲۲	۲۶	۴	۵	۲۷	۶	۴۳	۱۲	۱۷	۵	۵۱	نحس	
سہ شنبہ	۴	۲۳	۲۷	۵	۵	۲۷	۶	۴۳	۱۲	۱۷	۵	۵۱	نیک	
چہارشنبہ	۵	۲۴	۲۸	۶	۵	۲۷	۶	۴۳	۱۲	۱۷	۵	۵۱	نحس	
پنجشنبہ	۶	۲۵	۲۹	۷	۵	۲۸	۶	۴۴	۱۲	۱۸	۵	۵۳	نحس اکبر	
جمعہ	۷	۲۶	۳۰	۸	۵	۲۹	۶	۴۵	۱۲	۱۹	۵	۵۳	نیک	زہرہ عطارد میں قران ہوگا
شنبہ	۸	۲۷	۳۱	۹	۵	۲۹	۶	۴۵	۱۲	۱۹	۵	۵۳	نیک	قمر شرف میں داخل ہوگا
یکشنبہ	۹	۲۸	جنوری	۱۰	۵	۲۹	۶	۴۵	۱۲	۱۹	۵	۵۳	نیک	
دوشنبہ	۱۰	۲۹	۲	۱۱	۵	۳۰	۶	۴۶	۱۲	۲۰	۵	۵۴	نحس اکبر	شمس برج جدی میں ۴۷-۳ پر
سہ شنبہ	۱۱	اسفندار	۳	۱۲	۵	۳۰	۶	۴۶	۱۲	۲۰	۵	۵۴	نیک	
چہارشنبہ	۱۲	۲	۴	۱۳	۵	۳۱	۶	۴۷	۱۲	۲۱	۵	۵۵	نیک	زحل قمر میں تثلیث ہوگی
پنجشنبہ	۱۳	۳	۵	۱۴	۵	۳۱	۶	۴۰	۱۲	۲۱	۵	۵۵	نحس	
جمعہ	۱۴	۴	۶	پونم	۵	۳۲	۶	۴۷	۱۲	۲۲	۵	۵۷	نیک	پونم ۞
شنبہ	۱۵	۵	۷	[illegible]	۵	۳۲	۶	۴۷	۱۲	۲۲	۵	۵۷	نیک	
یکشنبہ	۱۶	۶	۸	۳	۵	۳۱	۶	۴۷	۱۲	۲۲	۵	۵۷	نحس	
دوشنبہ	۱۷	۷	۹	۴	۵	۳۲	۶	۴۷	۱۲	۲۳	۵	۵۹	نیک	مشتری مغرب میں غروب ہوگی
سہ شنبہ	۱۸	۸	۱۰	۵	۵	۳۲	۶	۴۷	۱۲	۲۳	۵	۵۹	نیک	
چہارشنبہ	۱۹	۹	۱۱	۶	۵	۳۳	۶	۴۸	۱۲	۲۴	۶	۰	نیک	مریخ برج حوت میں
پنجشنبہ	۲۰	۱۰	۱۲	۷	۵	۳۳	۶	۴۸	۱۲	۲۴	۶	-	نیک	آفتاب اور قمر میں تربیع
جمعہ	۲۱	۱۱	۱۳	۸	۵	۳۳	۶	۴۸	۱۲	۲۴	۶	۰	نحس	
شنبہ	۲۲	۱۲	۱۴	۹	۵	۳۳	۶	۴۸	۱۲	۲۵	۶	۲	نیک	قمر در عقرب
یکشنبہ	۲۳	۱۳	۱۵	۱۰	۵	۳۳	۶	۴۹	۱۲	۲۵	۶	۲	بد	
دوشنبہ	۲۴	۱۴	۱۶	۱۱	۵	۳۳	۶	۴۹	۱۲	۲۶	۶	۳	نحس	
سہ شنبہ	۲۵	۱۵	۱۷	۱۲	۵	۳۴	۶	۴۹	۱۲	۲۶	۶	۳	نیک	زہرہ اور مریخ میں تربیع
چہارشنبہ	۲۶	۱۶	۱۸	۱۳	۵	۳۴	۶	۴۹	۱۲	۲۶	۶	۳	نیک	
پنجشنبہ	۲۷	۱۷	۱۹	۱۴	۵	۳۴	۶	۴۹	۱۲	۲۷	۶	۵	نیک	
جمعہ	۱۸	۱۸	۲۰	اماس	۵	۳۵	۶	۴۸	۱۲	۲۷	۶	۵	نحس اکبر	
شنبہ	۲۹	۱۹	۲۱	ماگھ سدی	۵	۳۴	۶	۴۸	۱۲	۲۷	۶	۶	بد	اماس ●
یکشنبہ	۳۰	۲۰	۲۲	۲	۵	۳۴	۶	۴۹	۱۲	۲۷	۶	۶	بد	چاندرات

مرتبہ شاہ پست — [illegible] نگیرد ہر کہ بنیادش بد است ؛ تربیت نا اہل را چون گردگان بر گنبد است — صمصام شیرازی

	یادداشت	واقعات مشہورہ	کیفیت تعطلات
۱		وفات جناب فاطمہ بنت اسد سلام اللہ علیہا والدۂ جناب امیر علیہ السلام	
۲		وفات مرزا اسد اللہ خان غالب مرحوم	ایکیوم کی تعطیل عام کرسمس، آٹھ یوم کی تعطیل خاص عیسائیوں کیلئے
۳			" "
۴		وفات حضرت زبیر مجددی رح	" "
۵			" "
۶		وفات حضرت شیخ زمان متوکل رح و وفات [illegible]	" "
۷		وفات حضرت مولانا محمد عظیم چشتی رح	" "
۸		روانگی [illegible] حضرت [illegible]	" "
۹			ایکیوم کی تعطیل عام جنوری (آغاز سال ۱۹۳۹ء) "
۱۰		وصال خواجہ بندہ نواز رح گلبرگہ شریف	ایکیوم کی تعطیل عرس حضرت عبد النبی شاہ صاحب خاص [illegible] کیلئے
۱۱		ولادت حضرت امام رضائے غریب علیہ السلام (اعلام الوریٰ)	
۱۲			[illegible]
۱۳		وفات حضرت مغفرت مکان رح	ایکیوم کی تعطیل عرس حضرت سید شاہ نظام الدین صاحب خاص [illegible]
۱۴		[illegible]	[illegible]
۱۵		وفات حضرت صلابت جاہ مرحوم ایکیوم کی تعطیل عام سالگرہ [illegible]	تین یوم کی تعطیل عرس گلبرگہ شریف خاص [illegible] کیلئے ایکیوم کی تعطیل [illegible]
۱۶			" "
۱۷			" "
۱۸		وفات حضرت سید محمد چشتی رح	ایکیوم کی تعطیل عرس حضرت سید شاہ تراب الحق صاحب خاص [illegible] کیلئے
۱۹		وفات حضرت سید محمد حسن علی شاہ محدث رح	ایکیوم کی تعطیل عرس حضرت سید محمد مہدی جونپوری خاص فرقہ مہدویہ کیلئے
۲۰		وفات نواب [illegible] الدولہ مرحوم بمقام مدینہ منورہ	
۲۱		وفات حضرت مولانا سید رستم علی صاحب رح	[illegible]
۲۲			ایکیوم کی تعطیل عرس سید شاہ علی پادشاہ حسینی صاحب خاص [illegible]
۲۳		شہادت حضرت امام رضائے غریب (مصباح طوسی)	ایکیوم کی تعطیل عام ملسنکرات
۲۴		وفات حضرت حسین بن منصور حلاج رح و وفات نواب افضل الدولہ مرحوم	
۲۵		ولادت حضرت آدم و حضرت عیسیٰ علیہم السلام (زاد المعاد)	
۲۶			
۲۷		وفات شاہ رؤف احمد مجددی رح [illegible]	
۲۸		وفات حضرت خواجہ حسن چشتی رح و وفات شہنشاہ جارج پنجم [illegible]	[illegible]
۲۹		شہادت امام محمد تقی علیہ السلام (بحار)	ایکیوم کی تعطیل عام عرس حضرت سید تراب الحق صاحب قدس سرہٗ خاص [illegible]
۳۰			

ذی الحجہ ماہ دختر خوب ہے

روز	ذی الحجہ ۱۳۵۶ھ	اسفندار ۱۳۱۶	جنوری ۱۹۳۸ء	ماگھ ۱۹۹۴	ابتداء صبح گھنٹہ	ابتداء صبح منٹ	طلوع آفتاب گھنٹہ	طلوع آفتاب منٹ	نصف النہار آفتاب گھنٹہ	نصف النہار آفتاب منٹ	غروب آفتاب گھنٹہ	غروب آفتاب منٹ	سعد و نحس	تحویل سیارگان
دوشنبہ	۱	۲۱	۲۳	۳	۵	۳۴	۶	۴۸	۱۲	۲۸	۶	۷	نیک	
سہ شنبہ	۲	۲۲	۲۴	۴	۵	۳۵	۶	۴۸	۱۲	۲۸	۶	۸	نیک	
چہارشنبہ	۳	۲۳	۲۵	۵	۵	۳۴	۶	۴۹	۱۲	۲۸	۶	۸	نیک	
پنجشنبہ	۴	۲۴	۲۶	۶	۵	۳۴	۶	۴۹	۱۲	۲۹	۶	۹	بد	عطارد مشرق میں غروب
جمعہ	۵	۲۵	۲۷	۷	۵	۳۵	۶	۴۸	۱۲	۲۹	۶	۹	نحس	
شنبہ	۶	۲۶	۲۸	۸	۵	۳۵	۶	۴۸	۱۲	۲۹	۶	۱۰	میانہ	
یکشنبہ	۷	۲۷	۲۹	۹	۵	۳۴	۶	۴۸	۱۲	۲۹	۶	۱۰	بد	
دوشنبہ	۸	۲۸	۳۰	۱۰	۵	۳۴	۶	۴۷	۱۲	۲۹	۶	۱۰	نحس اکبر	
سہ شنبہ	۹	۲۹	۳۱	۱۱	۵	۳۴	۶	۴۷	۱۲	۲۹	۶	۱۱	بد	زہرہ اور قمر میں تسدیس ہوگی
چہارشنبہ	۱۰	۳۰	فروری	۱۲	۵	۳۴	۶	۴۸	۱۲	۳۰	۶	۱۲	نیک	
پنجشنبہ	۱۱	فروردی	۲	۱۳	۵	۳۴	۶	۴۷	۱۲	۳۰	۶	۱۳	نیک	آفتاب برج دلو میں داخل ۲م ۴پ پر
جمعہ	۱۲	۲	۳	۱۴	۵	۳۴	۶	۴۷	۱۲	۳۰	۶	۱۳	نیک	زحل اور قمر میں تسدیس ہوگی
شنبہ	۱۳	۳	۴	پورنم	۵	۳۴	۶	۴۷	۱۲	۳۰	۶	۱۳	نحس	پورنم ●
یکشنبہ	۱۴	۴	۵	یکم پھاگن	۵	۳۳	۶	۴۶	۱۲	۳۰	۶	۱۴	نیک	
دوشنبہ	۱۵	۵	۶	۲ر۳	۵	۳۳	۶	۴۶	۱۲	۳۰	۶	۱۴	نیک	مشتری مشرق میں طلوع
سہ شنبہ	۱۶	۶	۷	۴	۵	۳۳	۶	۴۶	۱۲	۳۰	۶	۱۴	نحس	
چہارشنبہ	۱۷	۷	۸	۵	۵	۳۳	۶	۴۵	۱۲	۳۰	۶	۱۵	نیک	
پنجشنبہ	۱۸	۸	۹	۶	۵	۳۲	۶	۴۵	۱۲	۳۰	۶	۱۵	نیک	عطارد و قمر میں اتصال قمر زیر عقرب ۳م ۲
جمعہ	۱۹	۹	۱۰	۷	۵	۳۲	۶	۴۴	۱۲	۳۰	۶	۱۶	نیک	
شنبہ	۲۰	۱۰	۱۱	۸	۵	۳۱	۶	۴۴	۱۲	۳۰	۶	۱۶	نحس اکبر	خارج عقرب ۴م ۹
یکشنبہ	۲۱	۱۱	۱۲	۹	۵	۳۱	۶	۴۳	۱۲	۳۰	۶	۱۷	نحس	
دوشنبہ	۲۲	۱۲	۱۳	۱۰	۵	۳۱	۶	۴۳	۱۲	۳۰	۶	۱۷	نیک	مریخ اور زحل میں قران ہوگا
سہ شنبہ	۲۳	۱۳	۱۴	۱۱	۵	۳۰	۶	۴۲	۱۲	۳۰	۶	۱۸	نیک	
چہارشنبہ	۲۴	۱۴	۱۵	۱۲	۵	۳۰	۶	۴۲	۱۲	۳۰	۶	۱۸	نیک	
پنجشنبہ	۲۵	۱۵	۱۶	۱۳	۵	۳۰	۶	۴۲	۱۲	۳۰	۶	۱۸	نیک	
جمعہ	۲۶	۱۶	۱۷	۱۳	۵	۲۹	۶	۴۱	۱۲	۳۰	۶	۱۹	نیک	
شنبہ	۲۷	۱۷	۱۸	۱۴	۵	۲۹	۶	۴۱	۱۲	۳۰	۶	۱۹	نیک	
یکشنبہ	۲۸	۱۸	۱۹	اماس	۵	۲۹	۶	۴۰	۱۲	۳۰	۶	۲۰	نحس اکبر	اماس ●
دوشنبہ	۲۹	۱۹	۲۰	یکم پھاگن سدی	۵	۲۸	۶	۴۰	۱۲	۳۰	۶	۲۰	نیک	مریخ میکھ میں داخل چاند رات ☾

تاریخ	یادداشت	واقعات مشہورہ	کیفیت تعطیلات
۱		عقد جناب فاطمہ زہرا سلام اللہ علیہا با جناب امیر علیہ السلام (مصباح کفعمی)	
۲			
۳		قبول توبہ حضرت آدم علیہ السلام (تاریخ شرعیہ)	ایکیوم کی تعطیل عام بسنت پنچمی
۴			
۵			[illegible]
۶		شہادت حضرت امام محمد تقی علیہ السلام (کافی)	نصف یوم تعطیل عرس حضرت یوسف صاحب شریف صاحب [illegible]
۷		شہادت حضرت امام محمد باقر علیہ السلام (مواعظ الاخوان)	
۸			
۹		عرفہ شہادت حضرت مسلم ابن عقیل علیہ السلام (بحار)	پانچ یوم کی تعطیل عام عید الضحیٰ
۱۰	عید مبارک	یوم عید الضحیٰ نماز عید عیدگاہ میں ادا کیجئے اہل تشیع حضرات مسجد جعفری	" "
۱۱		[illegible]	" "
۱۲			" "
۱۳			" "
۱۴		وفات جناب زینب بیگم صاحبہ مرحومہ والدہ نواب یوسف علیخان بہادر سالار جنگ ثالث	
۱۵			
۱۶			
۱۷			
۱۸	عید غدیر	شہادت حضرت عثمان ابن عفان ذوالنورین رضؓ	ایکیوم کی تعطیل عام فاتحہ خلیفہ سوم
۱۹			
۲۰			
۲۱			
۲۲			
۲۳		حیدرآباد [illegible]	
۲۴		یوم مباہلہ (جلاء العیون) وفات مولوی سید علی نقی صاحب قبلہ نجفی طاب ثراہ	
۲۵			
۲۶			ایکیوم کی تعطیل عام جہاشیورا تری
۲۷			
۲۸			
۲۹			

دوست دارم که دوست عیبم را / همچو آیینه رو برو گوید

شرح ٹکٹ از سکندرآباد تا بہ مقامات حسب ذیل

نمبر شمار	نام اسٹیشن	براہ	کرایہ درجہ اول	کرایہ درجہ منجھلا	کرایہ درجہ سوم
۱	اورنگ آباد	منماڑ	[illegible]	[illegible]	[illegible]
۲	آگرہ	منماڑ	[illegible]	[illegible]	[illegible]
۳	اٹارسی	منماڑ	[illegible]	[illegible]	[illegible]
۴	احمد آباد	واڑی	[illegible]	[illegible]	[illegible]
۵	آگرہ	بلہارشاہ	[illegible]	[illegible]	[illegible]
۶	احمد نگر	واڑی و دونڈ	[illegible]	[illegible]	[illegible]
۷	اوٹی	واڑی	[illegible]	[illegible]	[illegible]
۸	اندور	منماڑ	[illegible]	[illegible]	[illegible]
۹	اجمیر	منماڑ	[illegible]	[illegible]	[illegible]
۱۰	الہ آباد	بلہارشاہ	[illegible]	[illegible]	[illegible]
۱۱	اٹارسی	بلہارشاہ	[illegible]	[illegible]	[illegible]
۱۲	اوٹی	ڈورناچلم	[illegible]	[illegible]	[illegible]
۱۳	اوٹی	بیجواڑہ	[illegible]	[illegible]	[illegible]
۱۴	بڑودہ	واڑی	[illegible]	[illegible]	[illegible]
۱۵	بمبئی	واڑی	[illegible]	[illegible]	[illegible]
۱۶	بیگم پیٹھ	واڑی	[illegible]	[illegible]	[illegible]
۱۷	بھوساول	منماڑ	[illegible]	[illegible]	[illegible]
۱۸	بنارس	بلہارشاہ	[illegible]	[illegible]	[illegible]
۱۹	بیجواڑہ	قاضی پیٹھ	[illegible]	[illegible]	[illegible]
۲۰	بھونگیر	-	[illegible]	[illegible]	[illegible]
۲۱	بھوپال	بلہارشاہ	[illegible]	[illegible]	[illegible]
۲۲	بتیا	بلہارشاہ	[illegible]	[illegible]	[illegible]
۲۳	بنگلور	ڈورناچلم	[illegible]	[illegible]	[illegible]
۲۴	بنگلور	واڑی	[illegible]	[illegible]	[illegible]
۲۵	بمبئی	منماڑ	[illegible]	[illegible]	[illegible]

نمبر شمار	نام اسٹیشن	براہ	کرایہ درجہ اول	کرایہ درجہ منجھلا	کرایہ درجہ سوم
۲۶	پونہ	واڑی	[illegible]	[illegible]	[illegible]
۲۷	جے پور	واڑی	[illegible]	[illegible]	[illegible]
۲۸	جے پور	منماڑ	[illegible]	[illegible]	[illegible]
۲۹	ترچلی	بلہارشاہ	[illegible]	[illegible]	[illegible]
۳۰	ڈورناچلم	—	[illegible]	[illegible]	[illegible]
۳۱	رائچور	واڑی	[illegible]	[illegible]	[illegible]
۳۲	سورت	واڑی	[illegible]	[illegible]	[illegible]
۳۳	شولاپور	واڑی	[illegible]	[illegible]	[illegible]
۳۴	شملہ	بلہارشاہ	[illegible]	[illegible]	[illegible]
۳۵	کھانڈوہ	منماڑ	[illegible]	[illegible]	[illegible]
۳۶	کانپور	بلہارشاہ	[illegible]	[illegible]	[illegible]
۳۷	کلکتہ	بلہارشاہ	[illegible]	[illegible]	[illegible]
۳۸	کلکتہ	بیجواڑہ	[illegible]	[illegible]	[illegible]
۳۹	کرنول	-	[illegible]	[illegible]	[illegible]
۴۰	گلبرگہ	واڑی	[illegible]	[illegible]	[illegible]
۴۱	لاہور	بلہارشاہ	[illegible]	[illegible]	[illegible]
۴۲	لکھنو	بلہارشاہ	[illegible]	[illegible]	[illegible]
۴۳	مارواڑ	واڑی	[illegible]	[illegible]	[illegible]
۴۴	متھرا	بلہارشاہ	[illegible]	[illegible]	[illegible]
۴۵	محبوب نگر	-	[illegible]	[illegible]	[illegible]
۴۶	میسور	ڈورناچلم	[illegible]	[illegible]	[illegible]
۴۷	مدراس	بیجواڑہ	[illegible]	[illegible]	[illegible]
۴۸	مدراس	واڑی	[illegible]	[illegible]	[illegible]
۴۹	مدراس	ڈورناچلم	[illegible]	[illegible]	[illegible]
۵۰	محمد آباد بیدر	—	[illegible]	[illegible]	[illegible]
۵۱	واڑی	-	[illegible]	[illegible]	[illegible]

شرابخواری

از قاآنیِ دکن جناب ڈاکٹر میر محمد حسین صاحب رضوی الم و علم حیدرآبادی

(قاآنی دکن)

دیکھا نگاہِ شوق سے جب شیخ و شاب نے
گرویدہ اپنا کر لیا سب کو شراب نے

منہ جس کے لگ گئی اسے برباد کر دیا
گھر گھالے سیکڑوں مے خانہ خراب نے

بدمستیاں جب اس کی نظر آئیں اپنا منہ
اس کی طرف سے پھیر لیا آفتاب نے

دنیا و دیں کا وہ نہیں رہتا کسی طرح
جس کو مزہ کچھ اپنا چکھایا شراب نے

اڑنے لگی یہ میکشوں کے ہوش کی طرح
سایہ جب آفتاب پہ ڈالا سحاب نے

محفل میں سب تھے آتشِ تر کے جلے ہوئے
بھڑکا دی آگ اور بھی چنگ و رباب نے

ہے اس طرف تو لال پری اور ادھر حسیں
کیا کیا مزے دکھائے شبِ ماہتاب نے

دنیا میں خوب نام اچھالا ہے اندنوں
دیسی شراب اور فرنگی شراب نے

سیندھی پہ ہے فدا کوئی تاڑی پہ ہے نثار
دونوں جہاں سے کھو دیا اس انتخاب نے

حلقوم سے اترتے ہی اک آگ لگ گئی
ٹھنڈا کیا جگر کو نہ کچھ برف و آب نے

بیکار ہو ہی جاتے ہیں قلب و جگر، دماغ
رنگ اپنا جب جمایا شراب و کباب نے

مے کے اثر سے بعض ہو نخوت سینکنے لگے
بعضوں کو بیقرار کیا پیچ و تاب نے

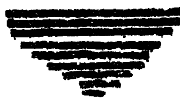
سارا اثاثہ بک گیا یا رہن ہو گیا
میکش کا ناس کر دیا شغلِ شراب نے

پیتے ہیں سب سمجھ کے اسے مفت کی مگر
کھوئے حواس پیرِ مغاں کے حساب نے

جن سے شرابِ کہنہ سے صحبت رہی ہے
پیری کو مات کر دیا اس کے شباب نے

میکش کی شکل دیکھ کے کہتے ہیں ہوشمند
کیا حال کر دیا ترا ظالم شراب نے

آپ اور الم یہ پند و نصیحت خدا کی شان
کر لی ہے توبہ اندنوں شاید جناب نے



کلام قاآنی دکن

(انشاء اللہ تعالیٰ بہت جلد آپ کی خدمت میں حضرت میر مہدی حسین صاحب علم والم قاآنی دکن مدظلہ العالی کے کلام کا مجموعہ (اردو، فارسی علیحدہ علیحدہ) مطبوعہ صورت میں پیش کیا جائیگا۔ آپ حیدرآباد کے نامی گرامی شعرا سے ہیں ذیل میں آپ کا بعض منتخب فارسی کلام درج کیا جاتا ہے) (صمصام شیرازی)

اگر از دو دیدهٔ روشنم تو چو نور دیده نهانیا — نتوان بگفت که غائبی که ز هر جهت عیانیا
بہمیں جمال و جلال خود تو بدی شہا و نبود کس — نه ز عرش و فرش علامتی نه ز جن و انس نشانیا
نه مکان تو نه زمان تو نه سراغ تو نه نشان تو — عجب آیدم ز وجود تو نه مکانئی نه زمانیا
نرسید طائر وہم کس نرسد دگر چه کند ہوس — سر آستان رفیع تو چه بلند بام و مکانیا
نشناختیم ترا چرا ای نتوان بگفت چگونه ای — مگر این قدر که تو گفته ای که بدیم گنج نهانیا
بعدم ز رنج عری بدم ز گناه و جرم بری بدم — بوجود داده نشان مرا دگرم اثیم مخوانیا
من ہمیں چو طلب عطائے تو ہمیں نبار سزائے من — تو کار خویش سپرده ام دگر آنچه هست تو دانیا
بہ رموز عشق نگنجد ترا بدل ز اہل — مگر نخست بگو ترک زهد و تقوی را
ہمیں سر رضا و رغبت اے ناصح — نصیحتی بحقیقت اگر کنی ما را
امید هست که از وصل ہم عقب آری — بگیر ای فلک پیر زال دنیا را
بغم حبیب بدل اے آلم نمی گنجد — بگو نه چه نتوان بند کرد دریا را
تو خورشید درخشانی ترا لازم بود جلوه — ز مشتاقان نہان تا چند داری روی رخشا را
مقام عشق بالاتر بود از عرش و هم کرسی — رسائی تا بآنجا نیست عقل بادپیما را
حیاکن ایفائے عہد خویش خواہی کرد اے غافل — نه دریابی اگر از دور گردون روز فردا را
آلم با چشم دائم از مضی دیدهٔ موسی — بانک جلوه روشن کند طور دل ما را
اگر ہوس کشی خامی بپذیرد بختر — عشق صادق بخته سازد خام را
در بہائے ساغر آب حرام — رہن کردم جامهٔ احرام را
چگونه رخت بربندم ز دنیا جانب عقبی — که از اعمال زشت خویش بارے کرده ام پیدا
طرح جور و جفا گر انداز نه او — بر زمین آسمان بر انداز او

ز آتش عشق آرزومندم — در دل و جانم آخگر اندازد
سر موئی نکاهد از بختم — سایه بر من هما گر اندازد
در مصاف شهنشه عثمان (خلد الله ملکه) — از مهابت سپر ز رعب [?] اندازد

بهر آن مویم بود چشمی پی دیدار او — شوق نظاره تنم را نرگستان کرده است
چون نه گرید زاهد ای پیر مغان وقت نماز — خنده بر هایهوی [?] می پرستان کرده است
زان بود هول و هراس اندر دلم. گرگ اجل — بر من زار و جگرخون تیز دندان کرده است

اگرچه از پس پرده همی کند اظهار — دلم بر آن و ادایش نثار و قربان است
نه ایم مطمئن از دور چرخ کج رفتار — اگرچه کار درین روزها بسامان است
ز حرف سخت علاج جنون نخواهد شد — که پند ناصح بدخوی سنگ طفلان است
بغیر مرگ رهائی کسی نمی یابد — رباط دهر ندانم چه قسم زندان است
ز زهد ظاهری و اعتکاف در مسجد — گمان برند خلائق اتم [?] مسلمان است

ز تو این خاکدان تیره روشن — توئی مهر و مه تابان دگر نیست
کسی کو بجز تو خواهد دیگری را — بجانم از نژاد بو البشر نیست
نزاید قرص خور یک تا به در چشم — جمال یار اگر پیشش نظر نیست
محیط شش جهت تا آسمان است — اثر آن زاو [?] گر راه مفر نیست
سرت گردم بگفتارش مده گوش — حدیث عشق دشمن معتبر نیست

هر که دل در باخت با آن شاه خوبان دو کون — بوجهش الله حال او اینجا خوش است آنجا خوش است
غول عقل اندر ره خوابیده اش گو لم زند — خضر عشقم گو بدین مسلک بسالک با خوش است
دل گرفته می شود در مجلس اهل ورع — صحبت پیر مغان و ساقی و صهبا خوش است
مدح میگوید الی الآن خلقتی منصور را — نیست عیبی گر کسی در عشق شد رسوا. خوش است

حق بود گر دل دهی مهر سپهر حسن را — این همه عشق بتان ماه پیکر باطل است
بی ادب تر نیست از ان ای زاهد خلوت گزین — هر که از آداب بزم می پرستان جاهل است
تخم در کشت جهان افشاند الم هفتاد سال — عاقبت معلوم شد کین مزرع بی حاصل است

اهل حرم اگر سوی بتخانه رو کنند — اول بحوض میکده غسل و وضو کنند
گشتند دیر و کعبه سراغت نیافتند — ای بی نشان بگو که کجا جستجو کنند
باهم جواب بزم نکیرین را به تبسم — با ما بآدمیت اگر گفتگو کنند
سر نهان هر دو جهان منکشف شود — زاهد اگر عمل بگلوی اشرفو [?] کنند
دارند اگر هوای نعیم جنان بسر — بر روی دولت و رخ دنیا تفو کنند

کیست نادیده بر او شیدا نشد — بندهٔ بیدام یار ما نشد
گرچه هستی جلوه فرما در دلم — هیچ میسر دید تو جانا نشد



نواب سالار جنگ بہادر [ثالث]

ہندوستان بھر میں آپ ایک نمایاں حیثیت رکھتے ہیں۔ حیدرآباد کے امرا میں تو کیا بلکہ تمامی ہندوستان میں آپ کا کوئی ثانی نہیں۔ سرکار عالی و سرکار عظمت مدار میں آپ کو جو اعزاز حاصل ہیں وہ میرے تعارف کے محتاج نہیں (صمصام شیرازی)

آپ کے حالات جنتری ھذا کے صفحہ ۳۰۰ پر ملاحظہ فرمائیے

مرتبہ شاہ پرست | یادگار سلور جوبلی جلد جاگیرداران حصہ دوم زیر طبع ہے | صمصام شیرازی

صدر اعظم



ہز اکسلنسی رائٹ آنریبل نواب سر حیدر نواز جنگ بہادر (حیدری)

سلطنت عالیہ حیدرآباد دکن کی صدارت عظمی کیلئے حیدری کی ضرورت تھی چنانچہ اس کو محسوس فرما کر ہمارے بیدار مغز بادشاہ نے آپ کو اس جلیل القدر عہدہ کیلئے منتخب فرما کر اس ضرورت کی تکمیل فرمادی۔ جب سے آپ کرسی صدارت عظمی پر فائز ہوے ہیں اسوقت سے حیدرآباد کی رفتار ترقی تیز ہوگئی ہے امید قوی ہیکہ آپ کے عہد صدارت میں سلطنت حیدرآباد یورپ کی بڑی بڑی متمدن سلطنتوں سے نظم و نسق اور ملک گیری میں بازی لیجائیگا (صمصام شیرازی)

آپ کے حالات جنتری ہذا کے صفحہ ۲۸۵ پر ملاحظہ فرمائے

مرتبہ شاہ پرست | یادگار سلور جوبلی جلد جاگیرداران حصہ دوم زیر طبع ہے | صمصام شیرازی

سرکاری شرح مبادلہ

بحساب ۱۰۰ روپیہ کلدار = ۱۱۶ روپیہ ۱۰ آنہ ۸ پائی حالی

حالی			نرخ	کلدار			حالی			نرخ	کلدار		
پائی	آنہ	روپیہ		پائی	آنہ	روپیہ	پائی	آنہ	روپیہ		پائی	آنہ	روپیہ
۱ ۱/۶	۰	۰	۱	۶/۷	۰	۰	۸	۱۰	۴	۴	۱ ۲/۷	۶	۳
۲ ۱/۳	۰	۰	۲	۱ ۵/۷	۰	۰	۴	۱۳	۵	۵	۶ ۶/۷	۴	۴
۳ ۱/۲	۰	۰	۳	۲ ۴/۷	۰	۰	۰	۰	۷	۶	۳ ۵/۷	۲	۵
۷	۰	۰	۶	۵ ۱/۷	۰	۰	۸	۲	۸	۷	۰	۰	۶
۱۰ ۱/۲	۰	۰	۹	۷ ۵/۷	۰	۰	۴	۵	۹	۸	۸ ۴/۷	۱۳	۶
۰ ۵/۶	۱	۰	۱۱	۹ ۳/۷	۰	۰	۰	۸	۱۰	۹	۵ ۱/۷	۱۱	۷
۰	۰	۰	۱ آنہ	۰	۰	۰	۸	۱۰	۱۱	۱۰	۱ ۵/۷	۹	۰
۲	۱	۰	۱	۱۰ ۲/۷	۰	۰	۴	۵	۲۳	۲۰	۱۴ ۲/۷	۲	۱۷
۴	۲	۰	۲	۸ ۴/۷	۱	۰	۰		۳۵	۳۰	۵ ۱/۷	۱۱	۲۵
۶	۳	۰	۳	۶ ۴/۷	۲	۰	۸	۱۰	۴۶	۴۰	۶ ۴/۷	۴	۳۴
۸	۴	۰	۴	۵ ۱/۷	۲	۰	۴	۵	۵۸	۵۰	۸ ۶/۷	۱۳	۴۲
۴	۹	۰	۸	۱ ۳/۷	۶	۰	۸	۱۰	۱۱۶	۱۰۰	۵ ۱/۷	۱۱	۸۵
۰	۱۴	۰	۱۲	۳ ۳/۷	۱۰	۰	۴	۵	۲۳۳	۲۰۰	۱۰ ۲/۷	۶	۱۷۱
۰	۰	۰	۱ روپیہ	۰	۰	۰	۰	۰	۳۵۰	۳۰۰	۳ ۳/۷	۲	۲۵۷
۴	۲	۱	۱	۸ ۱/۴	۱۳	۰	۸	۱۰	۴۶۶	۴۰۰	۸ ۴/۷	۱۳	۳۴۲
۴	۵	۲	۲	۵ ۱/۷	۱۱	۱	۴	۵	۵۸۳	۵۰۰	۱ ۵/۷	۹	۴۲۸
۰	۸	۳	۳	۱ ۵/۷	۹	۲	۸	۱۰	۱۱۶۶	۱۰۰۰	۳ ۳/۷	۲	۸۵۷

مشیر عالم جنتری دکن کی وہ مایہ ناز علمی۔ ادبی۔ اخلاقی تاریخی مصور۔ مفید جنتری ہے جس پر ملک ہندوستان جس قدر ناز کرے کم ہے۔

جنتری برآورد تنخواہ ایک یوم

۴ آنہ ماہوار سے ایک ہزار روپیہ ماہوار تک

تنخواہ	۲۹ دن کا مہینہ			۳۰ دن کا مہینہ			۳۱ دن کا مہینہ		
	پائی	آنہ	روپیہ	پائی	آنہ	روپیہ	پائی	آنہ	روپیہ
۴ر	۲	۰	۰	۲	۰	۰	۲	۰	
۸ر	۳	۰	۰	۳	۰		۳	۰	۰
۱۱ر	۵	۰	۰	۵		۰	۵	۰	۰
عہ	۷	۰	۰	۶	۰	۰	۶	۰	۰
للعہ	۱	۰	۰	۱	۱	۰	۰	۰	۰
سے	۰	۱	۰	۷	۱	۰	۷	۱	۰
تعہ	۲	۲	۰	۲	۲	۰	۱	۲	۰
صہ	۹	۲	۰	۸	۲	۰	۷	۲	۰
عسہ	۶	۵	۰	۴	۵	۰	۲	۵	۰
عصہ	۰	۱۱	۰	۸	۱۰	۰	۴	۱۰	۰
سہ	۶	۰	۱	۰	۰	۱	۶	۱۵	۰
للعہ	۱	۶	۱	۴	۵	۱	۸	۴	۱
صہ	۷	۱۱	۱	۸	۱۰	۱	۱۰	۹	۱
ااار	۲	۷	۳	۴	۵	۳	۷	۳	۳
ااار	۴	۱۴	۶	۸	۱۰	۶	۳	۷	۶
سااار	۶	۵	۱۰	۰	۰	۱۰	۱۰	۱۰	۹
اااار	۸	۱۲	۱۲	۴	۵	۱۳	۵	۱۴	۱۲
صاار	۱۰	۳	۱۷	۸	۱۰	۱۶	۱	۳	۱۶
الـ	۹	۷	۳۴	۴	۵	۳۳	۲	۴	۳۲

قواعد ڈاک خانہ جات

پٹہ خانہ جات سرکار عالی میں حسب ذیل قیمت کے ٹکٹ و پوسٹ کارڈ لفافہ جات وغیرہ رائج ہیں اور ہر پٹہ خانہ سرکار مذکور میں مل سکتے ہیں۔

پوسٹ کارڈ	۴ پائی	جوابی پوسٹ کارڈ	۸ہر
ٹکٹ دار لفافہ	۸ پائی	ٹکٹ	۴ہر
ٹکٹ پٹہ	۸ ر	ٹکٹ پٹہ رسیدی	ایک آنہ
ٹکٹ	۲ ر	ٹکٹ	۴ ر
ٹکٹ	۸ ر	ٹکٹ	۱۲ ر
ٹکٹ	عہ	لفافہ رجسٹری ار ٹکٹ والا خورد	۲ر۸ہر
لفافہ رجسٹری ار ٹکٹ والا کلاں	۳ر۶ہر	؍؍ ؍؍ ۲ر۴ہر ؍؍ خورد	۳ر۴ہر
؍؍ ؍؍ ۲ر۶ہر ؍؍	۳ر۸ہر		

مشیر عالم پریس میں ہر قسم کا کام سادہ ہو یا رنگین بپابندی وقت اطمینان بخش طریقہ پر انجام دیا جاتا ہے۔

شرح محصول وفیس پٹہ سرکار عالی سکہ عثمانیہ

شرح محصول پٹہ (۱) جبکہ محصول پیشگی ادا کیا جائے

پوسٹ کارڈ		خطوط			[illegible]	پارسل بھنگیات				
						زائد از (۴۰ہر) تولہ نہ ہو			زائد از (۴۰ہر) رجسٹری کرانا لازمی	
اکہرا	جوابی	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]
۴ہر	۸ہر	۸ہر	۱ر	۱ر	۸ہر	۲ر	۳ر	۳ر	ے	۴ہر

(۲) جب کہ محصول پیشگی ادا نہ ہو یا غیر کافی طور پر ادا ہوا ہو تو تقسیم کے وقت وصول کیا جائے گا۔

کسی بیرنگ خط یا کمر بند پر ... پیشگی شرح محصول کا المضاعف کسی غیر کافی خط یا کمر بند پر ... کمی کا المضاعف۔

فیس رجسٹری

ہر ایک خط پوسٹ کارڈ یا کمر بند معمولی یا کمر بند نمونہ یا بھنگی کیلئے رجسٹری مطلوب ہے ۲ر۴ہر

(فیس پرچہ رسید طلب)

(فیس بیمہ)

ہر سو روپیہ کی بیمہ شدہ مالیت کیلئے ۲ر ہر قطعہ رجسٹر شدہ کیلئے ار

کمیشن منی آرڈر

عہ تک ۲ر عہ سے زاید صہ تک ۴ہر صہ سے زاید ہو تو ہر پورے صہ کیلئے ۴ہر اور تتمہ کیلئے اگر عہ تک ہو تو (۲ر) اور اگر صہ تک ہو تو (۴ہر)

فیس وی پی

یہ فیس اس قسم پر شمار کی جاتی ہے جو مرسل کو ادا شدنی ہے اور اس کی شرح وہی ہے جو منی آرڈر کمیشن کی ہے۔

پٹہ خانہ سرکار عظمت مدار میں حسب ذیل قیمت کے پوسٹ کارڈ ٹکٹ ولفافہ جات وغیرہ رائج ہیں اور ہر پٹہ خانہ سرکار مذکور میں مل سکتے ہیں۔

پوسٹ کارڈ	ـ ر	ٹکٹ	۳ ر
؍؍ ؍؍ جوابی	۰۱ ر	ٹکٹ	۰۳ ر
ٹکٹ دار لفافہ ایک تولہ کے لیے	ار۳ہر	ٹکٹ	۴ ر
ٹکٹ	۳ ر	ٹکٹ	۶ ر
ٹکٹ	ـ ر	ٹکٹ	۸ ر
ٹکٹ	ـ ر	ٹکٹ	۱۲ ر
ٹکٹ	ار	ٹکٹ	عہ
ٹکٹ	۲ ر	لفافہ رجسٹری (۴ہر ۹ ر)	
ٹکٹ	۰۲ ر		

پیکٹ و پارسل ان رجسٹرڈ

پیکٹ ۵ تولہ تک ـ ر

۵ تولہ سے زاید ہر ۵ تولہ اور اس کے کسرات پر ـ ر پارسل ۲۰ تولہ وزن تک ۲ر ۲۰ تولہ سے زاید ۴۰ تولہ تک ۴ہر

۴۰ تولہ سے زاید ۴۰ تولہ اور اس کے جزو مقدار پر (۴ر)

خرچہ رجسٹری ۳ر علاوہ ہوگا۔ اور وی پی پیکٹ یا پارسل بلا رجسٹری نہیں جاسکے گا۔

بک پوسٹ مطبوعہ کاغذات کتابیں سادہ کاغذ تصویریں نقشے کاپیاں پروف مسودہ اور دوسرے کاروباری کاغذات جن کو پرایویٹ خط و کتابت سے کوئی تعلق نہ ہو بذریعہ بک پوسٹ جاسکتے ہیں ایک پیکٹ کا سائز زاید سے زاید دو فٹ لمبا ایک فٹ چوڑا اور ایک فٹ اونچا ہوسکتا ہے گول پیکٹ کی لمبائی زاید سے زاید ۲½ انچ اور قطر (۴) انچ ہونا چاہیے اور پیکٹ کے سرے کھلے رہنے چاہئیں تاکہ بغیر کاغذ کے چاک کئے اندر کی چیز دیکھی جاسکے ۵ تولہ تک ایک پیسہ محصول ہوگا اور ۵ تولہ تک اوسکی کسرات کی زیادتی پر ۸ر لیا جائیگا۔

اخبارات جو اخبارات کہ ڈاک میں رجسٹر ہوتے ہیں ان کا شرح محصول حسب ذیل ہوگی

نمبر	وزن	محصول	نمبر	وزن	محصول
۱	۸ تولہ تک	ـــر	۳	ہر ۲۰ تولہ یا اوسکی کسر پر	۰ر
۲	۸ تولہ سے زاید ۲۰ تولہ سے کم	۰ر	۰	۰	۰

نوٹ:۔ جس تاریخ کا اخبار اگر اسی تاریخ کو پوسٹ ہوگا تو محصول بدستور رہیگا ورنہ تاریخ گزرنے کے بعد بک پوسٹ محصول لیا جائیگا۔

بیمہ اپنے تمام قیمتی سامان نوٹ چک ہنڈیاں زیورات اور قیمتی دھاتیں مثلاً چاندی سونا زیورات وغیرہ کے پارسل کو بیمہ کرانا چاہیے جس پر علاوہ فیس رجسٹری اور محصول پارسل کے مندرجہ ذیل شرح ٹکٹ لگانا چاہیے ایک صد روپیہ کی مالیت تک ۳ ڈیڑھ سو پر ۴ر دو صد پر پانچ آنہ دو صد سے ایکہزار تک فی صد ۲ر ایکہزار سے تین ہزار تک فی صد ایک آنہ تین ہزار سے زاید بیمہ نہیں کیا جاسکتا۔

نوٹ:۔ چھ سو سے زاید منی آرڈر نہیں ہوسکتا اور جو منی آرڈر بذریعہ تار بھیجنا ہو تو منی آرڈر فارم کی خانہ پوری کرکے بذریعہ تار کا لفظ اوپر لکھ دینا چاہیے اس کی فیس حسب ذیل ہے فیس منی آرڈر بحساب روپیہ فیس تار بحساب الفاظ۔

تار تار دو قسم کے ہوتے ہیں ایک معمولی دوسرا ضروری انکی فیس حسب ذیل ہے

ضروری تار کی فیس ۸ الفاظ تک ۱۲ر جس میں مکتوب الیہ کا پتہ بھی شامل ہے اگر الفاظ ۸ سے زائد ہوجائیں گے تو ہر لفظ پر ۲ر زاید دینا ہوگا۔

معمولی تار کی فیس ۸ الفاظ تک ۹ر جس میں مکتوب الیہ کا پتہ بھی شامل ہے مگر ۸ الفاظ سے زاید ہوں تو ہر لفظ پر ایک آنہ زاید لگایا جائیگا۔

اخباری تار کی فیس ضروری ۴۸ الفاظ تک ایک روپیہ ۴۸ الفاظ سے زاید ہر ۶ الفاظ کیلئے ۲ر پتہ مفت
معمولی ۴۸ الفاظ تک ۸ر ۴۸ الفاظ سے زاید پر ۱۶ الفاظ کے لئے ۸ر پتہ مفت۔

سیونگ بنک (۱) ہر شخص اپنے نام پر یا اپنے نابالغ بچے کے نام پر جس کا وہ خود سرپرست ہے ڈاک خانہ کے سیونگ بنک میں روپیہ جمع کراسکتا ہے۔

(۲) دس روپیہ پر ۲½ فیصدی سالانہ کے حساب سے سود ملیگا سو دا اس کم سے کم رقم پر ملیگا جو مہینہ کے شروع سے آخر تک ڈاکخانہ میں رقم جمع رہی ہو۔

(۳) ایک نام پر ایک ہی حساب کھولا جاسکتا ہے

(۴) چار آنہ سے کم کوئی رقم جمع نہیں ہوگی اور پائیاں بھی جمع نہیں ہوں گے

(۵) ایک سال میں ساڑھے سات سو روپیہ سے زیادہ جمع نہیں ہوسکتا۔

(۶) ہفتہ میں ایک ہی بار روپیہ نکال سکتا ہے۔

(۷) ایک ڈاکخانہ سے دوسرے ڈاکخانہ میں حساب منتقل ہوسکتا ہے۔

(۸) حساب کے وقت ڈاکخانہ سے ایک پاس بک ملیگی اگر یہ گم ہوجائے تو ایکروپیہ ادا کرنے پر دوبارہ مل سکتی ہے لیکن کوئی شخص اس گمشدہ پاس بک کو حاصل کرکے جعلی دستخط سے روپیہ نکال لے تو ڈاک خانہ ذمہ وار نہیں ہوگا۔

غیر ملکی پوسٹل نرخ

	برطانیہ عظمی اور اسکے مقبوضات کے لیے	دوسرے ملکوں کے لیے
پوسٹ کارڈ	۲ر جوابی ۴ر	۲ر
لفافہ (چٹھی) جس کا وزن ایک اونس ہو	۰۲ر	۰۳ر
ہر مزید اونس یا جزو اونس پر	۲ر	۲ر
پیکٹ کا محصول فی اونس	ـر	ـر
رجسٹری کا محصول	۳ر	۳ر
واپسی رسید	۳ر	۳ر

سیلون اور پرتگیز انڈیا کے لئے وہی محصول ہے جو کہ ہندوستان کے لئے ہے

شرح بیمہ ممالک غیر

برٹش مقبوضات اور غیر ممالک کے لیے
۱۲ پونڈ کی مالیت تک ۰۴ر
۱۲ پونڈ سے زاید ہر ۱۲ پونڈ یا جز و کے لئے ۰۴ر

شرح منی آرڈر ممالک غیر

دس روپیہ تک ۳ر
دس روپیہ سے ۲۵ تک ۶ر
اس سے زاید ہر ۲۵ روپیہ یا اس کی کسر پر ۶ر
پیکیٹ ممالک غیر فی ۵ تولہ ۳ر
پارسل کی شرح تمام بیرونی ممالک کیلئے علحدہ علحدہ مقرر ہے جو ڈاکخانہ سے دریافت کرنے پر معلوم ہوسکتی ہے

شرح محصول تار برقی ممالک غیر

نام ملک	فی لفظ	نام ملک	فی لفظ
عدن براہ بمبئی	۳ر	کمبراہ ایسٹرن	۱۵ر
برٹش ایسٹ افریقہ براہ عدن و زنجبار	۱ر	ایشیائی کی براہ ایسٹرن فلسطین	۱۳ر
اسٹریلیا براہ مدراس	۲ر	جرمنی براہ ایسٹرن	۱۲ر
چین ہانگ کانگ		معر اسکندریہ براہ عدن	۱۲ر
شنگھائی براہ بہاسو	۱۲ر	برطانیہ عظمی شمالی آئرلینڈ	۱۸ر
جاپان براہ مدراس	۳ر	جنوبی افریقہ	۱۵ر
فرانس براہ ایسٹرن	۳ر	اسپین	۱۲ر
عراق براہ کراچی	۱۴ر	روس (اسٹریا یا ترکی) براہ ایسٹرن	۵ر

ہوائی جہاز کی ڈاک

ہوائی جہاز کے ذریعہ سے جو خطوط ممالک غیر بھیجے جائیں ان پر انگریزی ڈاک خانہ کے قواعد ڈاک خانہ کا نفاذ ہوگا جس کی تفصیل پوسٹ اینڈ ٹیلگراف گائیڈ سرکار عظمت مدار میں مل سکتی ہے لیکن یہاں پر ہم چند ضروری باتیں جو حیدرآباد سے اس قسم کے ڈاک بھیجنے والوں کے لئے مفید مطلب ہیں درج کرتے ہیں ہندوستان سے انگلستان اور بعض دیگر ممالک کو ہوائی جہاز کے ذریعہ سے ہر ڈاک لیجانیکا انتظام ہے ۔ اور اس کے لئے ہر ہفتہ میں دو بار کراچی سے ڈاک کا ہوائی جہاز روانہ ہوتا ہے اور آتا ہے خود ہندوستان کے اندر فی الحال جودھپور کراچی اور گوادری کے مابین ہوائی جہاز کے ذریعہ سے ڈاک پہنچانیکا انتظام ہے ۔ لیکن اس سے اہل حیدرآباد کو کوئی نفع نہیں اس لئے حیدرآباد سے ممالک غیر کو ہوائی جہاز سے جانیوالی ڈاک کے لئے کراچی ہی کے راستہ میں سہولت ہے جو خطوط وغیرہ اس مقصد کیلئے روانہ کئے جائیں وہ کراچی ایسے وقت پہنچ جانا چاہیے کہ یکشنبہ اور چہارشنبہ کی صبح جو ڈاک کے تھیلے بند کیے جاتے ہیں ان میں یہ شامل ہوسکیں صحیح وقت ڈاک میں خط وغیرہ ڈالنے کا قریبی انگریزی ڈاک خانہ سے دریافت کیا جاسکتا ہے جو خطوط وغیرہ اس ذریعہ سے روانہ کئے جائیں ۔ ان کے اوپر ہوائی جہاز کا نیلا ٹکٹ ہونا ضروری ہے جو بلاقیمت ہر انگریزی ڈاک خانہ سے مل جائیگا ۔ اور اس کے علاوہ ہوائی جہاز کے محصول کا پورا ٹکٹ ہونا چاہیئے ۔ جو معمولی ڈاک کے اور اگر رجسٹرڈ چیز ہے تو رجسٹری کے محصول کے علاوہ ہے ۔ ہوائی جہاز کے ڈاک کا محصول مقامی پوسٹ آفیس سے دریافت فرمائیے ۔ ہر انگریزی ڈاک خانہ میں پوسٹ ۔ ۔ ۔ گائیڈ بہ قیمت ہر وقت مل سکتا ہے اولاً کراچی سے ہوائی ڈاک کا ہفتہ میں ایک بار روانگی اور آمد کا انتظام تھا لیکن دفتر انڈین پوسٹ اینڈ ٹیلگراف کی حالیہ ایک اطلاع سے ظاہر ہے کہ اب ہندوستان سے یورپ جنوبی افریقہ کراچی سے رنگون مدراس اور لاہور ہفتہ میں دوبار ہوائی جہاز کے ذریعہ ڈاک کی روانگی کا انتظام کیا جاچکا ہے ہوائی جہاز کے ذریعہ ڈاک یورپ جنوبی افریقہ سے کراچی ہر پنجشنبہ اور یکشنبہ کو پہونچتی ہے اور کراچی سے یورپ جنوبی افریقہ ہر یکشنبہ اور چہارشنبہ کو روانہ ہوتی ہے اندرون ہند کی ہوائی ڈاک کے اوقات سے مردو جانب (آمد و رفت) میں کنکشن رکھا گیا ہے ہوائی جہاز کے ذریعہ خاص خاص مقامات پر خطوط منی آرڈر پارسل وغیرہ روانہ کرنیکا آخری دن وقتاً فوقتاً اپنے مقامی ڈاک خانہ (انگریزی) سے دریافت کیجے ہوائی جہاز کے ذریعہ سے جو چیز بھیجی جائے اس پر ہوائی جہاز کے ٹکٹ کے اوپر یا نیچے راستہ کی تشریح ضروری ہے ہوائی جہاز کی ڈاک مختلف مقامات تک پہنچنے کی مدت حسب ذیل ہے
کراچی سے جاسک تک ۔ گھنٹے | کراچی سے لنکا یا بوشہر تک ایک دن

کراچی سے عراق تک	۲ دن
کراچی سے فلسطین تک	۲½ دن
کراچی سے مصر تک	½ دن
کراچی سے یونان تک	۳½ دن
کراچی سے ایطالیہ تک	۴ دن
فرانس و انگلستان تک	۶ دن

مقامات	راستہ کا نشان
یونان۔ البانیہ۔ جگو سلافیہ۔ چیکوسلاویکیا ہنگری۔ آسٹریا۔ بلغاریا۔ رومانیہ۔ یوروپین۔ ترکی	کراچی۔ یونان
ایطالیہ۔ سسلی۔ سوئزرلینڈ۔ لکسمبرگ۔ ہالینڈ۔ جرمنی۔ پولستان۔ ونیزنگ۔ ناروے۔ سویڈن ڈنمارک۔ روس۔ واستھونیہ	کراچی۔ ایطالیہ
فرانس۔ بلجیم۔ فنلینڈ۔ اسپین۔ پورتگال ممالک متحدہ۔ امریکہ۔ کناڈا۔	کراچی فرانس
برطانیہ۔ عظمیٰ شمالی۔ آئرستان۔ آئرش فری اسٹیٹ۔ لٹوینیہ۔ لتھوانیہ	کراچی انگلستان

ہوائی جہاز کے ذریعہ منی آرڈر و پارسل

ہوائی جہاز کے ذریعہ سے منی آرڈر اور پارسل بھی جا سکتے ہیں منی آرڈر پر علاوہ مقررہ فیس منی آرڈر خواہ کتنی ہی رقم کا ہو۔ ہوائی جہاز کا محصول علیحدہ ادا کرنا ہوگا۔ نیز پارسل کے لئے بھی ایسا ہی ہے۔

ڈاک خانہ کے ضروری قواعد کا خلاصہ

عام معلومات

کاروباری ہر ایک ڈاک خانہ میں نمایاں طور پر لکھ کر لگا دیا جاتا ہے کہ کن کن اوقات میں کیا کیا کام ہوں گے اور ڈاک کس وقت تقسیم ہوگی اور کس وقت بند کر دی جائے گی جس کام کے ختم کر دینے کے لیے جو وقت مقرر ہوتا ہے وہ کام ٹھیک اسی وقت ختم کر دیا جاتا ہے۔ بڑے ڈاک خانوں میں عموماً صبح آٹھ بجے سے شام کے چھ بجے تک کام ہوتا ہے مگر مختلف قسم کے کاموں کے لئے مختلف اوقات مقرر ہوتے ہیں جن کا علم مقامی ڈاک خانوں سے ہو سکتا ہے (دفعہ ۱۔ پوسٹل گائڈ)

ڈاک خانہ کی تعطیلات ہر ایک اتوار، نیو ایرس ڈے (یکم جنوری) گڈ فرائیڈے، کرسمس ڈے (بڑا دن) سالگرہ شہنشاہ معظم یہ ڈاک خانوں کی عام تعطیلات کے دن ہیں جن میں ہندوستان کے تمام ڈاک خانوں میں سوائے چند ضروری کاموں کے اور کوئی کام نہیں ہوتا۔ ان عام تعطیلوں کے علاوہ عید الفطر، بقرعید، ہولی، جنم اشٹمی، دسہرہ اور دیوالی کی تعطیلیں بھی ہندوستان کے اکثر ڈاک خانوں میں ہوتی ہیں اور ہر صوبہ کے لئے کچھ مخصوص تعطیلات ان کے علاوہ بھی ہیں ہندو مسلمانوں کے ہتواروں کی تعطیلات میں صرف ڈاک خانہ بند ہو جاتا ہے، تار گھر بند نہیں ہوتا۔ یعنی تار ان تعطیلات کے دنوں میں بھی حسب معمول آتے جاتے ہیں۔

ڈاک خانہ کی عام تعطیلات کے دنوں میں سوائے مندرجہ ذیل کاروبار کے اور کوئی کاروبار پبلک سے نہیں کیا جاتا

(۱) ولایتی ڈاک کی روانگی کے دن ڈاک کے ٹکٹ اور لفافے وغیرہ حسب معمول ملتے ہیں۔

(۲) اکسپریس تار اور اکسپریس تار کے منی آرڈر ہر روز تقسیم کئے جاتے ہیں۔ اور

(۳) لیٹ فیس ادا کرنے پر اکسپریس تار اور اکسپریس تار کے منی آرڈر روانگی کے لئے بھی لے لئے جاتے ہیں۔

(دفعہ ۲ ۔ پوسٹل گائڈ ۔)

دیر میں بھیجی جانیوالی اشیاء

کسی ڈاک کے بند ہوتے کئے مقررہ وقت کے بعد بھی (صرف ان ڈاک خانوں سے جن کو ایسا کرنیکا اختیار ہے اس ڈاک سے خطوط وغیرہ بھیجے جا سکتے ہیں بشرطیکہ دیر میں جانے والے خطوط کے لئے جو وقت مقرر ہے اس کے اندر پہنچ جائیں اور ان پر معمولی محصول کے علاوہ لیٹ فیس کا محصول بھی ادا کر دیا جائے۔ ریسٹ فیس کا محصول غیر رجسٹری شدہ اشیاء کے لئے عام طور پر دو پیسہ فی عدد اور رجسٹری شدہ اشیاء کے لئے دو آنے فی عدد لیا جاتا ہے۔ پارسل بعد از وقت نہیں لئے جا سکتے۔ (دفعہ ۱۳ پوسٹل گائڈ)

ڈاک گاڑی کا لیٹر بکس

ریل کی ڈاک گاڑیوں میں جو لیٹر بکس لگے رہتے ہیں ان میں بھی لفافے، پوسٹ کارڈ اور چھوٹے پیکٹ شرائط ذیل کی پابندی کے ساتھ ڈالے جا سکتے ہیں۔

(الف) کلکتہ، بمبئی اور مدراس کے ریلوے اسٹیشنوں پر کوئی چیز ڈاک گاڑی کے لیٹر بکس میں نہیں ڈالی جا سکتی۔

(ب) دوسرے اسٹیشنوں پر ڈاک گاڑی کے لیٹر بکس میں ڈاک ڈالنے کے لئے دو پیسہ فی عدد لیٹ فیس کا محصول زائد لگتا ہے۔ لیکن اگر اسٹیشن پر اور اسٹیشن سے ایک میل کے فاصلہ تک کوئی لیٹر بکس نہ ہو تو ایسی صورت میں ڈاک گاڑی کے لیٹر بکس میں بغیر لیٹ فیس کے بھی ڈاک ڈالی جا سکتی ہے۔

(بیرنگ خطوط ڈاک گاڑی کے لیٹر بکس میں نہیں ڈالنے چاہییں۔ (دفعہ ۱۴۔ پوسٹل گائڈ)

رجسٹری اور بیمے وغیرہ ڈاکخانہ کب پہنچنے چاہئیں

جن چیزوں کے متعلق اہلکاران ڈاک خانہ کو خاص طور سے اندراجات وغیرہ کرنے پڑتے ہیں۔ مثلاً رجسٹری، بیمہ یا وی۔ پی وغیرہ ان کو جس ڈاک سے بھیجنا مقصود ہو اس ڈاک کے بند ہونے سے کم سے کم آدھ گھنٹہ قبل ڈاک خانہ میں بھیج دینا چاہیے۔ (دفعہ ۱۲۔ پوسٹل گائڈ)

تار اور تار کے منی آرڈر

بڑے ڈاک خانوں میں جن کے ساتھ تار گھر بھی ہوتا ہے تار اور تار کے منی آرڈر عام طور پر صبح ۸ بجے سے شام کے چھ بجے تک لئے اور دئے جاتے ہیں اور ایکسپریس (عجلی) تار اور ایکسپریس تار کے منی آرڈر لیٹ فیس ادا کرنے پر تار گھر بند ہونے کے بعد اور تعطیل کے دنوں میں بھی لئے جا سکتے ہیں۔ لیٹ فیس کم سے کم ایک روپیہ ہوتی ہے اور بعض اوقات اس سے زائد بھی (دیکھئے دفعہ ۱۔ (۲) پوسٹل گائڈ)

ڈاک خانہ کے ٹکٹ اور لفافے

ڈاک خانہ کے ٹکٹ ایک پیسہ سے لیکر پندرہ روپیہ تک کے ہوتے ہیں ٹکٹوں کے علاوہ اکہرے اور جوابی پوسٹ کارڈ ٹکٹ دار لفافے رجسٹری کے لفافے، اخباروں اور کتابوں کے ریپر ہوائی جہاز کے پوسٹنگ سرٹیفکیٹ کے فارم، تار کے فارم حسب ضرورت ڈاک خانہ سے مفت ملتے ہیں اور پچاس پچاس فارموں کی کتابیں دو دو آنے میں فروخت بھی کی جاتی ہیں۔ (دفعہ ۳۔ پوسٹل گائڈ)

ٹکٹ چھاپنے کی مشین

ٹکٹ چھاپنے کی ایسی مشینیں بھی چلی ہیں جن کے ذریعہ سے ڈاک خانہ کا محصول پیشگی ادا کیا جا سکتا ہے ان مشینوں کے لئے پوسٹ ماسٹر جنرل سے لائسنس لینا پڑتا ہے

(دفعہ ۔ ۔ الف ۔ پوسٹل گائڈ)

بیرونی ملکوں کے لئے جوابی کوپن

بیرونی ممالک کے خطوط میں جواب کے لئے کوپنیں بھی رکھی جا سکتی ہیں جن کے تبادلہ میں مکتوب الیہ اپنے ملک کے ڈاک خانہ سے اتنی قیمت کے

ٹکٹ حاصل کرسکتا ہے جو جواب کے لئے کافی ہوں (مفصل کیفیت کے لئے دیکھو دفعہ ۱۰- پوسٹل گائڈ)

پوسٹنگ سارٹیفکیٹ

ڈاک خانہ سے غیر رجسٹری شدہ خطوط اور پیکٹ وغیرہ کے ڈاک میں ڈالنے کی سند بھی مل سکتی ہے جس کو سارٹیفکیٹ آف پوسٹنگ کہتے ہیں۔ مقصد اس سند کا صرف یہ ہوتا ہے کہ فرستندہ کو اس کا اطمینان ہو جائے کہ اس کی بھیجی ہوئی چیز ڈاک خانہ میں پہنچ گئی ہے۔

سارٹیفکیٹ حاصل کرنے کا طریقہ

ہر اس چیز کا جس کی ڈاک خانہ سے باضابطہ رسید نہیں دی جاتی پوسٹنگ سارٹیفکیٹ حاصل کیا جا سکتا ہے۔ پابندی شرایط مندرجہ ذیل

(الف) ڈاک خانہ کے مطبوعہ فارم پر یا کسی سادے کاغذ پر سارٹیفکیٹ روشنائی سے لکھ کر اشیاء مرسلہ کے ساتھ ان اوقات میں جو سارٹیفکیٹ مذکور دینے کے لئے مقرر ہوں، ڈاک خانہ کے اہلکار کے سامنے پیش کر دینا چاہیئے۔

(ب) سارٹیفکیٹ میں ان پتوں کو بجنسہ نقل کرنا چاہیئے جو اشیاء مرسلہ پر مرسل الیہم کے درج ہوں اور ہر تین چیزوں یا تین سے کم کے لئے سارٹیفکیٹ پر دو روپیہ کا ٹکٹ لگانا چاہیئے۔

(ج) جن چیزوں کی بابت سارٹیفکیٹ حاصل کرنا ہو ان کی صحیح تعداد سارٹیفکیٹ کے آخر میں لفظوں میں درج کر دینی چاہیئے اور ایک سارٹیفکیٹ میں تین چیزوں سے زیادہ درج نہ کرنی چاہیئں اور ہر سارٹیفکیٹ کے ساتھ وہی چیزیں پیش کرنی چاہیئں جو اس میں درج ہوں۔ (دفعہ ۱۶ و ۱۷۔ پوسٹل گائڈ)

ڈاک میں ڈالی ہوئی چیز کا واپس لینا

ملکی ڈاک کے لفافے، پوسٹ کارڈ، رجسٹرڈ اخبارات کتابوں اور نمونوں کے پیکٹ اور پارسل اور غیر ملکی ڈاک کے خطوط اور غیر ممالک کے وہ پارسل بھی جو ہندوستان سے روانہ ہوئے ہوں بغیر مرسل الیہ کی اجازت کے بپابندی شرایط مندرجہ ذیل راستہ سے واپس منگائے جا سکتے ہیں:-

(الف) کوئی مرسلہ چیز بغیر افسران مندرجہ ذیل میں سے کسی ایک کی اجازت فرستندہ کو واپس نہیں کی جاوے گی۔

(۱) فرسٹ کلاس پوسٹ ماسٹر صاحبان یا سپرنٹنڈنٹ صاحبان ڈاک خانہ جات۔

(۲) کسی حلقہ ڈاک کا بڑا افسر ڈاک خانہ۔

(۳) ڈائرکٹر جنرل ڈاک خانہ جات ہند۔

(۴) لوکل گورنمنٹ یا گورنر جنرل ان کونسل (خود یا بذریعہ اپنے سیکرٹروں کے)۔

(ب) ہر مرسلہ چیز کے واپس لینے کے لئے درخواست کے ساتھ ایک روپیہ کی فیس بھی داخل کرنی ہوگی جو کسی حالت میں واپس نہیں کی جاوے گی۔

(ج) واپسی شئے مرسلہ کی درخواست تحریری افسران مندرجہ بالا میں سے کسی کو براہ راست بھی بھیجی جا سکتی ہے اور مقامی ڈاک خانہ کے کسی ذمہ دار افسر کے ذریعہ سے بھی۔

(د) شئے مرسلہ کی واپسی کی درخواست خود فرستندہ شئے مذکور کی طرف سے قبول کی جاوے گی یا اس کے کسی مختار مجاز کی طرف سے۔

(ہ) ہر درخواست کے ساتھ ایک تحریری بیان بھی ہوگا (جس کو سربمہر لفافہ میں بند کر کے درخواست کے ساتھ رکھا جا سکتا ہے) جس میں شئے مرسلہ کے واپس لینے کی وجوہات تحریر کی جائیں گی۔ اور یہ سربمہر بیان کو صرف وہی افسر کھولے گا

جس کے نام درخواست بھیجی جائے گی۔

(۵) شئے مرسلہ کے راستہ میں روکنے اور مرسل الیہ کے حوالہ نہ کرنے میں تار وغیرہ کے جو مصارف ہوں گے وہ سب شئے مذکور کے فرستندہ کو برداشت کرنے ہوں گے۔

(۶) درخواست واپسی شئے مرسلہ جب افسران مندرجہ بالا میں سے کسی کے پاس پہنچ جائے گی تو افسر مذکور اس کا اطمینان کرنے کے بعد کہ درخواست واقعی فرستندہ شئے مذکور ہی نے بھیجی ہے اور جو وجوہات واپسی کی لکھی گئی ہیں وہ کافی ہیں حکم دے دیگا کہ شئے مذکور فرستندہ کو واپس دیدی جائے۔ ورنہ شئے مرسلہ فوراً اس کے مرسل الیہ کو بھیجدی جائے گی۔ (دفعہ ۱۸۱ پوسٹل گائڈ)

سکوں وغیرہ کی روانگی

سکے، سونا چاندی، قیمتی جواہرات، زیورات اور سونے چاندی کی دوسری چیزیں ملکی ڈاک میں بند کرکے بیمہ شدہ جاسکتی ہیں اور غیر ملکی ڈاک میں رجسٹری شدہ لفافوں یا بیمہ شدہ بکسوں میں بند کرکے ان ممالک کو جہاں ایسے بکس جاسکتے ہیں۔ کرنسی نوٹ یا ان کے ادھے صرف بیمہ شدہ ہی جاسکتے ہیں جو لوگ قیمتی چیزوں کو غیر رجسٹری شدہ خطوط یا غیر رجسٹری شدہ پارسلوں میں رکھ کر بھیجدیتے ہیں وہ نہ صرف اپنے مال کو خطرے میں ڈالتے ہیں بلکہ ہر اس شخص کو جس کے ہاتھ سے وہ چیز گزرتی ہے بے ایمانی کرنے کی ترغیب دیتے ہیں۔ (دفعہ ۴۰۔ پوسٹل گائڈ)

پیکنگ اچھا ہونا چاہیئے

چونکہ ڈاک خانہ ایسی چیزوں کے احتیاط سے پہنچانے کی کوئی ذمہ داری نہیں کرتا جن کے راستے میں ٹوٹنے پھوٹنے کا اندیشہ ہوتا ہے۔ اس لئے ایسی چیزوں کو نہایت حفاظت کے ساتھ بند کرکے ڈاک میں بھیجنا چاہیئے۔ تاکہ مہروں کی ضرب اور بار بار ایک جگہ سے دوسری جگہ منتقل کرنے سے شئے مرسلہ کو نقصان نہ پہنچے (دفعہ ۴۱۔ پوسٹل گائڈ)

بھیجنے والے کو اپنا پتہ بھی لکھدینا چاہیئے

شئے مرسلہ کے پتہ کی طرف بائیں جانب کے کونہ پر بھیجنے والے کو اپنا نام اور پتہ بھی لکھدینا چاہیئے۔ تاکہ اگر شئے مذکور مکتوب الیہ کو تقسیم نہ کی جاسکے تو اس کے فرستندہ کو واپس بھیجنے کے لئے کھول کر دیکھنے کی ضرورت نہ پڑے ڈاک خانہ کے "لاپتہ خطوط کے دفتر" میں ہر سال ہزاروں چیزیں ایسی ضائع کرنی پڑتی ہیں جن پر باہر ہی نہیں بلکہ اندر بھی فرستندہ کا پتہ نہیں ہوتا۔ (دفعہ ۳۴۔ پوسٹل گائڈ۔)

ڈاک خانہ کے خلاف شکایات

(۱) ڈاک خانہ کے خلاف جو شکایتی خطوط تحریر کئے جائیں ان کے کل محصول کا پیشگی ادا کرنا ضروری ہے ورنہ خط بیرنگ کردیئے جائیں گے اور ان کا محصول فرستندہ سے وصول کیا جائے گا۔

(۲) شکایتیں پہلے ڈاک خانہ متعلقہ کے پوسٹ ماسٹر کو بھیجنی چاہیئیں لیکن معاملہ کی اہمیت آزادانہ تحقیقات کی متقاضی ہو یا پوسٹ ماسٹر متعلقہ کی کارروائی سے شکایت کنندہ مطمئن نہ ہو تو ایسی صورتوں میں سپرنٹنڈنٹ ڈاک خانہ جات یا اپنے حلقہ متعلقہ کے پوسٹ ماسٹر جنرل کو لکھنا چاہیئے۔

خاص اہمیت رکھنے والی شکایتیں ہمیشہ پوسٹ ماسٹر جنرل کو بھیجنی چاہیئیں۔ سپرنٹنڈنٹ ڈاک خانہ جات کے نام خط لکھنے کے لئے یہ پتہ کافی ہے۔ (سپرنٹنڈنٹ ڈاک خانہ جات مقامی)

اس کا بقیہ حصہ صفحہ (۸۰) پر ملاحظہ فرمائیے۔

نظائر دیوانی

(الف)

(۱) امر منفصلہ فیما بین مدعی علیہم اس وقت ہوگا جب کہ وہ امر بغرض عطار و دادرسی ضروری ہو۔ دکن جلد ۲۷ ص ۳۴۔

(۲) امر منفصلہ کا عذر عدالت اپیل میں کرنا جائز ہے دکن جلد ۲۷ ص ۳۳۔

(۳) ادائی سود مابین فریقین جب وہ مسلمان ہوں حافظ میعاد نہیں ہے۔ دکن جلد ۲۷ ص ۳۶۶۔

(۴) اقرار بیع سے جائداد میں کوئی حقیت حاصل نہیں ہوتی دکن جلد ۲۷ ص ۲۰۱۔

(۵) ایسے حقوق آسایش نافذ نہیں ہوسکتے جس اراضی بائع بیکار ہوجاتی ہو۔ دکن جلد ۲۷ ص ۱۶۶۔

(۶) اقرار ادائی قرضہ اگرچہ کہ غیر معین و مشروط کیا جائے حافظ میعاد ہے دکن جلد ۲۷ ص ۶۰۔

(۷) احکام کے خلاف ترمیم کی وجہ سے دعویٰ خارج نہیں کیا جاسکتا دکن جلد ۲۶ ص ۴۷۔

(۸) انعامدار کا حق اراضی انعام پر جب وہ زاید از ۱۲۔ سال شخص اجنب کے قبضہ میں ہو۔ دکن جلد ۲۶ ص ۴۳۲۔

(۹) ایک رکن خاندان کا قبضہ دوسرے کے مقابلہ میں قبضہ مخالفانہ نہیں ہے۔ دکن جلد ۲۶ ص ۶۷۹

(۱۰) استدعار عرضی دعویٰ کے خلاف ڈگری صادر کرنا خلاف قانون ہے دکن جلد ۲۵ ص ۹۷۔

(۱۱) اجازت صلح بمقابلہ نابالغان اگر عدالت نے امور مفید یا مضر نابالغ پر غور نہ کیا ہو تو بیکار ہے دکن جلد ۲۶ ص ۶۲ و ۱۳۱۔

(۱۲) اصل حکم کے منسوخ ہوجانے پر اس کا نتیجہ بھی زائل ہوجاتا ہے دکن جلد ۲۳ ص ۵۸۸۔

(ب)

(۱) بیدخلی کے بعد بھی تحقیقات عذرداری لازم ہے دکن جلد ۲۷ ص ۳۰۔

(۲) بار کفالت ڈگری صلحی کے ذریعہ جائداد پر عائد کیا گیا ہو تو اس کا نفاذ بذریعہ نمبری نالش ہوگا۔ نہ بصیغہ تعمیل دکن جلد ۲۶ ص ۳۱۳۔

(۳) بدنیتی مدیون سے درخواست قید مدیون کا کوئی تعلق نہیں ہے دکن جلد ۲۶ ص ۶۶۴۔

(۴) بار ثبوت بددیانت نہ ہونے کا جب کہ قید مدیون کی درخواست کی جائے مدیون پر ہے۔ دکن جلد ۲۷ ص ۵

(۵) بازدواری کی بازدواری ہوسکتی ہے۔ دکن جلد ۲۴ ص ۴۸۵۔

(۶) بیان ماہر فن کا لزوم نہیں ہے۔ دکن جلد ۲۴ ص ۴۵۴۔

(۷) تبار دعویٰ اگر ثابت نہ ہوسکیں مدعی کی ملکیت و حقیت

ثابت ہو تو ڈگری دی جا سکتی ہے۔ دکن جلد ص ۹۶۔

(۸) بار ثبوت ضرورت جائز کا بذمہ مشتری ہے دکن جلد ۲۶ ص ۹۴۔

(۹) بیعہ ہندو بلا استحقاق کسی جائداد پر قابض ہو جائے تو اس کا قبضہ مخالفانہ ہوگا۔ دکن جلد ۲۴ ص ۹۱

(۱۰) بیراگیوں کی توریث کا اصول۔ دکن جلد ۲۸ ص ۱۰۷۔

(۱۱) بازدعوائی پر فریق کی دستخط لازمی نہیں ہے دکن جلد ۲۷ ص ۱۹۱۔

(پ)

(۱) پیداوار اراضی پر بار کفالت عاید ہو تو دستاویز کی رجسٹری لازمی نہیں ہے۔ دکن جلد ۲۷ ص ۳۵۰۔

(۲) پٹہ دار کے حقوق جاگیرات میں۔ دکن جلد ۲۶ ص ۴۸۱۔

(۳) پرامیسری نوٹ پر گواہان حاشیہ کی ضرورت نہیں ہے دکن جلد ۲۶ ص ۷۰۔

(۴) پیٹہ دار جاگیردار کے استفادہ کا فرق۔ دکن جلد ۲۵ ص ۱۔

(۵) پسماندہ خاندان مشترک کے لئے سرٹیفکٹ وراثت کی ضرورت نہیں ہے۔ دکن جلد ۲۴ ص ۷۰۵۔

(۶) پلیڈنگز کے طور پر اگر کوئی شخص اپنا بیان قلمبند کرلے تو کوئی امر قانونی مانع نہیں ہے نہ وہ پلیڈنگز کی تعریف سے خارج تصور کیا جا سکتا ہے۔ دکن جلد ۲۵ ص ۷۸۲

(۷) پلیڈنگز کے خلاف کوئی بیان تحریری موثر مقدمہ نہیں ہے دکن جلد ۲۰ ص ۱۸۰۔

(۸) پیدائش کے قبل کے انتقالات پر عذر کرنے کا حق نہیں ہے دکن جلد ۲۴ ص ۲۳۹۔

(۹) پٹہ داری کی حیثیت پر ملکیت کی تعریف صادق آتی ہے۔ دکن جلد ۲۲ ص ۲۵۵۔

(۱۰) پٹہ داری ایک مستقل حق ہے دکن جلد ۲۴ ص ۲۳۹۔

(ت)

(۱) تکملہ رسوم عدالت کے حکم سے ہو تو میعاد کا سوال پیدا نہیں ہو سکتا دکن جلد ۲۷ ص ۹۳ و ص ۳۶۰ و ملحقہ

(۲) توازن شہادت۔ دکن جلد ۲۷ ص ۳۱۴۔

(۳) تعمیل کامل ہونے کے بعد اقرار مابعد کی تعمیل بصیغہ تعمیل نہیں ہو سکتی۔ دکن جلد ۲۷ ص ۱۲۹۔

(۴) ترمیم خلاف احکام ہونیکی وجہ سے دعوی خارج نہیں کیا جا سکتا دکن جلد ۲۶ ص ۴۲

(۵) ترمیم عرضی دعوی کا حکم ڈگری کی تعریف میں داخل نہیں ہے دکن جلد ۲۶ ص ۶۳۶

(۶) تاوان وہرجہ کی ڈگری زر متدعویہ کے ساتھ دیجا سکتی ہے لیکن اس پر علیحدہ رسوم لیا جانا چاہیے۔ دکن جلد ۲۶ ص ۸۸۸۔

(۷) تجویز ثانی کی منظوری کا مرافعہ کس صورت میں ہو سکتا ہے دکن جلد ۲۶ ص ۹۱۹۔

(۸) تسلیم واقعہ کے بعد پھر اس سے انکار نہیں کیا جا سکتا دکن جلد ۲۴ ص ۱۶۸۔

(۹) تحفظ میعاد کے لیے جو خطوط پیش ہوں ان پر جرمانہ وہرجہ عاید کرنا صحیح نہیں ہے۔ دکن جلد ۲۵ ص ۶۴۷۔

(ٹ)

(۱) ٹیکس حرمت وتخلیہ کی بابت مہیائیات لازمی ہیں جب زر کرایہ پر معاوضہ مشخص کیا جائے۔ دکن جلد ۲۰ ص ۲۲۴۔

(۲) ٹیکنکل عذر پر جدید دعوی کی اجازت دینا صحیح ہے۔ دکن جلد ۲۱ ص ۴۴۶۔

(۳) ٹیکنکل غلطی کی بنا پر ڈگری کالعدم نہیں ہو سکتی دکن جلد ۲۵ ص ۸۷۴۔

(۴) ٹکٹ کا صحیح طور پر قلمزد نہ کیا جانا ایک امر واقعہ ہے انڈین کیسز جلد ۴۵ ص ۹۶۶ و دکن جلد ۱۲ ص ۷۷

(ث)

(۱) ثالث روئیداد مقدمہ مرتب رکھنے کے پابند نہیں ہیں۔ دکن جلد ۲۵ ص ۵۲۱۔

(۲) ثالث پر ضابطہ دیوانی و قانون شہادت کی پابندی عائد نہیں کیجاسکتی۔ آیس جلد ۳۶ ص ۳۲۳۔

(۳) ثالثی فیصلہ سے عدالت کسی فقرہ کو حذف کرسکتی ہے۔ دکن جلد ۲۴ ص ۱۱۱ و جلد ۲۶ ص ۲۹۸۔

(۴) ثالثی فیصلہ پر جملہ پنچوں کی دستخط لازمی ہے دکن جلد ۱۵ ص ۵۵۔

(۵) ثالثی بلاتوسط عدالت میں اس امر کا اطمینان لازمی ہے کہ فریقین میں نزاع ہے یا نہیں۔ دکن جلد ۲۶ ص ۴۹ دکن جلد ۲۳ ص ۴۱۴۔

(ج)

(۱) جدید درخواست تعمیل سے مراد سابقہ درخواستہائے اجرائے ڈگری سے جداگانہ طریقہ تعمیل کی استدعا ہے۔ دکن جلد ۲۷ ص ۳۶۷۔

(۲) جائداد کے کورٹ آف وارڈز کی نگرانی میں لئے جانے سے عدالتی کارروائیات ملتوی نہیں رہ سکتے دکن جلد ۲۷ ص ۲۵۰۔

(۳) جو زمانہ ترتیب ڈگری میں صرف ہوا ہو وہ مجرا ملیگا۔ اگر درخواست نقل اندرون میعاد ہو۔ دکن جلد ۲۷ ص ۵۵۱

(۴) جاگیردار ادائی قرضہ سودت کا پابند نہیں ہے دکن جلد ۲۶ ص ۳۲

(۵) جاگیردار کے خلاف زیادہ ستانی و معاوضہ کی بابت دعویٰ ہوسکتا ہے۔ دکن جلد ۲۶ ص ۴۸۰۔

(۶) جاگیردار کی ذاتی غرض کسی مقدمہ میں متعلق ہو تو اس بنا پر عدالت جاگیر کا اختیار سماعت ساقط نہیں ہوتا البتہ انتقال مقدمہ کی کارروائی کی جاسکتی ہے دکن جلد ۲۶ ص ۳۰۲ و جلد ۱۳ ص ۳۱۶۔

(۷) جدید بنائے دعویٰ بذریعہ ترمیم پلیڈنگ پیش کرنے کی اجازت دیجاسکتی ہے۔ دکن جلد ۲۴ ص ۱۱۷۔

(۸) جرابہ الجواب میں وادرسی تبدیل نہیں کی جاسکتی دکن جلد ۲۴ ص ۵۰۹۔

(۹) جواب دعویٰ کے خلاف بیان حلفی کا اثر۔ دکن جلد ۱۹ ص ۵۸۸۔

(۱۰) جرمانہ تنقیح داخل نہ ہو تو مقدمہ خارج نہیں کیا جاسکتا۔ دکن جلد ۲۴ ص ۳۱۔

(چ)

(۱) چارہ کار حکم دفعہ ۴۹۴ کا مرافعہ ہے۔ دکن جلد ۲۷ ص ۳۵۸۔

(۲) چٹھی اگر دوسرے طریقہ پر ناقابل ادخال شہادت ہو تو اقرار صحت قرضہ کے لئے قابل ادخال شہادت قرار دیجاسکتی ہے دکن جلد ۲۲ ص ۲۰۶۔

(۳) چارہ کار نگرانی کی مدت قابل مجرائی نہیں ہے دکن جلد ۲۲ ص ۴۱۴۔

(۴) چارہ کار زائل ہونے سے حق زائل نہیں ہوتا۔ دکن جلد ۲۰ ص ۷۶۸۔

(۵) چارہ کار غلط اختیار کرنے میں جو میعاد گزرے وہ معاف کی جاسکتی ہے۔ دکن جلد ۲۴ ص ۴۷۔

(ح)

(۱) حکم زیر دفعہ ۴۹۴ ضابطہ دیوانی تعریف ڈگری میں داخل ہے اس لئے مرافعہ ہوسکتا ہے۔ دکن جلد ۲۷ ص ۳۵۸۔

(۲) حق بیٹھک جائداد غیر منقولہ نہیں ہے دکن جلد ۲۷ ص ۱۳۱۔

(۳) حقیقت مدیون میں نقص ہو تو عدالتی نیلام میں ڈگری دار یا عدالت پر کوئی ذمہ داری نہیں ہے۔ دکن جلد ۲۷ ص ۱۲۶ و ۱۲۷۔

(۴) حیثیت کی تحقیقات عذرداری میں صرف اس غرض سے ہوتی ہے کہ قبضہ کی نوعیت دریافت کی جائے دکن جلد ۲۶ ص ۲۳۷۔

(۵) حکم امتناعی عارضی نوعیت دعویٰ پر منحصر ہے وکن جلد ۲۶ ص ۴۸۴ و ۵۱۴۔
(۶) حکم قایم مقامی پر تعریف ڈگری صادق آتی ہے اس لئے مرافعہ ہو سکتا ہے۔ وکن جلد ۲۶ ص ۲۴۵ و ۴۳۹
(۷) حق آسایش شارع عام کے متعلق حاصل نہیں ہے وکن جلد ۲۶ ص ۱۱۷۔
(۸) حلف نامہ میں وجوہ تحریر کرنا لازم ہے۔ وکن جلد ۲۳ ص ۱۸۷ و جلد ۱۸ ص ۱۱۔
(۹) حکم امتناعی عارضی کے صدور کے وقت کن امور پر لحاظ ضروری ہے۔ وکن جلد ۲۵ ص ۴۸۳۔
(۱۰) حقیت جائداد غیر منقولہ کا انتقال جن اقرارناجات سے مقصود نہیں ہے اُن کی رجسٹری لازمی نہیں ہے وکن جلد ۲۵ ص ۹۰۔
(۱۱) حقیت اراضی انعام کی تحقیقات بلا اجازت محکمۂ مال عدالت میں نہیں ہو سکتی۔ وکن جلد ۲۶ ص ۴۳۳

خ

(۱) خاندان مشترکہ کے رکن کا علیحدہ رہنا اس کے حق انقسام کو قابو ناجایز نہیں کرتا۔ وکن جلد ۲۷ ص ۳۱۴
(۲) خلاف قانون صلحی ڈگری اور اس کا اثر وکن جلد ۲۷ ص ۲۲۲۔
(۳) خانگی طور پر اطلاع نامہ کی تعمیل بروئے ضابطہ کافی نہیں ہے۔ وکن جلد ۲۶ ص ۱۲۹۔
(۴) خاموشی سے جو مقابلہ کسی ایجاب کے کی جائے معاہدہ کا تصور پیدا ہوتا ہے۔ وکن جلد ۲۴ ص ۱۷۔
(۵) خدمت کے استقرار کا دعویٰ عدالت سماعت نہیں کر سکتی وکن جلد ۲۴ ص ۳۳۱ و جلد ۲۰ ص ۴۳۴۔ البتہ حق متعلقہ خدمت کی ملکیت کا دعویٰ ہو سکتا ہے وکن جلد ۲۲ ص ۵۲۔
(۶) خلع کے لیے بدل ایجاب و قبول لازمی ہے وکن جلد ۲۴ ص ۳۴۲۔

(۷) خلاف نوعیت دعویٰ ڈگری نہیں دیجا سکتی دکن جلد ۲۵ ص ۸۸۵۔
(۸) خاندان مشترکہ میں ایک ممبر کا قبضہ دوسرے ممبر کے مقابلہ میں قبضہ مخالفانہ نہیں ہے۔ وکن جلد ۲۵ ص ۷۳۶۔
(۹) خلاف احکام ترمیم کی وجہ سے دعویٰ خارج نہیں ہو سکتا۔ وکن جلد ۲۶ ص ۴۷۔
(۱۰) خاندان مشترکہ کے پسماندہ کے لئے سرٹیفکٹ وراثت کی ضرورت نہیں ہے۔ وکن جلد ۲۴ ص ۵۰۷ و جلد ۲۰ ص ۱۶۸۔

(د)

(۱) درخواست تنسیخ نیلام نامنظور ہو تو تمبری دعویٰ جایز نہیں ہے۔ وکن جلد ۲۷ ص ۱۲۷۔
(۲) درخواست بازدواری پر فریق کی دستخط لازمی نہیں ہے وکن جلد ۲۷ ص ۱۹۱۔
(۳) دعویٰ رجوع ہونے پر ضامن کی حیثیت فریق کی ہو جاتی ہے وکن جلد ۲۷ ص ۳۶۳۔
(۴) دومرلفے کن صورتوں میں ہونا چاہیے۔ وکن جلد ۲۷ ص ۳۱۸ و جلد ۲۶ ص ۸۹۱۔
(۵) دہچند جو دستاویز پر لیا جاتا ہے اس کا شمار خرچہ مقدمہ میں نہیں ہو سکتا۔ وکن جلد ۲۶ ص ۸۹۰۔
(۶) دوران مقدمہ کے کرایہ کی استدعا نامنظور ہونے سے امر فیصل شدہ کا اثر نہیں ہوتا۔ وکن جلد ۲۲ ص ۲۲۷۔
(۷) دو سے زیادہ قایم مقامان کے درمیانی نزاع کا تصفیہ لازمی ہے وکن جلد ۲۶ ص ۲۴۷۔
(۸) دوران مقدمہ میں جدید حق پیدا ہو تو اس کی بنا پر ڈگری دیجا سکتی ہے وکن جلد ۲۶ ص ۲۰۷۔
(۹) دائن کا خود اپنے اختیار سے سود میں رقم جمع کر لینا حافظ میعاد نہیں ہے وکن جلد ۲۲ ص ۶۲۳۔

(۱۰) دعویٰ سے زائد شہادت قابل اعتبار نہیں ہے دکن جلد ۴۲ ص ۲۲۰۔

(ڈ)

(۱) ڈگری مرتب ہونے کی صورت میں پیمایش پیش ہونا چاہیئے۔ دکن جلد ۲۷ ص ۳۱۳۔

(۲) ڈگری خلاف محکمہ سرکاری کی تعمیل عام ڈگریوں کی تعمیل کے بموجب نہیں ہوسکتی۔ دکن جلد ۲۷ ص ۲۲۹۔

(۳) ڈگری استقراریہ کی تعمیل نہیں کی جاسکتی۔ دکن جلد ۲۷ ص ۱۳۹۔

(۴) ڈگری اقبالی بربنائے صلح ہو تو اس کی بنا پر اس کی تصحیح کا دعویٰ ہوسکتا ہے۔ دکن جلد ۲۲ ص ۴۰۔

(۵) ڈگری کا شرایط صلح نامہ پر غور کرکے صادر کرنا عدالت کا فرض ہے دکن جلد ۲۶ ص ۱۰۳۔

(۶) ڈگری دار کی غیر حاضری سے مدیون ڈگری کے عذرات داخل دفتر نہیں ہوسکتے۔ دکن جلد ۲۵ ص ۱۱۴۱

(۷) ڈگری ابتدائی صادر ہونے کے بعد فریق کا اضافہ نہیں کیا جاسکتا۔ دکن جلد ۲۰ ص ۳۴۰۔

(۸) ڈگری منسوخ ہونے کے بعد استرداد قبضہ لازمی ہے دکن جلد ۲۴ ص ۴۲۳۔

(ذ)

(۱) ذیلی یا ضمنی اغراض کے لئے دستاویز بطور واقعہ متعلقہ قابل ادخال ہے۔ دکن جلد ۲۷ ص ۴۵۔

(۲) ذمہ داری نان و نفقہ بیوہ خاندان مشترکہ دکن جلد ۲۷ ص ۳۳۰۔

(۳) ذمہ داری مالک بر افعال ملازم دکن جلد ۲۶ ص ۶۲۲۔

(۴) ذمہ داری ضامن بکارروائی اجرائے ڈگری دکن جلد ۲۶ ص ۶۹۲ و ۶۹۳۔

(۵) ذات پر ذمہ داری عائد کرنے کے لئے رہن نامہ میں ایسی شرط ہونا لازمی ہے دکن جلد ۲۵ ص ۲۹۹۔

(۶) ذمہ داری محض دستخط سے نہیں عاید ہوتی۔ دکن جلد ۱۹ ص ۴۳۴۔

(۷) ذاتی ذمہ داری عدالت قبول نہ کرے تو ضمانت نامہ رجسٹری شدہ پیش ہونا چاہیئے۔ آئین جلد ۳۶ ص ۲

(۸) ذمہ داری اصل مدیون ساقط ہونے کا اثر دکن جلد ۲۴ ص ۱۴۳۔

(ر)

(۱) رواج ثبت ہو تو رواج پر عمل کیا جائیگا۔ دکن جلد ۲۷ ص ۱۱۰۔

(۲) رجسٹری ہونے سے معاہدہ مندرجہ دستاویز کا نفاذ عام نہیں ہوتا۔ دکن جلد ۲۶ ص ۶۴۴۔

(۳) رہن کے معاملہ میں اقرار ادائی رقم حافظ میعاد ہے دکن جلد ۲۶ ص ۵۳۲۔

(۴) ریاست غیر کے فیصلہ میں صلاحیت بنا دعویٰ ہونے کی نہیں ہے۔ دکن جلد ۲۶ ص ۱۱۵۔

(۵) رضامندی فریقین بھی ہو تو ایک مقدمہ کی شہادت دوسرے مقدمہ میں استعمال کرنا بے ضابطہ ہے دکن جلد ۲۶ ص ۳۰۶

(۶) روئیداد مقدمہ پر دفعہ ۲۰۸ کے تحت تجویز نہ کی گئی ہو تو مرافعہ کی ضرورت نہیں ہے۔ دکن جلد ۲۶ ص ۷۰۹۔

(۷) رائے ماہر فن ابہام کی وقعت۔ دکن جلد ۲۲ ص ۲۶۸ و آئین جلد ۴۳ ص ۵۹۵ و دکن جلد ۱۷ ص ۱۵۶۔

(۸) رائے ماہر فن قطعی شہادت نہیں ہے دکن جلد ۲۵ ص ۸۳۷۔

(۹) رجسٹری بمنزلہ نوٹس ہے اس لئے مشتریان مابعد کے متعلق خیال کیا جائے گا کہ انھیں اطلاع تھی۔ دکن جلد ۲۵ ص ۶۰۰۔

(۱۰) رجسٹری فیصلہ ثالثی کی ضروری نہیں ہے دکن

جلد ۲۰ ص ۴۸۷ ۔

(ر)

(۱) زمانہ ماضی کا قبضہ دکھایا گیا ہو تو دستاویز کی رجسٹری لازمی نہیں ہے دکن جلد ۲۶ ص ۴۴۶ ۔

(۲) زیادہ ستانی دھارہ کے متعلق مقابلہ سرکار عالی دعوی ممنوع السماعت ہے ۔ دکن جلد ۲۶ ص ۴۰۸ ۔

(۳) زر نقد کے دعوی میں برنبائے صلح جائداد مکفول کی جائے تو وہ ایک معاہدہ رہن ہوگا اور بصیغہ تعمیل نافذ نہ ہو سکیگا دکن جلد ۲۶ ص ۳۳۷ ۔

(۴) زر رہن کی ذمہ وار صرف جائداد ہو تو ذات کے مقابلہ میں ڈگری نہیں دیجا سکتی ۔ دکن جلد ۲۵ ص ۲۹۹ ۔

(۵) زبان دستاویز سے ناواقفیت کی بنا پر اس پر غور کرنے سے انکار کرنا جایز نہیں ہے ۔ آئین جلد ۴۲ ص ۳۴۶ و دکن جلد ۱۷ ص ۲۷۵ ۔

(۶) زبانی اقرار شرایط دستاویز کے مغایر ثابت نہیں کیا جا سکتا لیکن فریقین کا عمل دستاویز کے خلاف رہا ہو تو ثابت کیا جا سکتا ہے دکن جلد ۲۵ ص ۵۰۵ و جلد ۲۱ ص ۲۶۳ ۔

(س)

(۱) سرکاری محکمہ کی وصول شدنی رقم کسی ڈگری میں قرق نہیں ہو سکتی دکن جلد ۲۷ ص ۲۳۹ ۔

(۲) سرشکن اسی صورت میں ڈگریدار پا سکتا ہے جب وہ اپنی ڈگری میں قرق کرا سکتا ہو ۔ دکن جلد ۲۷ ص ۱۳۰ ۔

(۳) سررشتہ انعام و عدالت کے اختیارات میں فرق ۔ دکن جلد ۲۶ ص ۵۳۷ ۔

(۴) سرکاری دستاویز گواہ کا اظہار نہیں ہے دکن جلد ۲۶ ص ۲۰ ۔

(۵) سوتیلی ماں کے اقوال کے مدعی علیہم نابالغ پابند نہیں ہو سکتے دکن جلد ۲۶ ص ۶۱۷ ۔

(۶) ملک میں نیت خرید و فروخت کے فقدان کا ثابت کرنا لازم ہے ۔ دکن جلد ۲۵ ص ۳۵۴ ۔

(۷) سود سالانہ قبل از قبل منہا کر لینا جایز نہیں ہے دکن جلد ۲۲ ص ۱۰۳ ۔

(۸) سررشتہ مال پائیگاہ و جاگیر سرکاری محکمہ نہیں ہے ۔ دکن جلد ۲۲ ص ۵۱۹ و جلد ۲۵ ص ۳۶۷ ۔

(۹) سابقہ قرضہ کے متعلق دستاویز ہو تو مدعی کو یہ ثابت کرنا لازم ہے کہ قرضہ سابقہ بذمہ مدعی علیہ تھا دکن جلد ۲۴ ص ۳۰ ۔

(۱۰) سرکار اگر بحکم عدالت فریق بنائی جائے تب بھی بلا حصول اجازت سرکار دعوی قابل پیشرفت نہیں ہوتا ۔ دکن جلد ۲۵ ص ۳۳۷ ۔

(ش)

(۱) شارع عام کی بابت حق آسائش حاصل نہیں ہو سکتا دکن جلد ۲۶ ص ۱۱۷ ۔

(۲) شخصی متاجر اور اس کے ذیلی شکمیداروں کے نزاعات کا تصفیہ عدالت سے ہو سکتا ہے ۔ دکن جلد ۲۶ ص ۴۴۲ ۔

(۳) شرایط صلح نامہ بدل مصالحت متصور نہیں ہو سکتے دکن جلد ۲۶ ص ۱۰۳ ۔

(۴) شکمیدار کی بیع میں شفعہ کے لئے احکام شرع متعلق نہیں ہیں ۔ دکن جلد ۲۶ ص ۷۴۶ ۔

(۵) شرایط صلح نامہ پر غور کر کے ڈگری صادر کرنا عدالت کا فرض ہے ۔ دکن جلد ۲۶ ص ۱۰۳ ۔

(۶) شہادت متضاد پیش ہو تو دیکھنا یہ چاہیے کہ کس کا او قرین عقل ہے دکن جلد ۲۴ ص ۹۴ ۔

(۷) شفعہ کے مقدمات میں احکام شرع کی سختی سے پابندی لازم ہے ۔ دکن جلد ۲۳ ص ۴۰۸ ۔

(۸) شکایات اضافہ لگان کا دعوی عدالت میں ہو سکتا ہے ۔ دکن جلد ۲۲ ص ۸۶ ۔

(۹) شہادت فریق مخالف کا فریق پیش کنندہ کو پابند قرار دینا صحیح نہیں ہوتا۔ وکن جلد ۱۳ ص ۲۴۴۔

(۱۰) شہادت جو پیش ہونی چاہیئے تھی نہ پیش ہو تو یہ نتیجہ نکالا جائیگا کہ پیش ہوتی تو مضر ہوتی۔ وکن جلد ۱۳ ص ۵۳۶ و جلد ۲۵ ص ۳۶۔

(ص)

(۱) صلح نامہ میں مدعی علیہ پر جائداد غیر منقولہ کے قبضہ کا ذکر ہو تو اجرائے ڈگری سے قبضہ دہانی کا حکم نہیں دیا جاسکتا۔ وکن جلد ۲ ص ۱۴۵۔

(۲) صلحی ڈگری میں اگر کفالت قایم کی جائے تو اس کی بنا پر کارروائی تنفیذی نہیں ہوسکتی۔ وکن جلد ۲ ص ۱۶۹۔ و جلد ۲۴ ص ۷۰۵ و جلد ۲۶ ص ۴۳۷۔

(۳) صیغہ تعمیل میں خاندان مشترکہ کے رکن کی حیثیت کی تحقیقات ہوسکتی ہے۔ وکن جلد ۲۷ ص ۳۱۶۔

(۴) صیغہ تعمیل میں قایم مقامی سے میعاد متعلق نہیں ہے۔ وکن جلد ۲۶ ص ۱۰۳۔

(۵) صلح نامہ کی وجہ سے عدالت کا اختیار سماعت مفقود نہیں ہوجاتا۔ وکن جلد ۲۳ ص ۴۶۸۔

(۶) صریحی معاہدہ کی موجودگی میں معاہدہ ضمنی کا استنباط اور اس کی بنا پر تصفیہ نزاع نہیں کیا جاسکتا۔ وکن جلد ۲۵ ص ۲۴۱۔

(۷) صلح نامہ کی بنا پر بصیغہ تعمیل جدید ڈگری مرتب نہیں کی جاسکتی۔ وکن جلد ۲۴ ص ۱۱۸۔

(ض)

(۱) ضامن کی حیثیت بعد ارجاع دعوی۔ وکن جلد ۲۷ ص ۳۶۳ و وکن جلد ۲۶ ص ۸۶۰۔

(۲) ضامن کی جائداد مکفولہ بصیغہ تعمیل قرق و نیلام ہوسکتی ہے۔ وکن جلد ۲۲ ص ۶۵۳۔

(۳) ضامن بری الذمہ ہوگا اگرچہ اصل مدیون بری الذمہ ہوجائے۔ وکن جلد ۲۶ ص ۳۷ و ص ۲۴۱ و جلد ۲

ص ۱۴۴۔

(۴) ضمنی [illegible] ہوسکتی۔ وکن جلد ۲۶ ص ۱۴۳۔

(۵) ضمنی امر تنقیح نا تصفیہ تا جزو امر فیصل شدہ کی نہیں رکھتا۔ وکن جلد ۲۲ ص ۵۱۲۔

(۶) ضابطہ کی ایسی تعبیر نہیں کیجاسکتی جس سے اس کا اصلی منشا فوت ہوجائے۔ وکن جلد ۲۳ ص ۲۵۳۔

(۷) ضامن کے مقابلہ میں سود کی ادائی حافظ میعاد نہیں ہے وکن جلد ۲۵ ص ۱۱۷۔

(ط)

(۱) طلب مواثبت و طلب اشہاد مخصوص شرعی الفاظ میں کرنا لازمی نہیں ہے۔ وکن جلد ۱۰ ص ۱۵۳ و ص ۴۲۰۔

(۲) طلب اشہاد و مواثبت وقت واحد میں کیے جاسکتے ہیں۔ وکن جلد ۲۲ ص ۵۴۷۔

(۳) طلب مواثبت پہلے ہوچکی ہو تو بروقت طلب اشہاد اس کا ظاہر کرنا لازم ہے۔ وکن جلد ۲۳ ص ۱۲۶

(۴) طلاق کے مقدمہ میں خلع کی شہادت قابل قبول نہیں ہے۔ وکن جلد ۲۵ ص ۲۳۔

(۵) طوائف کا کسی مرد کے ساتھ رہنا قیاس نکاح پیدا نہیں کرتا وکن جلد ۲۵ ص ۱۳۷

(۶) طریقہ اخذ اسٹامپ بر دستاویز تقسیم۔ وکن جلد ۲۵ ص ۵۶۰۔

(ظ)

(۱) ظلم زیادتی شوہر کی بنا پر عیسائی عورت فسخ ازدواج کی ڈگری نہیں پاسکتی علیحدہ رہنے کی اجازت دیجاسکتی ہے وکن جلد ۲ ص ۲۴۵۔

(۲) ظالمانہ طریقہ سود کا عدالت جائز نہیں رکھ سکتی وکن جلد ۲۲ ص ۱۰۵۔

(ع)

(۱) عدم ادائی تکملہ رسوم کی وجہ سے مرافعہ داخل دفتر

کر دیا جائے تو ایسا حکم قابل مرافعہ نہیں ہے ۔ دکن جلد ۲۷ ص ۲۴۷ ۔

(۲) عقد ثانی سے ہندو بیوہ جائیداد شوہری سے محروم ہو جاتی ہے ۔ دکن جلد ۲۷ ص ۳۷ ۔

(۳) عدالتیں ایسے حق آسائش کو نافذ کر سکتی ہیں جو معروف اور عام طور سے تسلیم کیے گئے ہیں ۔ دکن جلد ۲۷ ص ۱۲۶ ۔

(۴) عدالت تعمیل کنندہ کو مدت مندرجہ ڈگری میں توسیع یا معافی کا اختیار نہیں ہے ۔ دکن جلد ۲۶ ص ۵۸۹ ۔

(۵) عدالت دیوانی و فوجداری میں فریق متضرر ایک ساتھ چارہ جوئی کر سکتا ہے دکن جلد ۲۶ ص ۲۹۵ ۔

(۶) عدالت سے نابالغوں کے حقوق پر غور کیے بغیر اجازت سے صلح دی گئی ہو تو روئے ضابطہ کافی نہیں ہے دکن جلد ۲۶ ص ۶۲ ۔

(۷) عرضی دعوی میں فریب کا اظہار بالتفصیل ضروری ہے دکن جلد ۲۶ ص ۳۰۷ ۔

(۸) عدالت کا غلط تصور کے تحت فیصلہ کرنا تجویز ثانی کی کافی وجہ ہے ۔ دکن جلد ۲۵ ص ۹۳۸ ۔

(۹) عدالت العالیہ عثمانیہ کی نظیر موجود ہوتے ہوئے دوسرے ہائیکورٹ کے نظائر کی تقلید نہیں کی جا سکتی دکن جلد ۲۴ ص ۹۴۴ ۔

(۱۰) عرضی نالش کی استدعا کے خلاف ڈگری صادر کرنا خلاف قانون ہے دکن جلد ۲۵ ص ۹۷

(غ)

(۱) غیر رجسٹری شدہ دستاویز کا استعمال دیگر اغراض کے لیے ممنوع نہیں ہے ۔ دکن جلد ۲۶ ص ۶۴۶ ۔

(۲) غلط بیانی کے ساتھ تکمیل دستاویز کا اثر دکن جلد ۲۷ ص ۱۹۲ ۔

(۳) غلط حوالہ قانون کا کوئی اثر مقدمہ پر نہیں پڑ سکتا دکن جلد ۲۷ ص ۳۰ ۔

(۴) غلطی قانونی جس کی وجہ سے انصاف میں خلل پڑا ہو وجہ دست اندازی ہے ۔ دکن جلد ۲۷ ص ۱۰۶

(۵) غلط قیاسات دھرم شاستر کو عام قانون کے مقابلہ میں کوئی رتبہ نہیں ہے ۔ دکن جلد ۲۴ ص ۲۹۱

(۶) غلط چارہ کار اختیار کرتے ہیں جو میعاد گزرے وہ معاف کی جا سکتی ہے ۔ دکن جلد ۲۴ ص ۴۷ ۔

(۷) غلط حوالہ دفعہ سے نوعیت حکم میں تبدیلی واقع نہیں ہوتی ۔ دکن جلد ۲۵ ص ۹۸ ۔

(۸) غاصب کے مقابلہ میں شریک مالک میں سے کوئی ایک دعوی کرنے کا مجاز ہے ۔ دکن جلد ۲۶ ص ۱۶۶ و جلد ۲۵ ص ۵۳۶ ۔

(ف)

(۱) فرامین مبارک بمنزلہ قانون ہیں ۔ اس میں الفاظ کا اضافہ کرکے تغیر کرنے کی عدالت مقتدر نہیں ہے دکن جلد ۲۷ ص ۷ ۔

(۲) فسخ شراکت کی نوٹس کا اثر ۔ دکن جلد ۲۷ ص ۱۹۲

(۳) فریب بابت صلح کی تحقیقات بصیغہ اجرائے ڈگری جائز ہے ۔ دکن جلد ۲۶ ص ۸۵۸ ۔

(۴) فیصلہ ثالثی کی نامنظوری کے وجوہ تبلانا عدالت پر لازم ہے ۔ دکن جلد ۲۶ ص ۲۹۹ ۔

(۵) فریق نابالغ کے مقابلہ میں صلح کے لیے اجازت عدالت حاصل کرنا لازم ہے اور مفید نابالغ ہونے کی صورت ہی میں اجازت دی جا سکتی ہے ۔ دکن جلد ۲۶ ص ۱۳۳

(۶) فریقین کے انحراف مابعد سے فیصلہ ثالثی متاثر نہیں ہوتا ۔ دکن جلد ۲۶ ص ۲۶۹ ۔

(۷) فیصلہ بلا کارروائی قایم مقامی فریق متوفی ناجائز ہے دکن جلد ۲۵ ص ۱۹۵

(۸) فیصلہ جات مال کی بنا پر حقیت کا تصفیہ نہیں ہو سکتا ۔ دکن جلد ۲۴ ص ۳۶ ۔

(ق)

(۱) قولدار کی بیدخلی کی صورت میں مالک اراضی کو دعویٰ کا حق ہے۔ دکن جلد ۲۶ ص ۸۳۸۔

(۲) قوم شودر میں غیر صحیح النسب لڑکے کا وجود شاستر آ مانع بتنیت نہیں ہے۔ دکن جلد ۲۷ ص ۷۷۔

(۳) قانوناً وارث جاگیردار مورث کے قرضہ کی ادائی کا پابند نہیں ہے۔ دکن جلد ۲۶ ص ۲۶۰۔

(۴) تا بعض جائداد کو قرقی کے قبل ہی عذرداری کرنے کا حق ہے۔ دکن جلد ۲۴ ص ۲۸۔

(۵) قبضہ سلسلہ کارروائی نقض امن دیوانی دعویٰ کی تحقیقات میں قابل لحاظ نہیں ہے۔ دکن جلد ۲۴ ص ۳۵۲۔

(۶) قبضہ کی نوعیت معلوم کرنے کے لئے غیر رجسٹری شدہ دستاویز مستقل کی جاسکتی ہے۔ دکن جلد ۲۶ ص ۲۴۶۔

(۷) قرقی و نیلام حصہ ممبر خاندان مشترکہ ڈگری کی تعمیل میں نہیں ہوسکتی دکن جلد ۲۶ ص ۲۸۶۔

(۸) قانون رجسٹری کو معاہدات کے جواز یا عدم جواز سے کوئی تعلق نہیں ہے۔ دکن جلد ۲۶ ص ۲۴۶۔

(ک)

(۱) کرایہ نامہ میں ماہ بماہ کرایہ ادا نہ ہونے کی صورت میں تخلیہ کا اختیار ہو تو رجسٹری لازمی نہیں ہے۔ دکن جلد ۲۷ ص ۱۲ اور جلد ۲۶ ص ۶۶۰۔

(۲) کورٹ آف وارڈز کو اپنے وارڈز کے قرضہ کا اقرار صحت قرضہ کرنے کا اختیار ہے دکن جلد ۲۷ ص ۲۵

(۳) کاشتکاری کا عذر بصیغہ ابتدائی نامنظور ہونے کے بعد بصیغہ تعمیل قابل سماعت نہیں ہے دکن جلد ۲۶ ص ۱۰۹۔

(۴) کرایہ کے اضافہ کا نوٹس بمنزلہ عہد متصور نہیں ہو سکتا دکن جلد ۲۴ ص ۳۵۷ و ص ۱۷۷۔

(۵) کسی واقعہ کو تسلیم کرنے کے بعد پھر اس سے انکار نہیں کیا جاسکتا دکن جلد ۲۴ ص ۵۱۹۔

(۶) کسی فریق کے خلاف کوئی حکم بلا سماعت عذرات نہیں دیا جاسکتا۔ دکن جلد ۲۴ ص ۱۷۔

(۷) کرایہ نامہ کی رجسٹری نہ ہونے کی وجہ سے دعویٰ کا اخراج صحیح نہیں ہے۔ دکن جلد ۲۶ ص ۱۱۷۔

(گ) گواہ معتروض مدعی بغیر دیگر قوی وجوہ کے غیر معتبر نہیں قرار دیا جاسکتا۔ دکن جلد ۲۷ ص ۱۷۵۔

(۲) گواہ حاشیہ کا پیش کرنا لازم ہے دکن جلد ۲۷ ص ۱۳۳۔

(۳) گواہ حاشیہ کے موجود ہوتے ہوئے دوسری شہادت قابل ادخال نہیں قرار دیجاسکتی۔ دکن جلد ۲۰ ص ۱۲۸۔

(۴) گواہ کے فوت ہوجانے کی وجہ سے اس کے بیان پر جرح نہ ہوسکے تب بھی ایسی شہادت قابل ادخال ہوسکتی ہے۔ انڈین کیسز جلد ۳۹ ص ۷۰۷۔ دکن جلد ۲۳ ص ۲۹۳

(۵) گمشدگی یا اتلاف دستاویز کا ثبوت پیش کرنا لازم ہے دکن جلد ۱۹ ص ۶۔

(۶) گواہ کی رائے واقعہ متعلقہ ہے دکن جلد ۲۴ ص ۱۳۶

(ل)

(۱) لفظ "شخص" میں سرکاری محکمہ داخل نہیں ہے دکن جلد ۲۷ ص ۲۳۹۔

(۲) لوکلفنڈ کے مقابلہ میں دعوے کے لئے نوٹس تحت دفعہ ۴۳۹۔ ضابطہ دیوانی دیا جانا ضروری ہے۔ دکن جلد ۲۴ ص ۵۰۴۔

(۳) لین دین میں سابقہ دستاویز کا حوالہ کافی نہیں ہے قرضہ سابقہ کا وجود ثابت کرنا لازم ہے۔ آئین جلد ۳۷ ص ۱۳۳ و دکن جلد ۱۷ ص ۴۵ و جلد ۲۴ ص ۶۳۵۔

(۴) لگان میں اضافہ کا اختیار جاگیردار کو ہے۔ دکن جلد ۱۴ ص ۲۹۷۔ و دکن جلد ۲۴ ص ۳۶

(م)

(۱) معاہدہ جدیدہ متعلق ادائی زر ڈگری کی بنا پر

نمبری نالش ہوسکتی ہے دکن جلد ۲۷ ص ۱۸۸۔
(۲) محض پٹہ ہونے سے قابض قدیم بیدخل نہیں کیا جاسکتا۔ دکن جلد ۲۷ ص ۳۰۸۔
(۳) مشتری کے مقابلہ میں مرتہن کو حصول رقم کا حق حاصل ہے دکن جلد ۲۷ ص ۱۴۔
(۴) ملکیت کی بنا پر دعوی بربنائے قبولیت قابل سماعت ہے دکن جلد ۲۷ ص ۵۸۔
(۵) مرافعہ علیہم کو بقائے ڈگری کے لئے علاوہ استدلالات عدالت کے اپنے خلاف طے شدہ استدلال کو پیش کرنے کا حق ہے دکن جلد ۲۷ ص ۹۸۔
(۶) مالیت دستاویز کی نسبت تحقیقات کا اختیار مدعیت کو نہیں ہے دکن جلد ۲۶ ص ۶۹۹۔
(۷) محکمہ مال کا فیصلہ امر فیصل شدہ نہیں ہے۔ دکن جلد ۲۶ ص ۵۷۴ و ۶۷۴۔
(۸) مختانہ کا حق وکالت نامہ قبول کراتے ہی پیدا ہوجاتا ہے۔ دکن جلد ۲۶ ص ۱۷۷۔
(۹) ماہر فن کے بیان کا لزوم نہیں ہے۔ دکن جلد ۲۴ ص ۴۵۴۔
(۱۰) ماہر فن کی رائے قطعی شہادت نہیں ہے دکن جلد ۲۴ ص ۴۵۴۔
(۱۱) مدعی کی جانب سے وکیل اپنی دستخط سے بازداری پیش کرسکتا ہے۔ دکن جلد ۲۵ ص ۶۵۔
(۱۲) میعاد کے تحفظ کے لئے جو خطوط پیش ہوں اُن پر جرمانہ دہچند عاید کرنا صحیح نہیں ہے۔ دکن جلد ۲۵ ص ۶۴۷۔

(ن)

(۱) ناقابل قرقی جائداد عدالت میں آجانے سے قابل قرقی نہیں ہوجاتی۔ دکن جلد ۲۷ ص ۱۳۰۔
(۲) نیلام تابع رہن ہو تو مشتری گو بروقت عطائے سند دلا رہن داخل کرنے کا حکم نہیں دیا جاسکتا۔ دکن جلد ۲۷ ص ۱۹۳۔
(۳) نفس معاملہ کے تصفیہ کے بعد نگرانی کے تصفیہ کی ضرورت نہیں باقی۔ دکن جلد ۲۷ ص ۲۰۰۔
(۴) نوٹس بابتہ انتقال ڈگری دیجانا ضروری نہیں ہے۔ دکن جلد ۲۷ ص ۲۲۴۔
(۵) نظائر عدالت العالیہ عثمانیہ کی موجودگی میں دیگر ہائیکورٹوں کی تقلید نہ کی جانی چاہیے۔ دکن جلد ۲۵ ص ۹۴۴۔
(۶) نابالغ کے مقابلہ میں اجازت صلح دیتے وقت امور مفید و مضر نابالغ کی طرف توجہ نہ دلائی گئی ہو تو ایسی صلح پر جو ڈگری صادر ہو وہ خلاف اختیار و کالعدم ہے دکن جلد ۲۶ ص ۲۱۷۔
(۷) نابالغ کے ولی کی غیر حاضری میں اخراج مقدمہ جایز نہیں ہے۔ دکن جلد ۲۴ ص ۶۷۸۔
(۸) نظائر مسلسل موجود ہونے کی صورت میں رواج کے ثابت کرنے کی ضرورت نہیں ہے۔ دکن جلد ۲۵ ص ۶۵۔
(۹) نقص قانون جس کی وجہ سے دعوی ناقابل پیشرفت ہوجائے ہر مدعی علیہ اس پر استدلال کرنے کا مجاز ہے۔ دکن جلد ۲۵ ص ۷۵۔
(۱۰) ناظم اسٹیٹ کی طرف سے منجانب اسٹیٹ دعوی ہوسکتا ہے۔ دکن جلد ۲۶ ص ۳۹۸۔

(و)

(۱) وفات شفیع بدوران مرافعہ سے حق شفعہ باطل نہیں ہوتا۔ دکن جلد ۲۷ ص ۱۰۷۔
(۲) ورثائے عودی بیوہ کی بیع پر معترض ہونے کا حق رکھتے ہیں دکن جلد ۲۷ ص ۳۶۹۔
(۳) ولی کے ذریعہ دعوی ہو تو مدعی کی ولایت کی منظوری ضروری نہیں ہے۔ دکن جلد ۲۴ ص ۱۸۲۔
(۴) وارث عودی بیوہ کی بیع کا پابند نہیں ہے

دکن جلد ۲۰ ص ۲۔

(۵) وکیل اپنے دستخط سے جواب یا مدعی یا زر دائر کا پیش کرنے کا مجاز ہے۔ دکن جلد ۱۵ ص ۶۵۔

(۶) وارث بعید کو حق عذر متعلق انتقالات بیوہ نہیں ہے۔ دکن جلد ۲۵ ص ۶۰۹۔

(۷) وارث جاگیردار اوائی قرضہ مورث کا پابند ہے۔ دکن جلد ۲۶ ص ۲۶۰۔

(۸) واپسی قبضہ تنسیخ ڈگری کے بعد لازمی ہے۔ دکن جلد ۲۵ ص ۷۲۳۔

(ھ)

(۱) ہرجہ کی ذمہ داری ذاتی ہوتی ہے جو شخص متوفی کے مرنے پر ختم ہو جاتی ہے اور متوفی کی اولاد پر عاید نہیں کی جاسکتی۔ دکن جلد ۳۷ ص ۲۲۹۔

(۲) ہرجہ جو ایک فریق کو دوسرے فریق سے دلایا جائے خرچہ نفس مقدمہ ہوگا۔ آئین جلد ۳۷ ص ۸۷۔

(۳) ہرجہ جو وکیل کو دلایا گیا ہو اسے وکیل بصیغہ تعمیل وصول نہیں کرسکتا۔ دکن جلد ۲۶ ص ۹۹۔

(۴) ہراج تکمیل نہ ہونے کی صورت میں حق ہراج نہیں کیا جاسکتا۔ دکن جلد ۱۷ ص ۲۱۰ و آئین جلد ۲۴ ص ۸۔

(۵) ہرجہ کے دعوی میں بینہ کا اثبات لازمی ہے۔ دکن جلد ۲۴ ص ۵۹۱۔

(۶) ہندو بیوہ کسی جائداد پر بلا استحقاق قابض ہو جائے تو قبضہ مخالفانہ کا حق پیدا ہو جاتا ہے۔ دکن جلد ۲۴ ص ۹۹۔

(۷) ہندو بیوہ شوہری خاندان سے علیحدہ رہ کر نفقہ پانے کی مستحق ہے۔ دکن جلد ۲۳ ص ۶۲۹۔

(ی)

(۱) یتیم کی بیعت جایز نہیں ہے۔ دکن جلد ۲۳ ص ۱۱۴۔

(۲) یکطرفہ بیانات پر تصفیہ امور متنازعہ کا جایز نہیں ہے۔ دکن جلد ۱۹ ص ۱۴۰۔

(۳) یادداشت اپیل کے ساتھ نقل النقل فیصلہ پیش کرنا جایز ہے۔ دکن جلد ۲۱ ص ۳۶۰ و جلد ۴۲ ص ۶۶۰۔

(۴) یکطرفہ کارروائی میں مدعی پر دعوی کا اثبات لازمی ہے۔ دکن جلد ۱۹ ص ۱۱۰۔

نظائر فوجداری

(سرکار عالی)

(الف)

(۱) اجزائے جرم ثابت کرنے کا کام ملزم کا نہیں ہے۔ دکن جلد ۲۷ ص ۱۵۵

(۲) ایک جرم سے دست برداری دوسرے جرم کی تحقیقات کی مانع نہیں ہے۔ دکن جلد ۲۷ ص ۹۴۔

(۳) اشتعال طبع کا اثر سنگینیت جرم پر دکن جلد ۲۷ ص ۱۳۵۔

(۴) اصول امر فیصل شدہ فوجداری مقدمات میں متعلق نہیں ہے۔ دکن جلد ۲۶ ص ۱۲۵۔

(۵) الزام کی تحقیقات کے بغیر مال مسروقہ کا تصفیہ کیا جا سکتا ہے۔ دکن جلد ۲۶ ص ۹۴۔

(۶) اصالتاً حاضری مستغیث کی ضروری نہیں ہے دکن جلد ۲۶ ص ۱۹۵۔

(۷) احتمال یا گمان پر جرم ثابت قرار نہیں دیا جا سکتا دکن جلد ۲۶ ص ۱۳۵۔

(۸) اخراج استغاثہ تحت دفعہ ۲۱۹ کا اثر برات ہے اس لئے نگرانی نہیں ہو سکتی۔ دکن جلد ۲۶ ص ۸۴ جلد ۲۴ ص ۱۵۹ و جلد ۲۷ ص ۸۴۔

(ب)

(۱) بادی النظری شہادت ترتیب فرد جرم کے لئے کافی نہیں ہے۔ جہاں مجسٹریٹ سزا دیسکتا ہو۔ دکن جلد ۲۷ ص ۱۴۷۔

(۲) بلا ترتیب فرد جرم تجویز سزا صحیح نہیں ہے دکن جلد ۲۷ ص ۱۵۔

(۳) بلا حلف بیان ناقابل ادخال شہادت ہے دکن جلد ۲۷ ص ۱۷۵۔

(۴) بیان قبل از مرگ اور شہادت روبیت میں اختلاف کا اثر۔ دکن جلد ۲۶ ص ۸۲۔

(۵) بلوہ کے مقدمات میں ایک پارٹی کی شہادت دوسری پارٹی کے خلاف آزاد نہیں ہے۔ دکن جلد ۲۴ ص ۵۳۔

(۶) بیانات تفتیشی کو دیکھنے اور سقوط اعتبار کے لئے استعمال کرنے کی عدالت مجاز ہے دکن جلد ۲۵ ص ۱۴۳

(۷) بیان سابقہ کی توضیح کا موقعہ گواہ کو دینا چاہیئے دکن جلد ۲۵ ص ۳۲ و ۲۸۸۔

(۸) برآمدی مال مشتبہ ہو تو اس کا فائدہ ملزم کو ملیگا۔ دکن جلد ۲۴ ص ۲۹۷۔

(پ)

(۱) پنچنامہ میں اصلی واقعات پیش شدہ کا لکھنا لازمی ہے دکن جلد ۲۷ ص ۲۱۳۔

(۲) پولیس کا فرض ہے کہ ان تمام اشخاص کے نام

عدالت پر ظاہر کرے جو واقف حال ہوں۔ دکن جلد ۲۵ ص ۹۷۔

(۳) پنچنامہ و رپورٹ ابتدائی میں اختلاف ہو تو شبہ کی گنجایش ہے۔ دکن جلد ۲۶ ص ۱۹۸۔

(۴) پولیس کے مقدمہ سے دست بردار ہو جانے کی صورت میں مستغیث کو شہادت پیش کرنے کا موقع دیا جا سکتا ہے دکن جلد ۲۲ ص ۱۳۸۔

(۵) پائیگاہ کا ملازم سرکاری ملازم نہیں ہے دکن جلد ۲۴ ص ۷۵۔

(۶) پولیس مقامی کی خواہش پر انتقال مقدمہ جایز نہیں ہے۔ دکن جلد ۲۶ ص ۵۷۔

(۷) پولیس پٹیل لفظ کوتوالی مندرجہ دفعہ ۲۳۔ قانون شہادت میں داخل نہیں ہے۔ دکن جلد ۲۳ ص ۴۸ و ص ۲۶۷ دکن جلد ۲۳ ص ۴۸ و ص ۲۶۷ و دکن جلد ۲۲ ص ۴۰۶۔ مخالف دکن جلد ۲۱ ص ۱۱۵ و ۳۲۱۔

(ت)

(۱) تصفیہ شدہ امر کو مکرر بصیغۂ فوجداری تازہ نہیں کیا جا سکتا۔ دکن جلد ۲۰ ص ۶۴۔

(۲) تحقیر عدالت کے اثبات کی صورت میں سزا کا لزوم نہیں ہے۔ دکن جلد ۲۶ ص ۲۲۷۔

(۳) تفتیش عہدہ دار غیر مجاز کالعدم ہے دکن جلد ۲۶ ص ۱۹۸۔

(۴) تحقیر عدالت میں کارروائی کا طریقہ۔ دکن جلد ۲۵ ص ۲۸۔

(۵) تکذیب گواہ اور سقوط اعتبار گواہ دو مختلف امر ہیں۔ دکن جلد ۲۵ ص ۳۴۱۔

(۶) تاخیر تقدیم چالان کی نسبت مفتش کا اظہار ضروری ہے دکن جلد ۲۱ ص ۳۳۸ و دکن جلد ۱۹ ص ۵۲۷۔

(۷) توہین میں اشتعال طبع ثابت کرنا لازم نہیں ہے دکن جلد ۲۴ ص ۱۰۱۔

(۸) تائیدی شہادت کے بغیر محض مقر کے بیانات پر ملزم کو مجرم نہیں قرار دیا جا سکتا۔ دکن جلد ۲۵ ص ۴۹۔

(ٹ)

(۱) ٹکنکل غلطی کی اصلاح کے لیے بصیغہ نگرانی دست اندازی نہیں کی جا سکتی دکن جلد ۲۲ ص ۵۱۔

(۲) ٹریڈ مارک کی رجسٹری جرم تلبیس نشان تجارت عاید کرنے کے لئے کافی نہیں ہے دکن جلد ۲۱ ص ۴۴۳۔

(ث)

(۱) ثبوت بادی النظری ترتیب فرد جرم کے لئے کافی نہیں ہے جہاں مجسٹریٹ حکم سزا صادر کر سکتا ہو۔ دکن جلد ۲۰ ص ۱۴۷۔

(۲) ثبوت سزا یابی سابقہ کے لیے نقل تجویز کافی نہیں ہے۔ دکن جلد ۲۶ ص ۱۱۸۔

(۳) ثبوت سرقہ نہ ہونے کی صورت میں سزا یابی سابقہ سزا دینے کے لئے کافی نہیں ہے۔ دکن جلد ۲۰ ص ۴۶۔

(۴) ثبوت قبضہ مستغیث الزام سرقہ میں اہمیت رکھتا ہے دکن جلد ۲۱ ص ۱۲۴

(ج)

(۱) جرم کے اجزا ثابت کرنے کا کام استغاثہ کا ہے دکن جلد ۲۷ ص ۱۵۵۔

(۲) جایداد لاوارثی کے متعلق عدالت کا اختیار سماعت دکن جلد ۲۶ ص ۵۵۔

(۳) جرم ناقابل دست اندازی پولیس میں چالان پیش نہیں ہو سکتا۔ دکن جلد ۲۶ ص ۱۳۱۔

(۴) جواب مستغیث ملزمین کو معاوضہ دلانے کے قبل لینا ضروری ہے دکن جلد ۲۴ ص ۱۰۳۔

(۵) جدید استغاثہ تا وقتیکہ تجویز برات باقی ہے نہیں ہو سکتا۔ دکن جلد ۲۵ ص ۷۸ و ۷۹۔

(۶) جزو بیان مجروح ہونے سے پورا بیان قابل اعتبار نہیں ہے دکن جلد ۲۳ ص ۱۳۰۔

(۷) جاگیر کا پیروکار وکیل سرکار کی تعریف میں داخل نہیں ہے۔ دکن جلد ۲۶ ص ۶۲۔

(۸) جرح مکرر ایک مستقل حق ہے جس سے ملزم محروم نہیں کیا جا سکتا دکن جلد ۱۹ ص ۵۰۳ و دکن جلد ۲۴ ص ۲۰۶۔

(چ)

(۱) چالانی مقدمات میں معاوضہ تحت دفعہ ۵۴۰ نہیں دیا جا سکتا۔ دکن جلد ۲۴ ص ۲۳۰۔

(۲) چارہ کار دیوانی اختیار کرنے سے فوجداری الزام بے اثر نہیں ہو جاتا۔ دکن جلد ۲۶ ص ۵۰۔

(۳) چالانی مقدمات میں مستغیث کا راضی نامہ بے اثر ہے۔ دکن جلد ۲۶ ص ۶۵۔

(۴) چالان پیش ہو جانے کے بعد تفتیش مکمل متصور ہو گی دکن جلد ۲۲ ص ۱۰۷۔

(۵) چالان ایک پارٹی کے خلاف نہ ہونے سے دوسری پارٹی بری نہیں ہو سکتی۔ دکن جلد ۲۶ ص ۱۹۷۔

(۶) چالانی مقدمات میں دست برداری مستغیث کافی نہیں ہے۔ دکن جلد ۲۴ ص ۱۰۷۔

(ح)

(۱) حکم مناسب کی تعبیر وسعت سے کی جانا چاہیے۔ دکن جلد ۲۷ ص ۱۷۷۔

(۲) حکم عدالت کی جو تعبیر مفید ملزم ہو اسی پر عمل قرین انصاف ہے۔ دکن جلد ۲۰ ص ۱۴۱۔

(۳) حکم ضمانت عدالت مرافعہ سے لانے کے لئے مہلت دی جا سکتی ہے۔ دکن جلد ۲۶ ص ۶۱۔

(۴) حلف ترک کرنا نہ صرف بےضابطگی بلکہ اہم سقم قانونی و ترک ضابطہ ہے۔ دکن جلد ۲۱ ص ۳۵۔

(۵) حقیت کی نزاع ہو تو کارروائی فوجداری نہیں ہو سکتی۔ دکن جلد ۲۰ ص ۲۶۹ و آئین جلد ۳۷ ص ۲۴۴

(۶) حق حفاظت خود اختیاری کا عذر نہ بھی کیا جائے تب بھی ملزم کو اس کا فائدہ دیا جا سکتا ہے۔ دکن جلد ۲۴ ص ۲۳۹ و جلد ۲۳ ص ۲۳ و جلد ۲۲ ص ۱۱۹۔

(۷) حکم نفقہ مشروط صادر نہیں کیا جا سکتا۔ دکن جلد ۲۴ ص ۱۷۴۔

(خ)

(۱) تخفیف جرم میں سزا بلا ترتیب فرد جرم ہو سکتی ہے دکن جلد ۲۴ ص ۴۲۲۔

(۲) خلاف بیان ابتدائی جرح کریں جن گواہوں نے بیان کیا ہو۔ ان کے ایسے بیانات ناقابل بھروسہ ہیں دکن جلد ۱۰ ص ۴۴۳۔

(۳) خرچہ گواہان تائید الزام ذمہ ملزم عاید کرنا صحیح نہیں ہے دکن جلد ۱۹ ص ۱۷۸۔

(۴) خیانت مجرمانہ میں تصرف بیجا کا اثبات لازمی ہے دکن جلد ۲۴ ص ۱۶۱ و جلد ۲۳ ص ۷۲۔

(۵) خلاف مصلحت عامہ معاملات کے سلسلہ میں فوجداری کارروائی صحیح نہیں ہے۔ دکن جلد ۲۲ ص ۱۵۸۔

(د)

(۱) دوسرے مقدمہ کے بیانات سے کن شرائط کے تحت اور کن صورتوں میں مدد لی جا سکتی ہے۔ دکن جلد ۲۶ ص ۱۲۱۔

(۲) دیوانی نزاع کو بشکل فوجداری پیش کرنا صحیح نہیں ہے دکن جلد ۲۱ ص ۱۶۴۔

(۳) دیوانی فیصلہ کا اثر کارروائی نقض امن پر دکن جلد ۲۳ ص ۱۴۲ و دکن جلد ۲۰ ص ۵۶۴ و جلد ۲۱ ص [illegible]

(۴) دروغ حلفی کی اجازت قبل ختم مقدمہ دینا صحیح نہیں ہے۔ دکن جلد ۱۹ ص ۱۳۶۔

(۵) دوران تحقیقات میں مقدمہ کی نوعیت ناقابل دست اندازی بھی پائی جائے تو پیروی سے پیروکار سرکار ممنوع نہیں ہے۔ دکن جلد ۲۵ ص ۱۰۱۔

(۶) دیوانی مقدمہ کے ارجاع سے مقدمات فوجداری

ملتوی نہیں ہو سکتے۔ وکن جلد ۲۵ ص ۱۴۰۔

(ڈ)

(۱) ڈاکٹر کی شہادت فن سے متجاوز ہو کر ایسے امور پر مبنی ہو جسے کوئی ذی فہم شخص تسلیم نہ کر سکتا ہو تو قابل وقعت نہیں۔ وکن جلد ۲۶ ص ۱۸۴۔

(۲) ڈاکٹر کے رائے کی وقعت۔ وکن جلد ۱۹ ص ۵۴۔

(۳) ڈاکٹر اور گواہان رویت کے بیانات میں اختلافات کا اثر۔ وکن جلد ۲۳ ص ۴۱۳۔

(ذ)

(۱) ذمہ دار افسران پولیس کو نقائص تفتیش کی طرف توجہ دلانا لازم ہے آئین جلد ۳۷ ص ۱۷۴۔

(۲) ذمہ داری جملہ افراد مجمع خلاف قانون کی جو کسی غرض مشترک کے حاصل کرنے کے لئے جمع ہوں مساوی ہے۔ اگرچہ کہ اس میں کسی فرد کی نیت ارتکاب جرم کی نہ ہو۔ آئین جلد ۳۵ ص ۲۶۳۔

(ر)

(۱) رویت کی شہادت کی عدم موجودگی میں واقعات متعلقہ کی شہادت نہایت قوی ہونا چاہیے۔ وکن جلد ۲۷ ص ۲۱۷ و ۱۳۵۔

(۲) رہائی بر ضمانت کا اختیار مجلس عالیہ عدالت وکن جلد ۲۵ ص ۲۸ و جلد ۲۴ ص ۱۸۰۔

(۳) رواج عام کی خلاف ورزی جرم نہیں ہے وکن جلد ۱۹ ص ۲۷۹۔

(۴) رپورٹ پولیس مثل استغاثہ میں داخل نہیں ہے وکن جلد ۲۱ ص ۱۵۸۔

(۵) رپورٹ پولیس و چالان کے مندرجہ واقعات میں اختلاف کا اثر۔ وکن جلد ۲۱ ص ۱۵۸۔

(۶) رہائی کے عرصہ کے بعد نگرانی پیش ہو تو اس پر غور نہیں کیا جا سکتا۔ وکن جلد ۲۵ ص ۱۳۔

(۷) رہائی بر ضمانت کے لئے وجوہ درج کرنا لازم ہے وکن جلد ۲۴ ص ۱۸۲۔

(۸) رائے مکمل انگزامنر پولیس کو بتوسط عدالت حاصل کرنا چاہیئے۔ وکن جلد ۲۰ ص ۴۹۹۔

(ز)

(۱) زر معاوضہ جو مستغیث کو دلایا جاتا ہے فی نفسہ جرمانہ ہے۔ وکن جلد ۲۷ ص ۳۰۔

(۲) زوجہ کے پاس غیر شخص کی موجودگی اشتعال طبع کی کافی وجہ ہے وکن جلد ۲۴ ص ۳۰۴۔

(۳) زوجہ برضا مندی علیحدہ رہتی ہو تو نفقہ نہیں دلایا جا سکتا۔ وکن جلد ۲۱ ص ۵۸۲۔

(۴) زبانی ہدایت کارروائی عدالتی میں صحیح نہیں ہے وکن جلد ۲۰ ص ۲۶۵۔

(۵) زوجہ کا شوہر کے ساتھ بلاوجہ کافی رہنے سے انکار کرنا بصیغہ تعمیل قابل غور ہے۔ وکن جلد ۲۴ ص ۳۰۴۔

(۶) زمانہ عدت کا نفقہ دلایا جا سکتا ہے۔ وکن جلد ۱۹ ص ۳۱۷۔

(س)

(۱) سزا بھگت کر رہا ہونے کے بعد بھی سزا میں اضافہ ہو سکتا ہے وکن جلد ۲۷ ص ۱۱۳۔

(۲) سرسری طور پر فرد جرم مرتب نہیں کی جا سکتی۔ وکن جلد ۲۶ ص ۱۶۲۔

(۳) سابقہ بیان کی توضیح کا موقعہ گواہ کو دینا ضروری ہے۔ وکن جلد ۲۵ ص ۳۲ و وکن جلد ۲۴ ص ۲۰۸۔

(۴) سقوط اعتبار گواہ کے لئے اظہارات اثنائے تفتیش استعمال کئے جا سکتے ہیں۔ وکن جلد ۲۳ ص ۳۱۶۔

(۵) سابقہ بیانات کے استعمال کا طریقہ وکن جلد ۲۰ ص ۵۰۲ و جلد ۲۲ ص ۳۶۵ و ۳۷۴۔

(۶) سزا معاف کرنے کا اختیار عدالت کو نہیں ہے وکن جلد ۲۵ ص ۱۶۱۔

(ش)

(۱) شہرت عام تعلقات ناجائز ثابت قرار دینے کے لیے کافی نہیں ہے۔ دکن جلد ۲۷ ص ۱۸۱۔

(۲) شہادت شریک جرم کی تائید جب تک آزاد شہادت سے نہ ہو سزا نہیں دیجاسکتی۔ دکن جلد ۲۷ ص ۲۰۵ و دکن جلد ۱۹ ص ۲۳۔

(۳) شہادت پر کس طرح سے غور ہونا چاہیئے۔ دکن جلد ۲۶ ص ۲۰۲۔

(۴) شہادت سے متضاد نتائج پیدا ہوتے ہوں تو ترجیح اس کو ہوگی جو مفید ملزم ہو۔ دکن جلد ۲۲ ص ۳۶۹

(۵) شہادت گواہ سابق یافتہ کی بنا پر سزا نہیں دیجاسکتی۔ دکن جلد ۲۴ ص ۶۷۔

(۶) شہادت اہم پیش نہ ہو تو واقعیت جرم مشتبہ ہوجاتی ہے جس کا فائدہ ملزم کو دیا جائے گا۔ دکن جلد ۲۴ ص ۴۴۔

(۷) شہادت کے جانچنے کا اصول۔ دکن جلد ۲۳ ص ۱۴۲۔

(۸) شہادت تائیدی کے بغیر محض مستغیث کی شہادت پر ملزم کو مجرم قرار نہیں دیا جاسکتا۔ دکن جلد ۲۵ ص ۱۲۹۔

(ص)

(۱) صیغہ فوجداری میں نظر ثانی نہیں ہے۔ دکن جلد ۲۷ ص ۶۴۔

(۲) صیغہ ابتدائی مجلس عالیہ عدالت کی سماعت تصحیحاً جلسہ کاملہ میں ہوگی۔ دکن جلد ۲۵ ص ۶۲۔

(۳) صیغہ ابتدائی سشن عدالت العالیہ کی تجویز برات کی ناراضی سے سرکار کو مرافعہ کا حق نہیں ہے۔ دکن جلد ۲۵ ص ۲۵۸۔

(۴) صورت مقدمہ دیوانی ہو تو عدالت فوجداری کو سماعت کا اختیار نہیں ہے۔ دکن جلد ۲۳ ص ۷۸ و آئین جلد ۳۷ ص ۲۴۴۔

(۵) صداقت نامہ تکمیل اگر افسر توسط عدالت نہ طلب کیا گیا ہو تو شہادت میں قابل قبول نہیں ہے۔ دکن جلد ۲۵ ص ۱۵۲۔

(۶) صفائی کی تکمیل کے لیے دفعہ ۵۰۷ ضابطہ فوجداری کا اختیار استعمال میں نہیں لایا جاسکتا۔ دکن جلد ۲۱ ص ۴۳۱۔

(ض)

(۱) ضبطی لائیسنس کا حکم قانون موٹرکار کے تحت چالان نہ کیا جائے اور دفعہ ۲۴۷ تعزیرات کے تحت کیا جائے تو نہیں دیا جاسکتا۔ دکن جلد ۲۷ ص ۱۲۶۔

(۲) ضمانت پر رہائی کا حکم تا ارجاع مرافعہ دیا جاسکتا ہے۔ دکن جلد ۲۷ ص ۲۰۰۔

(۳) ضمانت کی درخواست دوبارہ کن صورتوں میں دیجاسکتی ہے۔ دکن جلد ۲۶ ص ۲۴۷۔

(۴) ضمانت کا حکم عدالت مرافعہ سے لانے کے لیئے مہلت دیجاسکتی ہے۔ دکن جلد ۲۶ ص ۹۱۔

(۵) ضمانت پر رہائی کا اصول۔ دکن جلد ۲۵ ص و جلد ۲۶ ص ۲۹۔

(۶) ضمانت کی اصلی غرض۔ دکن جلد ۲۰ ص ۴۳ و جلد ۲۵ ص ۸۲۔

(۷) ضابطہ و طریقہ استرداد مال بصیغہ فوجداری۔ دکن جلد ۲۵ ص ۱۔

(ط)

(۱) طلاق جب دوران کارروائی نفقہ میں عدالت کے سامنے نہ ہو تو ثابت کرنا چاہیئے۔ دکن جلد ۲۷ ص ۱۰۵ و جلد ۲۲ ص ۴۴۴۔

(۲) طبی شہادت اور واقعات میں اختلاف کا اثر۔ دکن جلد ۲۲ ص ۳۷۵۔

(۳) طرز عمل گواہ سے اس کی صداقت کو جانچنا چاہیئے۔ دکن جلد ۲۵ ص ۱۳۴۔

(۴) طرزِ عمل سے ملزم کی نیت کا پتہ چلتا ہے۔ دکن جلد ۲۲ ص ۲۱۲۔

(۵) طوالت کے خیال سے حق تجدید شہادت دینے سے انکار کرنا صحیح نہیں ہے۔ دکن جلد ۲۲ ص ۲۹۶۔

(ظ)

(۱) ظاہری مشابہت تلبیس میں داخل نہیں ہے۔ دکن جلد ۲۴ ص ۹۰۵۔

(ع)

(۱) عدالت ضلع عدالت منصفی کو مقدمہ پیش کرنے کا حکم دینے کی مجاز نہیں ہے۔ دکن جلد ۲۷ ص ۲۰۲۔

(۲) عدالت تحت کا حکم صحیح ہو یا غلط باضابطہ طریقہ پر منسوخ کرانا لازم ہے ورنہ قابل پابندی ہوگا۔ دکن جلد ۲۷ ص ۱۴۔

(۳) عدالت دیوانی کے احکام کی تعمیل مقدم ہے۔ دکن جلد ۲۲ [illegible]

(۴) عدالت اور پولیس کے کام میں امتیاز۔ دکن جلد ۲۲ ص ۱۹۱۔

(۵) عداوت مجرم قرار دینے کے لئے کافی نہیں ہے۔ دکن جلد ۲۵ ص ۴۹۔

(۶) عدالت فوجداری عدالت دیوانی کے فیصلہ کی پابند ہے۔ دکن جلد ۲۳ ص ۱۴۲ و جلد ۲۵ ص ۱۱۴۔

(۷) عدالت کو سزا اضافہ کرنے کا اختیار نہیں ہے۔ دکن جلد ۲۵ ص ۱۶۱۔

(۸) عدالت ضلع کو بصیغہ مرافعہ ازدیاد سزا کا اختیار نہیں ہے۔ دکن جلد ۲۴ ص ۲۳۱۔

(۹) عدالت کا دلایا ہوا قبضہ قبضہ واقعی ہے۔ دکن جلد ۲۴ ص ۱۰۸۔

(۱۰) عدالت پر اشخاص واقف حال کا نام ظاہر کرنا پولیس کا فرض ہے۔ دکن جلد ۲۵ ص ۶۷۔

(غ)

(۱) غرض مشترک ثابت کرنا لازم ہے۔ دکن جلد ۲ ص ۹۸۔

(۲) غلطی یا چوک کی بنا پر [illegible] عدالت [illegible] کی مجاز نہیں ہے۔ دکن جلد ۲۲ ص ۸۰۔

(۳) غیر مجاز عہدہ دار کی تفتیش کالعدم ہے۔ دکن جلد ۲۶ ص ۱۹۸۔

(۴) غیر اختیاری مقدمات میں مجسٹریٹ کو [illegible] کا اختیار نہیں ہے۔ دکن جلد ۲۲ ص ۵۰۲۔

(۵) غلط نگارش دائی حکم کا کوئی اثر نہیں ہے۔ دکن جلد ۱۹ ص ۴۷۔

(۶) غلطی کی وجہ سے حکم کی نوعیت تبدیل نہیں ہوتی۔ دکن جلد ۱۹ ص ۱۱۔

(۷) غیر محفوظ مقام سے برآمدگی مال کا اثر۔ دکن جلد ۱۹ ص ۱۹۱۔

(ف)

(۱) فوجداری مقدمات میں اصول فیصلہ شدہ متعلق نہیں ہے۔ دکن جلد ۲۹ ص ۲۵۔

(۲) فرد جرم مرتب ہونے سے قبل جرم کے عناصر ثابت ہونا چاہیئے۔ دکن جلد ۲۲ ص ۶۲۔

(۳) فریق مقدمات [illegible]۔ دکن جلد ۲۴ ص ۳۰۔

(۴) فیصلہ دیوانی مقدمات فوجداری میں قطعی اثر فیصلہ شدہ کی رکھتا ہے۔ آئین جلد ۳۵ ص ۴۹ و دکن جلد ۲۱ ص ۳۲۲۔

(۵) فرد جرم ہر ملزم کی علیحدہ مرتب ہونا چاہیئے۔ دکن جلد ۲۳ ص ۱۵۔

(۶) فہرست کے علاوہ گواہوں کے پیش کرنے کی اجازت اب دیجا سکتی ہے۔ دکن جلد ۲۰ ص ۵۲۴۔

(۷) فرد جرم سنانے کے بعد ملزم کو معاوضہ دلانا صحیح نہیں ہے۔ دکن جلد ۲۴ ص ۸۹۔

(ق)

(۱) قیاسات غیر قطعی سے کوئی اثر نہیں لیا جا سکتا

دکن جلد - ۲ ص او جلد ۲۶ ص ۱۹۱ و جلد ۲۴ ص ۳۰۶ -

(۲) قانون بلدیہ کے بموجب تعریف استغاثہ - دکن جلد ۲۶ ص ۱۹۵ -

(۳) قبل تکمیل جرح بر گواہان استغاثہ فرد جرم مرتب کرنا خلاف قانون اور قابل تنسیخ ہے - دکن جلد ۲۱ ص ۱۳۵ -

(۴) قبضہ کے تصفیہ سے جرم کی تحقیقات ملتوی نہیں ہو سکتی - دکن جلد ۲۴ ص ۶۷ -

(۵) قبضہ مال کا دلوایا جانا کافی قرار دینا عدالت فوجداری کا کام نہیں ہے - دکن جلد ۲۴ ص ۱۰۵ -

(۶) قلمبندی شہادت کے وقت ملزم کی حاضری ضروری ہے - آئین دکن ۳۷ ص ۲۲ -

(ک)

(۱) کارروائی لاوارثی میں عدالت فوجداری کو صرف اس صورت میں اختیار سماعت حاصل ہوتا ہے جب جائداد لاوارث کسی اور کے قبضہ میں ہو - دکن جلد ۲۷ ص ۱۳ و جلد ۲۶ ص ۵۵ -

(۲) کرکری کی رپورٹ یا اطلاع تعریف استغاثہ میں داخل نہیں ہے - بلکہ وہ بمنزلہ چالان ہے - دکن جلد ۲۷ ص ۱۲۹ -

(۳) کیس ڈائری میں کسی واقعہ کا اندراج ہو تو اس کی نسبت بیان پولیس قابل بھروسہ نہیں ہے - آئین جلد ۴۲ ص ۱۳۶ -

(۴) کارروائی نقص اس میں مال منقولہ ضبط کرنا جائز نہیں ہے - دکن جلد ۲۴ ص ۱۲۴ -

(۵) کارروائی نقص اس میں فریقین کی عدم حاضری کی صورت میں ضابطہ - دکن جلد ۲۶ ص ۳۰ -

(۶) کمیشن کے ذریعہ بیان ستفسر لیا جا سکتا ہے دکن جلد ۲۶ ص ۸۶ -

(۷) کروڑگیری کا افسر عدالت کی تعریف میں داخل نہیں ہے - دکن جلد ۲۰ ص ۸۹ -

(۸) کارروائی نقص اس میں حقیت کا تصفیہ نہیں ہو سکتا ہے دکن جلد ۲۵ ص ۱۹۶ -

(گ)

(۱) گواہوں کے بیانات بصورت فراری ملزم قلمبند کیے جا سکتے ہیں - دکن جلد ۲۶ ص ۱۷ -

(۲) گواہوں کو اپنے بیان سابقہ کی توجیہ کا موقعہ دینا ضروری ہے - دکن جلد ۲۵ ص ۳۲ -

(۳) گواہ کے پہلے اور دوسرے بیان میں اختلاف کا اثر - دکن جلد ۲۳ ص ۱۲۹ - و دکن جلد ۲۰ ص ۱ -

(۴) گواہان رویت کا ایک ہی روز پیش کیا جانا لازمی نہیں ہے دکن جلد ۲۳ ص ۹۵ -

(۵) گواہ کی صداقت جانچنے کے لئے اس کے طرز عمل پر غور کرنا ضروری ہے - دکن جلد ۲۵ ص ۱۴۴ و دکن جلد ۲۳ ص ۴۱ -

(۶) گواہ عرصہ تک واقعہ کا ذکر کسی سے نہ کرے تو پھر اس پر بھروسہ نہیں کیا جا سکتا - دکن جلد ۲۳ ص ۱۷۴ و جلد ۲۴ ص ۱۰۶ -

(۷) گواہ ملزم سے پہلے سے واقف ہو تو اس کی شناخت قابل بھروسہ نہیں ہے - دکن جلد ۲۴ ص ۲۳۹ -

(۸) گواہوں کا متفق اللفظ ہونا اس کی صداقت کی دلیل نہیں ہے - دکن جلد ۲۰ ص ۱۴۹ -

(ل)

(۱) لاوارثی کی کارروائی میں عدالت کا اختیار دکن جلد ۲۶ ص ۵۵ و جلد ۲۷ ص ۱۳ -

(۲) لائیسنس موٹر فوراً نہ بتلانے سے مجرم متصور نہیں ہو سکتا مہلت دیجانا ضروری ہے - دکن جلد ۲۲ ص ۱۱۱ -

(۳) لاوارث جائداد کیسے لی جا سکتی ہے - دکن جلد ۱۹ ص ۱۴۹ -

(۴) لاوارثی کی کارروائی کا اختیار صیغہ مال کو ہے صحیح ہے۔ دکن جلد ۱۶ ص ۱۹۱۔

(۵) "ناجائز" کارروائی" کی تعریف۔ دکن جلد ۱۶ ص ۱۸۱۔

(م ۱)

(۱) مقدمات چالانی میں مستغیث کی حیثیت ایک گواہ کی ہوتی ہے۔ دکن جلد ۲۰ ص ۲۳۔

(۲) ماں باپ معذور نہ ہوں تو نفقہ نہیں دلایا جا سکتا۔ دکن جلد ۲۰ ص ۱۰۹۔

(۳) مفتش جو قابل اعتراض طرز عمل سے پیش آئے اس کی حیثیت مشتبہ ہو جاتی ہے۔ دکن جلد ۲۰ ص ۲۱۲۔

(۴) میعاد عذرداری زیر دفعہ ۸۰ ضابطہ فوجداری۔ دکن جلد ۲۶ ص ۵۲۔

(۵) مقدمات فوجداری میں اصول امر فیصل شدہ متعلق نہیں ہے۔ دکن جلد ۲۶ ص ۱۲۵۔

(۶) مستغیث کی اصالتہ حاضری ضروری نہیں ہے۔ دکن جلد ۲۶ ص ۱۹۵۔

(۷) ملازمین سرکار کے عطا شدہ اختیارات جریدہ میں طبع ہونے کے محتاج نہیں ہیں۔ دکن جلد ۲۶ ص ۱۳۳۔

(۸) مال کی برآمدگی مشتبہ ہو تو اس کا فائدہ ملزم کو دیا جائے گا۔ دکن جلد ۲۴ ص ۲۹۷۔

(۹) مدت مرافعہ گزرنے کے بعد بصیغہ نگرانی مداخلت اندازی نہیں ہو سکتی۔ دکن جلد ۲۴ ص ۹۴

(۱۰) مقدمات وارنٹ کیس بعدم پیروی یا بعدم تقدیم ثبوت خارج نہیں ہو سکتے۔ دکن جلد ۲۴ ص ۲۳۳ و جلد ۲۵ ص ۱۵ و ۱۱۵۔

(ن)

(۱) نزاع مبنی بر حقیت ہو تو کارروائی نقض امن متعلق نہیں ہے۔ دکن جلد ۲۰ ص ۲۲۰۔

(۲) نفقہ کے مقدمہ میں قرقی کا طریقہ۔ دکن جلد ۲۰ ص ۲۶۵۔

۲۶ ص ۱۲۱۔

(۳) نقض امن کی کارروائی میں عدالت مرافعہ [illegible] اسی تاریخ کا فیصلہ تابع نفاذ ہے۔ دکن جلد ۲۰ ص ۲۴۹۔

(۴) نگرانی ایک مرتبہ عدم پیروی پر خارج ہونے کے بعد دوبارہ پیش کرنا صحیح نہیں ہے۔ دکن جلد ۲۰ ص ۱۹۵۔

(۵) نگرانی حکم براءت کی نہیں ہو سکتی [illegible] دکن جلد ۲۶ ص ۹۶۔

(۶) نیت اور احتمال میں فرق۔ دکن جلد ۲۲ ص [illegible]

(۷) ناظم اگر سوالات کرنے سے منع کرے تو اس کی نسبت عذر تحریری کو واضح ہونا چاہیے۔ دکن جلد ۲۴ ص [illegible]

(۸) نگرانی کے لیے اگرچہ کوئی میعاد مقرر نہیں ہے لیکن کم از کم میعاد مرافعہ کے اندر پیش ہونا چاہیے۔ دکن جلد ۲۵ ص ۱۱۸۔

(و)

(۱) وقوع واقعہ کی نسبت وقت میں اختلاف واقعہ کو مشتبہ بنا دیتا ہے۔ دکن جلد ۲۷ ص ۱۰۳۔

(۲) وجوہ انتقال مقدمہ۔ دکن جلد ۲۷ ص ۲۵۔

(۳) وفات مستغیث کی وجہ سے استغاثہ ساقط نہیں ہوتا۔ دکن جلد ۲۳ ص ۴۱۰۔

(۴) وکیل کی تحقیر بواجہ عدالت تحقیر عدالت ہے۔ دکن جلد ۱۹ ص ۶۴۔

(۵) وکلا کسی ایسے امر پر مجبور نہیں کیے جا سکتے جو قانوناً جائز نہیں ہے۔ آئین جلد ۳۶ ص ۱۳۸۔

(۶) واپسی مال کی دوران مقدمہ میں ضرورت معلوم ہو تو اسی شخص کو واپس کرنا چاہیے جس کے قبضہ سے برآمد ہوا ہو۔ دکن جلد ۲۶ ص ۸۱۔

(ھ)

(۱) ہدایات زبانی کارروائی عدالتی میں صحیح نہیں ہے۔

(۱) ہر جرح تجویز کرنے کے قبل وجوہ ہر جرح کو [illegible] کے اپنے دستخط لکھنا چاہیئے۔ دکن جلد ۲۱ ص ۱۲۰۰۔

(۲) ہر جرح تنقیح سے ملزم کو [illegible] لاکر مقدمہ منبر یہ لینا صحیح نہیں ہے۔ دکن جلد ۲ ص ۱۱۵۔

(۴) ہر جرح تنقیح کو کن صورتوں میں دوبارہ لایا جا سکتا ہے۔ دکن جلد ۲۴ ص ۲۰۶۔

(۵) ہلاکت کا احتمال معمولی لکڑیوں کے استعمال سے نہیں ہوتا۔ دکن جلد ۲۶ ص ۱۲۵۔

(ی)

(۱) یکجائی برآمدگی مال خلاف قانون ہے۔ دکن جلد ۲۳ ص ۱۷۵۔

(۲) یکجائی تحقیقات کیجائے تو علیحدہ علیحدہ جرائم کرنے کی ضرورت نہیں ہے۔ دکن جلد ۲۰ ص ۳۷۱۔

(۳) یکجائی تحقیقات مقدمہ بلوہ میں ہر دو پارٹی کی جا پر نہیں ہے۔ دکن جلد ۱۹ ص ۲۵۴ و ص ۲۳۰ و جلد ۲۰ ص ۲۵۴ و جلد ۲۵ ص ۷۷ او ۷۷ و جلد ۲۴ ص ۵۷۔

(۴) یکجائی تحقیقات کا اصول۔ دکن جلد ۱۹ ص ۲۵۴ و جلد ۱۳ ص ۷۴ و ۱۰۳ او ۱۳۹ و جلد ۱۱ ص ۱۵۴ آئین مہاجلد ۱ دکن جلد ۲۵ ص ۶۷ وغیرہ اور جلد ۲۴ ص ۴۵۔

نظائر مال

(الف)

(۱) اصلدار گماشتہ منجاب سرکار کو بلا نوٹس علیحدہ نہیں کر سکتا۔ دکن جلد ۲۷ ص ۲۹۔

(۲) اختیار تحقیقات ہبہ نامہ محکمہ مال کو نہیں ہے دکن جلد ۲۶ ص ۲۷۔

(۳) اوطان جاگیر کے استرداد کا دعوی قابل سماعت عدالت ہے۔ دکن جلد ۲۶ ص ۸۲۔

(۴) اصلدار کے حاضر ہو جانے پر گماشتہ گری ختم ہو جاتی ہے۔ دکن جلد ۲۶ ص ۳۳۔

(۵) انعامی تحقیقات مکمل نہ ہو تو تکمیل تنقیح کی منظوری ملتوی رہنا چاہیے۔ دکن جلد ۲۵ ص ۱۲۔

(۶) اشتہار شریک خالصہ کیے جانے کا اجراء ہونا ضروری ہے دکن جلد ۲۳ ص ۷۱

(۷) اصلدار وراثت کی کارروائی نہ کرے تو کارگزار اصلدار قرار دیا جائیگا۔ دکن جلد ۲۳ ص ۱۲۔

(۸) اشتراک و انقسام خاندان کا تصفیہ عدالت دیوانی سے ہونا چاہیے۔ دکن جلد ۲۴ ص ۳۷۔

(ب)

(۱) بلا منظوری سرکار چیلہ رجوع وراثت ہونے کا مجاز نہیں ہے۔ دکن جلد ۲۷ ص ۳۷۔

(۲) بیوہ بندھو کے مقابلہ میں زیادہ مستحق ہے دکن جلد ۲۷ ص ۳۰۔

(۳) برادری کی شہادت نسب کے متعلق ضروری ہے دکن جلد ۲۴ ص ۸۷۔

(۴) باقیدار کے بھائی کی جائداد سے بقایائے مالگزاری وصول نہیں کیا جا سکتا۔ دکن جلد ۲۰ ص ۲۲۔

(۵) بیان سابقہ سے رجوع کرنے کا اثر [illegible] جلد ۲۳ ص ۱۵۱۔

(۶) بغیر ہراج کے پٹہ دینا خلاف قانون ہے۔ دکن جلد ۲۲ ص ۲۴ و جلد ۲۴ ص ۱۰

(پ)

(۱) پٹہ داری کے لئے بڑی حصہ داری کی شرط نہیں ہے۔ دکن جلد ۲۶ ص ۳۳۔

(۲) پٹواری کو مرافعہ ثانی کا حق نہیں ہے۔ دکن جلد ۲۳ ص ۸۷۔

(۳) پٹہ کا عمل غلطی سے ہوا ہو تو وہ بے اثر ہے دکن جلد ۲۲ ص ۴۰۔

(۴) پٹیل و پٹواری کی غلط رپورٹ کا اثر معاملہ دار پر نہیں پڑ سکتا۔ آمیں جلد ۴۳ ص ۴۰۸ و دکن جلد ۱۷ ص ۳۷۹۔

(۵) پابندی کسی دستاویز کی سرکار پر نہیں ہے دکن

جلد ۲۲ ص ۸۲ -

(۹) پابندی شرع و شاستر لازمی ہے مسئلہ تو ریث کو کوئی عہدہ دار سوائے بادشاہ وقت کے بدل نہیں سکتا - دکن جلد ۲۰ ص ۴۵ -

(ت)

(۱) تحت میں جو شخص فریق نہ ہو اس کے مقابلہ میں مرافعہ نہیں ہو سکتا - دکن جلد ۲۶ ص ۴۲ -

(۲) تاخیر درخواست نگرانی کا اثر - دکن جلد ۲۶ ص ۲۰ -

(۳) تعمیل صلحنامہ پر جو منظورہ سرکار ہو صیغہ مال مجبور نہیں ہے - دکن جلد ۲۶ ص ۱۴ -

(۴) تبدیل وطن کے لئے منظوری لازمی ہے - دکن جلد ۲۰ ص ۲۴ -

(۵) تحقیقات خالصہ شدہ معاش کی بلا منظوری سرکار نہیں ہو سکتی دکن جلد ۲۴ ص ۱۷ -

(۶) تبنیت بھانجہ کی شودروں میں جایز ہے - دکن جلد ۲۴ ص ۱۰۲ -

(۷) تبنیت نواسہ کی - دکن جلد ۲۳ ص ۹۹ -

(۸) تحصیل کو بصیغہ عطیات تحقیقات کا اختیار نہیں ہے دکن جلد ۲۱ ص ۹۰ -

(ٹ)

(۱) ٹائم اکیل سے جب کوئی ملازم سرکاری مستفید ہو چکا ہو تو مکرر ایسا استفادہ کرنا مناسب نہیں ہے - آئین جلد ۳۴ ص ۱ -

(ج)

(۱) جبراً عورت چھین لینا قابل سزا ہے - دکن جلد ۲۷ ص ۲۶ -

(۲) جدید وثیقہ کی ادائی بقایا کے لئے ضرورت نہیں ہے - دکن جلد ۲۶ ص ۱۶ -

(۳) جائداد موقوعہ اسٹیٹ کی ترقی بتوسط اسٹیٹ عمل میں آنا چاہیئے - دکن جلد ۲۱ ص ۸۷ -

(۴) جمعبندی کا اختیار ایسے جاگیر دار کو نہیں ہے جس میں حصہ سرکار ہو - دکن جلد ۲۰ ص ۸۸ -

(۵) جاگیر دار کو اپنے حقوق منتقل کرنے کا اختیار نہیں ہے دکن جلد ۲۴ ص ۴۳ -

(۶) جمعبندی میں نصف دھارہ تک رعایت ہو سکتی ہے - دکن جلد ۱۵ ص ۹۱ -

(چ)

(۱) چرائی مویشی کے لئے جو اراضی مختص کی گئی ہو اور وصولیاتی بندوبست میں عمل موجود ہو اس کے خلاف عمل پٹہ نہیں ہو سکتا - آئین جلد ۳۴ ص ۱۴۱ و دکن جلد ۱۷ ص ۱۴۴ -

(۲) چارہ جوئی عدالت دیوانی کی اجازت بصیغہ انتظامی مال ہونا چاہیئے - دکن جلد ۱۹ ص ۱۲۹ -

(ح)

(۱) حق پٹہ بر بنائے دستاویزات دکن جلد ۲۳ ص ۷۵ -

(۲) حصہ داروں کا نام شریک منتخب ہونا بمنزلہ منظوری سرکار ہے - دکن جلد ۲۰ ص ۹۲ -

(۳) حقوق دیہی یا ادائی کسی خدمت کے حاصل ہیں جو گزشتہ خدمات کا صلہ ہے - دکن جلد ۱۸ ص ۸۱ -

(۴) حالات خاندانی کے متعلق تحقیقات لازمی ہے دکن جلد ۲۳ ص ۸۴ -

(۵) حین حیاتی حقوق ناقابل انتقال ہیں - دکن جلد ۲۰ ص ۶۰ -

(خ)

(۱) خفیف جرم میں پٹواری کو برطرف نہ کرنا چاہیے - دکن جلد ۲۷ ص ۱ -

(۲) خاندان غیر میں معاش کی منتقی جایز نہیں ہے دکن

جلد ۱۸ ص ۵۵۴ ۔

(۳) خانہ داماد کو رواجاً حقوق فرزندی حاصل ہیں۔ دکن جلد ۱۶ ص ۱۱۲۔ و آئین جلد ۴۳ ص ۷۰ اور دکن جلد ۱۷ ص ۲۰۷۔

(۴) خدمت ادا ہوتی ہو تو بوجہ عدم رجوع وعیدار معاش شریک خالصہ ہونا چاہیے۔ دکن جلد ۲۵ ص ۸

(د)

(۱) دعویٰ استرداد اوطان جاگیر قابل سماعت عدالت ہے۔ دکن جلد ۲۹ ص ۸۲۔

(۲) دیوانی کی کارروائی کی وجہ سے مال کی کارروائی ملتوی نہیں رہ سکتی۔ دکن جلد ۲۲ ص ۲۵۔

(۳) دو خدمتیں ایک شخص کے ذمہ کرنا خلاف مصلحت عامہ ہے دکن جلد ۱۹ ص ۵۲۔

(۴) دستاویز کی بنا پر پٹہ کے متعلق محکمۂ مال سے کوئی دادرسی نہیں دی جاسکتی عدالت سے ڈگری حاصل کرنا چاہیے دکن جلد ۲۳ ص ۷۵۔

(۵) دیرینہ قابض کا حق بمقابلۂ سرکار۔ دکن جلد ۲۱ ص ۶۹۔

(ڈ)

(۱) ڈویژن کو مقدمہ رفع مزاحمت کے مرافعہ کی سماعت کا اختیار نہیں ہے۔ دکن جلد ۲۲ ص ۵۷ و دکن جلد ۲۴ ص ۸۱۔

(۲) ڈویژن کو ضلع کے اختیارات حاصل ہیں اس لیے ڈویژن کے فیصلہ کی ناراضی سے صوبہ داری میں مرافعہ ہوگا۔ دکن جلد ۱۹ ص ۱۳۲۔

(ذ)

(۱) ذمہ داری افعال گماشتہ کی اصلدار پر ہے دکن جلد ۲۳ ص ۶۰۔

(۲) ذاتی صرفہ سے باولی کھدائی جائے تو دھارہ تری قایم نہیں کیا جاسکتا۔ دکن جلد ۱۲ ص ۲۷۔

(۱۴) رشتہ دار بعید کا شمار داداو تربیتہ [illegible] جلد ۲۰ ص ۹۲۔

(۲) رفع مزاحمت کے دعویٰ میں ڈویژن افسر کو [illegible] تصفیہ نہیں ہے دکن جلد ۴ ص ۸۱ و دکن جلد ۲۱ ص [illegible]

(۳) راضی نامہ شدہ کو اختیار ہے کہ قبل منظوری راضی نامہ و عمل درآمد مبادلہ راضی نامہ سے رجوع کرے۔ دکن جلد ۴۳ ص ۲۱۹ و دکن جلد ۱۶ ص ۷ اور جلد ۱۰(?) ص ۱۶۴۔

(۴) رفع مزاحمت میں ضلع کا فیصلہ قطعی ہے۔ دکن جلد ۲۵ ص ۲۲۔

(۵) رسوم ریسکھی خاص قسم کی معاش ہے جو مستقلانہ بمعاوضہ حقوق موروثی عطا ہوتی ہے۔ دکن جلد ۲۵ ص ۱۵۔

(ز)

(۱) زراعتی اراضی کا غیر زراعتی طریقہ پر استعمال کمشنر کی منظوری سے کیا جاسکتا ہے۔ دکن جلد ۲۶ ص ۴۷۔

(۲) زمین زائد برآمدہ انعام کا مستحق پٹہ انعامدار ہے دکن جلد ۱۸ ص ۸۴۔

(۳) زمین شکم تالاب کا پٹہ دینا صحیح نہیں ہے۔ آئین جلد ۴۴ ص ۳۳۔

(۴) زراعت پیشہ اشخاص کے حقوق کا تحفظ ضروری ہے اس لیے اگر دو سالہ اقساط ادا ہو جاتی ہے تو نیلام اراضی نہ کرنا چاہیے۔ دکن جلد ۱۸ ص ۱۵۔

(س)

(۱) سماعت مقدمہ قبل تاریخ پیشی بلا اطلاع فریق ثانی صحیح نہیں ہے دکن جلد ۲۶ ص ۳۰۔

(۲) سررشتہ بندوبست سررشتہ مال کا جز ہے دکن جلد ۲۳ ص ۸۰۔

(۳) سند اصلی کی عدم موجودگی میں دیگر اسناد جن سے عطائی کی توثیق ہوتی ہو قابل قبول ہیں۔ دکن جلد ۱۸ ص ۱۴

(۴) سررشتہ مال کو فیصلہ ثالثی کی تنسیخ کا اختیار نہیں ہے دکن جلد ۲۰ ص ۹۔

(۵) سوتیلی مال کو بیوہ کی پرورشی کا حق۔ دکن جلد ۲۱ ص ۴۵۔

(۶) سپنڈ کی موجودگی میں سند صدوراثت نہیں ہو سکتا۔ آئین جلد ۳۶ ص ۱۸۔

(ش)

(۱) شرع وشاستر کی پابندی کارروائی عطیات میں لازمی ہے۔ دکن جلد ۲۰ ص ۴۵۔

(۲) شخص غیر کے حقوق بربناد کارگزاری ویرینہ آئین جلد ۲۵ ص ۱۔

(۳) اشکمی تحفظ نان ونفقہ کے لئے قایم نہیں ہو سکتی۔ دکن جلد ۲۱ ص ۵۷۔

(۴) شخص مغرور کی اراضیات کا پٹہ باخذ لگایا کسی شخص غیر کے نام کرنے کا اختیار دوم تعلقدار کو ہے۔ آئین جلد ۳۴ ص ۱۷۷ و دکن جلد ۱۷ ص ۶۳۔

(۵) شوہروں میں مبادلہ کا مستثنیٰ انجایز ہے۔ دکن جلد ۲۴ ص ۱۰۲۔

(ص)

(۱) صلبی فرزند کے مساوی حقوق خانہ داماد کو حاصل ہو سکتے ہیں۔ آئین جلد ۳۴ ص ۱۰۷ و دکن جلد ۱۶ ص ۱۱۲ و جلد ۲۰ ص ۲۰۳۔

(۲) صلح کی توقع پر مقدمہ ملتوی نہیں رکھا جا سکتا۔ دکن جلد ۲۴ ص ۹۲۔

(۳) صیغہ عطیات میں کسی ایسے شخص کی شکمیداری کے انتقال کا استحقاق معاشدار کو نہیں دیا جا سکتا جس کا نام شریک منتخب نہ ہو۔ دکن جلد ۲۱ ص ۱۔

(۴) صلحنامہ کی تعمیل محکمہ مال سے نہیں کرائی جا سکتی۔ دکن جلد ۱۹ ص ۵۔

(ض)

(۱) ضبطی مددمعاش کا اختیار تعلقدار کو نہیں ہے۔ دکن جلد ۱۸ ص ۱۔

(۲) ضبطی شدہ مال کے نقصان کی ذمہ داری ضبط کنندہ پر ہے۔ دکن جلد ۲۱ ص ۸۷۔

(۳) ضبطی جائداد موضوعہ اسٹیٹ بتوسط اسٹیٹ عمل میں آنا چاہیئے۔ دکن جلد ۱۲ ص ۸۷۔

(ط)

(۱) طویل مدت غیر صحیح جارہ کار اختیار کرنے میں صرف کی جائے تو معاف نہیں کی جا سکتی۔ دکن جلد ۲۱ ص ۳۰

(۲) طلاق کی شہادت رشتہ دار قریب ادا کرے تو وہ قابل اعتبار ہے آئین جلد ۳۶ ص ۱۸۔

(ع)

(۱) عمال دیہی کی غلطی کا اثر۔ دکن جلد ۲۶ ص ۳۵

(۲) عمل وصفات کا اصول۔ دکن جلد ۲۶ ص ۷۹۔

(۳) عطیات کی کارروائی میں ضابطہ کی سختی قرین مصلحت نہیں ہے۔ دکن جلد ۱۹ ص ۱۸ و ۲۷۔

(۴) عطائے دوام کی صورت میں ۱۵ فیصدی قایم نہ کرنا چاہیئے۔ دکن جلد ۲۷ ص ۵۔

(۵) عمل اوشہ بندی کا سررشتہ مال کے اصول کے خلاف ہے۔ دکن جلد ۲۳ ص ۱۔

(۶) عدالت دیوانی کی ڈگری فیصلہ مال پر مرجح ہے دکن جلد ۲۱ ص ۲۲۔

(۷) عہدہ دار عطیات ڈویژن افسر نہیں ہے دکن جلد ۲۰ ص ۹۸۔

(غ)

(۱) غیر منظورہ متبنی کا حق قابل تسلیم نہیں ہے۔ دکن جلد ۲۳ ص ۲۲۔

(۲) غلط کارروائی درمیانی کی وجہ سے میعاد تخفیف کی جا سکتی ہے دکن جلد ۱۸ ص ۶۷۔

(۳) غیر خاندان میں معاش منتقل نہ کی جانا چاہیئے۔ دکن جلد ۱۹ ص ۲۰ و جلد ۲۱ ص ۵۰۔

(ف)

(۱) فوتی معاشدار کی اطلاع نہ دینے کی ذمہ داری دکن جلد ۲۴ ص ۱۳۔

(۲) فیصلہ سے باخبر ہونا فریق کا کام ہے۔ دکن جلد ۱۳ ص ۳۶۔

(۳) فیصلہ عدالت دیوانی محکمہ مال پر قابل پابندی ہے۔ دکن جلد ۱ ص ۲۲۔

(۴) فیصلہ مرافعہ ثانی نظامت عطیات کا قطعی ہے۔ دکن جلد ۱۰ ص ۵۸۔

(۵) فیصلۂ زیر تجویز ثانی کی نقل منسلک کرنا لازمی ہے دکن جلد ۱۰ ص ۱۴۳۔

(ق)

(۱) قابض کے مقابلہ میں رفع مزاحمت کی کارروائی نہیں ہو سکتی۔ دکن جلد ۲۶ ص ۳۸۔

(۲) قابض سے زر بقایا لینا لازم ہے۔ دکن جلد ۲۲ ص ۸۳۔

(۳) قبضہ حریفانہ قبضۂ مخالفانہ نہیں ہے۔ دکن جلد ۱۳ ص ۷۵۔

(۴) قابض سے نذرانہ لے کر پٹہ اس کے نام کیا جانا جائز ہے۔ آئین جلد ۴۳ ص ۵۳ و دکن جلد ۱۷ ص ۳۰۳۔

(۵) قولدار اجارہ دار قولداری رہے گا خواہ وہ کتنی ہی مدت کا قابض ہو اور اسے حق پٹہ کمیداری نہیں دیا جا سکتا دکن جلد ۱۰ ص ۱۲۸۔

(ک)

(۱) کوتوالی پٹیلی مالی پٹیلی کا جزو نہیں ہے۔ دکن جلد ۱۱ ص ۸۲۔

(۲) کارروائی وراثت تبنیت منظور نہ ہونے سے ملتوی نہیں رہ سکتی دکن جلد ۲۱ ص ۹۳۔

(۳) کارروائی وراثت سے پہلے مورث کو انعامدار ثابت کرنا لازم ہے۔ دکن جلد ۱۹ ص ۱۳۶۔

(۴) کاروبار اسٹیٹ میں بلا وجہ دست اندازی نہیں کی جا سکتی دکن جلد ۲۱ ص ۸۷۔

(۵) کارروائی عطیات میں ضابطہ کی سختی قرین مصلحت نہیں ہے۔ دکن جلد ۱۹ ص ۲۲۔

(گ)

(۱) گماشتہ کو غلطی سے تختہ میں مالی پٹیل لکھا جائے تو اس کی حیثیت نہیں بدلتی۔ دکن جلد ۲۶ ص ۵۳۔

(۲) گواہ اپنے حلفی بیان سے رجوع نہیں کر سکتا دکن جلد ۲۷ ص ۳۳۔

(۳) گماشتہ منجانب سرکار کو اصلدار بلا نوٹس علحدہ نہیں کر سکتا نہ دفتر چھین سکتا ہے۔ دکن جلد ۲۷ ص ۱۱۔

(۴) گماشتہ گری موروثی نہیں ہو سکتی۔ دکن جلد ۱۲ ص ۸۹۔

(۵) گماشتہ کو دیرینہ کارگزاری سے اصلدار کے حقوق نہیں حاصل ہوتے۔ آئین جلد ۴۳ ص ۲۳۲ و دکن جلد ۱۷ ص ۹۸۔

(۶) گماشتہ موقوف شدہ بحیثیت اصلدار کام کرنے کا اہل نہیں ہے۔ دکن جلد ۲۳ ص ۶۰۔

(ل)

(۱) لڑکی کے بعد نواسہ وارث ہوتا ہے۔ دکن جلد ۲۳ ص ۱۸۔

(۲) لاوارث وطن پر متوفی کے علاقہ داروں کو گماشتہ مقرر کرنا خلاف مصلحت انتظامی ہے۔ دکن جلد ۱۲ ص ۲

(۳) لزوم حاضری ورثا بغرض منظوری وراثت۔ دکن جلد ۱۹ ص ۴۱۔

(۴) لاوارث وطن پر جو گماشتہ منجانب سرکار مقرر کیا جائے اس کو سند عطا کرنا خلاف حکم سرکار ہے۔ دکن جلد ۲ ص ۱۲۰۔

(۵) لاوارث معاش مشروط الخدمت پر تقرر متصدی برائے خدمت کا انتظام کرنا چاہیے۔ دکن جلد ۲۵ ص ۲۴

(م)

(۱) منظوری یا نامنظوری پیلگی کا اختیار محکمہ جات تحت کو نہیں ہے۔ دکن جلد ۲۷ ص ۳۲۔

(۲) محکمہ تحت میں جو شخص فریق نہ ہو اس کے مقابلہ میں مرافعہ نہیں ہو سکتا۔ دکن جلد ۲۶ ص ۸۲۔

(۳) معاش مشروطی بلا سندی بھی بحال کی جاسکتی ہے۔ دکن جلد ۲۳ ص ۱۰۶۔

(۴) منتقلی بحبات و طمندار جائز ہے۔ دکن جلد ۱۰ ص ۹۵۔

(۵) معاش بھگوٹہ ریحال کی جائے تو تبنیت کی منظوری نہیں دیجاسکتی۔ دکن جلد ۱۹ ص ۱۰۔

(۶) معاش متعلقہ خدمات مذہبی کی بحالی آثار پر جائز نہیں ہے۔ دکن جلد ۱۹ ص ۱۰۔

(۷) مقدمات قابل سماعت کیٹی عطیات۔ دکن جلد ۲۵ ص ۱۔

(۸) مورث کی دست برداری کی وجہ سے ورثار کے حقوق عطیات میں زائل نہیں ہوتے۔ دکن جلد ۱۲ ص ۱۰۔

(ن)

(۱) نواسہ کے مقابلہ میں سپند ظلی کا حق مرجح ہے۔ دکن جلد ۲۰ ص ۱۲۔

(۲) نزاع آمد و رفت جانوران قابل سماعت سررشتہ مال نہیں ہے۔ دکن جلد ۱۸ ص ۲۰۔

(۳) نواسہ اولاد صلبی میں داخل نہیں ہے۔ دکن جلد ۱۰ ص ۵۵۔

(۴) نزاعات مابین مقطعہ و انعامدار کا تصفیہ خواہ وہ کسی نوعیت کے ہوں عدالت سے ہونا لازم ہے۔ دکن جلد ۲۲ ص ۱۱۸۔

(۵) نگرانی کا مرافعہ نہیں ہو سکتا ہے۔ دکن جلد ۱۱ ص ۷۴۔

(و)

(۱) وراثت میں کلانیت امر امتیازی ہے دکن جلد ۲۷ ص ۲۸۔

(۲) ورگ مبادلہ کیلئے بیعنامہ کی ضرورت ہے۔ دکن جلد ۲۷ ص ۱۷۔

(۳) وراثت کے تحت میں انہیں حصہ داروں کے نام درج ہو سکتے ہیں جن کی حصہ داری منظورۂ سرکار ہو۔ دکن جلد ۱۸ ص ۱۱۶۔

(۴) وراثت میں حصہ داری کا تصفیہ نہیں ہو سکتا۔ دکن جلد ۲۲ ص ۸۰ و جلد ۲۰ ص ۱۴۳۔

(۵) وراثت معاشدار کے تین سال کے بعد کارروائی وراثت ممنوع ہے۔ دکن جلد ۲۵ ص ۱۸۔

(۶) ورثار کے حقوق بوجہ دست برداری مورث بحیات میں زائل نہیں ہوتے۔ دکن جلد ۲۴ ص ۱۰۔

(۷) ورثار عصبہ قطعاً محروم نہیں کئے جا سکتے۔ آئین جلد ۲۴ ص ۱۸۱۔ و دکن جلد ۱۷ ص ۱۸۱۔

(ھ)

(۱) ہبہ نامہ کی تحقیقات کا اختیار محکمۂ مال کو نہیں ہے دکن جلد ۲۶ ص ۴۷۔

(۲) ہبہ کے ساتھ علیحدہ علیحدہ تحقیقات وراثت کی ضرورت نہیں ہے۔ دکن جلد ۲۰ ص ۱۲۔

(۳) ہدایات عدالت دیوانی کی بنا پر ڈگری حاصل نہ کی جائے تو کوئی دادرسی نہیں دیجاسکتی۔ دکن جلد ۲۱ ص ۲۰۔

(۴) ہراج باضابطہ نہ ہو تو اس کی ذمہ داری ہراج گیرندہ پر نہیں ہے۔ آئین جلد ۴۳ ص ۷۴ و دکن جلد ۱۷ ص ۱۰۳۔

(۵) ہراج اوطان ممنوع ہے۔ دکن جلد ۱۰ ص ۹۸۔

(ی)

(۱) یومیہ مشروطہ میں بھی بیوہ و دختران کا حصہ شرعی رکھا گیا ہے۔ آئین جلد ۴۳ ص ۱۴۶۔ و دکن جلد ۱۷ ص ۱۴۶۔

(۱) یکطرفہ تجویز ایسے اہم امور میں جبکہ اہالیان ملک کے دائمی حقوق متاثر ہوتے ہوں نہ ہونی چاہیئے دکن جلد ۱۹ احش

انتخاب قانون رسوم عدالت

دفعہ ۴۔ مقدمات مصرحۂ ذیل میں حسب تفصیل ذیل رسوم واجب الادا ہوگی۔

(۱) مقدمات زرنقد مہر جہ یا معاوضہ یا بقایائے نان ونفقہ یا زرسالانہ یا ایسی رقوم کی بابتہ جو بہ اوقات معینہ واجب الادا ہوں بموجب تعداد زرمتدعویہ۔

(۲) مقدمات نان ونفقہ یا دیگر رقوم جو اوقات معینہ پر واجب الادا ہوں مالیت دعویٰ پر مالیت بلحاظ ہر چند زرسالانہ نان ونفقہ کے محسوب ہوگی۔

(۳) مقدمات جائداد منقولہ جس کی مالیت کا تعین ہوسکتا ہو بموجب نرخ بازار کے جو بتاریخ ارجاع نالش ہو مالیت مدعا بہا پر۔

(۴) مقدمات ذیل میں اس مالیت پر جو عرضی دعویٰ یا عرضی مرافعہ میں دادرسی کی قرار دی گئی ہو۔

(الف) جائداد منقولہ جس کا تعین نرخ بازار سے نہ ہوسکتا ہو مثلاً دستاویز متعلق حقیت۔

(ب) نفاذ حق حصہ جائداد خاندان مشترکہ۔

(ج) حصول ڈگری استقرار حق جس میں دادرسی متعلقہ کی استدعا کی جائے۔

(د) حصول حکم امتناعی۔

(ھ) حق منفعت اراضی

(و) حساب فہمی ایسے تمام مقدمات میں مدعی یا مرافع اپنی دادرسی کی مالیت کا تعین کرے گا۔

(۵) مقدمات قبضۂ اراضی ومکان وباغ وجائداد متنازعہ کی مالیت کے لحاظ سے اور مالیت حسب طریقہ ذیل مشخص ہوگی۔

(الف) اراضی جس پر مالگزاری مقرر ہو دہ گونہ سالانہ مالگزاری۔

(ب) اراضی انعام یا مقطعہ یا جاگیر ہو سال ماقبل دعویٰ کے منافعہ خالص کا ۱۵۔ گونہ۔ اگر سال ماقبل میں منافعہ نہ ہوا ہو تو بلحاظ اس مالیت کے جو قرب وجوار کی اراضی کی عدالت معین کرے۔

(ج) اراضی پر کچھ مالگزاری نہ ہو تو قیمت بازار کے لحاظ سے

(۶) مقدمات حق شفعہ میں جائداد مشفوعہ کی مالیت کے لحاظ سے حسب ضمن ۵۔

(۷) مقدمات ذیل میں زر اصل کے لحاظ سے۔

(الف) رہن جو مرتہن کے مقابلہ میں بازیافت جائداد مرہونہ کے لئے ہوں۔

(ب) رہن جو مرتہن کی جانب سے بیعبات کے لئے رجوع ہوں یا۔

(ج) رہن بالوفا بیع قطعی قرار دئے جانے کیلئے۔

(۸) مقدمات تعمیل مختص

(الف) بابتہ تکمیل معاہدہ بیع زرثمن کے لحاظ سے۔

(ب) بابتہ تکمیل معاہدہ رہن زر رہن کے لحاظ سے۔
(ج) بابتہ تکمیل معاہدہ پٹہ اس رقم کے لحاظ سے جو بطور نذرانہ یا پیشکش اور پہلے سال کے لگان یا کرایہ کی بابتہ قرار دی گئی ہو۔
(د) بابتہ تکمیل تصفیہ ثالثی یا کرار و تنازعہ کی مالیت پر۔
(۹) مقدمات ذیل میں سال اقبل کے لگان یا پٹہ یا کرایہ کے لحاظ سے۔
(الف) آسامی سے قبولیت دلانے کے لئے۔
(ب) کرایہ یا پن اضافہ یا تخفیف کے متعلق۔
(ج) زمیندار سے پٹہ دلانے کے متعلق۔
(د) بابتہ بازیافت جائداد غیر منقولہ آسامی یا کرایہ دار سے۔
(۸) بابتہ دخلیابی اس جائداد غیر منقولہ کے جس سے آسامی بطور ناجائز بیدخل کیا گیا ہو۔ (آسامی میں شکمیدار بھی داخل ہے۔)

رسوم ملحاظ مالیت ضمیمہ نمبر (۱)

ضمیمہ نمبر ۱۔ مد ۱۔ عرضی دعوی یا جواب دعوی مجرا دہی یا دعوی متقابل یا عرضی مرافعہ جس کے تحت کوئی حکم نہ ہو
الف ۔۔ تک ہر پانسو روپیہ یا اس کے جزو کے لئے ...
.... ۵ جب کہ مالیت الف ۔۔ سے
زائد اور پانچہزار سے زائد نہ ہو تو الف ۔۔ سے زائد
پر ہر سو یا اس کے جزو کے لئے .... ۵ جب کہ
پانچہزار سے زائد اور دس ہزار سے زائد نہ ہو تو پانچہزار
سے زائد پر ہر ڈھائی سو یا اس کے جزو کے لئے ....
عـــہ جب کہ دس ہزار سے زائد اور بیس ہزار سے زائد
نہ ہو تو دس ہزار سے زائد پر ہر پانسو یا اس کے جزو
کے لئے ..... جب کہ بیس ہزار سے زائد اور تیس ہزار
سے زائد نہ ہو تو بیس ہزار سے زائد پر ہر ہزار یا اس کے
جزو کے لئے .... عـــہ جب کہ تیس ہزار سے زائد
اور پچاس ہزار سے زائد نہ ہو تو تیس ہزار سے زائد پر
ہر دو ہزار یا اس کے جزو کے لئے ..... عـــہ جب کہ
پچاس ہزار سے زائد ہو تو پچاس ہزار سے زائد پر ہر
پانچہزار یا اس کے جزو کے لئے عـــہ۔ مگر کسی صورت
میں لکھ ۔۔ سے زائد رسوم واجب الادا نہ ہوگی۔

ضمیمہ نمبر ۱۔ مد ۲۔ عرضی دعوی بغرض تقسیم جائداد غیر منقولہ حسب دفعہ قانون وادرسی خاص کے لئے نصف رسوم عرضی دعوی ملحاظ ضمیمہ اول۔

ضمیمہ نمبر ۱۔ مد ۳۔ تجویز ثانی جو میعاد معینہ کے اندر پیش ہو تو جس مالیت کی بابتہ تجویز ثانی کی جائے اس کے عرضی دعوی یا عرضی مرافعہ کا نصف۔

ضمیمہ نمبر ۱۔ مد ۴۔ تجویز ثانی جو میعاد معینہ کے بعد پیش ہو تو جس مالیت کی بابتہ تجویز ثانی کی جائے اس کے عرضی دعوی یا عرضی مرافعہ کے لئے جو رسوم مقرر ہے۔

ضمیمہ نمبر ۱۔ مد ۹۔ صداقتنامہ نفاذ وصیت کے لئے جب مقدار مالیت جائداد یا تمسکات اس جائداد کے جس پر متوفی بحیثیت امین قابض ہو ایکہزار سے زائد اور دس ہزار سے زائد نہ ہو تو ہر سو یا اس کے جزو کے لئے
.... عہ دس ہزار سے زائد اور
ـــہ ۔۔ سے زائد نہ ہو تو ہر سو یا اس کے جزو کے لئے
.... عہ پچاس ہزار سے زائد
ہو تو ہر سو یا اس کے جزو کے لئے .... ـــہ۔

ضمیمہ نمبر ۱۔ مد ۱۔ صداقتنامہ وراثت مقدار مالیت قرضہ یا کفالت کی بابت ہر سو یا اس کے جزو کے لئے ...
عــہ

ضمیمہ نمبر ۲۔ مد ۴۔ عرضی مرافعہ جو کسی ایسے حکم کی ناراضی سے نہ ہو جو بمنزلہ ڈگری ہو حسب رسوم درخواست اس

محکمہ یا عدالت کے جس میں عرضی پیش کی جائے۔

ضمیمہ نمبر ۲ - مد ۵ - عذرداری نسبت عطائے صداقت نامہ نفاذ وصیت .... عہ ر

ضمیمہ نمبر ۲ - مد ۶ - عرضی دعویٰ یا عرضی مرافعہ در باب تبدیل یا تنسیخ کسی سرسری فیصلہ یا حکم کسی عدالت دیوانی یا محکمہ مال کے۔

ضمیمہ نمبر ۲ - مد ۷ - عرضی دعویٰ یا عرضی مرافعہ بابتہ استقرار حق جب وادرسی مستلزمہ کی استدعا نہ ہو۔

ضمیمہ نمبر ۲ - مد ۸ - عرضی دعویٰ یا عرضی مرافعہ بغرض تنسیخ تبنیت۔

ضمیمہ نمبر ۲ مد ۹ - عرضی دعویٰ یا عرضی مرافعہ بغرض واگذاشت قرقی

ضمیمہ نمبر ۲ مد ۱۰ - عرضی دعویٰ یا عرضی مرافعہ بغرض نفاذ اقرار نامہ سپردگی ثالثی۔

ضمیمہ نمبر ۲ - مد ۱۱ - عرضی دعویٰ یا عرضی مرافعہ بغرض تنسیخ فیصلہ ثالثی۔

ضمیمہ نمبر ۲ - مد ۱۲ - عرضی دعویٰ یا عرضی مرافعہ بغرض تنسیخ ہبہ نامہ وصیت نامہ یا دیگر دستاویزات۔

ضمیمہ نمبر ۲ - مد ۱۳ - ہر ایسے مقدمہ میں جس میں تعین مالیت نہ ہو سکتا ہو اور جس کیلئے کوئی حکم نہ ہو۔

عدالت منصفی عـــہ ر عدالت ضلع عـــہ ر صدر عدالت للعہ ر۔

تختہ رسوم متعلقہ مد ۱ ضمیمہ نمبر ۱ قانون رسوم عدالت (۲) ذیشان سنہ ۱۳۳۵

اگر تعداد مالیت سے مندرجہ ذیل سے زیادہ ہو	مگر مندرجہ ذیل سے زیادہ نہ ہو	رسوم واجب الادا	اگر تعداد مالیت سے مندرجہ ذیل سے زیادہ ہو	مگر مندرجہ ذیل سے زیادہ نہ ہو	رسوم واجب الادا	اگر تعداد مالیت سے مندرجہ ذیل سے زیادہ ہو	مگر مندرجہ ذیل سے زیادہ نہ ہو	رسوم واجب الادا
۔	صہ	۵ر	صہ	دصہ	۸ے	مار	مار صدر	۶ے
صہ	ـــہ	۱۰ر	دصہ	ـــہ	۱۲ے	مار صدر	مار ـــہ	۹ر ے
ـــہ	ریـہ	۱۵ر	ـــہ	دیـہ	للہ ۱ر	ماعـہ	مار دیـہ	۱۲ر ے
ریـہ	عـہ	عـہ ۲ر	دیـہ	ـحـہ	للہ ۱ر	مار دیـہ	ماعـہ	للہ ۲ر
عـہ	ریـہ	عـہ ۸ر	عـہ	ریحـہ	للہ ۶ر	ماعـہ	مار عیـہ	للہ ۸ر
ریـہ	ـــہ	عـہ ۱۴ر	ریحـہ	لـہ	صہ	مار عیـہ	مار ـــہ	للہ ۱۴ر
ـــہ	ریـہ	عـاں ۳ر	ـہ	ریـہ	صہ	ماـــہ	مار دیـہ	ملے ۲ر
ریـہ	ـحـہ	عـاں ۸ر	ریـہ	ـحـہ	صہ ۲ر	مار دیـہ	ماللہ	ملے ۸ر
للہ	ریـہ	عـاں ۱۳ر	ـحـہ	ریـہ	صہ ۸ر	ماللہ	مار للہ	ملے ۱۴ر
ریـہ	ـہ	۲ر	ریـہ	مار	۱۵ر ۴ر ے	مار للہ	ماـــہ	للہ ۶ر

ماصہ	ماصہ	لحہ	سماء	سماصہ	لیسہ	الالاصہ	الالاصہ	مدیسہ
مارصہ	ماسہ	عہ ۱۱	سماصہ	سماسہ	لیسہ ۱	الالاسہ	الالاسہ	مدیسہ
ماسہ	مارسہ	عہ	سماسہ	سماریسہ	لیسہ ۶	الالاسہ	الالاریسہ	لیسہ ۱۲
مارسہ	ماحہ	عہ ۵	سماریہ	سماسہ	عسہ ۱۱	الالاریسہ	الالاحہ	لیسہ ۱
ماحہ	مارحہ	عہ ۱۰	سماسہ	سماریسہ	عہ	الالاحہ	الالاحہ	لیسہ ۶
مارحہ	مالہ	لہ ۱۵	سماریسہ	سماسہ	عہ ۵	الالاریحہ	الالالہ	سہ ۱۱
مالہ	مارلہ	لہ ۴	سماسہ	سمارسہ	عہ ۱۰	الالالہ	الالاریسہ	سہ
مارلہ	مالحہ	لہ ۹	سمارسہ	سمالحہ	لیسہ ۱۵	الالاریلہ	الالالحہ	سہ ۵
مالحہ	مارلحہ	یہ ۱۴	سمالحہ	سمارلحہ	لیسہ ۴	الالالحہ	الالارلحہ	سہ ۱۰
مارلحہ	مار	یسہ ۳	سمارلحہ	سماصہ	لیسہ ۹	الالارلحہ	صماء	لیسہ ۱۵
مار	مارصہ	یسہ ۸	سماصہ	سمارصہ	یسہ ۱۴	صماء	صماصہ	لیسہ ۴
مارصہ	مارعہ	یسہ ۱۳	سمارصہ	سماسہ	یسہ ۳	صماصہ	صماریسہ	لیسہ ۹
مارسہ	مارعہ	یسہ ۲	سماسہ	سمارسہ	یسہ ۸	صماسہ	صماریحہ	یسہ ۱۴
ماریسہ	مارسہ	یسہ ۷	سمارسہ	سماحہ	یسہ ۱۳	صمارسہ	صماسہ	یسہ ۳
مارعہ	مارعہ	لیسہ ۱۲	سماحہ	سمارحہ	یسہ ۲	صماسہ	صماریسہ	یسہ ۸
ماریسہ	مارسہ	لیسہ ۱	سمارحہ	سمالہ	یسہ ۷	صماریسہ	صماسہ	یسہ ۱۳
مارسہ	مارسہ	لیسہ ۶	سمالہ	سمارلہ	لیسہ ۱۲	صماسہ	صمارسہ	یسہ ۲
ماریسہ	مالحہ	لیسہ ۱۱	سمارلہ	سمالحہ	لیسہ ۱	صماریسہ	صمالحہ	یسہ ۷
مالحہ	مارلحہ	یسہ	سمالحہ	سمارلحہ	لیسہ ۶	صمالحہ	صمارلحہ	یسہ ۱۲
مارلحہ	مارصہ	یسہ ۵	سمارلحہ	الالا	یسہ ۱۱	صمارلحہ	صماصہ	یسہ ۱
ماصہ	مارصہ	یسہ ۱۰	الالا	الالاصہ	یسہ	صماصہ	صمارصہ	لیسہ ۶
مارصہ	ماسہ	یسہ ۱۵	الالاصہ	الالاصہ	یسہ ۵	صمارصہ	صماسہ	یسہ ۱۱
ماسہ	مارسہ	یسہ ۴	الالاسہ	الالاریسہ	یسہ ۱۰	صماسہ	صمارسہ	یسہ
مارسہ	ماحہ	یسہ ۹	الالاریسہ	الالاسہ	یسہ ۱۵	صمارسہ	صماحہ	یسہ ۵
ماحہ	مارحہ	یسہ ۱۴	الالاسہ	الالاریسہ	یسہ ۴	صماحہ	صمارحہ	یسہ ۱۰
مارحہ	مالہ	میسہ ۳	الالاریسہ	الالاسہ	یسہ ۹	صمارحہ	صمالہ	یسہ ۱۵
مالہ	مارلہ	میسہ ۸	الالاسہ	الالاریسہ	میسہ ۱۴	صمالہ	صمارلہ	یسہ ۴
مارلہ	مالحہ	میسہ ۱۳	الالاریسہ	الالالحہ	میسہ ۳	صمارلہ	صمالحہ	یسہ ۹
مالحہ	مارلحہ	میسہ ۲	الالالحہ	الالارلحہ	میسہ ۸	صمالحہ	صمارلحہ	میسہ ۱۴
مارلحہ	سماء	میسہ ۷ ۱۲	الالارلحہ	الالاصہ	میسہ ۱۳ ۲	صمارلحہ	سماء	موسہ ۳ ۸

[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]
[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]
[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]
[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]
[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]
[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]
[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]
[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]
[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]
[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]
[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]
[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]
[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]
[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]
[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]
[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]
[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]
[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]
[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]
[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]
[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]
[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]
[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]
[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]
[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]
[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]
[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]
[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]
[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]
[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]

[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]

انتخاب قانون اسٹامپ سرکار عالی نشان ۱۳۴۳ف

(۱) وہ دستاویزات جو تمسک مد ۱۰ - کی تعریف میں داخل ہیں حسب تفصیل ذیل اسٹامپ لگایا جائیگا اور اس کا دو چندان دستاویزات پر جو بیعنامہ مد ۱۶ میں داخل ہیں۔

عہ روپیہ تک ۲ر

صہ " " ۴ر

مار " " ۸ر

ہر سو یا اس کے جزو کے لئے ایک ہزار تک ۸ر

ایک ہزار سے زائد ہر پانسو یا اس کے جزو کیلئے ۱۲

(۲) دستاویزات جن پر اسٹامپ تمسک مد ۱۰ - کے بموجب لیا جائیگا۔

(۱) اقرار نامہ اہتمام ترکہ مد ۲ - الف

(۲) فیصلہ ثالثی مد ۸ - الف

(۳) بل آف اکسچینج یعنی ہنڈوی یا پرامیسری نوٹ مد ۹ - ج -

(۴) ڈوبنچر .... مد ۱۹ - الف

(۵) دستاویزات کفالت مزید مد ۲۳ ب ضمن ۲

(۶) اجارہ مد ۲۵ - الف ضمن ۱ و ۲

(۷) رہن نامہ مد ۲۹ - ب -

(۸) دستاویز بٹوارہ یا تقسیم نامہ ۳۲ -

(۹) دستاویز دست برداری مد ۴۰ - الف -

(۱۰) ضمانت نامہ یا رہن نامہ جو بغرض تکمیل حسن خدمت یا حساب دینے کے لئے ہو مد ۱۴ - الف -

(۱۱) تملیک نامہ مد ۴۲ - الف و ب -

(۱۲) دستاویز انتقال مد ۴۴ - بلحاظ بدل ۱ بابت مد ۴۶ - الف و ب -

(۳) دستاویزات جن پر اسٹامپ بیعنامہ مد ۱۶ کے بموجب لیا جائے گا۔

(۱) سند نیلامی جو کسی عدالت دیوانی یا محکمہ مال کے حکم سے کسی جائداد نیلام شدہ کی بابتہ دیجائے مد ۱۲ - ج -

(۲) ڈبنچر مد ۱۹ - ب -

(۳) دستاویز تبادلہ جائداد ۲۱ -

(۴) دستاویزات کفالت مزید مد ۲۳ - الف و ب ضمن ۱ -

(۵) ہبہ جو تملیک یا وصیت یا انتقالی نہ ہو مد ۲۳

(۶) اجارہ مد ۲۵ - الف ضمن ۳ و ۴ و ۵ و ب و ج

(۷) رہن نامہ مد ۲۹ - الف

(۸) مختار نامہ مد ۳۶ - ھ -

(۹) دستاویز واپسی جائداد مرہونہ مد ۳۹ - الف

(۱۰) دستاویز انتقال مد ۴۴ - ب -

(۱۱) دستاویز انتقال اجارہ مد ۴۵ -

۴ - دستاویز انتقال حصص مد ۴۴ - نصف رسوم بیعنامہ مد ۱۹ - بلحاظ اس بدل کے جو حصص کی مالیت کے مساوی ہو۔

(۵) دستاویزات جن پر اسٹامپ ار واجب الادا ہے۔

(۱) اقرار بحث قرضہ مد ۱ -

(۲) اقرار نامہ یا دداشت اقرار نامہ مد ۵ - الف۔

(۳) بل آف اکسچنج مد ۹ - الف۔

(۴) صداقت نامہ یا اور دستاویز جس سے کسی کمپنی یا جماعت سند یافتہ کے حصص یا اسٹاک کے متعلق کسی شخص یا قابض کی حیثیت ملکیت ظاہر ہوتی ہو مد ۱۳۔

(۵) چک مد ۱۴ -

(۶) چٹھی سفارشی مد ۲۷ -

۶ - دستاویزات جن پر رسوم ۸ر واجب الادا ہے

(۱) اقرار نامہ یا دداشت اقرار نامہ مد ۵ - ب

(۲) نقل یا اقتباس کسی کاغذ کا مد ۱۷ ضمن ۱ -

(۳) پالیسی آف انشورنس یعنی دستاویز بیمہ مد ۲۵ الف۔

(۴) مختار نامہ مد ۳۶ - الف۔

(۵) دستاویزات جن پر رسوم عہ روپیہ واجب الادا ہے۔

(۱) حلف نامہ مد ۴ -

(۲) نقل اقتباس کسی کاغذ کا مد ۱۷ ضمن ۲ -

(۳) مثنی یا پرت ثانی کسی دستاویز کا مد ۱۸ - ب

(۴) طلاق نامہ یا دستاویز فسخ نکاح مد ۲۰ -

(۵) نوٹری پبلک کا کام مد ۳۰ -

(۶) مختار نامہ مد ۳۶ - ب

۸ - دستاویزات جن پر اسٹامپ ۱۲ر واجب الادا ہے۔

(۱) دستاویز شراکت مد ۴۳ - الف

۹ - دستاویزات جن پر اسٹامپ ۵ روپیہ واجب الادا ہے۔

(۱) اقرار نامہ اہتمام ترکہ مد ۲ - ب

(۲) فیصلہ ثالثی مد ۸ - ب۔

(۳) دستاویز انفساخ شراکت مد ۴۴ -

(۴) مختار نامہ مد ۳۶ - ج

(۵) دستاویز دست برداری مد ۴۴ - ب۔

(۶) ضمانت نامہ مد ۱۲ - ب۔

(۷) دستاویز واپسی اجارہ مد ۴۳ - ب -

(۸) دستاویز انتقال مد ۴۴ - ج ضمن ۲ -

۱۰ - دستاویزات جن پر اسٹامپ عـ۵ روپیہ واجب الادا ہے۔

(۱) تبنیت نامہ مد ۳ -

(۲) دستاویز صلح نامہ منجانب کسی ویلڈ الیہ کے مد ۱۵ -

(۳) دستاویز شراکت مد ۴۳ - ب -

(۴) مختار نامہ مد ۳۶ - د -

(۵) دستاویز واپسی جائداد مرہونہ مد ۳۹ - ب

(۶) امانت مد ۴۶ - ب انتہائی اسٹامپ۔

۱۱ - دستاویزات جن پر اسٹامپ عـہ روپیہ واجب الادا ہے۔

(۱) شرائط شراکت کمپنی مد ۷ -

(۲) یادداشت شراکت کمپنی مد ۲۸ -

(۳) امانت مد ۱۱ - الف انتہائی اسٹامپ۔

۱۲ - دستاویزات جن پر اسٹامپ ســ روپیہ واجب الادا ہے۔

(۱) یادداشت شراکت کمپنی۔

حلف نامہ

دیکھو قانون وکلاء نشان (۲) ۱۳۱۸ف دفعہ ۱۲ ضمن ۴ - مندرجہ آئین جلد ۷ ص ۸۵

میں حلفاً اقرار کرتا ہوں کہ بجز وکالت کے کوئی اور پیشہ یا ملازمت نہیں کرتا ہوں جو باعث اہانت پیشہ یا مخل وکالت ہو۔

العبد..........

نمونہ درخواست نقل

(۱) نام و مقام عدالت بصراحت اس امر کے کہ عدالت ابتدائی ہے یا مرافعہ۔
(۲) نشان مقدمہ بقید سنہ و نوعیت و صیغہ متعلقہ
(۳) نوعیت اور پورا پتہ اس کاغذ کا جس کی نقل مطلوب ہے۔
(۴) نام فریقین۔
(۵) دستخط سائل بقید تاریخ۔

نمونہ درخواست معاینہ مثل

(۱) نام عدالت۔
(۲) نمبر مقدمہ مع سنہ و صیغہ
(۳) نام فریقین۔
(۴) صراحت دعوی۔
(۵) استدعا و وجوہ معاینہ
(۶) دستخط سائل
(۷) تاریخ درخواست۔

نمونہ استغاثہ فوجداری

۱ - نام عدالت۔
(۲) نام مستغیث مع ولدیت و قومیت و پیشہ و سکونت وغیرہ۔
(۳) نام ملزم مع ولدیت و قومیت و پیشہ و سکونت وغیرہ۔
(۴) نام جرم بحوالہ قانون
(۵) تاریخ وقوع جرم۔
(۶) مقام وقوع جرم
(۷) نام گواہان مستغیث یا وجہ نام نہ لکھنے کی۔
(۸) نام تھانہ جس کے حدود میں جرم واقع ہوا
(۹) مختصر بیان واقعات
(۱۰) دستخط مستغیث بقید تاریخ۔

درخواست تعمیل حسب دفعہ ۲۶۹ ضابطہ دیوانی نشان ۲ سنہ ۱۳۲۳ف

۱	نشان مقدمہ	
۲	اسمائے فریقین	
۳	تاریخ ڈگری	
۴	کیفیت مرافعہ ہوا یا نہیں	
۵	باہمی کوئی تصفیہ ہوا یا نہیں اور ہوا تو کیا ہوا۔	
۶	قبل درخواست تعمیل کس تاریخ دی گئی اور کس نوعیت کیا نتیجہ ہوا	
۷	نقد اور رقم مع سود	
۸	مصارف خرچہ	
۹	نام جس کے مقابلہ میں استدعا اجرا ہو۔	
۱۰	استدعا	

نمونہ صداقت نامہ بابتہ محنتانہ وکلا

حسب گشتی عدالت العالیہ نشان ۳۰ - بابتہ ۱۳۴۳ ف

عدالت

نمبر مقدمہ ( ) بابتہ ۱۳ ف

مدعی

مدعی علیہ

میں ( ) تصدیق کرتا ہوں کہ مقدمہ مندرجہ بالا میں ( ) مندرجہ ذیل نے مجھ کو بتاریخ ( ) ۱۳ ف مبلغ ( ) بابتہ محنتانہ مقدمہ مذکورہ بالا ادا کئے ہیں اور یہ رقم کلیتہً مجھ ہی کو دی گئی ہے اور رقم مذکورہ کا کوئی جزو میری جانب سے یا خود میں نے کسی شخص کو نہ دیا ہے اور نہ واپس کیا ہے اور نہ دینے کے متعلق کسی رضامندی کا اظہار کیا ہے۔

نوعیت مقدمہ	
مقدار محنتانہ	
تاریخ ادائی	
کس نے ادا کیا	
پتہ اس کا جس نے ادا کیا	
مرقوم ۱۳ ف	

سلسلہ مضمون (۴۹)

(۳) منی آرڈروں کی عدم ادائیگی یا غلط ادائیگی کی شکایتیں تاریخ روانگی منی آرڈر سے ... مہینہ کے اندر بھیجی جانی چاہیئے۔ ورنہ ان کی سماعت نہیں ہوگی۔ مگر ایسے ... شکایت ... سے ۶ ماہ کے اندر چلی جانی چاہیئے اور غیر ملکی اشیاء کے متعلق ... مذکور کی روانگی سے ... اور اگر شکایت مذکور میں کسی شے کی گمشدگی یا نقصان کا مطالبہ بھی شامل ہو تو روانگی شے مذکور ... اندر بصورت گمشدگی اور تاریخ تقسیم شے مذکور سے ایک ماہ کے اندر بصورت نہ ملنے یا خراب ہو جانے کسی شے مرسلہ کے۔

تار منی آرڈروں کے محصول تار کی بابت کوئی مطالبہ جو روانگی منی آرڈر مذکور سے دو مہینے کے بعد پیش کیا جائیگا قابل سماعت نہ ہوگا۔

(۴) ملکی تاروں کے متعلق ایسی شکایتیں جن میں واپسی محصول وغیرہ کا بھی مطالبہ ہو پوسٹ ماسٹر جنرل حلقہ متعلقہ کے نام جانی چاہئیں اس قسم کی شکایات اس وقت قابل سماعت ہوں گی جب وہ روانگی تار سے دو مہینے کے اندر اس افسر کے پاس پہنچ جائیں گی جس کے نام جانی چاہئیں اور غیر ملکی تاروں کی بابت شکایتی مطالبات تاریخ روانگی تار سے ۶ ماہ کے اندر بھیجی جانی چاہئیں۔ بجز اس صورت کے جس میں کسی غیر استعمال شدہ غیر ملکی جوابی تار کے محصول کی واپسی کا مطالبہ ہو۔ ایسے مطالبہ کی درخواست صحیح افسر متعلقہ کو تاریخ روانگی تار سے تین مہینہ کے اندر پہنچ جانی چاہیئے۔

ہندوستانی ڈاکخانوں کے مختلف حلقے اور ان کے بڑے افسروں کے پتے

صوبہ	افسر اور اس کا پورا پتہ	
(۱) پنجاب اور صوبہ سرحد	پوسٹ ماسٹر جنرل حلقہ پنجاب و صوبہ سرحد	لاہور
(۲) صوبہ بنگال اور آسام	" " " بنگال و آسام	کلکتہ
(۳) صوبہ بمبئی	" " " بمبئی	بمبئی
(۴) صوبہ جات متوسط	" " " صوبجات متوسط	ناگپور
(۵) مدراس	" " " مدراس	مدراس
(۶) صوبہ جات متحدہ آگرہ و اودھ	" " " صوبہ جات متحدہ	لکھنؤ
(۷) سندھ و بلوچستان	ڈائرکٹر ڈاکخانہ و تارگھر حلقہ سندھ و بلوچستان	کراچی
(۸) بہار و اڑیسہ	پوسٹ ماسٹر جنرل حلقہ بہار و اڑیسہ	پٹنہ

ڈاک کی تقسیم یا مکتوب الیہ کی حوالگی

"حوالگی" کی تعریف

شے موصولہ بذریعہ ڈاک اگر مکتوب الیہ کے مکان پر یا دفتر میں خود مکتوب الیہ کو یا اس کے کسی ملازم یا گماشتہ کو یا کسی اور شخص کو جو مکتوب الیہ کی ڈاک وصول کرنے کا مجاز خیال کیا جاتا ہے۔ اگر اسی طریقہ پر حوالہ کر دی جائے جس طریقہ پر عام طور سے مکتوب الیہ کو ڈاک حوالہ کی جاتی ہے تو ایکٹ ڈاک خانجات کی رو سے اس کو "حوالگی ڈاک" سے تعبیر کیا جا سکتا ہے (دفعہ ۱۹ پوسٹل گائڈ)

بیمے، وی پی اور چنگی کی چیزوں کی حوالگی

دو سو پچاس روپے سے زائد کے بیمے اور پچیس روپے سے زائد کے وی پی چیزیں بھی جن پر پچاس روپیے سے زیادہ محصول چنگی واجب الادا ہوتا ہے، عموماً ڈاکخانہ ہی میں حوالہ کی جاتی ہیں (دفعہ ۲۰ پوسٹل گائڈ)

ڈاکیوں کے فرائض

ڈاکیوں کو حکم ہے کہ وہ کوئی ایسی چیز جس پر کوئی رقم واجب الادا ہو، بغیر کل رقم وصول کئے ہوئے مکتوب الیہ کو نہ دیں۔ ایسے ہی ان کو یہ بھی حکم ہے کہ جن چیزوں کی مکتوب الیہ سے رسید لینی ہے وہ بغیر رسید پر دستخط کراتے ہوئے مکتوب الیہ کے حوالہ نہ کریں (دفعہ ۲۱۔ پوسٹل گائڈ)

لینے سے انکار

مرسل الیہ اگر کسی چیز کو بغیر کھولے ہوئے فوراً ڈاکیہ کو واپس کر دے گا تو وہ شے مذکور کی بابت کسی واجب الادا رقم کی ادائگی کا ذمہ دار نہ ہوگا لیکن ایسی صورت میں اس کو شئے مذکور کے لفافہ پر لکھنا پڑے گا کہ "لینے سے انکار ہے" (دفعہ ۲۲۔ پوسٹل گائڈ)

چیزوں کا وصول کر لینا

اگر کوئی شخص کوئی ایسی چیز جس پر ڈاک خانہ کا کوئی مطالبہ واجب ہے، ڈاکیہ سے وصول کریگا تو اس پر رقم واجب کا ادا کرنا لازم ہو جائے گا۔ اگر واجب الادا مطالبہ سے زائد اس سے کچھ وصول کر لیا گیا ہو تو وہ بعد میں اس کی شکایت تقسیم کرنے والے ڈاک خانہ کے پوسٹ ماسٹر سے کر سکتا ہے (دفعہ ۲۳۔ پوسٹل گائڈ)

ڈاک خانہ اپنا مطالبہ کن طریقوں سے وصول کر سکتا ہے

اگر کوئی شخص جس کے ذمہ ڈاک خانہ کا کوئی مطالبہ واجب ہے مطالبہ مذکور کی ادائگی سے انکار کریگا تو اس سے مطالبہ مذکور اسی طریقہ سے وصول کیا جائے گا جس طریقہ سے ایکٹ ڈاک خانہ جات کے ماتحت جرمانہ وصول کیا جاتا ہے ڈاک خانہ کو یہ بھی اختیار ہے کہ جب تک مطالبہ واجب وصول نہ ہو وہ شخص مذکور کی ڈاک کو روک لے (دفعہ ۲۴۔ پوسٹل گائڈ)

ڈاکخانہ سے براہ راست ڈاک منگانے کے طریقے

ڈاک کی براہ راست تقسیم

(۱) کلکتہ، بمبئی، مدراس اور ان شہروں کے علاوہ جہاں پوسٹ بکس رکھنے کا طریقہ جاری ہے، اور سب مقامات میں کسی شخص کی طرف سے اس مضمون کی تحریری درخواست جانے پر کہ اس کی ڈاک ڈاکیوں کو نہ دی جائے بلکہ ڈاک خانہ میں محفوظ رکھی جائے تاکہ وہ خود آکر یا اپنا آدمی بھیج کر براہ راست ڈاک مذکور منگا لیا کرے۔ ڈاک خانہ بلا کسی معاوضہ کے شخص مذکور کی ہدایت پر عمل کریگا اور کاروباری اوقات کے اندر شخص مذکور کی ڈاک خود اس کو یا اس کے کسی فرستادہ کو دیدی جایا کریگی لیکن یہ ڈاک کسی تھیلے وغیرہ میں بند کرکے نہیں بلکہ کھلی ہوئی دی جائیگی۔

(۲) ڈاک خانہ سے براہ راست ڈاک منگوانے والے اگر اپنے خرچ سے ایسے تھیلے خریدلیں گے جن کی دو تالیاں ہوں ایک ڈاک خانہ میں رہے اور ایک ڈاک منگانے والے کے پاس، تو اہلکاران ڈاک خانہ ان تھیلوں میں تمام ڈاک جو پیشگی ادا شدہ ہو اور رجسٹری شدہ نہ ہو مقفل کرکے ڈاک منگانے والے کے فرستادہ کو دیدیا کریں گے۔ ڈاک روانہ کرنے کے لئے بھی انہی تھیلوں سے کام لیا جاسکتا ہے لیکن بند تھیلوں کے ذریعہ سے براہ راست ڈاک منگوانے اور ڈاک روانہ کرنے کا انتظام صرف اس صورت میں ہوسکتا ہے جب کہ اس مہینہ سے جس میں تھیلا لیا جائے آئندہ مارچ تک (دونوں مہینوں کو شامل کرکے) ایک روپیہ ماہوار کے حساب سے فیس پیشگی ادا کردی جائے مثلاً اگر اپریل میں تھیلا لیا جائے تو بارہ روپے اور دسمبر میں لیا جائے تو چار روپے فیس ادا کرنی ہوگی ۳۱ مارچ کے بعد یہ رقم پیشگی ادا کرنے پر پرمٹ کی تجدید کرائی جاسکتی ہے ان فیسوں کی کسی صورت میں واپسی نہیں ہوگی (دفعہ ۴۲ پوسٹل گائڈ)

مخصوص نمبر کے پوسٹ بکس اور تھیلے

(۱) کلکتہ، بمبئی، مدراس، دہلی اور ان تمام بڑے شہروں میں جہاں پوسٹ بکس کا طریقہ جاری ہے براہ راست ڈاک منگانے کے لئے پوسٹ بکس کرایہ پر لئے جاسکتے ہیں ان بکسوں میں تمام پیشگی ادا شدہ اور غیر رجسٹری شدہ خطوط پیکٹ وغیرہ جو پوسٹ بکس کے کرایہ دار کے نام وصول ہوتے ہیں، جمع ہوتے رہتے ہیں اور کرایہ دار خود ڈاک خانہ آکر یا اپنا آدمی بھیج کر ڈاک خانہ کے کاروباری اوقات کے اندر جس وقت اس کو آسانی ہو پوسٹ بکس میں سے اپنی ڈاک نکال سکتا ہے ہر پوسٹ بکس کا ایک مخصوص نمبر ہوتا ہے جس کو پوسٹ بکس کا کرایہ دار اپنے پتہ میں بھی استعمال کرسکتا ہے پوسٹ بکس کی ایک کنجی کرایہ دار کے پاس اور ایک ڈاک خانہ میں رہتی ہے پوسٹ بکس کا کرایہ سال بھر کے لئے پیشگی پندرہ روپے لیا جاتا ہے اور سال سے کم کے لئے پانچ روپے سہ ماہی کے حساب سے پوسٹ بکس کے قفل اور کنجیوں کی قیمت بھی کرایہ دار ہی سے وصول کی جاتی ہے لیکن پوسٹ بکس چھوڑنے پر اگر قفل اور کنجیاں اچھی حالت میں ڈاک خانہ کو واپس کردی جائیں تو ان کی قیمت واپس مل جاتی ہے۔

(۲) پوسٹ بکس کے بجائے یا پوسٹ بکس کے ساتھ مخصوص نمبر کا ایک پرائیویٹ تھیلا بھی ڈاک خانہ سے براہ راست ڈاک منگانے اور بھجوانے کے لئے استعمال کیا جاسکتا ہے۔ پوسٹ بکس کی طرح اس تھیلہ کا بھی خاص نمبر ہوتا ہے اور

ڈاک منگانے والے کو یہ تھیلہ مع ایک قفل اور دو کنجیوں کے خود خرید کرنا پڑتا ہے مخصوص نمبر کے اس تھیلہ کا کرایہ سال بھر کیلئے چوبیس روپے اور سال بھر سے کم کے لئے آٹھ روپیہ سہ ماہی کے حساب سے لیا جاتا ہے۔ (دفعہ ۰۰ ۔ ۔ پوسٹل گائڈ)

ایسے مقامات پر ڈاک کی تقسیم جہاں ڈاک کے روزانہ پہنچنے

(۱) جو شخص کسی ایسی جگہ رہتا ہو جہاں ڈاک کے روزانہ نہیں جاتے وہ اپنی اور اپنے عزیزوں کی تمام غیر رجسٹری شدہ ڈاک (اپنا آدمی روزانہ) باقاعدہ ڈاک خانہ بھیج کر منگا سکتا ہے۔ بشرطیکہ شخص مذکور کا فرستادہ بیرنگ اشیاء کا محصول ادا کر دے یا بیرنگ اشیاء کے محصول کی ادائگی کے لئے ایک مناسب رقم ڈاک خانہ میں پیشگی جمع کرا دی جائے اس صورت میں ڈاک خانہ شخص مذکور کا حساب کھول دیگا اور اس حساب کا تصفیہ معین وقفوں کے بعد باقاعدہ ہوا کرے گا۔

(۲) ڈاک منگانے والے کے فرستادہ کو رجسٹریاں بیمے اور منی آرڈر کی رقومات بھی دی جاسکتی ہیں بشرطیکہ ڈاک منگانے والا ایک تحریر اس مضمون کی اپنی دستخطی ڈاک خانہ کو بھیجدے۔

میں ڈاک خانہ ...... کے پوسٹ ماسٹر صاحب کو اجازت دیتا ہوں کہ وہ میرے فرستادہ مسمی ... کو تمام رجسٹریاں بیمے، پارسل اور منی آرڈروں کی رقومات حوالہ کر دیا کریں جو میرے یا میرے عزیزوں کے نام موصول ہوں اور فرستادہ مذکور سے رسید حاصل کر کے اس کو اشیاء اور رقومات مندرجہ بالا حوالہ کر دینے کی صورت میں ڈاکخانہ کو اشیاء ورقومات حوالہ کردہ کی نسبت تمام ذمہ داریوں سے بری الذمہ کرتا ہوں،

لیکن قیمت طلب (وی۔پی) اشیاء کسی شخص کے فرستادہ کو بغیر رقم واجب الادا پیشگی وصول ہوئے نہیں دی جائیں گی۔

(۳) اگر ڈاک منگانے والا اپنے فرستادہ کو اپنی طرف سے دستخط کرنے کی اجازت نہ دے تو رجسٹریوں اور بیموں کی رسید اور منی آرڈروں کی کوپنیں فرستادہ کو یہ اخذ رسید دیدی جائیں گی تاکہ وہ انھیں مکتوب الیہ کو پہنچادے اور جب رسیدوں اور کوپنوں وغیرہ کو مکتوب الیہ دستخط کر کے واپس کر دے گا تو اشیاء اور رقومات متعلقہ فرستادہ کے حوالہ کر دی جائیں گی۔

(۴) یہ ضروری نہیں ہے کہ پوسٹ ماسٹر کے نام جو اجازت نامہ بھیجا جائے اس میں سب ہی چیزوں کے فرستادہ کو حوالہ کرنے کا اختیار دیا جائے بلکہ صرف غیر بیمہ شدہ رجسٹریوں کی نسبت بھی یہ اختیار دیا جا سکتا ہے۔ ایسی صورت میں بیموں اور منی آرڈروں کے متعلق وہی عمل کیا جائے گا جس کا اوپر ذکر ہوا۔

(۵) ڈاک منگانے والے کی خواہش پر اور اسی کے خرچ سے ڈاک خانہ اس کو ایک تھیلا بھی مہیا کر دے گا جس کے ساتھ ایک قفل اور دو کنجیاں ہوں گی اس تھیلے میں بپابندی شرائط مذکورۂ بالا تمام ڈاک بشمول رقم نقد رسائل و اطلاعنامجات وغیرہ احتیاط سے رکھدئیے جائیں گے اور ان کے ساتھ ان کی ایک فہرست بھی ہوگی تھیلہ کی ایک کنجی پوسٹ ماسٹر کے پاس رہے گی اور ایک مکتوب الیہ کے پاس۔ یہی تھیلہ ڈاک خانہ بھیجنے کے لئے بھی کام میں لایا جا سکتا ہے لیکن کسی حالت میں کوئی رقم نقد اس تھیلہ میں بند کر کے ڈاک خانہ نہیں بھیجی جائے گی اس تھیلہ کے ذریعہ سے ڈاک منگانے اور ڈاک روانہ کرنے کی کوئی فیس نہیں لی جاتی (دفعہ ۲۹ و ۳۰ پوسٹل گائڈ)



نواب کمال یار جنگ بہادر

حیدرآباد کے صف امرا میں آپ کو ایک نمایاں حیثیت حاصل ہے ۔ دولت وثروت کے ساتھہ ھی ساتھہ بفضل خدا آپ دولت علم سے بھی مالا مال ہیں ۔
علمی کاموں میں آپ بہت دلچسپی لیا کرتے ہیں اور اکثر علمی ادارہ جات کے آپ ممدو معاون ہیں مشیر عالم جنتری کو بنظر قدردانی ملاحظہ فرماتے ہیں
(صمصام شیرازی)

آپ کے حالات جنتری ھذا کے صفحہ ۳۴۰ پر ملاحظہ فرمائے



نواب مہدی جنگ بہادر

آپ ان امرائے حیدرآباد دکن سے ہیں جنکے پیش نظر ملک کی بہبودی اور مالک کی خوشنودی رہا کرتی ہے ۔ جان نثاری ، وفا شعاری آپ کا خاندانی شیوہ ہے جاہ و جلالت کے ساتھ ہی ساتھ آپ دولت علم سے بھی مالا مال ہین ۔ علمی اور تفریحی کام آپ کے لائق صد ستایش ہیں مشیر عالم جنتری کو بنظر قدردانی ملاحظہ فرماتے ہیں آپ تذکرہ یادگار سلور جوبلی کے سرپرست ہیں (صمصام شیرازی)

آپ کے حالات جنتری ہذا کے صفحہ ۳۰۱ پر ملاخطہ فرمائیے

مرتبہ شاہ پرست | یادگار سلور جوبلی جلد جاگیرداران حصہ دوم زیر طبع ہے | صمصام شیرازی

مولوی

کل کسی محفل میں تھے اک مولوی رونق فروز
چہرہ زیبا حسیں، ریش مبارک با وقار

آنکھ میں کاجل، لبوں پر ایک موج احمریں
اور سر پر اک عمامہ بانکپن کی یادگار

سر سے پا تک اک عبا میں اسطرح لپٹے ہوئے
فی الحقیقت جیسے کوئی متقی پرہیزگار

ہاتھ میں تسبیح ذکر رحمت حق کی وسیلہ
اور زہد و اتقا روشن جبیں سے آشکار

تھا عصا بھی ساتھ وعظ و پند کا مارا ہوا
دوش پر رومال بھی ڈالے ہوئے اک زرنگار

الغرض اس ٹھاٹھ سے بیٹھے ہوئے تھے بزم میں
اور تھا دعویٰ کہ ہوں اسلام کا خدمت گزار

بھولے بھالے کچھ مسلماں بھی عقیدت کیش تھے
نام پر مذہب کے کر سکتے تھے جو جانیں نثار

آپ نے تقریر کی حسنت اگر درکار ہو
یا خدا سے ہو نگاہ مہر کے امیدوار

اس کی بالکل اک نئی ترکیب سے واقف ہوں میں
تم اگر چاہو تو کر سکتے ہو اس کو اختیار

ہاں مگر اک شرط ہے اور وہ ذرا دشوار ہے
یعنی ہونی چاہیے خیرات دولت بے شمار

اور یہ خیرات ملنی چاہیے اس شخص کو
جو نہ ہو کچھ بھی مگر ہو عابد شب زندہ دار

جس کا دل ہر وقت ہو خوف خدا سے مضطرب
روح میں جس کی چمکتے ہوں حقیقت کے شرار

جو ترقی کے لئے ہو دین کے سرگرم عمل
رات بھر رہتا ہو جو محو عبادت اشکبار

کہہ کے یہ کچھ اس طرح روئے جناب مولوی
ہو گئی حاصل توجہ ہر شریک بزم کی

آپ نے پھر اور کی تقریر اک جادو اثر
آ گئے آخر سر شاخ بریدہ پہ ہنر

یعنی تسلیم و رضا پہ جو آپ پر ہونے لگا
شاعر فطرت یہ عالم دیکھ کر رونے لگا

کی دعا حق سے بچا اسلام کو فرما کرم
کر رہے ہیں مولوی گمراہیوں کو مرتسم

عجیب واقعات عالم

لندن کا ایک موچی استعمال شدہ جوتوں کو دیکھ کر پہننے والوں کا حال و چلن بتا دیتا ہے

لندن کی ایک موٹر بس کمپنی سال بھر میں اتنا پٹرول خرچ کرتی ہے کہ جس پر صرف محصول کروڑ گیری چار آنے فی گیلن کے حساب سے چار لاکھ پونڈ سالانہ ادا کرنا پڑتا ہے

لندن کی ایک موٹر بس کمپنی ہر روز چالیس من وزنی ٹکٹ فروخت کرتی ہے۔

لندن کے عجائب خانہ میں ۳۵ ہزار حشرات الارض موجود ہیں۔

آسٹریا کے ایک پروفیسر کا قول ہے کہ ہر ساتویں سال انسان کی زندگی میں کوئی اہم واقعہ ظہور پذیر ہوتا ہے

فرانس کے ڈائرکٹر جنرل شفاخانہ جات نے اپنے ماتحت ڈاکٹروں کے نام حکم جاری کیا ہے کہ کوئی شخص کسی ہسپتال میں کسی مریض کو "تو" کہکر خطاب نہ کرے کیونکہ "تو" کہنے سے بعض مریضوں کو دلی رنج پہنچتا ہے اور یہ رنج ان کی بیماری میں اضافہ کا موجب ہوتا ہے

چین اور ہندوستان کی مجموعی آبادی تمام دنیا کی آبادی کا تقریباً نصف حصہ ہے۔

لنکا شائر میں ایک اندھا ہے جو کپڑے کو چھو کر اس کا رنگ بتا دیتا ہے۔

ہمبرگ اور برلن (دارالخلافہ جرمنی) کے درمیان جو ڈاک گاڑیاں چلتی ہیں ان کے مسافر چلتی گاڑی میں جہاں چاہیں ٹیلیفون پر گفتگو کر سکتے ہیں۔

افریقہ کا صحرائے اعظم دنیا کا سب سے بڑا صحرا ہے اس کی لمبائی شرقاً غرباً تین ہزار میل اور چوڑائی جنوباً شمالاً نو سو میل ہے اس میں دس بیس سال کے بعد کبھی بارش ہوتی ہے

جرمنی میں کسی شخص کو ملازم نہیں رکھا جاتا جب تک اس کے پاس سروس بک نہ ہو۔ سروس بک میں اس شخص کا نام، عمر، حلیہ، اوصاف، اس شخص کا نام اور پتہ جہاں پہلے ملازم تھا معہ شرح تنخواہ اور باعث علیحدگی وغیرہ درج رہتا ہے ہر اندراج پر مالک کے دستخط ثبت ہوتے ہیں اور محکمہ پولیس کی مہر بھی ہوتی ہے یہ ایک ایسا سسٹم ہے جس سے کوئی مالک دھوکا نہیں کھا سکتا اور ہر ملازم اپنے ریکارڈ کو بے عیب رکھنے کے لئے زیادہ سے زیادہ نمک حلالی کی کوشش کرتا ہے

لندن کی آبادی ملکہ وکٹوریہ کی تخت نشینی کے وقت پندرہ لاکھ تھی مگر اس وقت بیاسی لاکھ (۸۲۰۰۰۰۰) ہے

لندن کے عجائب خانہ میں سب سے زیادہ قیمتی جنتری محفوظ ہے جو ایک خاص قسم کے کاغذ پر لکھی ہوئی ہے اور تین ہزار سال کی پرانی ہے۔

جنوبی افریقہ میں ایک عمیق ترین سونے کی کان دریافت ہوئی ہے جس کی گہرائی چھ ہزار تین سو فیٹ ہے

ہندوستان کا معمر ترین شخص بازگل نامی ہے جس کی عمر ایک سو ساٹھ ۔ ۱۶۰ سال ہے اس کے دو لڑکے ہیں بڑے لڑکے کی عمر ایک سو دس اور چھوٹے کی نوے سال ہے۔

امریکہ نے ایک گیس تیار کی ہے جو متشدد ہجوم و مجمع کو منتشر کرنے کے لئے استعمال کی جائیگی اس کے اثرات سے تمام مجمع کو چھینکیں آنا شروع ہوں گی لیکن اس سے کوئی نقصان نہ پہنچیگا۔

ہنگری کے سبزہ زاروں میں ایک قسم کی زہریلی بوٹی پائی جاتی ہے جس کو آدمی کے جسم پر لگا دینے سے اس کی موت کا باعث ہوتی ہے۔

امریکہ کے سائنس دان بعض جڑی بوٹیوں سے

ایک قسم کا زہر تیار کر رہے ہیں جو زمانہ جنگ میں دشمن کی فوج پر گرا دینے سے تمام سپاہیوں کی شدید سردی سے موت واقع ہو جائیگی

انگلستان کی ایک طبی درسگاہ میں چوہوں پر انفلوئنزا کے اثرات کا تجربہ کیا گیا ہے اور یہ ثابت ہوا ہے کہ انفلوئنزا بھی ایک متعدی مرض ہے جو ایک سے دوسرے کو لگ جاتا ہے اسے دور کرنے کے لئے ایک رقیق دوا بھی تیار کرنے میں کامیاب ہو گئے ہیں اس دوا کے استعمال سے انفلوئنزا جیسے امراض سے محفوظ رہ سکیگا۔

مشیر عالم جنتری حیدرآباد کی ایک مکمل ڈائرکٹری ہے اس کا مطالعہ آپ کو تمام جنتریوں کے مطالعہ سے بے نیاز کر دے گا نہ صرف ممالک محروسہ سرکار عالی میں مانگ ہے بلکہ ہندوستان اور غیر ممالک میں بھی اس کو کافی شہرت اور مقبولیت حاصل ہے قیمت صرف ۸ محصولڈاک

دنیا کے متمول ترین اشخاص

(۱) ہز اگزالٹیڈ ہائینس نواب سر میر عثمان علیخاں بہادر شہریار دکن — حیدرآباد دکن
(۲) ہنری فورڈ — امریکہ
(۳) ہنری فورڈ — امریکہ
(۴) بیرن ڈی روتھ چائلڈ — فرانسیسی
(۵) ڈیوک آف ویسٹ منسٹر — انگلستان
(۶) ولیم آف ہانسن زولرن — جرمنی
(۷) ہز ہائینس سر آغاخاں — بمبئی
(۸) ہز ہائینس مہاراجہ گیکواڑ — بڑودہ
(۹) اسر سیل زہاراف — یونان
(۱۰) سائمن پیٹنو — و لیویا
(۱۱) لارڈ آئیو راگ — انگلستان
(۱۲) جی۔ ڈی۔ ونڈل — ٹرینیڈاڈ
(۱۳) جان ڈی راک فیلر جونیر — امریکہ
(۱۴) کرٹس ڈمس ڈریفس — فرانسیسی
(۱۵) اینڈریو ڈبلیو میلن — امریکہ
(۱۶) جان ڈی راک فیلر سینیر — امریکہ
(۱۷) فرسٹ تھائیسن — جرمنی

آج دنیا میں سب سے زیادہ متمول ترین ہمارے بادشاہ جمجاہ حضور پر نور خلد اللہ ملکہ وسلطنتہ ہیں۔ آپ کے مقابلہ میں دنیا کی دوسری شخصیت کو تمول میں ہمسری نہیں کر سکتی ساری دنیا آپ کے داد و دہش اور جود و سخاوت کی معترف ہے باوجود جود و سخاوت اور داد و دہش کے آپ کا صاحب تمول ہونا باعث صد ناز ہے۔

واقعات ہندوستان

انگریزوں کا ہندوستان میں داخلہ	سنہ ۱۶۱۳ عیسوی
ایسٹ انڈیا ریلوے جاری ہوئی	سنہ ۱۸۵۵ " "
غدر ہندوستان	سنہ ۱۸۵۷ " "
پولیس ایکٹ کا اجرا	سنہ ۱۸۶۱ " "
جلسہ قیصری بمقام دہلی	سنہ ۱۸۷۷ " "
کانگریس کی بنیاد بمبئی میں	سنہ ۱۸۸۵ " "
راولپنڈی میں دربار اول	سنہ ۱۸۸۵ " "
پنجاب میں زلزلہ عظیم	سنہ ۱۹۰۵ " "
دربار دہلی	سنہ ۱۹۱۱ " "
جنگ بلقان	سنہ ۱۹۱۲ " "
جنگ عظیم یورپ	سنہ ۱۹۱۴ " "
پریس ایکٹ کا اجرا	سنہ ۱۹۱۵ " "

مشیر عالم پریس حیدرآباد دکن

ہندوستان کے مشہور مقامات کی آبادی

کلکتہ۔	۱۴،۸۵،۵۸۲	رنگون۔	۳،۹۹،۹۶۲
بمبئی۔	۱۱،۶۱،۳۸۳	احمد آباد۔	۳،۱۳،۰۰۰
مدراس۔	۶،۴۷،۲۳۰	بنگلور۔	۳،۰۶،۴۷۰
حیدرآباد دکن	۴،۶۶،۸۹۴	لکھنؤ۔	۲،۷۴،۶۵۹
		کانپور۔	۲،۴۳،۷۵۵
		پونا۔	۲،۵۰،۱۸۷

فکاہات

ایک استاد اپنے شاگرد سے خفا ہو کر تم نے اپنا سبق کیوں یاد نہیں کیا۔
شاگرد، نہایت ادب کے ساتھ، تو کیا مجھ سے جناب نے سبق یاد کرنے کے لئے فرمایا تھا۔
استاد، اور غصہ ہو کر بیوقوف نہیں کا، کیا کلاس کے ہر ایک لڑکے کو علحدہ علحدہ سبق یاد کرنے کی ہدایت کی جاتی ہے۔
شاگرد، ایک لحظہ توقف کے بعد، ٹیچر جب سبق یاد کرنے کو ہر ایک لڑکے سے علحدہ علحدہ نہیں کہا جاتا تو پھر آپ کو مجھ اکیلے سے بازپرس کا حق بھی نہیں ہے۔

ایک راہگیر، اپنے ملاقاتی سے جو دوست بڑے عرصہ کے بعد ملاقات ہوئی کہاں سے آتے ہو۔
ملاقاتی، نہایت تپاک کے ساتھ مگر مشکوک لہجہ میں مسکراتے ہوئے جہنم سے۔
راہگیر، مسخر کی اونچی آواز بلند کر کے اچھا تو وہاں کی کچھ کیفیت بیان کیجئے۔
ملاقاتی، جناب سننے سے تو بہتر یہ ہے کہ آپ خود ہی جا کر دیکھ لیں وہ یہاں سے تھوڑی دور پر ہے
راہگیر، نہایت متانت سے فاتحانہ انداز میں قہقہہ لگا کر، ہاں تو آپ کو اس کا پتہ بھی اچھی طرح معلوم ہے تو پھر آپ بڑے جہنمی ٹھیرے۔ بہر حال آپ ہی کو یہ جہنم مبارک ہو لیجئے رخصت۔

ایک پابند محبت، اپنے مطلوب کا خط پڑھنے کے بعد قاصد سے نرم آواز میں کہو وہ اچھے تو ہیں
قاصد۔ اچھے کیا خاک ہیں اب تو بستر سے بھی نہیں اٹھ سکتے۔
پابند محبت۔ چلا کر ہائیں تو پھر خط کس نے لکھا۔
قاصد۔ ان کے دشمن نے۔

پابند محبت، او عقل کے دشمن رہتے ہی کہیں خط لکھا سکتا ہے۔

قاصد، ہنسیں جناب لکھا تو ہاتھ ہی نے لیکن رعشہ اس کا دم تحریر ساون تھا

برطانیہ میں ایک ایسی مصنوعی عورت بنائی گئی ہے جو برقی قوت سے خانہ داری کے مختلف کام انجام دیا کرتی ہے یہ گو کہ بے جان ہے مگر متحرک ہے یہ عورت حسب ضرورت میلے کپڑوں کو دھو کر پاک صاف کرتی اور سکھاتی بھی ہے اور اس کے علاوہ زنگ آلود چھری کانٹوں کو آن واحد میں تیز کر دیتی ہے کھانے پینے کا پورا سامان مہیا کرتی بالائی کی برف حلوا اور اس قسم کی بہت ساری لذیذ چیزیں پکا سکتی ہے اس کے بنانے والے کا خیال ہے کہ اگر اس ایجاد میں اور تھوڑی سی کامیابی ہو تو یہ برقی خادمہ لوگوں کو انسانی خادماؤں سے بے نیاز کر دیگی۔

انجنیر صاحب کی صنعت حقیقت میں قابل صد ستائش ہے لیکن اونکے قول کے موافق جب اس صنعت کی نمایاں پختگی کو پیدا کرنے کے لئے اونھیں اوس میں کچھ اور اصلاحات کا اضافہ کرنا ہے تو وہ مہربانی کر کے درستی کے وقت اس قدر اور خیال رکھیں کہ وہ خادمہ اپنے صنعتی کمال کے آراستہ ہونے کے بعد ضروریات خورد و نوش و دیگر کاروبار کے پورا کرنے کے علاوہ صنف قوی کے ساتھ تعلقات ازدواجی کے مقصد کو بھی پورا کرسکے اس لئے کہ آج عالم کا نسوانی طبقہ ضبط تولید کا حامی ہو چلا ہے اور اس سے بڑھ کر یہ مسئلہ بھی شاید مستحکم ہو جائے کہ وہ صنف قوی کے دربار وہ تعلقات سے بھی گریز کرسکے بدیں وجہ اگر یہ صفت مکمل ہو تو اس سے صنف قوی کے ایک اہم نقصان کی نمایاں تلافی ہوسکیگی اور انجنیر صاحب کائنات کے طبقہ ذکور کے ایک اچھے محسن سمجھے جائیں گے امید کہ یہ زرخیز مشورہ چونکہ اپنی اہمیت میں گران قدر ہے شرف قبولیت حاصل کریگا۔

بیٹا ۔ ابا جان مجھے ڈھول منگا دیجئے

باپ ۔ اگر میں ڈھول منگا دوں تو تم مجھے ہر وقت پریشان کیا کروگے۔

بیٹا ۔ نہیں جب تم سوتے ہوگے اس وقت بجایا کرونگا

تقسیم کنندہ (اڈیٹر سے) صاحب مجھے تین مہینے سے تنخواہ نہیں ملی چوتھا مہینہ بھی قریب الختم ہے آج تیر کی بتیس تاریخ ہے میرے ننھے بچے بھوکے مر رہے ہیں۔

اڈیٹر ۔ کم بخت چل نکل دور ہو مجھے وظیفہ بھی پڑھنے دیگا یا نہیں جب دیکھو تنخواہ ۔ ۔ ۔ تنخواہ ۔ ۔ ۔ تنخواہ ۔ ۔ ۔ لا الہ الا اللہ ۔

او بیوقوف کہیں ۳۲ روز کا مہینہ ہوتا ہے جا جا کام کر آٹھ روز کے بعد آ پورے چار مہینے کی تنخواہ لیجا بچے بھوکے مریں تو میری بلا سے

تقسیم کنندہ ۔ (ہاتھ جوڑ کر) مالک میرے یہ تو میرے حق میں سخت ظلم ہے اور آٹھ روز تک صبر کر لوں تو کیونکر؟ جیوں تو کس طرح؟ مجھے تو آپ کے دفتر کے سوا کوئی اور آمدنی نہیں۔

اڈیٹر (تسبیح کو میز پر مارتے ہوئے) تو یہاں کیا تیرے باوا کا خزانہ دھرا ہوا ہے؟

تقسیم کنندہ ۔ یہاں خزانہ تو نہیں ہے مگر بنک میں تو جمع ہے

اڈیٹر ۔ (کھڑے ہو کر) تو کیا بنک میں جمع شدہ رقم تیرے لیے جمع ہے؟

تقسیم کنندہ۔ (دست بستہ) جی حضور

اڈیٹر۔ بس بس مسٹر نذر تنک میں کوئی ایسی رقم جمع نہیں جس سے تیری تنخواہ کی ادائی ہو۔

تقسیم کنندہ۔ ارے او سرکاری اخباروں کے چندے اشتہارات کی آمدنی یہ ساری کی ساری بنک میں جمع ہوتی ہے اس سے اگر ہماری تنخواہ نہ دیجائے گی تو اور کیا آپ کی کوئی جاگیر ہے جس کی آمدنی سے ہماری تنخواہ دیجائیگی۔

اڈیٹر۔ (سخت غصہ کی حالت میں) بنک سے رقم آ نہیں سکتی اگر منگائی جائے تو سود میں کمی ہوجاتی ہے۔

تقسیم کنندہ۔ ارے سبحان اللہ بنک سے رقم آ نہیں سکتی اگر منگائی جائے تو سود میں کمی ہوجاتی ہے.... ......مجھے وظیفہ بھی پڑھنے دیگا یا نہیں۔

لا الہ الا اللہ قوم کا رہبر، وظیفہ کا پابند اور پھر سود خوار۔

تری ذات پاک سبحدا تری شان جل جلالہ

چور۔ خاتون آپ گھبرائے نہیں میں بہت تہذیب یافتہ ہوں میرے دل میں عورتوں کی عزت ہے

عورت۔ اچھا۔ تو آپ ذرا پولیس کو ٹیلیفون کردیجئے کہ یہاں ایک چور گھسا ہے۔

ڈاکٹر۔ تمہارا ٹمپریچر کس وقت تیز ہوتا ہے

ڈرائیور بیمار۔ جب کوئی دوسرا ڈرائیور اپنی موٹر میری موٹر سے آگے نکالنے کی کوشش کرے

مفلس شوہر۔ پیاری تم ہمیشہ کہا کرتی تھیں کہ میں تمہاری ایک ایک چیز پر عاشق ہوں لیکن افسوس کہ اب تم مجھ سے رات دن لڑا کرتی ہو۔

بیوی۔ افسوس تو یہ ہے کہ میں تمہاری جس چیز پر عاشق تھی وہ اب تمہارے پاس نہیں رہی۔

واعظ۔ (اپنے خطبہ کے دوران میں) "جو لوگ بہشت میں جانا چاہتے ہیں وہ اپنے اپنے ہاتھ اٹھائیں۔

(محفل میں ہر شخص نے ہاتھ اوٹھایا لیکن ایک اسیطرح بیٹھا رہا)

واعظ۔ کیا تم بہشت میں جانا نہیں چاہتے"؟

وہ شخص "جی اس قدر جلد نہیں"

حیدرآباد دکن کے چند مقدس مقامات

اور اُن کے تاریخی حالات

(نوٹ) اس کے جملہ حقوق بحق مؤلف محفوظ ہیں کوئی صاحب اس کے طبع کا خیال نہ فرمائیں ورنہ بجائے فائدہ کے نقصان اٹھائینگے۔ (مہتمم تبریزی)

کوہ قدم رسولؐ

یہ کوہ مبارک حیدرآباد سے ۷ میل کے فاصلہ پر کوہ شریف (مولا علیؑ) کے محاذی واقع ہے اس پہاڑ پر قدم مبارک (آنحضرتؐ) اور آثار عالیہ کے تبرکات محمد شکر اللہ خاں (خانہ زاد نواب میر نظام علی خاں آصف جاہ ثانی غفران مآب) نے رکھ کر سرکار سے موضع ترنگیری کو بطور مدد معاش حاصل کیا اور اس کوہ مقدس پر ایک مسجد بھی تعمیر کروائی۔ اس پہاڑ کے زینے کاظم علی خاں کے تعمیر کردہ ہیں اس کے متصل ایک اور پہاڑ پر چوکی پختہ چونے اور پتھر کی سید مظفر (وزیر سلطان عبد اللہ قطب شاہ اور ابو الحسن تانا شاہ) تعمیر کردہ رکس کی چوکی کے نام سے مشہور ہے۔ سنا گیا ہے کہ اس چوکی پر بادشاہ وقت صندل کوہ شریف مولا علیؑ کے روز کھڑے ہو کر یہاں سے مولا کی زیارت کا شرف حاصل کیا کرتا تھا چنانچہ ایک روز اس کے غدار یا وزرا سے کسی کے دل میں یہ خیال پیدا ہوا کہ بادشاہ یہاں کھڑے ہو کر کس چیز کا مشاہدہ کرتا ہے اور اس کو کیا نظر آتا ہے ادھر اوس کے دل میں اس خیال کا گزرنا ہی تھا کہ بادشاہ نے اوس کے مافی الضمیر سے واقف ہو کر اوس کو اپنے قریب طلب کر کے اپنے ہاتھ کی دو انگلیوں کے درمیان سے دیکھنے کا ارشارہ کیا پس یہ شخص کیا دیکھتا ہے کہ مولا ئے متقیانؑ کرسی نور پر جلوہ افروز ہیں آپ کے داہنے بائیں ملائکہ کی صفیں آسمان سے نازل ہو کر شرف قدم بوسی حاصل کر کے واپس ہو رہی ہیں اسیطرح

وہ وہ وصف ملائکہ کے آتے ہیں اور بعد حصول شرف قدم بوسی واپس جاتے ہیں اس شاہدۂ عینی کے بعد اس کو معلوم ہوگیا کہ بادشاہ کا یہاں کھڑے رہنا بلا وجہ نہیں۔ اس چوکی پر کھڑے رہنے سے بارگاہ اقدس کا اندرونی منظر مثل آئینے کے دکھائی دیتا ہے۔

اس کے محاذی پہاڑ پر سنگ بالائے سنگ کی عظیم الشان پتھر رکھے ہوئے ہیں اس کو منبڈر لی کا پہاڑ کہتے ہیں سنتے ہیں کہ یہ راجگان سابق کا قلعہ تھا۔ چنانچہ ایک سنگی دروازہ اور دیوار کے کچھ آثار اس وقت تک موجود ہیں اس کو قلعہ ارجن بھی کہتے ہیں بعضوں نے اس مقام کی زمین کھودنے سے تانبے کے کچھ قدیم سکے بھی پائے ہیں جس سے پتہ چلتا ہے کہ یہ زمانہ سابق میں آباد ضرور تھا لیکن اب صرف ایک دو آثار کے سوا کچھ باقی نہیں۔

اس کوہ مبارک کی زیارت کے لئے لوگ جوق در جوق اطراف و اکناف بلدہ سے آتے ہیں زائر کو ریل سے ملکاجگیری یا صفیل گوڑہ آنا پڑتا ہے اور وہاں سے پیدل۔

کوہ مولا علیؑ

یہ کوہ مبارک حیدرآباد سے ۸ میل کے فاصلہ پر کوہ قدم رسولؐ کے محاذی واقع ہے قاضی پیٹھ لائن پر مولا علی نظامس اسٹیٹ ریلوے کا اسٹیشن ہے یہ کوہ مبارک سطح سمندر سے (۲۰۱۷) فٹ بلند ہے یہاں ہر سال ۱۲ اور ۱۷ رجب المرجب کو مولا علیؑ کا عرس ہوا کرتا ہے ہزاروں آدمی بلدہ و اضلاع سے بغرض زیارت آتے ہیں۔

تزک قطبیہ میں لکھا ہے کہ سلطان محمد قلی قطب شاہ رابع کے زمانہ میں یاقوت خواجہ سرا بطور تبدیل آب و ہوا لالہ گوڑہ میں مقیم تھا۔ شب ۱۷ رجب کو اس نے خواب میں دیکھا کہ ایک آدمی سبز عربی لباس میں ملبوس آیا ہے اور اس سے کہا کہ حضرت علیؑ نے تجھ کو یاد فرمایا ہے میرے ساتھ چل۔ یاقوت اس کے ساتھ ہوگیا اور حضرت علیؑ کو اسی پہاڑ پر تشریف فرما دیکھا جہاں اس وقت آستانہ عالی بنا ہوا ہے۔ یاقوت نے بصد ادب سلام کیا اور کھڑا رہا لیکن کوئی گفتگو نہیں ہوئی۔ صبح کو یاقوت اسی پہاڑ پر (جہاں حضرت کو خواب میں دیکھا تھا) گیا تو وہاں حضرت کے دست مبارک اور پہلو کا نقش پتھر پر مرتسم پایا۔ اسی وقت یاقوت نے گچ اور پتھر سے اس کوہ مقدس پر ایک مسجد تعمیر کروائی اور اس کے محراب عبادت میں اس مرتسم شدہ پتھر کو ترشوا کر نصب کروا دیا اور ۱۷ رجب کو حضرت کی نیاز مبارک کرنے کی عزت حاصل کی۔ اس واقعہ کی اطلاع بادشاہ وقت کو ہوئی وہ بھی زیارت کی سعادت حاصل کرنے اس کوہ مبارک پر بکمال عقیدت حاضر ہوا۔

اعجاز۔ اکثر حاجتمندی اپنی حاجت براری کے بعد اس کوہ مقدس پر دسترخوان بچھاتے ہیں اس دسترخوان پر کئی قسم کے ستو نہایت ہی پاکیزگی و طہارت کے ساتھ مٹی کے صحنکوں میں بھر کر رکھ دیتے ہیں اور ان ستوؤں کو اس طرح سے صاف اور چوشیدار بھر کر رکھتے ہیں کہ اگر ایک چیونٹی بھی اس پر سے گزر جائے تو معلوم ہو۔ ایک صحنک میں گھی کی بھاجی پکی ہوئی اور ایک روٹی جو کی رکھ دیجاتی ہے اور موم بتیاں روشن کر کے رکھ دیجاتی ہیں اور اس رواق میں جہاں دسترخوان بچھایا جاتا ہے پردہ باندھ دیا جاتا اور وہاں کسی کے جانے کی اجازت نہیں دی جاتی۔ نیاز مند پردہ کے باہر ہی دعا و تسبیح و تہلیل و عجز و الحاح میں تمام شب بیدار رہتا ہے۔ بعد صبح جب دسترخوان پر پہنچتا ہے تو حضرت کے اس معجزہ کا مشاہدہ کرتا ہے کہ بعض بعض ستو پر ایسا نشان پایا جاتا ہے کہ کسی نے چٹکی سے اٹھا لیا ہے بعض پر تسبیح کے دانوں کا نشان جیسا کہ کسی نے اس پر تسبیح رکھ کر اٹھائی ہے

اور کسی پر انگوٹھے کا نشان ہوتا ہے۔ روٹی کا ٹکڑا ٹوٹا ہوا اس طرح رکھا رہتا ہے کہ کسی نے اس کو توڑ کر رکھ دیا ہے۔ زمانہ سابق میں یہ قاعدہ تھا کہ پھول کے ہار بھی چنگیریں رکھ دیے جاتے تھے اور سلفچی و آفتابہ بھی رکھ دیا جاتا تھا۔ اس میں یہ ہوتا تھا کہ پھول کے ہار ایسے الٹ پلٹ رہتے تھے جیسے کہ ان کو پہن کر کسی نے اتار کر رکھ دیئے ہیں اور سلفچی میں تھوڑا سا پانی رہتا تھا جیسا کہ کسی نے اس میں ہاتھ دھویا ہے لیکن اب تو یہ طریقہ نہیں معلوم کیوں باقی نہیں رکھا گیا۔ صرف دسترخوان مذکورہ بالا طریقہ سے کیا جاتا ہے۔

پیسکی بی نے جو سید مظفر وزیر سلطان عبداللہ قطب شاہ اور ابوالحسن تانا شاہ کی بیٹی تھیں اور جو اپنے وقت کی زاہدہ اور عابدہ بی بی گزری ہیں اور جنہوں نے کبھی غذا سے بے نمک کے سوا کچھ نوش نہیں فرمایا اس استانۂ مقدس کی مجاوری کی اور یہیں انتقال کیا۔ چنانچہ صحن درگاہ کے شمالی گوشہ میں ان کا مزار موجود ہے۔ رکن الدولہ شہید مدارالمہام حضرت نواب میر نظام علی خان آصف جاہ ثانی غفران مآب کی وصیت تھی کہ بعد وفات مجھے اپنے باغ واقع دامن کوہ شریف میں دفن کرنا چنانچہ ان کے حسب وصیت وہ وہیں دفن کئے گئے ہیں۔ اس باغ کے محاذی وقارالدولہ ناظم حیدرآباد مدفون ہیں۔

صمصام الملک مرحوم نے مسجد ابراہیم قطب شاہ کے روبرو ایک سائبان چوبی اور درگاہ شریف کے پہلو میں چوبی دالان بنوایا۔ پھر منیر الملک مرحوم مدارالمہام نے اس چوبی سائبان کو پختہ کرایا اور ماہ لقابائی عرف چندا بائی مغفورہ نے اس چوبی دالان کو پختہ بنوا دیا۔ نواب میر نظام علی خان آصف جاہ ثانی غفران مآب نے دروازۂ درگاہ اور اس کے پہلو کی عمارتیں تعمیر کروائیں اور مجاوران و فراشان و خدمتیان و موذنان و نقارچیاں و گھڑیال نوازان کی پرورش کے لئے موضع چرلہ پلی بطور جاگیر عطا فرمایا۔ مہاراجہ چندو لعل آنجہانی نے نقار خانہ بنوایا اور راجہ راو رابنبھا جیونت بہادر نے نقار خانے کے روبرو بارہ دری بنوائی۔ درگاہ کی کمان جمالی صاحب عظمت جنگ وکیل ظفرالدولہ بہادر سیارز الملک کی بنوائی ہوئی ہے صندل کے راستہ پر جو کمان و مقبرہ و عاشور خانہ و آبدار خانہ ہے وہ خوشحال خان قوال کا تعمیر کردہ ہے۔ خوشحال خان قوال ماہ لقابائی عرف چندا بائی طوائف کا استاد تھا دامن کوہ میں ماہ لقابائی نے اپنا مقبرہ مسجد و کاروان سرائے بنوائی۔ پہاڑ کے موجودہ زینے سنگ سلوکے نہایت وسیع اور خوشنما ہیں۔ یہ اعلیحضرت حضور پر نور آصف سابع خلد اللہ ملکہ و سلطنتہ کے حکم سے جلوس سلطنت کے بعد تعمیر ہوئے ہر سال کوہ شریف کا صندل تکیہ رنگ علی شاہ سے نہایت تکلف اور جلوس کے ساتھ نکلتا ہے اور اس کے بعد پنجہ شاہ سے سلامی حضور پر نور خلد اللہ ملکہ و سلطنتہ کا صندل پنجہ شاہ سے نکل کر کوہ مبارک پر جاتا ہے۔

صندل شہر سے تقریباً ۱۱ بجے شب کے نکل کر علی الصباح کوہ شریف پہنچتا ہے اور تیغ گوڑہ کی جانب سے اونٹ اپنی پیٹھ پر لیکر گھٹنوں کے بل پہاڑ پر چڑھتا ہے ۲۷ رجب کو چراغاں کئے جاتے ہیں اور سرکاری دسترخوان بھی اسی شب ہوتا ہے ہزاروں زائرین بلا تفریق مذہب و ملت جمع ہوتے ہیں۔

مذکورۂ بالا صندل سے پیشتر ایک اور صندل کمان شاہ علی صاحب مرحوم و مغفور اندرون دروازہ چادر گھاٹ سے مولوی سید فیاض حسین صاحب متقلدہ دار کے یہاں سے نہایت تزک و احتشام سے نکلتا۔ باجے، ونڈہ [illegible]، اونٹ و چھپڑے اور مشعل وغیرہ کے ساتھ نکلتا ہے اس کے ہمراہ بھی اکثر مومنین و زائرین و عقیدتمندوں کا مجمع [illegible] بلدہ سے کوہ شریف تک اکثر حاجت مند نذر و نیاز چڑھاتے ہیں۔ سنا جاتا ہے کہ اس صندل کا رواج قدیم

سے چلا آرہا ہے اس کی خاص خصوصیت یہ ہے کہ اس کے چڑھنے کے بعد دوسرا کوئی صندل نہیں چڑھایا جاتا۔ ہر پنجشنبہ اول کو شہر کے مومنین بغرض زیارت و شرکت عزا داری حضرت سید الشہدا علیہ الصلوٰۃ والسلام کوہ شریف پر جاتے ہیں۔ یہاں پخت کا بھی انتظام رہتا ہے۔ زائرین کو کھانا کھلایا جاتا ہے اور شب میں مجلس و ماتم میں شریک ہو کر زائرین شاداب ہوتے اور بعد ختم مجلس عزا ازدیاد عمر و اقبال آقائے ولی نعمت و شاہزادگان و شاہزادیاں فرخندہ فال کے لئے دست بہ دعا ہوتے اور عبادت خدا میں بسر کرتے ہیں۔

۲۴ ربیع الاول کو دنگل بھی ہوا کرتا ہے۔ اس روز بھی مجانب سوز خوانان بلدہ قندیل چڑھائی جاتی ہے اور مجلس عزا برپا کی جاتی ہے صدہا زائرین اس دنگل میں شریک ہو کر ثواب دارین حاصل کرتے اور اپنے اپنے مقاصد میں کامیاب ہوتے ہیں۔ الحاصل یہ کہ حیدرآباد کے تمام پہاڑوں میں جو عظمت و بزرگی اس کوہ مبارک کو حاصل ہے وہ دوسرے پہاڑ کو نہیں۔ بلدہ کے علاوہ ممالک محروسہ سرکار عالی اور دیگر ممالک کے لوگ عرس میں شریک ہونے کی غرض سے آتے ہیں اور حضور پرنور خلد اللہ ملکہ سلطنتہ بھی ہر سال کوہ مبارک کی زیارت سے مشرف ہوا کرتے ہیں۔ بلدہ سے اس کوہ شریف کو جانے کے لئے پختہ سڑک ہے۔ لوگ بنڈیوں، جھٹکوں، ٹانگوں، بگھیوں، موٹروں اور دنگل و عرس و پنجشنبہ اول کو موٹر بسوں کے ذریعہ اس کوہ شریف پر آتے ہیں۔

میر محمود صاحب قدس سرہٗ کی پہاڑی

بلدہ حیدرآباد فرخندہ بنیاد سے تقریباً پانچ میل کے فاصلہ پر میر عالم مرحوم کے تالاب کے راستہ میں جانب مغرب یہ پہاڑ کا پہاڑی موسوم بہ میر محمود صاحب واقع ہے اس پہاڑی شریف پر سید شاہ عماد الدین الحسینی عرف میر محمود صاحب نعمت اللہی قدس سرہ العزیز کا مزار شریف ہے۔ آپ سلطان عبد اللہ قلی قطب شاہ کے زمانہ میں نجف اشرف سے حیدرآباد آئے اور اسی پہاڑی پر قیام پذیر ہوئے تھے باوجود اس کے کہ یہاں آپ کا کوئی ذریعہ معاش نہ تھا۔ آپ بلا منت خلق گزران کرتے تھے۔ اس پہاڑی پر آپ نے عمارتیں تعمیر کروائیں۔ جو مزدور کام کرتے تھے ان کو معمول سے زیادہ مزدوری دیا کرتے اور حاملہ عورتوں کو دوچند مزدوری دیتے تھے۔ یہ دیکھ کر لوگوں کو خیال ہوا کہ آپ کو دست غیب حاصل ہے آپ کا وصال ۱۳ شعبان کو ہوا۔ سنہ وصال صحیح طور پر معلوم نہ ہو سکا۔ لیکن آپ انقراض سلطنت قطب شاہی تک زندہ تھے اس پہاڑی پر آپ کے فرزند میر شمس الدین عرف شمس مولا کا بھی مزار ہے جو نواب میر قمر الدین چین قلیچ خاں آصف جاہ اول مغفرت مآب کے عہد میں بقید حیات تھے جن کا وصال ۱۴ جمادی الاول سنہ ۱۱۹۰ھ میں بعمر ہشتاد و سالگی ہوا۔ ان کے فرزند سید شاہ علی رضا حسینی بعہد نواب میر نظام علی خاں آصف جاہ ثانی غفران مآب موجود تھے اور یہ بڑے صاحب کشف و کرامات بزرگ گزرے ہیں۔ ان کا وصال سنہ ۱۲۱۵ھ میں ہوا یہ بھی اسی پہاڑی پر دفن ہیں۔ ان کے فرزند شاہ میراں تھے جن کا وصال سنہ ۱۲۳۰ھ میں ہوا۔ یہ بھی اسی پہاڑی پر دفن ہیں غرض کہ یہ پہاڑی آج تک مرجع خلائق عام ہے۔ لوگ جوق در جوق اس پہاڑی شریف کی زیارت کے لئے اطراف و اکناف شہر سے بنڈیوں، جھٹکوں، ٹانگوں، بگھیوں اور موٹروں کے ذریعہ آتے اور اپنے مطالب بارگاہ قاضی الحاجات سے بوساطت صاحب پہاڑی لیجاتے ہیں بلدہ سے اس پہاڑی کو جانے کے لئے سڑک ہے اور آج کل ریلوے موٹر بس بھی ادھر سے گزرتی ہے۔

کوہ امام ضامنؑ

بلدہ حیدرآباد دکن صانہا اللہ عن الشرور والفتن سے گیارہ میل کے فاصلہ پر موضع رنگاریڈی میں یہ کوہ مبارک واقع اور امام ضامن و ثامن حضرت علی بن موسیٰ الرضاؑ کے اسم گرامی

سے موسوم ہے اس کوہ مبارک پر امام ضامن و ثامنؑ کی بارگاہ اور دوسری درگاہ حضرت عباس علیہ السلام کی ہے اس کوہ
کے اطراف و اکناف میں انگریزی چھاؤنیات ہیں۔ یہاں گدک لین کا اسٹیشن بھی ہے جسے گھوگوڑہ کہتے ہیں۔ لوکل ٹرین اس
اسٹیشن پر سے دن میں کئی بار گزرتی ہے۔ اسٹیشن سے کوہ مقدس بالکل قریب ہے بارگاہ اقدس کی موجودہ عمارت ماہ
لقابائی عرف چندہ طوائف کی تعمیر کردہ ہے۔ یہاں نقارخانہ بھی قدیم سے ہے۔ اس کوہ مبارک کے مصارف کے لئے
سرکار عالی سے جاگیر بھی وقف ہے۔ مگر برائے نام۔ ہر سال ۱۱ ذیقعدۃ الحرام کو عرس امام ضامن و ثامنؑ اور ۵ شعبان
المعظم کو عرس حضرت عباس علیہ السلام ہوا کرتا ہے زائرین کی دعوت کا اہتمام بھی اچھا ہوتا ہے۔ یہاں لوگ بکثرت
زیارت سے مشرف ہو کر اپنے مطالبات دنیوی و آخروی لے جاتے ہیں۔ بلدہ حیدرآباد سے اس کوہ مبارک کو آنے
اور جانے کے لئے پختہ سڑک بھی ہے۔ سکندرآباد، ترملگیری اور لال بازار ہو کر آنا اور جانا پڑتا ہے۔ لوگ بکثرت ریل ہی
کے ذریعہ اس کوہ مقدس کی زیارت کو آیا کرتے ہیں کیونکہ ریلوے اسٹیشن سے کوہ مقدس بالکل قریب اور خرچ بھی بہت
کم ہوتا ہے۔

چشمہ بی بی

بلدہ حیدرآباد فرخندہ بنیاد سے کچھ فاصلہ پر بیرون دروازہ علی آباد حوالی فلک نما میں یہ
مقدس مقام چشمہ بی بی کے نام سے موسوم ہے۔ اسے بی بی کا چشمہ کیوں کہتے ہیں یہ تحقیق
طلب امر ہے۔ اس وجہ تسمیہ کی تحقیق کے لئے آج سے تین سو سال قبل کے ابتدائی حالات
حیدرآباد کا مطالعہ کرنا پڑتا ہے کیونکہ یہ چشمہ اسی زمانہ کا ہے۔ بعض تو یوں کہتے ہیں کہ یہ چشمہ صدیقہ طاہرہ حضرت فاطمہ زہرا
سلام اللہ علیہا کے نام نامی سے موسوم ہے۔ بعض کا یہ بیان ہے کہ خاندان قطب شاہی کی ایک بی بی نے اس چشمہ کو تعمیر کرایا تھا
خیر جو کچھ بھی اس کے متعلق انشاءاللہ آئندہ سلسلہ میں نظر ڈالی جائے گی۔ آج یہ چشمہ زیارت گاہ ہر خاص و عام ہے۔ جوق در
جوق لوگ خاص کر مستورات اس چشمہ کی زیارت کے لئے آتے رہتے ہیں۔ مشہور ہے کہ نا کتخدا لڑکیوں کو جن کی شادیاں
دشواریاں ہوتی ہیں اس چشمہ کے پانی سے سات یا پانچ جمعرات نہلایا جاتا ہے۔ جس سے بطفیل جناب صدیقہ طاہرہ حضرت
فاطمہ زہرا سلام اللہ علیہا شادی کا انتظام ہو جاتا ہے۔ چنانچہ چشمہ مذکور پر نہانے کے لئے ایک علحدہ حمام تنگ نسبتہ موجود ہے
اور یہ عمل سالہا سال سے جاری ہے۔ چونکہ یہ چشمہ صدیقہ طاہرہؑ کے اسم گرامی سے منسوب ہے اس لئے لب چشمہ ردوں
کے جانے کی قطعاً ممانعت ہے۔ محرم کی ۲۰ تاریخ یہاں میلہ لگتا ہے اور یوم ولادت باسعادت جناب صدیقہ طاہرہؑ ۲۰ جمادی الاول
کو جشن نہایت اعلےٰ پیمانہ پر منعقد ہوتا ہے روشنی اور کھانے کا معقول انتظام کیا جاتا ہے بعد الطعام قصائد خوانی ہوتی ہے شہر
سے اکثر زائرین جا کر شریک ہوتے اور ثواب دارین حاصل کرتے ہیں۔ اس چشمہ کو جانے آنے کے لئے پختہ سڑک ہے لوگ
ہر قسم کی سواری میں آتے اور جاتے ہیں۔

حسینی علم

بعہد سلطان محمد قلی قطب شاہ علی آقا نامی ایک ایرانی سیف دستی حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کو
ایک علم میں نصب کر کے اپنے ہمراہ عربستان سے حیدرآباد لائے تھے سلطان محمد قلی قطب شاہ نے اس علم
کی تعظیم و تکریم کر کے موجودہ مکان میں استادہ کرنے کا حکم دیا اور علی آقا ایرانی کو انعام و اکرام سے سرفراز
کر کے اس علم کی خدمت گزاری پر مامور فرمایا۔ چنانچہ یہ علم جو "حسینی علم" سے موسوم ہے ہر سال غرہ محرم کو استادہ ہو کر
دس محرم کو ٹھنڈا ہوا کرتا ہے۔ اس عاشور خانہ کے مکان سے ملحق ایک مسجد اور باولی ہے جو علی الترتیب مسجد علی آقا و باولی علی
آقا سے موسوم ہے۔ اس سے پتہ چل سکتا ہے کہ یہ مسجد اور باولی علی آقا کی تعمیر کی ہوئی ہے۔ پہلے صرف عزا خانہ ردیہ عمارت

تھی۔ علی آقا کے نواسہ داراب بیگ نے اس کے لئے شرق رویہ مکان تعمیر کروایا۔ تاریخ بنائے مکان ۱۱۵۱ء سنہ ۱۱۵۱ ہجری ہے۔ اور یہ بصورت کتبہ حجرہ پر نصب ہے۔ اسکے پہلو کے حجرہ میں داراب بیگ مدفون ہیں۔ اس عاشور خانہ کو سرکار عالی سے چار ہزار روپیہ سالانہ کی معاش مشروط بہ خدمت و مصارف مقرر ہے۔ اور یہاں مہاراجہ چندولعل کے عہد میں نوبت و گھڑیال بھی مقرر ہوا۔ عاشور خانہ زیر نگرانی سرکار عالی (صیغہ امور مذہبی) ہے۔

مقبرہ ابن خاتون

یہ مقبرہ زنانی پھاٹک حویلی قدیم کے متصل نواب قدر جنگ کی دیوڑی کے روبرو واقع ہے۔ شہر کے خوش عقیدہ لوگ یہاں ہر پنجشنبہ فاتحہ کیلئے آیا کرتے ہیں۔ یہ مقبرہ علامہ شیخ محمد ابن علی ابن خاتون العاملی الطوسی کا ہے جو ابن خاتون کے نام سے مشہور ہیں۔ آپ شیخ بہائی علیہ الرحمہ کے بھانجے اور وزرائے قطب شاہیہ سے تھے ۱۶۱۵ء سنہ ۱۰۲۴ھ کو سلطان محمد قطب شاہ کے عہد میں منشی الممالک اور مقربان بارگاہ ہونیکی وجہ بادشاہ موصوف کی جانب سے بیش قیمت تحائف و ہدایا لیکر شاہ عباس صفوی کے سفیر حسین بیگ قبچاچی کے ہمراہ ایران بھیجے گئے تھے چنانچہ آپ ایران کی سفارت کو انجام دیکر حیدرآباد واپس آئے تو سلطان محمد قطب شاہ کا انتقال ہوچکا تھا اور انکی جگہ سلطان عبداللہ قطب شاہ حکمران تھے۔ غرض موجودہ بادشاہ کے عہد میں بھی آپکی بڑی آؤبھگت ہوئی۔ ۹ رمضان سنہ ۱۰۳۸ھ میں آپکو پیشوائی اور میر جملگی کی خدمت عطا ہوئی اور تخت کے پاس بیٹھنے کی اجازت ملی۔ آپکے معمولات سے تھا کہ علی الصباح آپکے مدرسہ میں تشنگان علم و شعراء جمع ہوکر تفاسیر و معقول و ریاضی پر مباحثہ و مذاکرہ کیا کرتے تھے۔ اور ہر سہ شنبہ کو شعرائے عرب و عجم مذاکرہ شعرائے متقدمین کے علاوہ طرحی غزلوں کا بھی مشاعرہ کیا کرتے تھے۔ صحیح سال وفات معلوم ہوسکا لیکن اتنا ضرور پتہ چلتا ہے کہ عبداللہ قطب شاہ کے عہد میں آپکا انتقال ہوچکا تھا۔ جامع عباسی کی تکمیل آپ ہی نے فرمائی ہے۔ شرح ارشاد ترجمہ کتاب اربعین اور حاشیہ جامعہ عباسی آپکے مشہور و معروف تصانیف سے ہیں۔

بارگاہ حضرت ابوالفضل العباس علیہ السلام

یہ عاشور خانہ مبارک بھی نہایت قدیم ہے۔ اسکی قدامت کا پتہ قطب شاہی عہد سے چل سکتا ہے یہ علم مبارک نہایت خوبصورت اور بلحاظ تبرک بے انتہا قابل احترام ہے صبح ہفتم محرم الحرام کو علم مبارک باہر کی پھاٹک تک لایا جاتا ہے۔ اور صبح روز عاشورہ علم مبارک جلوخانہ میں گشت کرتا ہے۔ ہزارہا مومنین مصروف سینہ زنی رہتے ہیں۔ انیسویں یعنی شب ہشتم محرم کو جناب سکینہ علیہا سلام کے علم مبارک کی سواری نکلتی ہے جو گذر ابوالحسن ہوتے ہوئے پرانی حویلی سے واپس ہوتی ہے مومنین کا کافی مجمع علم مبارک کے ساتھ ہوتا ہے۔ یہ عاشور خانہ دیوڑی نواب سالار جنگ بہادر میں واقع ہے اس عاشور خانہ کے متولی مولوی میر داور علی و مولوی میر نورالہدیٰ صاحبان ہیں۔ خدمت تولیت نہایت عمدگی سے انجام دیجاتی ہے۔ ہر پنجشنبہ کو زائرین بکثرت اس بارگاہ مقدس کی زیارت سے مشرف ہوکر اپنے مراد ہائے دلی بارگاہ لم یزلی سے صاحب بارگاہ نور چشم اسد اللہ الغالب حضرت عباس ذیجاہ علیہ التحیۃ والثنا کی وساطت سے پاتے ہیں۔

نعل مبارک

یہ عاشور خانہ موسوم بہ نعل مبارک پتھر گٹی میں واقع ہے۔ اس نعل مبارک کے متعلق کہا جاتا ہے کہ سرور کائنات مفخر موجودات رحمۃ للعالمین حضرت محمد مصطفےٰ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے خود مبارک کا ٹکڑا ہے جو معرکہ کربلا میں جگر گوشہ رسول الثقلین حضرت امام حسین سید الشہداء روحی و ارواح العالمین لہ الفداء کے فرق مبارک پر تھا۔ جسکی بیچ کا ٹکڑا میدان کارزار کربلا میں گر پڑا تھا۔ اور اتفاقاً ایک زوار کے ہاتھ لگیا اور وہ رفتہ رفتہ عادل شاہی خاندان میں منتقل ہوا۔ سلطان وقت نے اسکو نقرئی تعویز میں بند کرکے اوس پر صندل چڑھوا کر لفظ اللہ

(ب) کی صورت میں علم ہوا یا اور بمقام بیجاپور عشرہ شریفہ محرم میں [illegible] تو کیا کرتا تھا جب سلطنت بیجاپور سلاطین مغلیہ کے ہاتھ آئی تو یہ علم مبارک حیدرآباد لایا گیا اور رتجنک نہیں ہے۔ [illegible] استادہ ہوتا ہے اور شب عاشورہ یعنی دسویں محرم کی شب کو اس علم مبارک کی سواری نہایت تزک و احتشام کے ساتھ نکلتی ہے [illegible] لاکھوں کی تعداد میں لوگ بلا تفریق مذہب و ملت اس علم مبارک کے ساتھ رہتے ہیں۔

بادشاہی عاشورخانہ

یہ عاشورخانہ [illegible] پوری [illegible] واقع ہے۔ اس عاشورخانہ کی عمارت کا [illegible] حضرت [illegible] [illegible] قطب شاہ نے بصرفہ [illegible] ہزار روپیہ تعمیر کرایا تھا۔ اسکی تعمیر [illegible] شروع ہوئی اور [illegible] میں اسکی تعمیر [illegible] جاری رہی جس بادشاہ کے عہد میں اسکی تعمیر شروع ہوئی اس کا نام صدر [illegible] والے کتبہ میں کمال [illegible] کے ساتھ لکھا ہوا ہے۔ علاوہ اس کے بادشاہ یعنی بانی عمارت کے پوتے سلطان محمد عبداللہ قطب شاہ بادشاہ کے نام سے بھی جا بجا عمارت میں نصب [illegible] بادشاہ کی کیفیت ابوالمظفر اور سلطان لقب بھی کندہ ہے۔ اس بادشاہ کے زمانہ سے چہاردہ معصومین علیہم السلام کے نام کے استادہ ہونے لگے ہیں جیسی نقاشی اور کاشی کا کام سلطان عبداللہ قطب شاہ [illegible] میں کرایا [illegible] میں نصب ہوئے۔ بیرونی عمارت کے دو دالان جو عظیم الشان [illegible] [illegible] نواب میر [illegible] علی خان آصف جاہ [illegible] کے تعمیر کردائے ہوئے ہیں۔ نوازش علی خان [illegible] عاشورخانہ [illegible] میر [illegible] [illegible] مرمت کرائی۔ چند ہی سال ہوئے ہیں کہ حضور پرنور آصف سابع خلد اللہ ملکہ و سلطنتہ نے ہزار [illegible] روپیہ کے صرفہ سے [illegible] ترمیم اور خوبصورتی میں اضافہ فرمادیا وہ نقش و نگار جو مرور [illegible] و قریب محو ہو گئے تھے تازہ [illegible] اور بعد دالان پر لوہے کی جال اور دروازے لگائے گئے [illegible] اعمال بجالائے بانے کے حوض [illegible] [illegible] لگوا کر محفوظ کر دیا گیا ہوتا ہے۔ بلدہ کے نامی کے بعد یہاں عاشورخانہ کا [illegible] ختم ہوتا ہے۔ اسکو بھی [illegible] دیکھتے ہیں کہ اسکے [illegible] سامعین کے نعرہ ہائے صلوٰۃ شمار کرنا مشکل ہے کہ زائرین باوضو عاشورخانہ میں داخل ہوں [illegible] قصائد [illegible] اجازت نہیں۔ قصاید خوانی کے اختتام [illegible] کر نہاتے اور [illegible] [illegible] ہے۔

بابا شرف الدین رح کی پہاڑی

بلدہ حیدرآباد فرخندہ بنیاد سے یہ پہاڑی بارہ میل کے فاصلہ پر واقع ہے سالانہ عرس بڑی دھوم دھام سے ہوتا ہے۔ حضرت بابا شرف الدین رح بڑے صاحب کرامت بزرگ تھے۔ پہاڑی آج مرجع خاص و عام ہے۔ ہندو [illegible] متعلق مذہب و ملت اس پہاڑی کی زیارت سے مشرف ہوتے اور دلی مرادیں حاصل کرتے ہیں۔ ۲۰ شعبان المعظم کو [illegible] کرتا ہے۔ گورنمنٹ کی جانب سے ہر سال ایک یوم کی تعطیل بغرض ترک دیجاتی ہے۔

اجالے شاہ صاحب رح

یہ درگاہ بلدہ حیدرآباد فرخندہ بنیاد سے ایک میل کے فاصلہ پر جانب شرق سنٹرل جیل کے آگے واقع ہے۔ جہاں حضرت اجالے شاہ قدس سرہ العزیز دفن ہیں۔ یہ بزرگ بھی صاحب کشف و کرامات تھے۔ سنا یہ جاتا ہے [illegible] مرغ کا گوشت بعادتاً میں مرغ بریان کھاتے اور شب میں اس کے بال و پر اپنے سرہانے رکھکر سو جاتے۔ مرغ صحیح و سالم بحکم خدا زندہ ہو جاتا۔ چنانچہ اسی بنا پر یہاں جو حاجتمند اپنے مقصد کی نیت کرتا ہے وہ اس طرح [illegible] مراد بر آئیگی تو میں اتنے مرغ پکا کر حضرت کے نام سے فاتحہ دلاؤنگا۔ جب مراد بر آتی ہے تو وہ حسب نیت [illegible]

پتھروں کی آب و تاب میں ذرہ برابر فرق نہیں آیا۔ رنگوں کی خوبی اور دلاویزی کے علاوہ پتھروں کی ترتیب اور جڑوائی قابل صد تحسین و آفرین ہے۔ چھت کی چوبی خاتم بندی کا یہاں کی پرانی عمارت عہد آصفیہ کی خصوصیات سے ہیں۔ نواب میر نظام علی خان آصف جاہ ثانی غفران مآب نے اس عاشور خانہ کے اخراجات عود و گل کے لئے بارہ ہزار روپیہ سالانہ کی جاگیر مقرر فرمائی تھی۔ اور بعہد نواب میر اکبر علی خان سکندر جاہ آصف جاہ ثالث مغفرت منزل دو ہزار نقدی معمول کا اس پر اور اضافہ ہوا۔

علم بی بی

تزک قطب شاہیہ میں لکھا ہے کہ یہ علم مبارک اس تختہ کی لکڑی سے بنایا گیا ہے جس پر حضرت سیدہ فاطمہ زہرا سلام اللہ علیہا کو غسل دیا گیا تھا۔ یہ لکڑی کا تختہ مدت دراز کے بعد ایران کے کسی کاریگر کے ہاتھ لگا وہ اس کا علم تیار کر کے کربلائے معلی سے دور شاہان قطبیہ میں حیدرآباد لایا سلاطین قطب شاہیہ نے تانبے اور چاندی کو ملا کر اسکے اوپر سرخ سونے کا ملمع چڑھایا۔ کہا جاتا ہے کہ یہ علم مبارک بعہد سلطان عبداللہ قطب شاہ کی والدہ ماں صاحبہ کے حکم سے اولاً قلعہ گولکنڈہ میں ایستادہ ہوا کرتا تھا۔ زاں بعد شہر حیدرآباد میں لایا گیا۔

اس علم مبارک میں اللہ و محمد و علی کا طغرہ بنا ہوا ہے۔ اعلیحضرت حضور پرنور خلد اللہ ملکہ و سلطنتہ نے اپنی تخت نشینی و رہبر جنگی کی خدمت میں عقیدتمندی اسپر خالص سونے کا پتر چڑھایا ہے اور (۲) عدد گوشوارہ مرصع ورز نگار جنمیں بیش بہا جواہرات و شعرا جمع ہو کر نذر حسن پر بغرض حفاظت کپڑے کی ریشمی تھیلیاں رہتی ہیں چڑھائے ہیں اس علم مبارک کے ساتھ بارہ بڑے کے علاوہ طرح طرح اسماء گرامی سے موسوم خالص فولاد کے بنے رہتے ہیں جو سلاطین قطبیہ کے عہد میں تیار ہوئے تھے۔ یہ کے عہد میں آپ محرم الحرام کو ایستادہ ہوا کرتا اور دسویں محرم روز عاشورہ الاوہ سے نکلکر بسواری فیل کمان شیخ فیض سے دو جامعہ عباسی آپکے مشہورہ گھروالے درگاہ قدم رسول (متصل بازہ صمصام الملک) آتا ہے۔ اور یہاں سے پنجہ شاہ (جو درگاہ ہے) پہنچتا ہے۔ اور اس سے حویلی قدیم آتا ہے۔ جہاں حضور پرنور نذر چڑھاتے ہیں جو

بارگاہ حضرت ابوالفضل العباس

یم جاہ بہادر کی سلامتی بس ہونیکے بعد جانب چادرگھاٹ روانہ ہوتا ہے۔ اسکے سا بلحاظ تبھی ... علم مبارک رہتا ہے ... اکرتا ... تبھی پریشان رہتا

باہر کی پھاٹک تک لایا جاتا ہے۔ اور صبح روز عاشورہ علم مبارک جلو خانہ میں گشت کرتا ہے۔ ہزارہا مومنین مصروف سینہ زنی کرتے ہیں۔ اٹھویں یعنے شب ہشتم محرم کو جناب سکینہ علیہا سلام کے علم مبارک کی سواری نکلتی ہے جو گلزار حوض ہوتے ہوئے پرانی حویلی سے واپس ہوتی ہے مومنین کا کافی مجمع علم مبارک کے ساتھ ہوتا ہے۔ یہ عاشور خانہ دیوڑھی نواب سالار جنگ بہادر میں واقع ہے اس عاشور خانہ کے متولی مولوی میر داور علی و مولوی میر نور الہدی صاحبان ہیں۔ خدمت تولیت نہایت عمدگی سے انجام دیجاتی ہے۔ ہر پنجشنبہ کو زائرین بکثرت اس بارگاہ مقدس کی زیارت سے مشرف ہو کر اپنے مراد ہائے دلی بارگاہ علم برداری صاحب بارگاہ نور چشم اسد اللہ الغالب حضرت عباس ذیجاہ علیہ التحیۃ والثنا کی وساطت سے پاتے ہیں۔

نعل مبارک

یہ عاشور خانہ موسوم بہ نعل مبارک پتھر گٹی میں واقع ہے۔ اس نعل مبارک کے متعلق کہا جاتا ہے کہ سردار کائنات مفخر موجودات رحمۃ اللعالمین حضرت محمد مصطفےٰ صلے اللہ علیہ والہ وسلم کے خود مبارک کا ٹکڑا جو معرکہ کربلا میں جگر گوشہ رسول الثقلین حضرت امام حسین سید الشہداء روحی و ارواح العالمین لہ الفدا کے فرق مبارک پر تھا۔ جسکی بینی کا ٹکڑا میدان کارزار کربلا میں گر پڑا تھا۔ اور اتفاقاً ایک زوار کے ہاتھ لگا اور وہ رفتہ رفتہ عادل شاہی خاندان میں منتقل ہوا۔ سلطان وقت نے اسکو نقرئی تعویز میں بند کر کے اوس پر صندل چڑھوا کر نعل دار اللہ

سے ان کو نکالا دفع ہو جاتا ہے۔ حضرت نے ان میں دو شقیں یا نالی قرار دیا تھا ہم نے زیارت کی غرض پایا ہے۔ مہ تھا شاہزادگان بلند اقبال و شاہزادیاں فرخندہ فال و سرپردہ عصمت الاوہ مبارک میں تشریف لاتے ہیں۔ الاوہ کی قدیم عمارت جمال صاحب عظمت جنگ وکیل مظفر الدولہ مبارز الملک کی تعمیر کردہ تھی حضور پرنور نے اس کو منہدم کرواکے نئے طرز جدید تعمیر کروایا ہے۔ یہ جدید عمارت نہایت خوشنما ہے۔ یہ الاوہ بیرون دروازہ دبیر پورہ واقع ہے۔

الاوہ بی بی ..... علیہا

یہ الاوہ الاوہ بی بی سے کچھ فاصلہ پر واقع ہے۔ اس الاوہ میں پسران حضرت مسلم ابن عقیل علیہ السلام کا تابوت ہے۔ قدیم الایام سے یہاں یہ رواج ہے کہ حاجتمند روز عاشورہ بوقت مغرب اپنے ہاتھ ایک مٹی کی کلیہ (آبخورہ گلی) لیکر آتے ہیں۔ اور وہیں اپنے مقصد کی نیت کرکے تابوت کے اندر سے ایک مٹھی ریت اٹھاتے اور کلیہ کو بحفاظت تمام اپنے مکان میں رکھتے ہیں۔ اعتقاد یہ ہے کہ مراد دلی بر آتی ہے۔ بعد حصول مراد آئندہ سال شیر برنج کے کونڈے یا اقسام کی ..... بھر کر فاتحہ دلاتے ہیں۔ اور اس ریت کو اس نقدی ساتھ جو نذر کی گئی ہو تابوت کے اندر ڈال دیتے ہیں۔ الاوہ مبارک قطب شاہی عہد کا تعمیر کردہ ہے۔ کسی زمانہ میں یہ تابوت جلوس کے ساتھ ندی تک لیجایا جاتا تھا۔ اور حضرت مغفرت آب جو کہ قدیم سے اس کی زیارت فرمایا کرتے تھے۔

کوہ قائم

اس کوہ مقدس کو جو بلدہ حیدرآباد فرخندہ بنیاد سے پانچ میل کے فاصلہ پر واقع ہے ایک چھوٹی سی ناہموار پہاڑی پر بتعداد مولوی عباس علی شریف صاحب قبلہ مرحوم نے تو ارمبارک (نشان) نصب فرماکر قائم آل نبی کے نام نامی سے منسوب فرمایا۔ اس واجب احترام پہاڑی پر ہر جمعہ اول کو بوقت عصر مجلس عزا برپا ہوتی اور بعد مجلس زائرین کو کھانا کھلایا جاتا ہے۔ ۱۲ شعبان المعظم کو بوقت عصر تو ارمبارک نصب ہوتا ہے اور اس رات اعمال بجالائے جاتے ہیں۔ ۱۵ شعبان المعظم کو بوقت عصر جشن میلاد حضرت صاحب العصر والزمان عجل اللہ فرجہ منعقد ہوتا ہے۔ بلدہ کے نامی گرامی شعرا بارگاہ مقدس میں بحضور حضرت صاحب علیہ السلام قصائد خوانی کی عزت حاصل کرتے ہیں۔ سامعین کے نعرہ ہائے صلوٰۃ سے تمام کوہ مقدس گونج اٹھتا ہے۔ قصیدہ طرح پر پڑھنا پڑتا ہے۔ غیر طرحی قصائد خوانی کی اجازت نہیں۔ قصاید خوانی کے اختتام پر زائرین کو کھانا کھلایا جاتا اور بصرف زر کثیر آتش بازی بھی کیجاتی ہے۔

حضرت بابا شرف الدین رح کی پہاڑی

بلدہ حیدرآباد فرخندہ بنیاد سے یہ پہاڑی بارہ میل کے فاصلہ پر واقع ہے سالانہ عرس بڑی دھوم دھام سے ہوتا ہے۔ حضرت بابا شرف الدین رح بڑے صاحب کرامت بزرگ تھے۔ پہاڑی آج مرجع خاص و عام ہے۔ ہندو و مسلمان بلا تفریق مذہب و ملت اس پہاڑی کی زیارت سے مشرف ہوتے اور دلی مرادیں حاصل کرتے ہیں۔ ۲۰ شعبان المعظم کو یہاں عرس ہوا کرتا ہے۔ گورنمنٹ کی جانب سے ہر سال ایک یوم کی تعطیل بغرض شرکت دیجاتی ہے۔

درگاہ اجالے شاہ صاحب رح

یہ درگاہ بلدہ حیدرآباد فرخندہ بنیاد سے ایک میل کے فاصلہ پر جانب شرق نیرل خیل کے آگے واقع ہے۔ جہاں حضرت اجالے شاہ قدس سرہ العزیز دفن ہیں۔ یہ بزرگ بھی صاحب کشف و کرامات تھے۔ سنا یہ جاتا ہے کہ حضرت کی غذا مرغ کا گوشت تھا دن میں مرغ بریان کھاتے اور شب میں اس کے بال و پر اپنے سرہانے بکھر کر سو جاتے۔ صبح میں وہ مرغ صحیح و سالم بحکم خدا زندہ ہو جاتا۔ چنانچہ اسی بنا پر یہاں جو حاجتمند اپنے مقصد کی نیت کرتا ہے وہ اس طرح سے کہ اگر میری مراد بر آئیگی تو میں اتنے مرغ پکا کر حضرت کے نام سے فاتحہ دلاؤنگا۔ جب مراد بر آتی ہے تو وہ حسب نیت

ایک دو بہرحال جتنے مرغ کی اس نے نیت کی تھی آپ کی درگاہ میں لیجا کر ذبح کرتا اور بانٹ دیتا۔ اور قورمہ مرغ (جو میں مردوں کے ہاتھ سے تیار کیا جاتا ہے) پر فاتحہ دیتا ہے۔ اس غذا کے تیار کرنے میں مرد کی شرط ہے لیکن کھانے میں کوئی شرط نہیں۔ عورت مرد سب ہی کھا سکتے ہیں۔ چنانچہ ہر پنجشنبہ کو یہاں بکثرت حاجتمندوں و مرد جمع ہوتے اور بیسوں مرغ ذبح ہوتے ہیں۔

درگاہ یوسف صاحب شریف صاحب قبلہ رح

یہ درگاہ نامپلی شہر سے دو میل کے فاصلہ پر ریلوے اسٹیشن حیدرآباد دکن سے قریب واقع ہے۔ ایک ہی گنبد میں حضرت یوسف صاحب و شریف صاحب قبلہ رح مدفون ہیں۔ سنا جاتا ہے کہ یہ ہر دو حضرات سادات رفیع الدرجات سے ہیں۔ ہر پنجشنبہ کو یہاں ہزاروں حاجتمند و زائرین بلا تفریق مذہب و ملت جمع ہوتے ہیں جس طرح سے حضرت خواجہ معین الدین چشتی رح کے مزار شریف پر اجمیر شریف میں فقرا و مساکین و زائرین کی کثرت سنی گئی ہے اسی طرح یہاں بھی ہر پنجشنبہ کو ایک میلا لگا رہتا ہے اور ۶ ربیع الثانی کو ہر سال عرس ہوتا ہے۔ ہر پنجشنبہ و جمعہ کو یہاں قوالی بھی ہوا کرتی ہے۔ عرس میں شرکت کی غرض سے بلدہ و جوار ... ایک پنجشنبہ یوم کی تعطیل منظورہ سرکار ہے۔

چنانچہ ام... عبداللہ قط...

دائرہ میر مومن صاحب قبلہ

یہ دائرہ اندرون شہر سلطان شاہی میں واقع ہے۔ یہاں ایک پختہ چوکنڈی کے اندر حضرت میر مومن صاحب قبلہ رح جو سید جلیل القدر و صاحب کشف و کرامات ہیں مع اپنے اعزا و اقربا و مرحومین کے دفن ہیں۔ آپ استرآباد کے سادات عظام میں آپ بہت بڑے عالم و عامل کامل بڑے پایہ کے بزرگ گذرے ہیں۔ چنانچہ حضرت کی مزار سے پانی دار کر مریضوں کو پلایا جاتا ہے۔ تو خداوند کریم اس کی برکت سے شفا بخشتا ہے۔ ذہن کھلنے کے لئے حضرت کے تعویذ قبر پر شکر ڈالکر زبان سے چاٹنے سے ذہن کھلتا ہے۔ اور اکثر عمل عملیات کے شائقین یہاں آکر عمل پڑھتے ہیں اور کامیاب ہوتے ہیں۔ بہرحال حضرت کا فیض عوام پر اب تک جاری و ساری ہے۔ اکثر لوگ بلا تفریق مذہب و ملت بغرض زیارت حاضر ہوتے اور دینی و دنیوی فیوض حاصل کرتے ہیں سنا گیا ہے کہ اس دائرہ کی زمین میں حضرت نے کربلائے معلّے سے خاک شفا کی ٹھنڈیوں منگوا کر بچھوا دی تھی۔ یہی وجہ ہے کہ اہل تشیع حضرات یہاں دفن ہونے کو اپنی سعادت سمجھتے ہیں۔ اس دائرہ میں اکثر بزرگوار علما و فضلا و وزرا دفن ہیں منجملہ انکے ایک شاہ چراغ صاحب قبلہ نجفی اور دوسرے نور الہدیٰ صاحب قبلہ دفن ہیں ان ہر دو بزرگواروں کے مزار بھی مرجع خاص و عام ہیں۔ ان کے بھی عرس ہر سال ہوتے ہیں اسی دائرہ میں حضرت میر مومن صاحب قبلہ رح کے مزار کے زینہ کے پاس ہی نعمت خان عالی وزیر اورنگزیب عالمگیر کی بھی قبر ہے مثل دیگر قبرستانوں کے اس دائرہ کو بھی محصور کر دیا گیا ہے لیکن اس کے ایک حصہ میں مکانات بنا کر لوگ رہتے بستے ہیں۔ اس دائرہ کے باب الداخلہ پر نقار خانہ بنا ہوا ہے جہاں پنج وقتہ نوبت بجا کرتی ہے۔ دروازہ میں داخل ہوتے ہی ایک پختہ حمام زمانہ قدیم کا بنا ہوا اور اس کے بازو ایک چھوٹی سی مسجد ملتی ہے۔ جہاں مردوں کو غسل دیا جاتا ہے اور نماز جنازہ پڑھائی جاتی ہے۔ اوسی کے روبرو پانی کا ایک بہت بڑا حوض بنا ہوا ہے جسکے پانی سے زندے مردے سبھی فائدہ اٹھاتے ہیں۔ از بسکہ یہاں مومنین و مسلمین اسقدر دفن ہیں کہ اس دائرہ کی زمین تدفین اموات کیلئے بالکل ناکافی ہے۔ ہمارا تو خیال ہے کہ ایک ایک قبر میں ہزاروں مردے دفن ہونگے۔ کیا بہتر ہو کہ ارباب متعلقہ اس دائرہ کے بسنے والے زندہ انسانوں کو کسی اور مقام پر منتقل ہونے پر مجبور کر کے اس قبرستان ایک بہت بڑا علاقہ جو انکے قبضہ میں ہے پاک و صاف کروا دیں کہ جس سے تدفین اموات میں آسانی ہو۔ یہاں کے گورکن، غسال، تلقین پڑھانے والے جتنے بھی لوگ ہیں وہ سب ملازم اور تنخواہ یاب ہیں۔ یہ دائرہ سر رشتہ امور مذہبی سرکار عالی کی نگرانی میں ہے۔ جس کے انتظام کیلئے ایک مجلس انتظامی بھی قائم ہے۔ اس

عمارت کی بنا ۱۰۳۱ ھ م ۱۶۲۱ء میں ہوئی اور اسکے چار سال بعد یعنی ۱۰۳۵ ھ م ۱۶۲۵ء میں اپنی عمر کے [illegible] سال [illegible] نے انتقال فرمایا۔ آپ کی اولاد اس وقت موجود ہے [illegible] آبائی معاش سے مستفید ہو رہے ہیں

مزار حضرت شہاب الدین رح

یہ مزار عمدہ منگرت دو منزلہ پہاڑ کے دامن پر واقع ہے۔ عمدہ گنبد [illegible] شمس آباد تھا۔ مزار حضرت شہاب الدین آج مرجع خلائق ہے۔ ہر سال ربیع الثانی [illegible] عرس ہوتا ہے۔ [illegible] ہر سال بڑی دھوم دھام سے عرس ہوتا ہے۔ [illegible] مسلمان [illegible] اس عرس میں شریک ہوتے ہیں۔

جامع مسجد

یہ مسجد چارمینار سے متصل واقع ہے۔ محمد قلی قطب شاہ نے [illegible] جہاں آب نقل مبارک استادہ کئے جاتے ہیں [illegible] کیا کہ یہاں کون رہتا ہے کہ جسکے لئے اسکی تعمیر اس مقام پر موزوں ہے [illegible] کے درمیان تعمیر کیا جائے رنگر داروغہ عمارات نے اس [illegible] بادشاہ کے سامنے پیش کیا [illegible] موجودہ مقام پر اسکو تعمیر کرنیکا حکم دیا ۱۰۰۶ھ میں اسکی تعمیر بصرفہ دو لاکھ روپیہ میر فیض اللہ بیگ داروغہ [illegible] باہتمام میر جملہ امین الملک الف خاں بہادر اس سے ملحق مدرسہ تمام اور خانقاہ بھی [illegible] کا شمار ہے۔ مرور زمانہ کی وجہ مسجد اپنی اصلی حالت پر قائم نہ تھی اسلئے میر عباس علی خاں اعتماد الملک میر تزک [illegible] مغفرت منزل اپنے ذاتی صرفہ سے ازسر نو تعمیر کیا۔ یہ مسجد اپنی فن کا بہترین نمونہ پیش کرتی ہے۔ محراب عبادت کے [illegible] سنگ سیاہ کا نصب ہے وہ قابل دید ہے۔ باوجود صد ہا سال گزرنے کے یہ معلوم ہوتا ہے کہ [illegible] گیا ہے۔ حروف منبد دیکھنے سے تعلق رکھتے ہیں جس سے پتہ چلتا ہے کہ ایرانی لوگ بھی اپنے فن میں استاد [illegible] مسجد کا دروازہ جس میں یہ نصب ہے وہ پوری چوکھٹ بہترین سنگ موسی کی تراشی ہوئی ہے۔

مکہ مسجد

یہ مسجد عہد حکومت سلطان محمد قطب شاہ کی خاص عمارت و یادگار ہے۔ حیدرآباد و فرخندہ بنیاد کی [illegible] بڑی اور نہایت شاندار مسجد ہے۔ اس کی تعمیر میں پتھر کا ایک بہت بڑا حصہ گلکن پہاڑ خوش سیر سے [illegible] پر واقع ہے لاکھوں کوئی پتھر دو ریا پانچ سال تک کان سے نکلتے رہتے ہیں۔ اور گلکن پہاڑ سے [illegible] چار سو بیل کھینچ کر لائے تھے۔ اس مسجد کی تعمیر کا واقعہ ایک مورخین نے اس طرح لکھا ہے کہ اس کا سنگ بنیاد رکھنے سے پیشتر بادشاہ تمام حاضرین سے مخاطب ہو کر کہا کہ اس مسجد کا سنگ بنیاد رکھنے کے لئے ایک ایسے شخص کی ضرورت ہے کہ جس کی ایک وقت کی بھی نماز قضا ہوئی ہو۔ اگر آپ لوگوں میں کوئی ایسا شخص ہو تو نکل آئے اور اس کا سنگ بنیاد رکھے۔ یہ سن کر کسی نے اسکا جواب نہ دیا بلکہ آپس میں ایک دوسرے کا منہ تکنے لگے۔ جب بادشاہ اپنی بات کا کسی سے بھی جواب ملتا ہوا نہ دیکھا تو خود پتھر ہاتھ میں لیکر کہا کہ الحمد للہ میں نے بارہ سال کی عمر سے اس وقت تک ایک وقت کی بھی نماز فریضہ تو کجا نماز تہجد تک قضا نہیں کیا ہے اسلئے میں اس کا سنگ بنیاد قائم کرتا ہوں۔ یہ کہکر بادشاہ نے اپنے ہاتھ سے مسجد کے پایہ میں پتھر دیا۔ ۱۰۲۳ھ میں اس کی تعمیر زیر نگرانی میر فیض اللہ بیگ داروغہ اور رنگ خان شروع ہوئی اور اس تعمیر کے لئے دو ہزار معمار اور دو ہزار سنگ تراش، چار ہزار مزدور مقرر کئے گئے۔ یہ مسجد ایک بہت ہی وسیع چبوترے پر سنگ بستہ تیار ہوئی ہے۔ اس مسجد کے بلند ستون ایک ڈھال پتھر کے تراشیدہ ہیں۔ یہ مسجد بڑے اور چھوٹے پچھوٹ سنگ خارہ سے تیار ہوئی ہے۔ لیکن صرف ایک پتھر عقبی حصہ میں دو انگل چوڑا اور دو بالشت لمبا لگا یا گیا ہے۔ پوری مسجد میں اتنا چھوٹا کوئی پتھر نہیں۔ یہی وجہ ہے کہ یہ پتھر بہت دور دور تک مشہور ہے جب کوئی

جو کوئی شخص بلدہ حیدرآباد کا باشندہ ہونے یا وہاں کی سیاحت کا دعوی کرتا ہے تو مقابل کا آدمی اس سے سوال کرتا ہے کہ [illegible] مکہ مسجد بھی تو دیکھی ہوگی۔ اگر دیکھی ہے تو بتلاؤ کہ اس میں دو ونگل کی چیپ کس طرف ہے۔ اس مسجد کے عقبی حصہ میں [illegible] سے متصل ہی ایک خانقاہ بنی ہوئی ہے جسمیں اکثر مولود وغیرہ ہوا کرتا ہے اور اسی کے بازو ایک سماع خانہ [illegible] بنایا گیا ہے۔ جہاں [illegible] دوازدہم شریف میں اور ہر جمعہ کو قوالی ہوا کرتی ہے۔ اسی سماع خانہ میں خواجہ معین الدین چشتیؒ کا چلہ بھی قائم ہے [illegible] بہت بعد کی تیار کردہ ہیں۔

اس مسجد کا پہلا نام بیت العتیق ہے جو سلطان محمد قطب شاہ نے رکھا تھا۔ سلطان محمد قطب شاہ کے بعد سلطان عبداللہ قطب شاہ اور سلطان ابوالحسن تاناشاہ نے اسکی درستی کی طرف توجہ کی اور اسپر آٹھ لاکھ روپے صرف کئے اور جب شہنشاہ اورنگ زیب عالمگیر نے قطب شاہیہ سلطنت کو اپنے قبضہ میں کر لیا تو مسجد کے اندرونی حصہ میں ستر [illegible] اور اوقات نماز کے معلوم کرنے کے لئے سنگ موسی کی ایک دھوپ گھڑی صحن میں بنوائی اور حسب قول [illegible] اس کا نام بدل کر مکہ مسجد رکھا۔ اس مسجد کے اندر بہت بڑے بڑے بلوریں متعدد جھاڑ آویزاں ہیں جو مخصوص ایام میں بجلی کی روشنی سے جگمگاتے رہتے ہیں سنگ مرمر کے منبر بھی بنے ہوئے ہیں جن پر مخصوص مشائخین و واعظین کا وعظ ہوتا ہے۔ محراب عبادت میں حضرت غوث اعظمؒ کے نام کا طغری نصب ہے مسجد کی بنیاد گو بلند نہیں لیکن خوبصورت ضرور ہیں۔ بالائی صحن میں سنگ مرمر اور سنگ سیاہ کے ترشے ہوئے چند تخت بھی بچھے ہوئے رہتے ہیں تاکہ اگر کوئی مصلی چاہے تو اوس پر بھی نماز ادا کرسکے۔ اس مسجد میں دو حوض ہیں ایک جانب شرق (جو بہت بڑا اور نہایت وسیع ہے) دوسرا جانب جنوب صحن بالائی ہی میں جانب شمال مسجد سے ملحق سلاطین آصفیہ کا مقبرہ نہایت خوشنما اور سنگ بستہ مثل ایک ہال کے بنا ہوا ہے جسپر خورد و کلاں بارہ (۱۲) مینار بنے ہوئے ہیں۔ اس ہال میں ایک ہی قطار میں سلسلہ بسلسلہ حضرت آصف جاہ ثانی سے آصف جاہ سادس حضرت غفران مکان رحمۃ کے مزار ہائے مقدس بنے ہوئے ہیں۔ پہلے ہر ایک مزار علحدہ علحدہ ایک ایک سنگ مرمر کی جالی میں تھا۔ حضور پرنور خلد اللہ ملکہ و سلطنتہ نے اپنی تخت نشینی کے بعد تمام جالیوں کو نکلوا کر تمام مزاروں کے لئے ایک ہی مقبرہ تعمیر کروایا۔ حفاظ بغرض تلاوت اور عود و گل وغیرہ کے لئے آپ ہی نے مقرر فرمائے۔ اس مقبرہ کی تعمیر کے ساتھ ہی ساتھ صحن مسجد میں دو نہایت خوبصورت سنگ بستہ [illegible] بھی تعمیر کروا دئے گئے جو مسجد کے حسن کو اور دوبالا کر رہے ہیں۔

یہ مسجد چارمینار سے چند قدم کے فاصلہ پر واقع ہے اس میں داخل ہونے کیلئے دو نہایت شاندار دروازے ہیں ایک جانب شرق دوسرا جانب شمال صدر دروازہ جو جانب شرق واقع ہے اس پر سنگ مرمر کا جو کتبہ تھا جس پر ۱۰۴۳ کندہ ہے نصب [illegible]۔ اسی مسجد میں سرکار کی جانب سے فقراء و مساکین کو صبح و شام پکی ہوئی کھچڑی بھی تقسیم ہوتی ہے مسجد کا انتظام نہایت [illegible] انجام پاتا ہے۔ اس پر محکمہ عالیہ نظامت امور مذہبی کی خاص نگرانی ہے۔ اسکے انتظام کے لئے ایک عملہ مقرر ہے۔ جو مولوی خورشید علی صاحب مہتمم کے زیر نگرانی مسجد کے انتظام میں مشغول ہے۔ مولوی علی الدین احمد صاحب ناظم امور مذہبی سرکار عالی کی اس مسجد پر توجہ خاص مبذول ہے۔ اور اس کے بہترین انتظامات ناظم صاحب موصوف کے رہین منت ہیں۔ اس مسجد سے متعلق ایک کتب خانہ بھی ہے جس میں اچھی اچھی کتابیں موجود ہیں۔

چارمینار

یہ عمارت وسط شہر حیدرآباد فرخندہ بنیاد میں نہایت ہی خوبصورت مربع نما پتھر اور گچ سے بنی ہوئی ہے۔ اسکے چاروں گوشوں پر نہایت بلند اور بالا چار مینار بنے ہوئے ہیں اور چاروں طرف کمانیں

لگی ہوئی ہیں۔ اس کے تحت کے بالائی حصہ میں ایک طرف چھوٹی سی خوبصورت مسجد ہے اندرونی حصہ [illegible] کے نقش و نگار بہت [illegible] اس عمارت کی تعمیر ۱۰۰۰ھ سے یکم محرم الحرام [illegible] تکمیل کو پہنچی اس کی تاریخ "یا حافظ" ہے۔ اس کو تعزیہ نما بنانے کی وجہ یہ بتائی گئی ہے کہ [illegible] مرتبہ مرض وبا شدید ہو گیا تھا جس سے ہزاروں آدمی ہلاک ہو رہے تھے۔ اس مرض کے دفع کرنے کی صورت [illegible] دفعتہً [illegible] تعزیہ [illegible] میں گشت لگوایا اور منت مانی کہ اگر موضع مرض دور ہو جائے تو اس تعزیہ کی شکل کی ایک عمارت تعمیر کراؤں گا۔ اس منت کے بعد خداوند کریم نے اپنا فضل کیا اور مرض وبا [illegible] دفع ہو گیا۔ بادشاہ نے اپنی منت کے موافق اس عمارت کو تعمیر کرایا۔ جو صدہا سال سے قائم و برقرار ہے۔ اس عمارت میں سٹی افغان پولیس کا ایک دستہ متعین ہے جس کا کام ۲۴ گھنٹہ اس میں تیار رہنا ہے۔ ایک تو یہ عمارت تعزیہ نما بنی ہوئی ہے دوسرے اس میں حضرت غوث الاعظم کا چلہ ہے اس لحاظ سے اس متبرک عمارت میں جوتے پہنکر داخل ہونا نامناسب اور احترام کے منافی ہے۔ یہ عمارت خوبصورتی میں اپنی آپ نظیر اور اس قدر بلند ہے کہ بہت دور دور سے نظر آتی ہے۔ اس کے چاروں طرف چار راستے ہیں۔ ایک جانب شرق کوکلہ عالیجاہ اور دوسرا جانب غرب چوک حسینی علم دیل قدیم اور تیسرا جانب شمال علی آباد و شاہ علی بنڈہ و فلک نما اور چوتھا جانب جنوب پتھر گٹی و افضل گنج کو جاتا ہے۔ چار کمان اور گلزار حوض بھی اس سے کچھ ہی فاصلہ پر ہیں۔ خاص خاص مواقع پہ اس عمارت پر بجلی کی روشنی کی جاتی ہے۔

مسجد خیریت آباد

اس مسجد کو ۱۰۳۵ھ میں سلطان محمد قطب شاہ کی بیٹی خیرۃ النساء بیگم نے بمقام خیریت آباد جو شہر سے تین میل کے فاصلہ پر ہے تعمیر کروایا تھا۔ اس کے ایک بازو میں وہ مقبرہ بے مزار بھی بنا ہوا ہے کہ جس کو ملا عبد الملک نے اپنے لئے تعمیر کرایا تھا چونکہ ملا مذکور زیارت حرمین الشریفین سے مشرف ہو کر زندہ نہ لوٹے اس لئے ان کی تدفین یہاں عمل میں نہ آئی اور مقبرہ بلا مزار کے اب تک ان کی یادگار موجود ہے۔

ٹولی مسجد

یہ مسجد نہایت خوبصورت اور قدیم قلعہ گولکنڈہ کے راستہ میں واقع ہے اس کی وجہ تسمیہ یہ بیان کی جاتی ہے کہ موسیٰ خان محلدار سلطان محمد عبد اللہ محمد قطب شاہ جو کہ مسجد کا داروغہ تھا اس کو تعمیر کرایا تھا۔ خاں موصوف کو مخارج تعمیر مکہ مسجد سے فی روپیہ ایک دمڑی کمیشن میں ملا کرتی تھی اس کو جمع کر کے اس نے اسی سے اس مسجد کو بنوایا اس لئے یہ پہلے دمڑی مسجد کہلاتی تھی۔ لیکن اب اس کا نام ٹولی مسجد مشہور ہے

پرانی عیدگاہ

یہ عیدگاہ جانب شرق بلدہ حیدرآباد فرخندہ بنیاد سے تین میل کے فاصلہ پر واقع ہے جب تک کہ نئی عیدگاہ کی بنا نہیں ہوئی تھی۔ اسی میں بادشاہ و امراء و وزرا و عام رعایا و برایائے مسلم عیدین میں نماز ادا کیا کرتی تھی لیکن جب سے کہ نئی عیدگاہ بنی ہے اوس میں نماز عید ادا ہوتی ہے۔

نئی عیدگاہ

بلدہ حیدرآباد فرخندہ بنیاد سے دو تین میل کے فاصلہ پر ۱۲۱۱ھ میں ایک عیدگاہ نواب سید ابو القاسم میر عالم مدار المہام نے تعمیر کرائی جو تالاب میر عالم کے پاس تاڑبن کے قریب واقع ہے۔ آج کل اسی عیدگاہ میں نماز ہوتی ہے۔ بادشاہ وقت امراء جاگیردار۔ ان

معززہ ممتاز افراد جوق درجوق سائیکلوں موٹروں بسوں اور مختلف سواریوں کے ذریعہ بغرض ادائی نماز عید پہنچتے ہیں نماز عید کا سررشتہ نظامت امور مذہبی کی جانب سے معقول انتظام رہتا ہے۔ بعد ختم نماز عید یہاں توپیں سر ہوتی ہیں جس سے پبلک پر یہ ظاہر ہو جاتا ہے کہ نماز عید ختم ہو چکی۔

خیریت آباد یہ مقام شہزادی خیرۃ النساء دختر سلطان محمد قطب شاہ کے نام سے موسوم ہے کہا جاتا ہے کہ شہزادی موصوفہ ہمیشہ علیل رہا کرتی تھی۔ اطباء کی رائے سے سلطان نے اپنی لڑکی کی بود و باش کی خاطر اس سرسبز و شاداب اور صحت مند خطہ کو پسند فرمایا۔ آج حیدرآباد کے بڑے بڑے دولتمند لوگ اسی محلہ میں آباد ہیں خیریت آباد نظام اسٹیٹ ریلوے کا اسٹیشن ہے یہاں انگلش چرچ اور نئی نئی وضع کی عمارات بکثرت ہیں۔

مسجد الماس یہ مسجد اندرون دروازہ چادر گھاٹ قریب محکمہ نظامت امور مذہبی و صدارت العالیہ سرکار عالی روبرو دفتر مشیر عالم جنتری واقع ہے اس مسجد کے دیکھنے سے یہ پتہ چلتا ہے کہ یہ منجملہ ان مساجد کے دور حکومت سلاطین قطب شاہیہ میں تیار ہوئی ہے اس مسجد کو سیدی الماس خان نامی نے نہایت خوبصورت اور عالیشان طریقہ پر تعمیر کروائی تھی۔ اس کو تیار ہو کر صدہا سال گزر گئے جس کی وجہ نہایت بوسیدہ حالت میں تھی۔ بعد تخت نشینی حضور پر نور خلد اللہ ملکہ و سلطنتہ ہزاروں روپیہ کے صرفہ سے اس کی ترمیم کرکے اس کو پھر اس کی اصلی حالت پر لایا گیا ہے۔ یہاں بھی مثل دیگر مساجد کے پنجوقتہ بانگ و صلوٰۃ ہوا کرتی ہے۔ محلہ کی معزز و ممتاز ہستیوں کے علاوہ قریب و جوار محلہ کے اکثر عبادت گزار حضرات بھی یہاں آکر نماز ادا کرتے ہیں جن میں قابل ذکر غازی الدین احمد صاحب المخاطب بہ نواب غازی یار جنگ بہادر بھی ہیں جو روزانہ یہاں تشریف لا کر بعد ادائی نماز اپنے والد ماجد نواب عزیز جنگ مرحوم و مغفور المتخلص بہ ولا کے مزار پر جو احاطہ مسجد ہذا میں واقع ہے اپر فاتحہ خوانی کرکے واپس تشریف لیجاتے ہیں۔ ہماری رائے میں جو زمین کہ اس احاطہ کے اندر افتادہ ہے اس میں ایک چمن بغرض تفریح طبع مصلیان قائم کر دیا جائے تو مناسب ہوگا جیسا کہ میاں شاہ کی مسجد میں قائم کیا گیا ہے۔

عبادت خانہ اس کے بانی مولوی حسین علی الشہیر بہ حسینی میاں صاحب قبلہ اعلی اللہ مقامہ تھے۔ مولوی صاحب موصوف اپنے سفالپوش ذاتی مکان میں تا زندگی پیش نمازی فرماتے اور جو مسافرین سادات وغیرہ بیرون ملک سے آتے انھیں اس مکان میں ٹھیرا لیا کرتے تھے ان کے انتقال کے بعد اس مکان کو منہدم کرکے اس کو دوسرے ہیئت میں بدل دیا گیا اور رفتہ رفتہ رقوم چندہ سے اطراف و اکناف کے مکانات خرید کرکے اس کی توسیع کی گئی۔ مسافر خانہ، کتب خانہ وغیرہ کے بیت الخلاء تیار کئے گئے اور اس کو ایک عالیشان عمارت کی صورت میں تبدیل کر دیا گیا۔ یہاں روزانہ صلوٰۃ و اذان اور نماز جماعت ہوا کرتی ہے جس کی پیشنمازی مولوی مرزا بہادر علی صاحب صفی کیا کرتے ہیں۔ عیدین کی نماز بھی ہوتی ہے جس میں ہزاروں کی تعداد میں مومنین شریک ہوتے ہیں مجالس عزا و جشن و لادت ائمہ معصومین علیہم السلام بھی منعقد کئے جاتے ہیں پہلے اس کے معتمد مولوی میر سلطان علی صاحب مرحوم منصبدار تھے۔ اب ان کے انتقال کے بعد سید محمد مہدی صاحب نائب معتمد مقرر ہوئے ہیں۔

علم سرطوق

یہ علم مبارک بیمار کربلا حضرت زین العابدین علیہ السلام کے اسم گرامی سے منسوب ہے زمانہ قطب شاہی [illegible] ہے اور حیدرآباد کے مشہور علموں میں اس کا شمار ہے اس علم مبارک کے متعلق کہا جاتا ہے [illegible] اس میں امام زین العابدین علیہ السلام کے طوق کا ٹکڑا جس کو آپ اسیری شام [illegible] تھے اس کو گلا کر اس میں شامل کیا گیا ہے اس علم کے متعلق [illegible] ہوا کہ یہ علم مبارک ابتداً [illegible] اورنگ زیب غازی عالمگیر یہ علم مبارک [illegible] یہ دیکھ کر اورنگ زیب غازی نے حکم فرمایا کہ اس علم مبارک کو بیمار کربلا کے نام [illegible] ہی میں استادہ ہوا اور سواری مبارک گشت کے لئے [illegible] استادہ کرنے کی یہ وجہ بتائی جاتی ہے کہ عالمگیر غازی نے از راہ عقیدت فرمایا کہ اس علم مبارک کی [illegible] مریضوں کے لئے بہتر از دوا اور باعث شفا ہے قطب شاہی عہد میں اس علم مبارک کے لئے گاؤں اور دیگر اخراجات کے لئے وظیفہ مقرر تھے۔ یہ علم مبارک نہایت [illegible] ہوا ہے اس میں متعدد دریچے بنے ہوئے ہیں جو بند رہتے ہیں۔ کہا جاتا ہے کہ اگر کسی مراد برآنے کی منت مانگتے ہیں اس میں سے ایک دریچہ کھل جاتا ہے واللہ اعلم بالصواب۔ اس عاشور خانہ میں بعد مراجعت سواری علم شغل مبارک مجلس عزا برپا ہوتی ہے اور ایک کفن کا پارچہ اس علم سے مس کر کے محفوظ رکھ دیا جاتا ہے جب کہ کوئی غریب مرد یا عورت شیعہ انتقال کرتا ہے تو یہ کفن اس کے کام میں لایا جاتا ہے۔ علم مبارک بی بی جب محلہ دار الشفاء سے گزرتا ہے تو یہاں فاتحہ شکنی کرائی جاتی ہے سینکڑوں کی تعداد میں مراد مند لوگ اس علم کی زیارت کے لئے آتے ہیں نواب رحمت یار جنگ کوتوال [illegible] علم مبارک کی زیارت سے مشرف ہوتے ہیں۔

مسجد میاں مشک

یہ مسجد پرانے پل کے متصل واقع ہے اس کی تعمیر ۱۰۸۵ھ مطابق ۱۶۷۴ عیسوی میں ہوئی جس کے بانی میاں مشک تھے جو عہد قطب شاہی میں سپہ سالار تھے تاریخ دکن میں لکھا ہے کہ [illegible] قریشی معلوم ہوتے ہیں یہ مسجد نہایت عالیشان مساجد سے ہے باوجود سینکڑوں سال گزرنے کے بھی اپنی اصلی حالت پر قائم ہے اس مسجد پر سررشتہ امور مذہبی سرکار عالی کی نگرانی ہے مسجد اس وقت نہایت آراستہ و پیراستہ حالت پر قائم ہے اس کے متعلقہ حصوں میں مناسب ترمیم عمل میں لائی گئی برقی روشنی اور چمن بندی سے مسجد کی شان کو دوبالا کیا گیا ہے اس مسجد میں ایک مدرسہ ہے جس میں بچوں کو باقاعدہ تعلیم دی جاتی ہے۔ یہ سب مولوی [illegible] الدین احمد صاحب ناظم امور مذہبی سرکار عالی کی خاص توجہ اور سرگرمیوں کا نتیجہ ہے اس مسجد سے متعلق [illegible] اس مسجد میں میاں مشک کا مقبرہ بھی ہے میاں مشک کی تاریخ وفات ۹ ربیع الاول ۱۰۹۲ھ ہے۔

(باقی آئندہ)



APSD
No 250 H.D
REGD
No 1823 R
TRADE MARK

باب دوم

حیدرآباد دکن

ر سلطانی مرحمت نظام الملک فیروز جنگ
ام دکن کی صوبہ داری پر
نہ پہونچ گئے اور اس
کسی ضرورت

آصف جاہ اول

نواب میر قمر الدین علی خاں آصف جاہ اول کا سلسلہ نسب آپ کے والد محترم کی طرف سے خلیفہ اول حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ تک پہونچتا ہے اور والدہ محترمہ کی جانب سے آپ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی آل کے ایک فرد کہلانے کا شرف رکھتے ہیں گویا صاف صاف بات یہ کہ اس طرح آپ صلبی حیثیت سے شیخ صدیقی اور بطنی تسلسل کی بنا پر بزرگ مرتبہ سید تھے ہمیں رعایا ہونے کی حیثیت سے ہر وقت یہ خواہش بڑھتی ہوئی امنگ کے ساتھ رہی کہ ہم آپ کے تفصیلی حالات کو نہایت اعلیٰ سے اعلیٰ طریقہ پر جتنا کہ ہم سے ہو سکے مرتب کر کے ناظرین کے ملاحظہ میں پیش کریں اور اَلْحَمْدُ لِلّٰہ کہ ہم تاریخ آغاز و اشاعت جنتری سے آج تک اپنے اس نیک ارادہ میں کامیاب رہے ہیں آئندہ بھی خدائے پاک کی قدسی بارگاہ سے صمیم قلب کے ساتھ قوی امید رکھتے ہیں کہ اسی مستعدی پر قائم رہ کر ہمیشہ بفضل ایزد منان کامیاب ہی رہیں گے اب ہم آپ کے حالات کے اعادے کا آغاز کرتے ہیں آپ کے جد بزرگوار نواب میر عابد علی خاں جو سب سے پہلے بعہد حکومت شاہ جہاں ۱۰۶۵ھ میں ہندوستان آئے یہ حضرت شہاب الدین سہروردی رحمۃ اللہ علیہ کی اولاد سے تھے جو کہ آج مشاہیر اسلام صوفیائے کرام کی سنہری فہرست کا ایک جڑا ہوا نگینہ سمجھے جاتے ہیں ہندوستان آنے سے پیشتر آپ شہر بخارا کی قضاءت کے ممتاز و باوقار عہدہ رفیعہ پر فائز تھے یہ بڑی نیک ساعت تھی کہ جب آپ نے ملک ہند میں قدم رنجہ فرمایا تھا چنانچہ آپ کے ورود مسعود کے موقع پر سلطان وقت شاہ جہاں بادشاہ نے نہایت اعزاز و اکرام کے ساتھ آپ کا استقبال کیا اور چند روز کی پر تکلف مہمانی اور نہایت خاطر تواضع کے بعد گرانبہا خلعت ودیگر بیحد احترام کے ساتھ رخصت کیا اس کے بعد جب آپ اپنے پیارے وطن سے ہمیشہ کے لئے رخصت ہو کر چند مہینوں کے بعد پھر ہندوستان تشریف لائے تو اس قدر شناس فرمانروائے وقت یعنے شاہ جہاں نے آپ کو مشیران سلطنت کے اعلیٰ زمرہ میں شامل کیا مابعد اس سلسلہ تعلق کے ساتھ ساتھ چونکہ آپ کا نیّر اقبال بام اوج کی طرف نہایت سرعت کے ساتھ بلند پروازی کرنے لگا اور تقریباً چھ برس کی قلیل سے قلیل مدت میں آپ کو

آصف جاہ اول

آصف جاہ ثانی

آصف جاہ پنجم

جلیلہ پر بھی فائز کیا گیا چونکہ آپ اپنے تقدس کے علاوہ امور انتظامی سیاست وتدبر ی ذہانت رکھتے تھے اس لئے امورات تدبیر رفعت کا سبب قرار پائے اور سنہ ۱۶۷۰ء میں آپ یاں صوبہ داری پر سرفراز ہوئے اس کے چار سال بعد بخت رسانے اور بھی دن دونی رات چوگنی پرواز کی چین قلیچ خاں کا خطاب دربار شاہی سے ملا اس سے پہلے ایک اور بات بھی قابل ذکر یہ ہے کہ آپ نے امرائے دربار سلطانی کی صف اول میں جگہ پائی گیارہ برس کا عرصہ اس حالت میں گزرا ہی تھا کہ رحمت خداوندی کی موسلادھار بارش ہوئی اور اس کے فرحت و مسرت بخشنے والے اثر کی وجہ سنہ ۱۶۸۱ء میں آپ شہنشاہ غازی محی الدین اورنگ زیب عالمگیر کے وزیر اعظم مقرر ہوئے اور پھر فوراً ہی شاہ موصوف کے ہمراہ قلعہ گولکنڈہ کے محاصرے میں شریک رہے عساکر شاہی کی قیادت میں فن حرب وضرب کے متعلق اپنی غیر معمولی فوجی قابلیت کا اظہار کیا اور وقت ہونے والی بات ہے کہ اسی محاصرہ میں آپ ایک گولہ کی ضرب سے زخمی ہوگئے زخم اگرچہ کہ کاری تھا لیکن نہایت ضبط و استقلال کے ساتھ غیر معمولی جرات کا اظہار کرتے ہوئے تیسرے روز اس جہان فانی سے عالم جاودانی کی طرف آپنے کوچ فرمایا آپ کا یہ بے وقت سفر آخرت شاہ غازی کے لئے گو کہ نہایت ہی رنج دہ تھا لیکن جس امر میں بندہ کا چارہ نہ ہو اس کا علاج کیسے ممکن ہے اورنگ زیب نے "صبر علاج دل صد پارہ ہے" کہہ کر سکوت اختیار کیا آپ کی تجہیز و تکفین نہایت اہتمام سے شاہی اعزاز کے ساتھ ہوئی کہتے ہیں کہ جس مقام پر آپ زخمی ہوئے تھے وہیں آپ کا مقبرہ تعمیر کیا گیا آپ کے انتقال پر ملال کے بعد شہنشاہ اورنگ زیب نے ازراہ مراحم خسروانہ آپ کے تمام اعزاز و وقار اور عہدہ ہائے جلیلہ آپ کے ہونہار فرزند نواب شہاب الدین خاں کے سپرد کئے جنھوں نے اپنی ماموری کے بعد غازی الدین خاں فیروز جنگ کا خطاب دربار شاہی سے حاصل کیا مثل مشہور ہے کہ ہونہار بروا کے چکنے چکنے پات "خود ہی نظر آتے ہیں چنانچہ فارسی کے کسی شاعر نے بھی کہا ہے "مشک آں است کہ خود ببوید نہ کہ عطار گوید" نواب شہاب الدین خاں فیروز جنگ بہادر کو لڑکپن سے اعلیٰ قابلیت قدسی تائید کی فضیلت پرواز کرنے والی ذہانت اپنے باپ کے ورثہ میں ملی تھی اس لئے مختلف جنگی مہمات نظم ونسق سلطنت کے نشیب و فراز رکھنے والے اہم کاموں و نیز دیگر اہم سے اہم فکر و تدبر کے مختلف معاملات میں اپنی قابلیت دماغی کا بہتر سے بہتر ثبوت دیا یہ ہمارے ممدوح کا ایسا پر پرواز رکھنے والا کارنامہ تھا کہ بہت ہی جلد نہایت قلیل اور اقل عرصہ میں آپ شہنشاہ اورنگ زیب کے دست راست بن گئے اور اکثر اون کے ہمرکاب معرکہ رہ کر ایسی ایسی مہمیں سر کیں جن کے معاوضہ میں مزید خطاب اور اعزاز حاصل ہوئے آپ کی شادی خانہ آبادی شاہجہاں کے نامور وزیر سعد اللہ خاں کی دختر نیک اختر سے ہوئی تھی اس بی بی کے بطن سے آپ کو دار السلطنت دہلی ہی میں صاحبزادہ میر قمر الدین علی خاں پیدا ہوئے جو گلستان شباب کی سرسبزوادی میں قدم رکھنے کے بعد نظام الملک آصف جاہ کے لقب سے مملکت دکن کے فرمانروا ہوئے میر قمر الدین علی خاں کی پیشانی پر ابتدائے عمر ہی سے ستارہ اقبال برق آسمانی کی طرح چمک رہا تھا امرائے دربار سلطنت دہلی پر آپ کو اپنی خداداد قابلیت کی بناء پر بہت جلد اتنا اقتدار حاصل ہوگیا کہ مدتوں تک آپ تخت و تاج دہلی کے لئے سپر بنے رہے اور تمامی مملکت کا نظم ونسق آپ کے معمولی سے معمولی اشاروں پر نہایت حسن وخوبی سے چلتا رہا جس کی تفصیلی کیفیت کا اظہار بنظر طوالت مجبوری ہے کہ نہیں کیا جاسکتا یہ دور آہستہ آہستہ اپنی مسافت عمری کی معین کی ہوئی مدت میں طے کرتے ہوئے گزر گیا اس کے بعد سنہ ۱۷۱۲ء میں جہانگیر شاہ ثانی کا دربار تھا اور آپ اس میں صف اول کے امراء کے حلقہ میں ممتاز تھے اس کے بعد بہت ہی کم عرصہ گزرا کہ سنہ ۱۷۱۳ء میں آپ فرخ سیر کی تخت نشینی کے بعد عنایات

سلطانی سے دکن کی صوبہ داری پر مقرر فرمائے گئے اور اس کے ساتھ ہی آپ پر سلطانی مرحمت نظام الملک فیروز جنگ کے خطاب کی صورت میں ظاہر ہوئی اس صوبہ داری کے زمانہ میں جب آپ کو اطلاع ملی کہ دکن کی صوبہ داری پر سید حسین علیخاں کو دربار شاہی سے مقرر کیا گیا ہے تو آپ نے بغیر حکم انتظار کئے فوراً دہلی واپس روانہ ہو گئے اور اس کے بعد مراد آباد کی صوبہ داری کو آپ کے قدوم میمنت لزوم سے زینت دی گئی ۱۷۱۸ء میں دربار شاہی سے کسی ضرورت کے سلسلہ میں آپ کو پھر دہلی واپس بلایا گیا سکونت دہلی کے دوران میں ایکسال کا عرصہ گزرا تھا کہ فرخ سیر کا دور حکومت ہمیشہ کے لئے ختم ہوا اور سادات ریفیع الدرجات نے محمد شاہ کو تخت دہلی پر بٹھایا اور میر قمر الدین چین قلیج خاں وزیر اعظم مقرر ہوئے لیکن یہ وقت تھا کہ دربار دہلی کی حالت بعض حالات کی وجہ بگڑ چکی تھی اس لئے آپ کی ان تھک کوششوں نے کوئی نتیجہ بر آمد نہ کیا بلکہ برخلاف اس کے سازشی امرا نے محمد شاہ کو آپ سے بدظن کر دیا جس پر آپ نے نہایت سبک طبعی سے وزارت کو خیرباد اور خدا حافظ کہہ کر صوبہ داری دکن کا عزم بالجزم کیا یہاں آپ کے جانشین مبارز خاں نے آپ کی مزاحمت کی چنانچہ اسی بنا پر شنکر کھیڑے کے میدان میں ہر دو کے درمیان معرکہ آرائی ہوئی جس میں چین قلیج خاں کو کامیابی حاصل ہوئی اور آپ فاتحانہ جلوس کے ساتھ شہر حیدر آباد فرخندہ بنیاد میں داخل ہوئے۔ شہنشاہ دہلی نے اس عظیم الشان کارگزاری کے صلہ میں آپ کو دکن کی حکومت تفویض کر دی اور ایک ہاتھی چند گرانمایہ بیش قیمت جواہرات تحفتاً بھیج کر آصف جاہ کے لقب سے سرفراز کیا یہی واقعہ خانوادہ آصفی کی خود مختارانہ حکومت دکن کی ابتدا ہے جو ۱۷۲۴ء میں ہوا اس کے بعد زمانہ کے تغیر حالات دنیا کے پہلو بدلنے والی کیفیتوں اور خصوصاً پایہ تخت دہلی کے متعدد انقلاب کے باوصف بھی شکر ہے کہ حکومت دکن نظام الملک آصف جاہ کے خاندان ہی میں رہی اس لئے ہم موجودہ خانوادہ آصفی کے لئے بھی بیگاہ خداوندی میں یہ دعا کرتے ہیں "ہوں ترقی پہ دولت و اقبال۔ تم سلامت رہو ہزاروں سال" اور پھر مکرر عرض ہے یہ کہ "ایں دعا از من و از جملہ جہاں آمین باد" جس وقت نظام الملک آصف جاہ کو حکومت دکن تفویض ہوئی ہے اس وقت اس کی وسعت موجودہ مملکت آصفیہ سے کہیں زیادہ تھی یہاں تک کہ دریائے تاپتی کے جنوب میں قریب قریب سارے خاکنائے ہند پر حاوی تھی نظام الملک اس وسیع مملکت پر نہایت ہی تدبیر و تدبر اور استحکام کے ساتھ حکمرانی کرتے رہے آپ کی فرماں روائی کا زمانہ سیاسی اقتصادی تمدن و معاشرت کی تمام خوبیوں کے لحاظ سے ملک اور اہل ملک کے لئے نہایت کامیاب رہا ہے اس کے تقریباً سینتیس ۳۷ برس بعد ۱۷۵۷ء میں شہنشاہ نے آپ کو دہلی طلب کیا آپ کے غیاب میں زمام حکومت آپ کے صاحبزادے نواب ناصر جنگ کے قوی ہاتھوں میں دی گئی جیسا کہ شہنشاہ کا منشا تھا دربار دہلی کے دو مہینہ کی نشست کے بعد بضروریات چند در چند آپ کو شہنشاہ کی فہمائش پر آگرہ اور مالوہ کی صوبہ داری قبول کرنی پڑی لیکن ایک مدت کے بعد ہندوستان میں نادر شاہ درانی کی آمد کی خبر پا بمصالح ملکی و سیاسی آپ فوراً دہلی واپس آئے نادر شاہ نے ہندوستان پہونچنے کے بعد امرائے دربار میں نظام الملک کو سب سے زیادہ قابل، لائق اور صاحب فراست پایا اور کہا کہ میں آپ کو دہلی کی بادشاہت کے لئے نہایت ہی موزوں پاتا ہوں بشرطیکہ آپ منظور بھی کریں لیکن نظام الملک جیسے وفا شعار مدبر سے یہ کب ممکن تھا آپ نے انکار نہ سکوت اختیار فرمایا اور اپنے آقا کی رقابت کسی طرح منظور نہ کی بلکہ اپنے شہنشاہ کے ماتحت رہ کر امیر الامرا کے عہدہ پر فائز رہنے کو ہی جانثاری کے برعکس اور قناعت کا ختم نہ ہونے والا سرمایہ سمجھا اس اثنا میں کہا جاتا ہے کہ اور بہت سارے اہم اور ملکی واقعات پیش آئے جو اپنے سلجھاوے پر نظام علی خاں کی ذہنیت رسا کے ممنون و مشکور رہیں ۱۷۴۸ء

برہان پور کے مقام پر انتقال فرمایا اور شہر اورنگ آباد میں حضرت شاہ برہان الدین رحمۃ اللہ علیہ کے مزار کے قریب دفن کئے گئے نظام الملک تاریخ ہند کے اس پریشان کن دور میں چار دانگ عالم کے مدبران اعلیٰ کی فہرست کے ایک ممتاز فرمانے گئے ہیں حکومت دہلی کے ماتحت یا اور ہندو یا مسلمان ریاستوں میں اس پایہ کی کوئی شخصیت نہ تھی چنانچہ اسی اعتبار سے سارے ملک میں جس عزت و وقعت کی نگاہوں سے آپ کو دیکھا جاتا تھا وہ ان کی زندگی کے دور کے کسی فرمانروا کو بھی حاصل نہ تھی۔

آپ نے داعیٔ اجل کو لبیک کہنے کے کچھ عرصہ قبل اپنے سعادت نشان خانوادہ کو سترہ گراں قدر وصیتیں فرمائی ہیں جنھیں جواہر ریزوں سے تشبیہ دینا ہمارے خیال میں کسی وجہ سے بھی ناموزوں نہیں اس لئے بمناسبت موقع ان تمام وصایا کا اندراج بغرض انکشاف حال نہایت ضروری خیال کیا جاتا ہے۔

پہلی وصیت یہ ہے کہ اپنی سلامتی کے تمام شعبوں پر غور و خوض کے ساتھ ساتھ فضول لڑائی جھگڑوں سے ہمیشہ بچتے رہنا اور اگر اپنی مملکت و ریاست کو سدا آباد رکھنا منظور ہو تو رئیس دکن موجودہ زمانہ کو ہمیشہ یہ چاہئے کہ وہ مرہٹوں سے جو ہماری اس قلمرو کے زمیندار ہیں آشتی برتاؤ رکھے اور جہاں تک بھی امکان ہے اپنی اس صلح جوئی اور تعلقات کو اپنی طرف سے کبھی نہ ٹوٹنے دے بالفرض محال اگر اس طرز عمل کے لئے کوئی چارہ نہ ہو تو ایسی صورت میں مجبوری ہے۔

دوسری وصیت یہ کہ مخلوق کی جان لینے میں تامل کرے خوف خدا کو دل میں ایسے ارتکاب سے جگہ دے اس لئے کہ وہ بھی جنس ہمارے اللہ ہی کی پیدا کی ہوئی ہے یہ جوار اور گیہوں نہیں ہیں کہ ہر سال زمینوں سے ان کی روئیدگی آب یاری یا کاشت کاری کی وجہ سے ہوتی رہے اگر کوئی مجرم ہو تو انفصال حالات کے لئے اسے قاضی کے پاس پہونچنا چاہئے کیونکہ صرف قاضی کی ایک ایسی اہم شخصیت ہے کہ اسی پر اس قسم کے کیفیات کی کلیتاً ذمہ داری ہے اور قاضی مقررہ شرع شریف کے موافق جو حکم دے اس پر عمل درآمد ضرور کرنا چاہئے قتل کا حکم خود صادر نہ کرے

تیسری وصیت یہ کہ ملکی و سیاسی تمدنی و معاشی امور کے انتظام کی غرض سے زندگی کے دن ملک بہ ملک پھر کر گزارنا بہتر ہے نئے نئے مقام نئی نئی ہوا اور آب و دانہ و نیز خیمہ کی رہائش سے زندگی میں جو لذت حاصل ہوتی ہے اس کو کبھی بھی ہاتھ سے نہ جانے دے کیونکہ خداوند جل و علا نے قرآن مجید میں فرمایا ہے قُلْ سِيرُوا فِي الْأَرْضِ یعنے اے میرے بندو تم سب میری اس بچھائی ہوئی زمین کی سیر بھی اپنی زندگی میں کرتے رہو کہ یہ تمہاری سکونت کے لئے بہترین قدرتی فرش ہے لہذا یہ ارشاد فیض بنیاد ہے سفر کے لئے چنانچہ تجربہ میں آئی ہوئی بھی یہ بات ہے کہ ریاست کے انتظام کے لئے جہاں گردی کی ایسی ہی ضرورت ہے جیسا کہ بچہ کیلئے دلی تجربہ کی مگر اس کے ساتھ ہی نہایت لازمی اور اشد ضروری بات یہ بھی کہ چھاؤنیوں میں گزارنے کے لئے کچھ وقفہ حاصل کرنا ہی چاہئے تاکہ تمام انسانوں اور چوپایوں کو سفر کی تکلیفوں سے کچھ دن کے لئے آرام و آسایش اور راحت نصیب ہو جائے سپاہیوں کو ان کے وطن جانے کی اجازت دینا بھی ضرور چاہئے کہ گھر بار سے دور رہنے کی وجہ ان کی نسل کے قطع ہو جانے کا احتمال ہی نہ رہے کہ یہی ملک و مالک کے ہاتھ پاؤں ہیں۔

چوتھی وصیت یہ ہے کہ خلقت ملک کے وہ کاروبار جو ریش وقت سے متعلق ہوتے ہیں اون کو خداوند آسمان کی عنایت و سرفرازی سمجھ کر فوری پورا کرے اور ان سب کے بعد اپنا عزیز وقت اپنے متعلقہ کاموں میں صرف
ظاہری عزت کے امراء کے ہاتھ

کرے اور کبھی کسی وقت بیکار پڑا نہ رہے بلکہ بچا ہوا وقت سپاہیوں کی دیکھ بھال اور خبر گیری میں صرف کرے تاکہ دنیا
زیادہ کچھ و[illegible] ان کاموں میں شامل ہے اور ان تمام چیزوں کا ہمیشہ ہمیشہ محاسبہ کرتا رہے تاکہ عاقبت بخیر ہو۔

پانچویں گراں مایہ وصیت یہ ہے کہ آنے والا سلطان یہ اچھی طرح جان رکھے اور سمجھ لے کہ بزرگوں کی دعا ہی سے آج ہم حکمراں ہیں چنانچہ ابتدا میں جب بادشاہی سے ہمارے نئے تعلقات پیدا ہوئے تو اس جدید دوستی ہی میں صدارت کی اعلیٰ خدمت ہمارے خاندان سے متعلق رہی ہیں [illegible] یہ میرا آخری وقت ہے تمام فرقوں کی تنظیم و تکریم کرتے ہوئے ان کی دعا کو تمام [illegible] امور پر مقدم اور ریاست کے پورے پورے کاروبار سے زیادہ اہم سمجھنا کیونکہ میری دانست میں فوج کتنی ہی کیوں نہ ہو ان لوگوں کی دعا کے بغیر آڑے وقت میں نتیجہ خیز ہی نہیں ہو سکتی اس بنا پر میں غریبوں اور فقیروں کی مدد کا ہمیشہ طالب رہا [illegible] تک پہنچنے کا راستہ انہی کے ذریعہ سے مل سکتا ہے میں نے ہمیشہ لوگوں پر سلام کرنے میں سبقت اور ابتدا اس لئے کی ہے کہ یہ سنت نبوی ہے لہذا میری نصیحت ہے کہ تمہارا شیوہ بھی ہمیشہ یہی ہونا چاہیئے۔

چھٹی وصیت یہ کہ تم سے قبل اور اس سے پہلے بھی یہ زمین و آسمان جو تمہیں اس وقت دکھائی دے رہے ہیں موجود تھے اور ان کے درمیان میں جیسا کہ تم آج بستے ہو اسی طرح خدا کی مخلوق یکے بعد دیگرے آباد رہی اور ان سب بندوں کو خدا نے اپنی پیدا کی ہوئی اس زمین کا یکے بعد دیگر وارث قرار دیا ایسی صورت میں تمہارا حق یہ ہے کہ اس سر زمین کو محض اپنا حصہ سمجھ کر اوروں کی حق تلفی کرنا درست نہیں بلکہ ہر وقت دوسرے کے حقوق کا لحاظ اور خیال رکھنا ضروری اور اشد ضروری ہے۔

ساتویں وصیت اس طرح مرقوم ہوتی ہے کہ شہریار دکن آصف جاہ اول نے اپنے لواحقین کی موجودگی میں ارشاد فرمایا کہ پہلے دکن کی سلطنت چھ صوبوں پر مشتمل تھی تواریخ مصدق و معتبر سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ زمانہ سابق ان میں کے ہر صوبہ کے جدا جدا خود مختار بادشاہ تھے جن کے زیر حکم ہمیشہ لاکھوں کی تعداد کا لشکر جرار رہا کرتا تھا لیکن یہ سارا علاقہ حضرت خلد مکاں کے روشن عہد سے ایک ہی رئیس کے تحت تصرف آگیا اور پھر کچھ زمانہ گزرنے کے بعد مجھ گنہگار پر یہ فضل و کرم کیا کہ یہاں کا رئیس بنا دیا میں نے اپنے مقدور کے موافق ابتدائے حکومت سے آج تک خدا کی مخلوق کی [illegible] اور قدر دانی کی تم پر بھی یہی لازم ہے کہ میرے بعد اپنی مملکت کے تمام خاندان کی خبر گیری کیا کرو اور اپنی سرکار میں لوگوں کو [illegible] کاموں پر بکار رکھو وہ خواہ ہندو ہوں یا مسلمان بشرطیکہ تمہاری رعایا سے ہوں یا اور اللہ کی خلقت ہو ان سب سے ان کی لیاقت اور قابلیت کے مطابق کام لیا کرو کم سے کم ایک سال یا زیادہ سے زیادہ دو برس میں ضرور ان کا آپس میں تبادلہ کر دیا کرو تاکہ دوسرے تمہارے فیوض سے محروم نہ رہیں یاد رکھو کہ اس طریقہ کو جو تمہارے پیشروؤں میں قدیم سے چلا آتا ہے برقرار رکھو اور ہرگز ہرگز فراموش نہ کرو کیونکہ میں نے اپنی تمام عمر میں ان افراد کو جو انمول نگینے اور لو جواہر پارے ہیں اپنے لطف اور عنایتوں سے ایک جگہ جمع کیا اور کسی وقت میں بھی ان کی ناقدری گوارا نہ کی بلکہ ان کی زبان کی نکلنے والی بری بھلی تک سنتا رہا اور نصیحت کرتا رہا [illegible] ان لوگوں کو بیکار نہ رکھ چھوڑنا اور ہمیشہ ہمیشہ ان کے لائق سلطنت و حکومت کے متعلقہ کام ان سے ضرور لیتے رہنا۔

آٹھویں وصیت یہ کہ اپنے چھوٹے بھائیوں کو اپنی اولاد کے برابر سمجھا کرو اور بالکل ہی اپنے بچوں [illegible] جاتا ہے
طرح ان کی پرورش کرو ان کی پرورش اچھی طرح ہونی چاہیئے ہمیشہ ان کی قدر افزائی کرتے رہو اور ا[illegible]

کی نظر رکھو کہ یہی تمہارے اچھے برے کے شریک ہیں اس کا دھیان رکھو کہ یہ تمہارے قوت بازو ہیں ان کی عزت سے اپنی عزت ہے اگر یہ خوش حال رہیں گے تو ان کی قوت کی وجہ سے ہماری سلطنت کو کوئی زوال نہ پہونچے گا اور اگر یہی بھوکے مفلس رہیں گے تو پھر سلطنت آصفیہ کے مخالفین کے ہاتھوں اپنے ملک کی ایک ایک چپہ زمین بیچ ڈالیں گے ہدایت محی الدین کو بھی اپنا ایک لڑکا سمجھنا اور اس پر ہر وقت شفقت اور عنایت کی نظر رکھنا اس کی خرابی کے درپے نہ رہنا غمازوں کی چکنی باتوں پر کبھی کان نہ دھرنا عوام اور خصوصاً رذیلوں کو اپنی صحبت اور مجلس میں نہ آنے دو کہ ان سے سلطنت کے اقتدار اور وقار کو سخت صدمہ پہونچتا ہے اور یہ لوگ اپنی باریابی سے مغرور ہو کر خلق خدا کو ایذا پہونچانے میں انہماک اختیار کرتے ہیں۔

نویں وصیت یہ ہے کہ ادنیٰ آدمی کو اعلیٰ خدمت پر اور اعلیٰ آدمی کو ادنیٰ خدمت پر کبھی مامور نہ کرو ایسی صورت میں ادنیٰ کی نارسائی اور اعلیٰ کی بے پروائی سے اکثر و بیشتر کام خراب ہو جاتے ہیں۔

ہم نے پورن چند کو جو ایک کم مرتبہ آدمی تھا دیوانی کی خدمت پر محض اس لیئے مقرر کیا کہ جو امیر اس وقت موجود تھے ان کے پاس ہماری دیوانی کے کام کی کچھ قدر نہ تھی جس سے آئے دن سلطنت کے انتظام میں بڑی دقتیں پیش آتی تھیں انھیں امیروں کا غرور توڑنے اور ان کو سبق سکھانے کے لئے ہم نے پورن چند کو اس کام پر مامور کیا جب کام اچھا ہو تو کارکن کوئی رہے کچھ بھی مضائقہ نہیں۔

دسویں وصیت یہ کہ ہر وقت اس کو پیش نظر رکھو کہ ریاست دکن پر بندگی کا اطلاق ہوتا ہے اس لیئے ظل سبحانی کے آداب ہر حالت میں تمہیں ملحوظ رہیں ورنہ ادب کے خلاف کوئی بات سرزد ہو تو اللہ کے سامنے جواب کے اور لوگوں کے نزدیک ملامت کے قابل ٹھیرو گے۔

مثال کے طور پر یہ واقعہ ہر وقت یاد رکھو کہ جب نادر شاہ ایران نے دہلی پر چڑھائی کی تھی تو ایک وقت اپنی عنایت کی وجہ مجھ سے کہا کہ میں یہ سلطنت تمہیں عطا کرتا ہوں میں نے اس وقت یہ عرض کیا کہ ہم لوگ آباؤ اجداد سے نوکری پیشہ ہیں اس وجہ سے ہم تو نمک حرام مشہور ہو جائیں گے اور آپ پر بد عہدی کا الزام لگایا جائے گا نادر شاہ بڑا سخن شناس تھا میری اس بات سے بہت خوش ہوا اور آفریں کہی۔

گیارھویں وصیت یہ کہ جہاں تک تم سے ممکن ہو سکے لڑائی میں اپنی طرف سے سبقت یعنے پیش قدمی نہ کرو گو دشمن کی فوج تھوڑی کیوں نہ ہو کیونکہ غیرت الٰہی ایسی دلیری پسند نہیں کرتی۔

ارشاد ربانی ہے کہ من فئة قليلة غلبت فئة كثيرة الا باذن الله یعنے جب اللہ چاہتا ہے چھوٹا گروہ بڑے سے بڑے لشکروں پر غالب آجاتا ہے اس لئے پہلے جھگڑا مٹانے کی کوشش کرنی چاہیئے لیکن جب یہ معلوم ہو کہ فریق مخالف لڑائی پر تلا ہوا ہے تو مجبوراً حق پر ثابت قدم ہو کے عجز و الحاح کے ساتھ حق تعالےٰ سے مدد کے طالب ہو اور جہاں ہو وہیں ثابت قدمی کے ساتھ پڑاؤ ڈال دو اور جہاں تک اپنے امکان میں ہو اپنے طرف سے جنگ کی ابتداء کرو۔

بارھویں وصیت یہ کہ جو مال و متاع خدا کے فضل و کرم سے اس وقت میرے پاس موجود ہے اگر تم میرے پر چل کر صرف کرو گے تو وہ تمہاری کئی پشت تک کے لیئے کافی ہے ورنہ دو تین سال سے زیادہ نہیں رہ سکیگا

تیرھویں وصیت یہ ہے کہ یہ تمام خزانہ جو میرے ہم رکاب رہتا ہے محض سپاہ اور سارے لشکر کی بھی ... کے امراء ...

کے لئے ہے اور اس ... ساتھ رہنے سے لین دین کے کاروبار ہمیشہ قائم رہتے ہیں اور اس سے بڑی رونق ہوتا ہے ختم نہ ہونے والے اسباب پیدا ہو جاتے ہیں ان کو دیکھ کر دشمن پریشان اور مشوش ہو جاتا ہے خدا کا شکر ہے کہ سلطنت کی ابتداء سے اب تک فوج کی تنخواہ "ایک ماہ" ... کے باوجود مجھ کو اپنی فوج سے اتنا خوف و اندیشہ رہتا ہے جتنا کسی مخالف فوج سے نہیں رہتا ... کسی صورت فوج کو اپنے سے بیدل نہ ہونے دو کیونکہ ہر حال میں تمہاری رفیق ہوتی ہے اور اسی کی مدد سے ریاست کا انتظام بھی بہتر معقول ہو سکتا ہے اور اپنے ناموس و عزت کی حفاظت بھی خوب ہوتی ہے۔

چودھویں وصیت یہ ہے کہ بمقتضائے بشریت اس پیری میں ایک ناپسندی بات مجھ سے سرزد ہو گئی یہ میرا اشارہ میری بیوی کی طرف ہے اب ناموس کا معاملہ ہے اس لئے ناموس کا پاس ہر حالت میں ملحوظ رکھنا چاہیے تاکہ کسی کو اعتراض کا موقع نہ پیدا ہو۔

پندرھویں وصیت یہ ہے کہ زنارہ ارائن دکن کشتی اور گردن زدنی ہیں خصوصاً اس کے دوسرے گروہ کے ایک مورد اور ایک راو اس جنہوں نے سو برس کے شیرازے تک کو درہم برہم کرنے کی کوشش کی تھی اس لئے میں نے ان کو محمد نگر کے قلعہ میں قید کر دیا ہے ان کو قید رکھنے ہی سے سلطنت کے انتظام میں رخنہ پڑنے کا کوئی اندیشہ نہیں رہتا ان کو قید سے ہرگز رہائی نہ دی جائے پنڈت خانہ کی اصلاح سے جو مشہور عالم ہے ایسے ہی لوگوں کو قید خانہ میں رکھنا مراد ہے۔

سولھویں وصیت یہ ہے کہ برہان پور کے لوگوں سے احتراز کیا جائے اس عرصہ حکومت میں مجھ کو بارہا تجربہ ہوا ہے کہ برہان پور کے لوگ مثل کشمیریوں کے ہیں ان کی صحبت سے جہاں تک ہو سکے کنارہ کش رہنا چاہیے

سترویں آخری وصیت یہ ہے کہ اب جاؤ اور حمال کارخانجات کو ضروری ہدایات و تاکید کے ساتھ اپنے اپنے کارخانوں اور کاروبار پر مامور کر دو اب دو گھنٹے سے زیادہ مہلت نہیں معلوم ہوتی۔

اب ہم تمہیں خدا کے سپرد کرتے ہیں۔ دعا ہے کہ خداوند رحمان و رحیم ہمیشہ اور ہر حال میں تمہارا معین و مددگار رہے اور اپنی ہدایتیں تمہیں نصیب فرمائے۔ افضال ایزدی ہر وقت تمہارے شامل حال ہو۔

وصایائے حضرت آصف جاہ اول ماخوذ از روزنامہ "پیام"
حیدرآباد دکن ۱۹ فروری ۱۹۳۷ء ص۲
کالم ۱ تا ۳

آصف جاہ ثانی

ہم نے اپنے حسب وعدہ جس قدر بھی ان کمزور ہاتھوں میں قوت اور اس چھوٹے سے قلم میں روانی تھی اپنے آقا ولی النعمت شاہ دکن آصف جاہ اول نواب نظام الملک چین قلیچ خاں فیروز جنگ بہادر کے پورے حالات جہاں تک بھی ممکن ہو سکے جمع اور ترتیب دیکر ناظرین کے ملاحظہ عالی میں پیش کرنے کے لئے کوئی کمی نہ کی البتہ اس مثل کے لحاظ سے کہ ہم جیسا ذرہ بمقدار بادشاہوں کی مدح وثنا اپنی چھوٹی سی اور کمزور زبان سے کہاں تک کس طرح ادا کیا کر سکے گا کوئی فروگذاشت ہو گیا عدم اضافہ معلومات کی وجہ ہو گئی ہو تو مدبران ملک سخن سنج معاملہ فہم معززین سے ان کی وسعت اخلاق کے نظر کرتے قوی امید ہے کہ اسے نظر انداز فرما کر اس خادم ملک وملت وابستہ دامان دولت آصفی المعروف شاہ پرست کی اس چھوٹی سی خدمت کو گرانقدر نگاہوں سے ملاحظہ فرمائیں گے جو نہ صرف اس خادم ملک وملت کی حوصلہ افزائی ہے بلکہ ایک عظیم الشان قدردانی کا باعث بھی ہم نے دنیا کے روزمرہ ظاہر ہوتے رہنے والے اکثر وبیشتر واقعات کی بنا پر یہ تجربہ کیا ہے کہ ملکی خدمت گزاروں کی کارگزاری کاقدر کی نظر سے عام طور پر دیکھا جانا بھی اپنے اندر اس قدر منافع کی جامعیت رکھتا ہے کہ اس کی پوری پوری تشریح وتفصیل سے شاید طوالت مضمون اور تضیع اوقات عالی کا باعث ہو اس لئے ہم صرف اسی پر اکتفا کرتے ہوئے اپنے مقصد اصلی کی طرف لوٹتے ہیں کہ اَلْعَاقِلُ تَکْفِیْہِ الْاِشَارَۃُ یعنے عقلمند انسان کے لئے صرف ایک اشارہ ہی کافی ہے لہذا اس سے زیادہ اور کچھ عرض معروض کرنا آفتاب کو شمع دکھانا طائف کو خرمے لیجانا ہے اور کچھ نہیں ہم اپنی اس تمہید کو بخوف طوالت اسی مقام پر ختم کرتے ہوئے آگے بڑھ جاتے ہیں لیکن آپ ہم سے بہتر جانتے ہیں کہ ایک ایسے فرد ملک کے دل میں جو ذکی الاحساس بھی ہو کیا جذبہ الفت ومحبت رکھتا ہے اس کا صحیح اندازہ مادر وطن کا ہر سپوت شجرہ وطن کا ہر تیار ہونے والا ثمر بہتر سے بہتر طریقہ پر کر سکتا ہے لیکن ہم بخوف طوالت اس سلسلہ کو بھی ترک کرتے ہیں بادشاہوں کے حالات کی قلمبندی ان کی فرمان روائی کے کیفیات کی اشتہار بازی ان کی عدالت، نوازش، رحم وکرم داد ودہش

کا آوازِ نقارہ زبان چرچا کرتے رہتے کہ جو تے اپنی ... زندگی کا مستقل شعار بنا لیا ہے اس سے آصف جاہ مصنّف کے سرِ دفتر نظام الملک اول کے قابلِ تحریر و تذکرہ حالات زندگی تحریر کرتے ہوئے اس سلسلہ یعنے زنجیر کی دوسری کڑی اس رعایائے سلطنت کے دوسرے سرپرست آصف جاہ ثانی کی سوانح حیات کی تحریر اور اندراج سے اپنی تصنیف کو زینت دینا چاہتے ہیں جسے حقیقی الفاظ میں تڑپتے ہوئے دل کے سچے جذبات کے تحت شیوہ وفا شعاری کے سوا اور کچھ نہیں کہا جا سکتا۔

نواب میر نظام علیخاں آصف جاہ ثانی نواب میر قمرالدین علی خاں بہادر بانقابہ کے ہونہار فرزند تھے آپ نے اپنے والد ماجد کی وفات حسرت آیات کے پندرہ سال بعد یعنی ۱۷۶۲ء میں سلطنت دکن کی باگ ڈور اپنے ہاتھ میں لی زمام حکومت کو اپنے قوی اور مضبوط ہاتھوں میں تھاما اور سریر آرائے سلطنت ہوئے آپ کی ابتدائے فرمان روائی کا یہ دورِ حکومت ہندوستان کی تاریخ کا نہایت ہی پُر آشوب ہے یہ وقت وہ تشویش ناک وقت ہے کہ جب دہلی کے تاجداران سلطنت مغلیہ کا شمع حیات گل ہو رہا تھا موسم خزاں کی آمد کی خبر دینے والی سموم ہوائیں کائنات کی فضائے بسیط سے گرد و نواح دہلی میں بغیر خواہش سمٹ آرہی تھیں ایسی لوٹ مار کی آوازیں چاروں انگ عالم سے بلند ہوتی ہوئی سنائی دیتی تھیں کہ ان کی تمام تفصیلات کا کیا ذکر کرنا مغل شاہنشاہوں کی وسیع اور خداداد مملکت میں اپنا حصہ شامل کرنے کے لئے ملک کے ایک سرے سے دوسرے سرے تک مختلف چھوٹی سے چھوٹی اور بڑی سے بڑی قوتیں آئے دن ہر وقت ہر لحظہ ہر آن ہر پل آپس میں ایک دوسرے کے دست گریباں نظر آتی تھیں اس دار و گیر کی جو کچھ کیفیتیں ظاہر ہونے والی ہو سکتی ہیں وہ ارباب سیر سے مخفی نہیں اور ایسی صورت میں بڑی سے بڑی قوتوں کے علاوہ عام رعایائے ملک کے لئے جن مشکلات کا سامنا ہوا ہوگا وہ تجربہ رکھنے والے دنیا کے موجودہ عقلمندوں سے بھی پوشیدہ نہیں اس وقت ملک کے دوسرے اندرونی معاملات بھی کچھ ایسی ناگفتہ بہ اور تشویش ناک صورت اختیار کر چکے تھے کہ سلطنت دہلی جیسا بھرپور خزانہ شاہی بھی اپنی تنگی کی وجہ ماحول کے ان تمام مضر اثرات پر قابو پانے میں کامیاب نہ ہوتا تھا غالباً اس کے بڑے وجوہ کاشتکاری کی آمدنی میں نقصان آجانے یا اور محاصل سلطنت کے عدم وصول کے ہوں ایسے تو خدا ہی بہتر جانے ہم تو عالم الغیب نہیں کہ گزری ہوی کیفیتوں کی مثل واقعہ حاضرہ کے صحیح معنوں میں ترجمانی کر سکیں غرض مختصر یہ کہ طوفان بلا کا یہ ایسا متوج تھا کہ ایک طرف تو انگریزوں کی فوج اور انکے پورے لوازمات کا سالانہ خرچ ادا نہ ہو سکتا تھا اور انگریزوں کے لئے اخراجات کی خزانہ شاہی سے عدم میسری کے علاوہ متمول ساہوکاروں کے قرض کی رقم آئے دن بڑھتی جاتی تھی دہلی میں ان تمام حادثات کے رونما ہونے اور ان خسارہ میں ڈالنے والی کیفیتوں کے ابر محیط کی طرح مسموم ہواؤں کے زور سے سمٹ سمٹ کر مملکت پر چھا جانے سے ایک جانب مرہٹوں کی قوت ہر نئے دن رات کی ترقی کی طرح نہایت سرعت کے ساتھ بڑھ رہی تھی دوسری طرف حیدر علی کی فتوحات میں نمایاں اضافہ ہو رہا تھا مملکت کے حصے یکے بعد دیگر شہنشاہ کے قبضہ سے نکلے جا رہے تھے ان عالمگیر تشویشوں کی پھیلی ہوئی سیاہی میں بحالت چندر چند نظام الملک کے لئے یہ فیصلہ کرنا دشوار تھا کہ انھیں ان متضاد قوتوں میں سے کس کا ساتھ دینا چاہیئے اور کس کے شریک حال ہونا حالات موجودہ کے نظر کرتے ہوئے ضروری ہے تاہم بعد غور و فکر و تدبر بسیار ۱۷۶۸ء میں انگریزوں سے آپ کا ایک معاہدہ ہو گیا جسے ہم خیال کرتے ہیں کہ اتحاد و اتفاق باہمی کے متعلق ہوگا مدت بڑی گزری کہ نواب نظام علی خاں بہادر اپنی سچائی کے مطابق نہایت مضبوطی سے اس معاہدہ پر قائم رہے

اس کے تقریباً چھبیس ۲۶ برس بعد یعنی ۱۷۹۵ء کا یہ واقعہ ہے کہ کھرڈلہ کے وسیع میدان میں ایک فتنہ رونما ہوا کہ نواب میر نظام علیخاں کی افواج کو سخت شکست ہوئی مصداق ہزا گرتے ہیں شہسوار ہی میدان جنگ میں یہ واقعہ مجموعی نقصانات کے لحاظ سے ایسا اہم تھا کہ جس کے مسموم اثر سے اون کے ملکی کیفیات کی تشویش اور ان کی حکومت کے مشکلات میں نئی نئی باتوں کا اضافہ ہوا لیکن چار سال بعد ۱۷۹۹ء میں سرزمین کائنات کی بدلنے والی ہوا نے سکندری کہانی اِس تماشا گاہ عالم کے پردے اُلٹے اور نواب نظام علی خاں بہادر کی افواج کی مدد سے انگریزوں نے ٹیپو سلطان کو شکست فاش دی اِس کا نتیجہ یہ ہوا کہ اس کی حکومت کا ایک حصہ مال مفتوحہ میں آکر نظام علی خاں بہادر اور انگریزوں کے درمیان تقسیم ہوگیا ۱۳ر جولائی ۱۷۹۹ء کے معاہدے سے جو ان دو حلیفوں کے مابین ہوا تھا نواب نظام علی خاں کو ایک گونہ سکون قلب حاصل ہوا لیکن اس کے چند سال بعد ۱۸۰۳ء میں چالیس سال کی پر از مشکل و کشمکش فرمانروائی کے بعد نہ معلوم اور کیا کیا وجوہ رنج و تعب کے اس دار و گیر میں گزرے کہ نظام علی خاں بہادر نے انتقال فرمایا۔

آصف جاہ ثالث

خدا کا لاکھ لاکھ شکر ہے کہ خامہ شدیز نے جولانی دکھائی ذہن نارسا نے نہایت سرعت اور بے حد تیزی کے ساتھ تاریخ عالم کی فضائے بسیط میں بے گنتی چکر کاٹے ان تمام کاوشوں اور جدوجہد کے بعد ہم نے آصف جاہ ثانی نواب میر نظام علی خاں اسد جنگ نظام الدولہ نظام الملک بہادر کے حالات وکیفیات زندگی یعنے ملکی ملی سیاسی اقتصادی تدبیر و تدبر کو اپنی فکر رسا کے موافق ارکان ملک و رعایائے سلطنت کے اجلاس پر ملاحظہ کے لیے پیش کیا اور نہایت مودبانہ التماس یہ کہ "کاغذی پھول ہیں عقیدت کے" ہوں جو منظور تو عطا سمجھوں"

آصف جاہ ثانی کے فرزند ارجمند اور خلف اکبر نواب میر اکبر علی خاں المخاطب فولاد جنگ سکندر جاہ بہادر آصف جاہ ثالث آپ کے بعد سنہ ۱۲۱۸ھ میں بفضل ایزد متعال سریر آرائے تخت و تاج دکن قرار پائے اور بعض قدیم روایات کے تطابق سے اس کا پتہ چلتا ہے کہ اس تخت نشینی کے لئے شہنشاہ دہلی سے جو اس وقت برائے نام فرمان روائے دہلی کے لقب سے چار دانگ عالم میں شہرت رکھتے تھے باضابطہ منظوری حاصل کی گئی اس تخت نشینی کی رعایائے مملکت میں مقررہ کیفیتوں کے موافق خوشی منانے کی مدت کے پورا ہو جانے کے بعد حسب عملدرآمد سلاطین عالم اس خسرو عادل نے اپنے سلطانی فرائض کو ایسی حسن و خوبی سے انجام دینا شروع کیا کہ اوس زمانہ کے حد تک کائنات کی تاریخ صف سلاطین سے کوئی ایسی نظیر پیش نہیں کر سکتی فرمان روائے وقت کی اون تمام خوبیوں کو جو ایک زمام حکومت تھامنے والے کے حوصلہ ہائے عالیہ کو جو آپ کی ذات والاصفات سے ظاہر بھی ہوتی رہیں کہاں تک گنوایا جا سکتا ہے طوالت تحریر میں تضیع اوقات ناظرین کے خامہ شبدیز کو روکدینے والے خیال کے علاوہ ان کے اظہار کے لئے ہماری موجودہ زبان بھی ایسی تنگ ہے کہ الفاظ تک نہیں ملتے آپ کے دوران حکومت میں نواب میر نظام علیخاں بہادر کے اوس معاہدہ کو تازہ کیا گیا جو سلطنت انگریزی سے سنہ ۱۷۶۸ء میں ہوا تھا چنانچہ صاحب گورنر بہادر نے بر سر اجلاس یہ وعدہ حتمی فرمایا کہ نواب نظام علی خاں آصف جاہ ثانی سے جو کچھ معاہدہ

کیے گئے تھے وہ بے کم و کاست قولاً و فعلاً جاری و ساری رہیں گے چونکہ ہمارے خسرو ثالث نواب سکندر جاہ بہادر نہایت ہی نیک نفس حلیم الطبع سلطان واقع ہوئے تھے وہ اپنے پرائے سے برتاؤ کرنے کے طریقہ اور اس کے آئے دن ہونے والے نشیب و فراز پر بھی بجدہ بخوبی تدبر رکھتے تھے لہذا انھوں نے اپنے والد عالیمقدار کے کے زمانہ کے متوسلین پر کوئی کسی قسم کا جبر نہیں کیا اور ان کے سابقہ معاملات تمام بدستور باقی رکھے سکندر جاہ بہادر کی تخت نشینی کے بعد اعظم الامرا نواب مشیر الملک مدار المہام وقت نے رفاقت ملک و مالک سے کنارہ کشی کی ٹھان کر اس دار مکافات سے عالم جاودانی کی طرف کوچ کیا اون کے بعد گورنر جنرل کی تحریک و نیز اور کیفیتوں کی بنا پر سلطان وقت نے قلمدان وزارت میر عالم کے حوالہ فرمایا ہمارے تیرے شہریار اور آصف ثالث نے تخت سلطنت پر جلوہ افروز ہونے پر اپنے پہلے دربار میں بہت سارے متوسلین ریاست کو بحسب حیثیت مختلف جاگیریں اور مناصب عطا فرمائے جو رعایا پروری و سخاوت حاتمانہ کی بین و روشن دلیل ہے اندراج صفحات تاریخ کے اتفاق سے اس امر کا پتہ چلتا ہے کہ اسی پر فیض دربار میں خطہ دکن کے مشہور رکن نواب شمس الامرا بہادر کو بحر سخائے ذات شاہانہ کے تموج و طوفان سے مبلغ ۳۳ لاکھ سکہ رائج الوقت کی جاگیر حاصل ہوئی اور کہا جاتا ہے کہ اسی تقریب پر مدار المہام وقت میر عالم نے وہ بیش بہا جواہر جو ٹیپو سلطان سے لڑائی میں ہاتھ آئے سکندر جاہ بہادر کے نذر کئے جو پیشگاہ سلطانی میں بڑی خندہ پیشانی کے ساتھ درجہ مقبولیت کو پہونچے اس زمانہ میں ملک کی تمام حالت ہر حیثیت سے بفضل و رحمت ایزدی بہت کچھ پر سکون ہو چکی تھی اسی لئے آپ نے اصلاحات کی عنان کو جو ایک مدت سے خزانہ انتظامی کی خاموش آرامگاہ میں کروٹ لے رہی تھی اور ملکی نظم و نسق میں ہر شعبہ کے لئے کافی جدت طرازیاں اپنے قابل مدار المہام میر عالم کی ان کوششوں اور سریع الاثر تدابیر کے ذریعہ سے فرمائیں جو اس پر امن زمانہ کی رفتار کے خاص و عام حالات کے لحاظ سے قلیل سے قلیل مدت میں بار آور ہو کر فضائے گلشن میں سرسبز و شاداب نظر آنے لگیں تواریخ کی بلند ہوتی رہنے والی خاموش اور پر اثر آوازیں یہ سنا رہی ہیں کہ سکندر جاہ بہادر نے مہاراجہ کشن پرشاد یمین السلطنت بہادر کے جد اعلی راجہ چندو لال کو میر عالم کی سفارش پر اون کا پیشکار مقرر فرمایا آپ کو راجہ چندو لال پر غیر معمولی اعتماد تھا اس کے بعد چونکہ ۱۸۰۸ء میں میر عالم نے اس عالم فانی سے گریز کر کے عالم بقا کی طرف پرواز کی اس لئے آپ نے کچھ دنوں تک وزارت عظمی کے اہم سے اہم امور کی خود ہی بہ نفس نفیس انجام دہی فرمائی مابعد ذات شاہانہ کی نظر الطاف کرم یکایک امیر عالم کے صاحبزادے منیر الملک بہادر پر پڑی چنانچہ ان کو وزارت عظمی کی اعلیٰ ترین کرسی پر متمکن فرمایا نواب سکندر جاہ بہادر کی فرماں روائی کے آخری دور میں رود موسی کو بڑی زور کی طغیانی ہوئی اس وبا کے اثر سے ایک لاکھ سے زائد خلقت نذر اجل ہوئی ۱۸۲۹ء میں چھبیس ۲۶ سال کی فرماں روائی کے بعد نواب سکندر جاہ بہادر نے ان مادی کیفیات سے گریز کر کے پیشگاہ قدرت سے ہمیشہ کے لئے حیات جاودانی پائی۔

آصف جاہ رابع

بندہ کی کیا بساط ہے کہ وہ جیسا کہ حق ہے اپنے پیدا کرنے اور پالنے والے کا شکریہ ادا کرے لیکن فریضہ بندگی حقیقت میں تو یہ ہے کہ وہ ہر وقت و ہر آن جن ٹوٹے پھوٹے لفظوں میں بھی ہو سکے زبان بے زبانی سے خالق عالم و عالمیان کی بارگاہ میں شکرانہ کا حقیر سے حقیر تحفہ ضرور گزرانتا رہے اس لئے اس نے اپنے بعض فرائین کے سلسلہ میں یہ بھی ارشاد فرمایا ہے کہ اے میرے بندے اگر تو میری دی ہوئی نعمتوں کا شکریہ ادا نہیں کرتا تو فوراً نکل جا میری زمین کے فرش اور میرے آسمان کے اس چھت کے تلے سے اور اپنے لئے کوئی اور معبود تلاش کر لے اس لئے ہم بارگاہ بے نیاز میں سر عجز و نیاز کو خم کر کے شکریہ عبدیت ادا کرتے ہیں کہ اس نے ہمیں اپنے ارباب مجازی کے حالات حکومت کو قلمبند کرنے میں ہمارے حسب حیثیت کامیاب فرمایا بڑی خوشی کی بات یہ کہ آصف جاہ اول سے شہریار ثالث تک کے حالات ہم نے ملاحظہ ناظرین میں پیش کر دئے ہذا اب آصف جاہ چہارم کے حالات فرمانروائی درج ذیل کئے جاتے ہیں۔

نواب سکندر جاہ بہادر کی وفات حسرت آیات کے بعد ۱۸۲۹ء میں نواب میر فرخندہ علی خاں المخاطب ناصر جنگ و ناصر الدولہ بہادر نے مسند شاہانہ پر جلوہ افروزی فرمائی آپ نے سریر آرائے حکومت ہوتے ہی ملک کے تمام ضروری لازمی انتظامات میں ایک نمایاں اور زبردست اضافہ فرمایا لیکن اس وقت شاہی خزانہ کی حالت اس قدر ابتر تھی کہ کوئی کوشش بھی کارگر نہ ہو سکی اس پر بھی نواب ناصر الدولہ بہادر نے اپنے حسن تدبر اور قابلیت خداداد سے اپنی مملکت کی فلاح و بہبودی کے جس قدر بھی سامان ہو سکے مہیا کرنے کے لئے آپ نے اپنے متوسلین قدیم و جدید اور امرائے حکومت و ملازمین ریاست پر اپنے بحر سخا سے انعام و اکرام کی نہ رکنے والی بارش کی اور انھیں بیش قیمت جواہرات کی عطا سے مالا مال کیا خلعت و جاگیر منصب و وظیفہ کی اولی پر سرفراز فرمایا اور ان میں سے بعض کو اپنی عنایتوں سے خطابات بھی عطا کئے چنانچہ راجہ چندو لال کو جو اس وقت اپنے تدبر و سیاست سے سلطنت کے سیاہ و

سفید کے مالک تھے راجہ راجایان کا خطاب اور بیش قرار جاگیر بخشی سنتے ہیں کہ نواب ناصر الدولہ بہادر کے عہد میں بلدہ حیدرآباد دکن میں بہت ساری خونریزیاں ہو گئی تھیں لیکن بادشاہ ذیجاہ کی عدالت و انصاف کے دل ہلا دینے والے عبرت انگیز اثر نے ایسا کام کیا کہ جو صاف لفظوں میں امن و امان آسایش و راحت چین و سکون کا حامی کہا جا سکتا ہے یہی وہ زمانہ ہے کہ جب شاہ عالم ثانی کے فرزند اکبر شاہ تخت سلطنت دہلی پر جلوہ فرما تھے تاریخیں کہتی ہیں اگرچہ اکبر کی بادشاہت برائے نام تھی لیکن پھر بھی نہ معلوم پرانے کن کن خیالات کے تحت شاہ دہلی سے درخواست کی انھیں ان کے آبائی خطابات دیئے جائیں چنانچہ اس بنا پر شہنشاہ نے ۱۲۴۹ھ میں فرمان کے ذریعہ شاہ دکن ناصر الدولہ بہادر کو انکے آبائی خطابات عطا کئے اور اس کے پانچ برس بعد یعنے ۱۲۵۳ھ میں اکبر شاہ نے اس دنیا سے رحلت کی اس موقع پر ناصر الدولہ بہادر کے فرمان کی بنا پر ریاست دکن میں تین دن متواتر اکبر کا سوگ منایا گیا اس کے بعد کاروبار سلطنت میں تاریخیں کہتی ہیں کہ کوئی نمایاں تغیر جو قابل ذکر اور صفحات تاریخ جدید پر اندراج پانے کے قابل ہو ظاہر نہ ہوا کاروبار مملکت اعتدال کی رفتار پر چل رہے تھے اور رعایائے ملک مادر وطن کی آغوش محبت میں میٹھی نیند سے راحت و آرام کے پہلو بدل رہی تھی اسی اثنا میں ۱۲۵۹ھ کا آغاز تھا کہ مہاراجہ چندو لال نے بوجہ اپنی پیرانہ سالی کے خدمت مدار المہامی سے استعفا پیش کیا مہاراجہ کی مدار المہامی کے بعد سراج الملک بہادر وزارت عظمیٰ کے عہدہ پر ممتاز فرمائے گئے جو منیر الملک بہادر کے تیسرے فرزند تھے اس کے چند ماہ بعد نواب ناصر الدولہ بہادر نے ۱۲۷۳ھ میں اس دار مکافات سے ہمیشہ کے لئے سبکدوشی اختیار فرمائی۔ مغفرت مآب نواب ناصر الدولہ بہادر کی وسعت اخلاق بہترین ادب اور غایت وفاشعاری کے دو اہم واقعات اس موقع پر خاص طور سے قابل تحریر و تذکرہ ہیں جن سے خانوادہ آصفی کے روایات قدیم و جذبات وفاداری کا بطریقہ بین و روشن اظہار ہوتا ہے۔

ایک تو یہ کہ کسی موقع پر نواب ناصر الدولہ بہادر نے اپنے ایک خاص ملازم سے فرمایا تھا کہ میری سب سے بڑی تمنا یہ ہے کہ جس طرح تو روز و شب میرے سامنے ہاتھ باندھے ہوئے کھڑا رہا کرتا ہے اسی طرح میں بھی اپنے آقا شہنشاہ دہلی کے حضور میں دست بستہ کھڑا رہوں۔

دوسرا واقعہ یہ ہے کہ ایک مرتبہ گورنر جنرل ہندوستان نے شاہان دکن و لکھنو سے کہا کہ وہ خودمختاری کا آوازہ اپنے قلمرو میں بلند کر کے ہز مجسٹی کا لقب اختیار کریں چنانچہ شاہ اودھ نے بمجرد سماعت ایسا ہی کیا لیکن ہندوستان کی تمام تاریخیں اس امر پر متفق التحریر ہیں کہ نواب ناصر الدولہ بہادر نے جواب دیا کہ میں ان کمزور خیالات پر کبھی معمولی سا دھیان بھی نہیں دیتا اور نہ اپنے آقا شہنشاہ دہلی کے برابر کا لقب اختیار کرنا پسند کرتا ہوں۔

آصف جاہ خامس



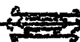
ہم سنتے رہتے ہیں کہ دنیا ہر نئے دن نئے گھنٹے نئے مہینہ اور نئے سال عجیب و غریب تغیر دکھاتی رہتی ہے جیسے ہم سنین ماسبق کے مندرج حالات سے بھی جان چکے ہیں اہل عقل و فہم و ادراک تدبیر و تدبر سے بطور خاص کام لیں تو اون کے تمام نشیب و فراز سے اپنے پرواز فکر کے حد تک اپنی غور و خوض کے موافق کماحقہ آگاہی حاصل کرسکتے ہیں دنیا کی زندگی میں انسان کا فریضہ صرف پیٹ پالنا ہی نہیں بلکہ کائنات کے نشیب و فراز پر ہر وقت کی بدلتی رہنے والی کیفیت پر اپنی سمجھ کو حاوی کرنا ضروری و لازمی ہے اس لئے کہ اس دنیا کے پیدا کرنے والے نے خود اس کا فرمان دیا ہے کہ چند مثالیں تمہارے سامنے پردہ عالم پر ظاہر کردی گئی ہیں تاکہ تم ان پر فکر کرتے رہو انہی تمام حالات کو جمع کرکے ان کی اجتماعی شکل سے مفید تجربات کے پہونچانے کی خاطر ہم نے اس تاریخی سالنامہ کا آغاز کیا ہے جس نے بجمدہ تین سال سے اپنی مجموعی محاسن معنوی کے مدنظر شہرت تامہ حاصل کی اس کی معاونت میں ارباب ملک نے بھی کافی حصہ لیا اور خصوصاً نواب مہدی جنگ بہادر و نواب مشیر جنگ بہادر دام اللہ اقبالہم نے جو نہایت علم دوست فرض شناس حقوق رس خدا ترس غریب پرور معدلت گستر واقع ہوئے ہیں کافی و وافی شافی و عافی حصہ لیا اس تمام تحریر کا مختصر یہ کہ ان وجوہ کے تحت ملکی و ملی خدمت کی اور نمایاں خواہش اپنے چھوٹے سے مگر حساس دل میں بڑھتی ہوئی پائی چنانچہ اس سال بھی ہم نے حسب جرات تصنیف ہذا کی زینت و شان کے لئے شہریار دکن کے حالات فرمان روائی کو حسب وعدہ پورا کرنے میں کامیابی حاصل کرلی۔

آصف جاہ رابع تک کے کیفیات فرمان روائی عرض تحریر میں آچکے ہیں لہذا اب ہم آصف جاہ پنجم کے تذکرہ زندگی کے اندراج سے افتخار حاصل کرتے ہیں۔ نواب سکندر جاہ آصف جاہ رابع کے انتقال پر ملال کے بعد تخت سلطنت دکن پر نواب افضل الدولہ بہادر آصف جاہ پنجم نے نزول اجلال فرمایا اور عنان حکومت کو اپنے دست مبارک کی گرفت سے زینت بخشی اس دور میں کہتے ہیں کہ بلاد ہند میں فتنہ و فساد کی آگ بھڑک اٹھی تھی اس کا سبب جہاں تک

کی جدت طرازیاں ہی ہوسکتی ہیں شمالی ہندوستان کے غدر کے یہ اثرات خطہ دکن میں بھی نفوذ کرنے لگے تھے چونکہ حالات کی رفتار نہایت تیزی کے ساتھ ترقی پکڑتی جاتی تھی اس لئے نواب تراب علی خاں سالارجنگ اول نے ایسے نازک وقت میں ملک و مالک کی بہی خواہی کے لئے کمر ہمت کسی اور اپنے حسن تدبر و انتظام غیر معمولی سے فساد کی اٹھتی ہوئی ان چنگاریوں کو بھڑکتی ہوئی آگ کی صورت اختیار کرنے نہ دیا۔ اگر اس خطرہ کے وقت نواب افضل الدولہ بہادر انگریزوں کے ساتھ معاہدہ اتحاد پر قایم نہ رہتے اور اپنی فوج کی مدد اس نمایاں غدر کے فرو کرنے میں نہ دیتے تو آج ہند کی تاریخ کے صفحات نہ معلوم کن کن افکار سے پُر نظر آتے غدر کے فرو ہو جانے پر کمپنی کی حکومت نے تاج برطانیہ کی صورت اختیار کی اور نائب تاج برطانیہ کی طرف سے اس مخلصانہ وفاشعاری کا اعتراف کیا گیا اور بڑے بڑے تحفہ و تحالف کے علاوہ اضلاع شورا پور۔ رائچور و دہراسیو بطور ہدیہ انگریزی حکومت کی طرف سے نواب افضل الدولہ بہادر کو پیش کئے گئے و نیز پچاس لاکھ کا قرضہ جو ان کے ذمہ تھا منسوخ کر دیا گیا اور ۱۸۶۱ء میں اس وفاداری کا صلہ آپ کو اسٹار آف انڈیا کے لقب کی صورت میں دیا گیا یہی پہلا خطاب ہے جسے انگریزی حکومت کی طرف سے فرمان روائے دکن نے قبول کیا اس سے پیشتر تاجداران دکن وہی لقب اختیار کیا کرتے تھے جو شہنشاہ دہلی کا تجویز کیا ہوا ہوتا تھا۔

سنہ ۱۸۶۶ء میں نواب تراب علی خاں سالارجنگ اول نے اپنے ان رواداریوں کو جتاتے ہوئے حکومت انگریزی سے متعدد تحریکات کی مدت تک سلسلہ جنبانی کی لیکن عرصہ دراز کی کوششوں کے بعد بھی اس کا کوئی مفید نتیجہ برآمد نہ ہوا اس کے بعد نہ معلوم کن وجوہات کی بنا تھی کہ سالارجنگ اول کی معزولی کی خبریں گشت کرنے لگیں و نیز اس سے مایوسی کے بعد ان کے قتل کی بھی ان تک کوششیں کی جانے لگیں سنہ ۱۲۷۵ ہجری میں سکہ حالی کے نام سے ریاست دکن کا آصفی سکہ رائج ہوا جسے آج ۸۱ سال کا عرصہ ہوتا ہے غرض ان تمام کیفیات کے بعد حیات عالم کا ایک پردہ چھوٹا اور نواب افضل الدولہ بہادر نے بیالیس سال کے سن میں تیرہ سال کی فرمان روائی کے بعد ۲۹ فروری سنہ ۱۸۶۹ء کو اس کالبد خاکی سے علحدگی حاصل کر کے جنت فردوس کو پرواز فرمائی۔

آصف جاہ سادس



اس میں شک نہیں کہ اس دو روزہ گلستان کے آنے والے ہر گل کی بو جدا ہوتی ہے اور اس کی ہر چھوٹی سے چھوٹی پتی کا رنگ مختلف ہر انسان کا جدا خیال ہوتا ہے ہر ذہن کی پیداوار علحدہ مسلم یہاں تک کہ دنیا کا ہر ذرہ ذرہ اپنی حیثیت میں جدا جدا نوعیت رکھتا ہے اسی طرح دنیا کا پیدا ہونے والا ہر بدر اپنی مجموعی اشکال یعنے خصائل اطوار عادات و کیفیات میں اپنے عہد کا اپنا ہی آپ نظیر ہوا کرتا ہے جیسا کہ شہریاران مذکور کے مندرجہ حالات سے ظاہر ہے خردمند طبقہ اور علم دوست افراد جتائے جانے کے محتاج نہیں ان کی پھیلی ہوئی نظر تواریخ عالم پر پڑ چکی ہے وہ حالات دور سابق کے مطالعہ سے کیفیات حاضرہ کے ہونے والے نشیب و فراز طبایع کے فرق اور اس سے آگے بڑھ کر آنے والے کیفیات اجمالی کا مختصر سا پتہ بھی لگا سکتے ہیں اسی طرح سلاطین عالم کی بھی اپنے عہد میمنت عہد کے اپنی خصوصیات کے لحاظ سے ایک واحد ہستی ہوتی ہے جس کی دوسری نظیر موجودہ عصر میں صفحات تاریخ عالم کی ان تھک الٹ پلٹ سے بھی نہیں مل سکتی ہے لہذا یہی مثال ہمارے شہریاران دکن کے لئے بھی منطبق ہوتی ہے جو حالات مندرجہ سے بشرط غور و خوض ظاہر ہونگی یوں تو شہریاران دکن کے عہد فرمانروائی حضرت آصف جاہ اول سے تا شہریار خامس زرین کارناموں کی شرح کرتے ہیں لیکن آصف جاہ سادس شہریار دکن نواب میر محبوب علی خان بہادر کا عہد میمنت مہد چند خصائص کی دارائی کے لحاظ سے اپنی ایک دنیا لا آن و بان وقعت و شان رکھتا ہے جب دکن کی مجسم تاریخ کا پانچواں ورق صفحہ کائنات سے اٹھا اور نواب افضل الدولہ بہادر اس دو روزہ مسافر خانہ سے اکتا کر حیات جاوید پا گئے اس وقت ہمارے چہیتے مربی نواب میر محبوب علی خان بہادر کی عمر شریف صرف ۲½ سال کی تھی لیکن اس کم سنی کے قطع نظر دستور سلطنت کے موافق اسی وقت آپ کی تاجپوشی کی رسم ہوئی اور زمام سلطنت و ریاست آپ کے ننھے مگر مبارک ہاتھوں میں دی گئی اور متفق الحروف یہ بات صفحات کتابت پر لکھی چلی آئی ہے کہ کاروبار حکومت انتظامات سلطنت کے لئے سرسالار جنگ بہادر اول نواب شمس الامراء

کو مشیر کے طور پر منتخب کیا گیا لیکن مستحکم تحقیق اس کا پتہ دیتی ہے کہ فی الحقیقت زمام ریاست صرف سر سالار جنگ کے ہاتھ میں تھی اور ملکی تمام امور ان ہی کے حکم سے طے پایا کرتے تھے اور ان ہی کے قراین پر ساخت و پرداخت سلطنت کے سب عمل ہوتے تھے نواب شمس الامرا بہادر دکن کے ایک بڑے امیر تھے اور مشاورت امور سلطنت کے علاوہ وزیر عدالت کے معزز عہدہ پر بھی ممتاز تھے جسے ہم آج صدر المہامی کی لفظ سے بلحاظ تبدیل کیفیات زمانہ موسوم کر رہے ہیں حضرت غفران مکان کی عہد طفلی میں حکومت انگریزی کی جو تقریبیں عمل میں آتی تھیں تو آصف جاہ سادس کی جانب سے سر سالار جنگ اول بحیثیت نائب یا نمائندہ شرکت فرمایا کرتے تھے اس زمانہ میں پھر واپسی برار کا مسئلہ امرائے ریاست و اعیان سلطنت دکن کے غور و فکر کا مرکز بنا ہوا تھا چنانچہ مزید سوچ بچار کے بعد اس کے استرداد کی سلسلہ جنبانی کی گئی لیکن حکومت برطانیہ نے اس تحریک پر کوئی اعتنا نہ کی آخر کار تحریرات کی پیاپے سعی و کوشش کے بعد ۱۸۷۵ء میں خود سالار جنگ بہادر مرحوم اول نے اپنے خواہرزادے نواب مکرم الدولہ مرحوم کی معیت میں لندن پہونچ کر اوس کے معاوضہ میں اسی لاکھ پونڈ ادا کرنے کا وعدہ بھی فرمایا لیکن اس جدوجہد میں بھی ناکامی رہی اور مسئلہ استرداد برار اسی کس مپرسی کی حالت میں اشلہ داخل دفتر کی طرح ایک گوشہ میں پڑا رہا لندن کی واپسی کے آٹھ سال بعد ۱۸۸۳ء میں نواب سالار جنگ مرحوم اول نے انتقال فرمایا سر سالار جنگ کے انتقال کے بعد اسی سال فبروری ۱۸۸۳ء میں کونسل آف ایجنسی قائم ہوئی جس کی تنظیم درج ذیل ہے۔

حضرت آصف جاہ سادس غفران مکان نواب میر محبوب علی خاں بہادر۔ پریسیڈنٹ نواب میر لائق علیخاں بہادر سالار جنگ ثانی۔ سکریٹری۔

سر آسمان جاہ بہادر۔ سر خورشید جاہ بہادر۔ مہاراجہ نریندر پرشاد بہادر۔ ہر سہ ارکان۔ اسی سال حضرت غفران مکان نے والیسرائے ہند کی ملاقات اور ملکی نمایش کے ملاحظہ کے لئے کلکتہ میں رونق افروزی فرمائی جہاں سے واپس ہونے پر آپ کو اپنے کامل شاہی اختیارات پر کلیتاً تصرف حاصل ہوا۔

تاریخ کے مطالعہ و معاینہ سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ شہریار سادس کی تعلیم و تربیت سر سالار جنگ اول جیسے ذی فہم عالی دماغ قومی خیال فرض شناس مدبر کے زیر نگرانی ہوئی چنانچہ سر سالار جنگ ہی نے آپ کو کاروبار سلطنت نشیب و فراز رموز مملکت تفصیلات شعبہ ہائے حکومت سے آگاہ کیا ۱۸۷۷ء کے دربار دہلی میں جب کہ آپ کی عمر صرف گیارہ سال کی تھی سر سالار جنگ کی معیت میں شرکت فرمائی اور اپنی عمر کے پندرھویں سال سلطنت دکن کا سر سالار جنگ کے ہمراہ پورا دورہ فرمایا تھا آپ کے عہد فرخندہ عہد میں بہت ساری ترقیاں ہوئی ہیں جن کے باعث رعایائے مملکت کی خوش حالی میں ایک نمایاں اضافہ ہوا آپ کے مبارک دور فرمان روائی میں مملکت و ریاست کے ہر شعبہ کی نمایاں اصلاحیں عمل میں آگئیں چنانچہ سررشتہ ہائے "عدالت" "تعلیم" "پولس" "ذرایع آبپاشی" وغیرہ کی توسیع اور تنظیم جدید آپ ہی کے بحر سخا کی رہین منت ہے ان تمام کیفیات کے لئے مصارف بے حد و حساب واقع ہوئے لیکن اس پر بھی خزانہ شاہی کی بے انداز قدامات میں دن دونا اضافہ ہوتا گیا ان اصلاحات ملکی کے ساتھ ساتھ اعلیٰحضرت کی دولت کے تعلقات و موالات برطانوی حکومت سے بڑھتے گئے اور جب شمال مغربی کی سرحد پر روسی حملے کا خطرہ دامن گیر ہوا تو فرمان روائے دکن نے ساٹھ لاکھ روپیہ نقد سے حکومت برطانیہ کی امداد کی اور اسی طرح ۱۸۸۵ء میں جنگ مصر کے موقع پر حیدر آبادی افواج کی خدمتیں نہایت فیاضی کے ساتھ پیش کی گئیں

آپ کے دل میں اپنی عزیز رعایا کی بڑھتی ہوئی اتنی الفت تھی کہ آپ ان کی حالت معلوم کرنے کے لئے اکثر راتوں میں بھیس بدل کر شہر میں چاروں طرف گھوما کرتے تھے آپ کی فیاضی کی یہ حالت تھی کہ جو بھی حاجتمند آپ کے در دولت پر حاضر ہوا مالا مال نہال ہو کر ہی واپس پلٹا اس کے ساتھ ہی آپ کے مشہور و معروف عادات خصلتیں بھی قابل ذکر ہیں جو آپ کو زمرہ کاملین کی ایک اعلیٰ فرد منوانے کے لئے مجبور کرتے ہیں حقیقت حال یہ ہے کہ ایسی فیاضی کی کوئی دوسری مثال آپ کے دور میں صفحہ تاریخ سلاطین ہند پر مندرج نظر نہیں آتی آپ ہی کے عہد میں رود موسی کو شدید طغیانی ہوئی تھی یہ واقعہ ۱۹۰۸ء کا ہے رود موسی کو شور افزا طغیانی پیدا ہوا اور اس کے اچانک واقع ہونے والے مضر اثرات سے ریاست فرخندہ بنیاد حیدر آباد دکن کے کئی محلے اور بستیاں حرف غلط کی طرح روئے زمین دکن سے مثل ہوائے ناوید ہوا ہو گئے اور سلطان وقت کی ہزاروں رعایا کی تعداد میں فرد بشر اس بحر عجیب کی تھپیڑے سے آن کی آن میں صفحہ ہستی سے غائب اور ہمیشہ کے لئے نابید ہو گئے تب حضور انور نے اپنی عزیز اور بہت ہی عزیز نہایت پیاری رعایا اس ہوائے طوفانی کے اثر کی وجہ اپنے ملک و مالک سے کنارہ کشی کر کے عالم جاوید کو روانہ ہونے والی رعیت کی اس عدم وفات سے سخت اور بے حد متاثر ہو کر اس طوفان شور افزا بے پایاں کے سدباب اور رعایائے پسماندہ کے حفاظت و چین راحت و آسایش کی خاطر اپنے اطمینان و سکون کو خیر باد کہہ کر خود بنفس نفیس بھی ممکنہ تدبیریں فرمائیں یہاں تک کہ اپنے خاص محلات میں رعایائے بے خانماں کے ہر و بشر کو سکونت کی جگہ عطا فرمائی اور خزانہ شاہی سے ایک وافر رقم کی محتاجین مملکت میں تقسیم کرنے کا حکم صادر فرمایا ۳۱ اگسٹ ۱۹۱۱ء م ۴ رمضان ۱۳۲۹ھ کو آصف جاہ سادس نے اس سرائے فانی سے آگے قدم بڑھا کر خلد نشینی اختیار فرمائی تمام ملک میں آپ کا اس قدر سوگ منایا گیا کہ ہر گھر ماتم کدہ بنا ہوا تھا اور ہر گلی کوچہ سے فریاد و واویلا کی آوازیں بلند ہوتی ہوئی سنائی دیتی تھیں۔

آصف جاہ سابع



اعلیحضرت قدر قدرت بندگان عالی متعالی مدظلہ العالی نواب میر عثمان علیخاں فتح جنگ نظام الملک خلد اللہ ملکہ و سلطنتہ موجودہ فرمانروائے ریاست عالیہ دکن کے ابتدائی اور پچیس سالہ دور حکومت کے تفصیلی حالات۔

بلبلوں کے خوش گوار ترانے جو چمنستان دنیا کے دروں میں بلند ہوتے رہتے ہیں وہ اپنے اندر قدرتی قابلیت جذب کے لحاظ سے کچھ ایسی کشش رکھتے ہیں کہ جن کی تعریف و توصیف میں اپنے اس خامہ شبدیز کو بڑھتی ہوئی مستعدی کے ساتھ جولان کرنا اگرچہ ناممکن نہیں لیکن ایک بڑی حد تک مشکل ضرور ہے اس لئے کہ تجربہ حیات سے ظاہر ہے اس عالم فانی کی آج بھی بہت ساری مثالیں ایسی موجود ہیں کہ جن کی کیفیت کا پورا احساس قوائے دماغی میں حقیقی اپنے دل کی تڑپ تو لگاتار رہتا ہے لیکن صفحہ قرطاس پر اس کو جگہ دینے کی قوت ہر انسان میں نہیں ممکن ہے کہ یہ ما اوتیتم من العلم الا قلیلا کے کسی شعبہ کا اثر ہو تجربہ بھی اسی کا پتہ بتاتا ہے کہ یقیناً ایسا ہی ہونا چاہیئے یکے بعد دیگرے دنیا میں آنے والی نسلیں اپنے دور کی نمایاں کارگزاریوں کے مدنظر اپنی ہی آپ نظیر ہیں اور یہی وہ نظریہ مسلمہ ہے کہ جس سے اہل عقل کبھی بھی انکار نہیں کر سکتے مدبرین ماضی اور حال کے حالات تدبر اور کیفیات زندگی پر نظر غایر و ڈالیئے تو اپنی استعداد کے موافق غور و خوض سوچ بچار کے بعد یہ واضح ہو رہے گا کہ انھوں نے جو کچھ بھی انتظام ملک استقرار حقوق سیاسی تمدن و معاشرت کے تمام شعبات کی اصلاحی نیت سے کیا وہ ماحول زمانہ کے نظر کرتے نہایت ہی موزوں بہت مناسب بلکہ انسب تھا اور یہی تمام کیفیات تفکر و تدبر جو کہ گزر گئیں گزر رہی ہیں اور آیندہ گزرینگی اپنے اپنے وقت کے لئے بے مثال اور اپنے زمانہ کے لئے عدیم النظیر ہیں یہاں تک کہ اسی طرح انبیائے سابق کا طرز عمل بھی ان کے زمانہ کی خلقت کے حالات اور ان کے ماحول کے تمام تاثرات کے لحاظ سے ہر آنے کی اور اسی طرح وقت میں بدلتا ہوا رہا ہے اسے تعصب کی عینک اتار کر تحقیقات کی عمیق اور گہری نظر سے دیکھئے تو نہایت اور مناسبت موقع نہایت اعلے درجہ کے معیار کا صداقت نامہ ثابت ہوتا ہے اس موقع پر سلسلہ تحریر

میں نبیوں کا ذکر آگیا جو موقع کے استنباط کے لئے حوالتاً ضروری تھا لیکن ہمیں اس موضوع سے اس تحریر میں کوئی
خاص تعلق پیدا کرنا مدنظر نہیں ہم کو تو سلاطین دکن کی تاریخ کے چند اوراق کی اہمیت کا دکھانا تھا بنا بریں شکر
ہے کہ ہمیں بفضل ایزدی اپنے اس مقصد میں کامیابی رہی اور ابتدائے قیام سلطنت دکن سے حضرت غفران مآب
آصف جاہ سادس تک کے حالات تفصیلی معرض تحریر میں آگئے اب ہم اپنے شہریار موجودہ [illegible]
لامع النور اعلیٰ حضرت نواب میر عثمان علی خاں فتح جنگ بہادر خلد اللہ ملکہ و سلطنتہ کی مبارک و مسعود [illegible]
تا حیات زایل نہ ہونے والا شرف حاصل کیا جاتا ہے اور امید قوی کہ شاہانہ [illegible]

سنہ ۱۹۱۱ء یکم ستمبر کا وہ بدرجہ غایت مبارک و مسعود دن تھا جو آج دکن کی تاریخ [illegible]
کا ایک اہم نقش کہلاتا ہے کیونکہ اسی دن ہمارے موجودہ ساتویں شہریار نے بعمر ۲۶ سال تخت شاہی سلطنت آصفیہ
کی اپنے قدوم میمنت لزوم سے رونق افزائی فرمائی اور زمام حکومت کو اپنے دست پرفیض و عطا بخش [illegible]
کی گرفت سے زینت بخشی زمانہ ولیعہدی حضور فیض گنجور کی اتالیقی کا شرف آغا نصر اللہ خاں نواب [illegible] بہادر
نواب بہادر جنگ رکن الملک خاندوراں بہادر آغا سید علی شوستری سلطان العلماء استاد الملک بہادر جیسے عالم و فاضل
کامل و اکمل افراد کو میسر رہا ہے ذات شاہانہ کو علوم مشرقی و مغربی کے تقریباً تمام شعبوں میں وہ ید طولیٰ حاصل ہے کہ جس کی
وجہ آج طبقات عالم کے ہر حصہ میں آپ سلطان العلوم کے لقب سے زبان زد خاص و عام ہیں ہمارے شہریار کو فن
شاعری میں ایسا ہی پایہ دستگاہ اور عبور کامل پیشگاہ قدرت سے عطا ہوا ہے کہ حضور کا کلام بلاغت نظام و فصاحت
التیام کلام الملوک ملوک الکلام کی سرخی کے ساتھ اخبارات ہند کی زینت و شان کا سبب قرار پاتا رہتا ہے جو کہ ارباب
ذوق سے پوشیدہ و مخفی نہیں اعلیحضرت کی علوئے خیالی سیاست و تدبیر فراست و تدبر کے متعلق جیسا کہ حضور نے خود بھی
ارشاد فرمایا ہے "سیاست میں تدبر میں اولو العزمی میں اے عثمان" "ترا ثانی جہاں میں کوئی پیدا ہو نہیں سکتا" اجمالاً
یہ عرض کرنا بالکل حق بجانب ہے کہ تاریخ صفحہ سلاطین عالم کی گذری ہوئی بہت ساری نسلوں میں زمانہ سابق کی کئی شاہی
پشتوں میں ایک [illegible] ی اور طویل مدت قبل تک ہیں تو ایسی نظیر اس عالم کی کسی تاریخ میں نہیں ملتی اور نہ بلحاظ حالات و
ماحول کائنات ایسی کوئی امید آیندہ کیلئے حاشیہ خیال میں بھی آتی ہے ذات منبع صفات و کمال شاہانہ کا بیشتر حصہ وقت
مصروفیات امور و رموز سلطنت کاروبار ریاست انتظام مملکت سیاسیات و اقتصادیات کے حل عقد کی [illegible]
رفاہ عامہ خلایق کی چارہ جوئیوں رعایا پروری کی بڑھتی ہوئی امنگ خلقت خدا کی فلاح و بہبودی کی اسکیم بنانے [illegible]
اور اس کے علاوہ السنہ مختلف کی بکثرت کتب بینی علی الخصوص ذکر و اذکار مذہب و ملت ذوق امورات دین و عبادت
مداحی اہلبیت عظام حضرت شاہ زمام پیغمبر اسلام صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم و ثنا گستری صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم کے استغراق
کے لئے وقف ہوتا ہے آصف جاہ سابع کے اس عہد فرخندہ مہد کا ایک تاباں و درخشاں نشان جو دوست طبع ملک
کا کامیاب نمایاں اور تاریخ عالم کی زینت و شان قرار پانے اور سمجھا جانے والا باب بلدہ حیدرآباد فرخندہ بنیاد
کی آرایش ہے کہ جس کے تکمیلی مصارف کی خاطر خزانہ بے پایاں شاہی سے لاکھوں سے بھی متجاوز رقم کی منظوری [illegible]
جوش بحر سخا و کرم شرف اصدار پائی اور زیادہ قابل و لایق عرض و تحریر اس سلسلہ میں یہ امر ہے کہ ایوان عدالت
آرایش کے پہلے بصرف زر کثیر و معتد بہ اپنی عزیز اور جان کے مثل پیاری رعایا کے غربا و متوسطین [illegible] قلبی کے بڑھتے
آسایش کے مطمح نظر بتوجہ تامہ بطور خاص سرکاری طور پر نہایت پختہ عمدہ اور نفیس مکانات [illegible] "پس ان

جابجا بر موقع و محل مناسب تعمیر کرائے گئے جس کے کرایہ نہایت ہی اقل سے اقل حیثیت پر قائم ہوئے تاکہ اس کی ادائی پر کہہ وجہہ پر بار عظیم اور باعث تکلیف نہ ہوں اس میں رعایا نوازی کے بلند پایہ نظریہ کے علاوہ ایک اور مقصد بھی پوشیدہ تھا وہ یہ کہ تا انتظام دو آرائش خلعت مملکت و رعایائے بھی خواہ سلطنت بسبب عدم میسری مساکن و منازل و دیگر حالات کے پریشان و مغموم ملول و محزون اور مبتلائے دربدری نہ ہو غرض کہ شہریار دکن نے دردمندی رعایا بہبودی فلاح خلعت مملکت کی یہ ایک ایسی رفیع الشان بلکہ اعلےٰ سے زیادہ اعلےٰ مثال پردہ عالم پر اپنی حسن تدبیر سے قائم فرمائی ہے کہ جو اپنی نوعیت میں دور سلطنت آصفیہ کا ایک اپنی آپ نظیر اور بالکل پہلا واقعہ سمجھا جاسکتا ہے یہ ہماری نظر میں آنے والی نسلوں کے لئے ایک بہترین سبق ہے اور تدبر و سیاست خانوادہ آصفی کے ساتویں دور کا ایک جھلکتا اور چمکتا ہوا ورق بھی الحاصل ان جامع خصوصیات کی بناء پر ہم اپنے بڑھنے والے جذبات وفاداری کے مجبور کر دینے والے اثر سے اختصار کو ختم کرتے ہوئے اس مبارک عہد کی چند در چند تفصیلات کی طرف پرواز کرتے ہیں۔

معتبر تاریخیں کہتی ہیں کہ آصف جاہ سابع کے تخت سلطنت پر جلوہ افروزی فرمانے کے بعد ۹ ستمبر ۱۹۱۱ء کو آپ کا پر تکلف جلوس نکلا آپ نے ہاتھی کی سواری پر بڑے طمطراق کے ساتھ اندرون شہر گشت کی لیکن اس وقت بھی اپنی ہمہ گیر فیاضی کو ہاتھ سے جانے نہ دیا بلکہ غرباء و مساکین پر روپیے اشرفی تقسیم فرمائے آپ نے تخت سلطنت پر متمکن ہونے کے بعد حکومت برطانیہ کو اپنی خاندانی وفاداری کے کارنامے یاد دلائے اور دوسری طرف اپنی رعایا کو ان کی بہبودی و فلاح کا جو اپنے پیش نظر ہے یقین کرایا ۱۹۱۴ء میں جب جرمن کے جوش و خروش کی وجہ عظیم الشان جنگ چھڑ گئی اور جس کے تکدر نے یوروپ کی فضاء کو تہ و بالا کر دیا اس زمانہ میں برطانیہ عظمیٰ کے لئے بڑی مشکلات اور پریشانیوں کا سامنا تھا اس موقع پر شاہ دکن نے حکومت برطانیہ کی اس قدر فراخ دلی سے امداد فرمائی کہ جس کی نظیر ہندوستان کی کسی معتبر و مستند تاریخ میں بھی نہیں مل سکتی افواج و رسد کی فراہمی کے علاوہ نقدی کی صورت میں کروڑوں کی گراں قدر رقم حوالہ کی اس کے صلہ میں حکومت برطانیہ سے آپ کو "ہز اگزالٹیڈ ہائنس" کا خطاب جو دوسرے والیان ملک کے متقابل ایک نمایاں حیثیت رکھتا تھا حاصل ہوا اور بس بمزید اس کے ملک معظم نے اپنے دستخطی خط میں شکریہ کے الفاظ کے ساتھ اس غیر معمولی جذبہ وفاداری کا اعتراف فرمایا تھا حضور پر نور کی ہمدردی رعایا کا سب سے بڑا ثبوت وہ عملی کارنامے ہیں جو اہل ملک کی فلاحت کے لئے انجام دیئے گئے انھیں وجوہ سے یہ ساتواں دورِ حکومت عثمانی ہندوستان کی تاریخ میں اپنی آپ ہی نظیر مانا گیا ہے۔

آصف جاہ سابع کے عہد مبارک میں حیدرآباد دکن کی تعلیمی ترقی کا بے مثل کارنامہ عثمانیہ یونیورسٹی کا قیام ہے جو آج تمامی بلاد ہند میں اپنی نوعیت کی پہلی یونیورسٹی کہلا رہی ہے اس یونیورسٹی میں جملہ علوم کی تعلیم و تربیت اپنی دیسی زبان اردو کے ذریعہ دیجایا کرتی ہے دور عثمانی کا یہ احسان نہ صرف اہل دکن کی آیندہ نسل پر ہے بلکہ نسل [illegible] احسان عظیم سے ہند کی دیسی زبان اردو بھی سبکدوش نہیں ہوسکتی۔

ریاست دکن کا نظام حکومت دو مجلسوں پر منقسم اور ان سے وابستہ کیا گیا ہے ایک باب حکومت یعنی اگزیکٹیو کونسل [illegible] وضع قوانین باب حکومت ملک کی سب سے اعلیٰ مجلس ہے جہاں ریاست کے تمام کاروبار کا تصفیہ [illegible] وقت میں [illegible] کاروبار اپنی اہمیت میں نہایت گراں ہوتے ہیں وہ والی ریاست کی منظوری کے محتاج ہیں اور [illegible] اور مناسب [illegible] سے حضور اماں عالی کے ملاحظہ میں گزرانے جاتے ہیں اگرچہ اعلیحضرت کو ارکان باب حکومت

کے متفقہ فیصلہ کے خلاف فرمان نافذ فرمانے کا اختیار ہے لیکن اعلیٰحضرت خاص الخاص حالات میں اپنے اختیار واقتدار پر تصرف فرماتے ہیں اور عام طور پر باب حکومت کی متفقہ تجویز کا لحاظ کیا جاتا ہے باب حکومت کی موجودہ ہیئت حسب ذیل ہے۔

(۱) نواب حیدر نواز جنگ بہادر المخاطب بانگریزی نواب سر حیدر نواز جنگ بہادر اکبر حیدری پریسیڈنٹ (صدر اعظم)

(۲) نواب عقیل جنگ بہادر صدر المہام فوج طبابت وغیرہ۔

(۳) نواب مہدی یار جنگ بہادر صدر المہام سیاسیات، تعلیمات وغیرہ۔

(۴) مسٹر ٹی جے ٹاسکر بہادر آئی سی ایس صدر المہام مال و مالگزاری۔

(۵) راجہ شام راج راجونت بہادر صدر المہام تعمیرات۔

(۶) نواب فخر یار جنگ بہادر صدر المہام فینانس۔

(۷) نواب مرزا یار جنگ بہادر صدر المہام عدالت و امور مذہبی۔

ان ہر دو مجالس کا وجود ۱۹۱۹ء میں ہوا جنھیں "باب حکومت" اور "مجلس وضع قوانین" کے نام سے یاد کیا کرتے ہیں باب حکومت سلطنت کے تمام امور کے انتظام کی ہیئت ہے اور مجلس قانون ساز ہر نئے دن نئے سال اور نئے ہیئت جدید ضوابط پاس کیا کرتی ہے یہ مثل ان برجوں کی ہے جو آسمان پر اپنے مقررہ اوقات میں بدلا کرتے ہیں۔ طرز حکومت و آئین ریاست کا شاندار ترین کارنامہ اعلیٰحضرت کا وہ فرمان مبارک ہے جو نومبر ۱۹۱۹ء میں نافذ ہوا اور جو مذکورہ مجالس کے متعلق تھا۔

اس مبارک عہد فرخندہ مہد عثمانی میں مختلف شعبات سلطنت کی جو ترقیاں ہوئی ہیں ان میں سب سے پہلا خاص طور پر ذکر کے قابل عثمانیہ یونیورسٹی ہے اس یونیورسٹی میں جملہ علوم و فنون کی اعلیٰ سے اعلیٰ تعلیم دی جاتی ہے ابتدا کا تمام درس اپنی ملکی زبان اردو میں رکھا گیا ہے اس یونیورسٹی میں ایک مخصوص شعبہ دارالترجمہ کے نام سے مختلف السنہ کی کتب کے ترجمے کے لئے کھولا گیا ہے جس سے ہر سال بکثرت و شدت کتابیں شائع ہو کر اردو زبان کے تشنہ لٹریچر کو سیراب کر رہی ہیں اس یونیورسٹی کا پایۂ علم و معیار تعلیم اس قدر بلند پروازی کی طرف گامزن ہے کہ ممالک متمدنہ عالم میں اس کی ڈگریاں آنکھ بند کر کے تسلیم کی جاتی ہیں یہ یونیورسٹی ۱۹۱۸ء میں قائم ہوئی اور بیس برس کی اس قلیل مدت میں جس قدر اپنی شہرت کارہائے نمایاں کے ذریعہ اکناف عالم میں پہونچائی ہے وہ محتاج بیان نہیں۔ اس کے ساتھ ہی ساتھ خدامان حضور اقدس اعلیٰ حضرت شہریار دکن خلد اللہ ملکہ و سلطنتہ کی داد و دہش کا ذکر کئے بغیر نہ تو یہ حقیر بلکہ احقر و کمتر کی زبان خاموش رہ سکتی ہے نہ جولانی خامہ شبدیزی ہی رک سکتی اس لئے کہ ذات حاتم صفات و نوشیروان خصال شاہانہ کو باوجود اپنی مملکت و سلطنت کی رعایا نوازی و غربا پروری کے دردمندی و خلقت پروری عامہ کی وسیع و بسیط وادی میں کافی و وافی دخل اور خاص باستخاص طرہ امتیاز حاصل ہے جو اہالیان عراق ایران۔ مدینہ منورہ۔ دہلی و لکھنؤ کے لئے اجرائی ماہوارات و مناصب سے ظاہر ہوتی ہے لہذا یہاں اوصاف حمیدہ و اخلاق و اکرام حمیدہ وہاں عدالت نوشیروانی وہاں جود و سخائے حاتمانہ اگر یہ حقیر شاہ پرست زبان بے زبانی میں اپنے جوش خلوص و صمیم قلبی کے بڑھتے ہوئے ولولوں کی جہت سے یہ عرض کرے اور کہے تو کیا بیجا ہوگا کہ "آنچہ خوباں ہمہ دارند تو تنہا داری" پس ان

جذبات وخلوص کا جو ہیں بلحاظ واقعات مذکورۂ بالا اپنے رب مجازی اعلیحضرت سرکار نظام والی وتاجدار مملکت حیدرآباد فرخندہ بنیاد دکن نواب میر عثمان علی خاں بہادر فتح جنگ شہریار سابع و دودمان خانوادۂ آصفی کی ذات ملکوتی صفات سے ہیں کلیتاً تقاضا یہی ہے اور ہونا بھی ضرور چاہیئے کہ جس کے اظہار کو اپنی اس بے بضاعت زبان اور اس کے نکلے ہوئے ٹوٹے پھوٹے الفاظ میں یوں پیش کریں کہ رعایائے مملکت وقلمروئے دکن خصوصاً وخلقت بلاد ہند وغیرہ عموماً اس سلطان فریدون حشم خسرو باوجود کرم فرمانروائے سلطنت آصفیہ کے ادائے حق پرورش کے لئے نہایت حضور قلب بڑھتی ابھرتی اور لہریں کھاتی ہوئی تمناؤں کے جوش میں بہ پیشگاہ جناب رب العزت بارگاہ حضرت صمدیت وحدیت دعائی نعرہ بہ نعرہ یوں کہتی رہے کہ الٰہی آفتاب عمر ودولت اقبال وحشمت تاباں ودرخشاں شود تا ابد و دور مشتری اور پھر اس کے ساتھ ہی ساتھ ایک ضروری اور نہایت لازمی بانگ بہ فرق یہ بھی ہو کہ "این دعا از من واز جملہ جہاں آمین باد" اگرچہ یہ کاغذی پھول دربار شاہی کے کسی طرح قابل نہیں لیکن بذل وعطائے سلطانی کی قوی امید کے مدنظر اپنی عقیدتمندی کے چند سطور نذر ہیں اگر اس پر نیم مسکراہٹ کی نظر بھی پڑجائے تو ہم اسے اپنے بخت کی نمایاں بیداری سمجھیں۔

شہزادہ والاشان ہز ہائینس نواب اعظم جاہ بہادر

("پرنس آف برار" ولیعہد سلطنت آصفیہ)

قبل ازیں ہم نے اپنے ادنیٰ جذبات کے جوش میں جو رعایا کو اپنے مالک اور پالنے والے سے ہونے چاہئیں اپنے شہریاران دکن کے حالات فرمان روائی کو حضرت آصف جاہ اول سے شہریار سابع تک جس تڑپتے ہوئے خلوص سے صفحات قرطاس پر کاغذ و دوات قلم سیاہی اور چلنے والے ہاتھ کی مدد سے ظاہر کیا جو ڈائرکٹری ہذا کے ابتدائی صفحات کے اندراج سے اچھی طرح ظاہر ہے اس کے ساتھ ہی ساتھ لازمی اور ضروری یہ ہوا کہ اپنے ولیعہد سلطنت کے مبارک و مسعود حالات کو بھی رقم کرتے ہوئے اپنے جذبات خلوص کو صفحات ڈائرکٹری پر اور تشریح کے ساتھ ظاہر کریں جو اپنی حقیقت کے آئینہ داری کے علاوہ تالیف ہذا کی اعلیٰ زینت و شان کا ایک بڑا سبب بھی ثابت ہو آپ کا نام نامی اسم گرامی شاہزادہ والاشان نواب میر حمایت علی خاں بہادر ہے آپ نے ۸ محرم ۱۳۲۵ھ کو ایڈن باغ میں ولادت پائی اور ہمارے شہریار سابع نواب میر عثمان علی خاں بہادر مظفر الملک و الممالک نے اس مولود مسعود کو اعظم جاہ بہادر کے لقب سے مخاطب فرمایا اور جب آپ نے عہد طفلی کے ابتدائی مراحل کو بافضال خداوندی مسرت و کامرانی سے طے فرمایا تو آغاز تربیت کے زرین موقع پر حضرت اقدس و اعلیٰ نے بطور خاص کاملین فن و ماہر علوم اساتذہ کو آپ کی تعلیم و تربیت کے لئے مقرر فرمایا چونکہ شاہزادوں سے ہر حیثیت کی ہر فن کی ہر مذہب و ملت کی ہر طبقہ کی رعایا کے تعلقات پرورش و وابستہ رہتے ہیں اس لئے ادبیات دنیاوی زبانوں کی جہاں تک ممکن ہو پوری تربیت ہونی چاہئیے بنا بریں انگریزی تعلیم و تربیت اور مغربی تہذیب کے اصول و شعبات کو سکھانے کے لئے مسٹر ڈبلیو جی پرنڈرگاسٹ سابق پروفیسر نظام کالج مسٹر اے ال جی ڈی اے آئی سی ایس اور مسٹر گاف جیسے ماہرین تعلیم و تربیت کیلئے مقرر کئے گئے اور فوجی تعلیم دینے کے لئے میجر نواب سرافسر الملک بہادر مقرر ہوئے تھے جنھوں نے اپنے کافی انہماک اور جذبات وفاداری کے سبب ان تھک کوششوں کے

ساتھ آپ کو فن سپہ گری میں کامل و اکمل بنادیا ان کے علاوہ آپ کو ذات شاہانہ کے منشا نے محکمہ جات قانون و مال کی تعلیمات سے نہایت کافی طریقہ پر آگاہ کیا جس میں آپ نے خود بھی اپنے ذوق فطری ذکاوت طبعی کے سبب بہت ہی قلیل سے قلیل عرصہ میں مہارت تامہ حاصل فرمائی چنانچہ آپ کو اسی سلسلہ کے تحت با خلافت اوقات مختلف دفاتر میں بھی بھیجا گیا جہاں پر آپ نے اپنی قابلیت خداداد و ذکاوت فطری اور ذہانت طبعی سے چند اہم امور کا قطعی تصفیہ بھی فرمایا یہ مقدمات ایسے اہم اور پیچیدہ تھے جن کا تعلق فوجداری اور مال سے تھا آپ کو سیاسیات اقتصادیات وغیرہ کی تعلیم بہ نفس نفیس خود حکیم السیاست قدر قدرت اعلیٰحضرت بندگان عالی نے دی چنانچہ اسی بنا پر آپ کو جملہ امور سلطنت اون کے تمام ضروری شعبات اور علوم و فنون پر کافی قدرت حاصل ہے یہ سب اعلیٰحضرت کی روشن دماغی اور محبت کا نتیجہ ہے شہریار دکن کے اس فعل سے نہ صرف محبت فرزندی بلکہ پوری رعیت کی محبت ظاہر ہوتی ہے جو بیشتر دور اندیشیوں کے تحت نہایت ضروری تھا ۱۲ نومبر ۱۹۳۱ء کا مبارک دن اپنے اندر عجیب و غریب خوبیوں کو لے کر برآمد ہوا کہ جس نے اتحاد و یگانگت کا مبارک و مسعود رشتہ خاندان عثمانی و سلطنت آصف جاہی میں مستحکم کیا یعنے ہمارے پیارے شہزادے نواب اعظم جاہ بہادر کی شادی میمنت آبادی سلطان عبدالمجید خاں سابق شہنشاہ ترک کی اکلوتی صاحبزادی ہز ہائینس علیاحضرت در شہوار شہزادی دردانہ بیگم صاحبہ سے ہوئی جن کا زر مہر معجل پچیس ہزار پونڈ قرار پایا اور یہ عقد سابق شہریار ترکی نے خود بہ نفس نفیس روبرو عہدہ داران سلطنت آصفیہ کے پڑھا آپ کے بطن سے ولیعہد سلطنت دکن و برار کو خداوند عالم نے اپنی رحمت کاملہ کے سبب ایک ولی عہد عطا فرمایا جن کا نام نامی اسم گرامی کرنل میر برکت علی خاں مکرم جاہ بہادر ہے اس مبارک و مسعود موقع پر من مولف نے جو سعقت شعری قصیدہ بارگاہ ملازمین ولیعہد بہادر بالقابہم میں پیش کرنے کی عزت حاصل کی تھی وہ ناظرین کرام کی دلچسپی کے لئے ذیل میں درج کیا جاتا ہے۔

(قصیدہ)

بتقریب ولادت نواب میر برکت علیخاں بہادر مکرم جاہ نبیرہ اعلیحضرت سلطان العلوم خلد اللہ ملکہ و سلطنتہ

صاحب اقبال و طالع تاجور پیدا ہوا	معز نوشیرواں فرخ سیر پیدا ہوا
روز جمعہ اول آذر کو شہر نیس میں	نور عین شاہ کو نور نظر پیدا ہوا
آرہی ہے یہ در و دیوار پور سے صدا	لو ولیعہد دکن کو کیا پسر پیدا ہوا
اختر برج سعادت گوہر درج شرف	رونق ملک دکن رشک قمر پیدا ہوا
جس کے دادا ہیں شہ عثماں اور اعظم جاہ باپ	والدہ دردانہ بیگم کیا گہر پیدا ہوا
سن کے پوتے کے تولد کی خبر شاہ دکن	شاد ہیں کہتے ہیں آرام جگر پیدا ہوا
انتہا کی ہے خوشی ترکی کے سابق شاہ کو	نخل گلزار تمنا میں ثمر پیدا ہوا
ہو گئے ہیں ضوفشاں صمصام نامی دکن	بارک اللہ کیا مہ فرخندہ فر پیدا ہوا

اور تشریف آوری شہزادہ کے موقع پر جو قطعہ تاریخی پیش کرنے کی عزت حاصل کی گئی وہ ناظرین کے تفنن طبع کی خاطر درج ذیل کیا جاتا ہے

تاریخ

تشریف آوری شہزادہ نواب میر برکت علی خاں مکرم جاہ بہادر دام اقبالہ و جلالہ

در دکن شہزادۂ فرخ سیر خوش آمدہ ... ابن اعظم جاہ فرخندہ گہر خوش آمدہ
پنجشنبہ بست و چارم وقت عصر و ماہ صوم ... از ارو پا در دکن با کروفر خوش آمدہ
شد دکن رشک چمن اہل دکن مسرور و شاد ... ہر طرف نعرہ زنان فرخندہ فر خوش آمدہ
نور عینین نظام الملک سلطان العلوم ... جتید ابا با دریں فتح و ظفر خوش آمدہ
خرم و سرسبز شد باغ دکن از مقدمش ... نغمہ آرا از طرب ہر برگ و بر خوش آمدہ
مرحبا اہلاً و سہلاً اے چراغ دودمان ... می دہد ہر دم صدا دیوار و در خوش آمدہ
فخر جمشید و فریدوں مفخر نوشیروان ... صاحب اقبال با صد کر و فر خوش آمدہ
وارث تخت دکن شد از ورودش باغ باغ ... نور چشم شاہ ما نور نظر خوش آمدہ
از رہ صدق و صفا بہر مکرم جاہ ماہ ... خوش بخوان اے طوطی خوش نغمہ گر خوش آمدہ
مقدمش را سال اے صمصام گو در سجع ... بارک اللہ در دکن رشک قمر خوش آمدہ

۱۳۵۲ھ

عہد نامہ برار کی رو سے آپ کو سرکار عظمت مدار نے ہز ہائی نس پرنس آف برار کا خطاب مستطاب عطا فرمایا ہے اور اس مبارک و مسعود تقریب پر من مولف نے بارگاہ ولیعہدی میں جو مبارکباد پیش کی ہے اس کو ناظرین کرام کے تفنن طبع کے لئے ذیل میں درج کیا جاتا ہے۔

مبارکباد

الا اے سایۂ ظلِ خدا نواب اعظم جاہ ... بمانی شاد و خرم و اکما نواب اعظم جاہ
سراید بلبلِ طبعِ رسا نواب اعظم جاہ ... شدی اچ ایچ بفضل کبریا نواب اعظم جاہ
مبارک ایں خطابِ بی بہا نواب اعظم جاہ

بجوشش چوں محیطِ بخشش پروردگار آمد ... کنوں در قبضۂ آں شاہِ دکن ملکِ برار آمد
رعایائے براری راچو تشنہ حاجت برار آمد ... پئے شہزادۂ اعظم خطابِ ذی وقار آمد
مبارک ایں خطابِ بی بہا نواب اعظم جاہ

بحمد اللہ درین بزم شیش و جشن عثمانی / کند در باغ بلبل از برائے گل غزل خوانی
بیا اے بلبل شیراز تو ہم ہمچو قاآنی / بخوان پیش و بیہدہ وکن در لحن ایرانی
مبارک این خطاب بی بہا نواب اعظم جاہ

خدا چون بر شہ عثمان علیخان مہربان گردید / برار آمد بدستش قلب انور شادمان گردید
بیابان گلستان گشت و گلستان چون جنان گردید / نوا سنج طرب از فرط شادی باغبان گردید
مبارک این خطاب بی بہا نواب اعظم جاہ

گرفتی ملک خود آخر تو اے شاہنشہ غازی / ز شاہان سلف در ملک گیری بردہ بازی
چو شد شہزادہ را ز القاب شاہانہ سرفرازی / بگوید تہنیت در خدمتش صمصام شیرازی
مبارک این خطاب بی بہا نواب اعظم جاہ

آپ نے حسب فرمان خسروی عساکر سلطنت آصفی کی سپہ سالاری کی مسند کو اپنے قدوم میمنت لزوم سے زینت بخشی اور فوجی خدمات کو بڑھتے ہوئے ذوق و شوق سے نہایت اعلےٰ پیمانہ پر انجام دے رہے ہیں۔ ماسوا اس کے آپ علم و عمل کے میدان میں ستارہ درخشندہ ہیں تو فنون دنیاوی کی سرسبز و شاداب وادی میں آفتاب تابندہ اس کے ماسوا آپ نہایت ہی حلیم الطبع رعایا پرور دردمند خلق عالی حوصلہ بلند ہمت شاہزادے ہیں۔

شہزادہ والاشان نواب معظم جاہ بہادر

جہاں ہم نے آصف جاہ اول سے لیکر آصف جاہ سابع تک کے حالات مزبان روائی کو اپنی اس ٹڈائرکٹری
کی زینت بنایا وہاں اپنے پیارے شہزادے نواب اعظم جاہ بہادر کی ولیعہدی کے دلفریب مناظر کو بھی اپنی
تالیف کی زینت وشان دوبالا آن کا سبب قرار دیتے ہوئے اپنی دلی محبت کی تڑپتی ہوئی پرواز اور جذبات
وفاداری کا بین ثبوت دیا ابھی جذبات وفاشعاری ختم نہ ہوئے تھے کہ دل بیتاب نے محبت کے نرم لہجہ کے
ساتھ بھرائی ہوئی آواز میں شدت شوق کے ساتھ یہ کہا کہ بصیغہ فوری اپنے مالک مجازی سلطان العلوم خلد اللہ ملکہ و
سلطنتہ کے دوسرے دلبند کے حالات سے بھی اپنی اس تالیف کی آن بان پیدا کرکے اپنے دل کے پوشیدہ رہنے
والے جذبات کو بانگ دہل ظاہر کردینا ضروری ہے اس لئے ہم اپنے دوسرے شاہزادے کے مبارک کیفیات
زندگی کو صفحہ قرطاس پر جگہ دینے کے لئے خامہ شبدیز کو یوں جولان کرتے ہیں آپ کا نام نامی اسم گرامی نواب
میر شجاعت علی خاں بہادر ہے اور آپ ہمارے آقائے ولی نعمت رب مجازی آصف جاہ سابع سلطان العلوم نواب
میر عثمان علی خاں بہادر شہریار و تاجدار دکن کے دوسرے صاحبزادے اور ولیعہد سلطنت آصفیہ کے حقیقی اور چھوٹے
بھائی ہیں آپ کی ولادت باسعادت ۲۵ ذیقعدہ ۱۳۲۵ھ کو ہوئی آپ نے اپنے بڑے بھائی ہز ہائینس پرنس
آف برار کے ساتھ ہی نہایت اعلیٰ پیمانہ پر تعلیم و تربیت پائی آپ کی ذہانت خداداد کے چرچے میدان شعر و
سخن میں نہایت عزت و احترام کے ساتھ کیئے جاتے ہیں آپ علوم مشرقی و مغربی کے ہر شعبہ میں وہ یدطولیٰ رکھتے
ہیں کہ جیسے موجودہ وقت فنی اساتذہ بھی مانے ہوئے ہیں شعر و شاعری کا مادہ آپ کو ورثتاً عطا ہوا ہے اس لئے کہ
آپ کا کلام اپنے اندر عجیب و غریب خوبیاں اور بے انتہا دلچسپیاں رکھتا ہے آپ شجیع تخلص فرماتے ہیں اس
لفظ شجیع کو اگر بغور مصرع میں جڑا ہوا دیکھیے تو بغیر سوچ بچار اس سے شان شجاعت ظاہر ہو جائیگی چنانچہ بلدہ دکن
اور ہندوستان کے اکثر رسالوں اور بیشتر اخباروں میں آپ کا کلام فصاحت التیام شایع ہو کر اہل علم سے خراج
تحسین و آفریں حاصل کرتا رہتا ہے ۱۲ نومبر ۱۹۳۱ء کا وہ مبارک دن تھا کہ جس روز آفتاب عالم تاب نے کچھ

ایسی نرالی آن بان سے سرزمین عالم پر روشنی پھیلائی کہ جس کے ختم نہ ہونے والے اثر نے خاندان عثمانی اور سلطنت آصفیہ کے مابین ہمیشہ کے لئے ایک رشتہ کو وابستہ کر دیا چنانچہ نیس علاقہ فرانس کے پر رونق اور بہار آفریں شہر میں سابق سلطان ترکی کی حقیقی بھانجی علیا حضرت شہزادی نیلوفر صاحبہ مدظلہا آپ کی رفیقہ حیات ہیں جن کا مہر معجل پندرہ ہزار پونڈ ہے اعلیٰ حضرت قدر قدرت بندگان عالی متعالی مدظلہ العالی نے یکم ربیع الآخر ۱۳۵۳ھ کو فرمان مبارک کے ذریعہ شہزادہ والاشان نواب معظم جاہ بہادر المتخلص بہ شجیع کو صدر نشین مجلس آرایش بلدہ مقرر فرما کر رعایا کو شکرگزاری کا موقع عطا فرمایا چنانچہ آپ کو آرایش کے کاروبار سے بدرجہ غایت دلچسپی ہے آپ اپنے روزمرہ کا بیشتر حصہ انھیں کاروبار کی توسیع اس کے پورے پورے انتظامات میں صرف فرماتے ہیں اس ترتیب دیتے ہوئے انہماک کے باوجود بھی آپ کا شوق آرایش و زیبایش ملک آپ کو اپنے مصروفیات سے ایک گھڑی کے لئے بھی ساکت نہیں ہونے دیتا آپ نہایت خوش طبع، مدبر، سیاس، منتظم، حلیم الطبع سنجیدہ مزاج شرفا شناس شاہزادے ہیں۔

بلدہ حیدرآباد فرخندہ بنیاد

ہمارا شہر مناظر قدرت کے لحاظ سے جو اپنے جدا جدا رنگ اور البیلی کیفیتوں میں ایک نرالی آن بان عجیب و غریب و نفعت اور شان رکھتا ہے کہ جس کی تعریف و توصیف کے لئے نہ تو زبان قلم ہی صفحات قرطاس پر گام زنی کر سکتی ہے اور نہ تو افکار انسانی ہی اس کی مدح و ثنا کے لئے دل خوش کن الفاظ گڑھ سکتے اسی لئے زبان کی تنگی اور معلومات کی کمی کی وجہ ترشے ترشائے ہوئے جاذب قلوب جملے نہیں ملتے کہ اس مقصد کو جیسا کہ ہم پر حق ہے اچھی طرح پورا کیا جاسکے انسانی صناعی کے نمونوں کے مدنظر بلاد عالم کی صنعتوں میں حیدرآباد ہی کو وہ نمایاں اور ہمیشہ کے لئے زائل نہ ہونے والا فخر حاصل ہے اور اس لئے حاصل ہے کہ بلاد عالم میں اس قسم کی دن دونی اور روز افزوں ترقیاں سرعت برق کی طرح تیز رفتاری کے ساتھ بڑھتی ہوئی نہیں دکھائی دیتیں بلکہ بعض بعض باتوں میں تو اس کی ہمسری اور برابری آج دنیا کے بڑے سے بڑے اور اعلےٰ سے اعلےٰ ترقی یافتہ اور متمدن شہر بھی نہیں کر سکتے چونکہ خسرو ملک دکن کو شہر کی آرائش و زیبائش میں ایک خاص اور ختم نہ ہونے والی دلچسپی ہے اس لئے آپ بسا اوقات بہ نفس نفیس بلدہ کی آرائش کی مفید اور کارآمد اسکیم سازیوں میں کافی دماغی انہماک رکھتے ہیں کیونکہ ایک دور اندیش مدبر و سیاس سلطان کی نظر اس مطلب و مفہوم کو غور کرئے اور جانچے بغیر نہیں رہ سکتی کہ مملکت کے آثار و علامات ہی آگے چل کر تاریخ عالم پر بحروف زریں لکھے جاتے رہیں گے چنانچہ اس مقصد نے شکر ہے کہ جلد ہی جلد عملی صورت اختیار کرلی اور آج بھی اپنی نظروں میں صرف بلدہ حیدرآباد کی کیا بلکہ ممالک غیر کی مستند و معتبر تاریخیں بھی اس انمول کارگزاری کے اندراج سے نہایت شاندار الفاظ میں مملو اور پر نظر آتی ہیں ان افکار گہر بار عالیہ کا زرخیز نتیجہ یہ کہ آج شہر حیدرآباد دکن کا ہر ایک چھوٹا بڑا خطہ اپنے مکانات کی چند در چند اور قابل صد ستائش خوشنمائیوں اور بیشتر مقامات تفریحی کی دلفریبیوں کے لحاظ سے نہ صرف ہندوستان بلکہ دنیا کے تمام شہروں میں ایک نرالی آن بان دوبالا نفعت و شان و زیبائش کی بڑی سے بڑی اور اعلےٰ و ارفع حیثیت رکھتا ہے جن کے حسن و قبح کے تمام عقدوں کو کافی دماغی روشنی میں لاکر صاف کر دکھانا اگرچہ ناممکنات سے نہیں تاہم ایک

دیرپا کیفیت کو اپنی آغوش محبت میں پوشیدہ رکھتا ہے اور نہ تو اس مختصر سی ڈائرکٹری کے چند صفحات ہی ان تمام دل لبھانے والے تشریحات کے اندراج کو کافی ہو سکیں گے اس لئے بعد غور و فکر بسیار مکمتہ اختصار سے کام لیا جا کر اس عروس البلاد کے دل خوش کن حالات کے اندراج کے لئے گردش کرتے کرتے نہ تھکنے والے ہاتھ دوات قلم اور صفحات قرطاس سے نہایت کشادہ پیشانی کے ساتھ مدد لی جاتی ہے یہاں کے مکانات اپنی نظر فریبی اور نرالے سج دھج کے لحاظ سے ایسی جاذبیت نظر اتنا مقناطیسی اثر اپنے آغوش میں لئے ہوئے ایسے خوشنما ہوتے ہیں کہ جن کی دیدہ زیبی کے مفہوم کا ادا کرنا زبان اردو کی تنگی کی وجہ باوجود کہ السنہ مشرقیہ میں یہ آج معراج کمال کو پہونچی ہوئی کہلاتی ہے یا اپنے علمی عبور کی کمی کی وجہ تقریباً ناممکن ہے۔ دوسرے شہروں میں اگرچہ بڑے بڑے اور عالیشان مکان مل سکتے ہیں لیکن جو خوشنمائی نظر فریبی، جاذبیت، اور دلکشی، کہ عام طور پر ہمارے شہر کے قریب قریب تمام مکانات میں پائی جاتی ہے وہ دنیا کے شہروں میں جستجوئے کامل اور تلاش بسیار کے بعد بھی نظر نہیں آسکتی چونکہ تحریری طوالت باوجود اختصار کے وعدہ کے نہایت فراخ دلی کے ساتھ اندھا دھن آگے بڑھتی گئی اور وہ حق تعریف و توصیف جو کہ لازمہ فطرت ہے کسی طرح بھی ادا نہ ہو سکا لیکن اس حقیقتوں کے تشریحی انکشاف کو طبیعت بیتابانہ نہایت تڑپتے ہوئے جذبے اور بڑھتی ہوئی مسرت کے ساتھ چاہتی ہے اس لئے شہر دکن کے حسب ذیل اون عمارات کی نام بنام تفصیل ملاحظہ ناظرین میں پیش کی جاتی ہے جو اپنی اعلے سے اعلے شان البیلی آن بان قدیم و جدید طرز وقعت اور شان کے لحاظ سے تواریخ مستند کی آثار قدیمہ و علامات جدیدہ کے اتقال ارضی میں شامل ہو کر اون کی دوبالا زینت کا ایک اہم سبب قرار پا رہی ہیں جنھیں حقیقی جذبہ فطرت اور بالکل سچے شوق کے ساتھ قابل دید کہنا کسی طرح بھی نامناسب نہیں معلوم ہوتا اور اگر ایسا تصور ایک لمحہ واحد سے کم وقت میں بھی کیا جائے تو وہ عزت سے تو کیا بلکہ حقارت کی نظر سے دیکھا جانے کے قابل بھی نہیں اس سے مقصد یہ کہ ایسی واہیات خیالی بالکل سراب کی مثال کہی جا سکتی ہے جسے پرانی اصطلاح میں ہمارے بزرگ واہمہ کہا کرتے تھے اور جس کا صاف صاف مفہوم لغات السنہ میں لاشئے کا بتایا گیا ہے لاشئے اس کو کہتے ہیں جس کی فی نفسہ کوئی اصلیت ہی نہ ہو جیسا کہ انسان کے دماغ میں ایک وقت واحد کے لئے آکر فوراً بلا کسی وقفہ کے نکل جانے والا خیال اپنی حیثیت کے لحاظ سے قابل غور و خوص نہیں ہوتا اور نہ ہی کسی موقع پر قابل ذکر کہلاتا ہے ملاحظہ ہو۔ حیدرآباد کے حسب ذیل عمارت اپنی انوکھی آن بان اور شوکت کے لحاظ سے ہندوستان کے عمارات میں ایک ممتاز حیثیت رکھتے ہیں۔

جامع مسجد۔ پرانا پل کنگ کوٹھی مبارک۔ عدن باغ۔ سردار ویلہ۔ چارمینار۔ مکہ مسجد۔ فلک نما۔ عثمانیہ عدالت العالیہ۔ عثمانیہ جنرل ہاسپٹال۔ عثمانیہ پارک۔ باغ عام۔ رزیڈنسی۔ نئے پل کا دروازہ۔ حسین ساگر۔ یونانی دواخانہ۔ کتب خانہ آصفیہ۔ بادشاہی عاشور خانہ۔ درگاہ حضرت عباس علیہ السلام۔ الاوہ بی بی۔ دیوڑھی نواب سر سالار جنگ بہادر۔ بارہ دری۔ چینی خانہ۔ بشیر باغ۔ شاہ منزل۔ بلاوسٹا۔ آسمان گڑھ۔ جہاں نما۔ ارم منزل۔ ارم نما سرپل نورٹ۔ ایوان بیگم پیٹھ۔ ڈیوڑھی سر وقار الامراء مرحوم۔ دیوڑھی نواب مہدی جنگ بہادر۔ ان کے علاوہ بکثرت عالیشان عمارات اور چھوٹی بڑی مختلف الحیثیت کوٹھیاں جن کی ساخت وغیرہ اور ان کی تمام تکمیلی کیفیات کی پورے پورے خط و خال کے ساتھ صاف و صریح اور ایسے کھلے ہوئے الفاظ میں کہ جس سے قلمی تحریر کردہ صفحات پر ان کا بجنسہٖ فوٹو اور عکس نظر آجائے ترجمانی کرنا اگرچہ کسی نوعیت

اور حیثیت سے اون کی تمام آن بان کے لحاظ کرتے بالکل ہی ناممکن تو نہیں لیکن باعث طوالت ہے اس لیے اپنے
نہ تھمنے والے جذبات اور ان کی نہایت قوت کے ساتھ ابھرنے اور منظر عام پر آنے والی کیفیتوں کو غیر معمولی
قوتوں کے ذریعہ روک کر اختصار سے کام لینا ہی قرین مصلحت سمجھا جاتا ہے یہ عمارتیں جس کے خدو خال کی
انفرادی تعریف کرنے کی خاطر مضمون کی طوالت کو ساخت تصویر کے خشک اور تاریخی میدان میں دیکھا گیا جو
کہ عرف عام میں بالکل ہی خشک کہلاتی ہیں لیکن سچ تو یہ ہے کہ یہ اپنی پوری جامعیت کے لحاظ سے ایسی سرسبز و
شاداب ہیں جن کی تراوٹ اور حلاوت کا اجمالی خاکہ کسی طرح بھی مختصر یا تشریحی طویل مقالوں اور بھاری سے
بھاری تصانیف میں بھی نہیں کیا جاسکتا اس عدم امکان کی وجہ ارباب فکر ہی بہتر جانتے ہیں اور عوام خلق
بلحاظ اپنی سطحی نظروں کے اس وادی بسیط کی تہہ کو کبھی بھی نہیں پہونچ سکتے مختصر یہ کہ عمارات موصوفۃ الذکر
ہمارے شہر کے ہر حصہ میں نظر آتی ہیں جو اپنی تمام و کمال فنی خوبصورتیوں کے لحاظ سے تعمیر کرنے والوں کے
اعلی سے اعلی ذوق فن تعمیر کا پتہ دیتی ہیں ہم اپنی زندگی کے ہر لمحہ میں روز و شب نہایت ذوق و مسرت کے
ساتھ جس قدر بھی اپنی خوش نصیبیوں کا راگ الاپا کریں وہ اپنے فریضہ کی پوری پوری سبکدوشیوں کے قابل
مثل نہ ہونے کے ہے کیونکہ ہمارا یہ شہر دکن علمی جہتی، مذہبی، تفریحی، سرگرمیوں کا ایک اپنے اندر ارفع و اعلی
بیش قیمت گرانقدر سرمایہ رکھنے والا مرکز ہے ہمارے شہر میں بکثرت و شدت علمی مدارس سرکاری غیر
سرکاری اور امدادی بھی قایم ہیں جن کے کارکن و ارکان اپنی اعلی سے اعلی ذہانت کی وجہ مادر وطن کی
آغوش سے برآمد ہونے والے نونہالوں کو اپنے فیوض علمی سے سیراب کر کے اونھیں آیندہ چل کر اپنے ملک و
مالک کی ختم نہ ہونے والی خدمتیں انجام دینے پر مہیا کرتے رہتے ہیں بلدہ حیدرآباد دکن اور اس کے متعلقہ ہر محلہ اور
سمت میں مختلف قسم کے کلب بھی اپنے پورے پورے ضروری و لازمی ساز و سامان کے ساتھ قیام پذیر
ہیں جو دن بھر کے کار و بار زندگی کی مشغولیت و مصروفیت سے تھک کر آنے والے انسانوں کے لئے قبل ہی
سے اسباب تفریحی مہیا کیئے رہتے ہیں جو کہ ان کے لئے ایک وقتی آسایش و راحت کا سبب بھی ہے اور
دوسرے ان مشاغل سے اون کے کاروبار کا قبلی کیفیتوں کے تحت پیدا ہونے والا غم و غصہ بھی آن واحد
میں صفحۂ قلب سے مثل حرف غلط کے محو ہو جاتا ہے اور سوا اس کے بلدہ فرخندہ بنیاد حیدرآباد دکن میں جہاں تک ہماری
پھیلی ہوئی نظر کام کرتی ہے بیشمار اور مختلف نوعیت کی انجمنیں بھی قیام پذیر نظر آتی ہیں جو اپنے آغوش پر درش میں
لئے ہوئے ملکی، مذہبی، سیاسی، اقتصادی، تمدنی، تفریحی، معاشرتی، اخلاقی، مقاصد کو اپنے پر پرواز رکھنے
اور دن دونی رات چوگنی ترقیاں دکھلانے کی اہلیت رکھنے والی قابلیت کے زور پر ذہنیت رسا کی وجہ انسانی
زندگی کے منازل ارتقا کو بڑھتی ہوئی تیزی کے ساتھ طے کرتی چلی جاتی ہیں جنھیں اپنی جامعیت کے لحاظ سے ایک
جا دیکھا جائے تو وہ چیدہ چیدہ اور اجمالی حیثیت سے بھی ملکیت کے ارتقار کی ایک بڑی حد تک حامل ثابت
ہو رہینگی اور اسی سے اون کے کارکن افراد کی اعلے و ارفع شان رکھنے والی علمیت فکر اور تدبر کا بھی بخوبی
پتہ چلتا ہے و نیز دفاتر سرکاری بھی شہر کے مختلف حصوں میں قائم ہیں جن کی عمارات کا اگر فنی حیثیت سے معاینہ
کیا جائے تو ان کی ساخت و ثبوت ان کی پائداری اور دکھاوا ان کی آنکھوں کو ٹھنڈک پہونچانے والی صفائی
وسعت کے لحاظ سے ان کا طول و عرض بلندی کے لحاظ سے ان کی آسمان سے باتیں کرنے والی نہایت آب و تاب

کے ساتھ چمک دمک دکھانے والی چار دیواریاں بزبان حال اپنی آپ خود ہی معرف ہیں مصداق ہذا "مشک آں است کہ خود ببوید نہ کہ عطار گوید" جو سرزمین شہر کی زینت قرار پانے کے علاوہ اپنی اجمالی خوبیوں کی وجہ کلکتہ۔ بمبئی۔ مینتال۔ آگرہ۔ اودھ۔ مصر۔ اور قسطنطنیہ۔ کی مشہور معروف عمارتوں کو مقابلتاً انسان کی نظر میں ایک لمحہ کے لئے بھی کھٹکنے نہیں دیتیں اور اپنی نظروں کو چکا چوند کرنے والی آب و تاب کی وجہ انھیں ان کی حیثیت سے گرا کر ماند کر رہی ہیں دواخانجات ڈاکٹری، یونانی، ہومیوپیتھک، بھی شہر کے ہر محلہ میں اپنے مفید خلائق مخزن بنائے ہوئے اپنے بحر فیوض سے نہایت سیر چشمی کے ساتھ بڑھتے ہوئے ذوق و شوق انہماک بلند ہوتے ہوئے حوصلہ کی وجہ بہائے جا رہے ہیں جن کی تمام و کمال خوبیوں پر اگر تحقیقی اور غائر نظر ڈالی جائے تو نتیجہ کار گزاری ہیں یہ حفظ صحت انسانی کا ایک اہم سے اہم سبب اور علت قرار پاتے ہیں چنانچہ ان کی بڑھتی ہوئی مستعدی اور جانفشانی کے اہم خدمات انجام دینے کی خاطر بڑے بڑے قابل مستند اور کافی تجربہ کار حکما اور اطبا، ہومیوپیتھک ایک کثیر تعداد میں متعین ہیں جن کے ذریعہ بیماروں کی ہر حیثیت سے نہایت اچھی طرح خبرگیری کی جاتی ہے اور ہماری گورنمنٹ کی بدرجہ کمال فیاضی یہ کہ انھیں از راہ رعایا پروری و دردمندی خلقت مملکت بیشتر سرکاری اخراجات سے دوائیں دی جاتی ہیں کہ جس کی نظیر بلاد عالم کے کسی دوسرے حصہ میں ممکن ہے کہ مل جائے مگر بلحاظ حالات موجودہ زمانہ نہیں تو اس کی بھی کوئی موہوم سی امید نہیں ہوتی خطہ ہائے دنیا اور بلاد کائنات کے بعض مشہور و معروف شہروں کو انتظامی حیثیت سے زندہ تاریخ عالم پر بعض زبانوں کی اشتہار بازی کے سبب تفوق حاصل ہے مگر حقیقت کا مطالعہ کرنے والوں سے ہماری پرزور خواہش یہ ہے کہ اگر وہ ہمارے شہر کے انتظامی محکمہ پر جو ہماری قلمرو کے عرف عام میں پولیس کا محکمہ کہلاتا ہے جستجو کی نظر ڈالیں اور اس کے روز افزوں ہونے والے شعبات کار گزاری کا بڑھتی ہوئی دلچسپی سے گہرا معاینہ کریں تو سچے مفہوم کی تعبیر کرتے ہوئے انہیں لازمی طور پر یہ کہنا پڑتا ہے کہ وہ انتظامی شعبات کی ہر حیثیت سے دوسرے شہروں کے بالمقابل بلدہ حیدرآباد دکن ہی کو اپنی تمام و کمال اجمالی خوبیوں کی معیت میں مفتخر و ممتاز پائینگے اور اس معاینہ خوشی اور مسرت کے ابھر آنے والے جذبات کی وجہ جو عند المواقع ظاہر ہوا کرتے ہیں نہایت بلند آوازی کے جوش میں بے ساختہ یہ پکار اٹھیں گے کہ "اگر فردوس بر روئے زمیں است" "ہمیں است و ہمیں است و ہمیں است" چنانچہ یہ مستند کار اور موفقی فرائض کا نہایت دلچسپی کے ساتھ ہر وقت احساس رکھنے والا محکمہ ایک کوتوال شہر کے زیر نگرانی اپنے خدمات تفویضی کو بڑھتی ہوئی آن بان کے ساتھ نہایت ہوشیاری و بے باکی سے انجام دے رہا ہے اس کے ساتھ ہی ساتھ قابل انکشاف بات یہ ضرور ہے کہ آج کل کوتوال اندرون و بیرون بلدہ نواب رحمت یار جنگ بہادر ہیں آپ کو فطرت انسانی کے تمام تر شعبات میں خداوند عالم کی خاص ودیعت کی وجہ ذہنیت پرواز حاصل ہے آپ اپنی خداداد ذہانت و ذکاوت سیاست، و اقتصادیت، تمدن و معاشرت، خصوصاً بلدہ و بیرون کے انتظامی مراحل میں ایسی آن بان کی دارائی فرمایا کرتے ہیں کہ جو ملک کے ہر کہ و مہ سے کسی طرح بھی پوشیدہ نہیں اسی لئے مصداق "عیاں را چہ بیان" تفصیل کے اس کھلے ہوئے میدان سے اختصاری پرواز کرتے ہوئے نتیجہ تحریری کو صفحۂ قرطاس پر چلنے والے ہاتھ سیاہی، قلم کی امداد کے ساتھ تحریری صورت میں اس طرح ظاہر کیا جاتا ہے آپ کی ذات والا صفات سے ظاہر ہونے والا یہ ایک نمونۂ عمل ہے جسے مختصر لفظوں میں پیش کرنا ہی بخوف طوالت ضروری ہوا۔

کہ آپ کے حسن تدبر و افکار عالی سے ہمارے شہر کی پولیس کا انتظام نہایت ہی معقول اور ہمدردانہ ہے اور اس کے علاوہ صفحات قرطاس پر جگہ دی جانے کی قابل ایک بات یہ بھی ہے کہ نقب زنی وغیرہ کے جرائم شاذ و نادر ہی سننے میں آتے ہیں یہ تمام خوبیاں جو مذکورہ صورتوں میں کائنات دکن پر ابر رحمت خداوندی کی شکل میں رونما ہوئیں جن کے چند در چند منافع کا تفصیلی اظہار اس مقام پر کیا جانا امکان سے باہر ہے غرض یہ سب ہمارے آقائے ولی نعمت خسرو مملکت دکن آصف جاہ سابع خلد اللہ ملکہ و سلطنتہ کے شاہانہ اقبال اور نواب صاحب موصوف کے حسن انتظام کا نتیجہ ہے کہ ہمارے شہر کی تمام رعایا اپنے ارباب ملک کی افکار عالیہ کے ظاہر ہونے والے اثر کی وجہ امن و امان کی محبت بھری آغوش میں نہایت ہی آرام و آسائش کے خوشگوار پہلو بدل رہی ہے اس کے ساتھ ہی ساتھ قابل ذکر ہمارے شہر کا انتظامی بلدی محکمہ بھی ہے جس کے ناظم نواب مہدی نواز جنگ بہادر ہیں جنھوں نے اپنے حسن تدبر سے اپنی فطری ذکاوت سے شہر کی صفائی کے انتظامی کاروبار میں اپنے تشریف آوری کی اس قلیل سے قلیل مدت میں ہمارے یہاں کے امرا، رئیس اور والیان سمستان، جو اپنی اپنی حیثیت و شان کے لحاظ سے اتقال ارضی میں شامل اور اپنے ذمہ بہت سارے بندگان خدا کی پرورش کو رکھنے کی وجہ تمام دنیا والوں کے رب مجازی بھی کہے جا سکتے ہیں نہایت حلیم الطبع، بردبار، مدبر، سیاس، فقرا نواز مساکین کے دردمند حاجتمندوں کے ہیں، رموز عدالت کے دیانت دار، اصول فطرت کے بڑھتے ہوئے شوق کے ساتھ مطالعہ کرنے والے، خلوص و اکرام کے پیکر، افادہائے خلق کے اسکیم ساز واقع ہوئے ہیں جس کا آج دنیا میں رہنے بسنے والا ہر انسان نہایت پر زور الفاظ میں ہر جگہ ہر سمت اور ہر سو معترف نظر آتا ہے۔ لہذا ان سب ارباب اعلیٰ کی خدمت میں مخاطبت کر کے اپنے چھوٹے سے دہن کے نکلنے والے کمزور مگر مورخ ہونے کی حیثیت سے ہوشیاری و بیداری کے شوق اور ولولہ سے بلند ہونے والے لہجہ میں فرداً فرداً یہ کہا جاتا ہے کہ ایں کار از تو آید و مرداں چنیں کنند، ہمارے بادشاہ ذیجاہ سلطان العلوم فرمان روائے مملکت عالیہ دکن و برار اس پورے پردۂ کائنات پر صف سلاطین عالم میں ایک نرالی شان و شوکت و حشمت و عظمت اور نمایاں خصوصیت رکھتے ہیں آپ کی سادہ زندگی رعایا کے غریب طبقہ کے لئے باعث تسکین قلب ہے کہ وہ باوجود بے پایاں ثروت دنیا اور جاہ و جلال کا دارا جانتے ہوئے تمدن و معاشرت میں اپنا جیسا پا کر اس کے ختم نہ ہونے والے اثر سے قناعت کا اعلیٰ ترین درس پاتے ہیں اور دوسری طرف دولت مند طبقہ دنیا کے لئے عبرت کا ایک افسانہ ہے جو اپنی زبان حال سے نہایت خاموشی کے لہجہ میں یہ سبق دیتا ہے کہ جب تمہارے ذمہ دنیا کے حل عقد کا بوجھ اور حقوق انسانی کے تم حامل ہو تو تمہیں شعبات زندگی میں ہر حیثیت سے میانہ روی اختیار کرنی چاہیے آپ کی رعایا کے ساتھ قلبی ہمدردی حقیقی معنوں میں سلطانی خصائل کی نہایت کامل اور پورے مفہوم کے ساتھ تعبیر کرتی ہے قومی، مذہبی اور علمی معاملات میں آپ کا بڑھتا رہنے والا شغف آپ کے فضل و کمال کے اون بلند و بالا منازل کا پتہ دیتا ہے جن کی ظاہر ہونے والی عالمگیر شہرتوں کے زائل نہ ہونے والے اثر تمامی خلائق کائنات کی زبانوں سے ذات شاہانہ کو بڑے صمیم قلب کے ساتھ ملوک الکلام کہلوایا جس کی شاہد آج جرائد عالم کی زینت شان بڑھانے والی سرخیاں ہیں آپ کا خیراتی کاروبار کے پورا کرنے کا شوق مذہب کے اون فرامین کی تعمیل کرنے والی خواہش کا بالکل ٹھیک اور ٹھیٹ پتہ بتاتا ہے جس کے اثر سے خلائق عالم کی نذر ...

پوری ہوتی رہیں، حاجت مندوں کی تکلیفوں میں سہولت و آسایش پیدا ہوتی ہے دردمندوں کے لئے ان کی شفا کی ضامن ہوئی ہے مختصر یہ کہ آپ کی شاہانہ دریا دلی اسلامی شاہان سلف کی یاد کو تازہ کرتی اور حالات گزشتہ کی مجلد دیرینہ تجدید کرنے والی ہے اور ماسوا اس کے فوراً تحریر کرنے کے قابل ایک ضروری اور اشد ضروری امر یہ بھی ہے کہ ذات شاہانہ اپنی جامع خصوصیات سے ہر نوعیت میں نہایت دبدبہ اور آن بان کے ساتھ موجودہ اسلامی سلاطین پر نمایاں فوقیت رکھتی ہے چنانچہ آپ کے بحر فیض و سخا کی داستانیں نہ صرف خلقت دکن بلکہ اس سے آگے بڑھ کر دہلی، لکھنؤ، عراق، بغداد شریف، نجف اشرف، مصر، ایران، وغیرہ کی مخلوق کی زبانوں سے اس طرح سنی جایا کرتی ہیں کہ جس کے لئے عرف عام کے لحاظ سے شہرۂ آفاق کا لفظ منسوب کیا جائے تو حقیقت امر یہ کسی سبب سے بھی نامناسب نہیں آپ نے اپنے عہد زرین جہد اور دور فرمان روائی میں دردمندی رعایائے مملکت حلم طبعی، فراست فطری اور اعلیٰ ترین خوبیوں کی بنا پر جو آپ کی ذات جامع صفات میں کوٹ کوٹ کر صانع قدرت نے بھر دی ہیں اپنی سلطنت کے مختلف شعبوں میں جو نمایاں اصلاحیں فرمائی ہیں ان کا تفصیلی و تشریحی ذکر اس مقام پر باعث طوالت ہے اور اس لئے بھی تو اثر کرڑی ہذا کے چند صفحات کو اس کے اندراج کے لئے ناکافی ہیں اس کی اجمالی کیفیت یادگار سلور جوبلی کی ضخیم جلد میں درج کی گئی ہے اگر حقیقت کے آئینہ دار جذبات کو حرکت دینے کے بعد سچ پوچھا جاتا ہے تو ہم بالکل صاف و صریح الفاظ میں نہایت بے باکی کے ساتھ یہ کہہ دیں گے کہ آپ کی ذات شاہانہ آج دنیا اسلام کے لئے مایۂ ناز ہے اور صرف خطۂ دکن ہی کے لئے باعث برکت نہیں بلکہ تمام دنیا اور اس کی آباد رہنے اور بسنے والی پوری خلقت کے لئے بھی اللہ کی رحمت کا ایک انمول نگینہ ہے کیونکہ تواریخ عالم کی الٹ پلٹ سے یہ پتہ چلا کہ اس قسم کی خوبیوں کے مجسم سلاطین پردۂ دنیا پر عادتاً ایسے زیادہ نہیں گزرے اور اگر کچھ گزرے بھی ہیں تو ان کے معدودے چند اسماء صرف انگلیوں پر ایک پلک جھپکانے کی اتنی دیر میں گنے جاسکتے ہیں خداوند عالمیان کی خاص ودیعت پیغمبر اسلام کی ذات پاک و مجسمۂ رحمت کے طفیل سے آج ہمیں اس امر پر فخر کرنے کا موقع ملا جو ہماری خوش نصیبوں کی ایک اعلےٰ دلیل ہے کہ ہمیں ہمارا شہر وہ شہر ہے جس کی تعریف میں دنیا کا ہر فرد بشر اور انسانیت کا پیکر رطب اللسان ہے ہمارا شہریار صف سلاطین عالم میں وہ علوئے منزلت رکھتا ہے کہ جس پر خطہ ہائے کائنات ارض کے بادشاہ فخر کرتے ہیں پس جہاں تک نثر سے کام لیا گیا وہ ظاہر ہے اب ہم اپنی مملکت کی تعریف و توصیف کو اپنی بساط کے مطابق وادی شعر و سخن میں یوں لے آتے ہیں کہ۔

مفخر روم و عجم ہے حیدرآباد دکن | رشک گلزار ارم ہے حیدرآباد دکن
آج ہندوستان کو جس سرزمیں پر ناز ہے | وہ زمیں حق کی قسم ہے حیدرآباد دکن
شاہ وہ جو افتخار بادشاہان جہاں | شہر کیا کان کرم ہے حیدرآباد دکن
غیر ملکوں سے یہی کہتے ہوئے آتے ہیں لوگ | دافع رنج و الم ہے حیدرآباد دکن
مال میں سارے ممالک سے فزوں اور حسن میں | کب بھلا پیرس سے کم ہے حیدرآباد دکن
زینت ملک دکن ہے تخت و تاج آصفی | مالک سیف و قلم ہے حیدرآباد دکن
سچ ہے اے صمصام ہیں ساری جہاں کی خوبیاں | دیکھنے میں جام جم ہے حیدرآباد دکن

انتظام مملکت

اعلیٰ حضرت کا شاندار ترین انتظامی کارنامہ وہ فرمان مبارک ہے جو نومبر ۱۹۱۹ء میں نافذ کیا گیا اور جس کے بموجب ملک کی حکومت میں وزراء کی ایک مجلس کو شریک کیا گیا جس میں ایک صدر اور سات ارکین رکھے گئے۔ اس مجلس کی صدارت عظمیٰ کا منصب سب سے پہلے موید الملک سر علی امام کو تفویض کیا گیا جو برطانوی ہند میں انصرام امور حکومت کا کافی تجربہ حاصل کر چکے تھے۔ سر علی امام کے مستعفی ہونے کے بعد نواب ولی الدولہ بہادر صدر اعظم ہوئے اور آج کل رائٹ آنربیل نواب سر حیدر نواز جنگ بہادر ہیں اس مجلس کا نام باب حکومت رکھا گیا اور اس کے دیگر ارکین میں سے سات ارکین صدر المہام محکمہ جات ہیں اور ایک رکن بلا قلمدان وزارت ہے۔

اگزیکیٹیو کونسل (باب حکومت)

صدر اعظم

رائٹ آنربیل نواب سر حیدر نواز جنگ بہادر کے۔ ٹی۔ بی۔ اے۔ ایل۔ ایل۔ ڈی۔ محل سکونت خیریت آباد

ارکین

(۱) نواب محمد یار جنگ بہادر صدر المہام فینانس۔ صدر محاسبی۔ خزائن۔ دار الضرب۔ پیپر کرنسی اسٹیشنری ڈپو۔ ریلوے و معدنیات و برقی۔ ورکشاپ و انجمن ہائے امداد باہمی توشکخانہ عامرہ و امور دستوری
محل سکونت۔ سیف آباد

(۲) سر ٹی۔ جے ٹاسکر اسکوائر آئی۔ سی۔ یس صدر المہام مالگزاری۔ کوتوالی۔ مجالس، زراعت۔ اعداد و شمار بندوبست۔ آبکاری۔ کروڑگیری۔ جنگلات۔ تجارت و حرفت۔ لوکلفنڈ کورٹ آف وارڈز۔ نظامت عطیات۔
محل سکونت۔ بیگم پیٹھ

(۳) نواب عقیل جنگ بہادر صدر المہام فوج۔ طبابت۔ علاج حیوانات۔ رصدگاہ نظامیہ۔ عجائب خانہ سٹی سروے رجسٹریشن۔ کاغذ مختوم۔ پٹہ و طباعت۔
محل سکونت۔ سوماجی گوڑہ

) نواب مہدی یار جنگ بہادر یم۔ اے (آکسن) صدر المہام سیاسیات۔ تعلیمات۔ خلعت و تواضع بلدیہ آرایش بلدہ۔ موٹر خانہ عامرہ۔ باغ عامہ۔ پریس کمشنری معلومات عامہ۔
محل سکونت۔ جوبلی ہل

) نواب مرزا یار جنگ بہادر۔ صدر المہام عدالت و امور مذہبی۔
محل سکونت۔ سوماجی گوڑہ۔

(۶) راجہ شام راج راجونت بہادر صدر المہام تعمیرات۔
محل سکونت۔ شاہ علی بنڈہ
نواب کاظم یار جنگ بہادر چیف سکرٹری حضور پرنور۔
محل سکونت جوبلی ہل۔

محکمہ باب حکومت (سیف آباد حیدرآباد دکن)

جب سررشتہ کائنات کی تنظیم مادیت کے صفحۂ ارضی پر عمل میں آئی تو ابتداً وہ ایک جامعیت رکھتی تھی اور بعد اس کے جب کہ اس مجمل کیفیت کی قدرت کو شرح و بسط منظور ہوئی تو اس کا اظہار امر خدا کے اشارہ سے چند در چند شعبات کی صورت میں رونما ہونے لگا اور اس کے ساتھ ہی ساتھ عالمین کی حالتیں اپنے معنوی پروا کے ساتھ نمایاں انقلاب کی شکل میں سرزمین کائنات پر جدا جدا شکل سے قایم ہونے لگیں ان کی تفصیل و تشریح ہم جیسے بشر یا اس سے لعظ مدبر و مفکر سے بھی کہاں ممکن ہے جب کہ خدائی تعلیم کے جاری کرنے والوں ہی نے اس کی عام تفصیلات سے بلحاظ وجوہ چند در چند گریز فرمائی ہو اس سے یہ مطلب نہیں کہ وہ اسے اس کے اجمالی یا تفصیلی تمام شعبات کی جامعیت کی معیت سے نہ جانتے تھے البتہ بلالحاظ مذہب و ملت عوام خلق کی تسلیم کردہ یہ بات ہے کہ وہ وقت زمانہ موقع اور محل کے لحاظ سے ہر شئے کی کنہ حقیقت اس کے تمام شیون اور تاثرات کی تعریف بیان کیا کرتے تھے اور اسی حد تک بیان کرتے تھے کہ جس قدر ان کے ماحول کے لحاظ سے منشاء الٰہی بھی ہوتا تھا اس لئے کہ وہ دنیا کے اپنے ذاتی مفاد کو اپنی زندگی میں کوئی وقعت نہ دیتے تھے کیونکہ ان کی حیات کا وجود مادیت کے خطے سے بالکل بری تھا اون کی خلقت محض ملک خدائی تنظیم کی خاطر ہوئی تھی اون کے مد نظر سوائے منشاء خداوندی کی سر مو تعمیل کے کوئی اور شئے نہ تھی وہ ذاتیت کے خود غرضانہ خیالات سے بالکل پاک تھے غرض کہ ان کی ابتداء اور انتہا ایسے معنوں میں ورائے حکمت رب العزت تھی اور کچھ نہیں چنانچہ تاریخ عالم سے مذاہب کی تحقیقات میں یہ امر روز روشن کی طرح پردۂ عالم پر واضح ہو چکا ہے کہ ان میں کے ہر ایک فرد نے اپنے پردۂ عالم پر نازل ہونے کے مقاصد کو بافعال خداوندی نہایت بہتر سے بہتر اور اعلیٰ و ارفع طریقہ سے اس شان کے ساتھ انجام دیا کہ جس کی آج ان کی مقدس ذوات اگرچہ کہ زیور حیات سے آراستہ و پیراستہ نہیں نہ دنیا کی نظروں میں اس وقت موجود ہیں مگر متفق اللفظ بلا جبر و اکراہ کہی جانے کے قابل یہ بات ہے کہ خطۂ ارض کے سیکڑوں باشندوں کے قلوب پر ایسی فرمان روائی کر رہی ہیں جو کسی اور غیر خدائی فوجدار کو نصیب نہیں اور کہا جاتا ہے کہ یہ ہستیاں اپنے تبلیغ کردہ احکام کی پیروی کرنے والوں کی پیش خدا شفاعت کریں جس کے وہ قدرت کی جانب سے حقدار بھی ہیں انھوں نے معاشیات اور تمدن کے بھی خلقت کائنات درس دئے جس کی مکمل تعلیم درجہ بدرجہ پہلو بدلتے ہوئے آج دین اسلام کی شکل میں ظاہر ہوئی ان قوانین سماجی کے اجرا کے لئے ہادیان طریقت کو بھی مادی اسباب کی ضرورت تھی اس لئے انھوں نے جو

مواقع پر چاہا حکومتوں کے زور سے بھی انکے منوانے میں کام لیا اگرچہ دین اور مذہب قہری وجبری شے نہیں
جیسا کہ خدا نے خود کہا ہے کہ کسی کو جبراً کسی مذہب کے قبول کی طرف مائل نہیں کیا جاسکتا اس لئے کہ جبر شان الوہیت
کے منافی ہے لیکن بسا اوقات معلمین آسمانی خلقت ارض پر قبول ہدایت حق کے لئے مقابلہ ومقاتلہ کیا کرتے ہیں
اور ان کا یہ فعل اپنی رائے سے نہیں بلکہ منشاء قدرت کی تعمیل پر مبنی ہے کیونکہ اس نے خود حکم فرمایا ہے کہ جب لوگ
اپنی ضد اور ہٹ سے باز نہ آئیں اور اپنے من مانے نغمہ بیان کرنا شروع کریں ہدایت حق کی طرف سے روگرداں
ہوں تو ان سے مقاتلہ کیا جائے چنانچہ دنیا میں آئے دن ظاہر ہونے والے واقعات سے بھی یہ ظاہر ہے کہ جب
کوئی ضدی آدمی اپنی ہٹ دھرمی سے کسی طرح گریز نہیں کرتا اور اپنی بیجا مزخرفات پر مشتعل رہتا ہے تو تنگ دل
ہو کر اس کا سمجھانے والا اس کو سخت سے سخت سزا بھی دیتا ہے جو اس موقع ومحل کے لحاظ سے نہایت لازمی اور
اشد ضروری ہے اور یہ صورت کسی طرح بیجا نہیں اسے اسلام کی عام اصطلاح میں مدافعانہ جنگ کہا کرتے ہیں غرض
مختصر یہ کہ پیشگاہ قدرت سے تنظیم کائنات کے لئے ایک ایسا ادارہ سرزمین دنیا پر قائم ہوا جسے آج کے
موجودہ بنی نوع انسان شریعت کدہ کے نام سے موسوم کرتے ہیں یہ ادارہ اپنی جامعیت میں کائنات کے ہر
ایک چھوٹے اور بڑے شعبہ پر حاوی رہا کہ سیاست کا انتظام اسی سے متعلق تھا اقتصادی حالات کی اصلاح
اسی کے ذمہ تھی معاشرت انسانی کی ترقی کا پردہ عالم پر یہی ایک واحد حامی تھا غرض کہ کائنات کی اس کشتی کے
چلانے کا تمام وکمال فریضہ ہر حیثیت اور کیفیت سے اسی کے ذمہ تھا چنانچہ اس ادارہ نے اپنے قیام کرنے والے
معلم آسمانی کی زیر قیادت اپنے کلی فرائض کو نہایت حسن وخوبی سے انجام دیا اور اس کی ہر نکلنے والی کشتی چونکہ
عالمین کے لئے ایک مشعل ہدایت تھی تمدن معاشرت دنیا کے ارتقا کی معاون تھی اس لئے بیشتر دنیا والوں نے
اپنی خردمندی کی بنا پر اس مبارک دور سے خوب فائدہ اٹھایا اور ترقی کی دن دونی منزلیں طے کرکے ایک تو اپنی
زندگی کو ضروریات کے ہر شعبہ کے لحاظ سے کامیاب بنایا اور دوسرے وہ اپنے اس عملی کرتب سے ہدایت خدا
کے تسلیم کرنے اور قوانین سماوی کے آگے سر تسلیم خم کرنے والے بھی ثابت ہوئے القصہ یہ مبارک دور اپنی اپنی
مسافت عمری کو منزل بہ منزل طے کرتے ہوئے اپنے منتہائے مقصود تک یکے بعد دیگرے پہونچتے گئے اسی طرح
حالات عالم کو کایا پلٹ ہوا اور دنیا کے ماحول نے مثل پردہ ہائے سینما کے اپنے اپنے دور میں تغیرات پیدا کئے
اور معلمین آسمانی کی صفحہ زمین پر آمد بندی ہوئی تو ان کے سچے پیرووں نے قوانین مذکورہ کو ان مقدس ہستیوں کی
نصیحت کی بنا پر عالم میں جہاں تک بھی ممکن ہوسکا جاری رکھا چنانچہ جب اس قسم کے مقدس افراد کی بھی دنیا
میں قلت ہوتی گئی تو حکومتوں نے ان فرائض کی پابجائی کو اپنے ذمہ لیا اور اپنے حد امکان مقدور تک جس
طرح بھی ہوسکا اس کے اہم فرائض کی بہتر سے بہتر طریقہ پر پابجائی کی چنانچہ ہماری مملکت دکن میں بھی قدیم سے ایک
ایسا اہم ادارہ قائم ہے جو اپنے مذکورہ فرائض سیاسی، اقتصادی، معاشی، دستوری اور تمدنی کو اپنی عمر کے کامیاب
ایام میں بجلی کی پرواز کی طرح تیزی کے ساتھ نہایت مستعدی وجانفشانی سے انجام دیا کرتا ہے یہ محکمہ اپنے تمام
ملکی اور انسانی خوبیوں کی حمایت کے فرائض کو قبل ازیں مدار المہام سلطنت کے زیر تصرف انجام دیا کرتا تھا اس
وقت مملکت دکن میں اس محکمہ کے افسر اعلےٰ کو مدار المہام کے نام سے یاد کیا کرتے تھے چنانچہ سلطنت عالیہ دکن کے
مدار المہام سر مہاراجہ کشن پرشاد بہادر یمین السلطنت تھے جنہوں نے ۱۰ رجمادی الاول ۱۳۱۹ھ سے ۲۵ رجب ۱۳۳۰ھ

یعنے گیارہ سال تک اپنے تدابیر فلاح ملک کو اس شاندار پیمانہ پر انجام دیا کہ جس کا سکہ آج تک بھی رعایائے سلطنت دکن کے قلوب پر جما ہوا ہے چنانچہ تاریخ مذکور کو سر یمین السلطنت بہادر اس کرسی سے اٹھ کھڑے ہوئے اور ۲۵ رجب سنہ ۱۳۳۰ھ سے ۱ محرم سنہ ۱۳۳۳ھ تک نواب میر یوسف علی خاں المخاطب نواب سالار جنگ بہادر تین سال اس عہدہ جلیلہ کے فرائض کو نہایت مستعدی و جانفشانی تدبیر و تدبر سے انجام دیکر تاریخ سلطنت میں ایک نمایاں تغیر پیدا کیا جس کی وجہ نواب سر سالار جنگ بہادر اول کے خدمات کی یاد کا چرچا خطہ ہائے سلطنت دکن میں تازہ ہونے لگا تا آن بعد ۱ محرم سنہ ۱۳۳۳ھ سے ایک طویل مدت تک محکمہ ہذا کے انتظام کی تمام سرگرمیاں ذات شاہانہ سے متعلق رہیں جس سے ظاہر ہوتے رہنے والے کوائف ارتقا آج تاریخ دکن کی زینت بنے ہوئے دکھائی دیتے ہیں اس کے بعد مدار المہامی کا یہ عہدہ صدر اعظم کے نام سے تبدیل اور شہرت بھی پانے لگا چنانچہ ۱۶ اردی سنہ ۱۳۲۹ف سے ۲ آبان سنہ ۱۳۳۱ف تین سال تک اس اہم ترین خدمت کی زمام نواب سر سید علی امام المخاطب موید الملک کے دست انتظام میں رہی ما بعد ۲ آبان سنہ ۱۳۳۱ف سے ۲۸ اردی بہشت سنہ ۱۳۳۲ف تین سال تک یہ خدمت صدارت عظمیٰ سر فریدون جی آنجہانی المخاطب نواب فریدوں الملک کے انتظام فکری کے حوالہ رہی اور اس کے بعد ۲۸ اردی بہشت سنہ ۱۳۳۳ف سے ۱۰ دی سنہ ۱۳۳۶ف تقریباً چار سال تک نواب ولایت جنگ ولی الدولہ مرحوم اجلاس صدارت عظمیٰ پر ممتاز رہے آپ کے حسن انتظام کی بھی خطہ مملکت میں اچھی شہرت ہے ازاں بعد ۱۰ دی سنہ ۱۳۳۶ف کو واقعات عالم نے پھر پلٹا کھایا اور سر مہاراجہ یمین السلطنت بہادر نے صدارت عظمیٰ کے جلیل القدر عہدہ اور نشست گاہ کو اپنے قدوم میمنت سے زینت بخشی اور اپنے فکر و تدبر کو قبل سے زیادہ وسعت دے کر نہایت انہماک کے ساتھ ملک و مالک کی خدمتیں انجام دیں اور ۲۹ ذیحجہ سنہ ۱۳۵۵ھ کو بوجہ پیرانہ سالی صدارت عظمیٰ کی خدمت سے سبکدوشی حاصل فرمائی چنانچہ اسی تاریخ صدارت عظمیٰ کی اہم ترین خدمت کا جائزہ بعطوفت کمال ذات شاہانہ رائٹ آنریبل سر اکبر نواب حیدر نواز جنگ بہادر کو حاصل ہوا۔ آپ نے اس مرحمت خسروی سے مسرور و شادماں ہوتے ہوئے خدمات ملک و مالک کے پڑھتے ہوئے جوش اور ولولے سے متاثر ہو کر صدارت عظمیٰ کی اوس عظیم المرتبت کرسی پر رونق افروزی فرمائی جو کہ دور ہذا سے ۲۷ سال قبل مدار المہام سلطنت کی نشست گاہ کہلاتی تھی آپ کے ان گراں قدر اور بلند پایہ خدمات سے جنھیں ہم نے سررشتہ ہائے دیگر مثلاً فینانس وغیرہ کی تفصیل میں ظاہر کیا ہے اور جو تاریخ دکن میں بحروف زریں لکھی گئیں اور آئندہ بھی لکھی جانے کے قابل ہیں بمصداق عیاں راچہ بیاں یہ ظاہر ہوتا ہے اور آثار و قرائن بھی اس کا پتہ بتلاتے ہیں کہ موجودہ صدارت عظمیٰ کی زمام انتظام گرفت عالی منزلت ہستی ملک و مالک کی خدمت کے لئے قبل سے بھی زیادہ بدرجہ کمال مفید ثابت ہوگی۔

مجلس وضع آئین و قوانین

(سانحہ توپ)

جہاں تک تجربہ کام کرتا ہے ہم نے دیکھا کہ اس دنیا میں جس قدر انسان بھی اس وقت موجود اور آباد ہیں وہ سب کے سب کاروبار دنیا کے ہر شعبہ کی تمام و کمال انجام دہی کے لئے موزوں نہیں اس لئے گزشتہ

دور کے تاریخی مدارج و حالات سے آگے بڑھ کر بھی زمانہ حاضرہ کی موجودہ حالتوں پر ایک تنقیدی عامیانہ نظر ڈالی جائے تو یہ امر نہایت روشن اور واضح ہو رہے گا مثلاً ہم روز مرہ یہ دیکھتے ہی رہتے ہیں کہ دنیا کے کاروبار کی انجام دہی کا ہر ایک شعبہ اپنی نوعیت کے اعتبار سے آپس میں بالکل ایک علحدہ اور جداجدا حقیقتیں پوشیدہ رکھتا ہے اس طرح کہ اس کے نشانیاں اور آثار بھی مختلف ہیں ان کی صورتیں باہم دیگر دورنگ ان کے علامات ایک دوسرے سے بالکل جدا اور ان کے تمام کے نتائج اہل عقل کے نزدیک کچھ اور ان سب کے تاثرات بھی بالکل ہی جداجدا اور مختلف حیثیت ہیں چنانچہ اگر کسی وکیل کے پاس جاکر اسے اپنی نبض دکھائی جائے تو وہ فوراً اسے بیشتر مجنونیت کے الزام میں چالس کر دیتی کے ریعں کو دارالمجانین کی ہوا کھلائے گا اور اگر کسی اولڈ اوڈل یا یونانی حکیم سے مقدمات نزاعی کی روئداد کو بیان کرکے وکالت نامہ طلب کیا جائے تو وہ بے غور و خوض یا پیچ اور بچا کر جھٹ پٹ ایک چھوٹے سے پرچہ کاغذ پر منضبط خطمی خطاب اور سپستان کا ایک نسخہ کشیدہ اور ناقابل خواندگی خط سے کھینچ کر حوالے کر کے کہدے گا کہ آپ کے مقدمہ کے فیصلہ کے لئے میرے پاس تو یہی وکالت نامہ ہے اگر کسی نجار کو کپڑوں کا گٹھڑ حوالہ کرکے اس سے یہ خواہش کی جائے کہ تو اسے اچھی طرح سی سلا دے تو وہ انھیں اپنے آلات نجاری سے ملیامیٹ کرکے رکھدے گا اور کسی خیاط سے یہ کہا جائے کہ دروازے میز اور کرسی درست کردے تو وہ لکڑیوں کو قینچی کی زد سے ٹکڑے کرنے کے سوا اور کچھ نہ جان سکے گا لہذا ان مختلف کیفیتوں اور حالات سے ظاہر یہ ہوا کہ دنیا کا ہر شعبہ کار اپنے فرائض کی ادائی کے لئے اوس کے اہل کو انتخاب کرتا ہے اس انتخاب کی تفصیل اور تشریحات اپنے دامن میں اس قدر معلومات کو پوشیدہ رکھتی ہیں کہ جن کا اظہار وانکشاف اس مقام پر عجیب و غریب دلچسپی پیدا کرتا ہے لیکن مجبوری اسی امر کی آپڑی کہ اس چھوٹی سی ڈائرکٹری میں ان طوالتوں کو پورا نہیں کیا جاسکتا اس لئے اسے کسی دوسرے موقع کے لئے چھوڑ کر مضمون اختصار سے کام لیا جاتا ہے غرض یہ ظاہر ہے کہ دنیا میں اس کی منزلوں کے کاٹنے اور گزارنے کے لئے جس قدر بھی شعبہ جات تمدنی، سیاسی، اقتصادی مذہبی قانونی، سماجی اور ملکی و ملی کی ضرورتیں ہیں ان کے کاروبار کی انجام دہی کے لئے افراد انسانی مخصوص ہوا کرتے ہیں چنانچہ ان کیفیات کی بنا پر لازمی یہ بات ہے کہ مثل کاروان شعبہ جات مذکور کے شعبہ قانونی کے فرائض کو پورا کرنے والے بھی خطہ زمین پر موجود رہیں جو کہ ان کے اہل ثابت ہوکر اس فریضہ کی ادائی کے ذمہ دار بھی قرار دئیے گئے چنانچہ دیگر بلاد عالم میں اس کے لئے کیا کیا اہتمام ہیں اوس سے ہمیں کوئی بحث نہیں ہمیں اس کے متعلق مملکت دکن کی حد تک تشریح لکھنی ہے ہماری ریاست عالیہ دکن میں بھی شعبہ جات قانونی کا جو کہ ملکی و ملی معاشی و اقتصادی معاملات کے لئے اہم سے اہم ضرورت ہے ایک محکمہ قایم کیا گیا ہے مملکت کے رہنے بسنے والے افراد خورد و بزرگ معتمدی مجلس وضع آئین و قوانین کے نام سے یاد کیا کرتے ہیں یہ معتمدی اپنے ساتھ کسی دوسرے شعبہ کے دفتر کا الحاق نہیں رکھتی اور قدیم سے اس محکمہ کا معتمد مشیر قانونی بھی ہے بندگان اقدس و اعلیٰ کی تخت نشینی کے وقت مجلس وضع قوانین صدر اور نائب صدر کے علاوہ گیارہ عہدہ داروں پر جن میں تین بحیثیت عہدہ سرکاری شامل تھے اور آٹھ غیر سرکاری اراکین پر مشتمل تھی جس میں ایک رکن صرف خاص کا اضافہ ہوا ۱۹۲۱ء میں توسیع مجلس وضع قوانین کے لئے مواد جمع کرنے کا فرمان واجب الاذعان نافذ ہوا اور اس عہد میں بعض مفید قوانین مدون ہوئے دور کارخانوں کے مزدوروں کی اصلاح عوام کی سماجی اور اخلاقی اصلاح کے لئے ہے مثلاً حیدرآبادی صدق قانون ۲ بابتہ ۱۳۳۲ف

حیدرآبادی فیکٹری ایکٹ ۴ بابتہ ۱۳۴۲ ف حیدرآبادی قانون حفظ اطفال و بابتہ ۱۳۴۳ ف حیدرآبادی ہندو منافع تعلیم قانون ۲ بابتہ ۱۳۴۴ ف حیدرآبادی قانون وراثت پارسیان نمبر ۶ بابتہ ۱۳۴۵ ف اور حیدرآبادی ہندو بیواؤں کے ازدواج ثانی کا قانون وغیرہ اپنے لائحہ عمل سے اپنے خدمات کو بوجہ احسن ملک و مالک کی خیراندیشی میں صدق دل سے پیش کر رہے ہیں۔ اس مجلس کے سابق معتمد نواب ہاشم یار جنگ بہادر تھے آپ نے اپنے زمانہ معتمدی میں جس حسن تدبیر سے اس مجلس کی معتمدی کے فرائض کو انجام دیا ہے اس سے ہر کہہ و مہہ وقفیت رکھتا ہے اس کے مزید اظہار کی چنداں ضرورت نہیں لہذا بنظر اختصار اس تفصیل کو کو مجبوراً ترک کیا جاتا ہے اس لئے کہ اس مختصر سی کتاب میں مزید طوالت کی کوئی گنجائش نہیں معلوم ہوتی اب اس سررشتہ کی معتمدی پر مولوی سید عسکری حسن صاحب بیرسٹرایٹ لا فائز ہیں جو اپنی اعلےٰ ذہانت فطری ذکاوت خداداد قابلیت کی وجہ مملکت دکن کی صف وکلا میں شہرت تامہ رکھتے ہیں اور نیز اپنی ہمہ گیر خوبیوں کے جو آپ کی ذات والا صفات میں جمع ہیں اہل ملک کے ہر طبقہ میں آپ کو بدرجہ غایت ہر دلعزیزی حاصل ہے قوی امید ہے کہ آئندہ آپ کی معتمدی کے زمانہ میں جدید آئین و قوانین کے ہر شعبہ کی نمایاں ترقیاں ہوتی رہیں گی کیونکہ آپ کا تدبر بدرجہ غایت پرپرواز رکھتا ہے۔ فقط

فہرست ارکان صاحبان مجلس وضع قوانین سرکار عالی

ارکان بحیثیت عہدہ۔

(۱) نواب جیون یار جنگ بہادر۔ میر مجلس عدالت العالیہ۔
(۲) مولوی محمد اظہر حسن صاحب۔ معتمد سرکار عالی صیغہ عدالت۔
(۳) مولوی سید محمد عسکری حسن صاحب۔ معتمد و مشیر قانونی۔

ارکان ملازم

(۴) مولوی محمد لیاقت اللہ خان صاحب۔ معتمد سرکار عالی فینانس ۲۶ شہریور ۱۳۴۵ ف تا ۲۵ شہریور ۱۳۴۷ ف
(۵) نواب رئیس جنگ بہادر " " صنعت و حرفت " " " "
(۶) نواب حسن نواز جنگ بہادر " " سیاسیات " " " "
(۷) نواب علی یاور جنگ بہادر " " امور دستوری یکم آذر ۱۳۴۶ ف تا ۳۰ آبان ۱۳۴۷ ف
(۸) نواب اصغر یار جنگ بہادر۔ جج عدالت العالیہ ۱۳۴۵ ف تا ۲۵ شہریور ۱۳۴۷ ف
(۹) راجہ بہادر بشیشور ناتھ صاحب۔ رکن جوڈیشل کمیٹی " " " "
(۱۰) نواب رحمت یار جنگ بہادر۔ کوتوال بلدہ۔ ۳ شہریور ۱۳۴۵ ف تا ۲ شہریور ۱۳۴۷ ف
(۱۱) مسٹر پیس۔ ایم بھروچہ۔ ڈائرکٹر جنرل مال۔ ۲۶ " " ۲۵ " "

(۱۲) راجہ بہادر وینکٹ راما ریڈی صاحب۔ اسپیشل افسر صرف خاص مبارک ۱۰ آذر ۱۳۴۷ ف تا ۹ آذر ۱۳۴۹ ف

اراکین غیر ملازم

(۱۳) مولوی محمد حسن صاحب بلگرامی۔ میر مجلس پائیگاہ نواب لطف الدولہ بہادر ۹ آبان ۱۳۴۵ ف تا ۸ آبان ۱۳۴۷ ف

(۱۴) وینکٹ رنگا ریڈی صاحب وکیل ۲۸ آذر ۱۳۴۶ ف تا ۲ آذر ۱۳۴۸ ف

(۱۵) مولوی عبداللہ پاشا صاحب وکیل " "

(۱۶) مولوی قطب علی خاں صاحب۔ جاگیردار ۵ خورداد ۱۳۴۵ ف تا ۴ خورداد ۱۳۴۷ ف

(۱۷) مولوی غیاث الدین خاں صاحب " "

(۱۸) پنا لال صاحب۔ ساہو۔ ۱۹ مہر ۱۳۴۵ ف تا ۱۸ مہر ۱۳۴۷ ف

معتمدی سیاسیات

(سیف آباد حیدرآباد دکن)

آج دنیا جس سے سیاست کہہ رہی ہے اس قول کی بنا پر ان کے عالمگیر افعال کے ظاہر ہونے والے واقعات کے معاینہ سے یہ ہرگز ثابت نہیں ہو سکتا کہ وہ اس کے پورے پورے مفہوم کی اصل حقیقت کو سمجھتے ہیں البتہ یہ کہنا بہتر ہوگا کہ آج انسانوں کی ذہنیت میں عام طور سے محض اپنی زندگی کو اپنے لئے مفید اور کار آمد بنا لینا ہے اور کچھ نہیں اس عنوان کے سلجھانے میں جس قدر بھی سعی کی گئی تحقیقات سے یہی ثابت ہوا کہ سیاست مذہب کا ایک زبردست جزو ہے جس کا درس عالم ایجاد میں ظاہر ہوتے رہنے والے نبی، رشی، اوتار اور پیغمبروں نے دیا ہے انھوں نے سیاست الہیہ کو قایم کرنے کے لئے بیجا جان توڑ کوششیں کی ہیں کہ اس کے تفصیلی اظہار کی زبان قلم میں قدرت نہیں اور نہ تو صفحات قرطاس اس کے تشریحی اندراج کو کافی ہو سکتے ہیں اس خصوص میں ان کی سرفروشیاں زریں حروف کی صورت میں تاریخی اوراق پر نگینوں کی طرح جڑی ہوئی رہ کر اپنی آب و تاب دکھا رہی ہیں اور فضل خداوندی شامل حال رہے تو آیندہ بھی قیام قیامت تک مثل انجم فلکی تاباں و درخشاں رہینگی لیکن اگر اس کے نتیجہ پر غور کیا جائے یہ اچھی طرح ثابت ہو چکا اور آئے دن بھی مصداق عیاں را چہ بیاں ظاہر ہوتا جاتا ہے کہ خلقت عالم کی اکثریت اپنے خیالات کی پرواز میں اس سے کلیتاً تصادم رکھتے ہوئے اصول فطرت و ضوابط مذہب کو اپنے قلوب سے مثل حرف غلط کے اور اپنے دماغ سے مثل خیال موہوم کے مٹا دینا چاہتی ہے حقیقت یہ کہ ہم انسانوں کی عین بدنصیبی ہے کہ ہم نے اپنے حب و تربیت علم کو بھی حاصل نہ کیا کہ جس کی وجہ معرفت اور حقیقت اشیاء کا کم از کم کچھ تو علم حاصل کر لیتے اور اپنے اس انہماک سے خدائی احکام کی تعمیل کرنے والے ثابت ہو کر انعامات الہی کے مستحق قرار پاتے لیکن حرمان نصیبی نے دامن پرواز کو گھسیٹ کر انحطاط کی تہہ میں پیوند کر دیا اور اصول فطرت کے معاشی و تمدنی جذبات نے زندگی کے شیرازہ کا کایا پلٹ کیا

اور دنیا والے ان نشیب و فراز کو توڑنے کے بجائے ان کے ظاہر ہونے والے مضر اثرات کو نہایت حسرت و افسوس کی نظر سے دیکھتے کے دیکھتے رہ گئے اور جب اس طرح دنیائے انسانیت کے نمو ولو و تجربہ کی دشوار گزار گھاٹیاں طے کرنے لگے تو انھوں نے علمیت کی تحصیل کو ایک کامیابی کا گراں قدر خزانہ تصور کرنا شروع کیا یہاں تک کہ ان کے جذبات تحصیل علم نے ایسی دن دونی رات چوگنی ترقیاں دکھائیں کہ ان کے محتاط اور آرام طلب دماغ وادی علم سے گزر کر میدان عمل میں خراماں خراماں اٹھکیلیاں کرتے دکھائی دینے لگے چنانچہ ذہنیت تمدن و معاشرت سیاست و تدبر کی فراوانیوں کے خیال نے اپنا سحر کرلیا اور رفتہ رفتہ شجر انسانیت کے یہ نونہال اپنے عہد طفلی کو طے کرکے عنفوان شباب کی منزل میں قدم جماکر دنیا میں زندگی بسر کرنے کے قابل کہلانے لگے انھوں نے سطح ارض پر منتشر ہوکر اپنے افکار کی پختگی دکھائی اور خلق کائنات کی فلاح و بہبودی کے طریقوں کو پردہ عالم پر ہر ممکن کوشش کے ذریعہ رائج کرلیا دور حالیہ میں یہ امر اظہار کی احتیاج نہیں رکھتا کہ دنیا کے اہل علم آج جن بلند پروازیوں کے ساتھ تمدن کے اعلےٰ زینہ پر پہونچنا چاہتے ہیں اسی طرح ملک کی بلکہ دنیا کی پوری آبادی کی اکثریت اس کے سراسر خلاف نظر آتی ہے باوجود اس کے کہ وہ اپنے آپ کو اہل علم و تدبیر کے طبقہ میں شامل سمجھنا چاہتی ہے یہ ایک ایسی ذہنیت ہے کہ جس کی تعریف و توصیف کے لئے نہ زبان قلم ہی کھل سکتی ہے نہ اس کے نئے زمانی افکار کچھ نتیجہ پیدا کرسکتے ہیں لہذا انہی سارے اسباب کے مدنظر حکومتوں نے خود ایک ایسا ادارہ قائم کرلیا کہ جس کی وجہ ان کی قلمرو و مماثک غیر کے درمیانی تعلقات دوستی و ہمدردی کی بناء پر اپنے اپنے ہمسایہ سے بڑھنے والے خوف و ہراس کی اصل کو قطع کرکے اپنے پرائے قلمرو کے امن عامہ کے مستحکم اسباب کو نہایت آسانیوں کے ساتھ پیدا کرکے پورا کر دکھائے اس ادارہ کو دنیا اور دنیا والے آج اپنی زبان حال سے سیاسیات کے نام کے ساتھ موسوم کرتے ہیں اس شعبہ کے فرائض ضروریات مذکورۂ صدر کی بجاآوری کے علاوہ اور بھی ہیں جن کی تفصیل بخوف طوالت و تضیع اوقات ناظرین واراکین کرنے ہذا میں درج اور پیش نہیں کی جاسکتی بہرحال ہماری مملکت آصفیہ دکن میں یہ ادارہ محکمہ سیاسیات کے نام سے ایک مدت مدید ہوئی کہ ضروریات مذکورۂ بالا کی تکمیل بوجوہ احسن کررہا ہے گو کہ دور موجودہ سے چند سے قبل اس محکمہ سے سیاسیات خارجہ و داخلہ دونوں کا خاص تعلق تھا مگر بوجوہات چند در چند حال میں امور خارجہ پر غور و خوض کرنے کے لئے ایک اور مجلس امور دستوری کے نام سے بنائی گئی ہے اسی بناء پر محکمہ موصوف کے فرائض صرف چند کارخانجات و شکارگاہ تک محدود رہ گئے ہیں! اس محکمہ کے معتمد نواب حسن نواز جنگ بہادر ہیں آپ کی ذات جامع کمالات مملکت دکن اور بیرون میں بھی کسی خاص تعارف کی محتاج نہیں۔ آپ نے معتمدی سیاسیات سے قبل کی مختلف خدمتیں نہایت مستعدی و جانفشانی سے انجام دی ہیں جن سے بیشتر اوقات عام طور پر ملکی اور وطنی جذبات ہمدردی کا عملی مظاہرہ ہوا چنانچہ جب سے کہ معتمدی سیاسیات کا یہ اہم ترین عہدہ آپ کے دست پر فیض کی گرفت میں آیا ہے آپ کی خدمتیں اس میں نمایاں حیثیت کے ساتھ شاندار کامیابی کو پہونچیں آپ نہایت خوش خلق ذی مروت حلیم الطبع اور بدرجہ کمال بردبار انسان ہیں و نیز ماسوا اس کے آپ کی ذات جامع کمالات جن جن خوبیوں کی حامل ہے اس کی تشریح بنظر طوالت اس مختصر سی تصنیف میں نہیں کی جاسکتی اور نہ اس کے لئے الفاظ ہی مل سکتے ہیں۔

نظامت بلدیہ (میونسپالٹی) (دارالشفاء حیدرآباد دکن)

تجسس پسند کس کو کہا جائے جب کہ ہر انسان اپنے آپ کو اس کا اہل سمجھا جاتا ہے زمانہ قدیم و جدید میں اہل فکر پر ہرگز یہ مخفی نہ رہا کہ ہر انسان کے لئے خواہ وہ بڑے سے بڑا عقلمند یا شاہ درجہ کا مدبر و مفکر رہتے درجہ کا بیوقوف ہو کر دنیا کو اجاہل نگران سب کے لئے تمام ضروریات زندگی کی ایجابی لازمہ حیات سے ہے اور قدرت الٰہی اسکے زمین پر موجود ہونے کی وجہ یہ اپنی تمام ضرورتوں کو آئے دن نہایت فراغ بالی سے پورا کرتے رہتے ہیں لیکن اگر ان میں سے کسی ایک شئے کی تعریف کے متعلق کچھ دریافت کیا جائے تو جواب میں سوا صفر کے اور کوئی جواب سنا نہیں جاتا ہم بارہا غور کرتے ہیں کہ آخر یہ ہے کیا بلا تھا لیکن خیالی گھوڑ دوڑ نہایت تیزی کے ساتھ وادی تحقیق و تدقیق میں ان گنت چکر لگانے کے بعد بھی کوئی نیا نتیجہ اخذ نہیں کرتی اور نہایت سستی کے ساتھ بحالت افسردگی واپس ہو کر یہی پرانا نظریہ دہراتی ہے کہ یہ سبب ان کی کم علمی بدذوقی اور بے توجہی کا ہے اور کچھ نہیں اس لئے اس مقام پر سررشتہ مذکور کے ذکر کے سلسلہ میں اس کو واضح کرنے کی ضرورت پیش آئی کہ انسانی زندگی کی تمام ضرورتوں میں سے ایک شعبہ انتظام صفائی بھی ہے جو بشری آبادی میں پیدا ہونے والی اون کثافتوں کو جو ان کے ہلاک کرنے کا باعث ہوتی ہیں دور کر کے انکی صحت کے برقرار رکھنے کا ایک بڑا سبب قرار پایا ہے سلطنت دکن کے اس محکمہ کا نام آج سے چار سال پہلے تک محکمہ صفائی تھا اور اب ایک قلیل مدت ہوئی کہ مثل ممالک دیگر کے بلدیہ کہلاتا ہے چنانچہ یہ تبدیل نام اپنے اندر بیشتر تنظیمی خوبیوں کو پوشیدہ رکھ کر اپنی نمایاں وسعت اور اصلاحوں کا جو اس عہد میمنت مہد میں اسے نصیب ہوئی ہیں ٹھیک پتہ دیرہا ہے اس کے فرائض یہ ہیں کہ سڑکوں پر روزانہ پانی چھڑکوائے اون مارکٹوں کی تعمیر و ترمیم عند الضرورت کروائے جن میں ترکاری وغیرہ و دیگر اشیاء خوردنی فروخت ہوا کرتی ہیں اندرون و بیرون شہر ہر گلی کوچہ اور محلہ میں روشنی کا اہتمام کرنا بھی اسی سے تعلق رکھتا ہے و نیز ممالک محروسہ سرکار عالی میں لوکل مدارس اور لوکل دواخانوں کا قیام بھی اسی محکمہ کے تفویض رہتا ہے سلطنت دکن میں مکانات کے ٹیکس کی ابتدا سنہ ۱۳۰۲ف م سنہ ۱۸۹۵ء میں ہوئی جس کی پہلی شرح ۳ فی صد تھی بعد ازاں سنہ ۱۹۲۳ء میں ۲۸ سال کے بعد اس کی نظر ثانی ہوئی اور ملحوظ حالات موجودہ ۲ فی صد کا اضافہ کر کے ٹیکس الکنہ ۵ فی صد کر دیا گیا پھر اس کے گیارہ سال کے بعد سنہ ۱۹۳۳ء میں ½۷ فی صد ٹیکس کرایہ کی گاڑیوں پر بھی عاید کر دیا گیا اور اسیطرح رفتہ رفتہ موٹروں پر بھی حسب قرارداد مجلس بلدیہ ٹیکس مقرر کی گئی چنانچہ اسکی ابتدا کا زمانہ سنہ ۱۹۲۶ء ہے اس محکمہ کی مجموعہ آمدنی خود اسکے اخراجات کیلئے کسی طرح کافی نہیں چنانچہ سرکار عالی اس کمی کو پورا کرنے کے لئے ۴ لاکھ روپیہ کی سالانہ امداد خزانہ شاہی سے دیا کرتی ہے سنہ ۱۹۳۳ء سے قبل اس کی سرکاری امداد ماہانہ ۵ لاکھ اور شہریار سابع کی تخت نشینی کے وقت اس کی ماہانہ سرکاری امداد ½۳ لاکھ پائی جاتی تھی سنہ ۱۹۱۱ء میں سررشتہ صفائی یا بلدیہ کی آمدنی ۵۵ ہزار ۵ سو ۵۵ روپیہ تھی اور اس کے چوبیس برس بعد سنہ ۱۹۳۴ء میں ترقی پا کر ۹۷ ہزار ۷ سو ۴ روپیہ ہوئی اور اس کا ماہانہ خرچ مختلف مدات میں مشاہرہ ملازمین کے علاوہ ۴۲۴و۹۹و۱۰ ہوا کرتی ہے چنانچہ اعداد خرچ میں حکومتی امداد بھی شامل ہے۔ اس محکمہ کے ناظم نواب مہدی نواز جنگ بہادر ہیں جو اس سے چندے قبل معتمدی باب حکومت

کے عظیم ترین عہدہ پر فائز تھے اور جنھوں نے اپنے حسن انتظام و سیاست تدبیری سے مملکت کے کاروبار کو نہایت ذمہ داریوں کے ساتھ انجام دیا اکثر و بیشتر ظاہر ہونے والی روایات کے مدنظر یوں کہنا چاہیئے کہ اس کی ساخت و پرداخت کا سارا انتظام ایک مدت مدید تک آپ ہی کی ذات گرامی کا رہین منت رہا سر مہاراجہ یمین السلطنۃ بہادر کو آپ پر کافی و وثوق و اعتماد تھا سررشتہ صفائی یا بلدیہ کی یہ کمال خوش نصیبی ہے کہ نواب مہدی نواز جنگ بہادر نے اس کی نظامت کو اپنے قدم سے زینت بخشی چنانچہ یقینی طور پر ظاہر ہونے والی یہ بات ہے کہ امور سررشتہ مذکورہ اور اس کے فرائض متعلقہ بحُسن خوش اسلوبیوں سے آئے دن سرعت برق کی طرح تیز رفتاری کے ساتھ انجام پاتے رہیں گے جن کی اس سے قبل کبھی امید نہ تھی کیونکہ یہ محکمہ آج ان قوی ہاتھوں کی گرفت میں ہے جنھوں نے مدتوں مملکت کے سیاہ و سپید کی دارائی کی ہے۔

فہرست اسماء ارکان صاحبان مجلس بلدیہ

(۱)	نواب مہدی یار جنگ بہادر	میر مجلس نامزدہ سرکار
(۲)	رائے من موہن لال صاحب	رکن " "
(۳)	راجہ دھونڈے راج بہادر	" " "
(۴)	لچھمی نارائن صاحب گپتا	" " "
(۵)	دیوان بہادر آر و امو آئنگار صاحب	" " "
(۶)	سیٹھ رگھو ناتھ مل صاحب	" " "
(۷)	نواب رحمت یار جنگ بہادر	" " "
(۸)	مولوی غلام محمود صاحب قریشی	" " "
(۹)	مولوی سید یوسف علی صاحب	" " "
(۱۰)	مولوی حکیم سید علی صاحب	" " "
(۱۱)	مولوی عبد الواحد صاحب ادیبی	" " "
(۱۲)	ڈاکٹر سی۔ الیف چینائی صاحب	" منجانب پارسیاں " "
(۱۳)	سی کرنیلیس صاحب	" " عیسائیاں " "
(۱۴)	وینکٹ راؤ صاحب	" منجانب پست اقوام "
(۱۵)	راجہ بہادر وینکٹ راما ریڈی صاحب	رکن منجانب علاقہ صرف خاص مبارک
(۱۶)	مولوی میر سجاد علی صاحب	رکن منجانب پائیگاہ نواب معین الدولہ بہادر
(۱۷)	مولوی محمد عبد العزیز صاحب	" " " نواب سلطان الملک بہادر
(۱۸)	دارا شاہ پورجی صاحب	" " " نواب لطف الدولہ بہادر
(۱۹)	مولوی سید [illegible] صاحب	" " اسٹیٹ نواب سالار جنگ بہادر

(۲۰)	پنڈت گنڈے راؤ صاحب	رکن منجانب اسٹیٹ مہاراجہ پیشکار بہادر
(۲۱)	نواب دوست محمد خاں صاحب	" منجانب جاگیرداران منتخبہ
(۲۲)	نواب محمد فیاض الدین خان صاحب	" " "
(۲۳)	مولوی میر اکبر علی خان صاحب	" " طیلسانین " و نائب میر مجلس بلدیہ
(۲۴)	سیٹھ مکند داس صاحب	" " ساہوکار و تجاران "
(۲۵)	مولوی سید محمد علی صاحب موسوی	" منتخبہ اول اندرون
(۲۶)	نواب میر احمد علی خان صاحب	" " دوم "
(۲۷)	مولوی سید محمد احسن صاحب	" " سوم "
(۲۸)	مولوی محمد شاہ عالم خاں صاحب	" " چہارم "
(۲۹)	مولوی غلام محمد خان صاحب	" " اول بیرون
(۳۰)	پنڈت گنڈے راؤ صاحب ہرہ الکر	" " دوم "
(۳۱)	پریم جی لال جی صاحب	" " سوم "
(۳۲)	مولوی غلام مصطفےٰ صاحب	" " حلقہ الف
(۳۳)	پنڈت سری دھر نائک صاحب	" " " ب
(۳۴)	حکیم نارائن داس صاحب	" " " ج
(۳۵)	پنڈت کرشنا سوامی صاحب مدیراج	" " " د
(۳۶)	مولوی محمد رفیع الدین صاحب	" " " ھ
(۳۷)	مولوی محمد امر اللہ صاحب صدیقی	" " " واؤ
(۳۸)	راجہ ترمبک راج بہادر	معتمد بلدیہ

معتمدی فینانس

(سیف آباد حیدرآباد دکن)

تقریباً ہر ملک میں سررشتہ مالیہ یا فینانس کا قیام ضروری ہوتا ہے اس لئے کہ سررشتہ ہذا کے متعلق اوراق سلطنت کے منسلک تمام شعبات اقتصادی کے سلجھاوے ہوا کرتے ہیں مملکت کے سیاہ و سپید کا نظام اسی سیاست خانہ کی رہین منت ہے اہل ملک عمائدین سلطنت حکمانان ریاست روساء شہر غرض کہ مادر وطن کی تمام چھوٹی بڑی اولاد کا حیات مجازی کی جہت سے اکیلا حامل یہی ایک ہے ملک کے اقتصادی حالات پر ہر وقت تحقیقی اور ہوشیار نظر رکھنا ان کی اصلاحات کی کوشش کرکے اس میں نمایاں کامیابیوں کی راہ نکالنا سررشتہ ہذا کے آئین میں حقیقت یہ کہ ریاست کے کارخانہ اس کی معاشی اصلاح اس کی نام نمو و فلاح و بہبودی کی تمامی تکمیل اس کی مالی ترقیوں پر منحصر ہے جیسا کہ خدائی کارخانے کا یعنی اس کائنات کا نظام بھی اسی طرح مقرر ہے اس سررشتہ کی ہر نئے وقت میں بدلتی رہنے والی کروٹ ایک

آن واحد میں احوال عالم کو متغیر کرسکتی ہے واقعات کے تجربے اور ظاہر ہوتی رہنے والی حالتوں کے لحاظ سے مالیہ کی رپورٹ کے مطالعہ سے یہ ظاہر ہوتا ہے کہ اس کے وجود کارگزاری کا سب سے اہم فریضہ "سبیل بندی مالیہ" سبیل بندی مالیہ کے متعلق الفاظ کا سادہ صاف مفہوم تمام شعبات ملک کے اخراجات کا سالانہ ایک مستحکم ٹوٹل قائم کرنا ہے چنانچہ انہی تفصیلات جمع و خرچ کے ایک جا کر دینے کو مختصر لفظوں میں موازنہ کہا کرتے ہیں ہماری ریاست عالیہ دکن میں ابتدا سے جو طریقہ موازنہ نگاری مروج رہا ہے وہ اسکیم سہ سالہ تعہدات پر مبنی ہے اور یہ طریقہ سررشتہ داری سبیل بندی مالیہ کے نام سے موسوم ہے اس طریقہ عمل کے تحت جو مستحکم اصول مضمر ہیں وہ یہ کہ تین سال کے اعداد آمدنی و خرچ کا صحیح اور بالکل اغلب اندازہ حتی الامکان نہایت احتیاط اور معاملہ فہمی کی پوری پرواز کے زور پر قائم کیا جاتا ہے جو پچھلے تین سال کے پورے اخراجات جمع و خرچ سلطنت کے مماثل تقریباً صحیح اندازہ ہوتا ہے ہر وقت اور ہر برس تخمینہ اسی حیثیت کے پورے پورے لحاظ سے قایم کیا جاتا ہے جو سررشتہ جات فلاح مملکت کے مخصوص اور نمایاں حالات پر کافی غور کر لینے کے بعد انہی کے زرین مشورے پر مبنی ہے موازنہ کی منظوری کے قبل غالباً ہر سررشتہ کو اپنے محاسبہ کی کمی و بیشی کے جائز کیفیات کی پوری تفصیل و تشریح فینانشل سکرٹری کے یہاں پیش کرنی ہوتی ہے اور یہ تمام حسابی معاملات سررشتہ ہائے دیگر و محکمہ مالیہ یعنی فینانس کے درمیان محکمہ صدر محاسبی کے ذریعہ طے پاتے ہیں تعہد کے دوران میں جو سالانہ گنجایشیں سررشتہ جات کے لئے مہیا کی جاتی ہیں وہ خرچ نہ ہونے کی وجہ سال ختم پر سوخت نہیں ہوتیں بلکہ جو رقمیں غیر متصرفہ باقی رہ جاتی ہیں وہ انہیں کے آئندہ استفادہ کے لئے بجنسہ موجود رہتی ہیں البتہ جو رقم سہ سالہ تعہد کے آخری دن تک بغیر صرف باقی رہ جاتی ہے اس میں سے نصف حصہ عام محاصل بجٹ میں شامل کر کے نصف بحق سررشتہ جات ان کی غیر معمولی ضرورتوں کی پابجائی کے لئے ان کے حساب میں جمع کر دیا جاتا ہے یہ طریقہ ایک ایسے نظام العمل کا قوی ضامن ہے جو کامل غور و خوض فکر و تدبر کے بعد مرتب کیا گیا جس میں کفایت بطور خاص اور بدرجہ اتم ملحوظ رکھی گئی اس طریقہ عمل سے اور کیفیات کے علاوہ ایسے جلد سے جلد پیش آنے والے اخراجات کی کثرت کی روک تھام ہوتی ہے جن پر سہواً اچھی طرح غور و خوض نہ کیا گیا ہو اس وقت آصفی سلطنت کا رقبہ بیاسی ہزار چھ سو اٹھانوے مربع میل ہے اور بلحاظ مردم شماری سنہ ۱۹۳۱ء ایک کروڑ چوالیس لاکھ چھتیس ہزار ایک سو اڑتالیس (۱۴۴۳۶۱۴۸) نفوس پر مشتمل ہے اعلیٰ حضرت بندگان عالی کے موجودہ دور فرمانروائی میں خود بدولت کے حسن انتظام تدبر و سیاست فیاضی نظر اور صفات حاتمانہ و خصائل قدسی عدالت نوشیروانی کے زیر بار احسان ان ہمہ گیر وجوہ کے باوجود بھی اس خطہ دکن یعنی سلطنت حیدرآباد کو بفضلہ تعالیٰ ان موجودہ حالات اور ان کے اسباب و علل کے لحاظ سے بھی جو اس وقت ہر کہ و مہ کے پیش نظر ہیں ایسی امتیازی شان دوبالا آن بان حاصل رہی ہے جسے اہل ملک صاحبان خرد رعایائے بہی خواہ سلطنت ارباب فکر و دست رسان حل و عقد اچھی طرح سمجھ سکتے ہیں اس مبارک دور میں ریاست عالیہ دکن کا موازنہ باوجود عالمگیر اقتصادی پستی کے بھی نمایاں کامیابی کے متوازن یعنی ہم پلہ رہا ہے اس عہد فرخندہ مہد میں ریاست کی موجودہ آمدنی میں جدید اضافہ کے بغیر جو یکے بعد دیگرے سال بسال ہوتے رہتے ہیں امور فلاح و بہبودی ملک و مملکت میں نمایاں ترقی پائی گئی اس دور ہمایونی میں سلطنت کی آمدنی کے اضافہ کے ساتھ ساتھ۔ خرچ میں بھی روز افزوں اضافہ ہوتا جاتا ہے لہذا اس ترتیب و فرائض کے مد نظر تنظیم کو ترقی کی راہ پر مستقل طور سے قایم کر دینے کے لئے آج تک جان توڑ

کوشش کی جاری ہے کہ کسی جدید قسم کے ٹکس کا بار رعایا کی کمزور گردنوں پر ڈالے بغیر ان کی ہر ممکنہ آرام و آسایش کی خاطر [illegible] زیادہ سے زیادہ فائدے حاصل کرکے نہایت فراخ دلی اور کشادہ پیشانی سے خرچ [illegible] قوم دنیاوی مدارج ارتقا کو طے کرتے ہوئے انتہائی عروج کی وادی پر جنت پاک میں گامزن [illegible] ۱۹۱۸ء تک کوئی اس سررشتہ فینانس کا افسر اعلےٰ اور معین المہام نہ تھا اس کی تشکیل و تنظیم تمام [illegible] مالیہ دکن کے وزیر اعظم کی نظر توجہ کی منت کش تھی لہذا بعد اسی سال دربار حکومت کے تدابیر دور اندیشی [illegible] تدبیر افکار کی وجہ مالیہ کا ایک علحدہ معین المہام مقرر ہوا اور کاروبار مالیہ اسی کے اشارہ [illegible] افکار سررشتہ برق کی طرح تیزی کے ساتھ چلنے لگے یہ رفتار تقریباً پندرہ سال کی مدت تک جاری رہی اور سنہ ۱۹۱۹ء میں باب حکومت کے قیام کے بعد معین المہامی کا لفظ صدر المہامی کے نام و عہدہ سے بدلا ہوا نظر آنے لگا غرض کہ مالیہ کی تشکیل و تنظیم تا حال زیادہ تر رائٹ آنریبل نواب سر حیدر نواز جنگ بہادر سابق صدر المہام فینانس کی ممنون منت رہی حقیقت یہ کہ اس تمام جفاکشی و فاشعاری درد ملکی ماسوا ان تمام خوبیوں کے نظر کرتے جو ایک اچھے مدبر کی ذات میں جمع ہونی چاہئیں بفضل ایزد باری رائٹ آنریبل نواب سر حیدر نواز جنگ بالقابہ ان تمام کے حامل ہیں اعلحضرت قدر قدرت شہریار دکن و برار بندگان عالی نے آپ کو از راہ قدر دانی و عظمت شاہی صدارت عظمیٰ کی ممتاز کرسی پر ۲۹ ذی الحجہ ۱۳۵۵ھ کو متمکن فرمایا۔ خدمت گزار نیا ہوا اور قدر شناس شہریار ملا۔

سررشتہ زراعت

ہم ایسے خاکی اور آن واحد کے تغیر جسمانی کی وجہ اس دنیائے فانی سے ہوا ہو جانے والے بندے کہاں یہ طاقت رکھتے ہیں کہ اپنے پیدا کرنے پالنے پوسنے اور ہماری صحت کے برقرار رکھنے والے کی حمد و ثنا کریں اگر جوش سے کبھی اس کا ارادہ بھی ہوتا ہے تو مشکل سے مشکل تر بات یہ کہ اوس کی ادائی کے لئے الفاظ نہیں ملتے ہماری موجودہ زبان ایسی تنگ ہے کہ کچھ کہنے کو نہیں یہ صرف اوس کی رحمت ہے کہ ہمیں پیدا بھی کیا ہماری ابتدائی غذا بھی ہمارے وجود سے پہلے شیر مادر کی صورت میں نازل فرمائی اور اس کے بعد جس حد تک ہمارا نمو بڑھتا چلا اس حد تک ہماری تمدنی آسایشوں کو مہیا کرتا گیا ماں باپ کو ایسا شفیق بنایا کہ وہ ہماری آسایش آرام راحت و آسودگی کا اس عالم مادی جسمانی میں سبب بنے ان کا ہم سے یہ رشتہ مجازی یعنی باپ ماں کہلانا ہماری عمر کے ابتدائی مراحل کو طے کر دینے کے لئے تھا جس کی پابجائی کی صلاحیت ہم بوجہ اپنی کم عمری کے نہ رکھتے تھے ہمارے چین و سکون کی خاطر الغرض ذات پر کیا کیا نہ زحمتیں گوارا کیں یہ سب اسی پیدا کرنے والے کی دی ہوئی توفیق تھی جو تا ابد باقی رہے گی اگر ہم اپنے پیدا کرنے والے خدائی نعمتوں کی گنتی کرنا چاہیں تو ان کا مدت العمر کسی طرح بھی شمار نہیں کر سکتے نہ تو وقت ہی اتنی فرصت کا ہے اور نہ مایہ اوسی کا یہ فضل ہے کہ ہمارے رہنے کے لئے فرش زمین کو بچھایا ہمارے کھانے پینے کی خاطر مختلف قسم کی غذائیں فراہم کیں ہماری قوتوں کے اسباب میوہ ہائے درخت سرسبز و شاداب میں مضمر و پنہاں

کئے ہمارے لئے ایسے نفیس ہم جنس خلق فرمائے کہ قبل ہمارے انھیں کسی جن یا بشر نے مس نہ کیا تھا ہماری سیر و تفریح کے لئے مختلف قسم کے دلفریب اور خوشنما قدرتی مناظر اس صفحہ ارض پر قائم فرمائے ہماری دور و دراز یا قریب سے قریب کی آمد و رفت کے لئے بھی بہتر سے بہتر سواریاں عطا کیں اور ماسوا ان سب کے ہمارے کمزور بازوؤں میں ہمارے بے طاقت پیروں میں ہمارے چھوٹے چھوٹے سے دماغوں میں ہماری ننھی ننھی سی آنکھ کی پتلیوں میں وہ گراں مایہ قوتیں بے مثل و بے نظیر طاقتیں عطا کیں کہ جن کی متفقہ مدد سے ماسوا اور امور ضروری و اسباب لابدی کی فراہمی کے کمال صناعی بھی بہتر سے بہتر پیمانے اور اعلیٰ سے اعلیٰ طریقہ پر حسب تقاضائے بشریت کر سکتے ہیں لیکن حقیقت امر تو یہ کہ گو اس دنیا کو پیدا ہو کر لاکھوں ہی برس کروڑوں سال ہو چکے ہوں لیکن اس پر بھی آج تک ہم ان معلومات سے بے خبر ہیں کہ ہم میں قدرت نے کیا کیا چیزیں جو قوت بشری کے لحاظ سے ناممکن الوجود کہلانے کے قابل ہیں جمع کر دیں ہم صرف ان چیزوں کے سوا اور کچھ سمجھنا نہیں چاہتے کہ جن کے پورا نہ کرنے سے ہمیں فوری تکلیف کا شکار ہونا پڑتا ہے ان تمام نعمات خداوندی سے پورا فائدہ حاصل کرنے کی صلاحیت ہم میں نہ تھی تب قدرت نے جامع کیفیات کی بنا پر حالات عالم کو مثل پردہ سینما کے الٹ کر ہمیں تحصیل علم پر مائل ہونے کے لئے آمادہ کیا اور ہمیں اس دشوار گزار مگر خطرناک وادی میں بسم اللہ مجریہا و مرسٰہا کہہ کر اپنے گرتے پڑتے اور لڑکھڑانے والے قدم جمانے پڑے اس مشغلہ کے تحت ہم نے بفضل خدا سے بہت کچھ حاصل کیا اور کیوں نہ حاصل کرتے جب کہ کائنات کا یہ تمام جتھا ہمارے ہی لئے کیا گیا غرض کہ ارتقائی منزلیں خدا خدا کر کے طے ہوتی چلیں اور وہ زمانہ آ گیا کہ زمین کی طنابوں کے کھینچنے والی پیشینگوئی پوری ہوئی کہ ایسے افراد پیدا ہوئے جنھیں اپنے فطرتی قدرتوں پر بحد امکان عبور ہوتا چلا اور انھوں نے مختلف ہوائی سواریاں بھی ایجاد کیں جن کی مدد سے انسان کے برسوں کے سفر گھنٹوں میں اور مہینوں کے سفر منٹوں میں طے ہوتے ہیں ان میں ایک موجودہ حال سواری بھی ہے جسے فارسی محاورہ زبان کے تحت "کالسکہ بخار" انگریزی تلفظ میں "ٹرین" اور اردو میں "ریل" کے نام سے موسوم کرتے ہیں یہ سواری ممالک غیر میں کتنی ہی مدت سے ہو ہمیں اس سے کوئی مطلب نہیں کیونکہ جب اپنی ہی ختم نہ ہونے والی داستان سے فرصت نہیں تو پھر غیر کی الف لیلہ کہاں جس کے لئے مسلسل ہزار راتوں کی ضرورت ہے۔ ریاست فرخندہ بنیاد حیدرآباد دکن میں ریلوے لائن کی تعمیر کا مسئلہ سب سے پہلے ۱۸۶۰ء میں اٹھایا گیا اور اہل دکن کو ہوائی رفتار کی طرح اس پر دوڑتے پھرنے کا شوق ہوا تو سکندرآباد و واڑی کے درمیان (۱۱۷) میل ممبئی لائن ۹ اکتوبر ۱۸۷۴ء کو جاری کر دی گئی اور اس کا پورا انتظام چار سال تک جی۔ آئی۔ پی۔ ریلوے کے تحت رہا اس کے بعد چھ سال تک ایک اور اسٹیٹ ریلوے ایجنسی کے تحت ازاں بعد جنوری ۱۸۸۵ء سے نظام گیارنٹیڈ ریلوے نے اس خدمت کو ادا کیا اس دوران میں سررشتہ ریلوے کی ترقی کے لئے نہایت نمایاں کوششیں کی جاتی رہیں جو نہایت کامیابی کے ساتھ پوری بھی ہوئیں یہاں تک کہ اعلیحضرت آصف سابع حضور پرنور نواب میر عثمان علی خان بہادر خلد اللہ ملکہ و سلطنتہ کی تخت نشینی کے بعد پورنا ہنگولی لائن کا اہم اسکیم بھی میدان عمل میں آ کر پورا ہو گیا جس کا بڑا مقصد ہندوستان کی چھوٹی پٹری کی تمام ریلوں میں اتصال قائم کرنا تھا یہ لائن ۱۵ مئی ۱۹۱۲ء میں تکمیل پا کر پبلک کی آمد و رفت کے لئے چالو ہو گئی اسی زمانہ میں سکندرآباد تا کرنول کرنول تا ڈورناچلم اور قاضی پیٹھ و بلہارشاہ کی لائنیں بھی قائم کی گئیں بلہارشاہ لائن نے شمالی و جنوبی ہندوستان کے مابین بڑی پٹری کی ریل سے زیادہ

قریب ترین راستہ مہیا کر دیا اس کا افتتاح خود بنفس نفیس ہمارے رب مجازی شہریار دکن و برار خلد اللہ ملکہ و سلطنتہ نے ۱۴ دسمبر ۱۹۲۳ء کو فرمایا ہماری ریلوے کی حالیہ تاریخ میں ایک خاص امتیازی امر ریل اور سڑک کے مابین حمل و نقل کے باہمی تعاون عمل کا ہے چونکہ آج ہندوستان بھر میں یہ ایک نئی نرالی چیز ہے اس لئے کسی طرح ہمیں یہ کہنے میں تامل نہیں کہ اس بارے میں سرکار عالی کی ریلوے نے ہندوستان کی دوسری ریلوں کی رہنمائی کی ہے اس کے اس نیک اقدام سے بڑی حد تک ریلوے اور روڈ سرویس کی رقابت کا خوف ہمیشہ کے لئے جاتا رہا چنانچہ جون ۱۹۳۲ء میں آزمائشی طور پر سرویس بس کی بعض مخصوص راستوں پر ابتدا کی گئی اس پالیسی کے مالی نتائج اتنے حوصلہ افزا ثابت ہوئے کہ روڈ سرویس میں مزید اور مسلسل توسیع کی حکمت عملی قبول کر لی گئی چنانچہ آج ممالک محروسہ سرکار عالی کی قریب قریب تمام شاہراہوں پر مسافروں کے لئے بس سرویس جاری کر دی گئی ہے اور بعض منتخب شاہراہوں پر بار برداری کا بھی نہایت ہی معقول انتظام ہے اور اس وقت تک قریب قریب (۴۰۰۰) میل لمبی سڑکوں پر اندازاً (۳۵۰) گاڑیوں کے ذریعہ سے بس جاری ہے و نیز حیدرآباد اور ورنگل میں سوداگروں کے گودام سے ریل تک لانے اور پھر اسٹیشن سے سوداگروں کے مال گودام تک پہونچا دینے کے لئے ریلوے بس کا آغاز بھی عنقریب ہونے والا ہے ماسوا اس کے ہوائی جہاز کے ذریعہ مسافروں کی آمد و رفت کی تجویز بھی سررشتہ ہذا کے زیر غور ہے اس کی منظوری پر ریاست عالیہ دکن میں ہر قسم کے حمل و نقل کا کام اتحاد عمل کے میدان میں خم ٹھونک کر آجائے گا۔ ان تمام مذکورۂ بالا انتظامی کاروبار کی نمایاں کامیابی کا سہرا رائٹ آنریبل نواب سر حیدر نواز جنگ بہادر صدر اعظم باب حکومت سرکار عالی کے سر ہے کہ آپ نے اپنے بڑھتے ہوئے جوش و خروش کے ساتھ سررشتہ ہذا کی وسعت کی کوششوں سے ملک و مالک کی خدمت گزاری میں کوئی کسر اٹھا نہیں رکھی آپ نہایت خردمند اور مدبر انسان ہونے کے علاوہ نہایت خوش خلق ملنسار غریب پرور اور فرض شناس ہیں۔

نظامت انجمن ہائے اتحاد باہمی

(مصطفیٰ بازار حیدرآباد دکن)

انسان کو دنیا میں اچھی طرح فرحت اور خوشی کے ساتھ زندگی بسر کرنے کے لئے سب سے پہلے آپس میں اتحاد عمل کی سخت ضرورت ہے کہ وہ اپنے ہم جنسوں کے مابین زندگی کے گزرنے والے ہر شعبہ کے ساتھ اتحاد عمل کو نہایت ہوشیاری کی حفاظت کے ساتھ قایم رکھے گو کہ زمانۂ خلقت کے اکثر و بیشتر افراد اس سے واقفیت نہ رکھتے ہوں لیکن جب سے کہ کائنات کے خلق کرنے والے نے اشرف المخلوقات انسان کو خلعت وجود بخشا اسے یہی سبق دے رکھا ہے جو زمین پر یکے بعد دیگر نازل ہوتے رہنے والے معلمین آسمانی کے ذریعہ وقتاً فوقتاً حسب ضرورت پہونچایا گیا خدائی ہدایت کے پہونچانے والے ہستیوں نے گو کہ وہ ہندو کے ہوں یا مسلم کے پارسی کے ہوں یا عیسائی کے بالاتفاق بندگان ساکن ارض کو یہی درس دے رکھا ہے کہ تمہارا خدا بالکل واحد اور ایک ہے اور تم سب اسی کے پیدا کئے ہوئے ہو لہذا چونکہ تمہارا عقیدہ وحدانیت ایک ہے اگرچہ تم گو ہمیشہ مشرق میں رہو یا مغرب میں شمال میں رہو کہ جنوب میں اس لئے تم اپنے اس عقیدہ او خیالی اتحاد کے ساتھ ساتھ عملی مظاہرہ کی صورت میں بھی

بھی آپس کے طریقہ اتحاد عمل کو جاری کردو کہ اس اتحاد کی قوت سے آثار و اسباب ارضی تمہارے ہاتھ آجائیں گے جن کا طرز بالا کی رو سے حاصل کرنا تمہاری دنیوی زندگی کے تمدن معیشت عیش و راحت کے دن دونے ارتقا کا ضامن ہوگا دنیا کے گزرے والے حالات کی معتبر تاریخیں زبان حال سے یہ کہہ رہی ہیں کہ جس دور میں کائنات کی بسنے والی خلقت نے اس اتحاد باہمی کے حربہ کو اپنا مایہ زندگی بنایا ان کی عمر کا بیش قرار حصہ ان کی سیاست مدن اور معاشرت کے لحاظ سے ہر نئے گھنٹہ میں منازل ترقی کی طرف پرواز کرتے ہوئے نہایت کامیاب ثابت ہوا اور جس دور میں خلقت نے اتحاد کی پالیسیوں کو ناکارہ جان کر ان کے ثمرات پر توجہ کی نظر نہ ڈالی اور انھیں ناقابل عمل سمجھ کر نہایت لاپرواہی کے ساتھ حوالہ طاق نسیان کردیا تو پھر تخیلات میں تغیر اور اختلاف پیدا ہوتا گیا اور تمدن انسانی کے ہر شعبہ میں انتہائی خودغرضی کی جھلک اقوال و افعال بشری کے ذریعہ آشکار ہونے لگی اور سیاسیات کا شیرازہ رفتہ رفتہ بکھرنا شروع ہوا جو ایک عرصہ آگے چل کر اقوام عالم کے زوال کا ایک عمیق غار ثابت ہوئے اس لئے دنیا میں زندگی بسر کرنے کی خاطر پیدا ہونے والے ہر فرد بشر کو چاہیئے کہ وہ اگر اپنی بہبودی اور فلاح چاہتا ہے تو شکل اول اللہ کو اختیار کرے اور زندگی کے ہر نئے لمحہ میں اسے سہو نہ کرنے دانے خیال کے ساتھ محفوظ رکھے اور خود اس پر عمل پیرا ہونے کے باوصف بھی جہاں تک ممکن ہوسکے دوروں کو اس کا پابند بنانے کی ہمہ گیر اور ان تھک کوشش مدت العمر کرتا رہے کہ یہی انسانی زندگی کی فلاح کا اہم سے زیادہ اہم سب سے بڑا اور حیات بشری کا بالکل پہلا راز ہے اس لئے کہ اسی میں قوموں کے عروج و زوال کا راز مضمر ہے انہی تمام لازمی ضروریات کے مدنظر ہماری فیاض گورنمنٹ نے ایک نہایت شاندار اور زبردست ادارہ قائم کیا ہے جس میں مقاصد مذکورہ صدر کی تکمیل نہایت وسیع پیمانہ پر ہوا کرتی ہے آج کل کی عام اصطلاح میں یہ ادارہ محکمہ انجمن ہائے امداد باہمی کے نام سے مملکت دکن کے ہر حصہ اور گوشہ میں شہرت تامہ رکھتا ہے ۱۳۴۴ف کی رپورٹ کی بنا پر تمدن انسانی کی تمام ترقیوں کا حامل یہ محکمہ علاوہ ایک افسر اعلیٰ یعنی ناظم کے ۶ گزیٹیڈ مددگاروں اور اسی قدر نایب مددگاروں پر مشتمل ہے ان کے ماسوا ممالک محروسہ میں پھیلے ہوئے ۲۱ انسپکٹر ۱۳ زائد انسپکٹر ۳۵ آڈیٹر یعنی محاسب ۴ زائد آڈیٹر ہیں اور ۱۱ سب انسپکٹر ان تمام کارکنوں کے مشاہروں اور مصارف دیگر پر ۳ لاکھ ۹۵ ہزار ایک سو ۴۲ روپیہ سالانہ خرچ ہوا کرتا ہے و نیز اس قدر عملہ جو ملک دکن کے ہر حصہ میں کارگزار ہے اپنے شعبہ اتحاد و امداد باہمی کی ترقی کے لحاظ سے بلندی کے دن دونے منازل طے کررہا ہے اس کی روزافزوں بلند پروازی کا ہوبہو عکس اور نقشہ کھینچنا اگرچہ ناممکن نہیں لیکن خوف طوالت ضرور دلاتا ہے اس لئے بنظر اطلاع خاص و عام ہم اس کی تھوڑی سی تفصیل اس موقع پر ملاحظہ ناظرین میں پیش کریں گے جس کا صرف یہی مقصد نہیں کہ اہل ملک کو ان اتحادی ترقیوں سے آگاہ کیا جائے بلکہ اس سے ہر کس و ناکس کے دل میں اتحاد خیال و عمل کو پیدا کرنا بھی ہے جو تمدن انسانی کی روز افزوں ترقیوں کا سب سے پہلا ضامن ہے سرکار عالی کی ریاست کا کوئی ایسا محکمہ نہیں جس میں امداد باہمی کا ایک شعبہ قائم نہ ہو سال ۱۳۴۴ف سے اس کا ایک بڑا اور مرکزی بنک ۳۸۴ ارکان کے زیر اہتمام و انتظام ۱۳۹ لاکھ ۸۰ ہزار ۹ سو ۷۰ روپیہ کے گراں قدر سرمایہ سے اپنے مقررہ فرائض کی پابجائی کررہا ہے اور اس کے ماسوا ۹۱۳ صدر بنک ۹۴۸۲ ارکان کے تحت انتظام ۶۴ لاکھ ۸۹ ہزار ۳۲۷ کی گرانمایہ رقم کے سرمایہ سے روز افزوں ترقی کی راہیں نکالتے اور ملک و مالک کی بہی خواہی میں اپنی عمر دو روزہ کے عزیز اوقات گزار رہے ہیں ۲۳۳۵

انجمن ہائے ترقی زراعت جو ۲۸۲ و ۲۶۴ ارکان پر مبنی ہے ۲ لاکھ ۸ ہزار ۵۹ سو ۴ کے سرمایہ سے زارعین پیشہ زراعتی کی جلد سے جلد ادائی کے لئے ان کی برمحل و موقع کارروائی دوامی مدد کرتی رہتی ہے ۳۴۴ انجمن ہائے غیر زرعی سکہ ہائے جس میں اور قسم کی ملکی ترقیوں کے کاروبار انجام دیا کرتی ہے ۹۳ و ۲۵ ۱۰ ارکان منحصر ہیں اور یہ انجمنیں ۴۷ لاکھ ۱۵ ہزار ۸ سو ۰۸ روپیہ کے سرمایہ سے ملکی و ملی مفاد کی آئے دن بہتر سے بہتر تدبیریں نہایت بڑھتے ہوئے ولولے کے ساتھ کرتی رہتی ہیں علاوہ ازیں علاقہ ربیعی زرتی پرنسی ہیں ۹۱ غیر زرعی انجمنیں اور بھی انجام پذیر ہیں جن میں دس ہزار ستر ارکان اپنی خدمات معوضہ کو شہریار سابق کے دامن پرورش کے زیر سایہ تین لاکھ ۹۹ ہزار ۲۰۲ سو اکیاسی کے گراں قدر سرمایہ سے انجام دے رہے ہیں گو حالات دنیا بعض بعض شعبہ جات ترقی کے نمایاں آئے دن انحطاط پذیر اور دوسرے لفظوں میں کساد بازاری کے عمیق سمندر میں غوطہ زن ہیں لیکن یہ اپنی دھن کا پکا محکمہ اور اس کے تمام مستعد و جفاکش ارکان اس عالم گیر اقتصادی دباؤ کے نہایت تیز رفتاری کے ساتھ اثر کے باوجود بھی بام رفعت پر پہونچ جانے کی ان تھک اور روز افزوں پانے والی کوشش کر رہے ہیں ان تمام خوبیوں کے علاوہ مسرت کے بڑھتے ہوئے جوش کے ساتھ صفحۂ قرطاس پر درج کرنے کے قابل نہایت ہی مبارک امر یہ ہے کہ ابھی چند دنوں قبل صدر انجمن ہائے اتحاد امداد باہمی ممالک محروسہ سرکار عالی کے عہدہ کو بندگان اقدس و اعلیٰ کے فرمان واجب الاذعان کی تعمیل میں صاحبزادہ روشن خیال نواب بسالت جاہ بہادر کے قدوم میمنت لزوم سے زینت بخشی گئی بہر حال کارہائے مذکور کی حالیہ کیفیت یہ کہ سال ۱۳۴۵ف کے موازنہ میں مظہرہ صدر تمام کاروبار کی انجام دہی کے لئے ۴ لاکھ ۳۰ ہزار چار سو کی رقم شریک کی گئی ہے

نظامت معدنیات

اہل عقل ارباب فہم و فکر صاحبان تدبیر و تدبر دور اندیشی کی وسیع و بسیط وادی میں جمے ہوئے قدم رکھنے والے انسانیت کے پیکر یہ اچھی طرح جانتے ہیں کہ انسان بھی چونکہ جسمانی حیثیت سے مجموعۂ قدرت کا ایک مکمل نمونہ ہے اس لئے اسے بھی اوس کی تمام و کمال خوبیوں اس کے تمام انتقال اور اثر کی وجہ ایک معدن قدرت کہا جانا کسی صورت بیجا نہ ہوگا اس لئے کہ یہ جواہر سے بھی زیادہ قیمت رکھتا ہے اور اس لئے رکھتا ہے کہ اگر کبھی زر و جواہر کھو بھی جائیں تو امکانات دنیوی کے مد نظر یہ ہو سکتا ہے کہ وہ پھر سے میسر آجائیں جس کی عینی شہادت واقعات کے نشیب و فراز سے بخوبی ہو سکتی ہے اور اس کے لئے کوئی مزید تشریح یا اجمالی مثال پیش کرنے کی قطعاً ضرورت نہیں اور اگر واقعات عالم پر نظر تنقید تھوڑی سی توجہ کے ساتھ بھی ڈالی جائے تو بلا کسی خاص غور و فکر کے یہ امروز روشن کی طرح ہویدا ہے کہ جب انسان گم ہو جائے جسے دوسرے معنوں میں اس عالم فانی سے عالم جاودانی کی جانب انتقال کر جانا کہتے ہیں تو پھر اس کا بار دگر حاصل ہونا کسی طرح بھی ممکن نہیں اور یہ ایک ایسی شئے ہے جس سے دنیا کا ہر فرد بشر بخوبی واقف ہے چنانچہ آج خلقت عالم کی زبانوں پر آتی رہنے والی ضرب المثل سے آواز

متفق اللفظ یہ ظاہر ہے کہ انسان مرنے کے بعد پھر عالم حیات مادی میں کبھی نہیں مل سکتا بنا بریں مقابلتاً یہ امر روز روشن کی طرح صاف و صریح طور پر ظاہر ہوا کہ بہ نسبت جواہر کے بھی انسان ہی افضل و اعلیٰ ہے اس لئے کہ وہ کھو جانے اور گم ہونے یا مرنے کے بعد کسی طرح کسی نوعیت سے واپس میسر ہی نہیں آسکتا اور بالکل برعکس اس کے نقد و جواہر سینکڑوں بار کے گم ہونے پر مکرر سہ مکرر نہایت آسانی کے ساتھ خدائی ان رحمتوں کی وجہ ہاتھ آسکتا ہے جو خلقت کائنات پر مثل ابر محیط کے گھری ہوئی ہیں اسی سبب سے تو خداوند جل و علا حضرت صمدیت جناب احدیت عز اسمہ نے نہایت تکرار کے ساتھ اپنے بندوں کو بذریعہ انبیاء و مرسلین مخاطب فرما کر ارشاد کیا کہ میں کل اشیاء پر محیط ہوں جو تمہاری اس کائنات میں موجود ہیں و نیز اکثر مقامات پر اور صاف و صریح الفاظ میں کہا کہ میں تم سب کے ساتھ ہوں جہاں جہاں تم رہتے ہو اور میں تمہارے ان سب کاموں کو بھی ہمیشہ ہر وقت ہر آن اور ہر پل بلا کسی وقفہ کے دیکھتا بھالتا رہتا ہوں کہ جنھیں تم زمانہ سابق میں کرتے تھے دور حالیہ میں کرتے ہو اور آئندہ کروگے اور اس کے ساتھ ہی ساتھ یہ بھی یاد رکھو کہ ایک روز مقرر ایسا آنے والا ہے جو میری مشیت میں گزر چکا اس دن تم سے تمہارے ان سب افعال کا محاسبہ اپنے مقرر کردہ قاضی کے ذریعہ کیا جائے گا جس کی شناخت تمہیں معلمین آسمانی کے ذریعہ کرادی گئی اور اس کو تم سب کا دارا مقرر بھی کردیا گیا اس محاسبہ کے بعد تمہیں اپنے افعال کی ویسی ہی جزا اور سزا بھی ملے گی جس کے تم حالات مذکور کے نتیجہ میں مستحق قرار پاؤگے پھر سلسلہ تحریر طوالت اختیار کرتے کرتے وہی نوعیتیں ہو لینے لگا جو طوالت تحریر کا تقاضہ بھی ہے لیکن اختصار کے مد نظر اس کی مدبرانہ قطع و برید کرکے اصل مفہوم کی نسبت مفید خامہ فرسائی کی جاتی ہے غرض کہ ایسے ہی بہت سارے معادن ہیں جو ان ہی کی خاطر روئے زمین پر اتارے گئے جو کہ آج پیوند خاک نظر آتے ہیں اس کی تحقیقات اور اس کے برآمد کرنے کو ایک فنی شعبہ کہتے ہیں جسے انسان ہی کی سمجھ کی تراش خراش نے قرار دے لیا اور اگر سچ پوچھا جائے تو یہ کوئی فن نہیں بلکہ عقلی پرواز کا نتیجہ ہے الحاصل دنیا والوں نے اس ودیعت سے آگاہی پانے کے بعد جو انھیں ان کے پیدا کرنے والے کی جانب سے ہوئی اس سے فائدہ حاصل کرنے کی ٹھانی اور اسی کی دی ہوئی توفیق اور سمجھ کے موافق اس کے تلاش کی تدبیریں اختیار کرنی بھی شروع کیں یہ جستجو اپنے ابتدائی مراحل میں کمزور حیثیت رکھتی تھی جیسا کہ تقاضائے طفلی ہے لیکن اپنی نوعمری کی منزلیں طے کرنے کے بعد اس نے کامیابی کی منزلوں میں جمے ہوئے قدم رکھنے شروع کئے اور رفتہ رفتہ ارتقا پذیری کے ختم نہ ہونے والے جذبات نے جو ایک گوشت کے چھوٹے سے ٹکڑے سوئی کی نوک سے زیادہ ذکی الحس ہیں قلب کو گدگدانا شروع کیا اور اسی بنا پر انھیں معدنیات کے حصول میں پوری کامیابی ہوئی جب نوبت بایں جا رسید تو پھر کیا تھا پالا مار لیا چنانچہ اکناف عالم میں اسے کافی فروغ ہوا اور یہ سعی ایک مستقل ترقی کہلا کر اپنے میں جامع کیفیات کو پوشیدہ کرکے فضائے بسیط میں پھیلنے لگی چنانچہ ہماری مملکت میں اسے وہ شاندار کامیابی حاصل ہوئی کہ جسے منازل ارتقا کا انتہائی زینہ کہا جائے تو کسی صورت بھی بیجا نہیں اور تحقیق سے یہ ظاہر ہے کہ سنہ ۱۱۰۱ع میں ہمارے یہاں قانون معدنیات منظور ہوا جو ملک دکن کے ارباب فہم کی افکار کا ایک زرخیز نتیجہ تھا تاریخ کے بالاتفاق اندراجات سے یہ پتہ چلتا ہے کہ جدید یا دکن ابتدائی اصطلاح میں دکھن کہلاتا تھا اور مابعد کے مخففات کی اور اس عادت کے لحاظ سے جو زمانہ قدیم سے چلی آتی ہے ھ کو محذوف کرکے صرف دکن کہلانے لگا دکھن کا مطلب یہ ہے کہ اس ملک میں دس لاکھ مختلف اقسام کے اشیاء رکھی ہیں لہذا ان کی بہ مدی کے اسباب

چھپا کر جانے لگے اور ۱۹۳۱ء میں ایک مجلس نگرانی زغال بنی جس کے انہاک ہی کے ساتھ کاروبار ضروری بوجہ احسن انجام پا رہے ہیں ہمارے پاس کوئلہ کی چار کانیں تلاش ہوئیں جن کے نام یہ ہیں سنگارینی، ساستی، پارٹی، بیلام پلی، اور کنالاین مگر اب بحالت موجودہ تین لائنیں کھلی ہوئی ہیں فی زمانہ کوئلے کی زیادہ تر مقدار سنگارینی معدن سے حاصل ہو رہی ہے چنانچہ اب کوئلہ کی پیداوار ۲۶ لاکھ ٹن سے دو چند متجاوز ہو کر ۳۸ لاکھ ٹن تک پہونچ چکی ہے یہاں سنگ شاہ آباد، سنگ مرمر، گارنٹ، اور گرافائٹ کے معادن بھی ہیں جس سے فائدہ حاصل کرنے کی دن دونی تدبیریں برابر وقتاً مسلسل جاری ہیں۔ دوآبہ رائچور کا سونے کا رقبہ حیدرآباد دکن کمپنی کے تفویض ہے مگر اس کا کام بوجہ چند فی الحال بند ہے ضلع ورنگل میں سنگ مرمر کا ٹھیکہ ۱۹۲۹ء کو دیا گیا جہاں تفضل اس کے کاروبار کے فروغ دینے کو مشنری بھی نصب کر دی گئی شاہ آباد کے پتھر سے سمنٹ بنانے کا ٹھیکہ شاہ آباد سمنٹ کمپنی کو دیا گیا اور ان فرایض کی بجاآوری کمپنی مذکور سے سررشتہ موصوف کی زیر نگرانی بوجہ احسن ہو رہی ہے معدنی رشتہ میں معماروں کے بچوں کے لئے ثانوی مدارس قیام پذیر ہوئے تاکہ وہ جہالت کی تاریکی سے نجات پاکر علم کی روشنی میں پرورش پاتے ہوئے آگے بڑھ کر اپنی زندگی ملک و مالک کی خدمات میں صرف کر کے گزشتگان سابق کی وفادارانہ مثال کو پیش کریں ۱۳۱۰ف ۱۹۰۱ء میں معدنی پیداوار کی قیمت ایک لاکھ ۸۹ ہزار روپیہ تھی اور اب ربع صدی یعنی پچیس برس میں ترقی کر کے ۳ لاکھ ۶۰ ہزار ہو گئی ہے چنانچہ اب ان میں مزید امکانی فوائد پیدا کرنے کے لئے جغرافیائی سروے کا کام بھی نہایت تیزی کے ساتھ جاری ہے اس کی آمدنی کا اندازہ سال ۱۳۴۳ف میں ۱۴ لاکھ کیا گیا تھا غرض یہ سررشتہ اپنی گوناگوں خوبیوں کی وجہ ملک و مالک کا بہی خواہ ثابت ہو کر مولوی خورشید مرزا صاحب بی اے ناظم کی زیر ادارت اپنے منازل پرواز کو طے کر کے آپ کی اعلیٰ ذہانت فطری ذکاوت کا خوبی پتہ دے رہا ہے حیدرآباد میں آپ کی ذات ستودہ صفات کسی خاص تعارف کی احتیاج نہیں رکھتی آپ ملک کے سچے دل سے بہی خواہ مالک کے سچے مطیع زیورہائے خلق و مروت، فرض شناسی، شرفا پروری وغیرہ سے بجد آراستہ و پیراستہ ہیں حقیقت یہ کہ عمائدین سلطنت کے ایک اہم فرد کو ایسی ہی بیشتر خوبیوں کا حامل ہونا چاہیئے۔

نظامت دیوانی ملکی و مالی

دنیا میں آج جو بہت سارے انسان آباد نظر آتے ہیں وہ سب جیسا کہ صورتوں میں مختلف ہوا کرتے ہیں سیرت میں بھی مختلف النوع ہوتے ہیں اس طرح کہ انکی خواہش ایک دوسرے کے بالکل منافی پائی جاتی ہے ان کا ادراک و احساس ایک دوسرے سے بالکل علحدہ ان کے قوائے خیالی مختلف القوت ہوتے ہیں اور ہر ایک شکل تصادم کی صورت میں مختلف حالات کی ترجمانی کرتا ہے ان کی ہر شئے اور اس کی ابتدا اور انتہا سے نکالے ہوئے نتایج بھی آپس کے اتحاد کا پتہ نہیں دیتے بلکہ بالکلیہ تضاد کی جداجدا صورتوں کو پیش کرتے ہیں ان کے رفتاری حالات بھی واقعات کے اعتبار پر ایک دوسرے سے بالکل پرے ہوتے ہیں اور ان میں باہم دگر کسی

قسم کا تناسب نہیں پایا جاتا ان کے جذبات پر بھی اگر نظر تنقید سے کام لیا جائے تو وہ بھی کسی نوعیت سے اپنے متفق ہوئے کو کبھی نہیں جتاتے چنانچہ ایسی اجماع ضدین کی بنا ہے کہ انسان ہمیشہ آپس میں لڑتا جھگڑتا رہتا ہے اور کسی وقت کسی زمانہ میں یہ سب کے سب ملے ہوئے نہیں پائے گئے پس جب یہ صورت ہے تو اس کا لازمہ یہی تھا کہ روزمرہ ہوتے رہنے والے ان تنازعات کے تصفیہ کے لئے مستقل انسدادی ادارے قایم کئے جائیں جو عندالموقع کاروبار کی اہمیت کے لحاظ سے اپنے فرائض کو نہایت حسن وخوبی سے انجام دیا کریں ان ضروریات کے مدنظر دنیا کے ارباب فہم نے آپس میں سمجھوتہ کرنے کے بعد ہر خاندان میں ان کے بزرگوں کے انتخاب سے ایک ایک ایسی جوری قایم کی جو کہ اس کے خانوادہ کے جھگڑوں کی حد تک خود ہی فیصلے کرلیا کرتی تھی اور وہ قابل تسلیم وتعمیل بھی سمجھے جاتے تھے اس کے بعد جب واقعات عالم نے پلٹا کھایا کیفیتیں بدلنی شروع ہوئیں عالم امکان کی نمایشیں تغیر پانے لگیں فہم وذکائے انسان نے بھی تغیر پاتے ہوئے صفحۂ کائنات پر نمایاں پرواز کی نو حالات کی ترمیم کے مسودہ ہائے قانون پاس ہونے لگے اور اس کے نتیجہ اصلاحی تدبیریں اضافہ پاتے ہوئے میدان آسائش میں پناہ گزیں ہوئیں اور یہ خانہ انی جوریوں کے ذریعہ فیصلہ کا طریقہ صفحۂ ہستی سے گم ہوازاں بعد یہ فیصلہ جمہوریت کے بازار میں مخلوط افراد کے دست ہائے انتظام کا رہین منت ہوا یہی ایک ایسی ناگفتہ بہ صورت تھی جسے آج ہم اچھی نظروں سے نہیں دیکھتے واقعات کی یہ صورت حال قرون وسطی سے تعلق رکھتی ہے اس کے بعد چونکہ حالات عالم نے اپنی دیرینہ عادت کے موافق پھر کروٹ لی ہر وقت کی بدلتی رہنے والی حالتیں تغیر کی آسان سے آسان منزلیں طے کرنے لگیں تو نزاعات کا فیصلہ ایک حکومت کے تفویض ہوا یہ زمانہ انسانی زندگی کے ارتقا کا کہا جاتا ہے جسے آج ہم بھی نہایت کشادگی کی خوش کرنے والی نظر سے دیکھتے ہیں اور اس لئے دیکھتے ہیں تاریخ عالم کی خشک وادی میں یہی ایک میدان اپنی آپ نظیر ہونے کی حیثیت سے نہایت ہی مبارک ومسعود ثابت ہوا ہے انسان کے درمیانی یہ جھگڑے جو دنیا میں آئے دن ہوتے رہتے ہیں وہ اکثر وراثت ملک وغیرہ کی اجمالی نوعیت رکھتے ہیں اس لحاظ سے یہی ایسی چیزیں تھیں کہ جن کے سد باب کے حکومت کے دیئے ہوئے عزت ووقار کو دوسرے کی ناجایز زد سے بچانے کے لئے ہماری سلطنت کے صاحب فراست وتدبیر ساتویں فرماں روانے ایسا ادارہ قایم فرمایا کہ جس کے ذریعہ حکومت وقت خود ہی رعایا کی ان نزاعات کا خاتمہ کرکے ان میں امن وامان کی مستحکم ومستقل صورتیں قایم فرمائیں یہ محکمہ جسے دفتر دیوانی وملکی ومالی کے نام نامی سے موسوم کیا گیا ہے اس میں علاوہ حالات مذکور کی اصلاح کے خطابات ومناصب واجرائی مواہیر مختلف النوع کا اجرا ہوتا ہے جو پیشگاہ سلطان دکن سے ملک کے ارباب فہم وخرد کو بمواقع ضروری عطا ہوا کرتی ہیں اور ان کے علاوہ ان اعزاز عطا کردہ کا ان کے حق میں محفوظ رکھنے کی ممکنہ تدبیروں کی مہار بھی اسی مبارک محکمہ کے ہاتھ میں ہے ماسوا اس کے یہ محکمہ ان قدیم سرکار عالی کے کاغذات کی حفاظت اور ترتیب بھی کرتا ہے جو مناصب مواہیر وخطاب وغیرہ کی صورت میں سلطنت کی آن وبان کے قیام کے سبب تنظیم اقتصادی کے جذبات کو پورا کرنے کے لئے مرتب ہوئے اس محکمہ کے ناظم مولوی خورشید علی صاحب ہیں جو اپنی ذہانت وذکاوت فہم وفراست میں شہرت تامہ رکھتے ہیں اور ہر حیثیت سے اس سررشتہ کی خدمتوں کو اعلے پیمانہ پر انجام دینے میں ہمہ تن مصروف ہیں۔ آپ نہایت حلیم الطبع اور بردبار انسان ہیں آپ کی خوش خلقی کا ملک کے ہر خطہ میں شہرہ ہے

صدر محاسبی سرکار عالی

دنیا کا کوئی ایسا شعبہ نہیں جس میں حساب وکتاب کے قواعد قایم نہ ہوں اگر نظر غائر سے دیکھا جائے تو یہ شعبہ اپنے قیام کے لحاظ سے ان مجموعی خوبیوں کی دارائی کرتا ہے جن کی تمام تر مفید تفصیلات سے ارباب عقل و فہم و ادراک بخوبی واقف ہیں زیادہ صراحت کی چنداں ضرورت نہیں تجربات بھی اسی کے شاہد ہیں کہ بیشتر اوقات حسابات کے پورے نہ ہونے سے طرح طرح کے فساد خطۂ زمین پر رونما ہونے لگتے ہیں جن کا فرو ہونا ایسی صورت میں امکان سے باہر ہو جاتا ہے انہی نزاعات کے سدباب کی خاطر عقلائے روزگار نے ہر گھر کے لئے انفراداً اور خطہ ہائے زمین کی حکومتوں نے اپنی اپنی حدود مملکت کے پورے شعبات کے لئے حسابی ادارے قایم کئے یہ تدبیر معاشیات انسانی کے لئے چونکہ نہایت مفید اور کارگر ثابت ہوئی اس لئے اس کے کاروبار میں اصلاحات کی روز افزونیوں کے ساتھ نمایاں اضافہ ہونے لگا ہماری مملکت دکن میں سنہ ۱۲۴۷ھ سے قبل حساب داری اور تنقیح آمد و خرچ کا کوئی باقاعدہ۔ کافی اور اچھا انتظام نہ تھا مگر اس کے بعد جب اخراجات کی مدوں میں مصارف کی کمی و بیشی کا سہولت کے ساتھ پتہ نہ چلنے کی وجہ بیشمار خرابیوں کے پیدا ہونے کا اندیشہ ہوا تو سلطنت کے ارباب حل و عقد اور صاحبان فہم و ذکا و عمائدین حکومت نے ان نقایص کی اصلاحی اسکیم پر اپنے حسن تدبر سے غور و فکر کی جس کے بیشمار منافع رکھنے والے نتیجہ میں اولاً ایک محاسب اور ایک خزانہ دار کی خدمتیں قایم کی گئیں اور اپنے کاروبار کے تعلق کے لحاظ سے یہ دونوں عہدے بالراست وزیر اعظم کے عملہ سے تعلق رکھتے اور انھیں کے تحت تصرف اپنے کارہائے مفوضہ کو باحسن الوجوہ انجام دیا کرتے تھے اس دفتر کا نام جو آج محکمہ صدر محاسبی سے موسوم ہے پہلے منشی خانہ تھا بعد ازاں جب ان حسابی کاروبار میں ملک کے شعبات کی روز افزوں ترقیوں کی وجہ اضافہ تدریجی ہونے لگا تب سنہ ۱۲۸۲ھ میں سلطنت کے خرچ کے تمام حسابات کا ایک مستقل وسیع اور علحدہ دفتر قایم ہوا اور اس محکمہ کے افسر اعلےٰ کو صدر محاسب کہنے لگے اس محکمہ کا اولین فریضہ یہ ہے کہ وہ سال بسال سلطنت کے تمام حسابات آمد و خرچ و بجٹ کی رپورٹ سرکار میں اپنے متعلقہ اعلےٰ عہدہ دار کے یہاں پیش کرے اس کے ماسوا ایک اور دفتر بھی قایم تھا جس کے فرائض صرف اسی حد تک تھے کہ وہ سررشتہ جات سرکار عالی اور ان کے شعبات کے اخراجات و آمد کی برآورد کی تنقیح کرے تاکہ اس سے صحیح و غلط کا پتہ چلا کر ان تمام کا ریکارڈ اپنے پاس محفوظ رکھے تاکہ وہ عندالضرورت بکار آمد ہو حقیقت میں یہ شعبہ اپنی نوعیت میں بڑی خوبیوں کا حامل اور فلاح مملکت کا ایک بہترین سبب ہے یہ مذکورہ دونوں محکمے اولاً علحدہ علحدہ حیثیت پر اپنے اپنے کاروبار انجام دیا کرتے تھے لیکن بوجوہات چند در چند اور ضروری سنہ ۱۳۰۶ھ کو آپس میں ضم کر دئے گئے اس زمانہ سے سنہ ۱۳۱۹ھ تک چونکہ کوئی معین المہام فینانس نہ تھا اسی لئے یہ محکمہ راست وزیر اعظم سلطنت کی نگرانی میں اپنی عمر کی ترقی پانے والی منزلوں کو نہایت اطمینان کے ساتھ اپنے فرائض کی بجاآوری میں بڑھتے ہوئے انہماک سے گزار رہا تھا لیکن اسی سال تنظیم حکومت نے ایک نئی کروٹ بدلی اور منازل ارتقا کے کاروبار کی زیادتی کی وجہ ایک معین المہام فینانس علحدہ مقرر ہوا اور اس محکمہ کو وزارت عظمیٰ

کے تحت سے نکال کر معین المہام فنیانس کے زیر انتظام دیدیا گیا چونکہ فنیانس اور محاسبی کے کاروبار اپنی نوعیت کے لحاظ سے بالکل ایک ہیں فنیانس کے متعلق سلطنت کی سالانہ مالیہ بجٹ بندی ہے اور محاسبی کے ذمہ آمد و خرچ و تنقیح مصارف ہے سنہ ۱۹۱۹ء میں جو باب حکومت کا قیام ہوا اسی وقت سے وزیر اعظم کا لفظ صدر اعظم کے نام سے بدل گیا اور مدارالمہامی کا لفظ صدر المہامی کے لفظ سے تبدیل ہو کر مملکت کے ہر حصہ میں شہرت پایا دور حالیہ میں صدر محاسبی کے شعبات قدیم و جدید ضروری کی جو اصلاح کی گئی اس کی رو سے محکمے کے افسر اعلیٰ یعنے صدر محاسب کا کام اپنے ایک مستقل اور وسیع عملے کے ساتھ صرف عام نگرانی اور ضروری و عند المواقع تنقیح و خارج تحت رہ گیا ہے اور ماسوا اس کے محاسبی کے دو حصہ کر دئے گئے اور ان ہر دو شعبات کو دو اکزامینروں کے تحت دیا گیا ایک شعبہ دیوانی و فوجی آمد و خرچ کے کاروبار کے حساب و کتاب کے لئے اور دوسرا تعمیرات و سررشتہ جات دیگر و تجارتی وغیرہ کے حساب و کتاب کے لئے اس محکمے کے صدر محاسب راجہ رائے شنکر پرشاد صاحب ہیں آپ اپنے حسن تدبیر و قابلیت خداداد و ذکاوت ذہنی کے سبب ملک کے ہر حصہ میں کافی شہرت رکھتے ہیں آپ نے اپنی فکری پرواز کی بدولت محکمہ مذکور میں حالیہ ایسی نمایاں اصلاحیں فرمائیں کہ جس کا ہر اہل عقل و دردمند ملک مقر نظر آتا ہے اس کے ماسوا اخلاق و آداب کے میدان میں بھی آپ کی ہستی ایک مایۂ ناز کہلاتی ہے رعایائے مملکت کی بہی خواہی آپ کا خاص شیوہ ہے جو حقیقی معنوں میں اپنے مالک و رب مجازی کی عین وفاشعاری بھی بے دریغ کہلائی جا سکتی ہے۔

دار الضرب سرکار عالی (ورکشاپ)

انسانی زندگی کے تمام تر شعبات جن جن چیزوں کی ضرورتیں رکھتے ہیں ان میں سے ایک شعبہ یہ بھی ہے جو زیب دہ عنوان کیا گیا اس سررشتہ سے انسان کو جو جو فائدے حاصل ہوتے ہیں اوس کی مختصر تفصیل حسب ذیل ہے ان ذکر کئے جانے والے فوائد میں سے ایک اہم فائدہ یہ ہے کہ جس کی ضرورت اور حاجت بڑے سے بڑے اور چھوٹے سے چھوٹے بشر کو ہمیشہ ہر وقت اور ہر آن ہوا کرتی ہے وہ یہ کہ اس میں روپیہ ڈھل کر تیار ہوتا ہے جس کے تکمیل پانے پر وہ خزائن سلطنت میں جمع ہوتا اور بعدہ اس سے نکل کر خدمات ملکی سے وابستہ اشخاص کو میسر آتا ہے جس سے وہ متمتع ہو کر اپنی زندگی کے دن آسایش و راحت کے ساتھ گزارتے اور پرورش پا کر ملک و مالک کے بہی خواہ بن اپنی حیات کے عزیز ترین اوقات و منازل کو نہایت بڑھتی ہوئی آسانی کے ساتھ طے کرتے رہتے ہیں اور ان کے ماسوا وہ عام رعایائے ملک بھی اسی کے بحر فیض کی رہین منت ہے جن کو خدمات سرکاری سے کوئی تعلق نہیں لیکن وہ اپنے نجی کاروبار تجارت و زراعت صنعت و حرفت و دیگر ایسے مشاغل کی مصروفیت سے جو معاونت ملکی کی بلند پروازی کی حمایت کا ایک بڑا سبب ثابت ہوتی ہے اس لئے وہ سب کے سب اقتصادی، تمدنی، معاشی ترقی کو انتہا میں پرواز کرنے سے ملک و مالک کے حقیقی وابستہ ہیں اگرچہ کہ گورنمنٹ کی خاص خدمتوں سے انھیں کوئی تعلق نہ ہو ماسوا اس کے اس شعبہ کے فرائض میں جس کا قیام سنہ ۱۳۲۹ف میں ہوا یہ امر بھی داخل ہے کہ سررشتہ

برقی و دیگر فنی و غیر فنی سررشتہ جات کی ضرورتوں کی فوراً فوراً پابجائی کیا کرے ان ضروریات کی تشریح اگرچہ طوالت تحریر کا باعث ہے لیکن اس موقع پر نہایت مناسب اور قابل اندراج خیال کی جاتی ہے اس محکمہ کا کام یہ ہے کہ سررشتہ برقی کو وہ آلات وقتاً فوقتاً اور عندالضرورت تیار کر دے جن کی اسے آئے دن ضرورت پیش آتی رہتی ہے جس کی مدد سے وہ برقی لائیٹ کے قیام میں پیدا ہونے والے مضرات کو دور کرکے اپنی زندگی کے چند دن اپنے عمل کی محبت سے ملک و مالک کی خدمت کرتے ہوئے گزار دے اس سے متعلق یہ امر بھی ہے کہ وہ محکمہ صنعت و حرفت کو ایسی مشینیں اور کلیں تیار کر کے دیتا رہے جس کی مدد کی وجہ وہ ملکی صنعتوں کو فروغ دینے میں نہایت شاندار پیمانے پر کامیابی حاصل کریں اس سے متعلق یہ امر بھی ہے کہ سررشتہ تعمیرات اور آرائش کو ایسے ایسے مشینیں اور آلات تیار کر دے جن سے وہ سڑکوں راستوں اور شاہراہوں غرض کہ جہاں کہیں ضرورت ہو ان سے کام لے کر راستوں کو پبلک کی آمدورفت کے لئے ہموار اور سڈول کرکے اپنے دیگر متعلقات کی پابجائی کرتے ہوئے ملک و مالک کا سچا بہی خواہ اور ہمدرد ثابت ہو۔ اس کا لازمہ یہ بھی ہے کہ وہ محکمہ زراعت کے لئے ایسے ایسے مفید آلات تیار کر کے دے جس سے وہ زمین ہائے ناکارہ کی درستی میں مدد لیکر انھیں زراعت اور کاشت کے قابل بنائے اور نتیجہ میں رعایائے ملک کے لئے ان کی پرورشی کے اسباب کا پیدا کرنے والا ثابت ہو۔ اس محکمہ کا ایک اور فریضہ یہ بھی ہے کہ وہ خلقت ملک کو روپیہ ڈھال کر دے تاکہ وہ اس کی مدد سے اپنے پیٹ پالیں اور اس سرائے فانی میں اپنی چند روزہ زندگی کو گزار کر ملک و مالک کی خدمت کرتے ہوئے اس کے سچے بہی خواہ ثابت ہوں اجمالی خلاصہ یہ ہے کہ یہ سررشتہ اپنی تمام و کمال خوبیوں کے لحاظ سے ایک ناپیدا کنار بحر فیوض کہا جائے تو بیجا نہ ہوگا جس کے تمام کارکن اپنے اپنے فرائض کو نہایت ہی خوش اسلوبی سے انجام دے رہے ہیں اور یہ اپنی ارتقائی منازل کو ایچ آرسٹیڈ ناظم سررشتہ برقی کی نگرانی میں نہایت کامیابی کے ساتھ طے کر رہا ہے ان کامیابیوں کی اور تمام تر تفصیلات کے لکھنے میں اور بھی مقالہ کو طوالت ہوگی اس لئے آخر میں اس پر اکتفا کی جاتی ہے کہ ان کارکردگیوں اور منازل ارتقا کی دشوار وادی کے طے کرانے کا باعث ایچ آرسٹیڈ اسکوائر ہی کی ذات گرامی ہے

نظامت برقی

انسانوں کو دنیا یا عاقبت میں سب سے پہلے جس چیز کی ضرورت ہوتی ہے اس سے ہماری مذہبی اصطلاح میں نور کہتے ہیں نور اس روشنی کا نام ہے جو ایک شعاع کی صورت میں ظاہر ہوکر انسان کو اپنی بینائی سے فائدہ اٹھانے کا موقع دیتی ہے اس لئے یہ ایک ایسی شئے ثابت ہوئی جس کی ضرورت انسان کو دن و رات کے ایک حصہ میں ہوتی ہے دن میں تو آفتاب قدرت اپنے کاروبار تفویضی کو بجا لاکر افراد بشر کو اپنے کاروبار کے پورا کرنے کا موقع دیتا ہے اور جب وہ اس عالم سے ہٹ کر کائنات کے دوسرے پردے پر منتقل ہونے لگتا ہے تو فضائے عالم میں اندھیرا ہی اندھیرا چھانے لگتا ہے اس وقت انسان کو اپنی ضروریات کی پابجائی مشکل معلوم ہوتی ہے اس لئے کہ انسان کی آنکھیں بغیر اس شعاع نور کے پھیلاؤ کے تاریکی میں کام نہیں کر سکتی ہیں

نظامت برقی

وجہ تھی کہ انسان کی خلقت سے پہلے ہی کائنات کے پیدا کرنے والے نے نور کو خلق کیا تھا تاکہ اس کی روشنی کے پھیلاؤ سے فضائے بسیطہ کے منور ہونے کے بعد انسان کو خلعت حیات دیکر ظلمت و تاریکی سے رہا شدہ اس سرزمین پر بھیجا جائے پس جب اولیں خلقت اس طرح ہوئی تو قدرتی ہر شعبہ میں فائدے اٹھانے کے لئے ظاہری اسباب بھی فراہم کردئے گئے اور ان سے فائدہ اٹھانے کے تدابیر پیدا کرنے کی قابلیت بشری دماغوں میں ودیعت فرمائی گئی اسی بنا پر انسانوں میں کے پیدا ہونے والے ارباب فہم و خرد نے انتہائی غور و فکر کے بعد معیشت کے اسباب درست کرلئے جن کی تمام تر تعریف کا تحریر کرنا باعث طوالت ہوگا اس لئے اس مسئلہ میں اختصار سے کام لیا جاتا ہے منجملہ ان تمام شعبات کے ایک شعبہ برقی بھی ہے جسے انسان نے اسی نور کی روشنی سے حاصل کیا پہلے پہل دنیا میں یہ روشنی ارنڈی تیل کے سبب سے کی جاتی تھی اور اس کے بعد رفتہ رفتہ اس میں تدریجی تبدیلیاں ہوتی گئیں اور آج جب کہ تمدن انسانی کی ارتقاء انتہائی پرواز پر ہے اس روشنی کو ایسی ہیئت میں دنیا والوں نے تبدیل کیا کہ جو تمثلاً ہر فرد بشر پر ظاہر ہے اس روشنی کی ترکیب کے متعلق گو کہ جدید و قدیم فلاسفہ نے طویل و بسیط مقالے اور تصانیف لکھ ڈالے لیکن وہ اپنی انتہائی قیاسی گفتگو پر پہونچنے کے بعد صحیح معنوں میں دلیل نہیں کہلاتیں بے پایاں اور بالکل بے اصل ثابت ہوئی ہیں ماسوا اوس کے کہ جس نور کی وجہ سے موجودہ اس روشنی میں ترکیب پائی یہ نئی طرز کی روشنی ہماری مملکت دکن میں بھی ایک مدت مدید سے قایم اور اپنے فرایض منصبی کو نہایت اعلے پیمانہ پر انجام دے رہی ہے جس کی پوری پوری تعریف کرنا تو طوالت تحریر کا باعث ہوگا اس لئے ضروری انکشافات کو اس خصوص میں ضروری خیال کیا جاتا ہے یہ محکمہ اپنے تمام شعبوں کی گوناگوں خوبیوں کی وجہ نہایت آراستہ و پیراستہ ہے اس کی مستعدی انہاک و جانفشانی کی جہاں تک بھی تعریفیں کی جائیں کم ہی کم ہیں اسی کی ان تھک کوششوں کا یہ نتیجہ ہے کہ افراد ملک روشنی کے بیشمار فائدوں سے جن کا تفصیلی اظہار باعث تضیع اوقات بھی ہے متمتع ہو کر اپنی زندگی کی گھڑیوں کو نہایت آسایش و راحت کے ساتھ گزار رہے ہیں اس محکمہ کے سب سے زیادہ فرایض میں یہ امور داخل ہیں کہ وہ ہمیشہ پبلک کی سہولتوں کے مدنظر جس موقع و محل پر ضرورت ہو برقی لیمپ آویزاں کرے اور ہر شب کے پورے وقت میں نہایت مستعدی کے ساتھ اس کی نگرانی کرتا رہے کہ بجلی کی کلوں میں کسی قسم کا ذرا سا بھی ایسا نقص نہ آنے پائے جو کہ شب کی آمد و رفت کرنے والی رعایائے مملکت کے لئے راہ روی کے مشکلات کو پیدا کرے اگر کہیں کوئی ایسی بات پیدا ہو بھی جائے کہ جس کی وجہ لائٹ گل ہو یا اوس کی مشنری وغیرہ کا کوئی کل یا پرزہ بگڑ جائے یا ناکارہ ہو تو فوری فوری اوس کی درستی کی تدبیروں کو عمل میں لاکر اسے چالو کردے اور پبلک کے لئے آرام آسایش امن و چین پہونچانے کا باعث ہو چنانچہ انہی وجوہات بالا کے پورا کرنے کے لئے صدر محکمہ برقی نے اپنے متعدد محلوں اور سمتوں میں جو اس کے حسب ضرورت مقرر کردہ ہیں ایسے اسٹیشن قائم کئے ہیں کہ جہاں کا عملہ اس سمت اور محلہ کے قایم شدہ مرکز میں شب بیداری کرکے ان ضروریات کی پابجائی کرتا رہتا ہے اس محکمہ کی مستعدی بجد قابل داد ہے کہ کبھی کسی فرد بشر کو اس سے شکایت پیدا نہیں ہوئی غرض کہ یہ محکمہ اپنی غایت وفاشعاری کی بنا پر ملک و مالک کی خدمتوں کو بوجہ احسن انجام دے رہا ہے اس محکمہ کے ناظم مسٹر آر مسٹیڈ اسکوائر ہیں آپ کی اعلے قابلیتیں جن کا شہرہ زبان زد خاص و عام ہے منازل علمی کے ارتقا کو پہونچی ہوئی ہیں آپ کے افکار عالیہ کی وجہ سررشتہ میں بہت ساری دن دونی رات چوگنی ترقیاں اور اصلاحیں بھی ہوئیں اس کے ماسوا آپ بڑے بردبار



مولوی علی الدین احمد صاحب
ناظم امور مذہبی سرکار عالی

آج سررشتہ مذہبی جو شاہ راہ ترقی پر گامزن ہے وہ زیادہ تر آپ ہی کی انتظامی قابلیت کا رہین منت ہے آپ کے عہد میں سررشتہ مذہبی کی رفتار بہت تیز ہوگئی ہے اور ہر مذہب و ملت کے لئے یہ سررشتہ مذہبی ثابت ہو رہا ہے۔

(صمصام شیرازی)

آپ کے حالات جنتری ھذا کے صفحہ ۳۱۹ پر ملاحظہ فرمائیے



کرنل نواب سلطان یار جنگ بہادر
سینیر نائب کوتوال اندرون و بیرون بلدہ

ملک و مالک کی بہی، خواهی اور جان نثاری میں آپ کوئی دقیقہ اٹھا نہیں رکھتے
مستعدی جفاکشی ، حسن تدبیر اور انتظامی امور میں ایک بہترین حاکم ھیں
(صمصام شیرازی)

آپ کے حالات جنتری ھذا کے صفحہ ۳۰۸ پر ملاحظہ فرمائے

مرتبہ شاہ پرست | یادگار سلور جوبلی جلد جاگیرداران حصہ دوم زیر طبع ھے | صمصام شیرازی

ہمدرد خلق جذبات فطرت کے سچے آئینہ دار حاکم ہیں

نظامت امور مذہبی

(اندرون دروازہ چادر گھاٹ حیدرآباد دکن)

جس کو فطرت صحیحہ انسانی کہا کرتے ہیں ایسے اہل فہم و ادراک عقل و دانش مذہب کے نام سے ہی یاد کیا کرتے ہیں مذہب ذہب کی لفظ سے مشتق یعنے لی ہوئی ہے اس طرح لغات عرب ہیں بالاتفاق ذہب کے معنی پاکی اور مذہب کے معنی پاک کرنے والے کے ہیں مذہب ایک ایسی چیز اور ایسا مکمل قانون ہے جو کائنات کے پیدا کرنے والے کی طرف سے اس کے بندوں پر نازل ہوتا ہے یہ قانون خدا کی جانب سے ایک معلم کے ذریعہ نازل ہوا کرتا ہے جسے اہل دنیا نبی یا رسول رشی یا اوتار کہا کرتے ہیں چونکہ مذہب انسان کی ضروریات زندگی کے لئے بھی ایک لازمی چیز ہے اس لئے کہ وہ بغیر اس آسمانی تعلیم کے انسان کامل بننے اور کہلانے کا مستحق نہیں سمجھا جاتا بنا بریں قیام سررشتہ امور مذہبی کو ہماری ریاست عالیہ وکن نے اہم قرار دیا چنانچہ یہ سررشتہ اپنے قیام کے بعد سے اپنے اہم فرائض کو اس حسن و خوبی کے ساتھ انجام دے رہا ہے کہ جس کی کماحقہ تعریف و توصیف کے لئے زبان قلم گنگ ہے الفاظ کی عدم میسری اور زبان کی تنگی اس کی فضا گستری کے میدان میں پرواز پیدا کرنے نہیں دیتی اس سررشتہ کے اہم کام مختلف المذاہب رعایائے سلطنت کے درمیان خوشگوار تعلقات کے برقرار رکھنے اور بڑھانے کے ہیں چنانچہ اس سررشتہ کے اہم مقاصد سے حضور اقدس و اعلےٰ کو ہر وقت اور ہر لحظہ خاص دلچسپی ہے جو مملکت کے کسی فرد بشر سے مخفی نہیں اس محکمہ کے عہدہ نظامت پر نواب عزیز جنگ مرحوم کے صاحبزادے نواب علی الدین احمد صاحب کارفرما رہیں آپ نے یکم آذر ۱۳۴۵ف کو نواب اختر یار جنگ بہادر سابق ناظم فرزند ارجمند امیر مینائی سے خدمت نظامت امور مذہبی کا مکمل جایزہ حاصل فرمایا نواب اختر یار جنگ بہادر علاوہ خدمت نظامت کے ۱۵ ار بہمن ۱۳۲۹ف سے عہدہ معتمدی امور مذہبی کے اعلےٰ فرائض کو بھی انجام دے رہے تھے اس زمانہ میں سررشتہ ہذا کے افسر اعلےٰ کی ایک بالکل علحدہ خدمت تھی جسے صدر الصدور کہتے تھے لیکن آغاز سال ۱۳۴۵ف سے حسب فرمان خسروی بمصالح انتظامی صدر الصدوری کی خدمت حذف فرمائی گئی اور بجائے اس کے سررشتہ ہذا کی معتمدی کا تعلق معتمد صاحب عدالت و امور عامہ سے ہو گیا اور فی زمانہ اس مبارک مذہبی سررشتہ کی خدمات کا تعلق مولوی اظہر حسین صاحب معتمد عدالت و کوتوالی و امور عامہ اور نواب مرزا یار جنگ بہادر صدر المہام عدالت و امور مذہبی سے ہے اس مبارک سررشتہ کے نظم و نسق کی رپورٹیں جو ہر سال شائع ہوا کرتی ہیں ان سے مصداق عیاں راچہ بیاں یہ ظاہر ہے کہ یہ سررشتہ اپنے مفوضہ مذہبی خدمات کو نہایت اعلےٰ سے اعلےٰ پیمانہ پر نہایت مستعدی اور جانفشانی کے ساتھ انجام دے رہا ہے رپورٹ نظم و نسق منجملہ ۱۳۳۴ف لغایتہ ۱۳۴۴ف کے معاینہ سے یہ ظاہر ہے کہ بوجہ کثرت کاروبار ذیلی و مصروفیات چند در چند نواب اختر یار جنگ بہادر کے زمانۂ کارگزاری میں سال ۱۳۳۴ف سے ۱۳۴۴ف تک کی کوئی رپورٹ پیش نہ ہو سکی

اگرچہ دفتر میں ایک رپورٹ بابتہ سنہ ۱۳۳۲ف سے سنہ ۱۳۴۱ف تک کی مرتب اور موجود پاگئی تھی لیکن معلوم ہوتا ہے کہ بربنا بعض وجوہ اس کو پیشگاہ سرکار میں گزرانا نہ جاسکا اس کے بعد سنہ ۱۳۴۲ف میں رپورٹ نظم ونسق کا ایک مسودہ مرتب بھی ہوا جس میں سنہ ۱۳۳۲ف سے سنہ ۱۳۴۳ف تک کے شعبہ جات کی کارگزاری کا پورا پورا مواد درج تھا لیکن یہ بھی ناتمام رہا اور ابھی کوئی صورت اس کی تکمیل کی پیدا نہ ہونے پائی تھی کہ موسم کی فضا کچھ اور ہوئی کیفیتیں بدلیں سال سنہ ۱۳۴۵ف کا آغاز ہوا اور سررشتہ کے انتظامات میں نمایاں تبدیلیاں ہوئیں اس لئے مناسب اور ضروری یہ خیال کیا گیا کہ سابقہ مسودہ کو حتی الامکان حسب ترتیب سابقہ باقی رکھ کر اس میں سنہ ۱۳۴۳ و ۱۳۴۴ف کے نظم ونسق کے متعلق ضروری کیفیات اور مضامین کا اضافہ کرکے گزشتہ یازدہ سالہ رپورٹ پیش کرتے ہوئے اپنی کارگزاری اور انہاک خدمات مفوضہ کا ثبوت دیا جائے اس میں شک نہیں کہ مولوی علی الدین صاحب کا یہ روشن دور اپنے کارہائے نمایاں کی حیثیت سے روز افزوں نہایت کامیاب ثابت ہوتا جاتا ہے اور آئندہ بھی ناظم صاحب موصوف کی ذات والا صفات سے قوی توقعات ہیں کہ وہ خدمات مذہبی کو دور سابق سے بھی دن دونی پرواز پر گامزن فرمائیں گے۔

سررشتہ مذہبی کے فرائض مذہب کے اجمالی اصول کی جس قدر بھی تفصیل کی جائے کم ہی کم ہے اس کی تعلیمات کے فائدوں کی پوری پوری تشریح کسی الفاظ میں بھی حکمنات سے نہیں لیکن ہر ایک فرد بشر کو اس کی پابجائی ضرور چاہیئے اسی لئے تقریباً ہر ملک میں سررشتہ ہائے امور مذہبی قایم ہیں چنانچہ ہماری آصفیہ سلطنت میں بھی یہ عظیم الشان سررشتہ بین المذاہب اتحاد کے اہم مقاصد کو پورا کررہا ہے یہی وجہ ہے کہ ہماری مملکت اپنی مختلف العقیدہ رعایا کے مابین خوشگوار تعلقات برقرار رکھنے میں ہمیشہ چار دانگ عالم کے لئے ضرب المثل رہی ہے ہمارے حدود سلطنت کے اندر علاوہ مختلف اسلامی فرقوں کے ہندوں کے تمام فرقے بھی نہایت اطمینان اور خوشحالی سرور و شادمانی کی زندگی بسر کر رہے ہیں ہندو مسلم طبقہ کے علاوہ خطہ دکن میں عیسائی پارسی اور یہودیوں کی آبادی بھی کافی تعداد میں پھیلی ہوئی ہے اور ارباب ملک کی نظر میں ان تمام فرقوں کے مذہبی عقاید اور ان کے دلی جذبات کا کافی و وافی احترام ہے۔ سررشتہ مذہبی اپنے ملک کے مختلف العقیدہ تمام مذاہب کے مراسم کی خاطر ایسے مفید و معقول انتظام عمل میں لایا کرتا ہے کہ کسی فرقہ پر اس کے برعکس فرقہ کی جانب سے کوئی قید عائد نہ ہو کہ جس سے وہ اپنے مذہبی فرایض کی ادائی سے محروم ہو۔ سررشتہ مذہبی کی یہ تدبیریں اپنے میں جو سیاسی حیثیت بھی رکھتی ہیں سررشتہ عدالت و پولیس کی اہمیتوں کے مماثل ہیں اور اہل ملک کے امن و آسایش چین و سکون کی ضامن۔

سررشتہ امور مذہبی کے فرایض حسب ذیل شعبات پر تقسیم ہیں۔

تحقیقات و انتظام وصیانت جائدادہائے موقوفہ و اماکن مذہبی۔
انتظام و نگرانی معاشہائے مشروط۔
انتظام و نگرانی فرایض اہل خدمات مذہبی۔
تعمیر و ترمیم اماکن مذہبی۔
انتظام تقاریب مذہبی۔
انتظام اصلاح مذہبی اہل اسلام
انتظام و نگرانی مدارس و کتب خانہ جات متعلقہ امور مذہبی جہاں لوگ مطالعہ کتب سے فائدہ حاصل

کرتے ہیں۔

انتظام روانگی قافلہ حجاج۔

شعبات رفع نزاعات مذہبی اور مختلف المذاہب رعایائے سرکار عالی میں خوشگوار تعلقات کا قیام ان تمام شعبوں اور ان کے ذیلی مصارف کے لئے بسطوت ذات شاہانہ سررشتہ مذہبی کے صدر مدمیں الخ ... کی فراہم رقم شریک موازنہ ہے لیکن حسب ذیل رقم خارج از اقتدار سررشتہ مذہبی رکھی گئی اور اس کا صرف سررشتہ ہذا کے توسط سے نہیں ہوتا۔

رقم خیرات ومبرات۔ ... جو ذریعہ توشک خانہ عامرہ سرکار عالی صرف ہوتی ہے۔

رقم مصارف وکٹوریہ میموریل آرفینج واقع سرورنگر بلدہ حیدرآباد ... جس کے انتظام کے لئے سررشتہ مذہبی سے غیر متعلق ایک مستقل کمیٹی ہے۔

رقوم یومیہ و محولات۔ (...) جن کا معتد بہ حصہ مشروط الخدمت ہے جن کی وراثت کی تحقیقات صدر محاسبی کے ذریعہ ہوتی اور اجرائی بعد منظوری فینانس عمل میں آتی ہے۔

رقم مصارف بیت المعذورین بلدہ حیدرآباد جس کے لئے ایک مستقل کمیٹی مقرر ہے۔ ...

معمولات استفسرابی توشک خانہ عامرہ۔ ...

مصارف مشاہرہ وغیرہ عہدہ داران وعملہ صدارت العالیہ۔ ...

...

اس سررشتہ کی جانب سے اہل خدمات شرعیہ کے امتحانات مجالس بلدہ و اضلاع کے ذریعہ سال بسال ہوا کرتے ہیں جس کے نتایج فوری وصول ہو کر جریدہ اعلامیہ کے ذریعہ منظر عام پر آتے ہیں۔

اہل خدمات شرعی کے امتحانات کے سالانہ مصارف کے لئے فی ضلع ... اور جملہ اضلاع کے لئے ... اور بلدہ کے مصارف امتحانات کے لئے سالانہ ... منظور ہوا کرتے ہیں لیکن رپورٹ نظم ونسق محکمہ صدارت العالیہ سررشتہ مذہبی بابتہ ۱۳۳۱ف ... سطر ۴ کی تحریر سے یہ ظاہر ہے کہ بلدہ میں کوئی امتحان نہیں ہوتا اس وجہ سے یہ رقم ہر سال واپس ہوجایا کرتی ہے۔

اہل خدمات شرعیہ کے عہدوں کی صراحت حسب ذیل ہے۔

قاضی
محتسب
مفتی
خطیب
ائمہ مساجد
موذنین
ملا

صاحبان سجادہ
متولیان درگاہ
مہنت
پوجاری
چیلہ
متولیان دیولات وغیرہ۔

ملک دکن کے قاضیوں کی تعداد دوسو پینتالیس ہے اور محتسبین ۵۶ کی تعداد میں ہیں جو ہمیشہ زیر سایہ شہریار دکن و برار اپنی مفوضہ خدمات کو بجا لاکر آپ کی بدولت خداداد سے متمتع ہوتے رہتے ہیں مفتی شہر سترہ ہیں

غرض کہ جس قدر ممکن ہوسکا ادارۂ ہذا نے معلومات کی فراہمی کے بعد اپنی حسب قابلیت ترتیب دیکر اہل ملک کے لئے مزید معلومات کا ایک اچھا شعبہ پیش کیا ہے امید کہ ارباب علم وفضل وکمال بنظر تحسین ملاحظہ فرمائیں گے جو اس خادم ملک شاہ پرست صمصام شیرازی کی حوصلہ افزائی کا باعث ہو۔

اس سررشتہ کے ناظم مولوی علی الدین احمد صاحب ہیں جو نواب عزیز جنگ بہادر ولاؔ کے تیسرے فرزند ہیں جن کی کارگزاری نے سررشتہ مذہبی کو ہر مذہب وملت کے لئے ایک مفید اور کارآمد سررشتہ بنا دیا۔ اور قوی امید ہے کہ آپ کی نظامت میں سررشتہ مذہبی نمایاں ترقی کرے۔

صرف حیدرآباد فرخندہ بنیاد کی سلطنت ابد مدت کو یہ سعادت حاصل ہے کہ وہ ہر سال بصرف زر کثیر حجاج کو بغرض طواف کعبۃ اللہ اور زیارت ارض بطحی روانہ کرے اس کا انتظام واہتمام سررشتہ امور مذہبی سرکار عالی کے زیر نگرانی ہے جو ایک کمیٹی کے تحت انجام پاتا ہے۔ اس کمیٹی کے صدر نشین مولوی علی الدین صاحب ناظم امور مذہبی وصدارت العالیہ سرکار عالی ہیں۔ آپ کے عہد نظامت میں جو جو اصلاحات عمل میں آئے ہیں وہ نہ صرف گورنمنٹ کی نظر میں قابل قدر ہیں بلکہ پبلک بھی اپنے مفاد کے مدنظر ان کو بنظر استحسان دیکھ کر ناظم صاحب موصوف کے ازدیاد عمر واقبال کے لیئے دست بدعا ہے۔ آپ کے عہد میں نہ صرف محکمہ امور مذہبی ایک کارآمد شعبہ بن گیا ہے بلکہ سررشتۂ مذہبی کی ترقی کی رفتار بہت تیز ہوگئی ہے اور موجودہ امور مذہبی کا سررشتہ ہر مذہب وملت کے لئے بذہبی ثابت ہو رہا ہے۔ خاص کر روانگی قافلہ حجاج سرکاری کے انتظامات بڑی حد تک آپ کے رہین منت ہیں۔ سابق میں ہر سال ایک نئے قافلہ سالار کے زیر نگرانی قافلہ روانہ ہوا کرتا تھا لیکن آپ نے اس کو نامناسب خیال فرماکر ایک ہی قافلہ سالار کا انتخاب فرمایا اس لئے کہ قافلہ سالار کا تجربہ کار اور تمام امور سفر حجاج کے متعلق کافی واقفیت رکھنا ضروری ہے آپ کا انتخاب حقیقتاً قابل تعریف ہے چنانچہ مولوی سید قادر محی الدین صاحب جو ہر طرح سے قافلہ سالاری کے قابل وموزوں ہیں منتخب فرمائے گئے۔ جن کی قافلہ سالاری میں قافلہ حجاج دو سال سے نہایت امن وامان اور آرام وآسایش کے ساتھ زیارت حرمین الشریفین سے مشرف اور مناسک حج باحسن الوجوہ انجام دے رہا ہے جن کے حسن انتظام کی تعریف جس قدر بھی کی جائے کم ہے۔

۱۳۵۵ھ کے قافلہ کی روانگی حیدرآباد فرخندہ بنیاد سے ذریعۂ اسپیشل ٹرین عمل میں آئی ہے اور یہ

موجودہ ناظم صاحب کی سعی بلیغ اور انتھک کوششوں کا نتیجہ ہے۔ آج تک سرکاری قافلہ حجاج کی روانگی حیدرآباد فرخندہ بنیاد سے اس تزک و احتشام اور اسلامی آن و بان کے ساتھ عمل میں نہیں آئی۔ اس کامیابی کا سہرا مولوی علی الدین احمد صاحب ناظم امور مذہبی و صدارت العالیہ سرکار عالی کے سر ہے ہم ان کی خدمت میں ہدیۂ تبریک پیش کرتے ہیں۔ ذیل میں پبلک کے استفادہ کی غرض ہدایات درج کئے جاتے ہیں جو محکمۂ عالیہ نظامت امور مذہبی سے جاری شدہ ہیں

ہدایات برائے حجاج

(مرتبہ محکمۂ نظامت امور مذہبی سرکار عالی)

ف ۱ جو عازمین حج اپنے صرفہ سے حج کرنا چاہیں اور قافلہ میں شریک ہونا چاہیں ان کو (صاف) روپیہ کلدار مع اس مطبوعہ درخواست کے قافلہ کے بمبئی روانہ ہونے سے قبل جس کا اعلان بروقت کیا جائے گا محکمۂ ہذا میں داخل کرنا ہوگا۔ جن عازمین حج کے پاس (الکاء) روپیہ کلدار موجود ہوں اور اس سے زیادہ رقم فراہم نہ کر سکتے ہوں تو کسی گزیٹیڈ عہدہ دار کی تصدیق ناداری پیش کرنے پر ان کو تابع منظوری ملازمان خسروی یا مسجد نجابت منجانب سرکار ٹکٹ جہاز دیا جا سکتا ہے۔ ان کو چاہیئے کہ ۲۰ رمضان تک محکمۂ ہذا میں مع رقم (الکاء) درخواست بموجب نمونہ مطبوعہ پیش کریں۔ مطبوعہ درخواست محکمۂ مذہبی سے حاصل کی جا سکتی ہے۔

ف ۲ بمبئی پہونچنے سے قبل ہیضہ اور چیچک کا ٹیکہ سول سرجن ضلع یا بلدہ سے حاصل کر کے ہر دو صداقتنامہ جات محکمۂ ہذا میں پیش کرنے ہوں گے۔ بغیر ان کے پاسپورٹ کی تیاری ممکن نہ ہوگی۔ پاسپورٹ محکمۂ ہذا کے توسط سے تیار کرانے کی صورت میں (ے) روپیہ کلدار کی بچت ہوگی۔ ایسے صداقت نامہ جات روانگی قافلہ سے دو ہفتہ قبل محکمۂ ہذا میں پہونچ جانا چاہیئے۔ ورنہ تیاری پاسپورٹ کی ذمہ داری محکمۂ ہذا پر نہ ہوگی۔

ف ۳ اگر کوئی عازم حج مرض متعدی میں مبتلا ہو یا کسی عورت کے ساتھ محرم نہ ہو تو شریک قافلہ نہیں کیا جائے گا اور نہ سرکار سے امداد دیجائیگی۔

ف ۴ یکطرفہ ٹکٹ جہاز کے لئے پاسپورٹ دلوانے کی ذمہ داری محکمۂ ہذا پر نہ ہوگی۔ حسب قواعد یکطرفہ ٹکٹ انہیں اشخاص کو مل سکتا ہے۔ جو حرمین شریفین میں بعد ہجرت بسر بود کا اطمینان دلائیں۔

ف ۵ جو عازمین حج اپنے ساتھ بچوں کو لے جانا چاہیں ان کو اپنی مطبوعہ درخواست میں بچوں کا نام اور عمر کی صراحت بھی کرنی چاہیئے۔ اور مقررہ رقم بھی جمع کرنی چاہیئے کیونکہ حسب احکام حکومت برطانیہ ہند بچہ جس کی عمر ایک سال سے زیادہ ہو پورے ٹکٹ کے قابل متصور ہوگا اور جہازی کمپنی کو اختیار دیا گیا ہے کہ وہ ایسے بچے کے لئے کرایہ میں تخفیف کر دے۔ کسی نابالغ کو سرکار سے ٹکٹ نہیں دیا جائے گا۔

ف ۶ حسب سالگزشتہ حجاج کے لئے اسپیشل ٹرین کا راحت بخش انتظام ہو سکے گا بشرطیکہ عازمین حج جس قدر

جلد ممکن ہو سکے کرایہ ریل (بمبئی) کلدار کی کس دفتر پر روانہ کردیں ۔

ف تخمینہ مصارف سفر ذیل میں درج ہے

		کرایہ جہاز معہ خوراک و کرایہ کشتی
جملہ سفر بمقام حجاز ذریعہ چھوٹی موٹر مع جیب مصلی تخمیناً ۲ گنی معاول (۱۸۱۶سا) کلدار	+ ۱۱ سہ	= ۱۱سالعہ
" " لاری " " ۲۴ گنی " (سما عہ) "	+ ۱۱ سہ	= ۱۱۱۰اسہ
" " اونٹ " " ۹ گنی " (۱۱عہ) "	+ ۱۱ سہ	= ۱۱سہ

نوٹ ۔ یہ صرف جہاز اور سواریوں سے متعلق لازمی مصارف ہیں اس میں کرایہ ریل بمبئی ۔ احرام ۔ قربانی ۔ خوراکی باربرداری سامان ۔ خریدی تحائف ۔ و متفرق اخراجات شامل نہیں ہیں ۔

[illegible]		١١	
[illegible]		١٠	
[illegible]	[illegible]	٩	
[illegible]		٧	
[illegible]		٨	
[illegible]		٦	
[illegible]		٥	
[illegible]		٢	
[illegible]		٤	
[illegible]		٣	
[illegible]		١	

[illegible]

صدارت العالیہ (اندرون دروازہ چادر گھاٹ حیدرآباد دکن)

یہ وہ معزز و شرعی محکمہ اس ریاست عالیہ دکن کا ہے جو بجائے خود ایک مستقل صورت رکھتا ہے اس
کی تمام ساخت و پرداخت بلحاظ انتظام معین المہام امور مذہبی سے خاص تعلق رکھتی ہے اس سررشتہ کے افسر اعلیٰ
کا عہدہ صدر الصدور کے لقب سے زبان زد خاص و عام ہے بلاد عالم کی مستند تاریخیں اپنی خاموش [illegible]
دلکش آواز میں کہہ رہی ہیں کہ ممالک اسلام کے صفحہ ارض پر یہ عہدہ صدر الصدور یا شیخ الاسلام کے معزز نام سے
نام زد رہا ہے اس عہدہ کا اعزاز و وقعت و شان بلحاظ اغراض مذہب دولت ہماری مملکت میں یہ کہ صدر الصدور
کو اغراض سررشتہ یعنی خدمات مذہب کی نگرانیوں کے لئے دورہ کے سلسلہ میں بھیجا جاتا ہے [illegible]
حکام کے بعد سے کے عوض حقیقی اخراجات سفر خزانہ شاہی دولت آصفیہ سے ملا کرتے ہیں خصوصیت مخصوص اس لئے
ہے کہ وہ سررشتہ مذہبی کا افسر اعلیٰ ہے ملاحظہ ہو رپورٹ محکمہ صدارت العالیہ بابتہ ۱۳۴۳ف صفحہ سطر (۸)

کارہائے سررشتہ صدارت العالیہ کی تفصیلی نوعیت حسب ذیل ہے۔

ترتیب رجسٹر سلالہ سلاطین آصفیہ
عطائے اسناد اہل خدمات شرعیہ و مذہبیہ
انتظام ترتیب و تنظیم جدید و تحفظ سیاہجات نکاح
اصلاح حالات مسلمانان دیہات۔
انتظام تعلیم فرزندان و صاحبان سجادہ و اہل خدمات شرعیہ
امتحان اہل خدمات شرعیہ
انتظام اجرائی فتاویٰ
انتظام مسالخ اضلاع
تحفظ آداب شرع شریف و پابندی احکام شرعیہ

سررشتہ کے اہم فرائض کا پتہ کارہائے سررشتہ کی تفصیل جو اوپر درج کی گئی ہے اس سے
بخوبی چلتا ہے۔

یہ سررشتہ مذہبی کی ایسی اہم کارگزاری ہے جس کی نوعیت کے تمام شعبات کو اہل عقل فرزندان مادر
وطن اور ارباب ملک و ملت بخوبی سمجھ سکتے ہیں سررشتہ ہذا سے ہر سال فارغ شدہ اشخاص امتحانات شرعیہ
کو باقاعدہ اسناد عطا کئے جاتے ہیں۔

ہر سال کے اوایل میں محارم شرعیہ کے اعلان اکثر و بیشتر ملکی اور اردو زبان میں شایع کرکے رفاہ
عام کے مدنظر رعایا میں تقسیم کئے جاتے ہیں۔

سرکار عالی کی جانب سے محکمہ صدارت العالیہ کے تحت ایک شعبہ سیاہہ نویسی قایم ہے جب افراد ملک

سکے یہاں عقد نکاح کی رسم پیش آیا کرتی ہے تو یہ اس سمت کے متعلقہ قاضی کے طلب کرنے پر قاضی مذکور نکاح پڑھنے کے علاوہ جانبین کے نام اور دیگر اہم امور کا ایک تختہ کی صورت میں اندراج کرتا ہے جس کو "سیاہہ" کی اصطلاح سے عام طور پر موسوم کیا گیا سررشتہ کی جانب سے قواعد نکاح باعتبار فقہ حنفی قایم کئے گئے اس لئے کہ مسلمانان دکن میں حنفی فرقہ کی تعداد سب سے زیادہ ہے لیکن بصورت نکاح فرقہ ہائے دیگر عام طور سے اس کی اجازت بھی دیدی گئی ہے کہ ہر شخص اپنے عقیدہ کے موافق قواعد نکاح کی پابندی کرسکتا ہے ماسوا اس کے سررشتہ ہذا نے اصلاح حالات مسلمانان دیہات کی اہم وادی میں اپنے حسن تدبر سے مملکت آصفیہ کی حد تک کافی کامیابی حاصل کی ہے اس نوعیت کی خدمات کا پورا تعلق قاضی محتسب اور مفتیوں سے ہے ان عہدوں کے مامورین کے لئے بھی مثل دیگر ملازمین سرکار کے قواعد رخصت مرتب ہیں قواعد رخصت اہل خدمات شرعیہ حسب ذیل ہیں

قضاۃ۔ مفتیئن۔ محتسبین۔ اور خطبا کو سال میں ایک مہینہ رخصت اتفاقی دیجا سکتی ہے لیکن وقت واحد میں پندرہ یوم سے زائد نہیں۔

رخصت خاص سال میں ایک مہینہ کی دیجا سکتی ہے جو ایک ہی وقت میں یکے بعد دیگر یا بدفعات ملیگی رخصت بیماری طبی صداقت نامہ پیش ہونے پر ملتی ہے جو کل مدت کارگزاری میں تین سال سے زائد کا کوئی عرصہ نہیں رکھتی تھا عدہ یہ ہے کہ عہدہ داران مذکورہ کی زمانہ رخصت میں ان کی نیابت کا معاوضہ وہ بطور خود ادا کریں گے اور اگر وہ ادا نہ کریں تو ان کی معاش سے دلایا جائیگا ان کارکنان خدمات مذہبی کی رخصت خاص تعلقداران و صاحبان اضلاع کی اختیاری ہے قاضی نکاح کی فیس جسے سررشتہ کی اصطلاح میں نکاحانہ کہا جاتا ہے اس کی مقدار چھ ہے اضلاع میں قاری النکاح کو نکاحانہ کے علاوہ فی میل ۲ر خرچ سواری بھی دیا جاتا ہے غرض کہ سررشتہ صدارت العالیہ اپنے کارہائے مفوضہ کو نہایت حسن و خوبی سے جیسا کہ حق ہے تاحال انجام دیتا چلا آیا اور آیندہ بھی ذات باری سے قوی امید ہے کہ اس شعبہ کے ارباب حل و عقد اپنی صلح کن پالیسیوں کو برقرار رکھنے میں کامیاب رہیں گے سابق میں اس سررشتہ کا تعلق راست صدرالمہامی سے تھا مگر سنہ ۱۳۴۵ف سے اس سررشتہ کو مولوی علی الدین احمد صاحب ناظم امور مذہبی سرکار عالی کی نگرانی میں دیا گیا ہے۔

سررشتہ عدالت

عدالت کے معنی اور اس کا عام مفہوم یہ ہے کہ دو آدمیوں کی درمیانی نزاع میں جنبہ داری کے پہلو سے ہٹ کر حق بحق فیصلہ کیا جائے اس میں مخلوق انسانی کے تحفظ اور ان کی بربادی کا ایک اہم سے زیادہ اہم راز پوشیدہ ہے مثلاً یہ کہ اگر کسی شخص کی کوئی شئے چوری ہو جائے تو عین فیصلہ اس کا یہ ہے کہ اس کی

چوری کرنے والے کو ایسی سزائے عبرت ناک دی جائے کہ اس کے خوفناک اثر سے آئندہ کسی کو ایسے مذموم فعل کے ارتکاب کی جرأت نہ ہو چنانچہ صانع مخلوقات نے اس کے متعلق یہ سزا مقرر فرمائی ہے کہ جو کوئی مرد یا عورت سرقہ کرے تو اس کی سزا یہ کہ اس کے دونوں ہاتھ کاٹ دیئے جائیں اہل عقل و فہم اگر کافی تفکر سے کام لیں تو اچھی طرح یہ ثابت ہو رہے گا کہ یہ سخت اور دل ہلا دینے والی سزا خلقت ارض کے پیدا ہونے والے نقصانات کے انسداد کی بڑی حد تک حامی ہے یہ اور اسی قسم کی کثیر مثالیں اس کائنات کے سینہ ابتج پر اس وقت جو چیزیں پھیلی ہیں اگرچہ فی الوقت کسی ضرر کو ظاہر نہیں کرتیں لیکن حقیقت میں وہ اپنی ترقی کے ساتھ ساتھ عالمگیر برائیوں کی موجب ہو کر رہ جاتی ہیں اس لئے انسانی زندگی کے تمام حقوق کی حفاظت کی خاطر مزید حکم یہ بھی دیا گیا کہ اذا حکمتم بین الناس ان تحکموا بالعدل یعنے جب تم ہماری خلقت کے حقوق کے انفصال کا ارادہ کرو اور ان کے باہمی نزاع میں عدل کرنے بیٹھو تو جنبہ داری کے پہلو سے دور ہو کر بلا کسی پاس داری اور رو رعایت کے نہایت درست طریقہ سے حکم کیا کرو اس نزاع کی بنا اور اس کے تمام متعلقہ واقعات پر اس کے نتیجہ پر کافی غور کرلو تو ان کے رد و قدح بحث و مباحثہ کے بعد حقانیت کا ساتھ دو اور کذب و افترا بہتان اور اغوا کرنے والوں کے لئے اس کے موافق سزائیں مقرر کیا کرو ہم نے جہاں تک معلوم کیا ہے ابتدائے عالم سے آج تک دنیا میں آئے رہنے والے مذاہب کے پیشوا ہادی رشی اوتار یا پیغمبر نبی و رسول نے سیاسیات عالم کے تمام شعبات کی تعلیم دی اور ساکنین ارض کو جذبات فطری اور انسانیت حقیقی کی سیدھی راہ پر گامزن کرتے اور چلانے کی انتھک کوششیں کیں اور سخت سے سخت جد و جہد فرمائی لیکن یکے بعد دیگرے مذاہب کے دنیا میں آنے اور پیغمبروں کے وقتاً فوقتاً بدلتے رہنے سے اچھی طرح یہ ثابت ہوا کہ خلقت کائنات نے ان قوانین آسمانی پر کوئی توجہ نہ کی اور نہ ان پر مستقل نیت سے عمل کرنے کی ٹھانی اور رفتہ رفتہ اپنے اپنے من مانے کرتب سے کیفیات زندگی کو بدلا اور حقیقت سے ہٹ کر دور ہو کر اپنی ان کارگزاریوں کو کھلی ہوئی کامیابی سمجھے گئے ان کے قلوب اقفال ازلہم الشیطان کی پیشین گوئی کے بعد ابلیس کے سرسبز گر سراب کی مثال کہلانے والے باغوں کے دھوکہ بازجال میں پھنسے معدود دے چند ایسے افراد تھے جنھوں نے اس اصول کی پابجائیاں کی ہیں لیکن شاذ کی مثال ہمیشہ معدوم کے مانند سمجھی جاتی ہے اس کا ہونا اس کی انتہائی کمی کی وجہ نہ ہونے کے برابر مانا جاتا ہے ایسی صورت میں کوئی عام فائدہ اس کی وجود سے ظاہر نہ ہوا البتہ اس قدر کہا جانا درست معلوم ہوتا ہے کہ کمی ہی کمی کے ساتھ ان تمام اصول کی پابندی کا ہونا یک لخت نہ ہونے سے تو بدرجہا بہتر ہے ان سیاسی مذہبی اصول کی پابندی و بجا آوری ہر مذہب کے ابتدا اوسط اور انتہا میں کچھ کچھ ہوتی چلی آئی اسی طرح عالم اسلام نے یہی طرز عمل اختیار کیا چنانچہ ان ہی تمام سابقہ حالات کے تواتر کو قایم رکھنے کے لئے معلومات عامہ کی خاطر تاریخوں نے اپنے اپنے دور میں ان کی کتابتیں کیں اور واقعات ماضی کو تحریری اشاعت کے ذریعہ نمائش کی زینت دی چنانچہ دکن کی موجودہ معتبر و مستند تاریخوں کے معاینہ سے اظہر من الشمس و بیّن من الامس ہے کہ مملکت آصفیہ میں محکمہ عدالت کی ایک نمایاں خصوصیت یہ ہے کہ برطانوی ہند کے باشندے انتظامی اور عدالتی اختیارات کی علحدگی کا مطالبہ جو برسوں سے کرتے چلے آتے ہیں اور حکومت نے اب تک اس مطالبہ کو منظور نہیں کیا وہ اس مملکت کے رہنے والوں کو عرصہ دراز سے حاصل ہے یہاں کی عدالتیں انتظامی حاکموں کے حلقہ اثر سے بالکل باہر ہیں جس کا نتیجہ یہ کہ یہاں کی رعایا

کے مابین تنازعات کا جو فیصلہ کیا جاتا ہے وہ خالص انصاف پر مبنی ہوتا ہے ان میں خارجی اثرات اور کسی اپنے پرائے کی ناجائز جنبہ داری کا خفیف سا دخل بھی نہیں ہوتا حکومت کے معین اور واجبی فرائض میں عدالت کو اس قدر بڑی اہمیت حاصل ہے کہ جس کے پوری طور سے تکمیل نہ پانے سے عالمگیر دشواری اور ناقابل تلافی نقصانات ہولناک وادی کی طرح راہ زندگی میں حائل ہو جاتے ہیں انہی تمام باریکیوں کے مدنظر حکومت آصفیہ نے تمام ضروری شعبوں کے ساتھ اپنی عدالت ہائے ملک کو دنیا بھر کی بہترین عدالتوں کے ہم پلہ بنا کر اس نازک سے نازک تر اور اہم سے اہم فرض حکومت کو ادا کر ہی دیا اس لئے کہ اگر دوسرے شعبوں میں کوئی جزوی نقائص ہوں بھی تو شعبہ عدالت کی عالمگیر افضلیت اس کے ہمہ گیر تصرف کی وجہ ان کی بڑی حد تک تلافی ہو سکتی ہے ۱۸۲۲ء تک اس عدالت کے محکمہ کا علحدہ کوئی وجود ریاست فرخندہ بنیاد حیدرآباد دکن میں نہ تھا مقدمات دیوانی معہ مالی کا فیصلہ مملکت کے صوبہ دار صاحبین وقت کیا کرتے تھے جو عہدہ داران مال گزاری اور حصہ ہائے خط سلطنت کے مدبران انتظامی بھی تھے اور فوجداری بلدہ کے متعلقہ فیصلے کوتوال شہر کے انہماک اور مصروفیت کا نتیجہ ہوتے تھے اضلاع میں عدل گستری کا عہدہ تماماً حکامان مال گزاری کے تفویض تھا سال ۱۸۳۱ء تھا کہ دارالسلطنت میں "دیوانی بزرگ" کے نام سے ایک عدالت قایم ہوئی اور اس کے سولہ برس بعد یعنے ۱۸۴۷ء میں "فوجداری بزرگ" کا قیام عمل میں آیا اور پھر اس کے ساتویں سال ۱۸۵۳ء میں ان دونوں پر صدر ایک "عدالت شاہی" قایم کی گئی اور رفتہ رفتہ اس کے دس برس بعد ۱۸۶۳ء میں جب کہ سارا ملک دکن اضلاع میں تقسیم ہو چکا تھا اس لئے ان کے بعض حصہ میں دیوانی عدالتیں بھی قائم ہو چکی تھیں ان میں فیصلہ مقدمات کا اختیار ہر تحصیلدار و تعلقدار متعلقہ کو تھا چنانچہ یہی طریقہ بندگان اقدس و اعلیٰ کی تخت نشینی تک جاری و ساری رہا اعلیٰ حضرت قدر قدرت نواب میر عثمان علی خان بہادر آصف جاہ سابع شہریار دکن و برار خلد اللہ ملکہ وسلطنتہ کے عہد فرخندہ عہد میں سارے مملکت حیدرآباد دکن کے انتظامات عدالت نے اس قدر وسیع پیمانے پر ترقی کی کہ آج اس کی نظیر برطانوی ہند میں بھی ڈھونڈھے سے نظر نہیں آتی ۱۹۲۱ء میں عہدہ داران مال سے عدالتی اختیارات بالکل علحدہ کر لئے گئے اور ممالک محروسہ میں ایک جدید نظام انصاف رسانی جاری کیا گیا "عدالت العالیہ کو جو ملک سرکار عالی کی کل عدالتوں پر فوقیت اور حق تصرف رکھتی ہے" "چارٹر" عطا ہوا اور ہائیکورٹ کی اپیل کی خاطر رعایا کے لئے ایک اور زینہ مہیا کر کے ایک جوڈیشل کمیٹی مقرر فرمائی گئی اور جوری کا ایک علحدہ طریقہ بھی رائج ہوا اور ایک عدالت خفیفہ بھی قیام پذیر ہوئی جس میں چھوٹے چھوٹے اور معمولی مقدمات بہت جلد فیصل پایا کرتے ہیں و نیز ایک انسپکٹر جنرل مقرر فرمایا گیا جو ملک میں وقتاً فوقتاً دورہ کر کے ماتحت عدالتوں کے چلتے رہنے والے کاروبار منفصلہ و غیر منفصلہ کی تنقیح کرتا رہے ہمارے ملک بھر کی عدالت کی تنظیم اس وقت ۹۹ - منصفین ۔ ۱۵ - ناظم ضلع - ۸ زائد ناظم پر مشتمل ہے اور ان کے علاوہ چار سیشن جج بھی ہیں اور عدالت خفیفہ کا بھی ایک زائد ناظم ہر عدالت کے ساتھ ایک اس کا متعلقہ قانونی کتب خانہ ہے۔ سمستانات پائیگاہ اور جاگیرات تحت سلطنت آصفیہ کی عدالتیں عدالت عالیہ سرکار عالی یعنے ہائیکورٹ کی زیر نگرانی ہیں۔

صمصام شیرازی

فہرست اسماء عزز اراکین عدالت العالیہ

(۱) عالیجناب نواب حیدر یار جنگ بہادر	میر مجلس
(۱) عالیجناب نواب ناظر یار جنگ بہادر	رکن
(۲) عالیجناب نواب اصغر یار جنگ بہادر	"
(۳) " راجہ بہادر بشیشور ناتھ صاحب	"
(۴) عالیجناب نواب مصاحب جنگ بہادر	"
(۵) " مولوی ابو سعید مرزا صاحب	"
(۶) " رامچندر نائک صاحب	"
(۷) عالیجناب مولوی جلیل الزماں صاحب	"

نظامت تعلیمات

(چاپل روڈ حیدرآباد دکن)

اس سر رشتہ کی کنہ حقیقت اور اس کے تمام شعبات ترقی پر اگر نظر بسیط کے ساتھ کافی غور و خوض کیا جائے تو درسگاہ کائنات کے ہر طالب علم پر یہ اچھی طرح واضح و روشن ہو رہے گا کہ سر رشتہ ہذا ملک کی ایک ایسی خدمت کا واحد حامل ہے جس کی دنیا میں انسان کو اس کے پیدا ہونے کے بعد سب سے پہلے ضرورت پڑتی ہے چنانچہ جب بچپن کے ابتدائی مراحل طے ہونے لگتے ہیں تو اپنی سمجھ کی ترقی کو محسوس کرکے اس کی جستجو بھری نظر اپنے ماحول پر پڑتے ہوئے اس کی فوری شناخت کو چاہتی ہے اس کا حیران اور ششدر دماغ ان اشیاء ظاہر کے معلومات کی فراہمی کے پورے پورے اسباب کی تلاش کرتا ہے اور حقیقت یہ کہ انسان کے بچپن کی حرکتوں پر کافی غور سے کام لیا جائے تو اس کے آنکھیں پھیر پھیر کر چاروں طرف دیکھنے سے اس کے بے تحاشا چلبلے اور تڑپتے ہوئے کروٹ یہ لینے سے اس کے بار بار رونے سے اس کے ہمک ہمک کر گودوں کی طرف ہاتھ بڑھانے سے اچھی طرح یہ ظاہر ہو سکتا ہے کہ اس کے ہر اشارہ میں اس کی ہر حرکت میں تحقیق و تدقیق کا ایک باب کھلا ہوا رکھا ہے چونکہ وہ تقاضائے سن کی وجہ بول نہیں سکتا اس لئے اس کا رونے دالا اشارہ اس کی گرسنگی کا پتہ دیتا ہے جسے سب سے پہلے اس کی ماں ہی سمجھ سکتی ہے اس کا چلبلی کروٹیں بدلنا بھی ایک فطری ورزش ہے اور اس قدرتی ڈیوٹی کو وہ اپنے ننھے سے قد اور کمزور ہاتھ پاؤں کے باوجود بھی نہایت مسرت اور خوشی کے ساتھ دن رات بلا کسی تھکاوٹ کے انجام دیتا رہتا ہے اس کا ہمک ہمک کر گودوں کی طرف

پڑھنا اس لئے ہے کہ وہ اپنے لئے راہ محبت کو ڈھونڈھے کیوں کہ محبت ہی ایک ایسی اہم انمول اور تقریباً ناممکن الحصول شے ہے جسے پاکر انسان اپنی عمر کی گزرنے والی منزلیں نہایت آسانی کے ساتھ طے کر سکتا ہے اس کی جدت پسند طبیعت اور علمی ارتقا کے منازل کی ڈھونڈھنے والی نظر ہر وقت ہر لحظہ اس کی ان تھک کوششوں کے ساتھ متلاشی رہتی ہے کہ اس کے علم میں ہر بدلنے والا گھنٹہ ہر آنے والا دن ہر تغیر پانے والی دنیا کی حالت نمایاں افزونی پیدا کرتی رہے۔ ثبوت اس کا یہ کہ جب تک وہ بولنے پر قادر نہیں ہوتا تب تک وہ اشیاء کائنات اس کے شیون و دیگر حالات پر تفصیلی خاموش مگر تحقیقی نظر ڈالتا رہتا ہے اس سے آگے بڑھکر جب گویائی کی ابتدائی طاقتیں اس میں پیدا ہونے لگتی ہیں تو وہ اپنی دیکھی بھالی ہوئی اشیاء کے مختلف نام رکھنے شروع کرتا ہے اگرچہ وہ اس سے بڑی سمجھ رکھنے والے کے لئے بالکل اجنبی آواز رکھتی ہوں لیکن یہ نام نہادی اس کے علمی ارتقا کے درجہ کی اعلےٰ قابلیت کا ایک بیش بہا اور گراں مایہ نمونہ ہے اپنی عمر کی اس دوسری منزل کو طے کرنے کے بعد وہ معرفت اشیاء کی تیسری وادی میں قدم رکھتا ہے یہ منزل اس کے لئے پچھلے سے زیادہ اہم اور دشوار گزار ہے مگر سمجھ کی ترقی کا یہ زمانہ چونکہ پرواز رکھتا ہے اور قدرت فطری اصول کی بنا پر اس کا نمایاں اظہار مقرر کر دیتی ہے اسی بنا پر وہ حالات عالم اور اشیاء کائنات کا نہایت سرعت کے ساتھ مطالعہ کرنے لگتا ہے اور اس تگ و دو کی دوڑ دھوپ کی ترقی کے بعد وہ اسباب مادی کے لحاظ سے اضافہ معلومات کا مستحق قرار پاتا ہے کیونکہ اس سے پہلی منزلیں اسرار قدرت کے لحاظ سے اس کی مادیت پر دلالت نہیں کرتیں پس بدیں وجہ وہ اس مقام پر مادیات کے پہلے زینہ کا گامزن سمجھا جاتا ہے ازاں بعد معلومات مزید کی اس کے لئے فراہمی کرنا اس کے ارباب مجازی کا اولین فرض ہے انفرادی حیثیت سے انسان کے رب مجازی اس کے ماں باپ ہیں ایک خاندان اور گروہ کا رب مجازی اس کا سرگروہ اور صاحب حکم و تصرف ہے ایک تعلقہ پرگنہ اور ضلع کا مجازی رب ان پر کلیتاً اقتدار رکھنے والا ہے ایک مملکت و سلطنت کا رب مجازی اس کا فرمان روا اور شہریار ہے جس کے ذمہ اپنے تحت تصرف خطہ زمین کی تمام انسانی آبادی کے حقوق انکے پیدا کرنے والے کی طرف سے مقرر ہیں ان کی زندگی کی تمام فائدہ مند ضرورتوں کے پورا کرنے کے اسباب کا بہم پہونچانا اس کا فریضہ زندگی ہے لہذا اس خصوص میں مملکت دکن کے سررشتہ تعلیم نے شہریار سابع آصف جاہ ہفتم خلد اللہ ملکہ و سلطنتہ کے دور فرماں روائی میں ایسی نمایاں اور بلند پایہ وسعت حاصل کی جس نے بالکل سچے معنوں کے ساتھ ملک کے گوشہ گوشہ کی ظلمت میں زینت رسا کی بسیط وادی میں ایک مفقود و نہ ہونے والا انقلاب پیدا کیا اور انسان کے لئے حقیقی زندگی کے حاصل کرنے کا ایک زرنگار علم بلند کیا اسی لئے یہ اُن تمام محکموں میں ایک ممتاز آن بان رکھنے والا سررشتہ کہا جاتا ہے جنھیں اس عہد میمنت مہد میں بڑی وسعت اور کامرانی حاصل ہوئی صفحات تاریخ کے اندراج کے دیکھنے سے یہ پتہ چلتا ہے کہ اعلیٰحضرت قدر قدرت بندگان عالی کی تخت نشینی کے وقت بلدۂ حیدرآباد دکن میں مدارس کی پوری تعداد (۱۰۳۶) تھی اور طلباء کی گنتی ۴۸۴۴۶۶ لیکن اب مجدہ حالات کے تغیر اور منازل ارتقا کی بلند پروازی کے بعد اب مدارس کی تعداد (۴۶۱۷) اور طلباء کی تعداد (۲۰۹۱۴۳) ہے اور ان تمام کے سالانہ مصارف تعلیم آج تقریباً (۱۳) لاکھ سے روز افزوں اور دن دونی ترقی کر کے ایک کروڑ کے لگ بھگ ہو گئے ہیں ان مدارس میں بعض ایسے ہیں جن میں کم عمر اور نوجوان

طلباء کی تعلیم ہوتی ہے اور اکثر مدارس وہ ہیں جن میں معلمین اور اساتذہ باضابطہ تعلیم پایا کرتے ہیں اور اس کے ماسوا اکثر ایسے زنانی مدارس بھی ہیں جن میں معلمات کو لڑکوں اور لڑکیوں کی تعلیم دیجایا کرتی ہے۔ [illegible] کے اس شعبہ تعلیم میں بھی نادار طالبات کو سرکاری اخراجات سے تعلیم دلائی جاتی ہے اور [illegible] کو بھی ان کی مزید تعلیم حاصل کرنے کی خواہش پر ان کے حسب خواہش انھیں کی [illegible] جاتے ہیں سنہ ۱۹۱۱ء میں (۱۴۸) ابتدائی مدارس لڑکوں کے لئے قائم [illegible] لڑکیوں کے لئے کھولے گئے تھے یہ تو سررشتہ ہذا کی ایک اجمالی کیفیت تھی اور [illegible] اندوز ہونے کے لئے سنہ ۱۹۱۱ء سے ماقبل کی تاریخ تعلیم پر چھپلی ہوئی نظر بھی ڈالی جائے تو [illegible] علمی کی پوری پوری قدر ومنزلت اچھی طرح ہوسکے گی جو ہز اگزالٹیڈ ہائی نس نواب سر میر عثمان علی خان بہادر آصف جاہ سابع جی۔ سی۔ ایس۔ آئی۔ جی۔ بی۔ ای سلطان العلوم نظام حیدرآباد و برار خلد اللہ ملکہ وسلطنتہ کے تابان و درخشاں دور فرمانروائی میں بڑی حد تک سرانجام پایا ہے۔

سر سالار جنگ نواب مختار الملک اول مرحوم نے سنہ ۱۸۵۴ء میں سب سے پہلے تعلیمی ادارہ جات کی بناء فرمائی اس لئے سررشتہ مذکور کی آج تک ہوتی رہنے والی ترقی خانوادہ نواب صاحب مذکور کی رہین منت ہے۔ سر سالار جنگ اول مرحوم نے اس مبارک اقدام کے میدان عمل میں اتر آنے کے بعد مرحلہ اول میں دار العلوم کے نام سے ایک مدرسہ قایم کیا جو صرف علوم مشرقیہ کا واحد مرکز تھا اور سررشتہ تعلیمات سنہ ۱۲۷۸ ف م سنہ ۱۸۶۹ء میں قایم ہوا اور سنہ ۱۸۸۳ء میں نواب سید حسین عماد الملک مرحوم سی۔ ایس۔ آئی۔ ناظم اور معتمد تعلیمات مقرر ہوئے نواب صاحب موصوف نے سررشتہ کی تنظیم وتشکیل میں نہایت مستعدی کے ساتھ نمایاں حصہ لیا اپنی نظامت کے ابتدائی زمانہ میں آپ نے ہر صوبہ میں سررشتہ تعلیم کا ایک مہتمم اور اس کے ماتحت ہر ضلع کے تعلیمی حالات کی نگرانی کے لئے ایک ناظر مقرر فرمایا اور اس کے ماسوا ہر مستقر صوبے پر ایک فوقانی مدرسہ اور ہر ضلع کے مستقر پر ایک وسطانی (مڈل) اسکول اور ہر آباد گاؤں میں ایک ایک تحتانی یعنے پرائمری اسکول جن میں چوتھے درجہ تک کی تعلیم ہوا کرتی ہے قایم فرما کر ثانوی اور تحتانی تعلیم کی تعمیم کے لئے خاص الخاص سہولتیں بہم پہونچائیں اور بلدہ حیدرآباد دکن میں آپ نے سٹی ہائی اسکول چھپر گٹی۔ چادر گھاٹ ہائی اسکول اور بعض امدادی مدارس فوقانیہ جیسے سینٹ جارجس گرامر اسکول، محبوبیہ گرلس ہائی اسکول اور آلسنٹس ہائی اسکول کو بھی نہایت اہتمام طبع کے ساتھ نمایاں ترقی دی اسی زمانہ میں حیدرآباد کالج مدرسہ عالیہ کے ساتھ ضم ہوا اور یہ ادارہ تعلیمی نظام کالج کے نام سے سلطنت کے گوشہ گوشہ میں موسوم ہونے لگا یہ کالج پوری سلطنت کے ادارہ ہائے تعلیم میں درجہ اول کہلاتا تھا اور مدراس یونیورسٹی سے ملحق۔ دار العلوم نے خاص طور پر پنجاب یونیورسٹی سے ملحق ہونے کے بعد بلحاظ تعداد طلبہ و کارکردگی علوم السنہ مشرقیہ میں نہایت نمایاں کامیابی اور ترقی حاصل کی ہے اور اسی طرح شعبات دیگر میں پیشہ ورانہ اور فنی تعلیم کے لحاظ سے جو دن دونی رات چوگنی ترقی ہوتی گئی وہ بھی محمدہ کافی اطمینان بخش رہی اس کے ماسوا حیدرآباد فرخندہ بنیاد دکن میں نارمل اسکول کی مکرر تنظیم کی گئی و نیز انجینئرنگ اسکول میڈیکل اسکول لا اسکول اور بعض دیگر مدارس بھی کھولے گئے چنانچہ سنہ ۱۲۹۲ ف م سنہ ۱۸۸۲ء میں اس قسم کے مدارس اور ادارہ تعلیمی و فنی (۱۰۶)

تخمیناً ... (۱۱۵۹۹) سے زیادہ طلبا زیر تعلیم تھے ۱۳۱۱ف کے اختتام پر جو تحتانی اور ثانوی مدارس تحسین
اور توسیع تعلیم کے قیام نظم و نسق و تعمیر سررشتہ تعلیمات کے انتظامی کاروبار کی تمامی اصلاح کے متعلق
مشیدہ تجاویز پیش ہوئی تھیں ان کی تشکیل ... تعلیمی پالیسی کے تعین کا سہرا نواب مسعود جنگ بہادر آنریبل نواب
مہدی یار جنگ بہادر ڈی سی ... کے سر ہے ... سررشتہ ... کے ہر شعبہ فنی و تعلیمی شعبہ میں
روز افزوں نمایاں ترقی حاصل ہوتی رہی اور ... اولاد وطن کو حصول تعلیم کا ذوق
اشتیاق پیدا ... مدارس و طلبا کی تعداد بڑھتی اور نہایت تیزی کے ساتھ بڑھتی گئی چنانچہ
سنہ ۱۳۴۱ف میں مدارس کی تعداد ... (۲۲۲۵) اور طلبا کی تعداد (۱۲۹۴۸) پائی گئی اس کے
نتیجہ ... تعلیم کی روشن ترقی کے مد نظر سنہ ۱۳۵۲ف میں (ساتھ) کالج تھے ... (۱۰۳) طلبا
... ہائی اسکول گنے جاتے تھے جن میں (۱۹۴۳۲) طلبا ... نہایت انہماک
اور ... ہوئے شوق کے ساتھ تحصیل علوم و فنون میں مشغول رہتے (۱۰۰۱) وسطانیہ مدارس تھے جن میں
(۲۵۰۰۰) طلبا علم ... حاصل کرنے میں مصروف و کھائی دیتے تھے اور ریاست دکن کے (۹۹۳)
تحتانیہ مدارس میں (۲۳۲۸۹) طلبا اور ... خاص مدارس میں (۴۲۵) طلبا زیر تعلیم تھے اس سال
غریب رعایا کے اطفال کو تعلیم دلانے کے لئے وظائف امدادی کی صورت میں (۹۰۸۵۳) روپیہ گراں
... صرف کیا گیا۔ اور تمام سررشتہ کی فیس وغیرہ کی آمدنی (۳۴۹۵۲۹) روپیہ ہوئی ابتدائی تعلیم پر
اس سال (۲۱۶۳۰۲۱) روپیہ خرچ ہوا اور تعمیرات پر (۲۸۳۲۷۰) اور وظائف تعلیمی پر (۳۲۳)
اس طرح سے جملہ مصارف سررشتہ تعلیمات پر (۸۰۴۹۹۰) روپیہ ہوئے۔ چنانچہ اعلیٰحضرت سلطان العلوم
کی علم نوازی کا ایک نمایاں اور کھلا ہوا ثبوت ہے اس کے ماسوا ... علمی فنی اور حرفتی کاروبار کو روز افزوں
ترقی یافتہ راہ پر گامزن کرنے کے لئے احکام نافذ فرمائے گئے ہیں جس کے متعلقہ اور تفصیلات حالیہ رعایا جو
ابھی تحت تنظیم میں آئندہ عرض کئے جائیں گے سررشتہ ہذا کی تنظیم و تشکیل عالیجناب مولوی سید محمد حسین صاحب
جعفری کے مبارک ہاتھوں کی بھی بڑی حد تک رہین منت ہے آپ آکسفورڈ یونیورسٹی کے بی۔ اے اور
حیدرآباد دکن کے ایک معزز جاگیردار خانوادہ تعلق کے چشم و چراغ ہیں آپ نے اپنی تعلیم سے فراغت
حاصل کرنے کے بعد ملک و مالک کی خدمت کے جذبہ کے مد نظر سررشتہ تعلیم کی خدمت کو اختیار فرمایا مہتمی
عثمان آباد و صدر مہتمی میڈک و نائب ناظم سررشتہ کی اعلیٰ کرسیوں پر یکے بعد دیگرے رونق افروزی فرماتے
ہوئے خدمات مفوضہ کو اس حسن و خوبی و کفایت شعاری و دیانت داری سے انجام دیا کہ جو صفحات تاریخ
پر بحروف زرین لکھے جانے کے قابل ہیں ان تمام خوبیوں نے بحیثیت رسا کے تحت زرین کو پالئے ہوا
دور ملتیہ کیا اور آپ نے آذر سنہ ۱۳۴۷ف کو خدمت نظامت تعلیمات کا جائزہ حاصل فرمایا خداوند عالم
کا لاکھ لاکھ شکر ہے کہ اب آپ کو سررشتہ ہذا کے افسر اعلیٰ ہونے کی حیثیت سے ملک و مالک کی خود مختارانہ
خدمتیں انجام دینے کا موقع بھی عنایات سلطانی سے حاصل ہوا۔

عثمانیہ یونیورسٹی

(اُردو جامعہ از گزیٹ حیدرآباد دکن)

آج بھی دنیا کے اہل عقل و فہم و ادراک اور ماہران تدبیر و سیاست اس امر کو متفق اللفظ تسلیم کئے ہوئے ہیں کہ کائنات کی موجودہ ہر شئے بلا کسی سبب اور بغیر کسی وجہ کے عالم وجود میں نہیں آئی چنانچہ علماء فلاسفہ اور حکماء نے اس پر مبسوط مقالے لکھے ہیں جن کی تفصیل کا اندراج اگرچہ خالی از دلچسپی نہ تھا لیکن بنظر تشفی ذوق ناظرین اس تفصیل کی طوالت سے گریز کی جاتی ہے اور کہنا یہ ہے کہ جب دنیا کی کوئی شئے بے وجہ اور بے سبب پیدا نہیں ہوئی تو پھر انسان جو ان سب اشیاء و مخلوق کائنات سے افضل و اعلیٰ اور اشرف کہا جاتا ہے کیونکر بے سبب بلا وجہ عبث خلق ہوگا۔ پیغمبر اسلامؐ نے حدیث قدسی کے تحت سبب خلقت کا ان الفاظ میں فرمایا ہے کہ ہماری اس موجودہ کائنات کا پیدا کرنے والا خدا ایک خزانہ مخفی تھا اور جب اس نے چاہا کہ میں پہچانا جاؤں تو اپنی کامل قدرت سے اس نے ساری خلقت کو پیدا کیا کہ یہ سب اس کی معرفت کو حاصل کریں معرفت کے صاف معنے پہچاننے کے ہیں پہچاننے کا یہ مطلب نہیں کہ اس کی کنہ حقیقت کو پوری طرح جان لے اس سے مقصد صرف یہ کہ کائنات کے تغیر اسباب کی فنا اور اپنی حیات و موت نیز ایسے ہی تغیر پاتے رہنے والے امور پر غور و فکر سے اپنے معبود حقیقی کی معرفت تک بحد امکان اپنی پرواز عقل کو پہونچائے اس لئے کہ یہ امر عقلائے زمانہ کا تسلیم کردہ ہے کہ انسان کسی پیدا کی ہوئی شئے کا اس کے تمام کنہ کا پورا پورا علم رکھنے پر قدرت نہیں رکھتا تو پھر خالق اشیاء کی تامہ معرفت کیونکر حاصل کر سکتا ہے مگر بمصداق علم شئے بہ از جہل شئے ماسوا اور کیفیات زندگی کے معرفت خدا کا حاصل کرنا بھی ضروری ہے لیکن یہ یاد رکھنا چاہئے کہ معرفت کائنات و خالق عالم بغیر حصول علم کے کسی طرح ممکن نہیں اس لئے کہا گیا کہ علم کا حاصل کرنا ہر مسلمان مرد اور اسلام لائی ہوئی عورت پر فرض ہے گو کہ یہ حکم مسلمانوں کے لئے آتا ہے مگر جامعیات اس کے یہ ہیں کہ جو تمامی خلقت کائنات کو گھیرے ہوئے ہیں ہمارے دیگر عقیدہ والوں کے لئے اور ہر انسانی نوع ہرگز یہ نہ خیال فرمائیں کہ یہ علم حاصل کرنے کا حکم صرف مسلمان مرد و عورتوں تک محدود ہے اور فرقہ بندی رکھتا ہے جیسے آج اسلام کے لفظ کے ساتھ ہونے سے ایک محدود مفہوم کے ساتھ تعبیر کیا جاتا ہے حقیقت حال موجودہ ماحول سے بالکل پرے ہے یہ ہے کہ اسلام کے معنی کسی کی اطاعت کے لئے اس کے سامنے اپنی گردن کو جھکا دینے کے ہیں جس سے بڑی حد تک انکسار کا انتہائی گہرا ہوا پتہ چلتا ہے پس اس لحاظ سے اگر اقوام عالم پر نظر غائر ڈالی جائے تو ان میں کا ہر فرد بشر ضرور بالضرور مسلمان ہے یہ کہنا کسی پر حملہ نہیں اور نہ ہی کسی کی توہین ہے کیونکہ بلا قید فرقہ و ملت ہر شخص اپنے اپنے موجودہ عقیدہ سے خواہ مذہبی حیثیت ہی سہی کسی اوتاری رشی یا پیغمبر کے آگے اپنا سر تسلیم ضرور خم کرتا ہے پس اس فعل سے وہ مسلم ہوا پس مسلم کے لفظ کو اس کے مشتق لفظ میں اسلام کہا گیا جو لغات زبان سے ثابت ہے لہذا اس طرح دنیا کا ہر فرد مسلم ہے گو مختلف حیثیت سے سہی یعنی کوئی محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ و آلہ کا مسلم ہے کوئی حضرت عیسیٰ اور موسیٰ کا مسلم کوئی حضرت زرتشت کا مسلم ہے کوئی بابا نانک و گورکھ ناتھ رامانج کبیر

کا مسلم کوئی کرشن جی مہاراج وگوتم بدھ حضرت سدھارت کا مسلم ہے کوئی خود ساختہ پتھر کے بتوں کا مسلم کوئی چاند سورج اور گوسالہ کا مسلم ہے کوئی شجر حجر (پتھر) اور ہنومان کا مسلم غرض کہ ان سب میں مادہ تسلیم موجود ہے اسی لئے ایک پیغمبر نے یہ بھی کہا کہ تعلیم کا حاصل کرنا اسلام لائے ہوئے مرد اور عورتوں پر فرض ہے. الغرض احکام تہذیب اور ضروریات زندگی کی پابجائی چونکہ نمایاں طور پر نہ تھی اور اکثر رعایائے مملکت بوجہ عدم میسری کیفیات آسایش درس وتدریس تعلیم وتعلم کے بحر ناپیدا کنار میں اپنے پورے انہماک کے ساتھ غوطہ زنی نہ کر سکتی تھی اس لئے ان کیفیات اہم پر غور فرما کر رعایائے مملکت کی تعلیمی سہولتوں کی خاطر ہمارے لئے حضرت شہریار سابع سلطان دکن خسرو اقالیم سخن خلد اللہ ملکہ وسلطنتہ نے اپنے نام نامی واسم گرامی سے موسوم ایک علمی جامعہ قایم فرمایا جو جامعہ عثمانیہ کے نام سے رعایائے سلطنت میں زبان زد خاص وعام ہے یہ محکمہ تعلیمات سے بالکل جدا ایک ادارہ ہے اور اپنے خصوصیات تعلیمی وتدریسی کے اعتبار سے اس دور فرخندہ عہد عثمانی کا نہایت شاندار کارنامہ ہے اس نے اپنے وجود میں آنے سے اب تک صحیح معنوں میں گرد وپیش کی دنیا کے آگے ایسے اتحاد عمل اور ذہنی ترقیوں کی شاہ راہ کھول رکھی ہے اور اس میں نہایت تیزی کے ساتھ وہ کمال پرواز بھی پیدا کیا کہ جس کے جاری و ساری فیض سے صرف نزدیک ہی کے نہیں بلکہ دور دراز کے طالبان علم بھی ہدایت جانفزا پانے لگے ہیں اس کے قیام کا فرمان واجب الاذعان شاہی ۲۰ ذی الحجہ ۱۳۳۶ھ کو نافذ ہوا تھا اس کے قیام سے قبل ملک کی اعلےٰ تعلیم کی ضروریات کی تکمیل صرف دو درسگاہیں کرتی تھیں ان میں سے ایک تو دارالعلوم ہے جہاں علوم مشرقیہ ہی سکھائے جاتے ہیں دوسرا نظام کالج جو اپنی نوعیت میں مدراس یونیورسٹی سے بالکل ملحق ہے جامعہ عثمانیہ کے قیام نے اپنے وجود کے بعد اپنے لئے ایک دارالترجمہ کو بھی پیدا کر لیا تاکہ جملہ علوم وفنون کی معیاری اور درسی کتب کا ترجمہ جامعہ کی مادری زبان اردو میں ہو چنانچہ یہ مقصد نہایت کامیابی کو پہونچا اور اب تک دارالترجمہ نے "۲۶۶" کتب السنہ مختلف کے ترجمہ شایع کر دئے ہیں اور "۸۷" کتب متفرق زیر ترجمہ ہیں اور "۴۲" ترجمہ ہو کر نظر ثانی کے لئے رکھی ہیں اور اس وقت تک ہمارے جامعہ نے ایک مقرر کردہ کمیٹی کے ذریعہ مختلف علوم کے اصطلاحات جو وضع کی ہیں ان کی تعداد "۴۰۰۷۲۳" تک پہونچی وتیز اس کی روز افزوں مساعی بھی جاری ہے اس مبارک جامعہ تعلیم میں تدریس وتعلیم کے جملہ کاروبار اپنے تمام شعبوں کی معیت میں ۱۹۱۸ء سے شروع ہو گئے اور کلیہ نے اسی سال سے شعبہ کلیات فنون ودینیات کے سال اول کی تعلیم بھی شروع کر دی اور اس کے ساتھ ساتھ مجموعی کوششوں کی بناء پر چھ سال کے اندر اندر ہی ساری بالاتر جماعتوں کا جن میں ایم اے۔ اور ایل ایل بی وغیرہ بھی شامل ہیں اضافہ کر دیا یہ عہد فرخندہ عہد عثمانی کا ایک بیش قیمت اور گرانقدر خزانہ ہے جو تشنگان آب حیات علم کے ہاتھ آیا یا یوں کہئے کہ یہ گراں مایہ نمایاں قدرت نے آصف جاہ سابع خلد اللہ ملکہ کی دور فرمانروائی میں اجرا پانے کے لئے مختص کر رکھی تھی کلیہ جامعہ کا اشتیاق اپنی جذبات منتقدی میں وہ نمایاں حوصلہ رکھتا ہے کہ جن کے اظہار کے لئے مناسب الفاظ کی بندش کرنے کو گھنٹوں ہی چاہیئے ہیں دن بھر کے پورے پورے اوقات میں کام کرنے والے اساتذہ کی تعداد اس وقت "۱۳۴" ہے جن میں "۳۸" پروفیسر ہیں اور "۴۴" ریڈر اور بقیہ لکچرار ان سب کے سوا جزئی وقت کے لئے خطیب بھی مقرر ہیں اور اس وقت جامعہ کے مختلف شعبوں

میں تعلیم پانے والے طلبہ کی تعداد تادم تحریر ہذا مجموعہ "۳۱۷" سے متجاوز ہوچکی جس کی مسرت کے مزے ہمارے دل سے پوچھیے کہ کیسے اٹھا رہا ہے کیوں نہ ہو یہ ایک محبت وطن کا جذبہ ہے اور ہمارا لازمی شعار یہاں کے کامیاب شدہ طلبا نے اپنی خداداد ذہانت اور اپنے شہریار کی دن دونی اقبال مندی کی بدولت انگلستان اور دوسری جامعات میں پیدا کرنے والے کا شکر ہے کہ نمایاں امتیاز کی حیثیت حاصل کرلی ہے ہمارے ملکی جامعہ کے طلبا بعض شعبوں میں طیلسان یا بی اے کی فراغت کے بعد اپنے اپنے ذوق کے لحاظ سے تحقیقاتی کام بھی کررہے ہیں یہ سب موجودہ فرماں روائے دکن کی بحر جود و سخا کے جاری شدہ چشمے ہیں اس لئے ہمارا سر توں کی سے مجبور اٹھتا ہوا چھوٹا سا مگر حساس دل اپنی نحیف و ضعیف آوازوں کو یوں بلند کرتا ہے کہ "ہوں ترقی پہ دولت و اقبال" شہ سلامت رہیں ہزاروں سال" ہمیں یقین قوی ہے کہ اس تحریری دعا کے مطالعہ کے بعد ارباب ملک ارکان سلطنت عمائدین حکومت و رعایائے ملک و حامیان ملت اس کی تائید میں متفق اللفظ یہ پکار اٹھیں گے کہ "این دعا از من و از جملہ جہاں آمین باد"

مدارس عالیہ (فتح میدان حیدرآباد دکن)

یہ دنیا جیسے کہ عالم وجود میں آئی اس وقت سے تاحال جس قدر عقلا گزرے ان سب نے بالاتفاق یہی کہا کہ دنیا میں آنے کے بعد انسان کا سب سے پہلا فرض یہ ہے کہ وہ علم حاصل کرے کیونکہ بغیر اس کے وہ زندگی گزارنے کے قابل نہیں بنتا اور نہ انسان کہلا سکتا ہے اس مقام پر اگر لفظی گرفت کے لحاظ سے یہ کہا جائے کہ آج پر دۂ عالم پر زیادہ تر تعداد جہال کی ہے تو پھر وہ کیسے اور کس طرح اپنی اپنی زندگی کے وسیع سے وسیع تر اور دشوار گزار وادیوں کو طے کر رہے ہیں؟ اس لئے قبل ہی سے اس کی صراحت یوں کردی جاتی ہے کہ علم کے جدا جدا شعبات ہوتے ہیں ان شعبات کی تفصیل سے پہلے ضروری یہ امر ہے کہ لفظ علم کی تعریف کردی جائے علم کے معنے جاننے کے ہیں اور جاننے کا یہ مفہوم نہیں کہ صرف دس بیس ہزار کتابیں پڑھ لی جائیں دس پانچ ہزار بہتر سے بہتر مضمون لکھے جائیں یا دو چار دس بیس تصانیف کرلی جائیں بلکہ اس سے آگے بڑھ کر علم کے معنے نہایت وسیع ہیں اور وہ یہ کہ اگر کوئی شخص موقعی حالات کے لحاظ سے بغیر لکھنا پڑھنا سیکھے ہوئے بہتر سے بہتر طریقہ پر بات چیت کرنے پر قدرت رکھتا ہے تو وہ اس کا عالم ہے اور اگر کوئی جاہل بھی قیافہ شناسی میں مہارت رکھتا ہے تو وہ اسی قدر عالم ہے۔ اگر کسی شخص کو تجارت، صنعت، نجاری، خیاطی وغیرہ فنون پر عبور حاصل ہے تو ہر وہ شخص اوس کا یقیناً عالم کہلائے گا لیکن لکھے پڑھے اور مذکورہ اہل غیر لکھے پڑھوں میں فرق صرف اس قدر ہے کہ وہ اوس قانون نازل شدہ سماوی کو نہیں سمجھ سکتے جن کی بدولت انھیں شعبات مذکورۂ صدر کے فائدے حاصل ہوئے چنانچہ اسی لاعلمی کی وجہ انھیں عرف عام میں جاہل کی لفظ سے یاد کیا جاتا ہے نہ کہ جہل ترکیبی اس لئے کہ جاہل مطلق اسی کو کہہ سکتے ہیں کہ جو کسی امر کو اس کے نتیجہ

کوکسی شعبہ کو اس کے حالات کو اجمالاً یا تفصیلاً نہیں سمجھ سکتا اس بیشمار معنی خیز مطلب کو شاعر نے صرف دو مصرعوں میں ادا کر کے دریا کو کوزہ میں بند کیا ہے شعر: آن کس کہ نداند و بداند کہ بداند ؛ در جہل مرکب ابد الدہر بماند۔ یعنی جو شخص کچھ بھی نہیں جانتا اور اس پر اپنے خبث باطن اور غباسیت کی وجہ یہ سمجھتا رہتا ہے کہ میں بھی کچھ جانتا ہوں تو وہ ہمیشہ کے لئے جہل کی ضلالت میں پڑا رہتا ہے لہذا ان کیفیات کے مدنظر خلقت عالم کا فرض یہ ہوا کہ وہ [illegible] تو بھی ضرور حاصل کرے اس لئے کہ اس سے زندگی کے شعبات کے گزرنے میں مدد ملنے کے علاوہ اپنے پیدا کرنے والے کی معرفت کا حاصل کرنا بھی ہے ان تمام حاجتوں کے پورا کرنے کے لئے ہماری معزز حکومت نے اپنی قلمرو میں مختلف تعلیمی ادارے قائم کئے جن کے بحر فیوض سے متمتع ہو کر خلقت ملک جہالت کی موت سے نجات پاتی ہے ان اداروں کے متعلق اس ڈائرکٹری کے دوسرے صفحات پر مضامین لکھے ہوئے موجود ہیں اس مقالہ میں صرف مدرسہ عالیہ کے تشکیلی حالات تحریر کرتے ہیں یہ مدرسہ (عالیہ) ہندوستان کے ایک اعلےٰ مدبر اور [illegible] دکن کے وزیر اعظم نواب سالار جنگ اول مختار الملک مرحوم و مغفور کا قائم کردہ ہے آپ نے اس مدرسہ کی بنا شرفا کے بچوں کے [illegible] کی بہتری بنا بر ایں حکومت دکن کے اکثر امرا و شرفا زادے اس مدرسہ سے بحر علوم [illegible] کر کے فارغ التحصیل ہوئے اور بفضل ایزدی ہوتے جاتے ہیں اس مدرسہ کی تنظیمی حالت ہر ایک چھوٹی بڑی ضرورت کے لحاظ سے نہایت اعلےٰ پیمانہ پر ہے جس کی پوری پوری تفصیل کرنا محض باعث طوالت ہے اس لئے کہ بے شک ہر فرد بشر تقریباً اس کی پوری واقفیت رکھتا ہے اس مدرسہ کے پرنسپل مسٹر ڈبلیو اسکوائرس ہیں جن کی زیر نگرانی اس مدرسہ نے اپنی کامیابی کی پوری منزلیں طے کیں آپ طالب علم طبقہ کے سچے دل سے ہمدرد ہیں آپ کی اعلےٰ دماغی کا یہ نتیجہ ہے کہ مدرسہ کی تعلیمی شعبات میں تمام تر دلچسپیوں کے لحاظ سے وہ نمایاں اضافہ ہوا جس کی وجہ طلباء کو بھی آپ کی ذات گرامی سے بیحد و انتہا الفت پیدا ہوئی غرض علم و فضل و کمال سیاست و تدبر کا لحاظ کرتے آپ صف اساتذہ میں اعلےٰ درجہ رکھتے ہیں

سٹی کالج (پل مسلم جنگ حیدرآباد دکن)

انسان کی حالت پیدائش کے بعد سے عالم شباب کے آغاز تک جو کچھ بھی ہوتی ہے اس سے خصوصاً صاحبان اولاد اور عموماً ہر کس و ناکس ہم سے بھی زیادہ واقف ہے کہ اس زمانہ میں وہ اپنے بزرگوں کی کن کن ذمہ داریوں کا محتاج ہوتا ہے ہم جہاں تک غور کرتے ہیں یہی پتہ چلتا ہے کہ اسے اس دور میں صرف تعلیم و تربیت ہی کی اہم ضرورت ہے اور یہ وہ حاجت ہے جو زمانہ موجودہ میں بہتر سے بہتر طریقہ پر پوری ہوتی نظر آتی ہے اور یہ صورت حال آئندہ کے لئے بھی ایسے خوشگوار مسرت افزا اسباب کو پیدا کر رہی ہے جو مستقبل [illegible] کے قومی حال ثابت ہو چکے فی الوقت دنیا میں عام طور سے یہ وبا پھیلی ہوئی ہے کہ بعض خلقت مملکت مجبوراً بوجہ عدم میسری اسباب تحصیل علم و فن سے بے بہرہ ہو کر قید جہالت میں اپنی عمر عزیز

گرفتار رکھنا پسند کرتی ہے ان کے حیات کی پستی فقدان علم کی وجہ سے ہے [illegible]
[illegible] ملک بیرونی ثابت ہوئی کہ جو انسان کی زندگی کو جامہ حیات نہیں پہنا سکے یا جو وجود میں [illegible]
جیسا کہ کہا بھی گیا " جاہل زندہ آدمیوں کے درمیان مانند بستر مردہ کے ہے" پس ان اہل فہم و ادراک کو چاہیئے [illegible]
اپنی اولاد کو [illegible] اوائل عمری سے زمانہ شباب تک تعلیم و تربیت کی تدابیر کے تحت نہایت مستند [illegible]
کہ حقیقی [illegible] جو ان کے ذمہ ان کے پیدا کرنے اور پالنے [illegible] کی جانب سے عائد [illegible]
اور اسی [illegible] ملک ارباب حکومت و سلطنت کو بھی چاہیئے کہ وہ اپنی غریب اور [illegible]
رعایا کے بچوں کو جو وہ اپنی کثرت افلاس عسرت و فلاکت کی خوفناک وحشت خیز گرفتاری [illegible]
کیفیت کے تحت پورا نہیں کر سکتے ان کی تعلیم و تربیت اور درس و تدریس اپنے [illegible] اسباب [illegible]
کی پوری پوری ضروریات کے ساتھ نہایت فراخ دلی اور کشادہ پیشانی سے پورا کریں کہ اس سے [illegible]
ہوتی رہنے والی ایک تو رعایائے مملکت کی اکثریت کو زیادہ کرے گی دوسرے [illegible]
کرنے سے ہر آنے والے دور میں ملک و ملت کی اعلیٰ سے اعلیٰ خدمتیں نہایت بہتر سے بہتر طریقہ پر پورا کریں گے
اس لئے کہ [illegible] دل میں نہایت [illegible] کیفیت کے ساتھ [illegible] ہوگی [illegible]
ترقی یافتہ دماغ [illegible] ہر آن [illegible] سازیوں میں کامیاب [illegible] کریں گے پس [illegible]
ملک و رعایائے مملکت کی بھلائی کے لئے ہماری فیاض گورنمنٹ نے ملک کے ہر گوشہ گوشہ میں بڑے سے بڑے
ادارہ ہائے تعلیمی قایم فرمائے جو ایک بڑے وسیع محکمہ نظامت تعلیمات کی ماتحتی میں اپنے فرائض درس و تدریس
کو نہایت خوشگوار طریقہ پر بڑی فراخدلی کے ساتھ انجام دے رہے ہیں اس وقت عنوانی عبارت کے لحاظ سے قابل
ذکر سٹی کالج ہے جو اندرون بلدہ حیدر آباد دکن ایک قدیم درسگاہ ہونے کے علاوہ مدتوں سے ملک و مالک کی
بہتر سے بہتر طریقہ پر نہایت شاندار خدمتیں کرتا چلا آ رہا ہے جو اپنی ہمہ گیر خوبیوں کے مدنظر شعبہ تعلیم کی صف اول
میں شمار کیا جانے لگا یہ کالج جس میں آج ایف اے تک کے درجوں کی اور [illegible] چھوٹی اور ابتدائی جماعتوں کی تعلیم
دیجایا کرتی ہے اس سے قبل محلہ پتھر گٹی پر نواب سالار جنگ بہادر کی ملکی ایک پرانی وضع کی شاندار اور وسیع
عمارت میں واقع تھا اس وقت اس کالج کو عام و خاص افراد ملک مدرسہ فوقانیہ [illegible] (ہائی اسکول) کے نام سے
موسوم کیا کرتے تھے جس میں انٹرنس یا میٹرک تک کے درجوں کی درس و تدریس تعلیم و تربیت ہوا کرتی تھی اسی
تعلیمی انحطاط کے دور میں اس بے ذوقی کی گمدر اور پھیلی ہوئی فضا میں اس مبارک ادارہ تعلیم نے اپنی حسن تدبیر
سے ملک کی ایسی ایسی اہم اور دشوار سے زیادہ دشوار خدمات انجام دی جو آج تاریخ دکن تو کیا بلکہ غبطہ پیدا
کرنے کی خاطر تاریخ عالم کے زرین اور سبق آموز صفحات اول پر بیش المول نگینہ کے نہایت بڑھتے ہوئے اہتمام و
انتظام کے ساتھ جڑی جانے کے قابل ہے لہذا اپنی تمام جامع خصوصیات اور روز افزوں ہونے والی
خوشگوار حالتوں کے نڈر پا دینے والے تقاضہ کی وجہ اور عطوفت کمال ذات شاہانہ کے مدنظر ارباب حکومت
و سلطنت نے اس فوقانی ادارہ تعلیم کو ایک ایسا نمایاں سے نمایاں تغیر دیا کہ وہ ارباب ملک کی نظر میں کالج کا
روپ لئے ہوئے ظاہر ہو پڑا جس میں فوراً میٹرک سے آگے بڑھ کر ایف۔ اے کی تعلیم تک کے وسیع درجہ قایم ہوئے
چنانچہ اپنی جامع ضروریات کی روز افزونی سے جب پتھر گٹی کی عمارت ناکافی ثابت ہوئی تو عدالت العالیہ

یعنے ہائیکورٹ کے پار کی نہایت شاندار وسیع عمدہ اور نفیس عمارت میں جو لاکھوں کی تعداد کے زرکثیر و صرفہ بیہ کے خزینہ سے متصل اسی واحد مقصد کے لئے تیار ہوئی تھی منتقل فرمایا گیا چنانچہ اس عمارت میں تبدیل پانے کے بعد اس ادارۂ تعلیمی نے کارکنوں کی بڑھتی ہوئی مستعدی اور جانفشانی سے خدمات ملک و ملت میں اور بھی دن دونی رات چوگنی ترقی اختیار کرلی شروع کی جو تا دم تحریر ہذا نہایت سرعت کے ساتھ جاری ہے یہ سارا حسن انتظام زیادہ تر مولوی سید محمد اعظم صاحب ایم۔ اے آکسن کے افکار گہربار کا رہین منت ہے آپ نے ۲۷ آذر سنہ ۱۳۳۵ف کو ادارۂ ہذا کا جائزہ مولوی فضل محمد خاں صاحب ایم۔ اے کینٹب سابق پرنسپل و گزشتہ ناظم تعلیمات سے حاصل فرمایا جسے آج ۱۹ سال کا طویل عرصہ ہوتا ہے۔

جاگیردار کالج

(بیگم پیٹھ حیدرآباد دکن)

دنیا کا یہ قاعدہ ہے کہ ہر شخص اپنی اپنی حیثیت کے افراد سے میل جول رکھتا ہے اور اپنے کم درجہ کے افراد سے اکثر اوقات خلا ملا اور ارتباط تو کجا بلکہ ملنا تک پسند نہیں کرتا یہ خیال ایک ایسا خیال ہے جو اثرات ماحول دنیا کے لحاظ سے لازمی و ضروری ہے اس لئے کہ کند ہم جنس باہم جنس پرواز، کبوتر با کبوتر باز با باز سے یہ نتیجہ مرتب ہوتا ہے کہ جب انسان خلقت وجود پا کر دنیا میں آنے کے بعد مالی، سیاسی، تمدنی، اور معاشی، حیثیت سے جدا جدا مدارج پر رہ کر اپنی زندگی کی دوروزہ راہ کو کاٹتا ہے تو اسے چاہئے کہ وہ اپنے حالات کے اعتبار سے وہ اپنی تمام زندگی کے کیفیات کی بنا پر انھیں سے کثرت کے ساتھ ملے جلے اور ایسے ہی افراد سے ارتباط قایم کرے اور اس ارتباط کو زیادہ بھی کرتا جائے جو اس کی زندگی کے تمام شعبات کی تکمیل کے ساتھ اون کے ہم پلہ ثابت ہوں اس لئے کہ سوائے اس کے انسانی معاشرت کے مدارج طے نہیں ہوسکتے اور اگر گزرتے بھی ہیں تو اس طرح کہ ان میں آئے دن ہر گھڑی اور پل میں ناخوشگوار باتیں پیدا ہونے لگتی ہیں اور اس کے وسیع میدان کے عبور سے پہلے یہ تعلقات اتحاد و اتفاق نہایت بری طرح سے ٹوٹتے اور شکستہ ہو جاتے ہیں ان چھوٹی سی چھوٹی مگر نہایت اہم نتیجہ پیدا کرنے والی باتوں پر انسان اگر نظر بسیط کو دوڑاتا رہے تو کوئی وجہ نہیں کہ اس سے مفید معلومات پیدا نہ ہوسکیں لیکن آج انسانی فطرت اور اس کا ذوق طبع اس کا متقاضی نہیں کہ ان ساری چیزوں پر غور و فکر کیا کرے جس سے اوس پر معلومات کے چند در چند ابواب کھلتے جاتے ہیں اس قسم کے ذوق کا نہ ہونا محض اسی وجہ سے عالمگیر پھیلاؤ کرتا جا رہا ہے کہ شجر انسانیت کے نکلے ہوئے حالیہ ثمر مذہبیت سے بے بہرہ نظر آتے ہیں اور مذہب ہی ایک ایسی شے ہے جس کی تعلیم حاصل کرنے سے وہ دنیا کے مدبر، سیاس، صاحب خرد و فراست بن سکتے ہیں چنانچہ انھیں ضروریات سے آگاہ ہونے کے لئے کہا گیا کہ علم کا حاصل کرنا کائنات کے مرد اور عورتوں کا پہلا فرض ہے ان امور کے باوجود بھی آدم زاد نے انسان بن کر زندگی بسر کرنے کی کوشش نہیں کی اس لئے حکومتوں نے خود ایسے

اسباب پیدا کئے کہ جس کی وجہ خلائق کو حالات معیشت کی تنگی کے پیدا ہونے والے خوف کی وجہ اس ابتدا کو جبراً قہراً اپنا فرض منصبی بنانا پڑا اور اس کی گرفت میں مبتلا ہونے سے ان کے دماغوں میں جدت کی بڑھتی ہوئی تراش ہوئی اور اس کے نتیجہ کے اثر کے سبب وہ اپنے قلوب میں درس و تدریس کا شوق پانے لگے چنانچہ اس شوق نے اس حد تک ترقی کے منازل طے کئے کہ ابتداءً ان منازل شوق کے پورے ہونے کے بعد ان کے قلوب میں اس نے اچھی طرح گھر کر لیا تو پھر توجہ دلانے کی کوئی ایسی اہم ضرورت نہ رہی اور وہ خود ہی حالات کے تجارب سے اپنے فوائد نافعہ کو نمایش علم کی بدولت محسوس کرتے ہوئے اپنی روزمرہ زندگی کے منازل ارتقا کو نہایت بلند پروازی کے ساتھ طے کرنے لگے یہاں تک جو کیفیتیں تحریر کی گئیں ایسی تھیں کہ جو دنیاوی کیفیات کے پورے پورے اجمال کی تفصیل ہوتی تھیں لیکن اس مقام پر چونکہ ہمیں شعبہ تعلیم کی حیثیت سے حیدرآباد دکن کے متعلق کچھ تحریر کرنا ہے مثل واقعات مندرجہ بالا کے ہماری ریاست عالیہ دکن میں ان ضروریات انسانی کی بجا آوری نہایت تیز پروازی کے ساتھ ہو رہی ہے اور اسی کی خاطر مملکت کے ہر حصہ میں ہر حیثیت کی خلقت کے اطفال کے لئے ایک علحدہ درسگاہ قایم ہے جو ان کے پوزیشن اور ان کی مالی اقتصادی تمدنی معاشرتی حالت کے لئے مناسبت رکھتی ہے وہ اس طرح کہ غریب طبقہ کے لئے تعلیم و تدریس کے ادارے علحدہ ہیں متوسط طبقہ کے علحدہ اعلیٰ طبقہ کی تعلیمی درسگاہ اپنی نوعیت کا لحاظ کرتے بالکل مختلف چنانچہ ہماری مملکت کے طبقہ اعلیٰ کے لئے ایک ایسی درسگاہ قایم ہے جو ان کی آن بان اور شان کے مدنظر نہایت مناسب و موزوں ثابت ہو رہی ہے اس مدرسہ کو انگریزی اصطلاح میں نوبلس کالج کے نام سے موسوم کرتے ہیں اور اردو زبان میں اس کو جاگیردار کالج کہا جاتا ہے اس کا محل وقوع بیگم پیٹھ ہے جو دارالسلطنت حیدرآباد دکن سے تقریباً دس میل کے فاصلہ پر ضلع اطراف بلدہ کے حدود میں واقع ہے یہ مدرسہ ظل اللہ کے عہد میمنت عہد میں قایم ہوا جس کی اس روشن دور کا لحاظ کرتے ہوئے مملکت دکن کو سخت ضرورت تھی یہ کالج تنظیمی تمام خوبیوں کے نظر کرتے اپنے مفوضہ کاروبار کو اس قدر تندہی و جانفشانی سے انجام دیتے ہوئے علوم مختلف کے دریا بہا رہا ہے کہ جس کی کماحقہ تفصیل و تعریف بنظر طوالت مضمون اختصار کی لفظوں سے بدل دی جاتی ہے یہ اس مدرسہ کے صدر یعنے پرنسپل مسٹر ڈیو رانڈ انجہانی کے افکار عالیہ کا پھل پیدا کرنے والا نتیجہ ہے جس سے ملکی ارباب دولت کے نومولود ثمر اور چمنستان شباب میں نیا قدم رکھنے والے انسانیت کے پیکر بڑھتی ہوئی تیزی کے ساتھ فائدہ اٹھاتے ہوئے اپنی حیات کی منزلوں کو شاندار کامیابی کے ساتھ طے کر رہے ہیں اور اس مدرسہ کے وجود سے جاگیرداروں کے اطفال کو تعلیم حاصل کرنا لازم ہو گیا۔ موجودہ صدر بھی ان تمام مذکورہ صدر خوبیوں کے علاوہ نہایت وسیع الاخلاق، ذی علم، صاحب مروت، وفاکیش اور بردبار ہیں آپ کی زندگی کا ہر لمحہ جو اپنے اندر کمالات کے خزانہ کو پوشیدہ رکھتا ہے یہاں کے دیگر اساتذہ کے لئے نمونہ عمل ہے۔

مدرسۂ اعزہ

(ملک پیچ حیدرآباد دکن)

ہمارا شہر حیدرآباد مملکت کی ضروریات کے ہر شعبہ میں انتہائے کمال کو پہونچا ہے رعایائے دکن کی اعلےٰ سے ارفع یہ خوش نصیبی ہے کہ اونھیں اون کے پیدا کرنے والے نے ایسا سلطان نوشیروان خصال و حاتم صفات عطا فرمایا کہ جو خلقت نوازی، رعایا پروری فرض شناسی، و بہبودیٔ رعایا بہی خواہی ملک و ملت سیاست، تدبر، تدبیر و حکومت کی وادی میں پورے دور کے چکر کاٹنے کے بعد اپنے پرواز کرتے ہوئے عمل کی بنا پر آج صف سلاطین عالم میں فرید روزگار ہے جس کی بیدار مغزی کی وجہ ملک دکن کے ذرہ ذرہ اور چپہ چپہ نے ایسی نمایاں ترقی کی کہ وہ سب ایک آن اور پلک جھپکانے میں گل ہائے گلزار بن گئے اور حقیقی فید بات تھی کے ساتھ ظاہر کرنے کے قابل ایک اور بات یہ بھی ہے کہ ہماری مملکت کے عمائدین بھی اپنی بیدار مغزی کے لحاظ سے نہایت درجہ قابل تعریف ہیں کہ انھوں نے اپنے شعبات تفویضی کے جملہ کاروبار کو اس عمدگی اور مستعدی و جانفشانی کے ساتھ انجام دیا کہ جن کے فرحت بخش نتائج کو ایک جا جمع کیا گیا تو وہ ایک سلطنت کی لئے اعلےٰ سے اعلےٰ تنظیم کہلائی اور اپنے متفق ہو جانے کے لحاظ ایک تختہ گلزار کیا بلکہ ایک ایسا عالیشان قصر زیر دین ہو گیا کہ بہشت شداد کو بھی ڑھتی ہوئی بات دینے کے قابل ہے ہماری سلطنت کے جامع حالات کی جملہ تفصیل جہاں تک ممکن ہو سکا ہم نے صفحات ڈائرکٹری پر درج کر دی ہے اس مقام پر مقالہ ہذا میں ہم صرف مدرسہ اعزہ کے متعلق اپنے معلومات کو پیش کرنا چاہتے ہیں یہ مدرسہ شرفائے حیدرآباد کے لئے قایم ہوا تھا اس میں صرف مرشد زادے اور اکثر امرا زادے تعلیم پاتے تھے مگر فی زمانہ اس کی قید باقی نہیں رہی اس مدرسہ کے صدر نشین نواب سر نظامت جنگ بہادر ہیں اور پرنسپل مولوی شیخ علی حسین صاحب ہیں مولوی صاحب موصوف سے پہلے اس مدرسہ کے عہدہ پرنسپلی پر کوئی مسلمان فرد فایز نہ تھا آپ ہی وہ پہلے مسلمان ہیں جنھیں اس مدرسہ کی صدارت کی عزت حاصل ہے جب سے آپ نے اس کے تمام انتظام کو اپنے ہاتھ میں لیا ہے مدرسہ کے شعبات تعلیم نہایت تیز پروازی کے ساتھ مدارج ارتقا کو طے کر رہے ہیں اس لئے آپ کا یہ زمانہ صدارت نہایت کامیاب صورت حال رکھتا ہے جس سے تقریباً سررشتہ تعلیم کا ہر فرد بشر بخوبی واقفیت رکھتا ہے آپ نے اپنی قابلیت خداداد اور مہارت تامہ ذکاوت فطری کے لحاظ سے میدان علم و عمل میں وہ کام نمایاں فرمائی ہیں کہ جس کے چرچے آئے دن کہہ و مہہ کی زبان پر رہتے ہیں غرض آپ اپنے علم و فضل و کمال کے باوجود حلیم الطبع، سخن سنج، فرض شناس، ملک و مالک کے بہی خواہ، خصوصاً سررشتہ تعلیم کے لئے ایک نعمت غیر مترقبہ فرد ہیں۔

مل کر کام ...
... زندگی بسر کرنے کی کوشش نہیں کی اس لئے حکومت ...

کتب خانہ آصفیہ

(متصل گنج حیدرآباد دکن)

دنیا اسی وقت دنیا کہلائی گئی جب کہ اس میں کوئی مخلوق آباد ہو ورنہ جب تک ہم سے پہلے عالم ...
ں خداوند جل وعلا نے آسمان و زمین آفتاب و ماہتاب ستارہ و سیارہ آب و باد و عناصر کو خلق فرمایا ...
لی خلقت کے عدم وجود سے اس خاموش نظام مملکت کو کسی نے دنیا کے نام سے موسوم نہ کیا ...
ی جا سکتا تھا یہ اس لئے کہ اگر اس ابتدائے خلقت میں اگر کچھ بولنے والے ہم جیسے موجود ہوتے تو بھی تو ...
دم واقفیت حالات دہر و تجارب زمانہ اسے دنیا کے نام سے موسوم نہ کر سکتے اسی لئے پہلے مذکورہ بالا
شیاء انسان کی سکونت و رہائش تمدن و معاشرت عیش و راحت آرام و آسائش اور ضروریات زندگی بجا
ے لئے پیدا کر دی گئیں کہ مخلوق کے خطہ زمین پر نازل ہونے کے بعد انھیں ان کے روزمرہ کے ضروریات لازمی
ں سے کسی شئے کی عدم میسری کا امکان باقی نہ رہے کہ جس کی تکلیف دینے والی حالت کی انھیں شاق اور
لایطاق زحمتیں اوٹھانی نہ پڑیں اور پھر پیدا کی ہوئی اس بولنے اور سمجھنے کی قابلیت رکھنے والی خلقت کو یہ
بتایا گیا کہ وہ سب کے سب ان اشیاء موجودہ کائنات کے اثر اون کے شیون اور حالات و کیفیات پر نہایت
تحقیقی نظر کے ساتھ غور و خوض کر کے ان کے پیدا کرنے والے کی اپنی حسب استعداد معرفت حاصل کرنے کی
کوشش کرتے رہیں استعداد و قابلیت کی شرط اس لئے ہے کہ اوس نے طاقت بشری سے بڑھکر کسی پر بوجھ نہیں ڈالا
اور یہی اس کا عین عدل ہی ہے کہ جس کی سوائے عالم بالا کے دنیا میں کوئی نظیر نہیں مل سکتی مگر ان تمام شیون اور
کیفیات دنیا کا پورا پورا علم و بیش موجودہ خاکہ ذہن انسانی میں جم کر ایک اچھا نتیجہ ان سب کے غور و خوض سے
اسی وقت اخذ کر سکتا ہے جب کہ اس سے علم تدریسی بھی حاصل ہو جو ہم ایسے تمام بشروں کو اکتسابی طریقہ پر ملتا ہے
آفرینش عالم کی ابتدا ہی سے انسانوں کو خدا کی جانب سے معلم آسمانی کے ذریعہ لعلم اشیاء تصوف ۔ روحانیت
معرفت ۔ فلسفہ، سائینس حکمت و عدالت " وغیرہ سکھایا گیا اور ان کے بعد دیگر جو نبی یا رشی تعلیم الٰہی کا درس دینے
کے لئے آتے رہے ان کا یکے بعد دیگرے نزول نزاعات خلقت کی بنا پر تھا نہ کہ خداوند عالم کو دنیا کے اس
پہنا اسٹیج پر نت نئے مذاہب کھڑے کرنے تھے یہ ایک بڑا طویل بحث اور دشوار گزار وادی ہے اور بڑی حد
تک ہمارے موضوع تاریخ سے خیالات جدید کے تحت پرے اور علحدہ اس لئے اس الجھی ہوئی زنجیر کو
اپنے مقام پر محفوظ کر کے تحصیل علم کی نسبت اپنی زبان بے زبان میں ٹوٹے پھوٹے لفظوں کے ساتھ کچھ عرض
کیا جاتا ہے جب انسانی ذہنیت نے اپنی من مانی کیفیتوں اور لذات کے پورا کرنے کی خاطر پلٹا کھایا اور
معلمین آسمانی کی تعلیم کو فراموش کر کے اپنی حسب خواہش درس و تدریس کے طریقے رائج کئے تو رفتہ رفتہ اس
کی تکمیل میں بھی ناتمامی پڑتی چلی گئی ۔ ۔ ۔ تحصیل علم مفقود ہوتا چلا یہاں تک کہ نسل ہائے انسانی کی
ترقی کے ساتھ تحصیل علم کے اسباب بھی گم ہوتے گئے کہ نہ تو کتب قدیم سے جدید کی فراہمی آسانی کے ساتھ ہو سکتی
تھی اور نہ معلمین ہی ضرورت کے وقت فراہم ہو سکتے تھے یہ صرف خیالات ... ہمہ گیر تغیر اور انقلاب کا مظہر
...

نتیجہ تھا جو نہ توں کی الٹ پھیر اور صدیوں میں عبور و مرور زمانہ کے بعد عالم امکان میں ظاہر ہوا دنیا کا یہ قاعدہ ہے کہ جب تک کسی چیز کی نسبت نقصان یا نفع بصورت مشاہدہ یعنی ظاہر نہ ہو اس کے قبل اس کو آثار کے موجود ہونے کے باوصف بھی یقین نہیں ہوتا اور جب کبھی ایسی مضرت رساں شکلیں بھیانک ہیئت میں رونما ہو جاتی ہیں تو وہ اس کے انسداد کی خاطر ممکنہ و غیر ممکنہ تدبیریں کرنے لگتا ہے اور رفتہ رفتہ یہ جنس ترقی کر کے طبقہ عالم کے بہت سارے انسانوں کو گھیر لیتی ہے اور جب یہ اتحاد خیالی ایک بڑے گروہ کی حد تک مستحکم ہو جاتا ہے تو پھر ان کا وہ نظریہ صفحۂ کائنات پر میدان عمل میں آکر دوسرے عام شہرت رکھنے والے الفاظ میں زمانہ کی رفتار یا دنیا کی حالت کہلانے لگتا ہے اسی طرح ہر صدی کے گزرنے والے دور میں جہاں جہل کی پرورش کرنے والی پارٹیاں پیدا ہوتی گئیں دولت علم کے حصول کا عالمگیر شوق دلانے والی مبارک ہستیاں بھی پیدا ہوئیں جنھوں نے تکالیف شاقہ برداشت کرنے کے بعد بالآخر اپنے مشن میں نمایاں کامیابی حاصل کی جو دنیا کے تاریخی صفحات کے مطالعہ و معاینہ سے بخوبی ظاہر ہیں بعض ارباب تدبیر نے اپنی دور اندیشی معاملہ فہم اور حکیمانہ نظر سے اس کی گہرائی اور عمق پر میدان عمل میں ایک نہایت بسیط اور گہری تقریظ فرمائی اور تحصیل علم کے لئے کتب کا ایک مقام پر ایسا ذخیرہ جمع کرتے گئے کہ خلقت اس کے مطالعہ سے علمی دولت زر اس کے پورے پورے فائدے حاصل کرے یہی مخلوق کی سب سے بڑی خدمت تھی جو ان ارباب فہم کی کارگزاریوں کی رہین منت ہے حقیقت یہ کہ علم سے کنارہ کشی کے ان عالمگیر عوالم میں ایسے اسباب علم کا کتب خانوں کی صورت میں فراہم کرنا کوئی آسان کام نہ تھا لہذا یہ کہنا کسی طرح بھی بیجا نہ ہوگا کہ ان مقدس حضرات نے اپنی زندگی کے مقصد کو دنیا اور دین کے ایک اہم سے اہم معیار پر لاکر پورا کر دکھایا چنانچہ سلطنت دکن میں اس قسم کے کتب خانہ کی ابتدا، علامہ سید حسین بلگرامی المخاطب بہ نواب عماد الملک مرحوم کی تحریک پر ہوئی اور اس کی ابتدائی تنظیم و تشکیل بھی آپ ہی کے افکار عالیہ کی رہین منت ہے نواب عماد الملک مرحوم نے اس ادارہ کے قیام کے بعد جسے آج مملکت دکن میں کتب خانہ آصفیہ کے نام سے شہرت حاصل ہے اس کی مہتممی پر علامہ کنتوری کے فرزند مولوی سید تصدق حسین صاحب رضوی نیشاپوری کا تقرر فرمایا آپ نے اپنے تقرر کے بعد چونکہ لاکھوں کی تعداد میں کتب کا ذخیرہ جمع تھا اس لئے اسے ہر شعبہ و فن کے لحاظ سے علحدہ علحدہ حصوں پر تقسیم فرمایا یعنی فن کلام "حدیث" "تفسیر" "فلسفہ" "منطق" "مواعظ" "مناقب" "تاریخ" "نیرنجات" "رمل" "طب" "ریاضی" وغیرہ اور اسی طرح ان شعبات علمی کے کتب کی مکمل فہرستیں بھی مرتب فرمائیں جو ہر سال آج تک یکے بعد دیگرے طبع ہو کر ہر وقت ملاحظہ ناظرین میں گزرتی رہتی ہیں یہ ناظرین کے لئے کتب کے فوراً دستیاب ہو جانے کا ایک بہترین طریقہ تھا جو مولانائے موصوف کے مبارک ہاتھوں سے اجرا پاکر آپ کی ذات جامع کمالات کا مدت العمر مشکور رہا اس کے سوا کتب خانہ کی چند در چند اور اصلاحوں میں کافی دماغی مشقت برداشت فرمائی جس کی وجہ کتب خانہ آصفیہ آج ہر دیکھنے والے کی نظر میں مثل ایک آئینہ مجلا و مصفا کے نظر آتا ہے غرض سلطنت دکن کا یہ آصفیہ کتب خانہ دور حاضرہ میں انڈیا کی پبلک لائبریریوں میں تیسرے درجہ پر تسلیم کیا جاتا ہے مولانائے موصوف کے انتقال کے بعد آپ کے بڑے اور ہونہار فرزند مولوی سید عباس حسین صاحب رضوی کے [illegible] ہاتھوں میں بعطوفت شاہانہ کتب خانہ کی تمام تدبیر دیدی [illegible] اور آپ

اپنے والد بزرگوار کی بجگہ مہتممی کتب خانہ کے عہدہ پر ممتاز ہوئے آپ اپنے والد کی طرح تاحال کتب خانہ کی ضروری خدمات نہایت اعلےٰ سے اعلےٰ طریق پر انجام دے رہے ہیں نہایت خوشی کیا بلکہ مسرت انگیز واقعہ کی تحریر پر لکھی جانے کے قابل بات یہ کہ رعایائے دکن کو بلا لحاظ فرقہ وملت تحصیل علوم کا دن دونا شوق ہوتا جا رہا ہے کتب خانہ میں ناظرین کی تعداد ماہانہ تقریباً پندرہ بیس ہزار سے بھی زائد ہوا کرتی ہے تعجب یہ ہے کہ اس میں ناظرین کی مستقل تعداد زیادہ تر ہندو طبقہ پر مشتمل ہے خدا کرے کہ اسی طرح مسلم و دیگر فریق کے افراد ملک بھی ذوق علم پیدا کر کے اس دولت خداداد اور شہر علم سے مالا مال ہوں جس کا دروازہ فلاح ملک و ملت کی خاطر ہمارے رب مجازی شہریار دکن آصف جاہ سابع خلد اللہ ملکہ وسلطنتہ نے کھول رکھا ہے۔

نظامت طباعت سرکار عالی

(چنچلگوڑہ حیدرآباد دکن)

دنیا میں زمانہ قدیم کی تاریخوں سے آج بین و روشن طریقہ پر یہ ظاہر ہے کہ پچھلے دن صدی اور قرن کے کسی وقت میں بھی چھاپہ خانہ کا عالم کے کسی حصہ میں وجود نہ تھا لیکن جس طرح زمانہ کے تمدن اور معاشرت نے دن دونی ترقیاں دکھائیں انسان کی ضرورتیں بھی آئے دن ہر نئے منٹ اور نئے گھنٹہ میں سرعت برق کے مانند تیز رفتاری کے ساتھ بڑھتی گئیں اور بسا اوقات ایسا بھی پیش آتا رہا ہے کہ مدبران وقت کو ان ضرورتوں کے پورے کرنے کی کوشش میں ناکامی رہی اور وہ اپنے ترقی نہ کرنے والے خیال کی کوفت میں تمدنی کمزوری کی ہلاک کر دینے والی بیماری میں مبتلا ہو کر فرش زمین کی تہہ میں ہمیشہ کے لئے جا چھپے لیکن بہتے رہیں کہ وہ ہستیوں کی پرواہ ہر آنے والے زمانہ میں نمایاں گردشیں کھاتی رہی - اس لئے ہر ایسے زمانہ میں رحمت خداوندی کو جوش ہوا اور قدرت نے ایسے لیسے مدبر صفحہ زمین پر پیدا کر دکھائے کہ جن کے وجود کی وجہ خلقت کائنات اپنی ضرورتوں کے حاصل کرنے میں نمایاں طریقہ پر کامیاب نظر آنے لگی اور رفتہ رفتہ اسی طرح سطح تمدن نے پلٹا کھلنے کھلانے دنیا کی تمام حالتوں کو مدارج کمال پر پہونچایا تو کتابوں اور تالیفات وغیرہ کی قلمی اشاعتوں کی کمزوری پر بھی دنیا والوں نے کافی طور سے غور کرنا شروع کیا کہ تالیف وغیرہ کی اس کمی کو جو کتابت قلمی کی وجہ ہو رہی ہے دور کر کے ایسا طریقہ عمل اختیار کیا جائے کہ جس سے تواریخ وحالات عالم کی نہایت کافی تعداد میں شہرت ہو کیونکہ محض قلمی تحریرات کی وجہ ان کی کثیر تعداد میں اشاعت ممکن نہیں چنانچہ اسی بنا پر دنیا والوں نے ان تحریرات کے لئے شعبہ طباعت کو تشہیر کا آلہ کار بنایا پس اس طرح طباعت کے ذریعہ مختلف تالیفات و تواریخ کا نشر اکناف عالم میں نہایت سرعت کے ساتھ بڑے اعلےٰ پیمانہ پر ہونے لگا اور ملک بہ ملک اس کا رواج ہونا شروع ہوا ہماری مملکت میں بھی یہ ادارہ زمانہ قدیم سے اپنے کار ہائے مفوضہ کو باحسن الوجوہ انجام دیتا چلا آتا ہے مگر اس عہد میمنت عہد میں اس کو اتنی نمایاں ترقی حاصل ہو گئی کہ سلطنت دکن کا یہ شعبہ عصر موجودہ کے لحاظ کرتے اب برطانوی ہند کے بہترین پریسوں سے کسی حال کم نہیں ذات شاہانہ

کی علم نوازی اور نشر تالیفات کے ہمہ گیر خیال نے شعبہ طباعت میں ایسی آب و تاب پیدا کر دی کہ جو اس کی دن دونی کارگزاریوں کے انکشافات سے ظاہر ہے اس شعبہ کے اسٹاف میں اعلیٰ سے اعلیٰ قابلیت کے کارکن بھی موجود ہیں جو اپنے کارہائے مفوضہ کی انجام دہی کے لئے ان تھک کوشش کر کے ملک و مالک کے سچے جانثار نمک خواہ اور درد مند ملت بھی ثابت ہو رہے ہیں اس کے علاوہ شعبہ مذکور ہر حیثیت سے اپنی نمایاں وسعت و ترقی کے زینہ پر یکے بعد دیگرے برق رفتاری کے ساتھ چڑھتا نظر آتا ہے چنانچہ اب یہاں ٹائپ بھی تیار ہونے لگے ہیں۔ یہ سررشتہ ایک ناظم کے تحت ہے جو مسٹر وینو گوپال پلے پیار اٹلہ کے نام سے مشہور ہیں جن کی بے لوث کارگزاری کی قدر دانی ملازمان بارگاہ حضرت اقدس و اعلیٰ سے ہوتی رہی فن طباعت میں جو کمال آپ کو حاصل ہے وہ غالباً حیدرآباد میں کسی دوسرے کو نہیں آپ کی کاروانی تجربہ کاری معاملہ فہمی اور بے لوث خدمت گزاری مسلم ہے

محکمہ آثار قدیمہ

آثار قدیمہ کی حفاظت سے مقصد یہ ہے کہ اس کی تمام تفصیلات سے آنے والی نسلوں کو ان کی ہر حیثیت سے مطلع کیا جاتا رہے کہ اپنی نظر میں آنے والی موجودہ نشانیوں سے گزری ہوئی نسلوں کے حالات ان کے ذوق و شوق ان کے پرواز خیال اور عقلی نشو و نما و ادراک ان کی تمدنی حالت پر وہ غور و فکر کر کے اچھی طرح سمجھ سکیں اور اس کے نتیجہ میں اپنے حالات زندگی کو محض عقل و نقل کی مدد سے حاصل کئے ہوئے تجربہ کی بنا پر سنواریں کہتے ہیں کہ اگر انسان موجود نہ ہو تو آنے والی نسل اس کے چھوڑے ہوئے آثار کے معاینہ سے اس کی زندگی کے اجمالی کیفیات اس کے روزمرہ کے مشاغل ضروری و غیر ضروری اس کے خیالات کی تفصیل اس کی چھوڑی اشیا سے بشرط غور و فکر معلوم کر سکتی ہے اس مقام پر پہلے آثار کے لفظ کی تھوڑی سی تشریح و تفصیل کرنی ضروری ہے ورنہ شاید کم عمر طلبہ و طالبات اس کے پورے مفہوم سے اپنے سمجھنے کی حد تک معذور رہیں اور اس سے اطمینان نہ پا سکیں آثار ان حالتوں اور اشیا کو کہتے ہیں جنہیں انسان اپنے فنا ہونے یعنی اس عالم فانی سے عالم جاودانی کی طرف رخصت ہونے کے وقت دنیا میں چھوڑ جاتا ہے یہ اشیا ایک وہ ہیں جو اس کی ضرورت اور خواہشوں کی بنا پر فراہم اور موجود رہتی ہیں دوسرے وہ کہ جو اس سے مادی تعلقات رکھتی ہیں تیسرے اس کے خیالات کا وہ مظاہرہ جو اس کے منازل کی زینت یا غیر زینت سے معلوم ہو سکتا ہے چوتھے اس کے وہ خیالات جو تکمیل کو نہ پہونچنے کی وجہ اکثر اپنے موقع کی تلاش میں تحریری صورت اختیار کئے ہوئے ہوتے ہیں پانچویں اس کا اقتدار یا مجبوری جس کی وجہ بڑی حد تک اس کی اکیلی حالت سے آگے چل کر کیفیات خاندانی و نیز اور جامع معلومات فکر بسیط کے بعد نہایت آسانی کے ساتھ فراہم ہو سکتے ہیں مختصر یہ کہ ایسی ہی تمام اشیا اور

اسی قسم کے مختصر یا تفصیلی حالات کو حضرت رب الارباب نے آثار کی جامع لفظ سے تعبیر کیا ہے اور انھیں کی بعض اور مختلف یا غیر مختلف حالتوں کی اشکال کے کثیرالمعنی مفہوم رکھنے والے لفظ نے مختصر اور بالکل مختصر سی نشان دہی فرمائی ہے جس کے تمام ذکر و اذکار قرآن مجید میں بھی نہایت کھلی ہوئی تفصیل کے ساتھ مندرج اور موجود ہیں اور ان کا علم حاصل کرنے کے متعلق یہ حکم بھی بکرات و مرات اکثر و بیشتر مقامات پر لکھا ہے کہ دنیا میں یہ چند مثالیں ظاہر بظاہر تمہاری آنکھوں کے سامنے پیش کر دی گئی ہیں تاکہ ان کے ہر نشیب و فراز پر ان کی ہر بدلتی رہنے والی حالت پر اپنی زندگی کے ہر لمحے لمحہ میں نہایت انہماک کے ساتھ بڑھتے ہوئے شوق سے غور و فکر کیا کرو کہ یہ تمہاری زندگی کی رہبری کے لئے مشعل ہدایت ہیں اور ان مہیا شدہ سابق تجربات سے تمہارے لئے بغیر کاوش حاصل ہونے والا ایک لائحہ عمل ہیں لیکن اس تجربے سے نتیجہ کیا جب کہ انسان بالطبع اس پر عمل کرنے کے لئے تیار نہ ہو یہ تمام چیزیں کتب نصائح اور قرآن مجید میں صرف لکھی رہنے کی حد تک ہیں اور کچھ نہیں۔ آئے دن دیکھا جاتا ہے کہ دنیا میں عیش و راحت، غربت و افلاس کی زندگی بسر کرنے والے اپنے فلسفہ حیات سے خود ہی نابلد ہیں اس پر اگر تنقیدی نظر ڈالی جائے تو یہ ایک عجیب سے عجیب غریب سے غریب اور لاینحل معمہ ہوگا اس کا صاف صاف معنی یہی ہے کہ ہم دنیا میں زندہ اور موجود تو ہیں اور کھاتے پیتے بھی اٹھتے بیٹھتے اور کہتے سنتے بھی لیکن ان تمام مشاغل کے باوجود پھر بھی ہمیں اپنی خبر نہیں لہذا ایسی خبرداری کی عذر لنگ کے ساتھ بے خبری بھی نہ معلوم کونسی سمجھ میں آنے کے قابل ہے یہی اور اس قسم کے دیگر جامع و پر مغز سوالات ہیں جو انکی موت کے بعد یا دوسرے جنم میں ان سے کئے جائیں گے لہذا تذکرہ ہائے نسل دور سابق کے جملہ فنون کی کتب مذہبی درس و تدریس کی تمام کتابیں جامعیت قرآن اور اس کے تمام اندراجات جو سنین ماضیہ میں ابتدائے خلقت سے حال تک کے واقعات سے پر ہیں اور آئندہ کی مندرجہ پیشگوئیاں و نیز کائنات کے موجودہ تمام اسباب و نعمات دنیا بھی ایک مستقل حیثیت سے آثار کے جامع اور پر معنی لفظ میں استعمال ہوتی ہیں چنانچہ اسی کو عالمین کے پیدا کرنے اور پالنے والے نے صاف و صریح الفاظ میں یوں ارشاد فرمایا کہ میں نے اپنے بندوں کو سخت سے سخت قوی اور مضبوط و مستحکم قوتیں دے رکھی ہیں اور اس کے آثار و اسباب بھی کافی طور پر ان کی سہولت اور آسائشوں کے لئے پیدا کر دئے اور ہاتھ پاؤں عقل و فہم و ادراک رفتار و گفتار نشست و برخواست و نیز جملہ کیفیات سے ان کو قوت تصرف بھی دیدی گئی اور ضروری مفید مطلب ہدایتیں بھی بہم پہونچائی گئیں تا دیکھیں کہ وہ راہ راست اختیار کرتے ہیں کہ انھیں کجروی کا سراب جیسا فرحت ناک میدان نظر آتا ہے لیکن ان ساری چیزوں کے باوجود بھی ہم جیسے فیشن پرست دہریت کے دلدادہ دنیائے تمدن میں کوڑیوں کے مول بکنے والے ایسے خواب گراں میں مبتلا ہیں کہ باوجود اس اصطلاحی بیداری کے کانوں پر جوں تک نہیں رینگتی لہذا اپنی تمام ضروریات کے پورا کرنے اور قدیمی آثار نظارہ سے دور حالیہ کی خلقت کو تمدنی و سیاسی اقتصادی و معاشی درس دینے کے لئے سرکار آصفیہ نے ایک ایسا اہم ادارہ کھول رکھا ہے جسے ہم اپنے زمانہ کی عالمگیر اصطلاح کی رعایت سے محکمہ آثار قدیمہ کے نام سے شہرت دیتے جاتے اور ملکی خدمات کے اشتہار کی ضمن میں ایک نمایاں حصہ لیتے ہیں سلطنت دکن میں یہ اس عہد کا ایک جدید محکمہ ہے

اور نتیجۂ افکار عالیہ خداوند شاہی اس کے انشاء ہونے پیدایش کے باعث یہ فی الحال مختصر سا محکمہ ایک ناظم کے تحت اپنے مذکورہ ضروری کاروبار کو باحسن الوجوہ انجام دیتا ہے اس کے موجودہ اہم فرایض قدیم یادگاروں کی پیمایش کرنا "ان کی حفاظت کرنا" ان کے معاینہ کرنے والوں کے لئے منفرد اان کے مفید معلومات کا بہم پہونچانا جو وہ ہر جدید و قدیم یادگار اور ان کے تمام آثار کے لئے کریں" اور اس کے سوا قابل صد ستایش بات یہ کہ یہ محکمہ معاینہ کنندگان آثار کے آمد و رفت کی سہولت کے لئے اگر اون محل وقوع آثار پر چاہتے ہوں تو ایسی اہم ضرورت پر خود ہی پختہ سڑکیں بھی تیار کر لیتا ہے جس سے ثابت ہے کہ تعمیری فن کے لحاظ سے بھی یہ نمایاں حیثیت پر ممتاز کہے جانے کے قابل ہے قدیم کتبوں اور سکوں کا جمع رکھنا بھی اس کا لازمی شعار ہے تاکہ مخلوق حالیہ ان کے دیکھنے سے اگلے زمانہ کے مدبران سرزمین کے خیالات کی حد پرواز کو نہایت آسانی سے معلوم کرسکے اس کے تحت ایک عجایب خانہ بھی ہے اور یہ آثار کے متعلق معلومات مفید کے لئے مختلف کتابیں اور رسائل بھی وقتاً فوقتاً شایع کرتا رہتا ہے جو اپنی تمامتر خوبیوں کے لحاظ سے قابل دید ہیں۔

سررشتہ رجسٹریشن و کاغذ مختوم (نظام شاہی روڈ حیدرآباد دکن)

دنیا کی پیش آنے والی ضرورتوں کا جس قدر بھی طوالت کے ساتھ ذکر کیا جائے بالکل کم ہی کم ہے انسان کی زندگی کے چند لمحے اس کے پیدا ہونے کے بعد نمو پاکر تحصیل علم و تجارب واقعات کی فراغت پر اس قدر باقی نہیں رہتے کہ وہ اپنی حیات کی باقی ماندہ منزلوں میں دنیا کی تمام کیفیات پر اپنے قیاس کو حاوی کرسکے نہ تو وہ اس کے پورے ذکر اذکار کے لئے لب ہائے درخشاں کو کھلا رکھ سکتا ہے دنیا میں جتنی بھی چیزیں موجود ہیں ان سب کا وجود انسان ہی کے لئے ہے اس لئے ان تمام کے وجود کا ان کے اچھے یا برے اثرات کا کم از کم تھوڑا سا علم کائنات خدا کے ہر متنفس کو رکھنا ضرور چاہیے اس خطہ زمین پر کاروباری اشکال میں کوئی ایسا امر طے نہیں پاتا جو انسان کے فائدہ یا خطرہ کا باعث نہ ہو لہذا اون پر ہر فرد بشر کو اپنے احاطہ علم میں گھیر لینے کی کوشش کرتے رہنا ضروری بلکہ اشد ضروری اور لازمہ زندگی ہے دنیا کے آئے دن ہوتے رہنے والے نزاع اس کا ٹھیک ٹھیک پتہ بتاتے ہیں کہ دنیا میں جس قدر بھی مخلوق آباد ہے ان سب کی دماغی نشو و نما کسی ایک خاص موضوع پر نہیں اس کی وجہ ہر نئے معاملات روزمرہ میں لڑائی جھگڑے فساد اور خونریزیاں ہوا کرتی ہیں عقلائے زمانہ بالاتفاق یہ کہتے چلے آئے ہیں کہ دنیا میں جھگڑا اور فساد زر زمین اور زن" تین چیزوں پر ہوا کرتا ہے جن کے تصفیہ کے لئے خطہ زمین پر حکومت رکھنے والوں نے مختلف شعبے قایم کئے ہیں سررشتہ رجسٹریشن کے متعلق اپنی خلعت ملک کی جائدادوں کی رجسٹری کرنا ہے جو وہ اپنی ضرورت کے وقتوں میں خرید و فروخت رہن وہبہ کے مواقع پر کیا کرتے ہیں جائدادوں

کی خرید یا فروخت ہبہ یا رہن کے وقت اگر ان کی رجسٹریاں نہ ہوا کریں تو گورنمنٹ کے عدم معلومات کی وجہ تمدنات ملک میں دستبرد اور حق تلفی کے واقع ہونے اور رعایا کے مابین جھگڑے پیدا ہونے کا بڑا خدشہ ہے اس لئے حکومت رعایائے مملکت کے مابین ایسے اہم معاملات وا دوستد ملکی و رقمی دستاویزوں کی رجسٹری کیا کرتی ہے کہ اگر آیندہ ان طے شدہ معاملات میں کسی فریق کی زیادتی کی وجہ کسی کا غصب حق ہوتا ہو یا کوئی ناگفتہ بہ صورت پیش آئے تو قیام امن و رفع فساد کے لئے بر موقع تنبیہی تدابیر کو اپنی قبل سے قبل معاملہ فہمی کے سبب فوری فوری نہایت بہتر طریقہ پر اختیار کر سکے ہماری مملکت دکن کا یہ شعبہ رجسٹریشن اپنے تمام مذکورہ صدر انتظامی اہم کاموں کی وجہ ملک کے ان محکموں میں داخل ہے جو سرمایہ کی وسعت کے لحاظ سے آمدنی کے محکمے کہلاتے ہیں جن کی بڑی تعداد معتمدی مالگزاری کے تحت ہے ۱۳۴۶ف میں اس کی سالانہ آمدنی کا اندازہ چوبیس لاکھ دس ہزار اور خرچ کا دو لاکھ اٹھانوے ہزار سات سو روپیہ سکہ عثمانیہ کیا گیا ہے اس حساب سے شعبہ ہذا کی سالانہ بچت اکیس لاکھ گیارہ ہزار چھ سو سکہ رائج الوقت ہوتی ہے۔ اس کے ناظم مولوی عبدالحمید خاں صاحب ہیں جن کے زیر نگرانی یہ سررشتہ روز افزوں ترقی کر رہا ہے۔

سررشتہ ٹپہ

دنیا کے آئے دن ہر وقت ہر لحظہ چلتے اور بدلتے رہنے والے کیفیات اور آپس کے انسانی تعلقات ہمیشہ اس کے متقاضی ہیں کہ ان میں فی نفسہ ملاقاتوں کے علاوہ تحریری گفت و شنید بھی جاری و ساری رہے اس لئے کہ اگر انسان ذرا سی غور و فکر تھوڑی سی سوچ بچار سے کام لے تو اس پر یہ واضح ہو سکتا ہے کہ اکثر اوقات کیفیات متذکرہ اشکال زمانہ کے مختلف الحیثیت امتزاج کی رو سے متعلقین انسانی آپس میں صفحہ ارضی پر ایسے متفرق و منتشر ہو جاتے ہیں کہ مسافت راہ کی وجہ موجودگی کی ملاقاتیں کسی صورت سے بھی نہیں کر سکتے سو ان کے لئے تمدن و معاشرت کے تمام وجوہ کے نباہ کی جہت سے اشد ضروری اور نہایت لازمی ہوتی ہیں ایسی مجبوریوں کی نمایاں شکلیں عموماً اہل دنیا کو اور خصوصاً سلاطین زمانہ کو اس امر پر آمادہ کرتی ہیں کہ وہ خلقت ارضی کے لئے ان کے تعلقات زندگی کو آپس میں برقرار رکھنے کی خاطر رسل و رسائل کے طریقے اختیار کریں اس سے ایک سہولت تو یہ کہ آپس کے دور افتادہ انسان اپنے قدرتی تعلقات کو تحریروں کے ذریعہ قایم رکھنے کے اہم مقصد میں کامیاب رہتے ہیں اور دوسرے تجارتی آدمی بھی اس سے اپنے حسب دلخواہ فائدہ حاصل کرتے ہوئے اپنے ضروریات زندگی و معاشی تمدنی اور سیاسی کو پورا کر کے اپنے بڑھتے ہوئے جوش و ولولے کے ساتھ ملک و مالک کی بہتر سے بہتر طریقہ پر تا حین حیات خدمتیں کر سکتے ہیں اگر اس کے سوا بھی اور بسیط نظر سے کام لیا جائے تو فوائد مذکورہ کے علاوہ اور آسایشیں بھی اس تمدنی شعبہ کے نشیب و فراز میں مضمر ہیں جس کی تفصیل کو ہم نے ارادتاً بخوف طوالت و تضیع اوقات ناظرین نظر انداز کیا اگرچہ یہ تبصرہ نہایت

دلچسپ تھا لیکن اس کا اندراج آئندہ کے کسی سالنامہ کے صفحات پر سیاہی دوات قلم اور پریس کے مدد سے نقش کیا جائے گا ان حوائج ضروری و لازمی کے باوصف بھی نہ معلوم کون اہم مواقع کیسی دشواریاں پیش ہوتی ہوں گی۔ زمانہ سابق میں نہ تو کوئی طریقہ نوری رسل و رسائل کا موجود تھا اور نہ تو علاقہ سرکار عالی میں کوئی پٹہ تھا جو خطوط رسانی کی غرض سے کھلا تھا۔ خطوط کی روانگی میں آئے دن بڑی دشواریاں پیش آتی تھیں۔ اہل ملک و رعایائے سلطنت دکن اپنے خطوط لمبی چوڑی مدت کے انتظار کے بعد سوداگروں یا مسافروں کے ذریعہ اپنے مقامہائے مقصود تک پہونچایا کرتے یہاں تک کہ سرکاری پٹہ بھی مختلف مقامات پر بوقت ضرورت اعلان سلطنت ذریعہ سواران فوج یا بتوسط بیگاران دیہات منزل بہ منزل روانہ کیا کرتے اسی طرح لفافے جھنگی وغیرہ اور عام خطوط نیز دیگر اشیاء کی روانگی کا خاص طریقہ یہ بھی تھا کہ ان کو مرتب کر کے پابندہ کر بیگاروں کے حوالے کیا کرتے پس یہی ایک صورت تھی کہ پٹہ ایک گاؤں سے دوسرے گاؤں میں ایک ضلع سے دوسرے ضلع میں پہونچا کرتا اس کے لئے کوئی محصول مقرر نہ تھا بعد اس کے واقعات عالم نے سکندری کھائی اور حالات سلطنت مدارج ارتقا کی طرف بلند پروازی کرنے لگے تو اعلیٰ حضرت نواب سکندر جاہ بہادر مغفرت منزل کے عہد مسعود میں سرکار دکن کے پٹہ کے رسل و رسائل اندرون ملک کے علاوہ کلکتہ بمبئی اور مدراس تک پھیلتے ہوئے نظر آنے لگے یہ انتظام گرہ کے ذریعہ کیا جانے لگا تھا مگر صرف خطوط کی حد تک۔ غفران منزل نواب ناصر الدولہ بہادر کے عہد فرمانروائی میں تھا کہ ممالک محروسہ سرکار عالی میں رسل و رسائل پٹہ کے متعلق اس کے ٹھیکہ دار کو اس خدمت کے اجر میں دھامودی متعلقہ صوبہ برار عطا کیا گیا جس کا سالانہ حاصل اٹھارہ ہزار (عہ ۱۸۰۰۰) کا تھا ٹھیکہ دار اس کے علاوہ خانگی خطوط کی سپلائی پر بھی مرسل و مرسل الیہ سے فیس لیا کرتے تھے اور اس وقت یہ ان کا جایز حق کہا جاتا تھا۔ اس وقت شرح محصول حسب ذیل مقرر تھی۔

عہ خطوط بیرونی اندرون ۲۰۴ - تولہ ۴

عہ جھنگی وزنی اندرون ۰۰۹ - تولہ (ہ) دیکھئے رپورٹ سررشتہ پٹہ ۱۲۹۶ف

نواب افضل الدولہ بہادر کے دور حکومت میں نواب سر سالار جنگ اول نے پٹہ کا ٹھیکہ فسخ فرمایا اور کاروبار پٹہ کے انجام دینے والوں کو [illegible] روپیہ ماہوار مقرر فرمائی چنانچہ ۱۲۶۳ھ میں بعض مقامات پر پٹہ خانجات مقرر کئے جن کی مجموعی تعداد ۲۴ تھی ان میں سات مقامات علاقہ برار کے ہیں۔

مقامات قیام پٹہ کے نام ذیل میں درج ہیں۔

اورنگ آباد - جالنہ - پربھنی - گنگاکھیڑ - ہنگولی - باسم امراوتی - ایلچپور - دروال - راجورہ - اودگیر - بیدر - سداشیوپیٹھ - کھام گاؤں - اکوٹ - اکولہ - بالاپور - بیڑ - انبہ جوگائی - نہاباد - گلبرگہ شریف - چنچولی - مدنور - [illegible] - نرمل۔

—نواب میر محبوب علی خاں غفران مکان کے عہد زریں میں نواب سر سالار جنگ مرحوم و مغفور اول نے رسل و رسائل پٹہ کے لئے نواب شہوار جنگ مرحوم کو بمشاہرہ ماہوار (ملا) مہتمم مقرر فرمایا جنہوں نے بعض ضروری قواعد مرتب کئے اور خطوط وغیرہ پر ٹکٹ چسپانی کا طریقہ بھی جاری فرمایا اسکے بعد سررشتہ پٹہ

ایک خاص تنظیم عمل میں آئی اور نظامت ٹپہ سے موسوم ایک محکمہ وسیع پیمانہ پر قیام پایا جو آج ما بدولت ... اسٹیشن نام پائے جانے والے راستہ پر واقع ہے ۱۳۳۰ف کا زمانہ تھا کہ سردار نواز جنگ بہادر ... کے عہد میں بیونگ بنک قایم ہوئے جو رعایائے مملکت کو کفایت شعاری کی طرف اپنی مقناطیسی قوت کے زور پر کھینچے جا رہے ہیں ازاں بعد ۹ ار امرداد ۱۳۳۷ف کو ہمارے موجودہ ناظم مولوی محمد احمد صاحب جو نہایت خوش خلق حلیم الطبع نیک طینت شریف شناس فرشتہ صفت انسان ہیں خدمت مذکورہ کا جائزہ حاصل فرمایا اس وقت ٹپہ خانہ جات ملک سرکار عالی کی کل تعداد سات سو ستر تھی اور صناوبق خطوط ... سات سو اٹھتر جا بجا نصب تھے آپ نے مصالح چند در چند ان میں اضافہ کی غیر معمولی کوشش ...

چنانچہ پانچ سال کی قلیل مدت میں آپ کی ان انتھک کوششوں کا درخت بار آور ہوا اور ختم سال ۱۳۴۲ف تک ٹپہ خانجات کی تعداد میں (۷۳) کا اضافہ پایا گیا یعنی اب گنتی میں ٹپہ خانہ جات ملک ... آٹھ سو بیس ہوئے اور صناوبق خطوط اندازی میں قبل کی نسبت پانسو کا اضافہ ہوا چنانچہ اب ان کی تعداد بارہ سو تتالیس ہے لیکن اس میں مزید اضافہ کی کوششیں نہایت انہماک کے ساتھ مسلسل جاری ہیں سررشتہ ٹپہ ہمیشہ سے آمدنی کی کمی اور خرچ کی زیادتی کے سبب نقصان کے ساتھ اپنے کارہائے مفوضہ کو انجام دیتا تھا لیکن اب بفضل خدا سے اقبال شاہی کے سبب جس وقت سے کہ مولوی محمد احمد صاحب اس کی تنظیم فرما رہے ہیں سررشتہ ہذا کو کافی نفع پر خدمت مفوضہ کے بجا لانے کا گرانقدر موقع ملا چنانچہ رپورٹ سررشتہ ٹپہ بابتہ ۱۳۴۵ف کے معاینہ سے ظاہر ہوتا ہے کہ سنہ مذکور میں سررشتہ ہذا کی آمدنی دس لاکھ ستر ہزار تین سو پندرہ آنے آٹھ پائی (...) ہوئی اور خرچ آٹھ لاکھ ترانوے ہزار چار سو تین (...) رہا سال بھر میں اس طرح گویا ایک لاکھ چھہتر ہزار آٹھ سو بہتر پندرہ آنے آٹھ پائی (...) بچت رہی اور اسی طرح ہر سال مسلسل سررشتہ ہذا کا مذکورہ فائدہ کے ساتھ کارہائے تفویضی کو انجام دینا ملک مالک کے لئے ہر طرح اطمینان و مسرت کا باعث ہے اس نمایاں کارگزاری کے علاوہ جو کہ تاریخ حال کے صفحات پر بحروف زریں لکھی جانے کے قابل ہے آپ نے اپنے حسن تدبر سے رسل و رسائل ٹپہ کے آئے دن ہونے والے مشکلات کو دور کر کے ممکنہ سہولتیں رعایائے سلطنت کے لئے بہم پہنچائیں اور اس پر بھی مزید سہولتیں فراہم کرنے کی کوشش کی جا رہی ہے یہ اور اس طرح کی اور اصلاحات جنھوں نے چھ سال کی قلیل سے قلیل مدت میں پائی موجودہ ناظم مولوی محمد احمد صاحب کی رہین منت ہیں جن کی انتھک کوششوں سے سررشتہ آج شاہراہ ترقی پر گامزن ہے۔

سررشتہ کوتوالی اضلاع

(سیف آباد حیدرآباد دکن)

خدائی سلطنت میں سنتے ہیں کہ بیشمار فرشتے ہیں جو مملکت خدائی کے تمام کاروبار کو انجام دیا کرتے ہیں

ہر شعبہ کی خدمت پر ایک علحدہ اور ہر حیثیت کے لحاظ سے اس پر ایک حاکم بھی مقرر ہے بعض از عام کے موافق یہ سب منافی ہوئی باتیں ہیں لیکن مذہب کے ماننے والے تو اس کو تسلیم کئے بغیر نہ رہ سکیں گے اسی طرح چونکہ قائم ... کہ دنیا عالم نیابت کا سایہ ہے اس لئے اس کے انتظام و آسایش کی خاطر ضروری ہوا کہ فرمانروایان دنیا اپنے اپنے حدود میں ایسی پارٹیوں کو قائم کریں جو اون انتظامی امور کے فرائض کے پورا کرنے میں اپنی ہستی پوری کرتے رہیں جس کے نہ ہونے سے پبلک میں نقض امن آپس کے لڑائی جھگڑے آپس کے ملک و مال میں سرقہ اور دیگر اقسام کی بدنظمیاں و حالات زبون رونما اور پیدا ہوتی ہیں اسی لئے ان شعبات دنیا کے تمام فوائد کو معلوم کرنے کے لئے کہا گیا ہے کہ دنیا میں چند مثالیں بطریقہ عمل تمہاری نظر کے سامنے پیش کر دی گئی ہیں تاکہ تم اون پر غور و فکر کرکے اون سے اپنے مفید مطلب اچھے نتائج نکالا کرو اور یہ ڈیوٹی تمہارے ذمہ اس لئے لگائی ہے کہ جس پر عمل کرکے اس کا نتیجہ پانے کے بعد تم خود ہی اپنے دلوں میں یا زبانی اقرار کے ساتھ بھی فیصلہ کر لوگے کہ یہ تمام خدائی احکام ہمارے ہی فائدے کے لئے کئے گئے تھے اور اس سے ہمارے پیدا کرنے والے کا ذاتی کوئی مقصد تھا اور نہ اس میں اس کا کوئی فائدہ مضمر اس وجہ سے کہ وہ مخلوق کی کسی کارگزاری کا کسی زمانہ میں بھی محتاج نہیں غرض دنیا کی کوئی ایسی سرزمین اور مملکت نہیں جس میں اس قسم کا انتظامی گروہ اصلاحات مذکورہ صدر کے متعلق قائم نہ ہو ہماری سلطنت دکن میں یہ شعبہ کوتوالی نہایت وسعت کے ساتھ قائم ہے جو اپنے اپنے مفوضہ انتظامات کی انجام دہی کے لئے ممالک محروسہ سرکار عالی کے ہر حصہ میں پھیلا ہوا ہے ارباب حکومت نے اس انتظامی شعبہ کے دو حصہ فرمائے چنانچہ ان میں سے ایک تو کوتوالی بلدہ کے نام سے موسوم ہے جس کے متعلق ایک علحدہ مضمون اس کے سلسلہ میں درج ہے اس کے افسر اعلیٰ یعنی کوتوال نواب رحمت یار جنگ بہادر ہیں دوسرا حصہ پولیس انتظامی اکناف مملکت میں کوتوالی اضلاع کے نام سے شہرت تامہ رکھتا ہے جس کی تمام تر تفصیلات سے مقالہ زیر تحریر کو رونق و یکجائی ہے اس حصہ پولیس کے صدر ... بلدہ حیدرآباد دکن کو چھوڑ کر اطراف بلدہ و اضلاع و تعلقات و قصبات ممالک محروسہ سرکار عالی میں ہر چہار طرف سکونت گزیں کرتے ہوئے اپنے کارہائے مفوضہ انتظامی کو بجا لاکر خدمات ملک و مالک کو باحسن الوجوہ بجا لاتا ہے مسٹر ہالنس اسکوائر ہیں آپ کے تحت حکومت اس سررشتہ کے انتظامی کاروبار کے لئے میدان عمل میں تقریباً ۱۲ ہزار آدمی کام کر رہے ہیں مملکت حیدرآباد میں پولیس اضلاع کے انتظامات برطانوی پولیس سے بھی بڑھ چڑھ کر ہیں شعبہ ہذا کے فرائض اجمالی تذکرہ کے ساتھ یوں بیان کئے جاتے ہیں کہ اس کے ذمہ رعایائے مملکت کے جان و مال عزت و آبرو کی حفاظت، جرائم کا انسداد و ملزمین پر نگرانی رجسٹر الف ب و ج کے مندرج اشخاص پر خفیہ طور سے نگرانی رکھنا پبلک کی تمام سہولتوں کے اسباب کا مہیا کرنا ہے اس کے ماسوا واردات سرقہ و دیگر اچانک کیفیتوں کے رونما ہونے پر ان کی کامل تحقیقات کرکے اون کے انسداد کی تدبیروں کا پورا کرنا بھی اس سررشتہ کے فرائض کے کھلے ہوئے ابواب ہیں اون مقدمات کی از ابتدا تا انتہا پیروی اور تصفیہ تک اس میں کافی دلچسپی لینا بھی اس شعبہ کی ڈیوٹی کے ضروریات میں سے ہے کہ جس کی مستغیث افراد رعایائے لاوارث کی جانب سے یا دیگر کیفیتوں کی وجہ خود گورنمنٹ ہی ہوا کرتی ہے مملکت دکن میں سررشتہ پولیس کے قانون کے لحاظ سے دیہاتوں

کے پولیس پٹیل برطانوی ہند کے دیہاتی پولیس پٹیلوں سے زیادہ صاحب اختیار ہوتے ہیں اسی سبب دیہاتوں کے معمولی تنازعات کے باضابطہ تصفیے دست اندازی پولیس سے قبل مقامی ان سرکردگان ہی کی توجہ سے یکسو ہو جایا کرتے ہیں یہ طریقہ حقیقت میں ایسا بہتر طریقہ ہے کہ جس سے جھگڑے اور فساد کو طوالت نہیں ہونے پاتی اور ایسی طوالت کے نتیجہ کثرت سے حد درجہ انتہا خطرناک اور انسانیت سوز ثابت ہوتے ہیں جنہیں ارباب عقل و فہم اور صاحبان تجربہ ہی بخوبی سمجھ سکتے ہیں اس محکمہ پر تقریباً نصف کروڑ روپیہ سالانہ صرف کیا جاتا ہے برطانوی ہند میں آئے دن دیکھا جاتا ہے کہ ہمیشہ فرقہ وارانہ فسادات و دیگر تنازعات کی خبریں بار بار آتی رہتی ہیں جن کے نتائج ایسے ایسے ناقابل برداشت ہوتے ہیں کہ صداؤں کو بلند کرتے ہوئے اخبارات کے اندراج سے زینت پاتے رہتے ہیں لیکن برخلاف اس کے سلطنت آصفیہ میں ایسے ناگفتہ بہ اور ناگوار حالات باوجود تحقیق کامل و جستجوئے بسیار کے شاذ و نادر ہی نظر آیا کرتے ہیں جس سے ہمارے یہاں کی پولیس اضلاع کے کاروبار کی اہمیت اس کے کارکنوں کی مصروفیت اور انہماک پایہ کار گزاری کا بخوبی پتہ چل سکتا ہے اسی طرح سنگین سے سنگین اور کم سے کم تر وارداتوں کا تناسب بھی بمقابلہ برطانوی ہند سلطنت دکن میں بحد کم ہے جو اس کروڑ ہا مخلوق کے لحاظ کرتے مشکل ہونے کے ہی سمجھا جائے گا اس سررشتہ کی عام تفصیلات پر نظر تحقیق ڈالی جائے تو اچھی طرح یہ واضح اور ظاہر ہو رہے گا کہ سنہ ۱۳۳۸ف میں کل عملہ پولیس کی تعداد بشمول حکام و کانسٹیبل و عملہ دفتری کے اضلاع دیوانی میں (۱۱۳۹۵) اشخاص تھی اور علاقہ صرف خاص کے (۱۱۷۷۵) صرف خاص وہ علاقہ ہے جس کی ساری آمدنی تمامی شعبات انتظامی و زرعی و مالی وغیرہ کے لحاظ سے جو بھی ہوتی ہے وہ اعلیٰ حضرت حضور نظام خلد اللہ ملکہ و سلطنتہ کے اوس خزانہ میں جمع ہوتی ہے جو خزانہ صرف خاص مبارک کے نام سے مملکت دکن میں مشہور ہے اس علاقہ کے محاصل و مخارج کا حساب و کتاب بقیہ اضلاع ریاست سے جو علاقہ دیوانی میں شامل کہلائے جاتے ہیں بالکل الگ رہتا ہے دو سال قبل یعنی سنہ ۱۳۴۰ف میں علاقہ دیوانی کی اضلاعی پولیس کے پورے مصارف کی خاطر (۴۴۹۲۵۹۹) روپیہ کی منظوری پیشگاہ ارباب حکومت سے شرف اصدار پائی اور علاقہ صرف خاص مبارک کی پولیس کے اخراجات کے لئے (۴۱۸۴۷۲۲) روپیہ منظور فرمائے گئے جس سے بعد اخراجات ضروری (۹۷۲۳۴۶) روپیہ کی علاقہ دیوانی اور (۸۲۲۳۹۷) روپیہ کی علاقہ صرف خاص میں بچت کی گئی اسی سال مختلف تعزیری دفعات کے ماتحت (۳۶۵۶۳) واقعی وارداتوں کی پولیس کو اطلاع ملی چنانچہ پولیس نے اپنے فرائض کو فوراً پورا کرنے کی خاطر (۴۲۲۴) مقدمات عدالت ہائے متعلقہ و مجازہ میں چالان کیا و نیز (۱۱۲۱۵) ملزمین گرفتار کئے جن میں (۴۵۱۲) ملزمین کو عدالت ہائے مجازہ سے مقررہ قانونی سزا کا حکم سنایا گیا و نیز اس سال کل مال مسروقہ کی قیمت (۳۸۰۲۸۱) روپیہ اار آنے سات پائی تھی جس میں سے (۱۶۴۱۱۵) روپیہ دس آنے سات پائی کی قیمت کا مال برآمد کیا گیا ان تمام کے ذکر کے علاوہ ایک اور بات قابل ذکر یہ رہ جاتی ہے کہ افسران محکمہ پولیس کی تربیت کے لئے جو ٹریننگ اسکول صدر محکمہ کوتوالی اضلاع کے تحت قایم ہے اوس میں اون کے علاوہ عمال پولیس کے یتیم بچوں کی تعلیم و تربیت کے لئے ایک الگ درسگاہ بھی قایم ہے جس میں اون بچوں کو ابتدائی تعلیم اور فوجی قواعد کی تربیت نہایت ہی اعلیٰ پیمانہ پر دیجاتی ہے پندرہ سال کی عمر تک کے یہ بچے اس طرح تعلیم پانے کے بعد پولیس میں بھرتی کر لئے جاتے ہیں اس طریقہ عمل سے ایک تو یتیموں کی پرورش اور تربیت کا سامان ہوتا ہے اور دوسری طرف جمعیت پولیس میں بھرتی کرنے کے

سلسلہ با ضابطہ تربیت یافتہ نوجوانوں کا ایک مستقل ذخیرہ ہر سال تیار ہوتا رہتا ہے اس صورت حال سے توقع ہے کہ جس وقت ان نوجوانوں کی مستقل تعداد مقررہ پر پہونچ جائے گی اوس وقت ممالک محروسہ حیدرآباد کے کانسٹیبل بھی تعلیم و تربیت اور استعداد میں برطانوی ہند سے اور بھی آگے پہونچ جائیں گے اس درسگاہ کے اخراجات کے لئے محکمہ پولیس کی تنخواہوں سے ماہانہ ایک نہایت قلیل رقم وضع کی جاتی ہے جو درسگاہ کے مصارف کے علاوہ محکمہ کی بیواؤں کو وظیفہ پہونچانے کے لئے بھی خرچ کی جاتی ہے چنانچہ اس وقت ایک ہزار ایک سو بیوائیں اس مد سے وظیفہ پا رہی ہیں جن کی مد پر سنہ ۱۳۴۴ف میں مبلغ ۲۲۳ر۰۱۴ روپیہ خرچ ہوا تھا غرض یہ سررشتہ اپنے تمام فرائض کو نہایت انہماک کے ساتھ اعلیٰ پیمانہ پر انجام دے رہا ہے جو مضمون ہذا کے پورے مطالعہ سے ظاہر ہوگا یہ تمام ترقیاں ایس ٹی ہالنس سی آئی ای کے دست انتظام کی رہین منت ہیں آپ یورپ کے تعلیم یافتہ ایک لائق و فائق بنی نوع انسان کے سچے دل سے ہمدرد اعلیٰ درجہ کے فلاسفر اور سیاس حاکم ہیں۔ ممالک محروسہ سرکار عالی میں آپ کی ذات گرامی کسی خاص تعارف کی محتاج نہیں غرض کہ ہر حیثیت سے جس قدر بھی آپ کی تعریف و توصیف کی جائے کم ہے۔

سررشتہ کوتوالی بلدہ

چونکہ اس دنیا میں نہ معلوم کتنی مخلوق بستی ہے جس کا شمار آج کائنات کا بڑا سے بڑا اگزامنر آف اکونٹس باوجود اپنی فراست تمام کے بھی نہیں کر سکتا یوں تو ہم سنتے رہتے ہیں کہ ہر سال دو سال میں عالم کی حکومتیں اپنی مملکت کی خانہ شماری اور بشری تعداد کی گنتیاں کرتی ہیں جو ان کی مرتب کردہ رپورٹوں سے ظاہر ہے مگر جہاں تک بھی ہم نے دیکھا مطلقاً اس کا کوئی پتہ نہ چل سکا کہ تمامی کائنات کی کسی نے مردم شماری کی ہو اس سے ثابت ہوتا ہے کہ یہ حکومتیں محدود ہیں جو اپنے کاروبار کو خطہ زمین کے ایک حد تک چلا سکتی ہیں لہذا اس کے عکس کے لئے ایک ایسی حکومت بھی ہونی چاہیئے جو پوری سرزمین کائنات پر اس کے ہر شعبہ کے لحاظ سے اپنی حکومت چلا سکے چنانچہ اس متصرف محیط کی تعریف دنیا کے اہل مذاہب بلکہ ان کے پیشوایان موجودہ اچھی طرح کر سکتے ہیں کہ وہ کونسی فرمانروائی ہے یہ بحث ہمارے فرائض سے خارج ہے اس لئے صرف اشارہ پر اکتفا کی جاتی ہے پس جب دنیا میں اس قدر بے گنتی و بے حساب مخلوق آباد ہے تو ظاہر ہے کہ ان میں مختلف قسم کے انسان بھی ہوں گے جو اپنے صفات کے لحاظ سے "اچھے" اور "برے" دو آپس کے مختلف شعبوں میں تقسیم کئے جا سکتے ہیں اور جب یہ دو فرقہ خطہ زمین پر صفاتی دنیا کے لحاظ سے قرار پا گئے تو اچھوں سے اچھائی اور بروں سے برائی کا ظاہر ہونا بھی لازم آیا لہذا جب یہ ہر دو صفتیں ظاہر ہوں تو ان کے آپس میں تضاد کی وجہ خونریزی اور فساد کا واقع ہونا بھی ضروریات سے ہوا اور پھر ان فسادات کی روک تھام امن و آسایش کے قیام کے لئے ایک ایسے گروہ کی ضرورت ہے جو ان اہم کارگزاریوں کا حامل ہو اور اس دشوار گذار وادی میں قدم جما کر آسایش خلقت ملک کی کامیاب راہیں نکالتا رہے اس لئے

دنیا کے ارباب حکم نے ان حتمی ضرورتوں کی پابجائی اور انہی انتظامات کی بجا آوری کے لئے [illegible]
ایک ایسا گروہ قایم کر رکھا ہے جس کو زبان "عام" میں "پولیس" کے نام سے یاد کیا جاتا ہے [illegible]
بھی ایک مستقل سررشتہ کے تحت اس انتظامی گروہ کا قیام ہے یہ شعبہ انتظامی [illegible]
جنھیں "پولیس بلدہ" و "کوتوالی اضلاع" کے نام سے موسوم کرتے ہیں کوتوالی بلدہ [illegible]
مربع میل رقبہ زمین اور اس کی ساڑھے تین لاکھ آبادی و رعایا کی نگرانی [illegible]
رحمت یار جنگ بہادر کے مبارک ہاتھوں کی گرفت کا رہین منت ہے موجودہ [illegible]
خاص بالخصوص امتیاز کی نمایاں حیثیت حاصل ہوئی۔ نواب رحمت یار جنگ بہادر کے حسن انتظام [illegible]
کھلنے والے دروازہ نے یہ جدید اصلاحی طریقے پیدا کئے کہ جس کے نتیجہ میں روز افزوں ہونے والے جرائم کا انسداد
اور کامیاب سراغ رسانی کی راہوں میں نہایت شاندار کامیابی حاصل ہوئی "رجسٹری جرائم" تاکہ داری [illegible] اور
فلائنگ اسکواڈ" کے رواج نے روز افزوں پائی اتفاقی حادثات و واردات ناگہانی کی [illegible]
لئے ایک "کارروز" مقرر ہوا آمد و رفت خلقت کی وجہ بعض سرزد ہونے والے حادثات کے سدباب کے لئے ایسے
جدید اور موثر و مفید طریقے رائج کئے گئے جو موٹروں کی کثرت کی وجہ نہایت ہی ضروری تھے نواب رحمت یار جنگ بہادر
نے ۲۶ امرداد ۱۳۴۳ف مطابق یکم جولائی ۱۹۳۴ء کو دس بج کر تیس منٹ پر راجہ بہادر ونکٹ راما ریڈی بی۔ او
بی۔ ای منصرم کوتوالی بلدہ سے خدمت کوتوالی کا جائزہ بصورت استقلال حاصل فرمایا ہماری ملکی پولیس پر ممالک
غیر کی نسبت "حسن اخلاق" "احساس فرائض" "قابلیت انتظامی" "اعلیٰ سے اعلیٰ کارگزاری" "طرق سراغ رسانی" وغیرہ
کے مد نظر جہاں تک بھی فخر کیا جائے بالکل کم ہے کیوں کہ یہ صحیح معنوں میں ملک کے امن و امان نیز رعایا کے جان و مال
و عزت و آبرو کی پوری پوری محافظت کو دن و رات نہایت مستعدی کے ساتھ اپنا فرض عین سمجھتی ہے اور حکومت کے
وقار کی تعظیم و تکریم و تحفظ کے ساتھ ساتھ پبلک حقوق کے تمامی شعبات کی نہایت بڑھتے ہوئے جذبہ میں پاسدار اور حامل
بھی ہے "رشوت خواری" "عوام پر خواہ مخواہ کے رعب جمانے" "خلقت کو تنگ کرنے اور لوٹنے" اپنی بالائی آمدنی کے لئے
اکثر و بیشتر خطرناک جرائم سے چشم پوشی کرنے" اور اسی قسم کے تمام سیاہ دھبوں سے ہماری پولیس کا دامن تصرف
کبھی بھی آلودہ نہ ہوا اور نہ خدا کے فضل سے آئندہ کے لئے بھی ہو سکتا ہے سررشتہ کوتوالی بلدہ [illegible]
تیس انسپکٹر ۴۳ سب انسپکٹر ایک سو تراسی جمعدار اور تیس سو ستاسی جوان اور دو سو بائیس مسلح پولیس کے
ایک بڑے عملہ پر مشتمل ہے ان میں کے ۶۲ ایسے اہلکار ہیں جو دفتری نظم و نسق کے کاروبار انجام دیتے ہیں و نیز مختلف
دیگر کاروبار کی انجام دہی کے لئے منجملہ ان کے ۱۵۰ اہلکار اور بھی ہیں نظم و نسق کے کاروبار انجام دیتے ہیں جو اپنے
اپنے جذبات ضروری انتظامی اور مقامی کو باحسن الوجوہ انجام دیتے رہتے ہیں عام طور سے جہاں تک بھی ہمیں معلومات
بہم پہونچے ہیں اور دیکھا گیا یہی ثابت ہے کہ ہمارے پولیس کانسٹیبل مسافروں کو مفید معلومات کے بہم پہونچانے میں
کافی مدد دیا کرتے ہیں اور نہایت کشادہ پیشانی سے ان گم کردہ کارروانوں کی حکومت کو اپنا نصب العین اور فریضہ
مذہب بھی سمجھتے ہیں جو کسی طرح بیجا نہیں کیونکہ پیغمبر اسلام نے فرمایا کہ مہمان کی خدمت کرو اس کا اکرام کرو اگرچہ وہ
کافر بھی ہوں پس اس لحاظ سے جو مسافر وارد ہوتے ہیں وہ ہمارے مہمان ہیں ان کی رہبری اور خدمت کرکے
نہ صرف پولیس قانون دینوی کی پابندی کرتی ہے بلکہ دوسری طرف وہ اہل ملک کی نمائندگی میں مسافرین کی خدمت

کرکے اپنی جہاں نوازی کی جہت سے قوانین اسلام کے سامنے سر تسلیم خم کرنے دانی بھی ثابت ہوتی ہے یہ تو عام پولیس
کی مشینی نمونہ از خود ا کیفیت تھی اس کے سوا حیدر آباد کی خفیہ پولیس بھی اپنی نمایاں سے نمایاں کارگزاری اعلے
سے اعلے ذہانت کے لحاظ سے شہرہ آفاق ہے اس کے چیرہ کتے ہوئے کمالات شمالی ہندوستان میں بے حد مشہور
ہیں جن کی تفصیلی ذکر و تذکرہ کے موقع پر لیا اور ثابت لبیعت بشاش کو اور گدگداتی ہے چنانچہ جب شہریار دکن
آصف جاہ سابع خلد اللہ ملکہ و سلطنتہ رونق افروز دہلی ہوئے تھے تو وکوج کی خفیہ کے ہشیار باش اور ان تھک
قدرتوں کا چرچا زبان زد خاص و عام تھا جہاں تک بھی ہم نے اپنے خیالات کو میدان تحقیق و تدقیق میں وسعت
دی اور ان کا تمام پھیلاؤ نتیجہ کے لحاظ سے ایک جگہ سمٹ کر ان تمام خوش اسلوبیوں کا مرکز و منبع نواب رحمت یار
جنگ بہادر کی ذات گرامی کو قرار دیتا ہے اس کے ساتھ ساتھ تشکیل و تنظیم سررشتہ ہذا کے تفصیلی ذکر اذکار کے
سلسلہ میں نواب سلطان یار جنگ بہادر عرف آغا جانی سینیر نائب کوتوال کے گرانمایہ اور عالی قدر خدمات بھی
قابل اعتراف و صد ستایش ہیں آپ کو نائبین کوتوال شہر کی اعلے صف میں سب سے پہلی نشست حاصل ہے آپ
کی نمایاں خدمتیں جو اکثر و بیشتر اہم پہلو رکھتی ہیں ان کی تشریح بلحاظ انکشاف حالات انتظامی ضروری خیال کی جاتی
ہے آپ کو بزمانہ ولیعہدی حضور پر نور شہریار ہفتم کی پیشگاہ میں اکثر و بیشتر باریابی کا شرف حاصل رہا ہے نواب
عماد جنگ مرحوم کوتوال سابق نے بلحاظ مستعدی و جانفشانی آپ کو اپنا شریک کار مقرر کیا تھا اس سے قبل علاقہ
فوج اور بعدہ سررشتہ کوتوالی میں آپ نے بحیثیت کمانڈنگ آفیسر و سینیر نائب کوتوال وہ اعلی خدمتیں انجام دیا
جو سررشتہ ہذا کے پورے ریکارڈ میں ایک نمایاں آن بان رکھتی ہیں آپ نے اپنی ذہانت خداداد کی بدولت
اپنی جذبات جفاکشی محنت و مشقت غور و فکر اور حسن انتظامی سے طلائی تمغے بھی حاصل فرمائے غرض آپ کی ذات
جامع کمالات کو مصلحین و منتظمین سررشتہ کے اعلی طبقہ میں ایک خاص طرہ امتیاز حاصل ہے ہم سررشتہ مذکور کی
انتظامی حالت کی فراوانی کو مولوی میر محمود علی صاحب نائب کوتوالی کی سعی بلیغ کی بھی رہین منت پاتے ہیں جو ان سے
بمواقع ضروری نمایاں حیثیت سے ظاہر ہوتی رہیں غرض کہ بالفاظ مجمل و جامع یہ کہا جانا ختم تحریر کے لئے بہت
ہی کافی ہے کہ سررشتہ اپنی جامعیت کے فرائض کو نہایت احسن طریق پر انجام دے رہا ہے جیسا کہ ایڈیٹر صاحب
اخبار "پیغام صلح" لاہور نے بھی لکھا ہے چنانچہ ایڈیٹر صاحب مذکور کا وہ مقالہ جو سررشتہ پولیس کی تعریف و
توصیف میں ہے "شہریور ۱۳۴۶ ف کے رہبر دکن م ۱۴ جولائی ۱۹۳۷ء صفحہ ۶ پر درج ہے جس کا ایک جامع
حصہ ناظرین کے ملاحظہ میں اس لئے پیش کیا جانے کے قابل ہے تاکہ معلومات کی فراوانی میں ایک گونہ اور اضافہ
ہو اور یہ پتہ بھی اچھی طرح چل سکے کہ ہمارے اس انتظامی سررشتہ کے متعلق ممالک غیر کے نمایاں حیثیت رکھنے
والے افراد اپنی دنیائے خیالی میں کیا عقیدہ رکھتے ہیں ایڈیٹر صاحب موصوف لکھتے ہیں کہ " اس سال مجھے
حیدرآباد فرخندہ بنیاد آنے اور یہاں چند ماہ قیام کرنے کا اتفاق ہوا میں نے ایک قابل احترام اسلامی سلطنت
کے اس پایہ تخت کی ہر ایک چیز کو حتی الامکان ایک اخبار نویس و سیاح کی تنقیدی نظر سے دیکھنے کی کوشش کی ہے
یہاں کی پولیس کے طرز عمل کو بھی بغور دیکھا الحمد للہ بحیثیت مجموعی اس کو بہت اچھا پایا حیدرآباد پولیس کی
اخلاقی سطح مجھ کو پست نظر نہیں آئی اگر وہ زیادہ بلند نہیں تو اس قدر بلند ضرور ہے کہ ایک ہندوستانی کلبار ندامت
سے جھکا ہوا سر اوس کو دیکھ کر اوپر اٹھ سکتا ہے ۔

سررشتہ تعمیرات و آبپاشی

بجیر جائے سکونت و رہائش اور ضروریات زندگی کے قیامی مرکز کے دنیا میں انسان کا پیدا ہونا ...
انسان نے دنیا کے اس دو روزہ ثبات رکھنے والے مسافر خانہ میں قدم رکھا تو اس کے سرزمین پر نازل ہونے
سے پہلے ان کے پیدا کرنے والے نے ان کی سکونت و آسایش آرام و چین اور ضروریات کے تمام سامان مہیا فرما
کردیئے چنانچہ جب حضرت آدم کا خوشنما اور سجیلا پتلا بنا اور اس میں روح پھونکی گئی تو بعض کلمات تعلیم کے بعد ارشاد
حکم ہوا کہ تم اس جنت میں آسایش و آرام کے ساتھ رہو سہو کہ یہ تمہارے لئے بنائی گئی ہے اس سے معلوم ہوا کہ
بغیر سکونتی منازل اور ان کی پوری ضرورتوں کے پورا نہ ہونے کے ان سے پہلے پیدا نہیں کیا گیا اور اگر پیدا کر
بھی دیا جاتا تو یہ ظاہر ہے کہ بوجہ آسمان و زمین و تمام اشیا کے نہ ہونے کے کائنات کی اس پوری خلا میں انسان کسی طرح
ٹک نہ سکتا تھا مگر چونکہ یہ خلقت انسانی کی ابتدا تھی اس لئے کائنات کی تنظیم خود بہ نفس نفیس مدبر سلطنت خدا نے فرمائی
اور جب اس کی نسل روز افزوں ترقی پاتی گئی تو کیفیات ضرورت روزمرہ حاجات زندگی کے نازل کئے ہوئے اسباب
کا ایک جا جمع کرلینا ایک بڑی حد تک ہم ایسے انسانوں کے کمزور ہاتھوں میں دیدیا گیا اس وقت سے اسباب معیشت
کا اپنے عدم معلومات کی وجہ تلاش کرنا اور ڈھونڈنا انھیں کے ذمہ ٹھیرا اس کی معمولی سی مثال حالات دنیا کے لحاظ
سے یہ ہے کہ جب کوئی بادشاہ اپنے زمانہ زندگی میں خدائی وعدہ کے تحت خطہ زمین پر حق تصرف پاکر اپنے لئے حکومت
سلطنت کی پوری پوری تنظیم و تشکیل کرتا ہے تو قبل اس کے اصولی تمام ضروریات کو علحدہ علحدہ مختلف طریقوں پر
دفعات قانونی کی شکل میں ایک مستحکم اور اٹل فیصلہ کے مثل اپنے تحت تصرف خطہ سلطنت میں نافذ کردیتا ہے ان تمام
اجمالی اصول کی پوری تشریح وہی سمجھ سکتے ہیں جو ارباب عقل خطہ زمین کے مقرر کئے ہوئے حاکم یا مدبران سرزمین
مملکت خداوندی ہیں اور یہ اصول کاروبار سلطنت و نشیب و فراز حکومت اس کے آنے والے کارکنوں کے کرنے تغیر
حالات شیون ارباب ملکی کے الٹ پھیر اور تمام کاروبار معیشت خلق کے مصالح انتظامی کے اپنے موقع و محل ...
پھیر بدل کے ساتھ ہمیشہ کے لئے لایق عمل ہیں کیونکہ ہر آنے والے وقت میں سلطنت کے تمام آئینی اصول کا الٹ پھیر
تفصیلی حیثیت کی تمام رعایتوں سے نہیں کرسکتا البتہ بدلتے رہنے والے حالات زمانہ کے لحاظ سے اس کے مقرر کئے
ہوئے عمائدین سلطنت یہ جائز حق رکھتے ہیں کہ اپنے اپنے زمانہ حکومت کے موجودہ کیفیات کی رعایت کے ساتھ
اون قائم کردہ اصول کی پابندی ہمیشہ ہمیشہ کیا کریں ان تمام مذکورہ حالات کے اعتبار سے اگر غور کیا جائے تو
یہ ثابت ہوگا کہ گو ہم نے دنیا میں آکر اپنی عزیز عمر کو نہایت بے فکری کے کروٹ بدلتے ہیں کاٹا اور کیفیات کو کسی جانچ
پڑتال کی نظر سے نہ دیکھا اور ہماری گزری ہوئی آبائی پشتوں نے بھی اس خصوص میں کوئی خیالی کامیاب پیدا نہ ...
کی لیکن ہر صدی کے پیدا ہونے والے حالات کی ایک جدا حیثیت ہوتی ہے اور بعض وقت قرن کے قربات قائم
عمری کو طے کرتے ہوئے آنے والی ذہنیتوں میں پر ہاٹے پرواز پیدا کرکے انھیں باوجود ان کی ... کیا کہ
کے بھی انتہائی کامرانی کی منزل پر پہونچا دیتے ہیں یہ محض کائنات کے پیدا کرنے والے کی رحمت ہے فرمائے کہ

کچھ نہیں چنانچہ اسی سبب کی بنا پر گزشتہ قرنوں نے تمدنی حالات کے اعتبار سے دنیا میں بہت ساری ایسی ترقیاں بھی کی ہیں جن کی پوری پوری تفصیل اگرچہ دلچسپی سے خالی نہ ہوگی لیکن بخوف طوالت تحریر و تضییع اوقات ناظرین ان سے بیان بوجہ گریز کی جاتی ہے جو آج بخط جلی تواریخ عالم کے صفحات پر سنہری حروف سے لکھی ہوئی ہے پس جب دنیا کی موجودہ حالت کے لحاظ سے مدنی سیاست نے ترقی کی تو رسائی رکھنے والے اذہان قدرتی محفوظ ذخائر ترقی کے ظاہر کرنے کو نہایت مستعدی سے تیار ہوئے اور زندگی کی سہولت کے ہر شعبہ میں نہایت نمایاں کمال پیدا کیا چنانچہ منجملہ ان شعبہ جات کے فن تعمیر بھی ہے اگرچہ یہ فن شریف کوئی منقولی تعلیم کی حیثیت نہیں رکھتا اور محض انسان کی عقلی تراش خراش کا نتیجہ ہے لیکن افکار کے حقیقی نشا سے یہ ثابت ہے کہ ایسے انسان دنیا میں بہت ہی کم پیدا ہوا کرتے ہیں جن کی سمجھ کی پرواز اور ان کے فائدہ مند نتائج صرف ان کی ذات کی حد تک نہیں بلکہ عالمگیر اقتصادی ترقیوں کے حامل ہوتے ہیں الحاصل ساری کائنات کی سرزمین پر ہمیشہ جو بھی کچھ کیفیتیں پردہ ہائے سیما کی طرح بدلتی اور چھٹتی رہتی ہیں ان سے ہمیں کوئی خاص مطلب نہیں بلکہ کہنا صرف اس قدر ہے کہ فن تعمیر کا یہ محکمہ گو کہ مملکت دکن میں قدیمی حیثیت رکھتا ہے لیکن حقیقت امر یہ کہ اس کی نمایاں اور کامیاب ترقی آصف جاہ سابع شہریار دکن خلد اللہ ملکہ و سلطنتہ کے عہد فرمان روائی کی بہار خاص رہین منت ہے اس سررشتہ نے ظل سبحانی کے سایۂ عاطفت میں عمارتوں اکثر کی تعمیر کے کام نہایت شاندار طریقہ پر انجام دئے ہیں کہ جن کا اہل ملک معترف ہے اس سررشتہ میں جتنے ولایت کے تعلیم یافتہ لوگ موجود ہیں کسی اور محکمہ میں نہیں یہ امر اہل عقل سے کسی طرح پوشیدہ نہیں کہ سررشتہ ہذا کو ایک وسیع پیمانہ پر اپنے شعبوں کے نہایت پھیلے ہوئے طریقہ عمل کے ساتھ آئے دن کام کرنا پڑتا ہے غرض کہ اس مبارک عہد فرخندہ مہد سلطانی میں تعلیمات کی طرح سررشتہ تعمیرات نے بھی اپنی مختلف شاخوں کے ساتھ نہایت نمایاں ترقی کی اور ملک کو بے حد فائدہ پہونچایا ہے ۱۳۲۰ف میں سررشتہ تعمیرات و آبپاشی کے حقیقی سالانہ مصارف ۵۰ لاکھ کے اندر تھے اور تاریخ کی ورق گردانی سے اس کا بخوبی پتہ چلتا ہے کہ اندرون ملک میں ہر چہار طرف سڑکوں کی تعداد بہت محدود تھی ندی نالے اور پرنالوں کا کثرت کے ساتھ جیسی کہ ضرورت تھی وجود نہ تھا اور اس کے ماسوا آبپاشی کا کام بھی پہلے کے تعمیر شدہ تالابوں کی حد تک تھا سرکاری محکموں اور ملکی اکثر و بیشتر اداروں کی موزوں اور مناسب عمارات بہت کم تھیں لیکن آج بفضلہ کارکنان سررشتہ کی روز افزوں جفاکشی سے اقبال شاہی کی بدولت سررشتہ کی حالت گزری ہوئی کیفیتوں سے بالکل جداگانہ اور ترقی پذیر نظر آتی ہے اس روز افزوں ترقیوں سے سررشتہ ہذا کے پورے شعبوں کے مصارف رفتہ رفتہ بڑھتے بڑھتے ۱۳۴۴ف میں ایک کروڑ سینتالیس لاکھ سے متجاوز ہوگئے اس مبارک زمانہ کا ایک بڑا نمایاں کارنامہ یہ کہ آصف جاہ سابع کے ۲۵ سالہ دور فرمان روائی میں ۳ ہزار ۲۵ میل کی پختہ سڑکیں جن میں اکثر پختہ سمنٹ کی بنی تیار ہوئیں اکیس پل ممالک محروسہ کی بڑی بڑی ندیوں پر اور ۸۴۲ سے متجاوز چھوٹے چھوٹے پل تعمیر ہوئے جو پبلک کی آمد و رفت روزمرہ کی دقتوں اور کیفیتوں کے مد نظر بھی نہایت ہی مفید ثابت ہوئے جس سے کہ اس عہد سلطانی کا ہر شعبہ بوجہ اچھی وقعت رکھتا ہے اس کے ماسوا اندرون حدود سلطنت میں کارہائے آبپاشی یہاں کی ترقی کے لئے سولہ بڑے بڑے تالاب مثل نظام ساگر" پالیر" ڈیرا" فتح ہنر" بھی مکمل ہو چکے جن سے قدیم اور اضلاعی سطح مجمع ہائے کلاں لکھناورم" رامپا" پاکھال" پوناورم وغیرہ کے ذرائع آبپاشی کی تجدید و توسیع بھی عمل سے حاصل ہوا ہے

جس کی آبپاشی کے فائدہ پہنچنے والے اراضی سے تین لاکھ ایکڑ سے زیادہ کا حصہ مزروعہ تری کا بہترین رقبہ بن گیا نظام ساگر اور دیگر کئی تالاب منسلکہ والی نہریں عثمان ساگر حمایت ساگر بھی آج ہندوستان کے بڑے بڑے کارہائے آبپاشی کے مقابلہ میں ہیں عثمانیہ جنرل ہاسپٹل صدر شفاخانہ یونانی دارالشفاء چار مینار عدالت عدالت العالیہ کتب خانہ آصفیہ معظم جاہی مارکٹ میوزیم جوبلی ہال" وغیرہ کی لحاظ سے اعلیٰ عمارتوں کے علاوہ سیکڑوں اور شاندار عمارات دفاتر سرکار عالی" مدارس اور شفاخانہ جات کی ممالک محروسہ سرکار عالی میں تعمیر ہو چکی ہیں جس سے خطہ سلطنت دکن نئی دلہن بنا ہوا نظر آتا ہے ملک کے ہر حصہ اور ضلع میں جا بجا مسافر خانے اور رسٹ ہاؤس بھی بہت اعلیٰ پیمانہ پر تعمیر ہوئے جو سچ تو یہ کہ دیکھنے سے تعلق رکھتے ہیں دارالسلطنت سے قطع نظر مستقر صوبہ جات و اضلاع میں سرکاری عمارتیں مقامات کی خوبی و خوش حالی کے علاوہ رعایا کے ہمہ گیر استفادے کا باعث ہو گئی ہیں گزشتہ پچیس سال میں سررشتہ تعمیرات نے اپنے سال بھر کے معمولی اور مقرر کئے ہوئے مستقل مصارف کے علاوہ جو رقم کہ ملک کے بڑے کارہائے تعمیر کے لئے صرف کی وہ حسب ذیل ہے۔

عمارات۔ ۶ کروڑ ۹۲ لاکھ۔ عام کارہائے آبپاشی ۴ کروڑ ۸۰ لاکھ اہم کارہائے آبپاشی ۵ کروڑ ۴۴ لاکھ۔ سڑکیں ۸ کروڑ ۷ لاکھ۔

اس سررشتہ کی صدر المہامی پر مملکت حیدرآباد دکن کے ایک خاندانی میر راجہ شامراج اجونت بہادر حسب فرمان حضرت اقدس و اعلیٰ فائز ہیں جن کی صدر المہامی میں یہ سررشتہ روز افزوں ترقی کر رہا ہے اور اکثر جدید اصلاحیں آپ کے حسن کارگزاری کی رہین منت ہیں۔

آرائش ملک

آرائش ملک کے اس شعبہ کا سرزمین کائنات کے آباد خطوں پر زیبائش پانا اور سنوارنا انسان کے سب سے پہلی ضرورت میں داخل ہے کہ اس کائنات کے پیدا کرنے والے نے خود بھی جب اپنے پہچاننے کی خاطر خلقت کے پیدا کرنے کا ارادہ کیا تب سب سے پہلے ان کے رہنے سہنے کی خاطر فرش زمین کو بچھایا اس پر چرخ نیلوفری کا شامیانہ قائم فرمایا جو ان کے لئے ایک حفاظت کرنے والے چھت کا کام دیتا ہے ورق زمین پر بڑے بڑے پہاڑ قائم فرمائے جسے ہم بھی اور عام مروج اصطلاح میں اس خصوص کے اپنے تراشے ہوئے الفاظ کے ساتھ میر فرش کہا کرتے ہیں ان کے پیٹ بھرنے کی خاطر شکم زمین میں ایسی تاثیرات عطا فرمائیں کہ تادم حیات خلقت وہ اس کے لئے غذا از قسم غلہ اپنے سے تا یوم موعود خارج کرے اور درخت ہائے اثمار مختلف کو اگاتی رہے ان کی روز مرہ پیش آنے والی ضرورتوں کے لئے خطہ ارض پر جا بجا صاف و شفاف پانی کی نہریں بہائیں جسے ان کی حیات قائم رکھنے کا ایک پہلا ضمانت دار قرار دیا گیا ہر قسم کے اشیاء کو جو اس وقت دنیا میں موجود نظر آتی ہیں خلق کیا کہ اس سے ان کی موقعتی خواہشیں اور لازمی ضرورتیں پوری ہوں ان ضرورات کے دو مختلف حصہ مقرر فرمائے کہ

ایک مقدمہ جیسے روز روشن کہا جاتا ہے آدمیوں کے کاروبار زندگی کی بجاآوری کے لئے ہو اور شب تاریک اس کی تمام تکان و ماندگی کے دور کرنے اور اپنے اپنے گھروں میں پڑے رہ کر آرام لینے کے لئے اسی طرح اور تمام خدائی تجلیاں محفل عالم کو سنوارنے کے لئے سرزمین موجودہ پر پھیلیں جس کی تفصیلی حالت پر عبور پانا ہماری اس بشری طاقت سے خارج ہے یہ ذکر خدائی نظام کا تھا جو اس زمین و آسمان کی مابین مخلوق کی آسائشوں کی خاطر مقرر کیا گیا اسی طرح دنیاوی اسباب مادی کے تحت خلقت زمین کو بھی چاہیئے کہ وہ حکمت آرائی تدبیروں سے اپنے دن رات کے چین وراحت کے خود اختیاری اسباب بھی مہیا کرے چنانچہ صفحۂ زمین کے طاقتور نفوس اور نوع بشر کے نامور ہائے نامی اسمائے گرامی نسل انسانی کے ہر دور میں صفحات تاریخ کی زینت وشان کا باعث قرار پائے اس خصوص کی تمام اہم خدمات کو اپنے حدامکان تک نہایت حسن وخوبی کے ساتھ انجام دیا جو ہر گزشتہ صدی اور قرن کے اندراجات تاریخ سے بصداق عیاں راچہ بیاں ظاہر ہے زمانہ موجودہ کے جدید اصول عالم کے ہمہ گیر مصروفیات آئے دن بیانگ دہل واضح ہوتے جاتے ہیں جن کی شعبہ آرائش وزیبائش کے لحاظ سے نمایاں حیثیت تسلیم کی جاتی ہے ہماری مملکت دکن میں یہ شعبہ خاص شہریار کامگار آصف جاہ سابع کے عہد میمنت مہد کی پیداوار ہے یہ شعبہ ایک خاص مجلس انتظامی کے تحت اس غرض سے قایم ہے کہ یہ بصورت شہر حیدرآباد اور مملکت دکن کو عروس نوبہار بنائے بلکہ شہریت کی تمام خوبیوں کو نہایت کھلے کھلے طریق پر واضح کر دینا ہے بصرف مملکت کی اعلیٰ ذہنیت کا صاف صاف پتہ دے شہر کی سڑکوں کو وسعت دیکر اطمینان بخش کی صورت سے زینت دی گئی کہ جو راہ رو آنے جانے چلنے پھرنے والوں کے لئے ماسوا گرد وغبار سے محفوظ رہنے کے مزید زیب بھی ہے ملک کے نونہالوں اور رعایائے مملکت کے چھوٹے چھوٹے بچوں کے لئے ہر محلہ اور بستی کے قریب چھوٹے سے چمن اور کھیل کے میدان قایم کئے گئے ان سب کے ماسوا آصف جاہ سابع کے دور فرمان روائی کی تاریخ کا ایک نمایاں باب یہ کہ بصرف زر کثیر و معتدبہ اپنی عزیز رعایا کے غربا و متوسطین کے آرام چین سہولت و آسایش کے مطمح نظر بتوجہ تام و بطور خاص جابجا ہر محلہ اور آبادی میں پختہ وسیع عمدہ نفیس اور عالیشان منازل و مکانات حسب ضرورت موقع و محل مناسب پر تعمیر کیے گئے جن کے کرایہ نہایت قلیل اور اقل حیثیت پر قایم فرمائے گئے تاکہ اس کی ادائی ہر کہہ ومہہ پر بار وعار باعث تکلیف کا نہ ہو اور ماسوا اس کے بصورت دیگر ایک اہم مقصد یہ ہے کہ تا اختتام دور آرایش خلقت مملکت و رعایائے بہی خواہ سلطنت بسبب عدم میسری مساکن و منازل نیز دیگر کیفیات کے پریشان مغموم و محزون اور مبتلائے دربدری نہ ہو غرض کہ درد مندی رعایا و فلاح و آسایش خلق مملکت کی یہ ایک ایسی عظیم الشان ارفع واعلےٰ مثال بیرون عالم پر اپنے حسن تدبر و نظام ملک و سیاست سے حضور نظام خلد اللہ ملکہ وسلطنتہ نے قایم اور نصب فرمائی جو کہ اپنی نوعیت میں دور سلطنت خانوادۂ آصفیہ کا ایک اپنی آپ نظیر اور بالکل ہی پہلا واقعہ سمجھا جا سکتا ہے جو کہ آنے والی نسلوں کی زندگی کے لئے ایک اعلیٰ سبق اور تدبیر و سیاست خانوادہ آصفی کا جھلکتا چمکتا ہوا تاریخی ورق بھی ہے کہ جس کے بار احسان میں مبتلا ہو کر سرور وشادمانی کے مجبور کر دینے والے لہجہ میں ہر فرد بشر ملک بلکہ دیگر خلقت عالم امکان و دنیا کو بھی اپنے خاص اور قلبی لگاؤ کے ساتھ اس سلطان نوشیروان خصال کے لئے دست دعا بارگاہ قاضی الحاجات پیشگاہ رحمت حضرت رب العزت و مستجاب الدعوات میں بلند کرنے ہی پڑتے ہیں غرض کہ شعبہ ہذا کے تمام کاروبار اور

اس کی غایت حسن و خوبی کو میجر جنرل شہزادہ والا شان نواب [illegible] بہادر کی [illegible]
تذکرہ معماران حسن کاریوں کی بدولت اب [illegible]
برس قبل دیکھا ہو آج پہچان نہیں سکتا کہ یہ وہی شہر ہے جسے ہم نے پہلے دیکھا تھا [illegible]
کی افتتاح عمل میں آئی اس وقت سے آج تک [illegible]
ہے چنانچہ ان تعمیر کردہ مکانوں کی تعداد [illegible]

سررشتہ ٹیلیفون

دنیا کے بڑے بڑے سائنٹفک اور فلاسفر گزشتہ زمانہ میں متفق اللفظ ہو چکے ہیں جیسے آج کل کے علماء بھی اسی طرح بلفظہ تسلیم کئے ہوئے ہیں کہ دہن انسانی سے جو بھی آواز نکلتی ہے وہ خارج ہونے کے بعد کائنات کی فضائے بسیط میں پھیلتے ہوئے ہر وقت ہر لحظہ ہر پل محفوظ بھی رہتی ہے گزشتگان سابق اور سابق سے سابق کا یہ مسلم نظریہ عینی مظاہرہ کی بنا پر تھا یا سنی ہوئی داستان کے اعتبار سے یہ عقیدہ کسی بانی مذہب کا پڑھایا ہوا سبق تھا یا کسی ریفارمر کا بنایا ہوا عجیب اور دلوں کا مسخر کرنے والا اپنی تاریخ حیات کے لحاظ سے آپ اپنا بے مثل و نظیر لطیفہ ان میں سے جو بھی ہو لیکن گزشتہ تاریخوں کے اوراق کی الٹ پھیر سے یہ بات کسی طرح کسی پہلو سے کسی مورخ کے واحد بیان سے بھی کبھی ثابت نہ ہوئی کہ زبان کی نکلی ہوئی آواز کے محفوظ رہنے کا یہ خیال مشاہدۂ عینی کی بنا پر ہے پس جب یہ نہیں تو اس کا دوسرا عکس لازماً یہی ٹھہرا کہ گزرے ہوئے عقلا کے دماغوں میں یہ خیال معلمین آسمانی کے زبانی ہدایات کی وجہ سے جم گیا تھا اور ان کی ذاتی کوئی تحقیقات اس خصوص میں شامل نہ تھی اگرچہ اس کیفیت کے متعلق ارباب فہم قدیم و جدید نے اپنی اپنی پرواز فکر کے موافق تخیلات اور ان کے دلائل کو ایک دوسرے سے بالکل مختلف طریقوں پر بیان کیا اور تحریر بھی فرمایا ہے لیکن ان تمام کا اصل مفہوم باوجود اختلاف خیالات کے آواز کے محفوظ رہنے پر متفق اللفظ ہے ارباب مذہب فرماتے ہیں کہ انسان جو خیال کرتا ہے پہلے وہ ایک وہمی اور عارضی شکل رکھتا ہے اور اس کے بعد جب اس کی استقلالی کیفیت پردۂ ذہنی پر رونما ہونے لگتی ہے تو پھر وہ ایک نہ مٹنے والے نشان کی طرح لوح دل پر نقش اور پیوست ہو جاتا ہے اور اس طرح ثبت ہوتا ہے کہ اس کی محویت کے لئے کسی بشری قوت ہنیر کہ اسے مٹا سکے آریہ ورت کی قدیم سے قدیم تاریخ جسے تقریباً پانچ ہزار برس سے زیادہ زمانہ گزر چکا ہے یہ مدت ہمارے اس زمانہ کی حیات انسانی کے لحاظ سے نہایت طویل سمجھی جاتی ہے و نیز دیگر تواریخ قدیمہ سے بھی ظاہر ہے کہ جب کبھی دنیا کے ماحول نے اپنے حالات روزمرہ کا کایا پلٹ کیا اور بشری ذہنیت منازل پرواز کو یکے بعد دیگرے طے کرنے لگی تو عقلوں کی بڑھتی ہوئی تراش خراش نے نت نئے کرشمے دکھائے اور انھوں نے "برگ درختان سبز در نظر ہوشیار ہر ورقے دفتریست معرفت کردگار" کو پیش نظر رکھتے ہوئے اون نغمات

ضرورتوں کو حاصل کر لینے کی استعداد ان تک کوششیں کیا جن پر گزشتگان تدبیر کی گہری نظریں طلبگار اپنے [illegible]
اعمال کے نہ پہنچی تھیں نئی نئی اشیاء کو ایجاد کرنا شروع کیا جن کا اس سے پہلے کی کسی صدی و قرن میں
عالم کو ظاہر کے مستحقات پر کسی طرف پتہ نہ تھا اور سب سے زیادہ ان واعظوں کے لئے قابل تعریف یہ بات ہے
کہ جب انھیں کسی ایک شے کی ایجاد میں ذرا سی بھی کامیابی ہوتی معلوم ہوئی تو انھوں نے اس کی تکمیل کے بغیر
اس کی طرف سے چین نہ لیا اور جب وہ پایۂ تکمیل کو پہنچ چکی تو ان کے لئے یہ ایک کامیابی کا کھلنے والا دروازہ
تھا پھر تو ان کی ہمتیں بام ارتقاء پر پہنچیں اور ان کے چھوٹے سے مگر حساس دلوں میں بسنے والے حوصلے آسمان
ارتقاء پر بالمدد عزم سے پرواز کرنے لگے۔ ماحول زمانہ کے اثرات بھی ان کا ساتھ دینے لگے تو انھوں نے اپنی
صنعت کو قدرت کی ایک گرانمایہ ودیعت جان کر اس میں کافی و وافی انہماک اختیار کیا اور اس طرح وہ آئے
دن اپنی نئی ایجادوں میں کامیاب ہوتے گئے چنانچہ ان کے گراں قدر اور ایک بڑی مدت تک نہ مٹنے والے کارنا
مے "ریلوے" "ہوائی جہاز" "گراموفون" "نشر صوت وایرلس" برقی اور ٹیلیفون کی صورت میں آج موجود ہیں اور
آنے والی نسلوں کے معاینہ میں بھی جب کہ رہینگی ضرور رہینگی غرض جو بھی ہو اس مقام پر ہمیں مملکت دکن
کی حد تک شعبہ ٹیلیفون کی حالت تحریر کرنی ہے حقیقت امر یہ ہے کہ اس کے موجد نے زبان کی نکلنے والی آواز
کو گرفت کر کے چٹکی بجاتے میں بڑی سے بڑی دور تک پہنچا دینے کے لئے یہ ایسا بہترین طریقہ نکالا ہے کہ
جو عالم امکان کی اس موجودہ خلقت کے لئے سہولتوں کی فراہمی کا ایک اعلیٰ سے اعلیٰ سبب ہے اس کی ترقی کے
اسباب کو روزافزوں جدت دیکر بڑھانے والے افراد بھی قابل صد ستایش ہیں کہ انھوں نے موجد کی
اس اہم سے اہم خدمت کو گراں قدر نگاہ سے دیکھ کر اسے کامیاب راستہ میں قایم کر دینے کی سعی حاصل فرمائی
غرض کہ جب ہماری مملکت دکن میں اس کا رواج ہوا ہے بارہ دری نواب سالار جنگ بہادر واقع چھتہ بازار میں
اس کا صرف ایک مرکز قایم تھا پہلے پہل اس کا کام "مغل لائن" ورتھ ایسٹرن کے طریق کار کے مثل ہو رہا تھا اور
بات چیت کے متعلق سارے ٹیلیفونی کام شاہراہوں پر نصب شدہ بالائے سر اتصالات کے ذریعہ ہوا کرتے
تھے مگر خطۂ عالیہ دکن میں برقی روشنی کا رواج آئے دن بڑھتا گیا تو ملک کی شاہراہوں اور شہر کے اندر باہر
ہر چہار جانب بالائے سر برقی تار نصب کئے گئے اور اسی طرح رفتہ رفتہ کارکنوں کی انہماک کارگزاری کی
وجہ اس کی روزافزوں ترقیاں چلنے والی ہوا کی طرح تیزی کے ساتھ بڑھتی گئیں اور اس شعبہ کے ستارہ
بخت رسا نے بام رفعت کی طرف اڑتی ہوئی کروٹ لی اور باقبال ذات شاہانہ ۱۹۳۳ء میں دس لاکھ کی
گرانمایہ رقم کے صرفہ سے سنٹرل بیٹری ٹیلیفون اپنے سارے ضروری ولازمی ساز و سامان سے بیس سوئچ
بورڈ کے ساتھ قایم ہوا خطۂ دکن میں جب اس شعبہ کی خدمت کی ابتداء ہوئی تھی تو بلدہ میں صرف سولہ ٹیلیفونی
خطوط تھے لیکن آج بحمدہ (۸۰۰) آٹھ سو صدر ٹیلیفون دو سو توسیعی خطوط بلدہ کے ہر حصہ میں بصنف پھیلے ہوئے
اور موجود ہیں ان کے علاوہ حدود سلطنت میں کم وبیش ایک سو توسیعی خطوط قایم ہیں جو چھوٹے چھوٹے خود متحرک
یا شاخہائے تبادلہ سے ملے ہوئے نصب نظر آتے ہیں انھیں گزشتہ آٹھ سال کے پہلے سے مختلف دفاتر سرکاری
میں قایم کیا گیا ہے جب کسی کام کا یا کسی صنعت کا بڑھاؤ ہونے لگتا ہے تو پھر اس کے مدارج پرواز تک پہنچ
جانے کے بعد عام و خاص خواہشیں ان کی دن دونی ترقیوں کے لئے ان تھک طریقہ کے ساتھ کوشاں ہو جایا کرتی

میں جو نتائج گزشتہ کے تاریخی کاموں کے متعلق مطالعہ سے ابھی تک پیش ہو چکے ہیں وہ ظاہر ہے اس لئے مزید ان کو آگے بڑھ کر اسی زمانہ میں ٹیلیفون کا یہ سلسلہ اورنگ آباد جالنہ اور ورنگل میں بھی مختلف تحصیلوں کی عوام کے گفت و شنید باہمی کی آسانیوں کے لئے قایم کر دیا گیا ہے اور اس کے ذریعہ کاروبار کی بڑی سہولتیں ہیں ایک ٹرانک ٹیلیفون سرویس بھی تعاون گفت و شنید باہمی کی غرض قایم کی گئی جو اورنگ آباد کو جالنہ سے اور حیدرآباد کو ورنگل سے ملاتی ہے گویا یوں کہنا چاہیے کہ یہ دنیا کے کسی ایک کونہ سے دوسرے کونہ تک پہنچا دیتی ہے اور ان سب کے ماسوا بھونگیر آلیر اور جنگاؤں جیسے اہم مراکز میں بھی ذریعہ گفت و شنید کے تبادلہ گھر قایم ہیں جو عند الضرورت پبلک کے لئے سلسلہ گفتگو ایک سے دوسرے مرکز میں ملاتے ہیں اور اپنے فرائض منصبی کو پورا کرتے ہیں ان اضلاعی ٹیلیفون کے قیامی اخراجات کے لئے چار لاکھ روپیہ کی رقم صرف ہوئی ہے اور اب تو محکمہ موصوف کو انتہائی بام ترقی پر پہونچا دینے کے لئے حیدرآباد ٹیلیفون کے متعلق یہ تجویز زیر غور ہے کہ مملکت دکن میں ایک آل انڈیا ٹرنک سسٹم قایم کر دیا جائے۔ اس طرح ممالک محروسہ کے تجارتی مراکز مثلاً گلبرگہ، بیدر، پربھنی، ناندیڑ وغیرہ میں باہمی اتصال ہو اور ان کے روزمرہ کاروبار تجارتی میں نمایاں اور روز افزوں کامیابی کی خوشنما اور فرحت افزا شکلیں پیدا ہوں گی۔ ٹیلیفون کا سالانہ چندہ اس قدر زیادہ ہے کہ ابھی مملکت حیدرآباد کے باشندے عام طور پر اس سے مستفید نہیں ہو سکتے ہیں اگر شرح چندہ اس کا گھٹا دیا جائے تو میں کہہ سکتا ہوں کہ سررشتہ ٹیلیفون کی آمدنی بہت جلد دوگنی ہو جائے گی۔

سررشتہ فوج

پچھلی تاریخوں کے مطالعہ سے یہ ظاہر ہے کہ جب دنیا میں انسانی آبادی بڑھتی گئی تو ذہنیتوں کے اتفاقات نے صفحۂ تاریخ عالم پر نمایاں کرشمے دکھلانے شروع کئے اور جس قدر نسلوں نے ترقی کی صفحۂ زمین پر انسانیت کا دریا لہریں کھانے لگا تو پھر انھیں اپنی تنظیم کی ضرورت پیش آئی ان کے احساسات نے تمدنی ارتقا کی تلاش کرنی شروع کی اور اس ماحول کی وجہ ضرورت ہوئی کہ صفحۂ کائنات پر ایک حکومت قایم کی جائے جو اپنے تصرف کے سبب کاروبار دنیا کو سنبھالے رہے لیکن اس کے قیام میں بھی سخت سے سخت تر مشکلات کا سامنا تھا اس لئے کہ خلقت ارضی میں کا ہر خاندان یہ چاہتا تھا ہم ہی سب پر فوقیت رکھیں یہ تنگ نظری ایک ایسی عالمگیر شکل اختیار کرنے لگی کہ جس کی وجہ شجر انسانیت کے نونہال آپس میں دست بگریباں ہوئے اور رفتہ رفتہ اس تخیل نے ترقی کر کے ایک نت نئے اور نرالے فتنہ کی صورت اختیار کی غرض اس نمایش گاہ عالم پر جو کچھ بھی ہوا مقتضائے وقت و محل و کم علمی مناسب تھا لیکن اصل مقصد یعنی قیام حکومت کے ارادہ نے انھیں اپنی کج فہمی کی وجہ دنیا سے معاشرت میں کامیاب قدم نہ رکھنے دیا یہی ایک ایسی کھٹک تھی جس نے ان کو اپنی نااتفاقی کے سبب پریشان کیا تھا اور دنیا کے تجربات میں مبتلا کر دینے کے بعد انھیں خواب غفلت سے بیدار کر کے اتفاق کی برکت سے

فرحت ناک مناظر دکھائے تو انھوں نے اپنے دیرینہ تجربہ کے بعد اس خداداد نعمت سے فائدہ اٹھایا اور حصہ بندی میں مصروف ہوئے بہ مختصر یہ کہ اس حصہ بندی نے گروہ نے مستقل قیام سے آگے چل کر فوج کی سی صورت اختیار کی جو رفتہ رفتہ زمانوں کی تبدیلی کے لحاظ سے لشکر کہلانے لگا اور یہی وہ گروہ تھا جو اپنے اصول اتحاد کی سختی سے پابندی کیا کرتا تھا چنانچہ رفتہ رفتہ اس نے زمانہ کے تغیرات کا مطالعہ کیا حالات کی تبدیلیاں دیکھیں تو پھر یہ چاہا کہ ایک ان میں سے ان پر حاکم مقرر ہو اور وہ سب اس کے تحت اپنے ضروریات زندگی کو ہنسی خوشی کے ساتھ پورا کرتے رہیں لیکن یہ خیال ابھی ان کے تجربہ کی پختگی پر دلالت نہ کرتا تھا انھوں نے اس کے فوائد و نقائص پر اچھی طرح غور نہ کیا اور باتفاق اپنے گروہ پر ایک حاکم اور صاحب تصرف مقرر کر ہی لیا چنانچہ مدتوں تک یہی دستور چلا آیا جس کے آج تاریخی صفحات شاہد ہیں مابعد زمانہ کے عبور و مرور کے ساتھ یہ صورت تمدنی ترقی کی بنا پر بادشاہی کے روپ میں رونما ہو گئی اور اس شکل کی اور تنظیمی کیفیتیں ایک منظم سلطنت کی صورت اختیار کر لی گئیں مگر پھر بھی اسے شخصی تصرف کے لحاظ سے ایک خوف سا لگا رہا اس وجہ سے کہ عالی فوائد سے ابھی دنیا اچھی طرح متمتع نہ تھی اور کاروبار حکومت محض انگلیوں پر گنے جانے کے قابل چند ارباب فہم کے حسن انتظام و تدبیر سے انجام پایا کرتے تھے چنانچہ اس خدشہ کو روئے زمین سے حرف غلط کی طرح مٹا دینے کے لئے کائنات کے ارباب فہم نے افواج جرار کو قایم کیا کہ وہ ملک و مالک کی حفاظت کیا کرے اور خطرہ کے وقت اپنی جان کے گنوانے سے بھی کسی طرح دریغ نہ کرے چنانچہ رفتہ رفتہ کم فہم عوام ملک کے دلوں پر عسکریت اور ان کے اسلحہ کا رعب جمتا چلا اور حکومتوں کا یہ خدشہ رفع ہوا پس تنظیم افواج کا یہی طریقہ ضروریات مذکورہ کے تحت زمانہ سابق اور سابق سے سابق نہ معلوم کب سے چلا آرہا ہے جو تا حال برقرار اور دور موجودہ میں روئے زمین پر جاری و ساری ہے ہماری مملکت آصفیہ میں بھی یہ شعبہ نہایت شان اور وسعت کے ساتھ قایم ہے سرکار عالیہ دکن کی فوجیں جمعیت باقاعدہ اور جمعیت بے قاعدہ "دو گروہ پر مشتمل ہیں جمعیت باقاعدہ تقریباً ۵ ہزار اور جمعیت بے قاعدہ ۲½ ہزار ہے یوں تو مدت سے اس بات کی کوشش برابر جاری ہیں کہ فوج کو عصری تربیت اور عصری اسلحہ سے آراستہ کیا جائے لیکن جب ہز ہائی نس پرنس آف برار والا شان شہزادہ اعظم جاہ بہادر کی سپہ سالاری ان افواج کو نصیب ہوئی تو ان کی ترقی اور اصلاح کا کام بہت تیز ہو گیا تاریخوں کے مطالعہ سے پتہ چلتا ہے کہ آغاز جنگ سنہ ۱۹۱۴ء میں ہماری ریاست عالیہ دکن نے برطانوی حکومت کی امداد سپاہیوں اور سامان حرب سے کی اور ہماری فوجوں نے بھی اس معرکے میں اپنے کارہائے نمایاں سے نہایت ستایش حاصل کی چنانچہ خود ملک معظم نے ان کی کامیابی پر حضور والا کو مبارکباد دی یہ ہر دو طریقہ عمل اگر نظر غور سے دیکھا جائے تو کمال اتحاد پر دلالت کرتے ہیں سنہ ۱۹۲۰ و ۲۱ء میں علی الترتیب افواج باقاعدہ کے سپاہیوں اور افسران صیغہ کی تنخواہوں میں اضافہ ہوا و نیز حیدرآباد امپیریل سرویس کے لئے ایک نظر ثانی شدہ اسکیم نافذ فرمایا گیا بنا بریں سنہ ۱۹۳۳ء میں ان افسران کی تنخواہوں اور الاونس میں بھی مزید اضافہ ہوا اور فوج باقاعدہ کی تقسیم. الف. ب. ج. د. کی چار صورتوں میں ہوئی ان میں گورنمنٹ کی کمال مرحمت سے خوراک بھی روزانہ مفت بٹنے لگی اور ان کے رہنے سہنے کے لئے جدید عصری بارکس بھی بنائے گئے سنہ ۱۹۳۲ء میں فوری ضروریات کے مدنظر اس کی اصلاح ہوئی اور اسی سنہ میں علاج حیوانات کا

ایک فوجی محکمہ بھی قائم ہوا اسی وجہ سے اب فوجی جانوروں کی تندرستی کی حالت بہت بہتر نظر آتی ہے ۱۳۳۰ف میں فوجی بجٹ ... لاکھ تھا اور ۱۳۴۶ف ۱۹۳۷ء میں ترقی کرکے تقریباً ... لاکھ ہوا نیز ۱۳۳۰ف میں نظم جمعیت کی بھی بعض ضروری اصلاحیں کی گئیں اور اس کی جدید تنظیم کا کام شروع ہوا ۱۳۳۰ف ۱۹۲۱ء سے قبل نظم جمعیت کا افسر اعلیٰ جمعیت باقاعدہ سے بالکل جدا ہوتا تھا مگر اس سال سے یہ بھی حضرت والا شان سپہ سالار اعظم عساکر آصفیہ کے زیر کمان آگئی۔

سررشتہ نظم جمعیت سرکار عالی

دنیا کی جب خلقت ہوئی تو اس وقت سرزمین انسانوں کی آبادی سے خالی تھی مگر جب وقت آیا اور ورق زمین انسانیت کے پیکروں سے پُر نظر آنے لگا تو انھوں نے پہلے سرزمین پر وہ کر اپنی زندگی گزارنا ہی کافی سمجھ رکھا تھا۔ مگر جب انھوں نے اپنی زندگی کے اہم اور دشوار گزار منازل کو طے کرنا شروع کیا تو ان پر روزمرہ کے تجربات کے تحت یہ ظاہر ہونے لگا کہ ان کی یہ زندگی اور نئی حیات کے مقاصد کو پورا نہیں کرتی جس سے آئے دن آپس میں بڑی بڑی خرابیاں فتنہ فساد اور خونریزی پیدا ہوتی ہیں جو امن عامہ کے حق میں نہایت تلخ اور خوفناک ثابت ہوتی جاتی ہیں اس لئے انھوں نے نہایت غور و خوض کے ساتھ اپنی سمجھ سے کام لینا شروع کیا اور آخر میں یہ تصفیہ کیا کہ صفحۂ زمین پر انسانوں کے درمیان حکومتیں قایم کی جائیں جو اپنے قوت و اقتدار کی وجہ ہونے والے فسادات کو امن و چین سے قایم رکھنے کے لئے فروکرے چنانچہ ارباب فہم و ادراک کی سعی سے یہ تجویز میدان عمل میں گامزن نظر آنے لگی اور ان تیار شدہ حکومتوں نے اپنا اثر مخلوقات کے دلوں پر جمانے کے لئے آزمایش کے لئے تجویز کیا کہ وہ ہوشیار فوجیں اور اسلحہ جمع کریں جن کی ہیبت و دہشت سے سرکش و ناکس و عوام خلائق اپنی فتنہ پردازیوں سے باز رہیں اور اس طرح امن و امان قایم رہ سکے ان حالات نے اپنی جڑوں کو سرزمین کائنات پر مضبوط کرنے کے بعد رفتہ رفتہ پھیلا دیا اور حکومتوں کو خطہ عالم پر کافی تمکنت حاصل ہوئی جیسا کہ ہم نے پچھلے بعد دیگرے تاریخوں میں دیکھا اور آج بھی عینی مشاہدہ کر رہے ہیں یہ تمام اغراض انتظامی صرف فوج ہی سے پورے ہو سکتے ہیں جیسا کہ ہمارے پہلے رب مجازی یعنے آصف جاہ اول کی وصیتوں سے ظاہر ہے جسے ہم نے آپ کے حالات میں ڈائرکٹری ہذا کے صفحات پر درج کیا ہے ان ہی تمام ضروریات کے تعلق کو پورا کرنے کے لئے ہماری سلطنت میں بھی شعبہ عسکریت قایم ہے مملکت آصفیہ کی فوج باضابطہ اور بے ضابطہ دو شعبوں پر مشتمل ہے بے ضابطہ فوج ملک کے ہر طبقہ میں نظم جمعیت کے نام سے شہرت رکھتی ہے جس کے عہدہ داران و عمال نے تاریخ مملکت میں نمایاں سے نمایاں کام انجام دیکر اپنی جان نثاریوں اور وفاشعاریوں کا ثبوت چنانچہ ان کی تنخواہیں اور مراتب کہ جو آج ان کو حاصل ہیں زیادہ تر ان خدمات کے صلہ سے تعلق رکھتی ہیں جن کے ذکر اذکار سے دکن کی تمام معتبر و مستند تاریخیں پر نظر آتی ہیں اس شعبہ عسکریت کے لئے

آج تک جو مزید اصلاحی تدبیریں عمل میں لائی گئیں ان کی وجہ یہ ہے کہ ضابطہ جمعیت بہت کچھ باضابطہ ہو گئی ہے اور اس پر بھی ایک بڑی مدتک پراویڈنٹ طریقہ پر فوجی قواعد و ضوابط کا عمل جاری ہو گیا ہے چنانچہ ارباب فہم و دانش نے اپنی عاقلانہ دوراندیشی کے تحت اسے بھی کافی نہیں سمجھا اور آج کل پھر اس شعبہ کی مزید اصلاحات زیر غور ہیں جن کا منشاء اصول و قواعد کی پابندیاں عاید کرنا ہے یہ جمعیت حفاظت دکن میں ۴۵ سال سے قائم ہے اور ہر سال اس کی سالانہ رپورٹیں بھی پیش ہوا کرتی ہیں تا کہ ان کی دن دوگنی ترقی و افزائی کا اندازہ بخوبی ہو سکے سنہ ۱۲۹۹ ف میں جب سب سے پہلے محکمہ ہذا کی ترتیب و نظم و نسق کا آغاز ہوا تو اس وقت اس کی جمعیت کی تعداد ۲۱۸۰۰ افراد پر مشتمل تھی جو اب گھٹ کر ۱۱۳۱۳ + اور ۱۲۴۳ راس تک پہونچ گئی ہے اس کے سالانہ اخراجات کے لئے سنہ ۱۳۳۹ ف میں ۲۶۲۷۹۵۲ روپیہ منظور ہوئے تھے لیکن من جملہ اخراجات میں کفایت کر کے اصل خرچ صرف ۲۳۰۰۳۴۵ روپیہ ۳۲۶۶۰۶ روپیہ پس انداز کئے گئے ہیں اس محکمہ کے ماتحت ایک بیوہ فنڈ قائم ہے جس میں ایک قلیل رقم کی وضعات تنخواہوں سے کر کے جمع کی جاتی اور محکمہ متعلقہ کے گزرے ہوئے افراد کی بیواؤں کی پرورش پر خرچ ہوتی ہے سنہ ۱۳۳۹ ف میں اس کا خرچ ۱۲۳۶۷ روپیہ ۴ آنے ۴ پائی تھا اور باقی حال بشمول رقومات باقی سال ہائے ماسبق ۴۷۴ روپیہ ۴ آنے حسب ضرورت بیواؤں کی امداد کی خاطر اسی مد میں داخل اور جمع خزانہ کئے گئے۔

اس محکمہ کے ناظم صاحبزادہ کمانڈر نواب قدرت نواز جنگ بہادر ہیں جو ہردلعزیز شہزادہ ولیعہد سلطنت آصفیہ کے ماموں اور علیاحضرت ملکہ دکن مدظلہا کے حقیقی بھائی ہیں جب سے آپ نے اس محکمہ کے انتظام کی مہار اپنے ہاتھ میں لی فوجی انتظامات میں ایک گرانقدر اضافہ ہوا آپ کی خداداد قابلیت اعلیٰ ذہانت فرض شناسی غربا پروری، بہی خواہی ملک و ملت سلیم الطبعی و نصفت شعاری کا چرچا ہر کہہ و مہ کی زبان پر ہے آپ سخاوت میں بھی شہرۂ آفاق ہیں حقیقت میں ایک فوجی اعلیٰ افسر کو انہیں تمام خوبیوں کی داد ادائی کرنی چاہئیے۔

محکمہ طبابت و حفظ صحت

حفظ صحت ہی ایک ایسی گرانمایہ شئے ہے کہ جس نعمت کے بغیر انسان دنیا میں اپنی زندگی کو کسی طرح اچھی حالت میں نہیں گزار سکتا کیونکہ صحت کی مخالف وہ شئے ہے جسے عام اصطلاح میں بیماری کے نام سے یاد کیا کرتے ہیں انسان کو اپنے تکلیف دینے والے اثرات کے سبب دنیا کے کسی کام میں مشغول ہونے نہیں دیتی اور نہ کسی شعبہ سے اس کو اس کی مضرت کی وجہ انہماک پیدا ہو سکتا ہے اس لئے صحت کو برقرار رکھتے ہوئے کاروبار زندگی کے نبٹنے کے لئے انسان کو چاہئیے کہ حفظان صحت کی تدابیر کو اختیار کرے کہتے یہ ہیں کہ دنیا والے اکثر اس سوچ بچار میں رہا کرتے ہیں کہ یہ بیماریاں آخر پیدا کیسے ہوتی ہیں اگر حقیقی الفاظ میں اس کا اظہار کیا جائے تو یہی کہنا ہے کہ ان خیالات نے ابھی میدان تحقیقات کو طے کر کے کوئی مفید نتیجہ نکالا اور نہ یہ ثابت کر سکے کہ امراض

سکے پیدا ہونے کے اصل اسباب کیا ہیں تعجب تو یہ ہے کہ ایسی تحقیق کے تخیل کی بنا زیادہ تر اون حضرات پر رہی
پائی جاتی ہے جو اس فن کی ادنیٰ ابجد میں ذرہ سی بھی واقفیت کی طاقت نہیں رکھتے اس سے آگے بڑھ کر
حقیقی تعلیم یافتہ طبقہ کی طرف نظر کی جاتی ہے تو وہ ان امراض موجودہ دنیا کے انسداد میں مشغول نظر آتے ہیں نہ کہ
علت پیدائش مرض کی ناکام کرنے والی سرزمین پر دوڑ کر ان سنین ماضیہ کے حالات حفظ صحت کو کتب
تاریخ سے مطالعہ کرنے کے بعد دور حالیہ کے تشیبات حفظ صحت کے لئے قیام ادارہ ہائے طبابت کی بناء اس
امر کا ٹھیک ٹھیک پتہ دیتے رہتے ہیں قبلہائے ماسبق کی نسبت دور حالیہ میں صفحہ کائنات پر ہمہ گیر امراض کا
اضافہ ہوتا ہی چلا جاتا ہے ایسی ہمہ گیر فضا کے پھیل جانے سے چونکہ انفرادی حیثیت سے کوئی ایک فرد اس کے
انسدادی تدابیر اپنی کم مائیگی کی وجہ اختیار نہ کرسکتا تھا نیا براین دردمندی خلقت کی وجہ کائنات کی حکومتوں نے
اپنے اپنے قلمرو میں ایسے ادارہ ہائے حفظ صحت بھی قایم فرمائے جو ان کے اہل ملک و رعایا کی صحت کی
ذمہ داریوں کے اہم فرایض کو اپنے ذمہ لیکر ان کی صحت کو برقرار رکھنے کے مفید و کارآمد تدابیر عندالضرورت
آئے دن کرتے رہکر ملک و مالک کی بہی خواہی میں اپنی روزمرہ زندگی کی منزلیں نہایت آرام و آسایش اطمینان و
چین راحت و سکون کے ساتھ اس سرائے فانی میں گزارتے رہتے ہیں اسی طرح ضروریات بالا کے مدنظر ہماری
ریاست عالیہ دکن میں بھی ایک طویل مدت سے یہ حامی صحت انسانی ادارہ قایم ہے جسے آج کل کی عام اصطلاح
اور مروجہ زبان میں بالعموم صیغہ طبابت و حفظان صحت کے نام سے موسوم کرتا ہے لیکن ایک قابل ذکر و لائق
تحریر و انکشاف بات یہ ہے کہ ہماری مملکت کا شعبہ دو اقسام پر مشتمل ہے ان میں سے ایک کو طبابت ڈاکٹری
کہتے ہیں اور دوسرے کو طبابت یونانی۔ طبابت ڈاکٹری کا یہ سررشتہ نہایت وسیع پیمانہ پر پھیلا ہوا ہے جو اپنے
کار ہائے مفوضہ کو مملکت دکن کے ہر گوشہ اور خطہ میں باحسن الوجوہ انجام دے رہا ہے انگریزی شعبہ طب کے ساتھ
صیغہ حفظان صحت بھی ہے جو اس کے دوش بدوش ہر حیثیت سے رعایائے ملک و مملکت کی نمایاں خدمتیں
انجام دیتا چلا جا رہا ہے عصر جدید کے بعض اور چند در چند وجوہ کی الٹ پھیر کے سبب اس قدر نمایاں اور اتنے اہم تغیرات
ہوئے اور ہونے والے بھی ہیں جن کی خوشنمائیوں کی رعایت سے زبان حال ہمیں قدیم سے قدیم ہونے کے باوجود بھی
پرانا سمجھنے میں بے حد حجاب کرتی ہے اس شعبہ پر حکومت کے اخراجات بندگان عالی متعالی مدظلہ العالی کی تخت نشینی کے
قبل سے زمانہ حال میں مقابلتاً چوگنے بڑھ گئے ہیں چنانچہ اوس وقت میں شعبہ مذکور کے کل اخراجات جن کی تفصیل
اس وقت بلحاظ طوالت مناسب نہیں معلوم ہوتی سالانہ تقریباً آٹھ ساڑھے آٹھ لاکھ تھے اور اب سنہ ۱۳۴۳ ف کی
رپورٹ کے بموجب جو ۲۲ فروری سنہ ۱۳۴۵ ف کو سرکاری تنقید کے ساتھ حال ہی میں شائع ہوئی ہے موازنہ شاہی
میں طب ڈاکٹری کے لئے جس میں ۲۱ لاکھ ۶۹ ہزار ۹ سو ۴۹ روپیہ اور حفظان صحت کے لئے ۴ لاکھ ۴ ہزار ۲ سو
۷ روپیہ ایک لاکھ ۵ ہزار ایک سو ۱۴ روپیہ اخراجات صیغہ صفائی کے منظورہ بھی شامل ہیں ان رقوم مقررہ سالانہ
کے علاوہ سنین ماضیہ کی رقوم کی بچت سے بھی سررشتہ ہذا کو استفادہ دیا گیا جس میں ۲۷ لاکھ کے تو وہی
اعداد ہیں جنھیں شعبہ مذکور کے اسٹیج پر قبل ازیں دکھایا جا چکا اس کے ساتھ ہی ساتھ اگر وہ تکلفات کی سالہائے ماسبق
کی وہ بچتیں جو دکھائی نہیں گئیں ان میں شامل کردی جائیں تو اس سال کا خرچ ۲۹ لاکھ ہوتا ہے اس سال شعبہ
مذکور میں ممالک محروسہ سرکار عالی کے پورے پورے مقامات اضلاع و بلدہ پر ۳۶ سیول سرجن ۱۶۲ اسسٹنٹ

اور ۸ اسسٹنٹ سرجن کام کر رہے تھے اور نرسنگ اسٹاف کی تعداد ۱۳۸ تھی لیکن روز افزوں ہونے والی ضرورتوں اور نمایاں ہونے والی مشکلات کے مدنظر ان میں سال بسال روز افزوں اضافہ ہوتا جاتا ہے حالانکہ محروسہ سرکار عالی میں اس سال شفاخانوں کی تعداد ۱۳۸ تھی چنانچہ ان میں مزید اضافہ کی صورتیں بھی دکھائی دیتی ہیں اضلاع و تعلقات کے دور دراز مقامات کو طبی امداد بہم پہونچانے کے لئے جو مقامی دواخانجات سے کوسوں پرے ہیں ۲۰ ہنگامی ڈاکٹروں کا بھی اس سال تقرر منظور فرمایا گیا جس سے رعایائے حکومت کی خیر اندیشی اور بہی خواہی ظاہر ہوتی ہے ان تمام کے ماسوا ایک اور قابل انکشاف بات یہ ہے کہ بعض جدید اسکیمیں بھی ہیں جو سررشتہ کی جانب سے سال حال میں پیش ہوئی تھیں اور جن پر ارباب حکومت غور فرما رہے ہیں ان میں سے ایک سیانیٹوریم یا دوسرے معنوں میں دواخانہ مرض دق ہے اس کی عمارت کے لئے ۸ لاکھ ۳۵ ہزار روپیہ خریدی آلات طبی و جراحی کے لئے ۹۹ ہزار ۷ سو ۱۶۰ روپیہ اور حیدرآباد میں مریضان دق کے رکھنے کے لئے اخراجات کی خاطر ۲ ہزار ۵ سو روپیہ اس طرح ۹ لاکھ ۳۷ ہزار ۲ سو ۶۰ روپیہ کے غیر معینہ اخراجات کا اندازہ کیا گیا جو بااوقات موقتی ضرورتوں کے لحاظ سے تجاوز بھی پا جاتے ہیں اور ان کے مستقل اسٹاف کے مصارف کی خاطر ایک لاکھ ۴ ہزار ۷ سو ۲۲ روپیہ منظور ہیں سررشتہ ہذا کی دوسری اسکیم پولیس ہسپتال کی تھی جس کے اخراجات کا اندازہ ۲۲ ہزار ۲ سو گیارہ روپیہ اور اس سے کم ۱۷ ہزار ۳ سو ۰۸ کیا گیا عمارات دواخانجات کی پوری لاگت ۴۶ ہزار سکہ عثمانیہ ہے و نیز ایک تیسری اسکیم ۴۴ ہزار ۴ سو ۳۴ روپیہ سالانہ کے اخراجات کی مکرر تنقیح کے اشتراک عمل سے مدارس کے معاینہ کی بھی تھی۔ حفظان صحت کے لئے ایک پلیگ کا اور ایک ملیریا کا محکمہ بھی قایم ہے جو اپنی ضروری موقتی و مقامی فرایض کو نہایت کشادہ پیشانی کے ساتھ باحسن الوجوہ انجام دیکر اپنے آپ کو ملک و مالک کا سچا بہی خواہ ثابت کر رہا ہے مرض چیچک کے انسداد کے لئے چیچک برداروں کی بھی ایک کافی جماعت ہے جو دارالسلطنت و اضلاع و تعلقات اور ان کے اکناف میں اپنے انسدادی خدمات نہایت مستعدی سے انجام دیا کرتی ہے چنانچہ اس محکمہ کے تحت اب دارالسلطنت میں جابجا مراکز بہبودی اطفال بھی قایم ہوتے جارہے ہیں۔

سررشتہ طبابت یونانی

انسانی تخیل کی ایک ایسی بسیط وادی ہے جس پر ہر ہر نکتہ کی حیثیت سے غور کر کے اس سے معرفت کائنات کی حد تک مفید نتائج نکالنا بشری قوت سے بالکل علحدہ ہے اس لئے کہ دنیا میں اس وقت جس قدر بنی نوع انسان آباد ہیں ان کی خیالی دنیا اتحاد کے کسی ایک مرکز پر قایم نہیں اس لئے کہ ان کے مزاج کی کیفیتیں ان کے احساسات کسی ایک رخ پر جمے ہوئے نہیں اور ان میں سراسر اختلاف ہی اختلاف پایا جاتا ہے وہ اس طرح کہ اگر ایک کی خواہش کو دوسرے شخص کی خواہش سے مطابق کیا جائے تو ان دونوں میں اس کے ہر کنہ کی حیثیت سے کسی طرح بھی موافقت نہیں پائی جاتی چنانچہ اسی طرح اگر دنیا کی ہر ایک کیفیت کو بھی تفصیلی نقطہ نگاہ سے دیکھا جائے تو ہر ایک میں

اولی الذکر شکل کی طرح کسی نوعیت کی تحقیقاتی اسی مطابقت کی آئینہ دار نہ تھی چنانچہ سرکاری مملکت دکن میں بھی بعض بادشاہ سلطنت نے شعبہ طبابت کے متعلق یہ عقیدہ رکھا ہے کہ وہ اپنی حفظ صحت کے تدبیر میں صیغہ طبابت یونانی کے فرائض پوری کرے اور بعض یہ چاہتے ہیں کہ طبابت ڈاکٹری کو مملکت دکن کے ہر گوشہ گوشہ میں شہرت تامہ حاصل ہو اور اسی طرح حفظ صحت کی ملکی خدمتوں کو انجام دے اس موقع پر ہماری فیاض گورنمنٹ نے ان ہر دو مختلف العقیدہ طبقات کا جذباتی احترام فرمایا جو ہر دو مذہبی خلائق اور رعایا نوازی کی ایک بین نظیر دلیل ہے چنانچہ مملکت دکن میں ہر دو شعبات طب یعنی ڈاکٹری و یونانی کا قیام فرمایا گیا جو نہایت وسیع پیمانہ پر اپنے اپنے فرائض کو بڑی تیزی ہوئی مستعدی سے ادا کر کے ملک و مالک کے لئے بہت مفید ثابت ہوا ہے چنانچہ شعبہ طب و حفظان صحت ڈاکٹری کے ادارے اور ان کے شعبات و کیفیات و نیز ان کی ملکی خدمتوں پر علحدہ تبصرہ کیا جا چکا ہے چنانچہ اب بصیرت افزا حیدر چند سر رشتہ طبابت یونانی کے متعلق کچھ عرض کرنا لازمی خیال کیا جاتا ہے اس سر رشتہ کو ریاست عالیہ دکن میں اپنی معوضہ خدمتیں انجام دیتے ہوئے ایک عرصہ طویل اور مدت مدید گزری ۱۳۴۲ف کی رپورٹ نظم و نسق کی رو سے ظاہر ہے دارالسلطنت میں ۲۹ یونانی اور ایورویدک دواخانے تھے جن میں سے دس سرکاری ہیں اور ۱۹ امدادی ان دواخانوں کی تعداد جو اکثر بڑھتی جا رہی ہے سال بسال اس میں تغیر بھی ہوتا رہتا ہے کبھی دو چار بڑھ جاتے ہیں اور کبھی دو چار گھٹ جاتے ہیں ان دواخانوں میں علی الاوسط ہر سال ۱۲ لاکھ سے زیادہ مریض زیر علاج رہتے ہیں یہ یونانی شفاخانے مملکت دکن کے اضلاع و تعلقات میں بھی پھیلے ہوئے ہیں جن کی تعداد تقریباً (۷۰) ہے اور جن کے مصارف کی امداد سالانہ لوکل فنڈ سے کی جاتی ہے چنانچہ اب اس کے سالانہ اخراجات تقریباً دو لاکھ ہیں۔ اس شعبہ طب کو بندگانعالی کی خاص توجہ کا شرف حاصل ہے چنانچہ اس سر رشتہ کو بھی پبلک میں عام مقبولیت حاصل ہو چکی ہے اسلئے اس کی توسیع کیفیت پیش نظر بنا برایں اس کا ایک بڑا اسکیم سرکار ابد قرار کی منظوری کے مراحل طے کر رہا ہے جس کے منظور ہونے کے بعد اس میں بڑی افادت کے پیدا ہونے کی توقع ہے۔

محکمہ علاج حیوانات

کائنات موجودہ میں جس قدر بھی اشیاء پیدا کی گئیں اور جو بھی حالات اس کے کھلے ہوئے خطہ پر پردہ سینما کی طرح قایم کر دئے گئے اس سے ہرگز اس خصوصیت کا ٹھیک ٹھیک پتہ نہیں چلتا کہ یہ محض ہم جیسے نام نہاد انسانوں کے لئے عالم وجود میں لائے گئے ہیں بلکہ اکثر مطالعہ کی جانے والی حالت اور معاینہ کی جانے والی کیفیت سے یہ ظاہر و ثابت ہے کہ ایسی مخلوق بھی اس صفحہ ارض پر آباد ہے جو صورت انسانی سے کچھ مختلف نظر آتی ہے اس لئے انسانی زبان اون کو اپنے سمجھنے کے قابل الفاظ میں بہایم کہتی ہے پس اون کی زندگی کی گزر بسر اور ان کے حوایج کے پورا کرنے کے لئے بھی اس دکھائی دینے والی دنیا کے پیدا کرنے والے نے بہت سے اسباب پیدا کر دیئے کہ وہ بھی اسی کی پیدا کی ہوئی ہے لہذا اس سبب سے حق بھی یہ ہوا کہ وہی ان کی خبر گیری

کیا کرتے ہیں ان کے راحت و آرام کو اسباب کی شکل میں نازل کرنے سے کسی طرح بھی گریز نہ کرنے اور مثل اس کے کہ انسانوں کے لئے اسباب کیفیات معیشت و نشو و نما کو پیدا کیا ہے بہائم، چرند و پرند اور دیگر ایسی خلائق کے لئے بھی مہیا کر رکھے ہیں۔ آج اس دنیا کے موجودہ انسانی آبادی نے دیکھا تک نہیں اور اس نہ دیکھنے کی وجہ اس کی شکل و شمائل کا ادراک تک نہیں کر سکتی چنانچہ پرورش کے ان تمام شعبات کے پورا کرنے کا سبب ان کے پیدا کرنے والے نے اپنے آپ کو ظاہر کر دیا اور فرمایا کہ اے میرے بندو میں نے تمہیں پیدا کیا اور میں ہی تمہاری پرورش کرتا ہوں جب تک کہ تم اس قرطاس زمین پر باقی رہو کیونکہ میں عالمین کا پالنے اور پیدا کرنے والا ہوں دنیا و آخرت کی تمام آسائشیں میرے حکم ہی سے عطا ہو رہی ہیں صرف یہی نہیں بلکہ دنیا کے ارباب حکومت کو بھی عالم ظاہر میں سبب پرورش خلقت اور علت مادی قرار دیا اور کہا کہ میں نے تم کو زمین پر اپنی خلقت کے لئے حاکم مقرر کیا اور ان کا تمہیں وارث بنایا اور اس واسطے بنایا کہ تم ان کی ہر طرح ہر حیثیت و کیفیت سے خبر گیری کیا کرو کہ ان کے متعلق ایک روز جب تم میرے سامنے حاضر ہوگے بڑی شرح و بسط کے ساتھ حساب طلب کروں گا چنانچہ ان احکام کی پابجائی کے لئے خطہ ارض کے گزرے ہوئے اور حالیہ بادشاہوں نے نمایاں خدمتیں انجام دیں جو صفحات تاریخ پر حروف زرین کی شکل میں لکھی جا چکی ہیں اور لکھی جایا کریں گی چنانچہ ہماری مملکت نے ان اغراض کے پورا کرنے کے لئے اپنی قلمرو میں ایک شعبہ برائے صحت و اصلاح نسل حیوانات قایم فرمایا جو چار دانگ سلطنت میں محکمہ علاج حیوانات کے نام سے شہرت پایا کرتا ہے یہ محکمہ گھوڑے، مویشی، بکرے اور بھیڑوں کی حفظ صحت ان کی نسلوں کی پژمردگی حالت میں اصلاح کرنے اور ان کو امراض متعدی سے بچانے کے اہم ترین فرائض اپنے ذمہ رکھتا ہے۔ یہ شعبہ اس مملکت میں ہے تو قدیم سے مگر شہریار سابع خلد اللہ ملکہ و سلطنتہ کے عہد مبارک و مسعود میں اس نے بڑی سے بڑی وسعتیں حاصل کیں سنہ ۱۹۲۱ء کی بہائم شماری کے بموجب ہماری قلمرو میں دو کروڑ سے زیادہ بہائم تھے جن میں کوئی ۲۷ لاکھ سے زیادہ ۲۰ کروڑ کی قیمت کے صرف بیل تھے جیسے زراعت و بار برداری وغیرہ و دیگر ضروریات میں کام لیا جاتا ہے ان کے علاوہ ملک دکن میں گھوڑا، گائے، بھیڑ اور بکری کی کئی نسلیں ہیں چنانچہ ہنگولی کے مزرعہ نسل کشی میں قیمتی گھوڑوں کی نسل پرورش پا رہی ہے اس لئے آئندہ کے لئے اس کا خیال کیا جاتا ہے کہ اگر موافق خواہش و ضرورت اس نسل افزائش کا مقصد حاصل ہو جائے۔ تو ہماری ریاست کی فوج کو بیرونی ممالک سے گھوڑے خریدنے کی کوئی ضرورت باقی نہ ہوگی ماسوا اس کے پرورش مویشی کی حوصلہ افزائی کے لئے اس وقت تک ممالک محروسہ کے ۲۵ مقاموں میں نمائشیں ہو چکی ہیں اور ان کے انعامات بھی ان کے پرورش کرنے والے مستحقین کو دئے گئے اس مزرعہ سے رعایا کو بہتر سے بہتر نسل کے مویشی اور دودھیلی گائیں فروخت کی جاتی ہیں ہنگولی میں بیکانیری بھیڑوں کا ایک گلہ بھی رکھا گیا ہے جس کا مقصد ان کی نسل کی افزائش میں ترقی ہے چنانچہ سنہ ۱۳۴۶ف کے موازنہ میں اس محکمہ کے اخراجات کے لئے ۵ لاکھ ۹ ہزار ۹ سو کی رقم شریک تھی۔

سررشتۂ صنعت وحرفت

یوں تو حیات انسانی کی ابتدا سے آج تک یہ بات مسلم چلی آئی ہے کہ قدرت کی جانب سے مخلوقات کائنات کی پرورش اور ان کے حالات زندگی کی درستی ان کے آرام و آسایش کی خاطر ان کی زندگی بھر کی تمام پیش آمدہ الی ضرورتوں کے پورا ہونے کو روئے زمین پر ابتدا ہی سے پوری نعمتیں نازل کر دیں جن کی تعداد ناکافی یا بلکہ مستقر ہی گنتی کرنا بھی امکانات بشری سے خارج ہے لیکن ان تمام نعمات کی موجودگی کے باوجود بھی عالم مادی میں ظاہر ہونے کے بعد انسان کو اپنے حسب استعداد و حیثیت اسباب معیشت کے پیدا کرنے کی سخت سے سخت ضرورت پیش آتی ہے کیونکہ بغیر اس جد و جہد کے کوئی اور صورت فلاح زندگی کی نہیں اور نہ ہو سکتی ہے اگر کسی شخص کے دماغ میں یہ اور اسی قسم کے پرواز کرنے والے دیگر خیالات چکر نہیں لگاتے تو اس سے خردمندی کے زمرہ سے خارج سمجھنا از ذات عقلی سے بالاتر ہوئی یہ بات مسلم ہے کہ تمدن بشری کا ارتقا تمام تر کیفیات زندگی کے عبور و مرور سے ہے اور زیادہ تر صنعتی کاروبار کی ترقی پر منحصر کیونکہ جہاں تک اس خصوص میں جد و جہد اور کاوش ہو رہی ہے تک انسانی زندگی کی آسایش اور اس کی کامیاب منزلوں میں دل خوش کن سرور انگیز مسرت خیز فرحت بخش اور حوصلہ افزا ترقیاں پیدا ہو سکتی ہیں یا اگر اس کے تفصیلی معلومات کے لئے حالات عالم پر غور و خوض کیا جائے تو گزرتے رہنے والے حالات دنیا سے اس کا بخوبی پتہ چل سکتا ہے کہ انسانی زندگی کے حل عقدہ کے لئے سب سے بڑھ کر مفید مطلب شعبہ صنعت ہے کیونکہ صنعت و حرفت کے بغیر کوئی ملک نہ معاشی ترقی حاصل کر سکتا ہے نہ اقتصادیات میں کامیابی کو پہونچ سکتا ہے تاریخ کے تفصیلی مطالعہ سے اس کا اچھی طرح پتہ چلتا ہے کہ ممالک نے جب تک صنعت و حرفت کو اپنے کمزوریوں کے قلع قمع کرنے کا حربہ نہ بنایا انھیں اقتصادی پرواز کی سیدھی راہ نہ ملی سلطنت دکن میں یہ فنی سررشتہ شہریار سابع خلد اللہ ملکہ و سلطنتہ کے عہد فرخندہ عہد کی نمایاں اور ارفع و اعلےٰ خصوصیات میں سے ہے اسی عہد ہمایونی میں ملک و مالک کو اس کی طرف خاص توجہ ہوئی اور ان تمام اغراض فنی حرفتی و تجارتی کے لئے ایک مستقل اور زبردست محکمہ قایم کیا گیا اور یہ محکمہ اپنے تمام شعباتی کیفیات کے قیام کے لحاظ سے بالکل نیا اور قومی اقتصادیات کی اساس ہے اپنے قیام کے بعد اس کا سب سے پہلے اجرا پانے والا مقصد دیہی و ناقص حرفتوں کی امداد کے ساتھ ساتھ ان کے بام رفعت تک پہونچا دینے کا تھا جو ملکوں سے بنی ہوئی اشیاء کے فروغ کی وجہ برباد ہو رہی تھیں اور ان میں سب سے زیادہ اپنی عالمگیر کمزوریوں کے سبب محتاج توجہ تھی لہذا اس کی فروغ کے لئے ایک مظاہری کارخانہ پارچہ بافی بلدہ حیدرآباد دکن میں قایم کیا گیا مگر اس کی بعد زینہ ہائے ترقی کے طے ہونے پر اس کو ادارہ مصنوعات دیہی کے نام سے بدل دیا گیا اور بعدہ باقبال شاہانہ سلسلہ بسلسلہ نمایاں ترقیوں کے بعد سنہ ۱۹۲۹ء میں دیہاتی حرفتوں کی فروخت کا ایک خاص ڈپو قایم کیا گیا تاکہ بیدر کے دیہاتی بنوٹ کے برتن اور کریم نگر کا نقرئی سامان فروخت ہو سکے اور ادارہ مصنوعات دیہی میں بافت کے شعبہ کی آمدنی کی سلک کا ایک شعبہ بھی کھولا گیا ورنگل کی قالین سازی کو بھی جو ایک مدت سے کس مپرسی اور سرمایہ کے موجود نہ ہونے کی بدولت معرض تعطل میں پڑی ہوئی تھی دوبارہ زندہ کیا یہ سررشتہ روز افزوں ترقی

اور کافی نشو و نما پانے کے بعد اپنے ملک کے علاوہ ممالک غیر میں بھی کافی مقبولیت حاصل کر چکا ہے سررشتہ مذکور کے ادارہ فروخت نے دستی کاغذ، کشیدہ، بٹن، پائتابے اور ہاتھی دانت کی ہر قسم کی اشیاء کے فروخت کا اچھا بازار فراہم کر دیا ہے۔

ٹرسٹ فنڈ ان تمام ترقیوں کے بازار کی سرگرمی کے باوجود ملک کے بے مایہ مفلس اور غریب و مفلوک افراد کو شوق دلا کر کام سے لگانے اپنی زندگی کے دنوں کو زرخیز بنانے کا اشتیاق پیدا کرانے کے لیے دیسی حرفتوں کی امداد کے لئے ایک کروڑ روپیہ کے سرمایہ سے حکومت وقت نے ٹرسٹ فنڈ کے نام سے ایک شعبہ خصوصی قایم کر رکھا ہے جس کا ایک حصہ حرفت کا آغاز کرنے والے نادار مفلس شایقین کی خاطر وقف ہے اور ان قرضوں کے منافع کی آمدنی سے جو کہ تجارتی اصول کی بناء پر ہوا کرتی ہے۔ دوسرے ان ملکی حرفتوں کو بھی ترقی دیجاتی ہے جن کا بوجہ سرمایہ نہ ہونے کے عدم وجود دیکھا ہے ۱۳۳۹ف میں دیہی مقروضیت اراضی مقبوضات کی حجاست اور زرعی مزدوروں کی مالی حالت کی نسبت کامل تحقیقات کی گئی اور ان کی تمدنی کمزوریوں کے معلوم ہونے پر مزارعین کی کامل امداد کا ایک علحدہ ضابطہ مرتب کیا گیا جس کی رو سے بیگار بند کی گئی اور قانون انتقال اراضی منظور ہوا اور شعبہ ہذا کے متعلق سلطنت دکن کی عمومیت رکھنے والی فیاضی یہ بھی کہ اسی ٹرسٹ فنڈ سے ہندوستان اور بیرونجات میں علم و فن کی تحصیل کے خواہشمند نادار اور قابل طلبہ کو نہایت فراخ دلی سے وظایف بھی دئیے جاتے ہیں گرد و نواح ملک میں حکومت کی جانب سے ہر جگہ کئی کئی کارخانے بھی قایم ہیں جن میں اہل ملک کو جدید ترین رائج کئے ہوئے طریقہ پر ساخت اشیاء کی عملی تربیت دیجاتی ہے و نیز دکن کی قدیم بعض صنعتوں کو جو استداد زمانہ سے مردہ ہو چکی تھیں از سر نو جامہ حیات پہنایا جا رہا ہے اور اس کے ماسوا بھی سرزمین دکن پر سرکاری صنعتی کارخانوں کے علاوہ سینکڑوں کی تعداد میں پرایوٹ یعنی خانگی کارخانہ ہائے اشیاء بھی قایم ہیں جن میں روئی صاف کرنے، کپڑا بننے اور تیل نکالنے "و نیز سگریٹ" دیاسلائی اور کاغذ وغیرہ بنانے کا کام خوب ہی ترقی پر ہے اس نمایاں ارتقا کی خاص وجہ یہ کہ سرکاری امداد اور حوصلہ افزائی ان کی پشت دینا ہے ۱۳۴۴ف کی جدید تحقیقات سے یہ ثابت ہوا ہے کہ کھجور کے درختوں سے شکر نکالنے کی حرفت کو ترقی دی جا سکتی ہے اس تجویز کے عملی صورت میں نفاذ پانے پر خدا کے فضل سے ہندوستان کی پیداوار شکر میں بہت کچھ اضافہ ہو جائے گا۔ تجربہ نہ رکھنے والے صنعت و حرفت کی آغاز کرنے کے خواہشمندوں کے لئے مفید مشورہ کا ایک شعبہ بھی قایم ہے جو مملکت کی فنی رعایا سرکاری سارے محکمہ جات اور دیگر عوام کی معلومات مزید کے لئے تجزیہ کا کام دیتا "حرفتوں کے پھیلے ہوئے نشو و نما کی کامل تحقیقات کرتا" امیدواروں کی خاص تربیت" اور اہل حرفت کے مشکلات میں بھی ہمیشہ حل عقد کے سخت سے سخت بیڑے اٹھاتا رہتا ہے سررشتہ ہذا کے اخراجات کی خاطر ۱۳۴۶ف کے موازنہ میں ۳ لاکھ ۹۷ ہزار ۷ سو روپیہ شریک ہیں۔

محکمۂ نظامت زراعت

آج ہم چونکہ اپنی نظروں کے سامنے فرش کائنات کو بچھا ہوا دیکھتے ہیں اور اپنی عقل و سمجھ غور و فکر اور ادراک کے تحت اپنی استعداد و علمی کے موافق کچھ نہ کچھ ان حالات و کیفیات سے نتیجے بھی نکال سکتے ہیں بنا بریں اس امر پہ اپنی تحقیقات کو اپنے موافق مطالب جس حد تک ممکن ہو ظاہر کر سکتے ہیں یہ بات تو ہے کہ خدا نے ہم سب کو پیدا کیا ہمارا پالنے والا بھی ہے لیکن اس نے مادیت کے عالم میں ہر شے کی آفرینش کے لئے ظاہری اسباب مقرر فرمائے چنانچہ اس بنا پر انسان ہمیشہ انہی کا متلاشی ہوتا اور ہر وقت انہی کی جستجو میں منہمک رہتا ہے مادی اسباب انسان کو ہمیشہ ہر وقت اور ہر آن تلاش ہی سے ملا کرتے ہیں اور بغیر جستجو کے کوئی سبب یا شے پیدا نہیں ہوا کرتا اور اس لئے پیدا نہیں ہوتا کہ اس نے خود ہی اپنی عطاؤں کو مادی اسباب کے پردے میں پوشیدہ رکھا ہے انسان کو ان کے متعلق اگرچہ کوئی حق نہیں اور نہ ادراک بشری کو اس کے میدان میں گھومنے کے لئے پر پرواز حاصل ہیں اس پر بھی چونکہ انسان ہر معاملہ میں ہر نہج حیثیت سے بالکل ایک بے صبر و سکوت واقع ہوا ہے جس کی پیشین گوئی اس کے پیدا کرنے والے نے خود ہی کر دی کہ انسان اپنی خلقت میں ایک جلد بازی کا پتلا تھا ہے۔ اور رہے گا انسان کی یہ جلد بازی اگرچہ دنیا کے بہت سارے امور کی انجام دہی میں مضر ثابت ہوتی ہے اور وہ اس کو بدرجہ اتم محسوس بھی کرتا ہے لیکن پھر بھی وہ اپنی ناتجربہ کاریوں کے تحت ایسی جلد بازی کرنے کے لئے مجبور ہے یہ ایک ایسا باریک نکتہ ہے جو بغیر کسی خاص تجربہ رکھنے والے بشر کے عوام خلق کی سمجھ میں نہیں آ سکتا ارباب سیر و تجربہ بہتر جانتے ہیں جیسا کہ ایک کم فہم و کم تجربہ بشر معاملہ فہمی کے نہ ہونے کی وجہ دھوکہ کھا کر نقصان اٹھایا کرتا ہے عقلمند، متفکر اور معاملہ فہم، تجربہ کار انسان بسبب اپنی دور اندیشی پرواز فہم و ادراک کے اس قسم کی مضرت رساں کیفیتوں میں مبتلا نہیں ہوا کرتا بلکہ اس کے برعکس ہر معاملہ کے سلجھانے کی خاطر حکمت قدرت کی طوالت دیا کرتا ہے جس سے نہایت آہستگی کے ساتھ بلا ضرر ہر شے اور ہر امر کا انجام ہو یہ طوالت ایک ایسی طوالت تھی جس کی مسافت اگرچہ تضیع اوقات ناظرین کا ایک بڑا سبب قرار پاتی ہے لیکن ان کے ضروریات کی چند در چند تشریحات کی بے حد و انتہا ضرورت تھی جو کہ ایک حد تک اپنے دامن میں دلچسپی کی کم نہ ہونے والی خوبیاں چھپائے ہوئے آج منظر عام میں موجود ہے اور تجربات عام کی آئینہ دار غرض یہ کہ خداوند عالم نے انسان کو خلق کر کے سرزمین کائنات میں بطن مادر کے ذریعہ بھیجنے کے بعد ان کا ذریعہ پرورش زمین کو قرار دیا کہ اوس سے نباتات انہی غلہ و اجناس مختلف اور اثمار کی شکل میں روئیدہ ہوں جن سے انسان اپنی شکم پروری کر کے آسودگی کے ساتھ دنیا کے مدارج ارتقا کو طے کرے اور آئندہ اپنے سفر آخرت کا اس سے توشہ بھی کمائے لیکن اس کے لئے بھی کہ زمین سے غلہ اگے چند در چند اسباب مادی کی دنیا کے دکھانے کے لئے سخت تر ضرورت تھی وہ سب اس طرح قائم کیا گیا کہ انسان اس میں کسی قسم کا دانہ ڈال لے تو اس بنا پر قدرت اس کو زمین کی آغوش میں مثل ماں کی گود کے پرورش کر کے قوت نمو دیتی اور باہر کی طرف اگاتی ہے اور جب اس کی مدت معینہ مثل جنین کے پوری ہوتی ہے تو وہ انسان کے استعمال

پیدا کرتے ہیں جو ضروری ہے چنانچہ زمین کاشت کی کارگزاری کرنے والے مخصوص افراد نے اپنی ذہنی قوت کی بناء پر ہر سال ایک وقت مقرر کیا ہے کہ جس دانہ زمین میں بو یا جائے تو وہ ہمارے فائدہ پہونچانے کے لئے روئیدہ ہوکر ایک مفید پودا سے ہمارے ضروریات خور و نوش کو پورا کرسکتا ہے اور اگر یہ تخم نہ بویا جائے تو کچھ نہیں لہذا ان ہی تمام ضروریات کو پورا کرنے کے لئے مملکت دکن میں بھی حسب فرمان خسروی ماہ ۔۔۔ ۱۳۲۲ف میں محکمہ زراعت قائم فرمایا گیا چنانچہ اس سررشتہ کے ذریعہ مملکت کے خطہ ہائے زمین پر اچھے تخموں کو رواج دینے کے متعلق مختلف مقامات پر تجربہ باغ فارم قایم کئے گئے اور گل میوہ سے شراب نکالنے کے بعد اس کے باقی مادہ فضلہ کو کھاد کے طور پر نباتات زرعی میں استعمال کرنے کی تجویز قرار پائی جو کہ بعد نہایت مفید بھی ثابت ہوئی اس کے کاروبار کی ادائی کے لئے جدید مصنوعہ آلات زرعی بھی خریدے گئے اور اس کے تمام و کمال انتظام کی خاطر زراعتی انجمنیں بھی قایم کی گئیں تاکہ عام طور پر زراعتی رعایا کو مفید سہولتیں بہم پہونچائی جاسکیں سابق میں اس سررشتہ کا تعلق محکمہ مال سے تھا مگر سنہ ۱۳۲۲ف میں اس کو تعلق محکمہ صنعت و حرفت سے ہوا اس محکمے کے قیام نے دارالسلطنت و اکناف مملکت میں زراعتی دنیا کے لحاظ سے ایک عظیم الشان ترقی پیدا کردی اس سررشتہ کے حالیہ ناظم مولوی نظام الدین حیدر صاحب ہیں جو سررشتہ ہذا کے فرائض کو نہایت ہی خوش اسلوبی کے ساتھ انجام دے رہے ہیں اور آپ کے عہد نظامت میں اس سررشتہ نے جو نمایاں ترقی حاصل کی وہ آپ کی ذہنی اعلیٰ قابلیت اور حسن انتظام کی وجہ ہے۔

محکمہ مالگزاری

دنیا کے معاشی کیفیات اپنے اندر ایسی ایسی جامع حالتوں کو پوشیدہ رکھتے ہیں کہ جن پر کافی غور و خوض کرنا ہر انسان کی ضروریات میں داخل ہے اگر وہ اس خصوص میں کوئی دلچسپی نہ لے تو اس کے دوسرے معنے یہ ہوئے کہ وہ خطہ زمین پر جو دنیا ہوا ہے لیکن اپنی زندگی کے منازل کو اطمینان و سکون کی گزرنے والی گھڑیوں میں گزارنا نہیں چاہتا اور یہی ایسی اہم ضرورت ہے کہ جسے ترک کرکے وہ اصول فطرت کا جانی دشمن قرار پاتا اور اس کے نتیجہ میں اپنی ہمہ گیر ماداع اور ان کے کھلنے والے تمام شبہات کی وجہ دنیوی ہر ایک تکلیف کا شکار ہوجاتا ہے جس سے چھوٹنا زندگی کے کسی حصہ میں بھی امکانات سے دور ہے غرض کہ پیدا کرنے والے نے جب اپنا کام ختم کیا اور انسان کو خلعت حیات سے آراستہ و پیراستہ فرمایا تو اس کے ساتھ ہی ساتھ اوس کی تمام ضروریات زندگی آسایش و راحت چین و سکون اور اطمینان کے اسباب کو بھی اوس کے نازل کئے جانے والے مقام پر ظاہر فرما دیا و نیز ان تمام اشیاء اور ان کے شیئوں پر عبور حاصل کرکے اپنے اپنی تمام ضرورتوں میں فائدہ حاصل کرنے کے لئے عقل سلیم علمی و دینی نباتات جمادات حیوانات وغیرہ سب اسی کی خاطر خطہ زمین پر موجود کئے کہ وہ ان پر پوری طرح اپنا تصرف رکھتے ہوئے منشاء قدرت کے موافق اپنی زندگی کی گزرنے والی منزلوں پر نہایت مسرت کے ساتھ عبور و مرور کرے یہاں تک کہ اس دار فانی

یہ عالم جاہ والا کی طرف منتقل ہو گئیں [illegible] افسوس کہ [illegible] اس کا اعادہ کیا جاسکتا [illegible] اور [illegible]
تمام مشیر [illegible] کیا [illegible] دینے والی [illegible] ہوکر [illegible] قدرت اور [illegible] فطرت [illegible]
[illegible] اپنے حافظہ [illegible] کا [illegible] معیار سمجھنے لگے ہیں [illegible] گزشتہ [illegible] تجربہ [illegible] پیش نظر ہو [illegible]
ہر موسم کے [illegible] رہنے والے واقعات [illegible] کی نمایاں تغیر [illegible] حالات [illegible] نہایت [illegible]
کے ساتھ [illegible] خوش الحانی میں یہ کہہ رہی ہیں کہ [illegible] اہتمام [illegible] صورت ہے کہ [illegible]
[illegible] نہیں تو [illegible] کو [illegible] ہے کہ عالمگیر انہماک کے خلاف قلم اٹھا کر تاریکی کی نمایاں [illegible]
کی آن بان اور شان پیدا کریں مختصر یہ کہ انسان کو اپنی زندگی میں پہلے انفرادی حیثیت سے اور اس سے آگے [illegible]
کے تحت درستی مالیہ کے فروغ دینے والے خیال پر عمل پیرا ہونا چاہیے اس لئے کہ یہی انسان کی زندگی کی مادی کیفیات
کے تحت [illegible] ضامن ہے اس لئے کہ درستی مالیہ کی سبیل بندی کرنے والی کاشت کاری اور زراعت ہے اگر شعبہ زراعت
ہو تو خواہ اس غلہ کی روئیدگی کے اسباب کیا ہونگے کیونکہ یہ اپنے مقام پر ساکن رکھی گئی ہے اس میں حرکت نام کو
نہیں البتہ وہ قدرت کی دی ہوئی ودیعت سے اخراج کی قوت بدرجہ کمال رکھتی ہے لیکن انسانوں کا فریضہ یہ
ہے کہ اس کے لئے نعمات خداوندی کے مادی اسباب کو پیدا کریں اور یہ فریضہ عوام خلق سے منقطع ہو کر والیان
زمین کی ذات سے متعلق ہو جاتا ہے جنہیں خداوند تعالیٰ نے از ابتداء تا نسل آدم یکے بعد دیگرے وارث اور صاحب
تصرف قرار دیا ہے چنانچہ ان تمام فرائض کی بجا آوری اور رعایائے مملکت کی پرورش کے اسباب کو پیدا کرنے
کی خاطر حکومت دکن نے اس محکمہ کو نہایت شاندار اور وسیع پیمانہ پر قائم فرمایا یہ مملکت حیدرآباد کے اون محکموں
میں سے ہے جو اس عہد سعود سے قبل اپنا وجود رکھتے تھے مگر اس وقت بھی یہ قدیم محکمہ اپنے اصول اغراض اور
قواعد و ضوابط کے لحاظ سے عہد نواب سالار جنگ بہادر اول کے زمانہ کی حالت کے بہ نسبت کچھ زیادہ مختلف
نہیں ابتداً یہ محکمہ راست مدارالمہام ریاست کے تحت میں اپنے کاروبار تفویضی کو انجام دیا کرتا تھا ازاں بعد بوجوہ
چند در چند اس کو ایک صدرالمہام کے تحت دیدیا گیا اور رفتہ رفتہ اس محکمہ کو صدرالمہامی مالگزاری کے نام سے سررشتہ
مملکت میں شہرت ہو گئی اس سررشتہ کے خاص فرائض یہ ہیں کہ ان اراضی ملک کا جو قابل کاشت و زراعت
ہیں انتخاب کرکے ان میں ہر ہر فصل کے لحاظ سے تخم ریزی کا انتظام کرکے زراعت کے فصولوں کے ادبار کے وقت
ان کو کامیابی پر لگانے کی راہیں اختیار کرے اور ان پر پڑا اور محصول قائم کرکے سالانہ اس کے وصول کا
انتظام کرائے تاکہ یہ تمام معاشی کاروبار اپنے اپنے مقررہ اوقات پر کارکنوں کی حسن تدبیر سے بہترین طریقے کے
ساتھ انجام پاکر اہل ملک کی فلاح و بہبودی اور نشو و نما کا باعث ثابت ہوں مالگزاری کے انتظامی اغراض کی بر وقت
بجا آوری کے لئے جن میں پبلک کے لئے نمایاں سہولتیں مضمر ہوں مالگزاری کا حصہ دیوانی ۴ صوبہ ۱۶ ضلع ۴۳
ڈویژن اور ۹۲ تعلقوں پر منقسم کیا گیا جن پر علی الترتیب صوبہ دار اول تعلقدار ڈویژن افسر اور تحصیلدار
مامور ہیں ریاست کا کل رقبہ ۵ کروڑ ۴۹ لاکھ ۲۶ ہزار ۷ سو ۲۰ ایکر ہے جس میں سے ۵۵ فی صدی دیوانی اور
۴۵ فی صدی صرف خاص مبارک پائیگاہ و جاگیرات و اراضی انعام میں داخل ہے ۱۹۱۰ء میں دیوانی کا جملہ
زیر کاشت رقبہ ۲ کروڑ ۲ لاکھ ۶۱ ہزار ۴ سو ۳۴ ایکر تھا اور اس کی آمدنی ۲ کروڑ ۶۰ لاکھ ۴۴ ہزار ۲ سو ۴۷ روپیہ
رہی لیکن شہریار سلطنت کے عہد میمنت مہد میں اس محکمہ نے بھی ترقی کی اور ۱۹۲۳ء میں بہ رحمت ایزدی کے شامل حال

ہونے کی وجہ زیر کاشت رقبہ ۲ کروڑ ۱۸ لاکھ ۴ ہزار ۳۳۶ ایکڑ ہوگیا اور آمدنی ۳ کروڑ ۷ لاکھ ۲۷ ہزار چار سو ۲۵ روپیہ سکہ رائج الوقت ٹھیری ذات شاہانہ کے تدبر و سیاست و دردمندی رعایا کا یہ اعلیٰ ترین ثبوت ہے کہ بندگان اقدس کو کسانوں کی حالت کا بڑا خیال رہتا ہے حقیقت میں ایک دردمند خلق فرمان روا کے قلب میں ایسا ہی احساس ہونا چاہیئے جیسا کہ ہمارے بادشاہ جمجاہ کے تخیلات عالیہ کے اظہار سے پائی جاتی ہے سچ تو یہ ہے کہ حکومت کو سب سے پہلے کسانوں کی خوش حالی و فلاکت پر ہر وقت کافی و وافی عاقلانہ و مشفقانہ طریقہ پر غور کی نظر رکھنی چاہیئے اس لئے کہ انھیں کی محنت کا تمام اہل ملک پھل کھایا کرتے ہیں چنانچہ دوسرے معنوں میں یوں کہنا درست ہے کہ کسانوں کی خوشحالی سے اہل ملک کی خوشحالی ان کی نکبت سے اہل ملک کے دامان فلاکت وابستہ ہیں لہذا انہی تمام اہم کیفیتوں کی بناء پر جب سے کہ معاشی افتادہ حالی نے ان غریب محنتی اور جفاکش کسانوں کو گھیر لیا اور محصور کیا ہے تقاوی کے علاوہ ہر سال انھیں لاکھوں روپیہ کی گراں قدر معافیاں دی جاتی ہیں۔

محکمہ کورٹ آف وارڈز

دنیا کے اس سینما اسٹیج پر مزاجی تغیرات اور لہو لعب کے انہماک کی وجہ ایسی ناگفتہ بہ تباہ کن حالتیں ظاہر ہونے لگتی ہیں کہ اگر ان کے اصلاحات کی خاطر فوری تدابیر اختیار نہ کرکے غفلت کی چادر اوڑھ لی جائے تو یہ رفتہ رفتہ نتیجتاً ناقابل اصلاح ہوجاتی ہیں اور پھر سوا کف افسوس ملنے کے کوئی چارہ کار نہیں ہوتا اس لئے ہمیں جیسی صورت کے مدبر اور مفکر بندے جو ہر دور میں ہر زمانہ اور ہر صدی ہر قرن میں پیدا ہوا کرتے ہیں مگر کم کم جن کی قلت بہ نسبت عام خلائق کے علت وجود کے علاوہ بھی اپنے عدم کا پتہ بتاتی رہتی ہے وہ ہمیشہ خطہ ارض کی پھیلی ہوئی برائیوں کی کاٹ میں لگے رہتے اور باوجود اس کے کہ اس سعی میں ان کے آئے دن نقصانات ہی ہوتے رہتے ہیں لیکن اپنے فطری اصول کے سچے دباؤ کی وجہ وہ اپنے تڑپتے ہوئے حقیقت سے نہ تھکنے والے جذبات کو ظاہر کرنے کے لئے امن و چین آسایش و راحت اطمینان و سکون کے ہمہ گیر حیثیت سے حامی بنے رہتے ہیں یہاں تک کہ ان کی دو روزہ زندگی کا یہ سفر کائنات ختم ہوجے دوسری اصطلاح میں مکتب تعلیم کا ایک زمانہ کہا جاسکتا ہے جس کے گزرنے پر امتحان کی نوبت آیا کرتی ہے چنانچہ ان میں عام خلقت کی طرح مختلف الخیال مختلف العقیدہ انسان بھی ہوا کرتے ہیں لیکن بہ سبب اپنے علم و فضل و کمال کے جو انھیں علم و فطرت کے تحت یا قدرتی ودیعت کی بناء پر حاصل ہوتا ہے اپنے عقائد ذاتی یا خیالات صفاتی کو بجائے خود کسی اپنے پرائے پر ظاہر ہونے ہی نہیں دیتے اور نہ کسی کو اپنے سے بد دل کرنا چاہتے ہیں ان تمام تخیلات اور ان کے عملی مظاہرے میں ان کی ذاتی کوئی ایسی غرض نہیں ہوا کرتی جو احتیاج لازمی سے پرے اور علحدہ ہو بلکہ بعض اوقات تو وہ اپنی زندگی کے ضروریات کی بجاآوری سے بھی دستبردار ہوکر فلاح

وبہبودی خلقت کے خیال کی خشک تر وادی میں گھومتے نظر آتے ہیں اگرچہ ایسی مثالیں پردۂ عالم پر "الشاذ کالمعدوم" کی طرح مفقود و لاپتہ رہتی ہیں لیکن بسا اوقات ضروریات عالم کی وجہ عوام خلق پر ان کا منظر عام پر لے آنا فرض ہو جاتا ہے ایسے حالات وہی ارباب تدبیر سمجھ سکتے ہیں جنھیں اپنی زندگی میں اس قسم کے مواقع اکثر و بیشتر یا کم سے کم کچھ پیش آئے ہوں یا وہ جانیں کہ جن کو تاریخ عالم پر کامل عبور رہنے کے علاوہ ہر حالت کے تقریباً صحیح نتیجہ نکالنے کی قوت تخیل بھی ہو جہاں تک بھی تحقیق دنیا میں پرواز خیال نے کام کیا اپنے ادراک کی حد تک یہی پتہ چلتا ہے کہ ایسے ارباب عمل جو دنیا میں تمدن سیاست اقتصادیت معاشرت اور مذہب و عقیدہ کے فروغ پانے میں جان و دل سے بڑھتے ہوئے جوش و خروش کے ساتھ کوشاں ہوتے ہیں وہ [illegible] پر قدرت کی جاری ہوئی مہریں ہیں کیونکہ اس خیالی دنیا نے جس میں حسرت و ارمان امید و آرزو اور نہ معلوم کیا کیا لگا چھپا رہتی ہیں اس کے برعکس اب تک نہ کوئی نتیجہ نکالا نہ آئندہ مستقبل قریب و بعید ہی میں اس کی موہوم سی امید بھی ہو سکتی ہے بس یہ تمام ضروریات اصلاحی ایسے تھے جن کی عند الوقت خبرگیری ضروری اور اشد ضروری نہایت درجہ لازمی تھی تاکہ سلطنت کے تحت والے اسٹیٹوں کی تقسیم شدہ حقیقی مستحقین کو پہنچ سکے اسی وجہ سے ہماری مملکت دکن میں ایک محکمہ کورٹ آف وارڈز قائم ہے جو جاگیرات و سمستانات اور ایسٹس پر ان کی مالی اقتصادی و دیگر حالتوں کے سقیم ہو جانے کے وقت اپنی خاص نگرانی قائم کر کے جمع و خرچ اور آمدنی کی موافقت سے محاسبہ قائم کرتا اور اس طریق عمل سے ان کی گری ہوئی حالتوں کو درست کر کے نہایت شاندار پیمانہ پر نمایش گاہ عالم میں لا کھڑا کرتا ہے اگرچہ اس محکمہ کی شہرت زمانہ موجودہ کے مثل مملکت دکن میں پہلے نہ تھی لیکن یہ محکمہ بالکل نیا نہیں البتہ چند در چند انتظامی ضروریات کے نمایاں فروغ پانے سے اس کو کافی وسعت و شہرت حاصل ہوئی اور یہ اس بنا پر کہ خطہ دکن کے جاگیردار قرضہ کے مہلک مرض کے شکار ہو گئے تھے جسے اتفاق ناگہانی کہا جا سکتا ہے اس عالمگیر فلاکت کو دور کرنے کے لئے بندگان اقدس و اعلیٰ نے مستعد کمیشنوں اور جاگیردار کالج وغیرہ سے کام لیکر ملک دکن کے جاگیردار طبقہ کو علمی عملی تمدنی معاشرتی سیاسی اقتصادی و نیز ضروریات زندگی کی شاہراہ پر گامزن فرمایا اس لئے کسی طرح یہ کہنا ہرگز ہرگز بیجا نہ ہوگا کہ ہندی ممالک و مملکت کی وسیع و بسیط وادی میں صف سلاطین موجودہ دنیا سوا آصف جاہ سابع شہریار دکن کے کوئی اور نظیر پیش نہیں کر سکتی اس لئے ہر شخص کو صمیم قلب کے ساتھ شکرانہ و دعائیہ لہجہ میں یہ کہنا چاہیئے کہ "این کار از تو آید و مرداں چنیں کنند"

محکمہ نظامت عطیات

انسان کی چھوٹی سی عمر اور اس کی حباب جیسی دو روزہ قوت رکھنے والی نشو و نما کبھی بھی اس بات کی متقاضی نہیں کہ کائنات کے ہر شعبہ پر عبور حاصل کر کے اچھی طرح یہ معلوم کر سکے کہ ان کی حقیقت کیا ہے اور کیوں عالم وجود میں لائی گئیں اسی لئے حکم دیا گیا ہے کہ جب تمہیں ان چیزوں کے معلوم کرنے کی ضرورت ہو جو کہ تمہیں پہنچا

بتائی گئیں تو فوراً اس نے ذکرسے پوچھ لیا کہ وہ اس لئے کہ وہی تمہارے سچے رہبر اور تمہیں زندگی کے تمام شعبات کا خدائی شاہراہ کا تمہاری منازل حیات کی کامیابی کا ٹھیک پتہ بتانے والے ہیں بعض من چلے نئی نئی تراش خراش کرنے والے دماغ فوراً یہ سوال پیش کر بیٹھتے ہیں کہ ہم سب کو قلت علم کی محتاجی سے کیوں مرکب کیا گیا تو اس کا جواب یہ ہے کہ قرآن خود بکرات ومرات بلند آوازی کے ساتھ یہ کہہ رہا ہے کہ تمہارے سمجھنے کے لئے تمہاری رہتے بسنے والی سرزمین پر چند در چند مثالیں قائم کر کے تمہیں دکھادی گئی ہیں کہ تم ان پر غور وفکر کر کے کم از کم اپنے حد فہم تک اس کے کافی معلومات حاصل کر لیا جو تمہارے لئے آیندہ زندگی میں مشعل ہدایت ثابت ہوں لیکن ذوق طبعی کے نہ ہونے سے عالمگیر ذہنیتیں اس کے مفید معلومات سے بے خبر رہنا نہایت خوشی کے ساتھ پسند کرتی ہیں اور ارباب تدبر کی صف میں اپنے نام درج کرانا نہیں چاہتیں لہذا اسی کمی علم کو پورا کرنے کے لئے خدائی ہدایت کرنے والے سرزمین کائنات پر آتے رہے کہ ان سے مفید مطلب معلومات حاصل کئے جایا کریں لیکن خیالی کے نشو ونما پانے والے مجمع اس حقیقت سے کوسوں دور رہنے لگے اور من مانی بہت ساری ایسی داستانیں وضع کرلیں جن سے محض لہو ولعب کا پتہ چلتا ہے اور سوا اس کے کچھ نہیں مگر برخلاف اس کے اہل دنیا کو اب ضرورت اس بات کی ہے کہ وہ موجودہ انقلاب اور ذہنیتوں کی نمایاں اور فوری تبدیل کے معاینہ کے بعد ہر طرح اور ہر شعبہ کی کیفیت کے ساتھ ہوشیاری وبیداری کے میدان میں نکل آئیں اور اصول فطرت کی خشک مگر فرحت ناک وادی میں نہایت مسرت کے ساتھ گردشیں لگایا کریں خصوصاً سرزمین عالم کی حکومتوں کا سب سے بڑا فریضہ ہے کہ وہ خلقت کے تمام حالات اور ملکی کیفیات کی فلاح وبہبودی کے ہر شعبہ میں نمایاں ترقیاں پیدا کرتے ہیں جو ان کا اولین اصول ہے چنانچہ ہم دیکھتے ہیں کہ ہماری معزز گورنمنٹ نے اپنی ملکی خصوصیت اور رعایا سے بہی خواہ دولت کی تمدنی ترقی ان کے مابینی وراثتی نزاع کے فیصلہ اور حقوق رسی کے متعلق ایک خاص محکمہ بھی قایم کیا جو آج ریاست عالیہ دکن کی ایک نمایاں خصوصیت کہلاتی ہے اس محکمہ کے فرایض یہ ہیں کہ وہ ان اسٹیٹوں کی وراثت کی تحقیقات اس وقت کیا کرے جب کہ ان کے مالک ومتصرف اس عالم فانی سے حیات جاودانی پائیں اور ان کے اس سرائے فانی سے مفقود ہوجانے پر ان کے پسماندگان میں وراثت جائداد کے لئے آپس کا نزاع برپا ہو یہ قانونی محکمہ اپنی آمدنی میں اسی وقت اضافہ کرسکتا ہے جب کسی اسٹیٹ کے لاوارث ہوجانے پر اس کو شریک "خالصہ" کرلے یعنے مملکت کی سرزمین میں اسے خاص شاہی ملک کی حیثیت سے شامل کرلے جیسا کہ ریاست کے اور خطہ ہائے ارض اس سے الحاق رکھتے ہیں

سررشتہ آبکاری

تجربہ کے عالم میں بھی اگر انسان غور کرے تو ایک کافی سیر وتفریح حاصل ہوسکتی ہے کہ کہنے کو نہیں مگر عام طور پر دیکھا اور سنا گیا ہے کہ وہ ان کو سپرد حافظہ نہیں رکھتا جس کی لئے اپنی زندگی کے سنوارنے کے لئے سخت

ضرورت ہے ہم نے جہاں تک معلومات حاصل کئے اس سے پتہ چلتا ہے کہ ابتدا کی نقطہ کے مدنظر یہ عام طور
پر ظاہر ہوتا رہتا ہے کہ تجربات انسانیت کا بار آور ہونے والا ہر شے کیفیات موجودہ کے تحت دہر میں تغیر [illegible]
میں ہمہ گیر تخیلات کی بنا پر مبتلا ہو کر ضروریات زندگی کے باوجود اشتغال بے جا کو اپنا طرز عمل بنا لیتے ہیں اور
خواہشات کی فنا نہ ہونے والی اور دروں دولی امنگ پیدا کرنے والی دنیا میں [illegible]
سے اپنا مستقل مسکن بنا لیتا ہے ایسے افراد کو دیکھئے تمدن کی دلدادہ ہستیاں ارباب تحقیق و تدبیر کو نظر [illegible]
سی وقعت کی نظر سے دیکھنا آن واحد کے لئے بھی پسند نہیں کرتے بلکہ ہر محفل و مجلس اور ہر مجمع پر [illegible]
کا چھپتا ہوا اثر رکھنے والی بہت ساری دلفریب نظریں اچھے سلیقہ کے ساتھ ان پر انگشت نما بنانے [illegible]
لہجہ میں پڑتی رہتی ہیں لیکن نصیب دشمناں کہ کبھی وہ اس کا ذرا سا بھی اثر لیتا ہو اس کا خیال دن و رات
کے ہر لمحہ میں ذوق و شوق خوش طبعی کا مرکز اعلیٰ بنا رہتا ہے جس کی پوری صراحت کرنا زیادہ مفید مطلب ثابت
نہ ہوگا بلکہ طوالت تحریر کا باعث اگرچہ ایسی شرح کسی طرح دلچسپی سے خالی نہیں لیکن نہ تو اس ڈائرکٹری کے
مختصر صفحات اس شرح و بسط کا بار اٹھا سکتے ہیں اور نہ تضیع اوقات ناظرین کا ناقابل برداشت تکلیف پہنچانے
والا خیال اس کی فراخ دلی کیساتھ اجازت دیتا ہے اس لئے اظہار خیالات کی دیرپا مسافت کی منزلوں
کو نہایت سرعت کے ساتھ طے کرتے ہوئے اختصار حالات کی سرسبز و شاداب وادی میں جلد جلد قدم
رکھے جاتے ہیں غرض کہ انسان سن ملنے اسباب تمدن کو ہمیشہ ہمیشہ فطری اصول کے خلاف فروغ دیتا رہا
گو کہ وہ زمانہ سابق ہو یا دور حالیہ اور آنے والا زمانہ تو نہ معلوم کون کون سے دلفریب مناظر دکھانے والا
ہے کہ ان کی پیش بینی کی جانے کے قابل باتوں سے جو اس وقت ظاہر ہیں تو یہی ہے مختصر یہ کہ سلطنت دکن
کا یہ محکمہ گو اپنی عمر کی گنتی کے لحاظ سے قدامت رکھتا ہے لیکن مذکورہ بالا تخیلات کے پردوں کو جن میں عہد بہ
آئینی خیالات ماحول کی ان تھک کوششوں کی وجہ پختہ طریقہ پر ثبت ہوتے گئے ہیں دور کرنے اور میٹ دینے کے
لئے اپنے قدیم طرز عمل میں رفتہ رفتہ گردش دہر کے لحاظ سے نمایاں تغیر پیدا کرتا جا رہا ہے چنانچہ سررشتہ
مذکور نے مدراس آبکاری کے طریق کار کو نہایت جمی ہوئی اور انتخاب کی گہری نظر سے بڑی حد تک پسند کیا ہے
اور اس کا مطمح نظر یہ ہو چلا ہے کہ مسکرات کا استعمال خلائق مملکت سے یک لخت آہستہ آہستہ ترک کرا دیا جائے
جس کے بیجا اور فضول مصارف کی وجہ وہ مرض ہلاکت خیز میں آئے دن مبتلا ہو رہی ہے چنانچہ اس اسکیم
ہذا کو بار آور بنانے کے لئے اس نے شراب و سیندھی کی آمد و رفت کے ان معاملات کو جو ٹھیکہ داروں کے
ذریعہ ہوا کرتے تھے اور جن میں پبلک کے مزید اور نقصانات مضمر تھے براہ راست اپنے ہاتھ میں لے لیا
و نیز اس کا نفاذ اس طریقہ پر کیا کہ شراب سیندھی اور راقیوں وغیرہ کے ٹھیکے ہوسکے بالکل اڈوں میں رفتہ رفتہ
کمی آنے لگی اور ان اڈوں پر بھی ہر ایک کے لئے زمانہ قبل کی نسبت خاصا قیمت زیادتی قائم کی جس سے مطلب
یہ کہ اس قسم کے ناروا اشغل کے اڈے ہر کس و ناکس محض اپنی جلب منفعت کیلئے نہ کھول سکے جس سے ہر ایک
کے تحدیق اقتصادی مالی اور اخلاقی نقصانات مضمر ہوں ایسی صورت میں وہی لوگ اڈے قائم کر سکیں گے جو نہایت
وافر سرمایہ رکھتے ہوں اور چونکہ وافر سرمایہ رکھنے والے افراد خطہ زمین پر نہایت کم مقدار میں ہوا کرتے ہیں
لہذا ایسی حالت میں اڈے بھی کم کھلینگے اور ان میں سے بھی وہی اس قسم کا اڈہ قائم کر سکے گا جسے گورنمنٹ

اجازت عطا فرمائے پس ظاہر ہوا کہ ان سرمایہ داروں میں سے بھی ہر ایک اس قسم کے شعبہ کا افتتاح نہیں کر سکتا بلکہ ان میں اس کے کرنے والے مخصوص لوگ ہیں غرض ترک اشتغال کی یہ ایک ایسی کامیاب تنہا والی کشش ہے جس میں کارکنان سررشتہ نے بڑی حد تک رواج حاصل کی اور محکمہ نے اپنے ترک مسکرات کے مقصد میں با حوالہ نہایت شاندار کامیابی کے ساتھ اپنے ایک افسر اعلیٰ کے زیر نگرانی جس عہدے کو زبان حال میں ناظم کے لفظ سے شہرت دی گئی اور دی بھی جا رہی ہے تیزی سے ایک وسیع عملہ کے خدمات مفوضہ کو بڑے انہماک سے انجام دیا اور دے رہا ہے سنہ ۱۳۴۶ف میں اس کی آمدنی کا اندازہ ایک کروڑ ۸۰ لاکھ سے کچھ زائد اور خرچ کا جملہ ۲۲ لاکھ کیا گیا حاصل یہ کہ اس جدید پالیسی کو عہد مسعود شہریار ریاست نے ملک و اہل ملک و آبادیان وطن کے لئے نہایت مفید اور اعلیٰ پیمانہ پر کامیاب بنا دیا ہے جسے محض ذات شاہانہ کی اقبال مندی کہا جائے تو کچھ تعجب نہیں اور نہ کسی صورت میں بیجا ہوگا جس کا ثبوت یہ ہے کہ باوجود ان قیود عائد کردہ کے سررشتہ کی آمدنی میں روز افزوں اضافہ ہی اضافہ ہوتا نظر آتا ہے۔

محکمہ جنگلات

آج جب کہ ہم دنیا میں دکھائی دینے والی اس سرزمین پر رہ کر اپنی خورد و نوش کے ختم نہ ہونے والے اسباب مہیا کرتے رہتے ہیں و نیز دیگر ضروریات موقعی و غیر موقعی کو اپنی ذات اور اہل و عیال کے آرام و آسائش کے لئے پیدا کرتے اور ہوس کی زیادتی کی خاطر ہر وقت ہر لحظہ اس کی روز افزونی کے متلاشی رہتے ہیں۔ تو اس نوبہار کی طرح پیدا ہونے والے تجسس کے مدنظر ہمیں اس کی بھی ضرور تحقیق کرنی چاہئے کہ ہم میں کیا اور اس موجودہ زندگی سے پہلے کہاں تھے کس اجڑے دیار میں بستے تھے کس سرسبز و شاداب وادی ایمن مثل ایک سرتا رہے حیات کے مسرت کی لہروں کی طرح دوڑیں لگاتے تھے۔ کس چمنستان کی خوشہ چینی میں اپنے عزیز وقت کو صرف کیا کرتے تھے۔ کس ہوشیار کرنے والے مضراب کی زد میں اپنی گزران کی محدود منزلیں طے کرتے تھے کس حکمت خانہ میں پڑے ہوئے غفلت کی کروٹیں بدل کر دار وے بیہوشی کے گھونٹ اتارا کرتے تھے غرض کہ کیا تھا کیا نہ تھا کیا ہوا کیا نہ ہوا تحقیق کے ساتھ اس دشوار گزار وادی میں گامزن کرنا تقریباً ناممکنات سے ہے۔ لیکن گزشتہ حالات پر طلوأت کہہ کر حل کرنا تو اس امر کا ہے کہ اس تختہ ارضی پر ہم کیسے آ موجود ہوئے کہاں سے یہاں اترے اور کیونکر آئے دنیا کی روزمرہ پیش آتی رہنے والی حالتوں سے یہ بمصداق عیاں را چہ بیان ظاہر ہے کہ جب کوئی صانع اپنی ایک صنعت کو بناتا ہے تو اس کی ساخت اور بناوٹ میں اس کا ہر وقت خاص لحاظ رکھتا ہے کہ اس کو عام حیثیت سے درجہ قبولیت حاصل ہو جائے اور جب اس کی مقبولیت شئی کا یہ منشا پورا نہیں ہوتا یا کمزور رہتا ہے تو اس کے رنج و ملال کو اسی کے دل سے پوچھئے کہ کیا گزرتی ہے اور جب وہ عالمگیر مقبولیت کے اسٹیج پر آ جاتی ہے تو پھر اس کی مسرتوں کا کوئی ایک ٹھکانا نہیں کہ متعین کیا جا سکے اس کی خوشی

کی کوئی حد اور انتہا نہیں کہ جسے زبان حال سے بیان کیا جا سکے البتہ اس قدر کہہ دینا کافی ہے کہ عالم کے تجربے رکھنے والے اس کو اور اس کے پورے مقصد و مفہوم کو بہتر سے بہتر طریقہ پر بخوبی سمجھ سکتے ہیں اور اس میں کسی قسم کا کوئی کلام نہیں اور اس کی صنعت کے پیچھے سے اسے دنیا میں یہ نسبت اور ان کے ایک شہرت نامہ بھی حاصل ہوتی ہے جسے وہ اپنی جان سے بھی زیادہ عزیز رکھتا اور بسا اوقات اس کے حاصل کرنے اور رکھنے اس کی حفاظت کی خاطر اپنی جان کے گنوانے میں بھی سر مو فرق نہیں کرتا اور اس کے لئے نہایت خوشی کے ساتھ اگرچہ وہ غایت درجہ حلیم الطبع بھی ہو تیار ہو جاتا ہے ٹھیک اسی طرح صانع حقیقی نے بھی جب کائنات کی موجودہ اتنی ساری خلقت کو پیدا کیا تو ان سے چاہا کہ وہ اس کی معرفت کو حاصل کریں اس لئے کہ ان پیدا کئے ہوئے بندوں کے پہلی ضرورت یہ کہ وہ اپنے خلق کرنے والے کو پہچانیں پہچاننے کی لفظ کو خدائی اصطلاح میں معرفت کہتے ہیں اور معرفت کا یہ لفظ اپنے اندر ایسی کلی جامعیت رکھتا ہے کہ جس کے پورے مفہوم کو عملاً ادا کرنے کے بعد انسان بندہ کہلایا جاتا ہے اور بندہ کے معنی بندھے ہوئے کے ہیں جیسا کہ ایک ملازم اپنے مالک کے حکم میں جکڑا رہتا ہے اسی طرح بندہ بھی ہر طرح ہر وقت ہمیشہ خدائی تصرف کی گرفت میں ہے اور معرفت کا اصل مفہوم یہ کہ جب انسان کسی شئے کو اپنے امکان کی حد تک اپنی فکر کے موافق اپنی پرواز خیال کے مطابق معلوم حاصل کر لیتا ہے تو لازمہ فطرت یہ ہے کہ وہ اس کی محبت میں مبتلا ہو جاتا ہے اور جب یہ ہوا تو پھر نتیجہ میں ہر طرح اس محبت کردہ کی اطاعت بے کم و کاست ہر وقت لازم آتی ہے اسی لئے حقیقت کے صانع نے اپنی معرفت کو بندہ کو سب سے پہلے فرض گردانا کہ جس کے ضمن میں یہ سب چیزیں حاصل ہو جاتی ہیں لیکن آج جہاں تک دیکھا جاتا ہے یہ تمام فطری اصول خطہ زمین پر کہیں کہیں حرف غلط کی طرح کچھ کچھ مٹے نظر آتے ہیں لہذا انہی تمام کیفیتوں کو تازہ کرنے کے لئے شہریار سابع نے اپنی مملکت دکن میں ہر شعبہ کی حیثیت سے کافی ترقیاں دیں لہذا اسی موقع پر نہایت مسرت کے ساتھ یہ کہا جا سکتا ہے کہ "بالائے سرش ز ہوشمندی" می تافت ستارہ بلندی چنانچہ ترقی کردہ ان تمام شعبات میں محکمہ جنگلات بھی ہے جس کی ملکی ترقیوں کے اسباب میں سب سے بڑی ضرورت ہے اسی لئے اپنی متعلقہ خدمتوں کو پورا کرنے کے لئے یہ محکمہ ایک ناظم و دو مددگار پر مشتمل ہے اس کا سب سے بڑا تعلق زیادہ تر کسانوں سے ہے اس لئے کہ کسانوں کو اپنے کاروبار زراعت کے پورا کرنے کے لئے پہلی ضرورت لکڑی کی پیش آتی ہے اور یہ ان کے ہمیشہ کے ضروریات میں داخل ہے چونکہ اس سے وہ کھیتوں کی درستی کے لئے ہل وغیرہ بنایا کرتے ہیں اور اس کی سبیل کسانوں کو اسی محکمہ کے توسط سے ہوا کرتی ہے ممالک محروسہ سرکار عالی میں جنگلات کا رقبہ ۱۶ ہزار مربع میل ہے جو سلطنت دکن کے کل رقبہ کا ۱۲ فی صدی ثابت ہوا اس طرح ۸ فی صدی رقبہ جنگلات میں کمی پیدا کرتا ہے اور یہ ملک کی حقیقی ضرورتوں کے لحاظ سے بڑی حد تک ناکافی ہے چنانچہ سنا گیا کہ سررشتہ جنگلات اس مسئلہ پر نہایت انہماک کے ساتھ کافی غور و خوض کر رہا ہے کہ اس کا تناسب خطہ مملکت دکن میں کم سے کم ۱۵ فی صدی مساوی رقبہ ۲۰ فی صد یا زیادہ کے لئے ۳۰ فی صدی ہو جائے جس سے زراعتی کاروبار کو نمایاں سے نمایاں طریقہ پر فروغ حاصل ہوتا رہے اس لئے کہ ممالک کی ترقی تمدن کے قیام سیاست و اقتصادیات و معاشی کاروبار کا پہلا ضامن شعبہ زراعت ہے کیونکہ جب زمین غلہ کی پیداوار کرے گی تو اس سے شکم سیر ہو کر دنیا والے مذکورہ صدر کاروبار کی ترقی میں بھی انہماک پیدا کر سکیں گے

بہرحال غنیمت ہے کہ اس محکمہ کی ابتدا سلطنت دکن میں یوں تو ۱۲۶۷ھ سے ہوئی مگر جستجو پسند نظروں نے گردش کیا اس کا صحیح پتہ چلایا کہ اس کی کامل ترقی شہریار سابق کے ۴۴ سالہ دور فرماں روائی میں ہوئی چنانچہ اس وقت جنگلات محفوظہ کا رقبہ ایک لاکھ ۳۴ ہزار ایکڑ ہے اور زیر نگرانی تجویز و محفوظہ کا ۴۰ لاکھ ۴۲ ہزار ایکڑ نیز کھلے جنگلوں کا ۱۱ لاکھ ۹۶ ہزار ایکڑ اس کی آمدنی ۱۹۱۹ء میں ۱۱ لاکھ ۲۵ ہزار تھی اور اس کے بعد تیس سال کے گزرنے پر ۱۹۲۹ء میں ۲۱ لاکھ ۹۰ ہزار ہوگئی مگر پانچ سال گزرنے پر بعض عام اقتصادی حالات کی پستی کسانوں کی بدحالی سے ۱۹۳۴ء اور ۱۹۳۵ء کے درمیان بن کی تسافی کی وجہ ۳ لاکھ ۲۰ ہزار گھٹ کر ۱۷ لاکھ ۹ ہزار رہ گئی لیکن بعض حالات کے تحت مستقبل قریب میں اس کی قوی امید ہے کہ تحریکات موجودہ کی بنا پر اگر ملک میں شعبہ ہائے صنعت و حرفت جوگی ترقی یا جاسکیں اور خصوصاً کاغذ سازی وغیرہ کے کارخانے قائم ہوں تو اس کی آمدنی سے نقصانات مذکورہ کی بہتر سے بہتر تلافی کے علاوہ بھی بڑے اضافہ کی توقع ہے۔

سررشتہ بندوبست

حالانکہ کہنے والے نے کہہ بھی دیا تھا کہ یہ دو روزہ دنیا مثل پانی کے ایک حباب کے ہے یہ بہت جلد فنا ہوگی اس کی تمام نعمتیں قریب ہے کہ زائل ہوجائیں گی اس کی حیات کا بھروسہ کبھی بھی نہ رکھنا کہ یہ ایک مستعار شے ہے اور وہ وقت آتے ہی والا ہے کہ یہ یک لخت قطع ہوجائیگی چنانچہ اس کی تصدیق میں ہم آئے دن دنیا کے ظاہر ہونے والے کیفیات اور بدلنے اور تغیر پاتے رہنے والے حالات کو دیکھتے رہتے ہیں لیکن اس کے باوجود بھی نہ معلوم یہ کونسی مقید کردینے والی قوت ہے کہ ہم اس کے جکڑ دینے والے اثر سے مجبور ہوکر کسب معیشت کے بہانے سے ہر قسم کے دنیوی کاروبار میں مبتلا رہتے ہیں اور ہمیں اپنی معیشت کے اسباب کے پیدا کرنے اور تمدن کی نمائشی حالتوں کو روز افزوں ترقی دینے کے فروغ نہ ہونے والے خیالات میدان عمل میں پکڑ جکڑ کر کھڑا کرتے رہتے ہیں ہمیں باوجود اس کا یقین کامل ہے کہ ہماری یہ عمر ہمیشگی نہیں رکھتی اس پر بھی کچھ ہو منازل حیات کے گزرنے کا پر موقع و محل درست اور مناسب بندوبست کرہی لیتے ہیں چنانچہ یہ خیال ایک ایسی عالمگیر حیثیت رکھتا ہے کہ انفرادیت کی محدود فضا سے پار ہوکر قوت اجتماعی کی بسیط سے زیادہ بسیط وادی میں اسے کافی دوانی و جل ہے جب ہم چار دانگ عالم کی پھیلی ہوئی کاروباری فضا کی طرف نظر دوڑاتے ہیں تو اجتماعی قوتوں سے آگے چل کر دنیا کی حکومتوں کے ارباب تدبیر کو بھی ہمیشہ ہمیشہ اسی فرحت ناک وادی میں جلوہ کناں دیکھتے ہیں اور اسی خیال میں نہایت استغراق کے ساتھ بلند پروازی کرتا ہوا پاتے ہیں اور حقیقت بھی یہی ہے کہ جب تک زندگی کی ضرورتوں کا ان کی سہولتوں کے اسباب کی فراہمی کا اپنے امکان کی حد تک معقول بندوبست نہ کیا جائے منازل حیات کے عبور و مرور میں ہر حیثیت سے جدا جدا نوعیت کی دشواریاں پیدا ہونے لگتی ہیں اور ان کی نمایاں زیادتی کے بعد ان سے ناقابل تلافی نقصانات رونما ہونے لگتے ہیں دنیا

میں سب سے زیادہ زمینات کے لئے بندوبست کی ضرورت ہے جو تمدن انسانی کا دارومدار [illegible]
سرمایہ حیات کہا جاسکتا ہے اس لئے کہ زمین ہی ایسی شئی ہے جس پر انسانی اور حیوانی زندگی [illegible]
کا دار و مدار ہے کہ جب اس سے غلہ کی پیداوار ہوتی [illegible]
کا پہلا سبب قرار پاتا ہے اور اس سے جو سبزہ اور گھاس [illegible]
کرتی اور ان کی زندگی کے برقرار رکھنے کا باعث ہوتا ہے [illegible]
کی سالانہ پیمائش کیا کرے اور ان میں ہوتے رہتے ہیں [illegible]
کو اختیار کرے قابل زراعت خطہ ہائے زمین پر [illegible]
نام پن اور دہارا قایم کرکے اور اس کی وصولی کے لئے [illegible]
تمام حالات کی وجہ سررشتہ ہذا کو محکمہ مالگذاری سے گہرا تعلق ہے [illegible]
نے خاص بالخاص اور نمایاں ترقی کی اس محکمہ کو ایک ناظم اور [illegible]
رہنے کا شرف حاصل ہے اس کا عملہ بہت وسیع ہے اور نہایت عمدہ [illegible]
کو انجام دیا کرتا ہے ان دنوں ٹاؤن سروے کا کام جاری ہے ۱۹۱۱ء سے لیکر ۱۹۳۲ء تک [illegible]
تعلقات میں سے ۸۸ تعلقہ کے جو ۹۱۵۴ دیہات پر مشتمل ہیں بندوبست کر کے ۲۹۳ ۵۷۶ روپیہ سالانہ
کا مالگذاری میں اضافہ ہوا اور ان ۸۸ تعلقات کی مالگذاری ۳ لاکھ ۸۲ ہزار بڑھ گئی ان ۲۳ سالہائے گذشتہ
میں جملہ ۲۸½ لاکھ سالانہ کا اضافہ مالگذاری میں ہوا جن میں ۵۰ فی صدی نظر ثانی شدہ دہاروں سے ۳۵
فی صدی اضافہ کاشت سے اور ۱۵ فی صدی خشکی کے تری میں بدلنے سے جس سے ثابت ہوا کہ اضافہ [illegible]
میں آدھوں آدھ حصہ اسی محکمہ کی کارگزاری کا ہے ۱۳۳۵ف میں اس کے خرچ کا اندازہ ۹۰۸ ۲۲ [illegible]
کیا گیا تھا۔

سررشتہ کروڑگیری

دنیا میں ایسے انسان بہت کم نظر آتے ہیں جو اپنی زندگی کی تمام حالتوں پر کافی وافی شافی و عافی طرز پر غور و فکر کر کے اس کے ایک بہترین نتیجہ کو اخذ کر سکیں یا اپنے خود ہی سمجھنے اور دوسروں کو سمجھانے کی خاطر بھی اس کا ایک مختصر سا خاکہ اپنی پرواز عقل کے مطابق ترتیب دینے پر قدرت رکھتے ہوں چنانچہ یہ ظاہر ہے اور آئے دن مشاہدے میں بھی آتا رہتا ہے کہ اکثر فلاسفہ و حکماء و عقلا و عرفا وغیرہ جو اپنے عروج پانے کے بعد فوراً بجلی کی دوڑ سے زیادہ تیزی کے ساتھ مشاہیر عالم کی سنہری فہرست میں جگہ پا جاتے ہیں اس قدر کم ہوا کرتے ہیں کہ ان کی تعداد بلا تکلف انگلیوں پر گنی جاسکتی ہے اور نہایت افسوس اور بہت شرم کے قابل تو یہ بات ہے کہ گو ان کے عنقا اسمار تاریخ عالم کے زریں صفحات پر بحسب ضرورت شدید و اشد نگینہ کی طرح

جڑ تو دیئے جاتے ہیں لیکن ان کی موجودہ حالت حیات بڑی کس مپرسی کے عالم میں گزر جاتی ہے ان کی زندگی
کا ہر شعبہ حاسدین کی نگاہ قہر کا شکار ہوتا ہے لیکن اس پر بھی نہ معلوم یہ قدرتی تائید ہے یا کیا کہ کسی آڑے
وقت پھر خلقت ارضی کو بڑھتی ہوئی شرمندگی کے ساتھ انہیں کے دروازے ناصیہ فرسائی کرنی پڑتی ہے ایسے
وقت وہ اپنی عالی ظرفی کے تحت خواہشمندوں کے شریک کار ہو جاتے ہیں یہ تاریخی مثالیں آج بھی دنیا کے
کتابیت میں نقش و نگین کی طرح پیوست ہیں اور کائنات خیال میں وہ دورہ کناں اور نقارہ زبان پر سرگرم
اظہار تخیل کی پرواز انسان سلسلے یکے بعد دیگرے کہاں سے کہاں پہونچا دیتی ہے لہذا ہمیں ارادہ کے
ساتھ تحریر کی نشست اور اس کے رخ کو بدلنا پڑا۔ کہا جاتا ہے کہ زمین سے جو بھی روئیدگی ہوتی ہے اس پر
قدرت کے مقرر کئے ہوئے صاحبان قوت محاسبہ قائم کیا کرتے ہیں اہل دول ارباب ضرورت و حکومت
والیان تاج و تخت بھی اپنی اپنی اشیاء مائحتاج کی درآمد و برآمد پر ان کے ہر وقت کے معلومات کے لئے
ان کے تفصیلی حساب و کتاب کے لئے بڑے بڑے طول طویل رجسٹر کھول دیتے ہیں غور کیا جائے تو دنیا کا کوئی
فرد بشر بھی اس سے چھوٹا ہوا دکھائی دیگا اور نہ انسانی آبادی کا کوئی گھر اس محاسبہ سے خالی نظر آئے گا
جس قدر بھی انسان کی ضروریات ہوتی ہیں مثلاً ابواب آمد و خرچ کے مدات کا قیام اور معلومات کے لئے ہر وقت ان
کا حساب و کتاب بھی حیات بشری کا ایک جزو اعظم ہے اور حقیقت تمدن و معاشرت دنیا کا یہ ایک ایسا اہم شعبہ
ہے جس میں مبتلا ہوئے بغیر کسی صورت سے بھی کوئی چھٹکارا نہیں پا سکتا پس انہی وجوہ کی جکڑبندیوں کے تحت دنیا
کا ہر فرد ایک فرقہ کا سرپرست ایک خاندان کا بزرگ ایک قریہ کا سردار ایک ملک کا بادشاہ ہفت اقلیم کا
شہنشاہ بھی محاسبہ کی اس تنظیم کو اپنے احاطہ حکومت میں قائم کئے بغیر نہیں رہ سکتا۔ کیونکہ ملک کے مداخل و
مخارج کے تمام شعبات کے تمام حساب و کتاب کے بغیر اہل زمین کے کاروبار زندگی بھی چل سکتے ہیں نہ تو سیاست
مدن کے قدرتی طور پر پیدا ہونے والے اسباب ترقی پا سکتے ہیں اس لئے دنیا والوں نے اس فریضہ کی ادائی کے
متعلق ایک ایک ایسا ادارہ اپنے حسب ضرورت قائم کرلیا جسے اپنے سمجھے ہوئے الفاظ میں وہ ”کروڑ گیری“
کے نام سے پکارتے ہیں بہرحال دنیا میں تو سب کچھ ہوتا رہتا ہے مگر ہمارے معلومات اتنے کہاں کہ جہاں تک
ہو سکے خطہ زمین کا جایزہ لے سکیں اگرچہ معلومات کی افزونی کے لئے یہ حکم ہے کہ زمین خدا کی سیر کرو اور اس
کی نت نئی کرشمہ سازی اور اس کی گرانمایہ صنعتوں کے دیکھنے سے اس کی معرفت حاصل کرتے رہو لیکن اس کی
تکمیل کے لئے عالم مادی میں مالی اسباب کی ضرورت ہے چونکہ ہم تول کی زرخیز وادی کے سکونت رکھنے والا
میں نہیں اس لئے اپنے ملکی سررشتہ کروڑگیری کے حالات اپنے حد علم تک ملاحظہ ناظرین میں پیش
کریں گے۔ ہماری مملکت آصفیہ کے صیغہ ہائے مداخل میں محکمہ کروڑگیری کو ایک خاص اہمیت حاصل ہے
اس لئے کہ اس سررشتہ سے باوجود اس عالمگیر کساد بازاری اور تجارتی و اقتصادی انحطاط کے آج دو
کروڑ سے بھی زاید آمدنی ہوتی ہے مملکت حیدرآباد میں چونکہ انکم ٹیکس وصول نہیں کیا جاتا اور اس کے علاوہ
بھی بہت سے مدات آمدنی جو برطانوی ہند میں رائج ہیں ان سے بھی بنظر آسایش و سہولت رعایا یا کوئی
نفع نہیں اٹھایا جاتا لیکن سارے لاہو کے باوجود بھی صیغہ کروڑگیری کے لئے آمدنی کی افراط کا ہونا بالکل
ایک قدرتی بات ہے درانحالیکہ مملکت دکن میں اکثر اس مال پر محصول معاف کر دیا جاتا ہے جس میں اہل ملک

کی حرفتی و مذہبی ضروریات شامل ہوں سررشتہ ہذا کی آمدنی کا نصف سے زائد حصہ ملک کی زراعتی پیداوار اور ان کی کاشت کے اچھے اور برے حالات پر منحصر ہے اور بتایا جاتا ہے کہ سال حال ممالک محروسہ میں اشیائے درآمد کی قیمت بہ نسبت برآمد کے زیادہ رہی اور باوجود وسعت میں ممالک سرکار عظمت مدار ریاست سرکار دولت مدار میں بھی معقول اضافہ رہا غرض نظامت کروڑگیری کا یہ اعلیٰ محکمہ ایک ناظم و نائب ناظم اور ایک کافی عملہ کے ساتھ اپنے متوضہ کارہائے مملکت کو باحسن الوجوہ انجام دے رہا ہے اس سررشتہ کے قیام کو مملکت دکن میں ۵۶ برس کا زمانہ گزرا اور ۵۲ برس کی الٹ پھیر میں اس کی آمدنی حالات کے تغیر کیفیات دنیا کے پرواز کی وجہ سے ۳۶ لاکھ سے بڑھ کر خدا کا شکر ہے کہ ۲ کروڑ سے بھی زیادہ ہو گئی ہے کروڑگیری کا محصول دو صورتوں پر منقسم ہے ایک تو آنے جانے والے مال کے وزن پر اس کے مقرر کردہ حساب سے دوسرے مال کی قیمت پر بہر حال انتظامات سررشتہ کی یہ درستگی اور جدید کاروبار کی فراوانی و اصلاح وغیرہ موجودہ ناظم مولوی محی الدین احمد صاحب کی فکر عالی کی رہین منت ہے آپ ایک نیک سیرت فرض شناس خداترس حلیم الطبع خوش خلق غرض کہ بہت سے اوصاف کے افسر ہیں پابندی شریعت آپ کا خاص شیوہ ہے آپ کی ہر بات میں آپ کی ہر حرکت میں آپ کے ہر قول اور ہر عمل میں ہمیشہ اور ہر وقت بے لوثی مضمر رہتی ہے اور حال ہی میں آپ نے بلاد عالم کا ایک طویل سفر فرمایا اس کے تفصیلی حالات کا ہمیں پتہ نہیں بہر حال سنتے ہیں کہ سفر کامیاب رہا اور خاص طور پر قابل تحریر بات یہ کہ آپ نے اپنے اس خانگی دورہ میں ممالک غیر کے سررشتہ کروڑگیری کے متعلق کافی معلومات بہم پہونچائے ہیں۔

محکمہ پیمائش طبقات الارض

سرزمین کائنات کی اپنی معلومات کے حد تک تمام حالتوں پر غور کیا جائے تو باوجود عینی مشاہدہ کے بھی ذہنیت انسانی میں اتنی وسعت نہیں کہ اس کے تمام خارج ہونے والے فوائد کو اپنی استعداد و قابلیت کے موافق بھی معلوم کر سکیں کیونکہ خطہ ارض کے تمام یا کم از کم نصف رقبہ کی بھی کسی بڑے سے بڑے مدبر و مفکر نے شرح نہ بتائی آج دنیا میں بسنے والے اپنے خیالات کی دھن میں یہ سمجھے ہوئے ہیں کہ ہم جو کچھ بھی جانتے ہیں وہ اپنی جامعیت میں کائنات کا نچوڑ لئے ہوئے ہے چنانچہ یہ خیال ہی حیات انسانی ترقی کی شاہراہیں بند کرتا ہے اور اس طرح بند کرتا ہے کہ پھر اس پر گامزن ہونے کا امکان ہی باقی نہیں رہتا اس لئے انکسار کی خاطر یہ چاہتے ہیں کہ ہر فرد بشر درجات علم میں زینہ بزینہ ترقی کی کامیاب منزلیں طے کرتا چلا جائے اور اپنے آپ کو قبل کی نسبت بے مایہ اور کم علم ہی سمجھتا رہے اس لئے کہ یہ عجز و انکسار اس کو ہر وقت اور ہمیشہ آگے بڑھتے رہنے کی ترغیب دیتا ہی چلا جائے گا جس سے اس کو اپنی دنیوی اور اخروی زندگی میں انتہائی کامرانی حاصل ہوتی رہے گی لہذا انسان کو چاہئے کہ اپنے عزیز حصہ ہائے عمر میں کسی نہ کسی کام کی ایسی بنیاد قائم کرکے

اسے اپنی ان تھک کوششوں کی بنا پر پورا کرنے کا مستحکم ارادہ کرے کہ جو اس کے مقصد حیات کی پوری پوری تفسیر ہو چنانچہ ایسے شعبات انتظام ملک و سلطنت حکومت ریاست ہذا میں ان ارض کے فرائض میں داخل ہیں جن کے منجملہ طبقات ارض کی پیمایش کا ایک ضروری شعبہ بھی ہے اس کے متعلقہ کاروبار یہ ہیں کہ وہ زمین کی ناپ اور پیمایش کے بعد اس خطہ کی تمام خشک و تر کیفیات کو جانچ کر اس کی زرعی استعداد کو اچھی طرح معلوم کرکے زارعین کو ان کے فوائد و نوافع زیاں و ضرر سے ہر فصل کی ابتداء پر ہر نئے موسم کی تبدیل پر مطلع کرتا رہتا ہے اس لئے کہ زمین کا ہر خطہ قابل زراعت اور لائق پیداوار نہیں ہوسکتا جیسا کہ بعض خطہ پر سبزہ کا فرش زمرد میں اگتا ہے بعض پہ خاک کے سوا خاک کچھ نظر آتا نہ تو اس میں کسی جنس کی روئیدگی کی قابلیت ہوتی ہے اور نہ اس سے انسان کے لئے کوئی خاص آسایش ۔ جیسا کہ شاعر کہتا ہے ۔" در باغ لالہ روید و در شورہ بوم حس" اس شعبہ پیمایش طبقات الارض سے ایک یہ خدمت بھی تعلق رکھتی ہے کہ اوس خطہ زمین کو جو روئیدگی کے قابل نہ ہو یا بوجہ کسی کمزوری کے زرعی کاروبار کے حمل کے لئے تیار نہ ہو اسے کھاد وغیرہ و نیز ضروری اصلاحات مفید سے شعبۂ زراعت ہمیشہ سہولیتیں بہم پہونچاتا رہے اپنی تمام ضروریات کو سررشتہ مذکور نہایت احسن طریق پر انجام دیتا رہتا ہے اس سے زیادہ شعبہ مذکور کے متعلق ہمیں کوئی اور تفصیلی معلومات فی الوقت حاصل نہیں کہ صفحات ڈائرکٹری پر جو ایک نمایاں اور تاریخی حیثیت رکھتی ہے درج کرنے کے قابل ہوں اس لئے اس کی مفید ملک تفصیلات آئندہ ملاحظہ ناظرین میں تحریری شکل کے ساتھ گزرانے جائیں گے ۔

سررشتہ مردم شماری

کائنات موجودہ کی ان ریاستوں کا ماسوا اور تمام چیزوں کے ایک اہم فریضہ یہ بھی ہے کہ وہ اپنی اپنی سلطنت کی خلقت کا شمار کیا کرے تاکہ معلوم ہوسکے کہ ان کی زیر تصرف سرزمین پر کس قدر مخلوق سکونت رکھتی ہے اس طریقۂ عمل سے منجملہ اور فوائد ناقابل تفصیل کے ایک یہ بھی ہے کہ مدبران ریاست ان کی تعداد سے ہر طرح کی آگاہی پانے کے بعد اپنی کامل تحقیقات کی رو سے یہ پتہ چلا سکیں کہ ان کی تحت تصرف سرزمین پر قیام سلطنت کے دور میں کس قدر آبادی تھی اور اس کے بعد دنیا کے ہر وقت نازل ہونے والے تغیرات کی وجہ سے اس میں کس حد تک کمی اور کہاں تک زیادتی ہوتی گئی اور ان میں کے ہر شخص کا ہر گروہ اور خاندان کا اور ہر شعبہ کے طبقات کا طرز عمل کیا ہے ان کی زندگی کے معاشی اسباب کس طریقہ پر پیدا ہوا کرتے اور تکمیل پاتے ہیں ان میں حکومت کے خاص خدمت گزار کتنے ہیں اور تجار کاریگر معمار وغیرہ و نیز اور پیشہ ور اور اہل فن کتنے ہیں اور عام طور پر ان کی آسایش کے ہماری سلطنت میں کیا اسباب و کیفیات پیدا ہیں اور ان کے نقصان کس قدر وقتاً فوقتاً ظہور میں آتے ہیں وہ اپنے تمدنی کیفیات کے پورا کرنے اور بڑھانے کی سعی میں کامیاب ہیں یا اپنی اس کوشش کے پورا نہ ہونے یا کمزوری پہلو بدلنے سے میدان اضطراب کے سرگرداں غرض اعداد

شمار افراد سلطنت ہی ایک ایسی زبردست چیز ہے جس کے علم ہونے کے بعد سلطنت کی خشت بخشت تنظیم بھی ہو سکتی ہے اور ساری رعایا کے ہر طبقہ کے مشاغل معیشت کو جان لینے کے بعد ان کے تمام ضروریات و خواہشات و ارتقا کی محیط سلطنت تدبیریں بھی نہایت آسانی کے ساتھ اور بلا کسی تاخیر اور دشواری کے طے کی جا سکتی ہیں لہذا جب مدبران دنیا و طاقتوران کائنات ان دشوار گزار گھاٹیوں کو عبور کرکے اس کی تمام کندوں کی حکمت بندی سے باہر نکل آتے ہیں اور ان تمام نشیب و فراز منازل زندگی خفتگی کے دور دراز سفر کے صعوبات کو جھیلتے ہوئے طے کر لیتے ہیں تو ان میں اس قدر ذکاوت زمین تغیرات عالم سے شناسائی اور بدلتی رہنے والی کیفیتوں کے آثار چڑھاؤ کرنے پر اپنے حسب امکان بقدر ضرورت طاقت پیدا ہو جاتی ہے تو پھر تاریخ کائنات کے صفحۂ اول پر ہر دور میں ہر نسل کے تغیر میں ان کے نام درج ہو جاتے ہیں اور ان تمام کیفیتوں کے صفحۂ عالم پر اظہار پانے کے بعد وہ ساکنین زمین کی زندگی کے ہر شعبہ کے تمام تر توسیعات بھی قرار دیئے جاتے ہیں مختصر یہ کہ اس سررشتہ کا ملک کے معاشیات اور ہر ان کے چھوٹے بڑے شعبوں سے بڑا گہرا تعلق ہے ہمارے ملک دکن میں گو کہ مدتوں پہلے سے مردم شماری ہوا کرتی تھی لیکن اس کی خاطر کوئی مستقل محکمہ قائم نہ تھا لیکن اس خصوص میں اب کچھ نوعیتیں بدلی ہوئی معلوم ہوتی ہیں یہ محکمہ دس برس میں ایک مرتبہ مردم شماری کے مذکورہ صدر تمام فرائض کو اپنی حسن تدبیر مستعدی و جانفشانی کے ساتھ انجام دیا کرتا ہے حکام سررشتہ کی ذہنیت رسا اور پرواز فکر کا اس سے بخوبی پتہ چلتا ہے کہ وہ اپنی پہلی منزل یعنی انسانی مردم شماری کو طے کرنے کے بعد چار سال میں ایک مرتبہ اعداد مویشی کو بھی فراہم کرتا ہے اور اس سے آگے بڑھ کر اپنی کارگزاری کو وسعت دیتے ہوئے پانچ برس میں ایک دفعہ قصباتی اور دیہاتی مزدوریوں کی شرح معلوم کرتا ہے اگر نظر بسیط سے کام لیا جائے تو سررشتہ ہذا کی یہ خدمت خطہ سلطنت میں تمام خلقت کے فلاح معیشت کی حامل ثابت ہوگی ہر مرتبہ کے اعداد و شمار کے فرائض کی پابجائی کے بعد یہ محکمہ اس کی مکمل رپورٹ تیار کرتا اور ضلع واری گزیٹر کی تالیف بھی کرتا ہے جو ارباب ملک سے مخفی نہیں آج سے چھ سال پہلے ۱۹۳۱ء کی مردم شماری کا نتیجہ ملک دکن کی کل آبادی سوا کروڑ چار سو تر تالیس تھی جو اس سے دس برس پہلے یعنی ۱۹۲۱ء کی مردم شماری کی نسبت ۸ و ۵ گنی زائد ہے اور سوائے ریاست ٹراونکور کے یہ اضافہ بحساب آبادی فی میل سب سے زیادہ ہے ۔ بہائم شماری کے تازہ ترین اعداد بتلاتے ہیں کہ ممالک محروسہ سرکار عالی میں ۲½ کروڑ مویشی ہیں ۔ آہنی ہل نصف لاکھ سے زیادہ ہیں ۔ چوبی ہل ۱۳½ لاکھ ہیں علاوہ ازیں ۲۸۲ ٹراکٹر ہیں اور ۲۹۴ پمپ یا آبکش پانی کھینچنے کے آلات غیر حیوانی قوت سے چلنے والے نیشکر کے گھانے ۱۰۸ ۔ اور حیوانی قوت کے ۶۵ و ۸ ان کے علاوہ اس محکمہ کی نگرانی میں بعض چھوٹے چھوٹے اور شعبے بھی ہیں جن سے ہیئتہ کاشتکاروں کو فائدہ پہونچایا جاتا ہے اور ان کی حالت کی درستی کے ممکنہ اسباب پیدا کیے جاتے ہیں اور ان کی موجودہ قوتوں کو برقرار رکھا جاتا ہے غرض کہ سررشتہ ہذا کی یہ تمام کارگزاریاں سلطنت کے شایانِ تمدن کی توسیع کے لئے نمایاں ارتقا پسندی کر رہی ہیں ۔

محکمہ لوکل فنڈ

دنیا کی ابتدا جس وقت سے ہوئی اسی وقت سے اس کے پیدا کرنے والے نے اپنے قائم کردہ اس مکتب و درسگاہ ہدایت کے ضابطے قاعدے اور قانون بھی نافذ فرمائے اکثروں نے اگر اس کنہ حقیقت کی ناواقفیت کو اپنے زعم میں اچھا سمجھ رکھا ہے تو ہوا کرے لیکن ابتدائی صداقت پر اس کا کوئی ذرا سا بھی بُرا اثر نہیں پڑ سکتا جسے آج بھی دنیا کے اہل فہم و ادراک غور کرنے پر اچھی طرح سمجھ سکتے ہیں اور اس لئے اس کے سمجھنے پر قدرت حاصل کر سکتے ہیں کہ ان کے پیدا کرنے اور خلقت حیات بخشنے والے نے انھیں دنیا کے ہر معاملہ کے فوراً امتیاز کر لینے کی سمجھ نہایت وافر طریقہ پہ دے رکھی ہے اس کے باوجود بھی اگر انسان اپنی عقلی پرواز کو اپنے ہاتھوں خود ہی محدود کر رکھے تو اس کا ذمہ دار وہ خود ہے نہ کہ کوئی اور جیسا کہ کہہ بھی دیا گیا ہے کہ کوئی شخص ایک دوسرے کا بوجھ نہیں اٹھا سکتا لیکن ان تمام اشیاء پر کوئی فکر کرنے والا نظر نہیں آتا اور اس لئے نظر نہیں آتا کہ ان میں کوئی فوری ظاہر ہونے والا کسی قسم کا ایک فائدہ بھی نہیں اور جہاں تک کہ تحقیقات سے ثابت ہوا ہے دنیا والے ان اشیاء پر دلچسپی کی نظر ڈالتے اور ان پر غور و خوض بھی کرتے ہیں جس سے ان کو فوراً ذرا رتی فائدہ حاصل ہوتا ہو یا کوئی ایسا حظ ہو جس کا مادی اور جسمانی حیثیت سے ان کو کیف ملے بہرحال یہ اور اسی قسم کی بہت ساری دوسری حالتیں بھی ہیں جن کا تفصیلی اعادہ بنظر طوالت تحریر نہیں کیا جا سکتا مگر اس قدر کہنا بھی ضروری ہے کہ دنیا کے ہر شعبہ کے معلومات کا کم از کم کچھ ماخذ تو ہر انسان کے دماغ میں پرورش پاتا رہنا چاہئے غرض کہ قدرت نے ان قوانین کو اس طریقہ پر نازل فرمایا کہ وہ قوانین الٰہیہ دوسرے معنوں میں فطرت انسانی کی لفظوں کے ساتھ چار دانگ عالم میں شہرت پاتے چلے پس فطرت ہی ایک ایسی چیز ہے جو انسان کو اس کی زندگی کے ہر شعبہ کے لحاظ سے اعلےٰ سے اعلےٰ مدارج پر پہونچا دینے کی بڑی سختی کے ساتھ کوشش کرتی ہے اگر کوئی انسان فطری تحریکات پر خواہش نفس سے بچ کر عمل رہتا ہے تو تجربہ سے بھی ثابت ہے کہ وہی دنیا کے انتہائی مدارج ارتقا کو طے کر لیتا ہے جس کا وہ نہایت درجہ حقدار بھی ہے کیونکہ پہلے تو وہ اپنے خیال کی درون دوئی وسعت اور تجربات دہر کی نباہ پر اپنی زندگی کے تمام مناظر کو نظر فریب بنا کر جذبات فطرت سے بالکل سیدھے اصول پر فائدہ حاصل کرنا چاہتا ہے اور دوسرے انھیں جذبات کو دوسرے بندگان خدا کے لئے بھی بڑی مسرت کے ساتھ روا رکھتا نیز اسے میدان عمل میں جگہ دینے کی کوشش بھی نہایت بڑھتے ہوئے شوق کے ساتھ کرتا رہتا ہے ان سب کے منجملہ ایک شعبہ صفائی بھی ہے جسے دور حالیہ میں دارالسلطنت دکن کی حد تک بلدیہ کہا جاتا ہے اور اطراف و جوانب مملکت یعنے اضلاع و تعلقات میں اسے لوکل فنڈ کے نام سے موسوم کرتے ہیں محکمہ مذکور جو مندرجہ صدر ضروریات کی پابجائی کرتا ہے سنہ ۱۳۲۶ء میں معتمدی مالگزاری کے تحت ہو کر اپنی خدمتوں کو حسب عادت باحسن الوجوہ انجام دینے لگا اس کے پیش نظر یہ اصول ہے کہ مقامی آبادی کے ٹکس کا استعمال مقامی آبادی پر ہو اور عوام بلدی انتظام کی تربیت حاصل کریں یا بحسن الملکہ و

کلیات وغیرہ جو سالانہ یا ششماہی وصول ہوتا ہے اس سے شہر کے محلے بستیاں اور سڑکوں وغیرہ کی جاروب کشی اور خاشاک برداری کی خدمت ادا کرنے والوں اور دیگر عملہ کی تنخواہیں دیجاتی ہیں شہر حیدرآباد فرخندہ بنیاد میں بلدیہ کی توسیع سے انفراغ پانے کے بعد اضلاع کی لوکلفنڈ کمیٹیوں کو بھی بڑی حد تک وسیع اور شاندار پیمانہ پر کشادگی سے آراستہ کیا گیا چنانچہ ان پر ابھی تک سرکاری تحت نگرانی قایم ہے مجالس اضلاع کی کل تعداد ۱۵ - اور مجالس متعلقہ کی ۱۰۳ ہے ان تمام پرسنٹ لوکل فنڈ سے اغراض لوکلفنڈ کے تحت یہ ہمیشہ کے لئے لازم کردیا گیا ہے کہ مجالس متعلقہ اپنی منقسمہ و منظورہ رقوم کے اندر ہی اپنے دائرہ عمل کو پورا کرتے ہیں یہ ایسی بہتر اور اثر پذیر نتیجہ خیز تحریک تھی کہ جس کی وجہ سے دیہات کی اصلاح و ترقی کے لئے کافی رقوم مہیا ہو رہی ہیں جو صرف کفایت شعاری کا رنتیجہ ہے اور کچھ نہیں مجالس متعلقات مملکت کی آمدنی تقریباً ۱۵ لاکھ اور مجالس اضلاع سلطنت کی ۱۱ لاکھ سالانہ ہوا کرتی ہے سنہ کے اختتام پر بچتی لوکلفنڈ اضلاع ۲۰ و ۹۹ لاکھ کی بچت تھی آبرسانی اضلاع کے کاروبار کی پابجائی بیشتر اسی محکمہ کی مدد سے ہوتی ہے۔

معتمدی امور دستوری

سچے الفاظ ہیں جہاں تک اس کی تعبیر کی جائے اس کے تفصیلات کو نہ زبان قلم ہی تیار ہے نہ صفحات قرطاس اور نہ یہ ڈائرکٹری ہی کے مقاصد اس طوالت تحریر کے متقاضی ہیں اس لئے اختصار کو طویل مسافت پر مقدم رکھ کر جہاں تک ممکن ہو اپنی زبان حال سے یہ بحث معرض تحریر میں لائی جاتی ہے کہ "سیاست" ہی ایک ایسی واحد شے ہے جو کائنات کے کاروبار کے سرانجام پانے کی جان ہے بغیر اس کے دنیا کا کوئی کام اچھی طرح چل سکتا اور نہ سچائی کے ساتھ انجام پا سکتا ہے سیاست کے معنی اور مفہوم اگرچہ دور موجودہ میں حقیقت کے مطلب سے ہٹ کر کچھ اور ہیں لیکن صاف بات تو یہ ہے کہ جب ماحول کا تقاضہ ہی یہ ہے تو سچائی کو سیاست کے مروجہ معنی سے کوسوں دور رہنا چاہیئے حالات عمومی کے بالکل برعکس ہماری ریاست عالیہ دکن میں "سیاست" کے حقیقی مفہوم کو دیکھا جاتا ہے جیسا کہ منجانب خدا نازل ہونے والے مذہب نے تعلیم و تدریس فرمائی سیاست کی شرح مختصر الفاظ میں یہ ہوسکتی ہے کہ انسان اپنی زندگی کی پوری منزلوں میں سچائی اور راست بازی کو ہاتھ سے جانے نہ دے اپنے پرائے افراد بشر کی حقوق تلفی کے معاملات میں کسی وقت بھی ذرا سا حصہ نہ لے اور نہ اپنے مذہبی خیالات کے اختلاف کی وجہ خدا کی کسی مخلوق کو نقصان پہونچائے اور نہ ایسی کارروائیوں ہی میں حصہ لے جو اکثر جہاں ہائے عالم کی فتنہ پردازیوں کی وجہ رونما ہوا کرتی ہیں بلکہ جہاں تک ممکن ہو ملک و مالک کی بہی خواہی کی تدبیروں میں نمایاں حصہ لیا کرے اور اس کے ناموافق اشکال کو کبھی اپنے ذہن میں بھی نہ آنے دے اگرچہ اس سے اس کے لئے منافع کا دروازہ بھی کھلتا ہو اس لئے کہ وطن کی محبت کو ایمان و عرفان کا ایک جز کہا گیا ہے پس اگر ایمان برقرار رہا تو دنیا اور دین دونوں اسی کے ہیں اگرچہ عام طور سے بالالحاظ مذہب و ملت یہ کہا جاتا ہے کہ دنیا ایک علحدہ شے ہے اور دین چیز دیگر اسی لئے اپنی علحدگی

کی وجہ یہ دونوں مل کر کسی شخص کو حاصل نہیں ہو سکتے لیکن بالعموم اس کو بھی اس طرح تسلیم کیا جا رہا ہے جس کی شہرت کا پتہ اس عرف عام سے بخوبی ہو سکتا ہے چنانچہ وہ کہا کرتے ہیں کہ دنیا اور آخرت کا چولی اور دامن کا ساتھ ہے تو پھر یہ نہ معلوم ہو سکا کہ شکل اول قابل تسلیم ہے کہ صورت ثانی جب یہ تضاد کی صورت واقع ہوئی تو تحقیقات کی وادی میں نہایت سرعت کے ساتھ سرپٹ دوڑنے کے بعد یہ ثابت ہو گیا کہ ہر دو اشکال اپنی اپنی صحت پر آپ خود ہی دال ہیں۔ عوام نظر میں یہ ہوگی کہ ہر دو میں باسباب ظاہر تضاد کی شکل ظاہر ہے تو دونوں کیونکر صحیح ہو سکتے ہیں البتہ سرسری نظر کے لحاظ سے یہ درست ہے لیکن فکر و تدبر کے بعد یہ اچھی طرح واضح ہو رہتا ہے کہ اشکال مندرجہ اپنے نتیجہ کے لحاظ سے بالکل صحیح اصول پر مبنی ہیں یعنے صاف مطلب یہ کہ بعض حالات کے لحاظ سے دنیا اور دین کا آپس میں نہایت گہرا تعلق ہے اور بعض کیفیات کی وجہ ان میں بعد مشرقین اس کے چند در چند نشیب و فراز کو ایسے واضح طریقہ پر کہ بچہ بھی سمجھ لے تحریر کرنا اختصار تحریر کے منافی ہے اور تضیع اوقات ناظرین کا سبب پس بدین وجہ اس مضمون کے اختصار کو اگر اس کی محکمہ طوالت میں دلچسپی نہیں یوں پیش کیا جاتا ہے کہ ضروریات مذکورہ بالا کی پابجائی کی خاطر حکومت دکن نے ایک ایسا ادارہ قائم فرمایا جو اپنی پیدائش کے لحاظ سے شہریار سابع کے عہد فرمانروائی کی شاہانہ مرحمت کا منت کش ہے اور سلطنت کے ہر حصہ میں معتمدی امور دستوری کے نام سے مشہور اس سررشتہ کے وہ مذکورہ و مصرحہ بالا فرایض ہیں جو اصلاحات حالیہ کے تحت محض سیاست کے نام سے تعبیر کئے جا سکیں گے نیز ان تمام اغراض کے علاوہ یہ معتمدی خاص طور پر ان وفاقی و دیگر مسائل پر غور کرنے کے لئے قایم ہوئی ہے جس کا مختصر اور کھلا ہوا مقصد موازنہ ۱۳۴۶ف کی بموجب زبان حال سے یہ کہہ رہا ہے کہ "ہم کو نہ صرف اس مسئلہ کے لئے تیار ہونا تھا کہ آیا حیدرآباد دکن کی یہ سلطنت وفاق میں شریک ہو سکیگی یا نہیں بلکہ اس سے ایک اور اہم تر مقصد یہ بھی تھا کہ اگر وفاق میں شرکت کی رضامندی کا اظہار کیا بھی جائے تو ریاست کے مالی توازن کے کامل استحکام اور وفاقی و غیر وفاقی امور کے نظم و نسق میں غیر مداخلت سکہ اور پٹہ جیسے اقتدار شاہانہ کے عزیز ترین امتیازات کے قیام سے متعلق کن تحفظات و مستثنیات کا عملدرآمد ہو گا کہ جو قایم کیا گیا" اس محکمہ کے تحت دو جدید محکمے معلومات عامہ اور لاسلکی بھی ہیں محکمہ معلومات عامہ جرائد کی شایع شدہ ان خبروں کی نگرانی کرتا ہے جو ملکوں کی فلاح و بہبودی یا اس کے برعکس ہوا کرتی ہیں و نیز اسی قسم کی اور اہم و ضروری خبریں بھی فراہم کرتا ہے محکمہ لاسلکی عوام کی تفریح و تعلیم کے مقاصد کو پورا کرنے میں اپنے عزیز ترین اوقات زندگی کو صرف کرتا ہے۔

محکمہ نظامت لاسلکی (یعنے) بلا ذریعہ تار نشر صوت

ہماری زبان سے جو آوازیں کہ نکلتی رہتی ہیں وہ ہمیں ظاہری احساس کے تحت تو عالم کی فضائے بسیط میں محفوظ رہتی ہوئی نظر نہیں آتیں اور نہ اس کے محفوظ رہنے کے متعلق کوئی عقلی دلیل پیش کی جا سکتی ہے

یہ ایک ایسی کشمکش ہے جس کی تہہ کو پہونچنا معمولی قابلیت کا کام نہیں بلکہ بڑے سے اعلیٰ قابلیت رکھنے والے افراد بھی اس کے ٹھیک ٹھیک مفہوم کو اچھی طرح نہیں سمجھ سکتے مگر جہاں تک بھی انسان نے اس شعبہ کی کنہ کو معلوم کرنے کے لئے ان تھک کوششیں کیں اور تکالیف شاقہ اٹھائے اس پر بھی ذاتی تحقیقات نے کوئی فائدہ نہ دیا بلکہ مذاہب کی تعلیمات کی رو سے ان پر یہ ثابت ہوا کہ آوازیں جو انسان کی زبان سے نکلتی ہیں ہمیشہ فضائے بسیط میں محفوظ رہتی ہیں چنانچہ انھوں نے اور روایات مذہب کی بنا پر ان کی جانچ پڑتال فرمائی اور اپنی پرواز فکر کے سبب اور مزید معلومات کی تراش خراش کی بنا پر اس کے متعلق اپنے اطمینان قلب کی حد تک اس کا ایک کلیہ بھی قایم کر لیا اس کی تشریحات کو ہر قدیم و جدید فلسفی کے قول کے مطابق ہر سائنس داں کی تحریر کے موافق ملاحظہ ناظرین میں گزرانا ممکن تو ہیں مگر چونکہ یہ مخصوص تالیف نہیں اس لئے اس طوالت کو موضوع تحریر سے خارج سمجھ کر اس سے گریز کیا جانا اور اس کے بعض بعض پہلوؤں پر اپنی تحقیقات کے موافق تبصرہ کرنا ضروری اور اشد ضروری خیال کیا جاتا ہے زمانہ سابق میں تحریرات کا نشر ہی اس قدر مشکل تھا کہ جس کی دشواریوں کی تفصیل و تشریح امکان بشری سے خارج تو نہیں لیکن طوالت تحریر کے ہو جانے کی وجہ ایک بڑی حد تک فضول بھی ہے جسے ارباب سیر بخوبی جانتے ہیں پس غور کرنے کے قابل یہ بات ہے کہ جب تحریرات کے نشر کے لئے اتنی مشکلیں جو ناقابل حل ہو کر پیش آیا کرتی تھیں تو پھر نشر صوت یعنی آواز کا پھیلانا کس طرح ممکن تھا لیکن اس موقع پر اتنا ضرور اقرار کرنا پڑتا ہے کہ پچھلے زمانہ کے افراد بشر کی ابتدائی حالت ذہنی ذکاوت اس حد پر نہ تھی کہ وہ منازل ارتقا کو نمایاں حیثیت کے ساتھ نہایت آن بان اور شان کے ساتھ طے کرتے لیکن ایسا نہ ہونا اور ہر قرن بعد قرن دنیا کی ترقی پانے والی حالتوں کا نہایت آہستگی کے ساتھ بام ترقی کی طرف جانا منشاء قدرت کے تحت معلوم ہوتا ہے ورنہ اگلے زمانہ والے کیا اس بات کی کوشش کئے بغیر خاموش رہے ہوں گے کہ وہ منازل حیات کے اعلیٰ سے اعلیٰ مدارج کو فوراً سے پیشتر طے کر لیں لیکن ناکامی کے نہ ٹوٹنے والے پہاڑوں کا شکست کرنا تو انسان کے ارادے سے نہیں ہو سکتا الغرض جوں جوں مدتیں گزرتی گئیں حالات دنیا نے بھی رفتہ رفتہ پلٹا کھایا اور انحطاط کی حالتیں بام رفعت کی طرف ابھرتی نظر آنے لگیں اور اس کا بڑا سبب ذہنیت انسانی کی نمایاں پرواز کو بتایا جاتا ہے۔ غرض جو بھی ہو ودیعت خدائی کے بندوں پر پورا ہونے کے لئے یہ بھی ایک بہانہ اور سبب تھا جیسا کہ مثال کے طور پر اکثر اوقات کہا جاتا ہے "ہر بہانہ رزق اور بہر حیلہ موت" چنانچہ جب دنیا والوں نے ہر شعبہ کی حیثیت سے پر پرواز حاصل کرتے کرتے دنیائے عمل میں نمایاں عروج حاصل کر لیا تو اب اس فکر میں غلطاں ہوئے کہ جب انسان کے منہ سے نکل کر پھیلنے والی آوازیں محفوظ بھی رہتی ہیں تو پھر کیا وجہ کہ وہ ہم سب ساکنین زمین کو سنائی نہیں دیتیں لہذا اپنے معلومات کے اضافہ کے لئے ایسی تدبیریں کرنی چاہیئے کہ ہم ان تمام کو اچھی طرح سن سکیں پس اس نظریہ کو قایم کرنے کے بعد انھوں نے اس کی عملی کوششیں اختیار کیں اور نہ معلوم یہ کب سے جاری تھیں اس کے انجام میں سعی کرنے والوں کو کن دشواریوں کا سامنا تھا اور وہ کس قدر مدت کے بعد پایہ تکمیل کو پہونچیں اور اس کے انجام دینے والے کس کس زمانہ میں کون کون اور کس قدر تھے اس کا تفصیلی اور ٹھیک پتہ تو دنیا بھر کی تاریخوں سے بھی نہیں مل سکتا مختصر یہ کہ جب وہ اپنے مقصد میں کامیابی کی شکلوں کو رونما ہوتا ہوا دیکھنے لگے تب ذوق طبع نے نمایاں ترقی پائی اور ولولہ طبیعت نے

تمناؤں کی دنیا میں ٹرپتی ہوئی پرواز کی اور رفتہ رفتہ ان آن تھک کوششوں کا شجر بار آور ہوا اور اس کی ہر شاخ پر گدرائے ہوئے ثمر دکھائی دینے لگے اور ایک نئی صفحہ عالم پر ایسی موجودہ ہو گئی جس کے ذریعہ ہر خطہ کے حالات گفت و شنید وغیرہ گھر بیٹھے نہایت آسانی کے ساتھ معلوم کئے جا سکتے ہیں اس صنعت کا نام خطہ زمین کی آباد رہنے والی مخلوق نے اپنے سمجھنے کے لئے ریڈیو رکھ لیا ہے اس سے بلا ذریعہ تار بات چیت کی شنوائی ہو سکتی ہے بلکہ یہ خوبی آج ٹیلیفون کے لئے بھی میسر نہیں ہے ریڈیو کو بلا د عالم کی طرح ہمارے پیارے وطن یعنے سلطنت آصفیہ دکن میں بھی نمایاں حیثیت سے افتتاح پاکر ایک مدت ہوئی کہ اپنے فرائض نشر صوت یعنے آواز کے پھیلاؤ کی تدابیر کو نہایت بڑھتے ہوئے ذوق و شوق کے ساتھ انجام دے رہا ہے اگر اس کے تفریحی مشاغل کے قطع نظر جو اوقات مقررہ پر اہل ملک کی طبع بہلائی اور معلومات کی زیادتی غزل خوانی اور قصہ گوئی کی شکل میں ہوا کرتے ہیں اور حالات پر غور کیا جائے تو اس کے وجود سے ملک کے تعلیمی حالات میں ایک حیثیت سے نمایاں ترقی پائی جانے لگی چونکہ ملک کی پبلک روزمرہ تفریح گاہوں کلب اور دیگر مخصوص مقامات کی خبریں دل خوش کن طریقہ کے ساتھ سنا کرتی ہے اس لئے ان میں اپنے معلومات کی زیادتی کی طرف نہایت بڑھتی ہوئی رفتار کے ساتھ ابھرتے ہوئے منظر عام پر آنے والے جذبات پیدا ہوئے اور ان ہمہ گیر معلومات کے روزمرہ سنتے رہنے سے ایک قسم کی عادت بھی ہوئی اس کا لازمی نتیجہ ان کے تمام تاثرات کی وجہ کہہ وجہہ کے دماغی قوی بھی اپنی غور و خوض کی رفتار کو بڑھاتے بڑھاتے آئندہ چل کر سرزمین مملکت کی ایک اعلیٰ فرد کہلانے لگیں گے اور کاروباری دنیا میں نمایاں حصہ لیکر ممکن ہے کہ سلطنت کے مدبرین میں بھی شامل ہو جائیں یہ انڈر لائین فقرہ اپنے اندر ایسی جامع کیفیات اور چند در چند مطالب کو پوشیدہ رکھتا ہے جن کی پوری صراحت کو نہ زبان قلم ہی لکھنے کے لئے تیار ہے اور نہ ڈائرکٹری کے چند صفحات اس کے اندراج کو کافی ہو سکتے ہیں پس ان مقاصد کو اختصار کے ساتھ ختم کرتے ہوئے اجمالی حیثیت سے صرف اس قدر کہہ دینا بہت ہی کافی ہے کہ سررشتہ مذکور اپنے ان فرائض نشر صوت کو جو علمی و عملی حیثیت سے ملک کی نمایاں ترقی کے بڑے اسباب ہیں بوجوہ احسن انجام دے رہا ہے اس محکمہ کے ناظم مولوی محبوب علی صاحب ہیں جو اس کے قیام سے تا حال اس محکمہ کی ادارت کرتے ہوئے اس کی روز افزوں ترقی کے تدابیر کو نہایت مستعدی و جانفشانی سے فراہم کرتے رہتے ہیں آپ بلدہ حیدرآباد دکن میں ایک معزز خانوادے کے چشم و چراغ کہلاتے ہیں اس افتخار و امتیاز کے علاوہ آپ نہایت حلیم الطبع مدبر سلیم المزاج دردمند ملک ہیں آپ کی خوبیوں کو تشریحی طور پر بیان کرنے کے لئے ایک بڑے وقت کی ضرورت ہے محکمہ مذکور نے آج تک آپ کی قیادت میں نیا پا کر جیسی کچھ بھی ترقی کی اسے افراد ملک ارباب حکومت بہتر جانتے ہیں ۔

معتمدی ڈرینج سرکار عالی

آج مصداق عیاں راچہ بیاں عام طور سے یہ دیکھا جا رہا ہے اور اس موجودہ زمانہ کے قبل دنیا کے بسنے والوں نے دیکھا ہوگا کہ جس وقت انسان بکتم عدم سے خلعت حیات کو اپنے زیب تن کئے ہوئے اس سرائے

فانی میں نمودار ہوتا ہے اوسی وقت سے دوسری کامیلان طبع اشتیاء کی [illegible] کی دریافت [illegible] حقیقت پر [illegible]
ہونے لگتا ہے ایسی صورت میں غور کرنے کے قابل یہ بات ہے کہ اس شخص سے اس حقیقت کا یہ میلان طبع [illegible]
کے مکمل نہ ہونے کے کہاں سے پیدا ہوا اور کس طرف سے آیا [illegible]
حال عقلا سائنس داں اور فلاسفہ نے بھی اس پر کافی ذوق عالی و شائق [illegible] ہیئت کے موافق
غور و خوض کیا ہوگا لیکن تواریخ عالم کی الٹ پھیر اور ان کے ضروری شعبات کے [illegible] سے جنھیں ارباب فکر
ماضیہ کا مفید خلق وغیرہ سمجھا ہی فرائض زندگی کا ایک اعلیٰ باب ہے یہ ثابت ہوا کہ انھوں نے اس طبعی میلان
کے متعلق جو انسان کی پیدائش کے وقت ہی سے اس میں ہوتا ہے اور طبیعت فطری کے سوا اور کوئی رائے قائم نہ
کی جو کہ بعینہ مذہب کی تعلیم سے ظاہر ہوا اور انسان نے اپنی فکر کی مدد سے اس کے متعلق اور کوئی جدید تراش نہ کی
اس کمزوری کی معلومات انسانی کی کمی کے سوا کوئی وجہ نہیں معلوم ہوسکی اس لئے کہا ہے کائنات کے پیدا کرنے والے
نے پہلے سے خود ہی حل کر رکھا ہے کہ میرے بندو میں نے تمہیں علم نہیں دیا مگر تھوڑے سے تھوڑا اس سے ثابت یہ
ہوتا ہے کہ آج ہم اپنی سمجھ کے موافق کچھ درجات تدریسی کو طے کرکے اپنے آپ کو فارغ التحصیل سمجھنے لگتے ہیں یہ مری
تھوڑے سے تھوڑا علم ہے جسے خداوند علیٰ اعلیٰ نے ظاہر فرمایا پس جب علم کی یہ کمی رہی تو پھر انسان کا لازمہ یہ
ہوا کہ اپنی زندگی کے ہر شعبہ کی کنہ اپنے معلومات کی پرواز کے حد تک سمجھے جو اس کے ضروریات زندگی کے لئے
بہت کافی ہیں اور اگر اپنے حد فہم سے کسی بالا بات کو سمجھنے کی ضرورت پیش آئے تو اس کی پیدا کرتے والے نے قبل
ہی سے یہ حکم دے رکھا اور وہ ایک ایسی کتاب میں موجود ہے جو مسلمانوں کے ہر گھر میں اور فی زمانہ تو بیشتر ہنود و دیگر
اقوام کے افراد کے پاس بھی ہے غرض حکم یہ ہے کہ جس امر اور اس کے نشیب و فراز کو تم اپنی پرواز فہم کی کمی
کی وجہ معلوم نہیں کرسکتے اسے ان اہل ذکر سے پوچھ لیا کرو کہ جن کو ہم نے تمہاری ہدایت و فلاحت کی غرض
سے روئے زمین پر بھیجا لیکن فطری مجبوریات کے تحت جس کا اتباع فرائض کے سمجھنے والے دل میں ہونا چاہئے
مختصر الفاظ میں یہ کہنا پڑتا ہے کہ آج کائنات کی عالمگیر فضا اس سے بالکل پرے نظر آتی ہے سلسلہ تحریر میں
استنباط کے لحاظ سے بات کچھ کی کچھ نکل آئی جو طوالت تحریر کا باعث ہوئی چونکہ وعظ و پند کا اہم فرض شکر ہے
کہ ہمارے ذمہ نہیں اس لئے اپنی تحریر کا رخ بدلنا اور میلان طبع کے متعلق کچھ اور تشریح کرنی پڑی کہ جو ہمارے
موضوع تحریر کے اہم منسلکات میں سے ہے میلان طبع کا خاص تعلق چونکہ انسانی فطرت سے ہے اور فطرت
چونکہ شعبات دنیا کی جامعیت کو اپنی آغوش پرورش میں لیکر ان میں کے اچھے اصول کی جانب میلان رکھتی ہے
اور اس کا یہ میلان دوسرے لفظوں میں انسانی خواہش کہلایا جاتا ہے یہ خواہش اپنے اقسام کے لحاظ سے
متعدد شکلیں رکھتی ہے جن میں سے کھانا، پینا، بیٹھنا، اٹھنا، سوچنا، سمجھنا، کسی شئے کو چھو کر یا ٹٹول کر محسوس
کرنا، کسی چیز کی آزمائش بیشتر اوقات کرنا، کسی اچھائی یا برائی کی طرف رغبت کرنا، میدان محبت میں ڈٹے
ہوئے نگر پیچھے قدم رکھنا، کسی غیر معمولی ذوق و شوق کا پیدا کرنا بلکہ اس سے بیشتر اور بھی ہیں جن کی تشریح پوری
طور سے بخوف طوالت مناسب نہیں معلوم ہوتی منجملہ ان کے ایک ذوق صفائی بھی ہے جو تقریباً انسان کے
مزاج کا ایک جزو اعظم ہے اور ہونا بھی چاہئے کیونکہ یہ ضروریات زندگی انسان کا ایک اہم شعبہ ہے جس کی
وجہ اس کی صحت کی برقراری کے اسباب پیدا ہوا کرتے ہیں چنانچہ روزمرہ کے عینی مشاہدات بھی اس امر کا

پیدا ہو جاتے ہیں مثلاً جہاں انسانی آبادی ہوتی ہے وہاں ناسور اور ایسی پیداواروں کے جنھیں انسان کوئی اصل سمجھ کر
نہیں دیکھتا اگر حقیقت میں وہ نہایت غور و خوض کے قابل ہیں مگر وہ اپنی بے انتہا کثرت کی وجہ انسان کو اپنی طرف
متوجہ ہونے نہیں دیتیں جس ملک میں جس شہر میں یا جس قصبہ و دیہات میں انسانی آبادی کی کثرت ہوتی جاتی ہے وہاں
منجملہ اور ایسی باتوں کے جن کا تفصیلی اظہار بیجا طوالت کا ایک بڑا سبب ہے پیدا ہونے لگتی ہیں ان میں سے
کثرت استعمال آب و اشیاء خورد و نوش کی بعض کثافتوں کے سبب ان کے گندگی کی رقت کے بہاؤ کی وجہ
مضر صحت و ہلاکت انسانی کے اسباب و کیفیات پیدا ہونے لگتے ہیں جو اکثر بدرؤں وغیرہ کی خرابی کی وجہ سے
ثابت ہوئے ہیں لہٰذا ان خرابیوں کے انسداد کے لئے لازم یہ ہوا کہ کوئی ایسا مستقل شعبہ قائم کیا جائے جو اپنے انسدادی
تدابیر سے ہلاکت خلق کے پیدا ہونے والے ان اسباب کو اپنی پوری قوت کے ساتھ روکتا رہے چنانچہ انہی ضروریات
کی پابجائی کے مدنظر ہماری معزز حکومت نے اپنی رعایا پروری و دردمندی خلائق کے مدنظر ایک ایسا ادارہ
قائم کیا جو ضروریات مذکورہ صدر کو آئے دن نہایت مستعدی و جانفشانی سے انجام دیا کرتا ہے اور اس کو
دکن کی اصطلاح میں معتمدی ڈرینج کے نام سے شہرت تامہ حاصل ہے یہ معتمدی بالکل اسی عہد مبارک و مسعود
کی پیداوار ہے اور اپنے ساتھ یہ واحد خصوصیت رکھتی ہے کہ ایک ہی محکمہ ڈرینج پر مشتمل ہے اس محکمہ کے تفصیلی
فرائض میں سارے دارالسلطنت کی حد تک زیر زمین ڈرینج کی موریاں بنانا جا بجا فضلے کے حوض قائم کرنا سمنٹ
کی سڑکیں تعمیر کرنا، آب باراں کی بدروین بنانا داخل ہے چنانچہ ۱۳۴۳ف کی رپورٹ کی بموجب اس نے خطہ ہائے
شہر کے فضلہ کی جملہ صدر بدرؤں کی کل بڑی چھوٹی اور ضروری شاخیں مکمل کر لی ہیں اور اب صرف الحاقات
الکمتہ کے ضمن میں حسب ضرورت اور چھوٹی چھوٹی شاخوں کی تعمیر و تجدید کی ضرورت ہے جس کے کاروبار کی
انجام دہی کے لئے نہایت تیز رفتاری کے ساتھ ممکنہ عجلت سے کام لیا جا رہا ہے تاکہ ضروریات کی جلد پابجائی
ہو اور رعایائے بھی خواہ سلطنت کو آئندہ والی تکلیف سے دوچار ہونا نہ پڑے اس محکمہ سے متعلق ایک مزرعہ
آزمائشی بھی ہے جہاں بذریعہ فضلہ کاشت کرنے کے نئے نئے تجربے ہوتے رہتے ہیں رود موسیٰ کی اصلاح کے لئے
اس محکمہ سے حال ہی میں (۱۶۹۰۰۰) کی ایک زبردست اسکیم بھی پیش ہوئی ہے اگر یہ ارباب اعلیٰ سے
شرف منظوری حاصل کرے تو قوی توقع ہے کہ صحت عامہ نمایاں ترقی کر جائیگی اور دوسری حیثیت کے لحاظ سے
ضروریات رود موسیٰ کی تکمیل کے بعد شہر کی خوبصورتی میں بھی ایک گونہ اضافہ ہو جائے گا اس مفید خلق ادارے
نے سال مذکور میں اپنے شعبات کے تمام ضروریات پر دس لاکھ پچاس ہزار پانسو بیس روپیہ اور عملہ کے اخراجات
پر ایک لاکھ بتیس ہزار چھ سو ۶۷ روپیہ صرف کئے تھے چنانچہ متعلقات مزدوری کی نسبت اوس سپاسنامے میں جو
غرہ ذی الحجہ ۱۳۵۵ھ کو رعایا کی جانب سے پیشگاہ خداوند حضرت ظل سبحانی میں پڑھا گیا سمنٹ کی سڑکوں کی نسبت
یہ کہا گیا ہے کہ اسی سررشتہ نے بلدہ حیدرآباد میں علاوہ ان سڑکوں کے جو آرایش بلدہ نے تعمیر کی ہیں ۲۸
میل سمنٹ کی ایسی مستحکم سڑکیں ۲۸ لاکھ روپیہ کے صرفے سے مکمل کر دی ہیں جن سے بلدہ حیدرآباد کو تمام ہندوستان
کے مقابل ایک طرۂ امتیاز حاصل ہو گیا، اس محکمہ کے معتمد نواب احسن یار جنگ بہادر ہیں آپ کے افکار عالیہ کا نتیجہ
ہے کہ اس ننھی سررشتہ نے اپنی قلیل سے قلیل عمر میں منازل ترقی کو اس قدر بلند پروازی کے ساتھ طے کر لیا کہ اس کی
اس کامیاب رفتار کو دور عالیہ کی تاریخ کا ایک اہم باب قرار دیا جانا کسی حیثیت سے بھی بیجا نہیں اور یہ نواب صاحب معز
کے درست انتظام کی رہین منت ہیں

سررشتہ معلومات عامہ

اس سررشتہ کا کام حیدرآباد فرخندہ بنیاد کی سرگرمیوں سے پبلک کو آگاہ کرنا اور اخبارات و جرائد کی تنقید پر متعلقہ محکموں کو توجہ دلانا اور غلط و بے بنیاد افواہوں اور اطلاعات کی تردید کرنا ہے تاکہ نظم و نسق مملکت میں اصلاحات عمل میں آتے ہیں اور امن عامہ میں کوئی خلل واقع نہ ہو جو دوسرے ممالک میں آئے دن کے پروپیگنڈے ان شریر النفس اشخاص جو گورنمنٹ کے بدخواہ اور اپنا الو سیدھا کرنے والوں کی خودغرضانہ پالیسی کی وجہ ہوا کرتا ہے پس ایسے امور کی روک تھام کیلئے ایک ایسے سررشتہ کی سخت ضرورت تھی جو کہ بدخواہان ملک کے درخت امید کو سرسبز و بار آور اور اس کی بیخ و بنیاد کو مستحکم ہی ہونے نہ دے بقول سعدی شیرازی

سرچشمہ باید گرفتن بہ بیل چو پر شد نشاید گذشتن بہ پیل۔

چنانچہ اسی قول کے مدنظر اس ضرورت شدید کو محسوس فرماتے ہوئے اعلیٰحضرت شہریار آصف سابع خلد اللہ ملکہ و سلطنتہ نے اپنے عہد زریں میں اس سررشتہ کو قائم فرما کر اپنی عزیز و جانثار و وفاشعار رعایا کو ان بیرونی ملک کے مضر و مہلک جراثیم کے اثرات سے محفوظ و مامون فرمادیا جو ان کے آرام و آسایش میں خلل انداز ہو کر دوست دشمن ثابت ہونے والے تھے۔

اس اہم کام کی انجام دہی کے لئے مولوی حبیب الرحمٰن صاحب بی۔ ایس سی آنرز (لندن) مقرر ہیں جو اپنے پیشرو حکام کی طرح نہایت ہوشیار، مستعد، وفاشعار، بے لوث، ملک اور مالک کے بہی خواہ و جان نثار حاکم اور اپنے فرائض منصبی کو باحسن الوجوہ انجام دے رہے ہیں





وولوپپ کیمیائی ٹکیاں ہیں جو وولوپپ کمپنی آف گریٹ برٹن کی ایک تازہ ترین انوکھی ایجاد ہے

وولوپپ کے استعمال سے پٹرول کا خرچ (۲۵) پچیس سے (۳۰) فی صد کم ہو جاتا ہے۔

وولوپپ کے استعمال سے سلنڈر، پسٹن اور پلگ پر کاربن جمع نہیں ہونے پاتی اور پرانی کاربن بھی گھل کر جل جاتی ہے۔

وولوپپ کے استعمال سے چاہے موسم کتنا ہی سرد ہو انجن جلد اسٹارٹ ہو جاتا ہے۔

وولوپپ کے استعمال سے انجن کی رفتار جلد تیز ہو سکتی ہے اور انجن کھٹ کھٹ کی آواز نہیں دیتا

وولوپپ کے استعمال سے انجن زیادہ قوت اور نفاست سے کام کرتا ہے۔

وولوپپ کے استعمال سے انجن کی عمر بڑھ جاتی ہے۔

وولوپپ کے استعمال سے نازک سے نازک انجن کو بھی کوئی ضرر نہیں پہونچتا۔

صدر دفتر برائے ہندوستان و برما و سیلون

دی وولوپپ کمپنی آف انڈیا۔ لمیٹڈ۔ حیدرآباد دکن

بابِ سوم

ریاست بنگن پلی



هز هائینس نواب میر فضل علی خان بہادر
والی ریاست بیگن پلی

مرتبہ شاہ پرست | یادگار سلور جوبلی جلد جاگیرداران حصہ دوم زیر طبع ہے | صمصام شیرازی



صاحبزادہ نواب میر غلام علی خان بہادر
ولیعہد ریاست بیگن پلی

مرتبہ شاہ پرست | یادگار ساور جوبلی جلد جاگیرداران حصہ دوم زیر طبع ہے | صمصام شیرازی

ریاست بنگن پلی

ریاست بنگن پلی

ابتداء میں راجہ نیدا چکرورتی کی سلطنت میں شامل تھی۔ ۱۶۴۳ء عیسوی میں اسماعیل عادل شاہ نے اس علاقہ کو فتح کرکے اپنے جنرل سدی سنبل کو بحیثیت جاگیر عطا کیا۔ زمیندار کرنول (جس میں بنگن پلی شامل تھی) سے بیجاپور کی سلطنت کو خوف لگا ہوا تھا اس لئے سلطان بیجاپور نے نواب کرناٹک سے خواہش کی کہ اس راجہ کو مغلوب کرے۔ چنانچہ نواب کو اس میں کامیابی ہوئی اور کرنول و بنگن پلی ان کے قبضہ میں دئے گئے۔ یہ انتظام ایک عرصہ تک قائم رہا لیکن جب اورنگ زیب عالمگیر غازی کو دکن پر فتح حاصل ہوئی تو یہ علاقہ بھی مغلیہ سلطنت میں ضم ہوگیا۔ اورنگ زیب کے وزیر مبارز خاں کے ایک قریبی رشتہ دار محمد بیگ خاں کو بنگن پلی عطا ہوئی۔ مغل سلطنت کے زوال پر جب صوبے خود مختار ہوگئے تو یہ مقامات بھی نظام الملک آصف جاہ اول کے علاقہ میں آگئے اور جب نظام الملک کا دورہ اس جانب ہوا تو انھوں نے محمد بیگ خاں ہی کو جاگیرداری بنگن پلی پر بحال رکھا۔ (محمد بیگ خاں کے ایک بھائی چنچل ملہ کے قلعدار تھے) کے لاولد فوت ہونے پر چنچل ملہ بھی محمد بیگ خاں کو دیا گیا محمد بیگ خاں کو ایک لڑکا تھا جس کا نام فضل علی خاں تھا جو اپنے باپ کے سامنے ہی فوت ہوا۔ ان (فضل علی خاں) کے لڑکے غضنفر علی خاں ثانی المشتہر بہ گلو نواب بعمر دو سالگی اپنے دادا کے جانشین ہوئے تقریباً آٹھ سال تک عطا خاں (جو فضل علی خاں اول کے بہنوئی اور فضل علی خاں ثانی کے پھوپا تھے) نے اپنا تسلط جاگیر بنگن پلی پر جمائے رکھا فضل علی خاں ثانی کی بہن سید محمد خاں نقدی سے منسوب تھیں اور فضل علی خاں کو کوئی اولاد نہ تھی اس لئے سید محمد خاں نقدی کی اولاد ان کی وارث ہوئی۔ سید محمد خاں نقدی کے دو بیٹے (۱) سید حسین علی خاں اور (۲) سید اسد علی خاں تھے جو فضل علی خاں کے حقیقی بھانجے تھے فضل علی خاں نے بنگن پلی سید حسین علی خاں کو اور چنچل ملہ سید اسد علی خاں کو دی جب سے اب تک ریاست بنگن پلی نواب سید حسین علی خاں ہی کی اولاد میں ہے۔ چنانچہ موجودہ فرمانروا ہز ہائنس نواب میر فضل علی خاں بہادر ہیں جن کا ذکر آپ کے خاندانی حالات کے ساتھ آگے آئیگا۔

ریاست بیگن پلی ہندوستان کے جنوب میں واقع ہے۔ یہ ایک قدیم اسلامی چھوٹی سی ریاست ہے جو تعلقہ کوئیل کنٹلہ ضلع کرنول کے مغرب اور ایرملا پہاڑوں کے مشرق میں واقع ہے۔ اس کا رقبہ ۲۵۵ مربع میل ہے جس کے تحت ۶۴ مواضعات ہیں جن میں نندی ورگ، اچچل ملہ، نوسی پیٹھ، کانیالا، ہنگنور، اور نندوارم شامل ہیں۔ ریاست کی آبادی (۳۹۲۲۹) اور آمدنی تقریباً چار لاکھ روپیہ ہے۔ یہ ریاست سابق میں گورنر مدراس کے زیر نگرانی تھی اور اس کا پولیٹیکل ایجنٹ کرنول کا کلکٹر ہوا کرتا تھا۔ مگر یکم اکتوبر ۱۹۳۳ء سے سیاسی امور کا کوئی تعلق کرنول کے کلکٹر سے باقی نہ رہا اور اب بوساطت رزیڈنٹ مدراس اسٹیٹس (مقیم اندھم) اس ریاست کے جملہ سیاسی امور طے پاتے ہیں۔ اس ریاست کا پھریرا (سبز) اور نشان امتیازی ذوالفقار ہے۔

ریاست بیگن پلی کرنول (نظام اسٹیٹ ریلوے کا اسٹیشن) ۵۰ میل، تاڑپتری ۳۰ میل، بنگلور ۲۰۰ میل، مدراس ۳۰۰ میل اور حیدرآباد دکن ۲۳۵ میل کے فاصلہ پر واقع ہے۔ ریاست میں عام طور پر تلنگی بولی جاتی ہے مگر دفتری زبان اردو ہے۔ یہاں کا قریب ترین ریلوے اسٹیشن یم۔ یس۔ یم ریلوے کا پانیم اسٹیشن ہے جو ریاست بیگن پلی سے ۸ میل کے فاصلہ پر واقع ہے۔ مگر حیدرآباد دکن کے مسافرین کو براہ کرنول نزدیک ہے۔

ریاست بیگن پلی باج گزار ریاست نہیں۔ یہاں کے رئیس کو پورے پورے اختیارات حاصل ہیں ریاست میں عدالت ہائے منصفی، مجسٹریٹ، سیشن اور چیف کورٹ (حضور کورٹ) علیحدہ علیحدہ قایم ہیں ریاست کا اعلیٰ عہدہ دار دیوان ہے۔ جس کو ڈسٹرکٹ سیشن جج اور کلکٹر کے کامل اختیارات حاصل ہیں۔ دیوان کے فیصلہ کی نگرانی والی ریاست کے اجلاس عالی پر ہوتی ہے۔ والی ریاست مقدمات کی خود سماعت کرتا ہے۔ تصفیہ قطعی اور اٹل ہوتا ہے۔ کورٹ فیس اسٹامپس اور جنرل اسٹامپس والی ریاست کی تصویر کے ساتھ طبع کروانے کا ریاست کو اختیار حاصل ہے۔ چنانچہ ریاست میں اسی قسم کے اسٹامپس رائج ہیں ریاست کے تمام سررشتوں سے سررشتہ مال بڑھا ہوا ہے۔ ریاست کے خزانہ عامرہ کا تعلق تحصیل کچہری اور محاسبی و کوتوالی کا تعلق دیوانی سے ہے۔

ریاست بیگن پلی کی آب و ہوا خشک مگر صحت بخش ہے۔ ریاست میں نہ بہت سردی پڑتی ہے نہ تو ایسی سخت گرمی، عام طور پر بارش کم ہوتی ہے اوسط بارش (۲۵) انچہ ہوتی ہے۔ موسم تین ہیں (۱) برسات (۲) جاڑہ (۳) گرمی۔

ریاست بیگن پلی ایک زراعتی ریاست ہے اس کی آبادی کا ایک بہت بڑا حصہ زراعت ہی پر اپنی زندگی بسر کرتا ہے۔ ریاست میں کھانے پینے کی قریب قریب تمام چیزیں پیدا ہوتی ہیں کھیتی چونکہ پرانے طریقوں پر ہوتی ہے اس لئے زراعت کو زیادہ فروغ نہیں ہے۔ موجودہ والی ریاست جدید طریقہ ہائے کاشت کو رائج کرنے کی جدوجہد اور ریاست کے مختلف حصوں میں کاشتکاروں کو جدید طریقوں سے آشنا کرنے کی فکر میں ہیں۔ سیاہ مٹی کی زمین اس ریاست میں بکثرت ہے جو روئی کی پیداوار کے لئے مخصوص ہے۔ روئی صاف کرنیکے کارخانے بھی ریاست میں موجود ہیں۔ روئی کے علاوہ جوار، کنگنی، ولایتی مونگ کی پھلی، ارنڈی، تل، تور، باجرہ اور چنے کی بھی پیداوار رہتی ہے پھلوں اور ترکاریوں کی بھی کئی قسمیں پیدا ہوتی ہیں۔ پھلوں

میں آم بکثرت پیدا ہوتا ہے۔ یہاں کا آم ہندوستان بھر میں مشہور ہے۔ بارش کے علاوہ آبپاشی کے ذرائع بھی ہیں۔ جن میں باولیاں، تالاب اور ندیاں شامل ہیں۔ ضرورت ہو تو دو اگر ندیاں اور زہرہ پور کا تالاب۔ مگر یہ سب کے سب خشک پڑے ہوئے ہیں۔ ان کی تعمیر و ترمیم اور اس میں آب براری کے لئے والی ریاست فکر کر رہے ہیں، جس کی تفصیلیں آگے چل کر آپ ملاحظہ فرمائیں گے۔

ریاست بیگن پلی معدنیات کا وافر ذخیرہ موجود ہے جو باشندوں کی بے توجہی کی وجہ سے مدفون پڑا ہوا ہے۔ اگر حال ہی میں کرہ مولا علی آنمکلک سے متعلق ایک پہاڑ کا سلسلہ (۱۰) میل تک چلا گیا ہے جس میں ہیرے کا پتہ چلا ہے چنانچہ حکومت ہند نے مسٹر کنگس ماہر معدنیات کو اس کی تحقیقات کے لئے زمانہ سابق میں روانہ کیا تھا جس نے مشاہدہ کے بعد ایک کتاب "میمائرس آف جیالوجیکل سروے" جلد ششم میں تحریر کیا ہے کہ

"ریاست بیگن پلی میں ہیروں کے سوا تانبے اور لوہے کا وجود بھی ہے"

چنانچہ ایک کمپنی نے کھدوائی کا کام بھی شروع کیا ہے اور اس کی نسبت ایک انگریز انجینیر جی۔ ٹی ملز نے اپنا خیال یوں ظاہر کیا ہے کہ

"ریاست بیگن پلی میں مزدور بہت سستے، پانی کافی مقدار میں موجود اور اجرائی کار کے لیے ہر طرح کی سہولتیں مہیا ہیں اگر کوئی مستقل مزاج دولتمند شخص اس کا بیڑہ اٹھائے تو بڑے فائدہ کی توقع ہے"

اس کے بعد مدراس پریسیڈنسی کے نبکرنا ارن واس گروھاری داس نے ریاست سے اس کا ٹھیکہ حاصل کیا ہے اور عنقریب کام آغاز کرنے والے ہیں۔ اس ریاست کے شمالی پہاڑوں پر کیاسایٹ کی کانیں موجود ہیں۔ جس کا ٹھیکہ کلکتہ کے ایک پارسی مسٹر گزورکو دیا گیا ہے۔ یہ کام بھی مستقبل قریب میں شروع ہونے والا ہے۔ اس ریاست میں فرش کے پتھروں کے پہاڑ بکثرت ہیں چنانچہ علاقہ جات حکومت ہند میں اس کی خاصی درآمد ہے اور سندوار میں جو اس ریاست کا ایک قصبہ ہے۔ وہاں ایک قسم کی مٹی دریافت ہوئی ہے جس میں چینی کے ظروف وغیرہ بننے کی خاصیت ہے۔

ریاست بیگن پلی میں ہر قسم کے جانور پائے جاتے ہیں۔ نیز پرند بھی۔

ریاست بیگن پلی میں آمد و رفت کے لئے کچی سڑکیں بکثرت ہیں۔ اب ریاست کے زیر غور ہے کہ ایک پختہ سڑک بیتم چلہ ریلوے اسٹیشن (جو دس میل کے فاصلہ پر واقع ہے) تک تعمیر کرے جس سے آمد و رفت میں رعایا کو سہولت ہونے کے علاوہ تجارت میں ترقی ہوگی۔ ریلوے اسٹیشن پانیم ریاست سے (۱۷) میل کے فاصلہ پر واقع ہے اور یہ یم۔ یس۔ یم ریلوے کا ایک چھوٹا سا اسٹیشن ہے اور بیتم چلہ ریلوے اسٹیشن بڑے بڑے ریلوے اسٹیشنوں سے قریب اور بزرگ تر ہے۔ یہاں سے مال کی درآمد اور برآمد میں بڑی سہولت ہوگی۔

ریاست بیگن پلی میں ہندو، مسلمان، عیسائی اور دیگر مذاہب کے لوگ آباد ہیں اور کافی امن قائم ہے اس ریاست میں (۳) زبانیں بولی جاتی ہیں۔ سرکاری زبان اردو ہے۔

ریاست پر ہز ہائی نس نواب میر فضل علی خاں بہادر حکمراں ہیں ۔

ریاست کے معاملات میں مشورہ دینے کے لئے ایک دیوان مقرر رہتے ہیں ۔

ریاست کے دار الخلافہ کا نام بھی بگن پلی ہے ۔ حکومت اور تمام محکموں کا مرکز یہی ہے ۔

ریاست سے اکثر مساجد و معابد کو عطیات مقرر ہیں ۔ خاندانی اراکین کے علاوہ ریاست کی بیواؤں، غریبوں یتیموں اور مستحقین کو بلا تفریق مذہب و ملت یومیہ اور وظائف مقرر ہیں ۔ کثیر رقوم حجاج اور زائرین کربلائے معلیٰ نجف اشرف، کاظمین، سر من رائے اور مشہد مقدس کو عطا ہوا کرتے ہیں ۔

ریاست کی زیادہ تر آمدنی مالگزاری اور آبکاری سے ہے ۔ موجودہ وقت میں آبکاری کا انتظام گورنمنٹ آف مدراس کے تفویض ایک عہد نامہ کے ذریعہ ایک مقررہ مدت کے لئے ہوا ہے جس کی کل آمدنی بعد وضع اخراجات گورنمنٹ مذکور سے ہر سال ریاست کو وصول ہوتی ہے ۔ جنگلات، رجسٹریشن و اسٹامپ اور دیگر مختلف ذرائع سے بھی ریاست کو آمدنی ہے ۔ ان تمام مدات کی مجموعی مقدار چار لاکھ روپیہ سالانہ ہے جس سے اخراجات سالانہ ساڑھے تین لاکھ روپے کے ہیں ۔ اس ریاست کے دو لاکھ اسی ہزار کے پونڈز ([illegible]) گورنمنٹ سرکار انگریزی میں جمع ہیں

ریاست بگن پلی میں تعلیم کا نہایت عمدہ اور مفت انتظام ہے ۔ اس وقت شہر میں دو مردانہ اور دو زنانہ مدارس موجود ہیں ۔ مردانہ مدارس میں ایک مدرسہ وسطانیہ اور ایک تحتانیہ ہے ۔ زنانہ مدارس میں ایک مدرسہ صرف ہندو لڑکیوں اور ایک مدرسہ صرف مسلمان لڑکیوں کی تعلیم کے لئے قائم ہے ۔ ان مدارس میں تعلیم دینی کی غرض سے اچھے اچھے تعلیم یافتہ مدرس مقرر ہیں ۔ علاوہ بریں دیہات میں بھی مدارس موجود ہیں ریاست میں جملہ مدارس کی تعداد ستر ہے ان کے علاوہ خانگی مدارس اور شبینہ اسکولس بھی ہیں جنھیں ریاست سے معقول امداد ملتی ہے ۔ ریاست کے طلبا کی تعداد (۲۵۰۰) اور طالبات کی تعداد (۶۰۰) ہے ۔ ہر سال پندرہ بیس لڑکے مڈل کامیاب ہوتے ہیں ۔ اچھوتوں کی تعلیم کے لئے بھی ریاست کی طرف سے خاص انتظام ہے اور ان کے مدرسوں کے لئے ریاست کی طرف سے کئی ایک عمارات تعمیر کروائے گئے ہیں ۔ تعلیم پر ہر سال ریاست ([illegible]) روپیہ خرچ کرتی ہے اور ہونہار طلبا کو ترغیب و تحریص کے لئے نہ صرف ریاست ہی میں ۔ بلکہ بیرون ریاست کے مدارس میں اعلیٰ تعلیم حاصل کرنے کی غرض سے معقول وظائف تعلیمی دیئے جاتے ہیں ۔ یہ سب رئیس وقت کے اعلیٰ تعلیم یافتہ ہونے کا سبب ہے ۔ رعایائے بگن پلی اپنے اس علم پرور رئیس کی ذات پر جس قدر فخر کرے کم ہے سب سے بڑی خوبی کی بات یہ ہے کہ ریاست کے تعلیم یافتہ افراد کو ملازمت دینے میں انکا خیال رکھا جاتا ہے اور ان کا حق مرجح سمجھا جاتا ہے چنانچہ ڈاکٹری اور انجنیری وغیرہ پاس شدہ افراد کو ریاست کے خدمات بجا لانے کا موقع دیا گیا ہے اور ایسے افراد ریاست میں برسرکار ہیں ۔

اسکولس میں اسکوٹ مومنٹ کا سختی سے رواج ہے ۔ رئیس اور رعایا کی حقیقی خدمت اور انتظام ریاست میں مدد دینے کی انھیں باقاعدہ تعلیم اور تربیت دیجاتی ہے ۔ چنانچہ اکثر مواقع پر اسکوٹ نے اپنے فرائض منصبی کو بخوش اسلوبی و باحسن الوجوہ انجام دیکر والی ریاست سے پروانہ خوشنودی حاصل کرنے کی عزت حاصل کی اور خود رئیس وقت ریاست کے اسکوٹ مومنٹ کے چیف اسکوٹ بھی ہیں ۔

ریاست بگن پلی کے وسائل آمد و رفت وصولی ٹیکس پروفیشن ٹیکس حفظ صحت کے انتظامات میونسپلٹی سے

متعلق ہیں جسے صفائی کہتے ہیں۔ اس سررشتہ کی امداد ریاست ۳۰۰۰ روپیہ سالانہ سے کرتی ہے۔ سڑکوں کی صفائی اور بدرو کا انتظام بھی اسی دفتر سے متعلق ہے۔

ریاست بنگن پلی اس کا سابق میں (یعنے بعہد نواب میر فتح علی خاں مرحوم) اسٹیمپ تھا مگر گورنمنٹ آف مدراس نے ریاست کے پیڈ کو منسوخ کرکے امپریل پوسٹ آفس قائم کیا اور اس کے معاوضہ میں حسب ذیل سرکاری خطوط رجسٹرڈ یا معمولی ہوں اندرون ریاست اور رزیڈنٹ ٹراونکور کے ہوں بغیر محصول پہنچا دینے کا اقرار کیا جو اس وقت تک جاری ہے اور یہ اعزاز صرف اسی ریاست کو حاصل ہیں۔ شہر بنگن پلی کے ماسوا امپریل پوسٹ آفس کی تین شاخیں ریاست میں موجود ہیں (۱) نندی ورگ (۲) نوی پیٹ اور (۳) اپچرلہ۔

ریاست بنگن پلی میں یوں تو قدرتی مناظر بکثرت ہیں مگر سمر پیالیس (Summer palace) جو شہر سے تقریباً پانچ میل کے فاصلہ پر ہے۔ یہ پیالیس ایک پرفضا، دلکش اور بلند مقام پر واقع ہے۔ جس پر سے شہر کا پورا منظر بخوبی دکھائی دیتا ہے۔ یہ شاہی محل نواب میر غلام علی خاں مرحوم و مغفور سابق والی ریاست کا تعمیر کردہ ہے۔ عمارت پختہ سنگ بستہ اور نہایت سلیقہ سے آراستہ ہے۔

یاگنتی مپل ایک قابل دید دیول ہے اس کے چاروں طرف قدرتی، بلند، خوشنما، دلکش اور دلربا مناظر ہیں۔ جس سے ایک قدرتی شان ہویدا ہے۔ یہ دیول شہر سے ۹ میل کے فاصلہ پر واقع ہے۔ جس سے قدامت کا پتہ چلتا ہے۔ دیول قدیم زمانہ کی یادگار ہے۔ اس دیول کی اوائی خدمت کے لئے ریاست سے انعامی اراضیات ہیں اور ہر سال اس دیول کی جاترہ بڑے اعلیٰ پیمانہ پر ہوا کرتی ہے۔ جس کی شہرت ہندوستان کے ہر حصہ میں ہے۔ جاترہ میں اطراف و اکناف ریاست کے علاوہ ہندوستان کے دوسرے دور دراز مقامات سے لوگ آتے ہیں۔ جاترہ کے لئے ریاست کی جانب سے معقول امداد ہے۔ ریاست کی جانب سے جاترہ کے موقع پر پولیس اور اسکاوٹ کا معقول انتظام رہتا ہے۔ جاترہ ہر سال شیوراتری میں ہوا کرتی ہے۔ اس دیول سے متصل ایک بہت بڑا پہاڑ ہے۔ جس کے دامن میں ایک آبشار ہے جس سے چوبیس گھنٹے پانی جاری و ساری رہتا ہے عقل انسانی حیران ہے۔ اس کی آمد کا پتہ لگانا بہت دشوار ہے۔ پانی شفاف اور خوش ذائقہ و فرحت بخش ہے۔ کہا جاتا ہے کہ اس پانی کے استعمال سے جراثیم ہلاک اور زخم مندمل ہو جاتے ہیں۔ اس آبشار کی وجہ سے دیول کی شان و شوکت دوبالا ہوگئی ہے۔ اس دیول میں ایک نندی یعنے پتھر کا بیل بنا ہوا ہے۔ اس کے متعلق روایت ہے کہ ہر سال یہ بیل ایک فٹ بڑھتا رہتا ہے۔ جہنوں، یوگیوں اور تپاسیوں کی عبادت اور قیام کے لئے اس دیول کے قریب پہاڑ پر کئی ایک گوپیاں قدرتی طور پر بنی ہوئی ہیں۔ دیول کی قدامت میں کوئی شک و شبہ نہیں۔

بارگاہ جناب امیر بھی ایک قابل دید مقام ہے جو شہر سے ۳ فرلانگ پر واقع ہے۔ یہ بارگاہ قدیم ہے مگر اس کی موجودہ عمارت نواب میر فضل علی خاں بہادر موجودہ والی ریاست کی تعمیر کردہ ہے۔ اس بارگاہ میں شاہ مشکلکشا مولا علی مرتضیٰ کا پنجہ مبارک ہے اور ضریح اقدس نجف اشرف کی شبیہ ہے۔ یہاں ہر سال ۱۳ رجب المرجب کو عرس ہوا کرتا ہے زائرین اطراف و اکناف سے بغرض زیارت آتے ہیں۔ اس بارگاہ مقدس میں نواب میر غلام علی خاں مرحوم سابق والی بنگن پلی حسب وصیت دفن ہیں۔ مجھے بھی اس کوہ مقدس کی

زیارت کا شرف حاصل ہوا۔

آستانۂ عالیہ حضرت ابوالفضل العباس علیہ السلام بھی ایک مقدس اور قابل دید مقام ہے جو قلب شہر میں واقع ہے۔ یہ آستانہ علمبردار لشکر امام حسینؑ یعنی حضرت ابوالفضل العباس علیہ السلام کے نام مبارک سے منسوب ہے۔ یہاں ہر سال سلخ ماہ محرم کو علم السقاؑ کھڑا کرتے ہیں۔ سابق میں ایسی شاندار عمارت نہ تھی۔ موجودہ عمارت نواب میر فضل علی خاں بہادر موجودہ والی ریاست کے حسن عقیدت کا نتیجہ ہے۔ اس بارگاہ کی بیرونی عمارت پر ایک کلاک ٹاور نصب ہے۔ عشرۂ شریفہ میں مجالس عزا برپا ہوتے ہیں۔ ۸ محرم الحرام کو سواری علم مبارک کا جلوس نکلتا ہے۔ جلوس کے ساتھ ساتھ سینہ زنی ہوتی ہے۔ لکھنؤ اور دیگر مقامات سے مرثیہ خوانی کے لئے مرثیہ خوان بلائے جاتے ہیں۔ ریاست بنگن پلی ایک قدیم اسلامی چھوٹی ریاست ہے اس کے موجودہ فرمانروا نواب میر فضل علی خان بہادر ہیں جن کا تذکرہ حسب ذیل ہے۔

نواب میر فضل علی خان بہادر

حالات خاندانی

اس خاندان رفیع الشان و الا دودمان کا سلسلۂ نسب شاہ خراسان حضرت امام ضامن و ثامن علی موسی الرضا علیہ التحیۃ والثنا سے ملتا ہے۔ اس خاندان عالیشان کے اکثر معزز اراکین دولت عالیہ ایران میں اعلیٰ اعلیٰ خدمات اور ممتاز عہدوں پر فائز تھے۔ چنانچہ سید محمد خاں رضوی اس خاندان کے مورث اعلےٰ عہدۂ وزارت سے سرفراز تھے۔ جب شاہ عباس صفوی (خلد آشیاں) ایران کے تخت پر جلوہ افروز ہوئے تو وزیر سید محمد خاں رضوی نے انتظام مملکت میں بہت جانفشانی کی۔ شاہ موصوف آپ کی بہت عزت و توقیر کرتے تھے۔ آپ کے دو فرزند تھے۔

خلف اکبر نے والد کے انتقال کے بعد عہدۂ وزارت پر فائز اور فرزند دوم سید طاہر خاں نے بمقتضائے وقت ہندوستان کی راہ لی اور بعہد علی عادل شاہ وارد بیجاپور ہوئے۔ یہاں شاہ بیجاپور نے آپ کی بڑی عزت و توقیر کی۔ حکومت ایران اور آپ کے خاندان کا لحاظ کرتے آپ کو دربار میں حاضر باشی کا شرف بخشا اور امرائے کبار میں شامل فرمایا۔ یہاں پر آپ نے اسد خاں (لاری) مدارالمہام بیجاپور کی دختر خاتونہ بیگم سے شادی کی جس کے بطن سے دو لڑکے ہوئے۔ دربار علی عادل شاہی میں سید طاہر خاں نے اس بات کا ثبوت دیا کہ آبائی اعزاز کے سوا لیاقت خداداد سے بہرہ اندوز ہیں۔ آپ کی راہ و رسم اور انتظامی قابلیت نے شاہ کے دل پر اثر کیا۔ آپ کے خسر کے انتقال کے بعد عہدۂ وزارت آپ کے تفویض ہوا جس کو آپ نے نہایت دانشمندی اور سیاست سے انجام دیا آپ کے زمانہ میں قلعۂ رایچور کا برج تیار ہوا جو اب تک طاہر خانی برج کے نام سے مشہور ہے جس کے کتبہ کو دیکھنے سے علی عادل شاہ کا عہد اور پورا نام ظاہر ہوتا ہے۔

سید طاہر خاں کے انتقال کے بعد فرزند خرد سید محمد خاں (مغفور) شہر بیجاپور سے نکل کر وارد کرناٹک اور سعادت اللہ خاں نواب کرناٹک کے پاس ملازم ہوئے صوبہ دار سرہ کہلاتے تھے۔ منصب و جاگیرات کے علاوہ

فوج ارکاٹ کی افسری آپ کے متعلق ہوئی۔ آپ فوج کی تنخواہ ماہواری بجائے پندرہ یوم کو تقسیم کیا کرتے تھے اس لئے آپ کے نام کے ساتھ نقدی کا لفظ شامل ہے۔ آپ نے فضل علی خان (شمشیر جنگ، قمقام الدولہ) ابن محمد بیگ خان لنگ (نجم ثانی) قلعہ دار بنگن پلی کی لڑکی امۃ البتول بیگم سے شادی کی۔ (فضل علی خان کو خواجہ میاں خان عماد الملک صوبہ دار حیدرآباد سے قرابت قریبہ تھی) ان کے بطن سے دو لڑکے سید حسین علی خان و سید اسد علی خان ہوئے ان کے علاوہ آپ کو اور دو لڑکے (۱) سید سعید خان (۲) سید حسینہ خان بھی تھے جو ادھونی کی جنگ میں مارے گئے

غلام علی خان ابن فضل علی خان قمقام الدولہ تھے جن کا عرف نواب گلو تھا لاولد ہونیکی وجہ اپنے بھانجے سید حسین علی خان کو اپنا وارث و جانشین قرار دیا۔ اور ان کی شادی اپنی سالی زینت النساء بیگم بنت میر احمد خان حقیقی ہمشیرہ زادی ہمت خان رئیس کرنول سے کرائی جن کے بطن سے چار لڑکیاں اور دو لڑکے پیدا ہوئے۔ چنانچہ اب تک ریاست بنگن پلی انھیں کی اولاد کے قبضہ میں ہے اور یہ جاگیر و قلعہ داری انھیں سلطنت مغلیہ سے عطا ہوئی تھی۔ جب سنہ ۱۱۸۵ھ میں حیدر علی خان شاہ میسور کڑپہ سے ہوتا ہوا بنگن پلی پہنچا۔ اس وقت غلام علی خان بلا پس و پیش جنگ کے لئے آمادہ ہوگئے اس لڑائی میں سید حسین علی خان و سید اسد علی خان نے نہایت بہادری و جوانمردی سے مقابلہ کیا۔ آخرکار پچاس ہزار روپیہ تاوان جنگ دیکر صلح کرلی۔ حیدر علی خان نے ان ہر دو بھائیوں کی بہادری و شجاعت دیکھ کر اظہار مسرت کے ساتھ ہی ساتھ بخشی گیری فوج پائیگاہ کے عہدہ سے سرفراز کیا۔ اسد علی خان چند سال کے بعد بنگن پلی واپس ہوئے۔ مگر حسین علی خان نے سنہ ۱۱۹۰ھ تک حیدر علی خان اور اس کے فرزند فتح علی خان (ٹیپو سلطان) کی وفادارانہ خدمات انجام دئے۔ جب غلام علی خان (نواب گلو) کا انتقال ہوا تو آپ بنگن پلی واپس ہوئے۔ مگر حیدر علی خان جو آپ کی فوجی قابلیت کا گرویدہ تھا۔ اپنے پاس انھیں بنگن پلی سے بلا بھیجا اور تا زندگی واپس جانے نہ دیا۔ آپ میسور کی دوسری جنگ میں بھی شریک تھے سنہ ۱۱۹۰ھ میں جنرل کیمل کو قلعہ بندرکوٹیال پر شکست فاش دیکر تین ہزار دیسی اور ایک ہزار ولایتی (گورے) سپاہیوں کو مع اسباب جنگ کے گرفتار کیا۔ سنہ ۱۱۹۵ھ کے اوائل میں زمینداران کورگ ممولی نائر و نکانار منحرف ہوگئے تھے۔ تو حسین علی خان کو ٹیپو سلطان نے اس مہم کے سر کرنے پر مامور کیا۔ آپ نے ساٹھ ہزار مرد و زن و اطفال کو اسیر فرمایا۔ ان لڑائیوں کے آپ نے اکثر مہم سر فرما کر مظفر و منصور ہوتے رہے۔ جب آپ کی صحت خراب ہونے لگی تو باجازت سلطان میسور (ٹیپو) بنگن پلی روانہ ہوئے۔ دوران راستہ میں بمقام تاڑپتری آپ نے انتقال فرمایا۔ اس خبر کو سن کر ٹیپو سلطان کو بیحد صدمہ ہوا اور مرحوم کے بھائی سید اسد علی خان کو لکھا کہ سید حسین علی خان کے چاروں لڑکوں کو میسور بھیجدیں۔ مگر سید اسد علی خان نے خود میسور جاکر اپنے بھائی کی خدمت کا جائزہ حاصل فرمایا چند دنوں کے بعد ٹیپو سلطان سے بے لطفی ہو کر آپ پر بنگن پلی واپس ہوئے اس کو ٹیپو سلطان نے استحقار و استخفاف پر محمول کرکے برافروختہ ہوا اور قلعہ بنگن پلی پر فوج کشی کی اسد علی خان نے چار و ناچار اپنے چاروں بھتیجوں (۱) غلام علی خان (دل بہادر جنگ منصور الدولہ) (۲) فتح علی خان (۳) احمد علی خان اور (۴) سید مصطفیٰ علی خان (شاہ یار جنگ، شاہ یار الدولہ، شاہ یار الملک) کو ہمراہ لیکر وارد حیدرآباد ہوئے۔ اس وقت مسند آرائے سلطنت نواب میر نظام علیخان آصف جاہ ثانی (غفران مآب) اور مدار المہام ارسطو جاہ تھے بحکم غفران مآب اعظم الامراء نواب ارسطو جاہ نے آپ کی پیشوائی کے لئے اپنے برادر ہم جدی نور الامراء کو ایک منزل آگے روانہ فرمایا۔ اور خود شہر کے دروازہ پر آپ کا خیر مقدم کیا۔ اس کے دوسرے ہی روز آپ اور آپ کے بھتیجے بارگاہ سلطانی میں باریاب ہوگئے میر اسد علی خان کو نواب بدل جنگ کے خطاب و منصب سہ ہزاری و سہ ہزار سوار اور مقرب بارگاہ

ہمایونی کی عزت بخشی اور آپ کے قیام فرمانے کے لئے کالی کمان کی حویلی عنایت ہوئی جس میں آج کل نواب ملازمت جنگ بہادر مقیم ہیں۔

نواب میر اسد علی خاں مرحوم مظفر جنگ

آپ کو ۱۱۹۹ھ میں مرصع سرپیچ اور ۱۲۰۱ھ میں بتقریب جشن عید الفطر سرپیچ و جیغہ مرصع۔ ۱۲۰۲ھ میں منصب چار ہزاری، چار ہزار سوار اصل میں اضافہ ہو کر "تاج الدولہ" کا خطاب عنایت ہوا۔ ۱۲۰۳ھ میں آپ کے خطاب کے ساتھ گوہر تاج و دو ہاں اجلال تاج الدولہ لکھے گئے اور کنٹھ مرو اریدی سے بھی سرفراز ہوا۔ ۱۲۰۴ھ میں قطب الدین ٹیپو سلطان کا ایلچی اپنی سرحد میں پہنچکر جب اپنے قول و قرار سے منحرف ہو گیا تو غفراں مآب نے اسد علی خاں تاج الدولہ کو حکم فرمایا کہ "اپنا موروثی قلعہ بنگن پلی جاکر فتح کر لو" جس پر ٹیپو سلطان نے ناجائز قبضہ جما دیا تھا" بر بنا ارشاد غفراں مآب آپ وہاں جاکر قبضہ کر کے مقابلہ کے لئے تیار ہو گئے ادھر قطب الدین خاں نے بھی ٹیپو سلطان کے حکم سے دس ہزار پیادے اور دو ہزار سوار چند توپیں اور کئی چھکڑے لیکر گتی سے بنگن پلی کی تسخیر کے لئے روانہ ہوا اور بمقام تمڑپلی لڑائی واقع ہوئی۔ قطب الدین شکست کھا کر بھاگ گیا۔ اس کے لشکر کا تمام سامان اور توپیں لوٹی گئیں۔ اس جنگ میں آپ زخمی ہوئے اور آپ کا ایک بھتیجا سولہ سالہ فتح علی خاں مارا گیا۔ فتح کی عرضی اور لوٹ آئی ہوئی توپیں حضور میں پیش کیں۔ خواجہ محمد حیات خاں نے اس فتح کا مادۂ تاریخ لکھا ہے

"کوکب قطب راشکست اسد"

۱۲۰۵ھ

غفراں مآب نے اس جنگ سے مظفر و منصور واپس آنے کے بعد آپ کے نام بنگن پلی کی قلعداری بحال فرمائی اور آپ کے فرزند رضا علی خاں کو "بہادر دل جنگ" اور آپ کے بھتیجے سید غلام علی خاں کو "دل بہادر جنگ" کے خطاب سے سرفراز فرمایا۔

لارڈ کارنوالس ۱۲۰۵ھ میں سری رنگ پٹن کی تسخیر کے لئے روانہ ہوتے وقت غفراں مآب نے بھی حسب معاہدہ دس ہزار فوج مظفر الملک و راجہ تیجونت کی سرکردگی میں لارڈ صاحب کی مدد کے لئے روانہ فرمائیں۔ جب انگریزوں کے قدم میدان جنگ سے اکھڑ گئے تو یہ دونوں اس عمدگی سے حملہ آور ہوئے کہ فوج مخالف جو "اسد اللہی" کے نام سے موسوم تھی پسپا ہو کر ہتیارڈالدی اور ٹیپو سلطان کف افسوس ملتا ہوا لال باغ کی طرف چلا گیا۔ لارڈ صاحب نے خوش ہو کر اس فتح کی اطلاع غفراں مآب کو دی۔ یہ فتح تواریخ میں "اسلام" کے نام سے مشہور ہے۔

۲۰ ربیع الثانی ۱۲۰۶ھ میں نواب میر اکبر علی خاں سکندر جاہ آصف جاہ ثالث (مغفرت منزل) نے قلعہ کورم کنڈہ و دیگر قلعہ جات درمیان سری رنگ پٹن کی تسخیر کے لئے مظفر الملک کو مقرر فرمایا آپ نے ۲ جمادی الاول تک تمام قلعہ جات کو مسخر کرتے ہوئے سری رنگ پٹن روانہ ہوگئے اور میسور کی تیسری جنگ میں شریک ہوگئے۔ صلح کے بعد جو ملک سرکار آصفیہ کے حصہ میں آیا اس میں سے کڑپہ آپ کو عطا ہوا جس کا محاصل کئی لاکھ روپیہ تھا۔ نیز آپ نے مرہٹوں سے مقابلہ کر کے انھیں شکست فاش دی۔ اس لڑائی میں آپ کے دو بھتیجے بھی ساتھ تھے غفراں مآب نے اس کامیابی سے بہت خوش ہو کر رومال اور فوجی تاسہ کا نشان جو میدان جنگ میں ہاتھ آیا تھا آپ کو اور آپ کے بھتیجوں کو بخشا۔ یہ اس خاندان عالیشان کا اعزازی تحفہ ہے جو اب تک اس خاندان میں محفوظ ہے۔

۱۰ ماہ شعبان سنہ ۱۲۰۸ھ میں آپ نے بہ نظام کے ساٹھ ہزار فوج کے ساتھ مقام کھڑلہ پر مرہٹوں سے مقابلہ کیا [illegible] کو قتل کیا اور اس لڑائی میں [illegible] مردانگی دکھائی کہ تمام تواریخ آپ کی تعریف میں بالاتفاق رطب اللسان [illegible] کے سالنامہ سنہ ۱۳۳۵ھ میں تاریخ گلزار آصفیہ صفحہ (۱۹۰ تا ۴۳۸) کا خلاصہ بدیں الفاظ ہوا ہے۔

"بعض جان نثاروں نے اس جنگ میں انتہائی جوانمردی کا ثبوت دیا [illegible] شمس خان [illegible]
"مظفر الملک اور منصور الدولہ کے نام اکثر آتے ہیں۔ چنانچہ آصفیہ کے [illegible]
"جن کو دکن کی تاریخ کبھی فراموش نہیں کر سکتی۔ ان جانباز سپاہیوں نے مرہٹوں کو [illegible]
"دیکر پرچم آصفی کی حفاظت کی جس وقت پرچم مرہٹوں کے ہاتھ میں چلا گیا تو ان [illegible]
"میں تھا انتہائی عرق ریزی کے ساتھ اس کو حاصل کیا اور حضور [illegible]
"ہر ملک سے امداد فرمائی جاتی تو فتح ہمارے ہاتھ ہے مگر غفران مآب [illegible]
"بیوفاؤں نے کمک پہونچانے سے چشم پوشی کی"

گو اس جنگ میں ناکامیابی ہوئی اس پر بھی غفران مآب [illegible] کے جو اہرات [illegible] کے بھتیجے منصور الدولہ کو مرحمت فرمائے اس نامی الذکر جن کا ہاتھ اس جنگ میں ناقص ہوگیا غفران مآب [illegible] کی نگاہوں سے دیکھتے تھے اور اکثر یہ فرمایا کرتے تھے کہ

"اس ہاتھ کی جھنکار اب تک میرے کانوں میں بھری ہوئی ہے"

سنہ ۱۲۱۱ھ میں اعظم الامرا (ارسطو جاہ) نے پونے سے عرضی لکھ کر فوج طلب کی تو غفران مآب نے [illegible] ہزار پیادہ و سوار کے ساتھ مظفر الملک اور گھاسی میاں کو روانہ فرمایا۔ مظفر الملک کی جاگیر (کڑپہ) میر ابو القاسم میر عالم کی وزارت کے زمانہ میں بلا معاوضہ سرکار عظمت مدار کر دی گئی آپ نے سنہ ۱۲۱۸ھ میں مقام بنگن پلی انتقال فرمایا غلام علی خاں (منصور الدولہ) دل بہادر جنگ، اپنے چچا اسد علی خاں (مظفر الملک) کی وفات کے بعد ایک عرصہ تک حیدر آباد رہ کر بنگن پلی واپس ہوگئے۔

اب ہم اس خاندان عالیشان کے تذکرہ کا آغاز نواب میر غلام علی خاں مرحوم سے کرتے ہیں۔

نواب میر غلام علی خاں مرحوم

آپ نواب میر حسین علی خاں مرحوم کے خلف اکبر اور نواب میر اسد علی خاں مظفر جنگ مرحوم کے بھتیجے تھے اپنے چچا نواب میر اسد علی خاں مظفر جنگ مظفر الملک کے ہمراہ نہایت کمسنی میں حیدر آباد آئے اور جنگ مرہٹہ و دیگر کارزار میں چچا کے ساتھ رہ کر نام آور ہوئے آپ کی شادی آپ کی چچا زاد بہن (دختر اسد علی خاں) سے ہوئی۔ آپ کو سرکار عالیہ نظام سے منصور الدولہ کا خطاب تھا۔ آپ کا انتقال سنہ ۱۲۴۸ھ میں ہوا آپ اپنے بعد دنیا میں دو فرزند (۱) نواب سید حسین علی خاں مرحوم (۲) نواب سید فتح علی خاں مرحوم کو چھوڑ گئے۔

نواب سید حسین علی خاں مرحوم

آپ نواب میر غلام علی خاں مرحوم کے خلف اکبر اور نواب میر حسین علی خاں مرحوم کے پوتے تھے۔ آپ اپنے والد کے بعد والی ریاست بنگن پلی مقرر ہوئے سنہ ۱۲۶۵ھ میں آپ کا انتقال ہوا۔ آپ کے جانشین آپ کے بھتیجے (جن کو آپ کی دامادی کا بھی شرف حاصل تھا) نواب میر غلام علی خاں مرحوم فرزند نواب سید فتح علی خاں مرحوم ہوئے

نواب میر غلام علی خاں مرحوم

آپ نواب سید فتح علی خاں مرحوم کے فرزند، نواب میر غلام علی خاں کے پوتے اور نواب سید حسین علی خاں مرحوم کے بھتیجے، داماد و جانشین تھے آپ کو سرکار انگریزی سے سی، ایس، آئی کا خطاب تھا۔ آپ کا انتقال ۱۸۸۵ء میں ہوا۔ آپ کے جانشین آپ کے بھتیجے نواب سید فتح علی خاں مرحوم ہوئے۔

نواب سید فتح علی خاں مرحوم

آپ نواب سید غلام علی خاں مرحوم کے بھتیجے، داماد اور نواب سید فتح علی خاں مرحوم کے پوتے تھے اپنے چچا نواب میر غلام علی خاں مرحوم کے بعد والی ریاست بنگن پلی ہوئے۔ آپ کو بھی سرکار عظمت مدار سے سی، ایس، آئی کا خطاب تھا ۱۹۰۵ء میں آپ کا انتقال ہوا آپ کے تین صاحبزادے اور ایک صاحبزادی تھی۔ صاحبزادی صاحبہ کا بیاہ ۱۳۰۵ھ میں نواب شاہ یار جنگ مرحوم (جو امرائے عظام حیدرآباد سے تھے) ہوا جن کے بطن سے دو صاحبزادہ (۱) نواب مہدی جنگ بہادر (۲) نواب میر ہادی علی خاں بہادر اور دو صاحبزادیاں (۱) محل نواب زوار علی خاں بہادر اور (۲) محل نواب سلطان علی خاں بہادر ہیں۔

صاحبزادہ (۱) ہز ہائینس نواب میر غلام علی خاں مرحوم (۲) آنریبل نواب میر اسد علی خاں مرحوم اور (۳) نواب میر حسین علی خاں بہادر

نواب میر غلام علی خاں مرحوم

آپ نواب سید فتح علی خاں۔ سی، ایس، آئی مرحوم کے خلف اکبر اور نواب میر غلام علی خاں سی، ایس۔ آئی مرحوم کے پوتے تھے۔ آپ اپنے والد کے بعد والی ریاست عالیہ بنگن پلی ہوئے۔ ۲۲ جنوری ۱۹۲۲ء کو حرکت قلب کے بند ہو جانے سے آپ کا یکایک انتقال ہو گیا اور حسب وصیت بارگاہ حضرت علی علیہ السلام میں دفن کئے گئے۔ آپ کا مزار آج مرجع ہر خاص و عام ہے آپ اپنی یادگار دنیا میں تین صاحبزادے اور ایک صاحبزادی چھوڑ گئے۔ صاحبزادہ (۱) نواب میر فضل علی خاں بہادر موجودہ والی ریاست بنگن پلی (۲) نواب میر فتح علی خاں بہادر (۳) نواب میر عنایت علی خاں بہادر اور صاحبزادی محل نواب میر رضا علی خاں بہادر خلف اکبر آنریبل نواب میر اسد علی خاں بہادر مرحوم (بنگن پلی)

نواب میر فضل علی خاں بہادر

آپ نواب میر غلام علی خاں بہادر والی بنگن پلی کے خلف اکبر اور نواب میر فتح علی خاں مرحوم کے پوتے ہیں۔ آپ ۱۹۰۱ء میں پیدا ہوئے اپنے والد مرحوم کی زیر نگرانی اعلیٰ تعلیم حاصل فرمائی آپ کی ابتدائی تعلیم نیو نگٹن مدراس میں ہوئی بعد ازاں میو کالج اجمیر شریف میں شریک ہو کر تعلیم حاصل فرمائی اور وہاں سے ۱۹۲۰ء میں ڈپلوما کا امتحان کامیاب فرمایا۔ ہنوز آپ پوسٹ ڈپلوما کے امتحان میں مشغول ہی تھے کہ آپ کے والد ماجد نواب میر غلام علی خاں مرحوم کا ۲۲ جنوری ۱۹۲۲ء کو حرکت قلب کے بند ہو جانے سے یکایک انتقال ہو گیا جس کی وجہ سے آپ کو تعلیم ترک کر کے بنگن پلی آنا پڑا۔ فرمانروایان بنگن پلی میں کوئی آپ سے زیادہ تعلیم یافتہ نہیں گزرا۔ آپ بنگن پلی کے وہ پہلے فرمانروا ہیں جو سب سے زیادہ تعلیم یافتہ ہیں ۲ جولائی ۱۹۲۲ء میں آپ کی گدی نشینی ہوئی۔ لارڈ ونگڈن سابق وائسرائے ہند (جو اس زمانہ میں گورنر آف مدراس تھے)



نواب میر فتح علی خان بہادر
برادر نواب صاحب بیگن پلی ، داماد نواب مہدی جنگ بہادر



نواب میر عنایت علی خان بہادر
برادر نواب صاحب بیگن پلی

نے اِس رسم کو ادا فرمایا گدی نشینی کی تقریب نہایت اعلٰے پیمانے پر ہوئی۔ تمام دربار حال آپ کے اعزہ اور معززین سے بھرا ہوا تھا۔ لارڈ ولنگڈن نے منجانب شاہنشاہ ہندوستان آپ کو سند اور خلعت عطا کرتے ہوئے ایک تقریر فرمائی اور دوران تقریر میں کہا کہ

"گورنمنٹ عالیہ سرکار عظمت مدار ہمیشہ آپ کی مدد اور معاون رہے گی اور مجھے یقین ہے کہ آپ اور آپ کی رعایا سرکار عظمت مدار کے ساتھ وفاداری اور جان نثاری کا پورا پورا ثبوت دیگی"

اِس کے جواب میں آپ نے اظہار تشکر فرماتے ہوئے یقین دلایا کہ

"آپ کے ارشاد کے بموجب میں، میرا خاندان اور میری عزیز رعایا ہر حال میں اپنے شہنشاہ کے ساتھ وفاشعاری کو اپنا اولین فریضہ سمجھیگی"

آپ مسند نشین ہوتے ہی رعایا کی حالت دریافت کرنے کی طرف متوجہ ہوئے اور بلا تفریق مذہب و ملت رعایا کو آپ کے پاس باریابی کی عزت حاصل رہی۔ ۵ اگسٹ ۱۹۲۳ء کو آپ سرکاری طور پر حیدرآباد تشریف لائے آپ کے اعزاز میں ۹ توپ لال ٹیکری سے سر ہوئے۔ کنگ کوٹھی مبارک میں آپ نے حضور نظام سے ملاقات کی آپ چیمبر آف پرنسس کے ممبر ہیں اور بحیثیت رکن آپ نے ۵ فبروری تا ۱۰ فبروری ۱۹۲۳ء چیمبر آف پرنسس کے اجلاس منعقدہ دہلی میں شرکت فرمائی۔ ۸ ڈسمبر ۱۹۲۳ء گورنمنٹ ہوس مدراس میں آپ والیسرائے وقت کے پاس باریاب ہوئے ۱۹۲۴ء میں آپ نے اجلاس چیمبر آف پرنسس کی شرکت کی غرض سے بار دوم دہلی تشریف لیگئے (۱۵) سال سے ریاست کے نظم ونسق کو باحسن الوجوہ انجام دے رہے ہیں۔

آپ کے عہد میں ریاست میں قابل قدر اور نمایاں ترقی وقوع میں آئی۔ اپنی رعایا کی بہبودی اور ان کے آسایش وآرام اور خوشحالی میں اضافہ کرنے کے لئے آپ اکثر جدید طریقوں اور ذرایع کی فکر میں رہا کرتے ہیں آپ ہی کے روشن عہد میں ۱۹۳۱ء میں ایک یونانی دواخانہ بنگن پلی اور ایک انگریزی دواخانہ موضع چنچل ملہ میں قائم ہوا جس سے آپ کی رعایا پروری ظاہر ہے۔

آپ ہی کے عہد زریں عہد میں ضروری ندی پر پل باندھا گیا یہ ندی شہر کو دو حصوں پر تقسیم کرتی ہے جس کا ایک حصہ قصبہ اور دوسرا حصہ کنڈہ پیٹھ کہلاتا ہے۔ یہ ندی مغربی پہاڑوں سے شروع ہو کر کنڈ وندی کا میں ملتی ہے بارش کے موسم میں یہ اچھے بہاؤ پر رہتی ہے۔ پاٹ کم ہونے کی وجہ سے اِس کا بہاؤ زوروں پر رہتا ہے۔ جس کی وجہ سے ادھر کے لوگوں کو ادھر اور ادھر کے لوگوں کو ادھر آجانے میں دشواری واقع ہوتی تھی۔ علاوہ بریں تمام کاروبار خاص کر ڈاک کی آمد و رفت بند رہتی اور رعایا کو سخت تکلیف اٹھانی پڑتی تھی اس لئے آپ نے اپنی عزیز رعایا کی تکلیف کا احساس فرما کر ایک خوبصورت، شاندار اور مضبوط پل بصرف زرکثیر تعمیر کروا کے رعایا کی اِس پریشانی کو دور فرمایا۔

غلام علی آباد کے قریب سے ایک ندی گزرتی ہے جس کو لوتھو واگو (گہری ندی) کہتے ہیں۔ اِس ندی کو عبور کرنے کے لئے پہلے زمانہ میں کوئی پل نہ تھا جس کی وجہ سے راہ گیروں کو سخت دشواریوں اور چوروں کے قتل کا کھٹکا اور ہمیشہ ان کو تکالیف کے ساتھ ساتھ جان ومال کا خوف بھی لگا رہتا تھا۔ آپ نے ان تکالیف کو محسوس کر کے اِس مقام پر بھی ایک مضبوط شاندار پل بصرف زرکثیر و رقم خطیر تعمیر فرما کر اپنی رعایا پروری کا ثبوت دیا

زہرہ پور کے تالاب کا کٹہ جو بسبب طغیانی ٹوٹ گیا تھا اوس کو مکرر درست کر کے اصلی حالت پر لانیکا مسئلہ آپ کے زیر غور ہے۔ اگر اس تالاب کو اپنی اصلی حالت پر لالیا جائے تو کسانوں کو کاشتکاری میں مدد ملنے کے علاوہ ریاست کی آمدنی میں توفیر ہوگی۔

آپ کو تعمیر و ترمیم کا بیحد شوق ہے۔ چنانچہ آپ نے قصبہ میں ایک عالیشان محل تعمیر کروایا ہے جو تمام بنگن پلی میں اپنی آپ نظیر ہے۔ اس کے علاوہ دیوان آتش، بارگاہ مولا علی علیہ التحیۃ والثنا اور آستانہ حضرت ابوالفضل العباس علیہ السلام آپ کے شوق تعمیر کے اعلیٰ ذوق کا پتہ دے رہے ہیں۔

شادی

آپ کی شادی فروری ۱۹۲۲ء میں آپ کے چچا آنریبل نواب میر اسد علی خاں مرحوم کی اکلوتی صاحبزادی حضرت فخر النساء بیگم صاحبہ مرحومہ سے نہایت تزک و احتشام کے ساتھ حیدرآباد فرخندہ بنیاد میں ہوئی تھی جس میں حیدرآباد کے قریب قریب تمام امراء و جاگیرداران و حکام عالیمقام مدعو تھے طرفین سے خوب دل کھول کر روپیہ خرچ کیا گیا۔ اس بی بی کے بطن سے ۱۲ اکتوبر ۱۹۲۵ء کو صاحبزادہ میر غلام علی خاں بہادر (ولیعہد) اور ۱۹۲۹ء کو ایک صاحبزادی نوابہ سلطان بیگم صاحبہ پیدا ہوئیں۔

صاحبزادہ صاحب اپنے لائق و فائق والد کے زیر نگرانی اعلیٰ تعلیم پا رہے ہیں۔ ابتداء میں آپ مدرسہ عالیہ (حیدرآباد دکن) میں شریک کیے گئے اور مسٹر ولیم ٹڈ کو آپ کی نگرانی کے لیے مقرر کیا گیا تھا۔ مگر اس وقت بشپ کاٹن اسکول بنگلور میں زیر تعلیم ہیں۔ آپ کے تعلیمی جملہ اخراجات ریاست سے ادا ہوتے ہیں اور ایک رئیس زادہ کو جس طرح تعلیم دی جاتی ہے اسی طرح آپ کو بھی تعلیم دیجا رہی ہے۔

۱۱ اپریل ۱۹۳۰ء کو بمقام بنگن پلی حضرت فخر النساء بیگم صاحبہ نے انتقال کیا تو آپ کی نعش بغرض روانگی کربلائے معلیٰ سپرد کی گئی اور ۱۹۳۲ء میں بغرض تدفین کربلائے معلیٰ ایک قافلہ کے ساتھ آنریبل نواب میر اسد علی خاں مرحوم کی زیر نگرانی بھیجی گئی۔ **انا للہ و انا الیہ راجعون**۔

آپ کی دوسری شادی ۱۹۳۲ء میں مولوی سید ابوالفضل صاحب کی صاحبزادی رئیس النساء بیگم صاحبہ سے ہوئی جن کے بطن سے آپ کو ایک صاحبزادی ہے جس کا نام نرجس خاتون ہے۔

اخلاق حمیدہ

آپ پابند وضع امیرانہ، عقلمند و فرزانہ روزگار رئیس ہیں۔ آپ کی اولوالعزمی، علو ہمتی، شان و شوکت، سیر چشمی، دریا دلی، غربا پروری، شرفا نوازی، سخاوت، شجاعت، ذہانت، ذکاوت کا ہر شخص معترف ہے۔ آپ کے چہرہ سے جلالت رئیسانہ و امارت ملوکانہ ہویدا اور شان و امارت و مدبری ظاہر ہے۔ خیرات و حسنات کے کام بدل کرتے ہیں۔ ریاست میں بہت سے کام آپ نے ایسے کیے ہیں کہ جن کا فیض خلق خدا پر زمانہ دراز تک جاری رہیگا۔ قوی امید ہے آپ ہی خیر خواہ اور وفا شعار سلطنت عالیہ سرکار عظمت مدار ہیں (۹) توپ کی سلامی کا اعزاز آپ کو حاصل ہے قوی امید ہے کہ بہت جلد آپ خطاب مستطاب سے ہز ہائنس سے مفتخر فرمائے جائیں گے۔ آپ کے حالات خاندانی تفصیل سے یادگار سلور جوبلی میں طبع ہو رہے ہیں

باب چہارم

حیدرآباد دکن کے چند سمستان

یادگار سلور جوبلی جلد جاگیرداران حصہ اول میں اگر آپ کے سمستان کا ذکر
نہ آیا ہو تو اس کے دوسرے حصہ میں ضرور درج کروائیے جو زیر طبع ہے

باقی آئندہ



آئندہ چل کر سمستان کدوال کے ہونے والے والی
راجہ کرشنا رام بھوپال بہادر فرزند راجہ سومیشور راؤ بہادر
بنسہ مہاراجہ سیتارام بھوپال بہادر آنجہانی
سابق والی سمستان کدوال



راجہ رامیشور راو سوم بلونت بہاری بہادر والی سمستان ونپرتی
فرزند کرشنا دیو راو بلونت بہاری بہادر آنجہانی سابق والی سمستان ونپرتی
آپ کے حالات جنتری ھذا کے صفحہ ۳۰۱ پر ملاحظہ فرمائیے

مرتبہ شاہ پرست | یادگار سالور جوبلی جلد جاگیرداران حصہ دوم زیر طبع ھے | صمصام شیرازی

حیدرآباد دکن کے چند سمستان

سمستان گدوال

یہ سمستان حیدرآباد دکن کا سب سے بڑا سمستان ہے جو ضلع رائچور میں کرشنا اور تنگبھدرا ندی کے درمیان میں واقع ہے اس کا رقبہ ۱۲۰۰ مربع میل ہے۔ اور اس کی آبادی سابقہ مردم شماری کی رو سے ایک لاکھ دس ہزار ہے اس سمستان کا ایک حصہ رائچور اور تعلقہ عالم پور کے درمیان واقع ہے۔ تاریخ یادگار لکھن لال میں تحریر ہے کہ بھوم بھوپال کو یاوری تقدیر سے صحرا میں ایک بہت بڑا دفینہ ہاتھ آیا جس سے اس نے گدوال گڑھی تیار کی اور اس کی نگہداشت کے لئے جمعیت وغیرہ بھی رکھی اور ملک کرنول کو بھی قبضہ میں کیا بعہد شہنشاہ اورنگ زیب عالمگیر غازی بھوم بھوپال کی تنبیہ کے لئے شاہی جمعیت مامور ہوئی لیکن بھوم بھوپال نے بلا جنگ و جدال کے اطاعت قبول کر لی اور پیش کش پیش کیا جس کے صلہ میں خطاب راجگی سے سرفراز کیا پائی۔ یہ سمستان جملہ سمستانوں میں درجۂ اول کا کہلاتا ہے۔ یہ سمستان سنہ ۹۳۴اء سے مہارانی ادلکشمی دیوما کے زیر نگرانی و انتظام ہے۔ جن کی زیر نگرانی و انتظام میں سمستان نے ایک قلیل عرصہ میں بڑی حد تک نظم و نسق میں ترقی کی ہے اس سمستان کا دیول قابل دید ہے جس کی سالانہ رتھ کشی نہایت شاندار ہوتی ہے یہاں کے بعض بعض مقامات قابل دید اور دلکش ہیں۔ گدوال نظام سٹیٹ ریلوے کا اسٹیشن ہے سمستان کی تعلقداری اسیشن و دیگر دفاتر کا مرکز گدوال ہے اس سمستان کے مشیر قانونی دیوان بہادر آرمدوائنگار صاحب ہیں جو حیدرآباد کے مشہور و معروف وکیل ہیں جن پر مہارانی صاحبہ گدوال کو بڑا اعتماد ہے۔

ونپرتی

یہ سمستان حیدرآباد کا ایک ممتاز سمستان ہے جسے تاریخی لحاظ سے بڑی اہمیت حاصل ہے اس سمستان کا نام سابق میں سگر تھا مگر اب ونپرتی کہلاتا ہے یہ ضلع محبوب نگر میں واقع ہے اس کا رقبہ ۴۴۰ مربع میل ہے اس کے مشرق میں سمستان جٹپول، مغرب میں سمستان امرچنتہ، شمال میں خالصہ تعلقہ جات محبوب نگر اور جنوب میں دریائے کرشنا واقع ہے یہ سمستان ۱۵۰ گاؤں اور ۲۹ قصبوں

پر مشتمل ہے اس کی آبادی (۱۰۰۰۱۸) ہے موجودہ والی سمستان راجہ رامیشور راؤ سوم ہیں۔ بوجہ نابالغی یہ سمستان زیر نگرانی سرکار عالی صیغہ کورٹ آف وارڈز ہے موجودہ والی سمستان اپنی والدہ کے زیر نگرانی اور کورٹ آف وارڈز کے زیر انتظام مدرسہ عالیہ میں تحصیل علم میں مشغول ہیں۔

سمستان امرچنتہ

ملک سرکار عالی میں جو سمستانات ہیں ان کو اس ریاست ابد مدت میں ایک ممتاز حیثیت حاصل رہی ہے اور مثل بعض دیسی باج گزار ریاستوں کے ہماری سرکار کے زیر سایہ ان سمستانوں کو وسیع اختیارات حاصل رہے ہیں چنانچہ ہر زبان کی متعدد مشہور و معروف تواریخ میں سمستانوں کا بطور خاص ذکر آیا ہے بہ لحاظ قدامت اس سمستان (امرچنتہ) کو خاص وقعت حاصل ہے چنانچہ مستند تواریخ میں اکثر مورخین نے اس سمستان کا سب سمستانوں سے پہلے ذکر کیا ہے اس سمستان کو آتما کور بھی کہتے ہیں یہ اس کے مشرق میں سمستان ونپرتی، مغرب میں مواضع ملحق شمال میں تعلقہ ملحق محبوب نگر مغرب میں رود کرشنا سمستان گدوال واقع ہے اس سمستان کی آبادی (۴۷۱۱۵) اور آمدنی (۲۳۱۵۹۴) سالانہ ہے۔ اس سمستان میں آکور بھوپالی سوامی کی دیول ہے۔ یہ دیول موضع اماپور میں جو ریلوے اسٹیشن کورمورتی سے (۶) میل پر ہے ایک بلند پہاڑ پر واقع ہے اس دیول کا محل وقوع نہایت پر فضا اور دلکش ہے یہ دیول ہندوستان کے مشہور و معروف مندر میں سے ہے زائرین زیارت کی غرض سے دور دراز مقامات سے آتے ہیں اور واحد امید کو گوہر مقصود سے بھر لیجاتے ہیں یہاں کی جاترا کا شمار ہندوستان کی بڑی جاتراؤں میں ہے ہر سال تیس چالیس ہزار سے زائد مجمع ہوتا ہے جاترا متواتر پندرہ روز تک ہوتی رہتی ہے ایسی شاندار جاترہ ہندوستان کے کسی حصہ میں نہیں ہوتی اس جاترہ میں مویشی پارچہ اور خاص وضع کے کملوں کی تجارت کثرت سے ہوتی ہے اس جاترہ کے علاوہ اس سمستان میں حضرت سید شاہ راجہ حسینی صاحب باگ سوار کا عرس ہر سال نہایت شاندار ہوا کرتا ہے یہ مزار شریف امرچنتہ (آتما کور) سے ۸ میل پر جانب مغرب خاص قصبہ امرچنتہ میں واقع ہے یہ سمستان رانی بھاگیہ لکشما صاحبہ زوجہ راجہ سری رام بھوپال کے قبضہ میں ہے۔

سمستان جٹپول

یہ سمستان نہایت قدیم اور ضلع محبوب نگر میں واقع ہے اس سمستان کا رقبہ ۶۲۵ مربع میل ہے اور اس کی سالانہ آمدنی قریب پانچ لاکھ روپیہ کے ہے اس سمستان میں مدنہ سوامی کا عالیشان دیول اور ملیشر کا دیول اور منچاکرہ میں مادھوا سوامی کا دیول ہے۔ یہ دیولیں نہایت اچھی حالت میں ہیں ان کی نگہداشت پر سمستان ایک معتدبہ رقم ہر سال صرف کرتا ہے ان دیولوں میں پوجا پاٹ کا معقول انتظام ہے اور دیا کہ اس میں یہاں بڑی جاترہ ہوتی ہے جس کا ہندوستان کے بڑے جاتراؤں میں شمار ہے ہزاروں آدمی جاترا کے موقع پر یہاں دور دراز مقامات سے آتے ہیں اس سمستان کا صدر مقام کولاپور ہے جہاں والی یا والیہ سمستان کا قیام رہتا ہے۔

سمستان پالونچہ

یہ سمستان قدیم ترین سمستان ہے جو ہندو سلطنت ورنگل کے زمانہ میں بصلہ اسپ سواری والی سمستان کے مورث اعلیٰ کو عطا ہوا تھا یہ سمستان ضلع ورنگل میں واقع ہے ییلندو (سنگرینی) سے پالونچہ موٹر بس میں جانا پڑتا ہے پالونچہ سے کچھ آگے بورگم پہاڑ ہے اور یہ قصبہ الیٹ گوداوری کے کنارے واقع ہے اس سمستان کے والی کے قبضہ میں بھدراچلم کا دیول ہے جو

علاقہ انگریزی میں واقع ہے اس دیول کو ہماری سرکار سے زلعہ (الگاوسہ) کلدار سالانہ ضلع ورنگل سے جاتا ہے مگر یہ معاش مشروط ہے چنانچہ اس کی تنقیح وقتاً فوقتاً ذریعہ مہتمم صاحب اوقاف سرکار عالی ہوتی رہتی ہے اس سمستان کا رقبہ تخمیناً (۱۲۰۰) مربع میل ہے اور اس کا موجودہ محاصل بشمول جنگلات و آبکاری وغیرہ تخمیناً تین لاکھ روپیہ ہے یہاں کے مشہور مقامات پالونچہ وایشور راؤ پیٹھ ہیں ہر سال عید الضحیٰ ویدل میں رام چندر جی کا میلہ بھرتا ہے ہزارہا زائرین دیگر ممالک سے بھی آیا کرتے ہیں یہاں کا تالاب تل پاک مشہور ہے مجانب سمستان کا نیا محکمہ تعلقہ ایشور راؤ پیٹھ، ملیندو، تابورگم پہاڑ پختہ سڑکیں تعمیر ہوئی ہیں موٹر سروس ہر دو سڑکوں پر جاری ہے پالونچہ سے پانچ میل کے فاصلہ پر ایک ریلوے اسٹیشن ہے جو بھدراچلم روڈ کے نام سے موسوم ہے اس اسٹیشن کی وجہ سے آمد و رفت میں بہت سہولت ہے اس سمستان کے والی راجہ وجیا بابا راؤ شیو راؤ بہادر ہیں یہ سمستان زیر نگرانی سمستان کا عالی صیغہ کورٹ آف وارڈز ہے۔

سمستان پاپنا پیٹھ

ممالک محروسہ سرکار عالی میں یوں تو بہت سے باج گزار سمستانات ہیں لیکن ان میں جو قدامت اور تفوق اس سمستان کو حاصل ہے وہ کسی دوسرے سمستان کو نہیں۔ اس سمستان کی قدامت اگرچہ کہ (۹۵۰) سال کی شمار کی جاتی ہے لیکن اس کا واخلاف شہر سے ملتا ہے اور اس کا سلسلہ قدامت عہد حکومت نواب میر قمر الدین چین قلیچ خاں مغفرت مآب کے قبل سے چلا آرہا ہے اس سمستان کے مورثوں نے بصرف زر کثیر و تم خطیر ذاتی اپنے علاقہ کے بیچراغ دیہات اور بنجر زمینات کو اس طرح آباد و سرسبز و شاداب کیا کہ مشکل سے اس کی نظیر دوسرے سمستانات میں ملیگی ملک و مالک کے ساتھ ان کی وفاداری، خیرسگالی، جاں نثاری مشہور ہے یہی وجہ تھی کہ ہر وقت مورد الطاف شاہان وقت اور حسن خدمات کے صلہ میں خطابات و عنایات سلطانی سے مفتخر و ممتاز ہوتے رہے ہیں اس سمستان کی ابتدائی معاش (لہ عللہ) کی تھی مگر بحالت موجودہ اس سمستان کا سالانہ محاصل (عـللہ) ہے یہ سمستان ضلع میدک میں واقع ہے فی الوقت اس پر کورٹ آف وارڈز کی نگرانی ہے۔

سمستان آناگندی

یہ سمستان سلطنت وجیانگر کی یادگار، تاریخی اور قدیم سمستان ہے جو ضلع رائچور میں واقع ہے اس کو اہل ہنود "کشن گڈہ" بھی کہتے ہیں یہاں اہل ہنود کے مقدس مقامات بھی پائے جاتے ہیں ہندوستان کے دور و دراز مقامات سے لوگ جاترہ کے لئے یہاں آتے ہیں یہاں پر آثار قدیمہ سے گگن محل، وار دت کال منڈپ، وادچیا کا مٹھ، گنیش مندر، میاگوڑہ و دیگر چھوٹے چھوٹے عمارات موجود ہیں جن کے نقش و نگار و فن تعمیر کی قدیم صنعت سازی کو دیکھنے کے واسطے اب بھی یوروپ کے سیاح آتے رہتے ہیں یہ سمستان سرمیت رانی کو پیا صاحبہ زوجہ راجہ کشن رایلو صاحب آنجہانی کے قبضہ میں ہے اس کا رقبہ (عـاسـللہ) ایکڑ اور سالانہ محاصل (للہ ـللہ) ہے

سمستان سرناپلی

دولت عالیہ نظام کے زیر حکومت اس وقت جو جو سمستانات ہیں ان میں یہ سمستان ایک قدیم سمستان ہے جو صدہا سال سے نیکنامی میں مشہور و معروف و معزز و ممتاز چلا آرہا ہے یہ سمستان ضلع نظام آباد میں واقع ہے اس سمستان میں بڑے بڑے اور مضبوط و مستحکم تالاب تعمیر ہوئے ہیں جو اب تک موجود اور اپنی اصلی حالت پر قائم ہیں۔ اس سمستان کے

والیان سمستان ریاست حیدرآباد فرخندہ بنیاد کے لئے بڑے بڑے وفادارانہ خدمات انجام دئیے ہیں اس سمستان کے والی راجہ پیلیم رام لنگا ریڈی صاحب ہیں جو اپنے سمستان کی رعایا سے بڑی ہمدردی رکھتے ہیں اور شمل حیدرآباد کی مسنر بگو رنمنٹ کے سالانہ ہزار ہا روپیہ کی معافیات کرتے ہیں۔

سمستان گرگنٹہ

منجملہ سمستانات نائک سمستانہ سرکار عالی سمستان گرگنٹہ بھی ایک پیش گزار سمستان ہے جو تعلقہ لنگسگور ضلع رائچور میں واقع ہے دریائے کرشنا اس کے مغربی جانب سے داخل ہوکر سمت شمال مشرق بہتا ہے اس کا رقبہ (۲۱۰) مربع میل ہے اور اس میں (۴۳) موا ضعات ہیں اس کی مردم شماری (۲۰۱۹۲) اور اس کی آمدنی ایک لاکھ چالیس روپیہ ہے اس سمستان میں ایک پولیس افسر چھوٹے سے عملہ کے ساتھ انتظام سمستان کے لئے متعین ہے آباد موا ضعات سمستان میں تھانہ جات ہیں اس کے والی راجہ جبری سوتپا نائک سنر زابہادر ہیں۔

سمستان شوراپور

اس سمستان کا شمار تاریخی اور قدیم سمستانوں میں ہے اس کا تعلق کسی نہ کسی طرح سے فرمانروایان بیجانگر وشاہان بہمنی عادل شاہی وشاہنشاہان مغلیہ، مرہٹے پیشوا، ٹیپو سلطان، سلاطین آصف جاہی اور انگریزوں سے رہا ہے۔ اس سمستان پر دو سال تک انگریزوں کی حکومت رہی اس وقت یہ سمستان ہمارے سرکار کے تفویض ہے اس سمستان کے والیان کے اولاد کی حیثیت معمولی جاگیرداروں کی سی ہے یہ سمستان ضلع گلبرگہ شریف میں واقع ہے اس سمستان میں جانے کے لئے واڑی پر سے ہوکر یادگیر جی۔ آئی۔ پی ریلوے اسٹیشن پر اترنا پڑتا ہے یادگیر ضلع گلبرگہ شریف کا ایک تعلقہ ہے یہاں تحصیلدار کا مستقر اور یہ تجارتی مرکز بھی ہے۔ یہاں سے موٹر بس پر شوراپور جانا پڑتا ہے بس دن میں دو مرتبہ یادگیر سے جاتی اور ایک مرتبہ شوراپور سے آتی ہے۔ یادگیر اسٹیشن سے شوراپور (۳۵) میل کے فاصلہ پر واقع ہے۔ شوراپور پہلے زمانہ میں خود مختار تھا چنانچہ اس کے عمارات پہلے زمانے کی عظمت کو بتلاتے ہیں یہاں کے لوگ عموماً تامل بولتے ہیں موجودہ حالت میں سمستان شوراپور ایک تعلقہ ہے جو تحصیلدار کا مستقر ہے۔ یہاں پر ایک عالی شان مکان ہے جو "دربار" سے موسوم ہے معلوم ہوتا ہے کہ پہلے زمانے میں راجاؤں کا قیام اسی جگہ تھا چنانچہ موجودہ والی سمستان راجہ کشٹپا نایک بھی یہیں قیام پذیر رہتے ہیں۔

باب پنجم

کون کون ہے؟

جنابہ محبوب بیگم صاحبہ	۳۶۸	نواب ناظر یار جنگ بہادر	[illegible]	[illegible]	[illegible]
نواب محمد محی الدین خاں بہادر	۳۶۸	نواب سرفراز صفت جنگ بہادر	[illegible]	[illegible]	[illegible]
نواب نذیر جنگ بہادر	۳۶۸	مولوی نظام الدین [illegible]	[illegible]	نواب محمد [illegible] الدین خاں بہادر	[illegible]
نواب محمد نجم الدین خاں بہادر	۳۷۰	نواب نثار یار جنگ بہادر	[illegible]	آغا [illegible] یار [illegible] صاحب	[illegible]
نواب محمد نجیب الدین خاں بہادر	۳۷۱	مولوی مرزا نصر اللہ خاں صاحب	۳۷۶	نواب میر [illegible] علی خاں صاحب	۳۸۱
نواب محمد نظام الدین خاں بہادر	۳۷۱	مولوی مرزا نجف علی خاں صاحب	۳۷۷	رائے پرشوتم پرشاد صاحب	[illegible]
نواب نذیر نواز جنگ بہادر	۳۷۱	ڈاکٹر کیپٹن کیلاش ناتھ واگرے	۳۷۷	نواب میر [illegible] علی خاں صاحب	۳۸۲
راجہ نند لعل صاحب	۳۷۱	راجہ بہادر وینکٹ راما ریڈی صاحب	۳۷۷	نواب میر سرفراز علی خاں صاحب	۳۸۲
نواب محمد نور علی خاں بہادر	۳۷۱	نواب محمد ولی داد خاں بہادر	۳۷۸	راجہ سرو [illegible] بخش صاحب	۳۸۲
مولوی سید نثار حسین صاحب قبلہ	۳۷۲	ڈاکٹر کرنل جان نامن واکر صاحب	۳۷۸	رانی سراج کنور صاحبہ	۳۸۳
نواب میر نادر علی خاں بہادر	۳۷۳	نواب محمد وحید الدین خاں بہادر	۳۷۹	نواب میر لائق علی خاں صاحب	۳۸۳
نواب ناصر نواز الدولہ بہادر	۳۷۳	نواب میر وزارت علی خاں صاحب	۳۷۹	رائے جہادو پرشاد صاحب	۳۸۳
		نواب ہاشم یار جنگ بہادر	۳۷۹		

اعتذار

ادارۂ مشیر عالم جنتری اُن حضرات سے ادباً معافی کا خواستگار ہے جن حضرات کے نام کے ساتھ کاتب نے نواب مولوی یا صاحب درج نہیں کیا ہے (صمصام شیرازی)

مولوی محمد [illegible]

آپ حیدرآباد کے [illegible] تعلیم و تربیت [illegible] میں ہوئی۔ پندرہ سال کے سن [illegible] نظام کالج میں [illegible] آغاز کیا۔ جہاں آپنے تمام امتحانات کی تکمیل [illegible] ڈگری [illegible] کے ساتھ [illegible] کی۔ اسکے بعد الہ آباد کالج سے ایل۔ ایل بی کے ہر دو امتحان [illegible] کے ساتھ پاس کئے اور [illegible] رزیڈنسی کورٹ اور ممالک محروسہ سرکارعالی کی کل عدالتوں مین وکالت شروع کی اور مسلسل کئی سال سے نہایت اعلی قابلیت کے ساتھہ پیشہ وکالت انجام دیرہے ہین۔ اور اس وقت آپکا شمار حیدرآباد کے چوٹیکے وکیلون میں ہوتا ہے۔ مقدمات کی پیروی مین کمال دلچسپی لیتے ہین اور اہل معاملہ حضرات اور موکلین کیساتھہ نہایت حسن اخلاق سے پیش آتے ہیں آپ محکمۂ مال گذاری کے وکیل سرکار اور حیدرآباد کے اکثر امرا وجاگیرداران اور والیان سمستانات کے بہی مشیر قانونی اور وکیل ہین۔ رعایاء ممالک محروسہ سرکارعالی کیلئے آپ کسی تعارف کے محتاج نہیں۔ آپ حیدرآباد لیجسلیٹیو کونسل کے رکن بہی ہین اور رعایاء سرکارعالی کی فلاح و بہبودی کے پیش نظر اکثر مسودات قانونی پیش کئے ہیں قومی اور ملکی مسائل میں آپ عملا حصہ لیتے رہتے ہین۔ اکثر قومی ادارے ممدوح کی عملی سرگرمیون کے رہین منت ہین۔ آپ کے ملکی اور قومی خدمات کے متعلق ہم کو کچھہ زیادہ لکھنے کی ضرورت نہیں کہ پبلک ان سے بخوبی واقف ہے۔ مختصر یہ کہ آپ نہایت مخلص اور بے لوث کام کرنے والے ہیں اور ملک کو آپ جیسے ہمدرد قومی نوجوانون کی بہت ضرورت ہے (صمصام شیرازی)



مرتبہ شاہ پرست یادگار سلور جوبلی جلد جاگیرداران حصہ دوم زیر طبع ہے صمصام شیرازی



ڈاکٹر خواجہ اسداللہ صاحب اپنے فرزند خواجہ وحیداللہ کے ساتھ
آپ کا ذکر جنتری ہذا کے صفحہ ۲۷۶ پر ملاحظہ فرمائیے

مرتبہ شاہ پرست | یادگار سلور جوبلی جلد جاگیرداران حصہ دوم زیر طبع ہے | صمصام شیرازی

کون کون ہے؟

مولوی ابو سعید رضا صاحب

آپ سنہ ۱۳۰۰ف میں بمقام حیدرآباد پیدا ہوئے۔ بارسٹری کے امتحان میں کامیابی حاصل کر کے سنہ ۱۳۲۲ف میں بہ حیثیت منصف درجہ اول سلک ملازمت سرکار عالی میں داخل ہوئے۔ اور درجہ بدرجہ ترقی کرتے ہوئے ناظم اول دیوانی اور اسکے کچھ عرصہ بعد ناظم اول فوجداری اور زاں بعد ناظم اول مطالبات خفیفہ مقرر ہوئے۔ آپ کی قانونی قابلیت و لیاقت اور کام کی خوش اسلوبی کی وجہ رکن مجلس عدالت العالیہ ہوئے اور اس وقت بھی رکنیت کے اہم کام کو آپ نہایت خوش اسلوبی سے انجام دے رہے ہیں۔ آپ کا شمار حیدرآباد کے قابل اور معتمدین حکام میں ہے حیدرآباد دکن کی جہتی زندگی میں آپ کو نمایاں جگہ حاصل ہے۔

نواب اختر یار جنگ بہادر

آپ سنہ ۱۲۸۸ف میں پیدا ہوے اور اپنے والد ماجد حضرت امیر مینائی رحمۃ اللہ علیہ کے سایہ عاطفت میں بمقام رامپور تعلیم و تربیت پائی اور انہیں کے فیض صحبت سے علمی اور عملی استعداد حاصل فرمائی۔ شعر گوئی کا شوق اوائل عمر سے آپ کو ہے۔ چنانچہ اپنے والد ماجد کی ہمت افزائی سے عہد طفلی میں مشاعروں میں پڑھا کرتے تھے لیکن خود آپ کی توجہ اس فن لطیف کی جانب سنہ ۱۸۹۸ء میں مبذول ہوئی۔ اختر اپنا تخلص کیا کرتے ہیں۔ رسالہ دامن گلچیں بھی اسی زمانہ میں آپ نے اپنے اہتمام سے از سر نو جاری فرمایا تھا۔ رفتہ رفتہ آپ کے کلام کی شوخی و برجستگی اور معاملہ بندی نے ارباب ذوق کے دلوں پر قبضہ کرنا شروع کر دیا۔ اور تھوڑے ہی عرصہ میں آپ اپنے معاصرین

کی صف اول میں داخل ہو گئے۔ ترتیب کلام کے لحاظ سے ہمارے نزدیک آپ کا درجہ بڑا ہے۔ آپ اپنے والد کے ہمراہ سنہ ۱۹۰۱ء میں حیدرآباد آئے۔ یہاں کے صاحبان ذوق نے آپ کو آنکھوں پر جگہ دی۔ اور اس سرزمین کے کہن سال شعرا نے آپ کی صحبت سے اکتساب فیض کیا۔ یہ وہ زمانہ تھا کہ اہل کمال کی قدر افزائی کے لحاظ سے امرا کی ڈیوڑھیاں سونی ہو گئی تھیں۔ نام خدا ایک ایوان پیشکاری باقی تھا۔ آپ کو بھی وہیں جگہ مل گئی۔ آپ سنہ ۱۳۱۹ف میں بحیثیت مددگار معتمد عدالت و کوتوالی و امور عامہ سلک ملازمت سرکار عالی میں داخل ہوئے۔ اور درجہ کی ترقیاں پاکر اول مددگاری کی خدمت تک پہنچے۔ وہاں سے سررشتہ امور مذہبی کی نظامت پر منتقل ہوئے کچھ عرصہ تک صدر الصدور کی خدمت منصرمانہ انجام دیئے۔ سنہ ۱۳۳۸ف میں معتمدی کا صیغہ بھی آپ کے تفویض ہوا اور آپ ناظم و معتمد کی حیثیت سے سررشتہ مذہبی کی گرانقدر خدمات بااحسن وجوہ انجام دے کر یکم آذر سنہ ۱۳۴۵ف کو خدمت سے سبکدوش ہوئے سنہ ۱۳۴۲ھ میں تقریب سالگرہ ہمایونی خطاب "نواب اختر یار جنگ بہادر" سے سرفرازی پائے۔ مالک کی وفاکیشی اور مملوک کی خیر طلبی ہمیشہ آپکا شعار زندگی رہا۔ آپ بڑے خوبیوں کے بزرگ ہیں۔

نواب اکبر یار جنگ بہادر

آپ احمد شیر خان صاحب کے فرزند ہیں۔ آپ کا خاندان افریدیوں کے مشہور و معروف قبیلہ ملاخیل کی شاخ زرغون خیل سے ہے۔ آپ کے بزرگ فرخ سیر بادشاہ کے عہد میں درہ خیبر سے آکر نواب محمد خان غضنفر جنگ فرخ آبادی خلف اکبر قایم جنگ کے آباد کئے ہوئے قصبۂ قایم گنج ضلع فرخ آباد میں آباد ہوئے تھے آپ ذی قعدہ سنہ ۱۲۹۳ھ میں قصبۂ گوجر خان ضلع راولپنڈی میں پیدا ہوئے جہاں آپ کے پدر بزرگوار انسپکٹر پولیس تھے۔ آپ کی تعلیم کا وقت آیا تو اس فرض کو آپ کے والد ماجد اور دوسرے معلمین نے وطن ہی میں انجام دیا۔ لیکن عربی، فارسی درس کی تحصیل سنہ ۱۳۰۲ف میں اورنگ آباد تشریف لاکر فرمائی۔ اور وہیں بقدر ضرورت انگریزی ادبیات کی تحصیل کی۔ یہ امر قابل اظہار ہے کہ توفیق الٰہی شامل حال ہوئی اور آپ نے استاد سے زیادہ اپنے مطالعہ پر اعتماد فرمایا۔ اسی عرصہ میں قانون کی کتابیں بھی مطالعہ فرماتے رہے اور سنہ ۱۳۰۴ف میں درجہ سوم کا امتحان پاس کر کے اورنگ آباد میں وکالت شروع کردی شہریور سنہ ۱۳۰۶ف میں اسی غرض سے بلدہ تشریف لائے اور اگلے سال وکالت درجہ دوم میں کامیابی حاصل فرمائی۔ وکالت درجہ اول کی سند آپ کو آذر سنہ ۱۳۱۵ف میں ملی۔ اور بلا جواز تاخیر آپ نے اپنے کام کو مجلس عالیہ عدالت تک وسعت دی۔ اس موقع پر آپنے اس محنت و نیک نفسی سے کام کیا کہ تھوڑے ہی عرصہ میں آپ کا شمار ہائیکورٹ کے سر آوردہ وکلا میں ہونے لگا۔ حیدرآباد میں یہ کامیابی اس قدر بڑی کہی جاسکتی ہے کہ اس سے زیادہ کی توقع کسی وکیل کو بمشکل ہوسکتی ہے لیکن ابھی عز و وقار کی کئی منزلیں آپ کے لئے باقی تھیں۔ وہ بھی خدا نے آسان کردیں۔ اپنے پیشہ کی ضرورتوں کو نظر انداز کئے بغیر اس دوران میں آپ تھوڑا سا وقت ہمیشہ علمی و ادبی مطالعہ کی غرض سے ضرور نکالتے رہے تھے۔ اور کبھی آپ کو اپنی جماعت کے اغراض و مقاصد کی اشاعت کی خاطر بھی وقت دینا پڑتا تھا۔ آپ نے اپنے ہم پیشہ وکلا کے دلوں کو مسخر فرمالیا تھا اور آپ کی ذات سے ان کی مجلس کی رونق ہمیشہ دوبالا ہوتی رہتی تھی۔ اسی وجہ سے وکلا کی موقر جماعت نے تین بار آپ کو اپنا قائم مقام بناکر مجلس وضع قوانین

میں بھیجا جاتا تھا۔ ۱۳۲۰ف میں آپ نے دکن لاء رپورٹ کے نام سے ایک قانونی ماہواری رسالہ جاری فرمایا تھا جو آپ کے زمانۂ ادارت میں نہایت کامیاب رہا۔ چند سال تک آپ نے بلدیہ حیدرآباد میں صدر نشینی کی نیابت کے فرائض بھی انجام دیئے ہیں۔ آپ کی وکالت کی ترقی او۔ اس پیشہ میں آپ کی کامیابی کا حال سمع ہمایونی تک پہنچا تو بارگاہ خسروی سے آپ کو خورداد ۱۳۲۷ف میں ہائی کورٹ حیدرآباد کی رکنیت پر سرفراز فرمایا گیا۔ اور دوران رکنیت میں متعدد وقیع کمیشنوں میں شرکت کی عزت بھی بخشی گئی۔ معتمدی عدالت و کوتوالی وامور عامہ کے عہدۂ جلیلہ پر آپ کا تبادلہ ۱۳۳۲ف میں ہوا جبکہ رکنیت عدالت العالیہ کے فرائض کو پانچ سال آپ نہایت نیکنامی و تندہی سے انجام دے چکے تھے اس عرصہ میں جو موقع آپ کو مل سکا آپ نے ہر طرح اپنے آپ کو اس منصب کا اہل و مستحق ثابت کر دکھایا ہے اور عرصۂ دراز تک معتمدی کے گرانقدر خدمات انجام دینے کے بعد آپ اپنی سابقہ خدمت رکنیت پر مامور اور اس وقت کارگذار ہیں۔ آپ کو ہمیشہ علمی اور ادبی دلچسپیاں رہی ہیں۔ چنانچہ آپ ملک کے مختلف ہفتہ وار اور ماہوار اخباروں اور رسالوں کو اپنے رشحات قلم سے عرصہ تک سیراب فرماتے رہے۔ اور آفسر۔ دلگداز۔ وفادار اور انتخاب لاجواب میں آپ کے مضامین مدت تک شائع ہوتے رہے ہیں۔ قانون و مذہب سے آپ کو ہمیشہ دلبستگی رہی ہے اور سچ ہے کہ اسی مذہبی چھان بین کی بدولت آپ کے قلب کے اندر ایک بڑا مذہبی انقلاب پیدا ہو گیا ہے اور آپ نے اپنے اپنے لئے راستہ ڈھونڈھ نکالا ہے۔ بتقریب عقد عزائی حضور پُرنور ۱۳۴۱ھ کو آپ نواب اکبر یار جنگ بہادر کے خطاب سے سرفرازی پائے۔

نواب آغا یار جنگ بہادر

آپ کا اصلی نام مولوی آغا محمد علی خان صاحب ہے آپ کے والد آغا جعفر سلطان شیرازی مرحوم و مغفور تھے۔ آپ کی ولادت ۲۲ شہریور ۱۲۸۴ف میں بمقام شیراز ہوئی۔ بعہد وزارت نواب مختار الملک سر سالار جنگ اول مرحوم و مغفور اپنے والد مرحوم کے ہمراہ وارد حیدرآباد فرخندہ بنیاد ہوئے اور یہاں بدرسۂ عالیہ میں داخل ہو کر اعلیٰ تعلیم حاصل فرمائی۔ آپ کی طالب علمانہ زندگی کا تقریباً تمام تر حصہ سالار جنگ ثانی اور نواب منیر الملک کی معیت میں گزرا۔ ۱۱ اسفندار ۱۳۰۷ف کو مددگار ناظم کوتوالی اضلاع میں اتاجی کی حیثیت سے سرکار عالی کی ملازمت میں داخل کئے گئے اور ۱۵ دے ۱۳۲۱ف کو مددگار ناظم کوتوالی اضلاع مقرر ہوئے چونکہ کوتوالی کا میدان آپ کے لئے زیادہ وسیع نہ تھا اس لئے محکمہ مالگذاری میں آپ منتقل ہوئے۔ اولاً ضلع بیڑ کی اول تعلقداری کی خدمت انجام دیئے ازاں بعد تیر ۱۳۲۴ف میں آپ اول مددگار معتمد مالگذاری قرار پائے اور درجہ کی ترقی پاتے ہوئے اواخر ۱۳۲۹ف میں نائب معتمد مال ہوئے۔ ۱۲ محرم ۱۳۴۵ھ کو بالطاف خسروانہ معتمدی مال کی خدمت پر ترقی پائے۔ ازاں بعد وظیفہ پر علحدہ ہوئے اور اس وقت میر مجلسی پائیگاہ نواب اعانت جنگ معین الدولہ بہادر کی خدمت انجام دے رہے ہیں۔ آپ نہایت خوش خلق، مدبرانہ کارگزار آغا ہیں بنی نوع انسان کے ساتھ آپ کو خاص ہمدردی ہے آپ کے لائق فرزند نواب سلطان یار جنگ بہادر ہیں جن کا ذکر ردیف (س) میں کیا جائے گا۔

ڈاکٹر نواب ارسطو یار جنگ بہادر

آپ کا نام ڈاکٹر عبدالحسین ہے۔ آپ سنہ ۱۲۶۹ھ میں بمقام حسینی علم حیدرآباد پیدا ہوئے۔ آپ کے جد اعلیٰ اٹھارہویں صدی عیسوی کے نصف آخر میں بہ سلسلہ تجارت ریاست اودے پور سے وارد حیدرآباد ہوئے یہ سلسلۂ تجارت آپ کے پدر بزرگوار محمد اسمٰعیل (جن کا شمار شہر کے بڑے تجار میں تھا) تک جاری رہا۔ آپ نے رزیڈنسی اسکول میں انگریزی کی تعلیم حاصل فرمائی۔ اور علم عربی، فارسی اردو کا اکتساب مشہور و معروف اساتذہ سے فرمایا۔ اور فن ڈاکٹری میں حیدرآباد میڈیکل اسکول سے سنہ ۱۲۹۴ف میں بدرجۂ اعلیٰ کامیابی حاصل کر کے سنہ ۱۲۹۵ف میں دواخانہ سنگا ریڈی کے اسسٹنٹ سرجن مقرر ہوئے۔ جہاں سے بیدر و نلگنڈہ وغیرہ میں متعین ہوتے رہے اور ہر جگہ اپنی قابلیت، علاج کی مہارت اور نیک نفسی کا سکہ جمایا۔ سنہ ۱۳۰۰ف میں آپ ترقی پا کر شفاخانہ افضل گنج بلدہ حیدرآباد کے ہاؤس سرجن ہوئے اور اس سلسلہ میں ایسی نمایاں خدمات انجام دیں کہ چند ہی سال بعد آپ کو نظامت طبابت و حفظ صحت کا عہدۂ جلیلہ عطا ہوا۔ شفاخانہ افضل گنج میں آپ کے کمال فن اور خاصکر فن جراحی کی مہارت کا اسقدر شہرہ ہوا کہ آپ کا نام ہندوستان کے باہر بھی ماہرین فن میں عزت سے لیا جانے لگا اور اعلیٰ حضرت غفران مکانؒ نے آپ کی قابلیت و ذہانت کے اعتراف میں آپ کو محلات شاہی کے اعزازی سرجن کی خدمات تفویض فرمائیں۔ اور ارسطو یار جنگ کا خطاب سرفراز فرمایا۔ محلات شاہی کی ہاؤس سرجنی کا کام آپ سرکاری ملازمت سے وظیفہ یاب ہونے کے بعد بھی انجام دیتے رہے۔ آپ کی خانگی زندگی نہایت سادہ شریفانہ اور محبت و مروت سے مملو اور آپ کے حسن سلوک و فیاضی کا یہ عالم ہے کہ متعدد طلبا، آپ کے خرچ سے تعلیم پا رہے ہیں۔ بلکہ یہ کہنا چاہیئے کہ آپ کا مکان غریب طالبعلموں اور حاجتمند مریضوں کی مستقل اقامت گاہ ہے۔ آپ نے مکان ہی میں لڑکوں کے لئے مدرسہ داؤدیہ اور لڑکیوں کے لئے مدرسۂ قیومیہ قائم فرمایا ہے۔ جن کا سارا خرچ آپ برداشت کرتے ہیں اور کتبخانہ دارالمطالعہ بھی آپ نے اپنے خرچ سے قائم کر رکھا ہے اس کے علاوہ متعدد خیراتی اور قومی اداروں میں آپ کی امداد شامل ہے۔ دوران ملازمت ہی میں آپ نے حج بیت اللہ الحرام و زیارت عتبات عالیہ کا شرف حاصل کیا۔ اور ممالک اسلامیہ کی سیر و سیاحت کے علاوہ فرانس، انگلستان اور اسکاٹ لینڈ بھی تشریف لے گئے الحاصل یہ کہ قابلیت، ذہانت، مہارت فن شغف مذہبی اور وسیع النظری میں آپ کی شخصیت وحید روزگار رہے اور آپ کی اخلاقی خوبیوں کا نتیجہ یہ ہے کہ آپ کی اولاد بھی صاحب نصیب اور معزز عہدوں پر فائز ہے۔

نواب اصغر نواز جنگ بہادر

آپ نواب شہاب جنگ مغفور کے اکلوتے فرزند اور ایک خاندانی امیر ہیں۔ آپ کے آباو اجداد نے جو گرانمایہ خدمات ملک و مالک کی بہی خواہی کے لئے انجام دیں وہ صفحۂ روزگار پر یادگار رہیں۔ آپ سنہ ۱۳۱۰ھ میں پیدا ہوئے۔ اپنے والد کے زیر نگرانی قابل اساتذہ سے اردو، فارسی، اور انگریزی کی تعلیم حاصل فرمائی۔ اور اپنے والد مرحوم کے انتقال کے بعد آپ جملہ اعزاز و مناصب و جائداد و جاگیرات آبائی سے مفتخر ہوئے سنہ ۱۳۳۶ھ میں صبیہ نواب معتمد الدولہ مرحوم سے آپ کی شادی ہوئی۔ بہ تقریب سالگرہ ہمایونی سنہ ۱۳۵۲ھ آپکو خطاب اصغر نواز جنگ، بہادر سے سرفراز فرمایا گیا آپ شاہی دعوتوں میں مدعو رہتے ہیں۔ نہایت خوش خلق،

بامروت، علم دوست، سنجیدہ مزاج نواب ہیں۔ اپنے ملک و مالک کی خدمت اور ملک کی بہبودی میں حصہ لینا ورانتاً آپ کے حصہ میں آیا ہے۔ آپ حیدرآباد دکن کے ان منتظم جاگیرداروں سے ہیں۔ جن کی جاگیریں نہ صرف زیر بار قرضہ سے محفوظ ہیں بلکہ جاگیر کی رعایا جن کے زیر نگرانی نہایت خوش حالی اور اطمینان قلبی سے اپنی زندگی بسر کر رہی ہے۔ آپ وعدہ کے پابند، زبان کے سچے نواب ہیں۔

ڈاکٹر نواب اشرف نواز جنگ بہادر

آپ محکمۂ صفائی بلدۂ حیدرآباد کے ہلیتھ افیسر اور حیدرآباد کے ایک معزز و ممتاز خاندان کے فرد ہیں۔ آپ ۱۲۹۲ف میں بمقام بلدۂ حیدرآباد پیدا ہوئے۔ اور ہندوستان و بیرون ہندوستان کے ممتاز مدارس میں آپ نے تعلیم حاصل کر کے ایم۔ بی اور سی۔ ایچ۔ بی اور ایل۔ ایم کی ڈگریاں حاصل کیں اور گرم ممالک کے امراض کی تشخیص و علاج اور حفظان صحت کی خاص طور پر سند حاصل فرمائی بعد فراغ تحصیل سنہ ۱۳۲۰ف میں آپ سرکار عالی کی ملازمت میں بہ حیثیت ہلیتھ افسر صفائی بلدہ داخل ہوئے جس سال بھر کی خدمات کے بعد آپ کو استقلال حاصل ہو گیا اور اس وقت سے آپ ان اہم اور نازک خدمات کو نہایت ہی قابلیت و مستعدی سے انجام دے رہے ہیں۔ امرائے حیدرآباد میں شامل ہونے کی وجہ سے آپ کو یہاں کی سوسائٹی میں خاص امتیاز حاصل ہے اور اسی بناء پر سرکار عالی سے آپ کو اشرف نواز جنگ بہادر کا خطاب ملا ہوا ہے۔ حسن خلق اور منکساری جو امرائے حیدرآباد کا طرۂ امتیاز ہے آپ میں بدرجۂ اتم موجود ہے۔

میجر ڈاکٹر اشرف الحق

آپ سرکار عالی کے فوجی شفاخانہ میں سرجن کے عہدہ پر فائز تھے۔ اور اب وظیفہ حسن خدمت پا رہے ہیں۔ آپ خاندانی اعزاز کے علاوہ ڈاکٹری کی اعلیٰ تعلیم کے زیور سے آراستہ ہیں۔ آپ کا خاندان دہلی کے اس شہرۂ آفاق سلسلہ سے ملتا ہے جس میں علامہ عبدالحق جیسی نادر روزگار ہستیاں پیدا ہوئی ہیں۔ میجر اشرف الحق صاحب نے ولایت میں طبابت و جراحی کی مختلف شاخوں میں بہترین تربیت حاصل کرنے کے بعد غدود کے آپریشن سے نوجوانی بحال کرنے کے طریقہ کو خاص کر سیکھا اور حیدرآباد میں اس قسم کے متعدد کامیاب آپریشن انجام دے چکے ہیں۔ حال ہی میں ایک آپریشن آپ نے ہز اکسلنسی مہاراجہ یمین السلطنت بہادر پیشکار و سابق صدر اعظم باب حکومت سرکار عالی کی موجودگی میں انجام دیا اور آپ کی تیز دستی اور قابلیت کا ہز اکسلنسی موصوف نے اعتراف کیا۔ اس خاص شعبہ جراحی کے علاوہ آپ عموماً جراحی اور علاج میں اعلیٰ مہارت رکھتے ہیں اور اکثر مایوس مریضوں کو از سر نو زندگی دے چکے ہیں۔ اس قابلیت و فوقیت کے باوجود آپ نہایت ہی منکسر المزاج اور ملنسار واقع ہوئے ہیں اور حیدرآباد میں آپ کا حلقہ احباب بہت ہی وسیع ہے۔

نواب اصغر یار جنگ بہادر

آپ اپنے عہد کے ان یگانہ افراد میں ہیں جو اعلیٰ قابلیت، خاندانی وجاہت اور بلند مرتبہ حیثیت کے با وجود نہایت ہی منکسر المزاج، خوش خلق، اور ملنسار ہیں۔ ہندوستان و انگلستان میں اعلیٰ التعلیمی اور قانونی ڈگریاں حاصل کرنے کے بعد آپ پہلے الہ آباد میں اور حیدرآباد میں بیرسٹری کرتے رہے لیکن اس پیشہ کی غیر معمولی مصروفیتوں

کے باوجود جبکہ آپ کی پریکٹس پورے عروج پر تھی، آپ کا ذوق علم اور ذوق سخن جاری رہا اور اعلیٰ انگریزی تعلیم حاصل کرنے کے باوجود آپ روحانیت کے معتقد رہے۔ چنانچہ آج آپ رکن عدالت العالیہ بھی ہیں۔ شاعر بھی ہیں اور صوفی بھی۔ اور اس کے ساتھ ہی ساتھ قومی مذہبی اور ملکی تحریکات میں آپ کا نمایاں حصہ رہتا ہے یہ تمام صفات ایک ہستی میں بہت کم پائی جاتی ہیں۔ لیکن آپ کو اتنا وسیع دماغ اور اخلاق خاندانی ترکہ کے طور پر حاصل ہوا ہے کہ اس کے لئے صرف اس قدر کہنا کافی ہے کہ جس خاندان کے آپ رکن ہیں اُسی میں دہلی کے شہرہ آفاق ڈاکٹر اور قومی لیڈر ڈاکٹر مختار احمد انصاری اور یگانہ روزگار طبیب حکیم نابینا صاحب اور صوبہ اورنگ آباد کے گورنر نواب رضا نواز جنگ بہادر بھی شامل ہیں۔ جس چمن میں اتنے نمایاں افراد پیدا کرنے کی صلاحیت ہو اس سے واسطہ ہی امتیاز و سرفرازی کا تمغہ ہے۔ آپ ۱۲۹۷ف میں اپنے وطن یوسف پور ضلع غازی پور میں پیدا ہوئے۔ مکتبی تعلیم ملا محمد عمر ولایتی اور مولانا محمد فاروق چریا کوٹی سے حاصل کی اور وکٹوریہ ہائی اسکول غازی پور سے انٹرنس کا امتحان پاس کر کے میور سنٹرل کالج الہ آباد میں داخل ہوئے۔ جہاں سے ایف۔ اے کا درجہ پاس کر کے آپ علی گڈھ کالج تشریف لے گئے اور بی۔ اے کی ڈگری حاصل کی۔ سنہ ۱۹۰۱ء میں آپ یونیورسٹی اسکول آف لاء الہ آباد میں قانونی تعلیم حاصل کرنے کی غرض سے داخل ہوئے لیکن پہلے ہی سال کا امتحان پاس کر کے آپ انگلستان تشریف لے گئے اور وہاں کیمبرج اور اکسفورڈ میں حکر امتیاز کے ساتھ بیرسٹری کا تمغہ حاصل کیا۔ زمانہ طالب علمی میں اپنی خوش تقریری اور ذہانت سے آپ ہمیشہ اپنے رفقاء میں ممتاز رہے اور بڑے بڑے پیرسے خراج تحسین وصول کیا۔ حیدر آباد میں آپ کی بیرسٹری کا زمانہ ہنگامہ گلبرگہ کے واقعہ سے یادگار رہیگا۔ جس میں آپ نے اکیسو ساسی مسلمان ملزموں کو عدالت سے پیروی کر کے بری کرا یا۔ ۱۳۳۸ف سے آپ عدالت العالیہ کے رکن ہیں۔ آپ نواب اصغر یار جنگ بہادر کے خطاب مستطاب سے سرفراز ہیں۔ آپ کا اصلی نام مسٹر محمد اصغر ہے۔

نواب سر امین جنگ بہادر

آپ صدر المہام پیشی خداوندی تھے۔ اب وظیفہ حسن خدمت پر سبکدوش ہو گئے ہیں آپ اپنی اعلیٰ علمی قابلیت اور ذوق علمی کی وجہ تمام مملکت میں شہرہ آفاق ہیں آپ کی وسیع لائبریری جو منتخب ترین کتب قدیم و جدید کا ایک گراں القدر ذخیرہ ہے آپ کے مذاق سلیم کا بہترین ثبوت ہے۔ آپ کو مذہب اور تعلیم سے خاص دلچسپی ہے اور آپ کا رسالہ نوٹس اسلام انگریزی میں غیر معمولی مقبولیت حاصل کر چکا ہے۔ آپ احاطہ مدراس کے ایک معزز خاندان سے ہیں آپ کے والد ماجد محمد قاسم خطیب اور مدراس کے ایک مشہور تاجر تھے۔ جن کا اصلی وطن وانمباڑی ضلع شمالی ارکاٹ تھا۔ آپ سنہ ۱۸۶۳ء میں بمقام مدراس پیدا ہوئے اور وہیں تعلیم و تربیت کے تمام مراحل آپ نے طے کئے سنہ ۱۸۸۵ء میں آپ نے بی۔ اے کے امتحان میں نمایاں کامیابی حاصل کی اور مدراس یونیورسٹی کے تمام امیدواروں میں دوسرے نمبر پر رہے سنہ ۱۸۸۸ء میں آپ نے بی۔ ایل کی ڈگری حاصل کی اور مدراس کے شہرہ آفاق بیرسٹر مسٹر ایرڈلی نارٹن کی نگرانی میں وکالت کے ابتدائی مراحل طے کئے۔ اس دوران میں آپ کے علمی مشاغل بھی جاری رہے اور چار سال تک آپ یونیورسٹی میں اردو، فارسی اور عربی کے ممتحن رہے سنہ ۱۸۹۰ء میں آپ نے ایم۔ اے کا امتحان امتیاز کے ساتھ پاس کیا اور اسی سال آپ نے مدراس ہائیکورٹ میں وکالت شروع کی۔ اس کے ایک سال بعد آپ کو ضلع ارکاٹ میں ڈپٹی کلکٹر و ڈپٹی مجسٹریٹ کے عہدہ پر مقرر کیا گیا لیکن تھوڑی ہی مدت کے بعد آپ نے

اس سے کنارہ کشی اختیار کر لی اور سنہ ۱۸۹۳ء میں آپ وارد حیدر آباد ہو کر بہ ماتحتی نواب سرور الملک بہادر مددگار معتمد پیشی کی خدمت پر مامور ہوئے اور اپنے فرائض منصبی کو اس خوبی کے ساتھ انجام دیا کہ اعلیٰ حضرت غفران مکان نے سنہ ۱۸۹۹ء میں آپ کو نواب سرور الملک بہادر کی جگہ مقرر فرمایا۔ اور سنہ ۱۹۰۵ء میں آپ اعلیٰ حضرت غفران مکان کے چیف سکریٹری بھی ہو گئے حضور پرنور جب سریر آرائے سلطنت ہوئے تو آپ کو دونوں مناصب پر قائم رکھا سنہ ۱۹۱۳ء میں آپ صدر المہامی پیشی خداوندی پر فائز ہوئے سنہ ۱۹۱۰ء میں آپ کو پیشگاہ خداوندی سے ”مدجنگ“ کا خطاب عطا ہوا اور آپ مولوی احمد حسین سے نواب امین جنگ بہادر ہو گئے۔ سرکار انگریزی سے سنہ ۱۹۱۱ء میں آپکو سی ایس آئی اور سنہ ۱۹۲۲ء میں کے۔ سی۔ ایس۔ آئی کا خطاب ملا۔ آپ انتہا درجہ کے خوش خلق علم دوست شریف النفس نواب ہیں اور اپنے آقا کے ساتھ وفاداری وجاں نثاری میں شہرۂ آفاق ہیں۔

مس آمنہ پوپ

آپ پرنسپل زنانہ کالج نامپلی اور غیر معمولی ذہانت و قابلیت کی انگریز مسلمان خاتون ہیں آپ نے حیدر آباد کی زنانہ سوسائٹی میں کافی اثر ورسوخ پیدا کر لیا ہے۔ آپ تعلیم و تعلم ولایت کی متعدد ڈگریاں رکھتی ہیں اور ہندوستان میں معلمی کا وسیع اور قابل فخر تجربہ آپکو حاصل ہے ایک مدت تک لکھنو کے اسلامیہ گرلز اسکول کی آپ پرنسپل رہ چکی ہیں اور اس مدرسہ نے آپ کے دور میں غیر معمولی ترقی حاصل کر لی سنہ ۱۳۲۷ف سے آپ خواتین حیدر آباد کی نئی پود کو اپنی اعلیٰ قابلیت و خداداد ذہانت سے نفع پہنچا رہی ہیں۔ زنانہ کالج نامپلی جس کی اس وقت آپ پرنسپل ہیں حیدر آباد کے تمام زنانہ کالجوں میں نمایاں ترین حیثیت رکھتا ہے اور متعلمات کی تعداد جتنی اس کالج میں ہے اتنی غالباً ہندوستان کے بڑے سے بڑے زنانہ کالجوں میں بھی نہ ہوگی۔ آپ سنہ ۱۳۰۵ف میں بمقام کینڈا پیدا ہوئیں اور ولایت ہی میں اپنے تمام مدارج تعلیم طے کئے مختلف مذاہب کے بعد آپ نے مذہب اسلام قبول کیا اور اسی پر تاحال قائم ہیں سنہ ۱۳۳۸ف سے آپ پرنسپل زنانہ کالج نامپلی کے عہدہ پر مامور ہو کر اپنے مفوضہ فرائض کو باحسن الوجوہ انجام دے رہی ہیں۔

نواب میر احمد علی خان بہادر

آپ آنریبل نواب میر اسد علی خان مرحوم کے دوسرے فرزند ہیں آپ بتاریخ ۱۲۔ دے سنہ ۱۳۱۰ف پیدا ہوئے۔ آپ کی ابتدائی تعلیم شروع میں اتالیق کے ذریعہ گھر پر والدین کی نگرانی میں ہوئی۔ تحتانی تعلیم ابتداً مدرسہ اعزہ میں اور اس کے بعد مدرسہ عالیہ میں ہوئی۔ ثانوی تعلیم کچھ تو مدرسہ عالیہ میں اور کچھ سینٹ جارجس گرامر اسکول میں حیدر آباد ہی میں کچھ عرصہ کے لئے آپ نے کیمبرج کے نصاب کے تحت تعلیم حاصل کی۔ ۱۹۱۰ء سے ۱۹۱۴ء تک مدراس میں مدرسۂ اعظم جو اب محمڈن کالج کے نام سے موسوم ہے اور جو اسلامی کالج میں تعلیم کا سلسلہ جاری رہا۔ کیمبرج کی تعلیم کی تکمیل کی غرض سے آپ علیگڈھ سنہ ۱۹۱۴ء میں بھیجے گئے جہاں تقریباً دو سال تک بلگرامی ٹیٹوریل کالج میں رہکر پریلیمنری اور جونیر کیمبرج کی تعلیم کی تکمیل کی گئی۔ اب نصاب کی تکمیل اور کیمبرج کورس کے سینیر امتحان کے لئے تیاری کروانے کی غرض سے آپ کو اس زمانہ کے ہندوستان کے بہترین ادارے ”ہشتگیز ہاؤز اسکول“ علی پور کلکتہ میں شریک کیا گیا۔ جنگ عظیم کے دوررس اثرات اور یورپ کی خوفناک حالت جو خصوصاً ۱۹۱۶ء کے بعد سے ہو گئی تھی اس بات کی اجازت نہ دی کہ آپ کیمبرج کے امتحانات کامیاب کر کے یورپ فوراً روانہ ہو سکیں۔ اس لئے ہندوستانی امتحانات کی تیاری لازمی ہوئی چنانچہ ۱۹۱۸ء

میں دھلی منتخب کیا گیا۔ جہاں آپ کے والد ماجد سال میں زیادہ حصہ کونسل کی وجہ سے بسر کرتے تھے۔ دھلی کے مشہور اسکول "اسٹیفن مشن ہائی اسکول" میں شریک ہو کر پنجاب میٹرک کا امتحان کامیاب کیا۔ ۱۹۱۸ء سے ۱۹۲۴ء تک آپ کا قیام دھلی میں رہا۔ جہاں سینٹ اسٹیفن کالج سے آپ نے سنہ ۱۹۲۰ء میں انٹرمیڈیٹ ۱۹۲۲ء میں بی۔ اے اور ۱۹۲۴ء میں ایم۔ اے کے امتحانات کامیاب کئے۔ علاوہ درس کے کالج کی کئی مصروفیات میں آپ کی گہری دلچسپی رہی۔ لیٹریری انجمنوں کے آپ صدر یا نائب صدر مختلف اوقات میں رہے ہیں۔ اسپورٹ اور ٹینس کلب کے آپ معتمد تھے اور دو سال تک جامعہ دھلی کے ٹینس چامپین رہے۔ علاوہ انگریزی کے بی۔ اے اور ایم۔ اے میں آپ کے اختیاری مضامین سیاسیات، تاریخ اور معاشیات تھے۔ ایم۔ اے کے لئے آپ کا مقالہ "پنجاب کی صنعتی زندگی" ایک ایسی تصنیف ہے کہ جس سے ہندوستان اور خصوصاً پنجاب کی صنعتی حالت، ماضی، حال اور مستقبل کا پتہ ملتا ہے۔ تقریباً ایک سال تک ۱۹۲۲ تا ۱۹۲۳ء جبکہ آپ کی شرکت ایم۔ اے کے لئے ہوئی تھی حیدر آباد میں آپ نواب مہدی یار جنگ بہادر جو اُس زمانہ میں معتمد سیاسیات سرکار عالی تھے، کے اعزازی پرسنل مددگار کی حیثیت سے کام انجام دیتے رہے ساتھ ساتھ اس کے آپ نے ایم۔ اے کی تیاری بھی کی۔ سنہ ۱۹۲۴ء میں دھلی اور پنجاب کے جائنٹ ایم۔ اے کے امتحان میں کامیابی حاصل کی۔ ۱۹۲۵ء کے اوائل میں آپ کا تقرر سررشتہ تعلیمات سرکار عالی میں بہ حیثیت مددگار سٹی کالج عمل میں آیا۔ چار ایک ماہ یہاں رہ کر آپ نے تعلیمی رخصت حاصل کی۔ اور ستمبر سنہ ۱۹۲۵ء میں انگلستان اعلیٰ تعلیم کے لئے روانہ ہوئے ستمبر ۲۵ء سے جولائی سنہ ۲۸ء تک آپ کا قیام یورپ میں رہا جہاں آپ نے لیڈز یونیورسٹی سے ڈپلوما ان ایجوکیشن اور ماسٹر آف ایجوکیشن کی ڈگری حاصل کی۔ انر ٹمپل (لندن) سے بیرسٹر ہوئے اور چھ ماہ تک لندن کے ایک دیرینہ تجربہ کار بیرسٹر کے تحت قانون کی عملی تعلیم حاصل کی جس کی وجہ سے آپ بالراست برٹش انڈیا کے ہائیکورٹوں میں پراکٹس کرنے کے مجاز ہیں۔ ماسٹر آف ایجوکیشن کے لئے آپ کا مقالہ "ریاست اور خانگی تعلیمی امداد" سے موسوم ہے جس میں ہندوستان کی تمام تعلیم پر روشنی ڈالتے ہوئے بتلایا گیا ہے کہ کہاں اور کس حد تک ریاست اور خانگی ذرائع تعلیم کی ترقی اور اصلاح کیں مفید ہو سکتے ہیں۔ یورپ کے دوران قیام میں جب آپ کو فرصت ملی آپ نے وہاں کی تعلیمی حالت سے متعلق معلومات اور تجربے حاصل کیے۔ انگلستان فرانس اور اسکاچستان کے مختلف اقسام کے تعلیمی اداروں کو آپ نے دیکھا ہے اور ان کی تعلیمی مصروفیات اور انتظام سے متعلق تفصیلی اشارات تیار کئے ہیں۔

یورپ سے واپس ہونے پر آپکا تقرر مدرسۂ فوقانیہ ورنگل کی صدارت پر کیا گیا۔ کچھ عرصہ بعد ہی عثمانیہ کالج ورنگل کے پرنسپل مقرر کئے گئے سنہ ۱۳۲۸ف میں جب جامعہ عثمانیہ کی تنظیم جدید کا نفاذ ہوا اور بی ٹی کی جماعت قائم کی گئی تو آپ کا تقرر بہ حیثیت ریڈر کے ٹریننگ کالج میں عمل میں آیا۔ اس خدمت کو آپ اب تک انجام دے رہے ہیں آپ کی علمی اور مدرسی دلچسپی کالج کے کام تک ہی محدود نہیں ہے لندن کے قیام میں آپ کو رایل ایشیاٹک سوسائٹی کی میٹنگ میں شریک ہونے کے کئی مواقع ملے جہاں آپ نے تقاریر کیں۔ اور مضامین پڑھے۔ آپ اس سوسائٹی کے رکن بھی ہیں۔ وقتاً فوقتاً آپ کے تعلیمی مضامین حیدر آباد اور ہندوستان کے مجلوں میں شائع ہوتے رہتے ہیں۔ ان مجلوں میں "حیدر آباد ٹیچر" "المعلم" "انڈین ایجوکیٹر" "ایجوکیشنل ریویو" میں اکثر آپ کے مضامین

ہوئے ہیں۔ حال ہی میں آپ نے "دکن کی درسی کتاب" اے اسٹوڈنٹس ٹکسٹ بک ان دی ہسٹری آف ایجوکیشن کا ترجمہ سررشتہ تعلیمات کی جانب سے کیا ہے۔ یہ کتاب طبع بھی ہو چکی ہے۔ ذہنی اور جسمانی توازن کا احساس آپ کو پورا پورا ہے۔ تعلیمی اور تدریسی کاروبار کے بعد شام میں اکثر آپ کلب جایا کرتے ہیں۔ عثمانیہ یونیورسٹی ایسوسیشن اور نظامت تعلیمات کے کلب کے آپ رکن ہیں۔ جہاں آپ خاص دلچسپی ٹینس میں لیتے ہیں۔ جس میں خوب مہارت بھی ہے۔ حال ہی میں آپ عراق کے مقامات مقدسہ کی زیارات سے ہوکرے ہیں سات سال قبل آپ کی شادی نواب بندہ علی خان بہادر کی چھوٹی صاحبزادی سے ہوئی۔ نواب بندہ علی خان بہادر کا شمار حیدرآباد کے قدیم اور عظیم جاگیرداروں سے ہے۔ ان کے باپ علی یار جنگ اور چچا ظفر یار جنگ تھے۔ شہنشاہیت دہلی کے اعلیٰ عہدہ پر ان کے اجداد مقرر تھے۔ محمد شاہ رنگیلے کے بعد جب مغلیہ سلطنت کا شیرازہ بکھر گیا تو یہ لوگ دکن کا رخ کئے۔ یہاں پہنچتے ہی سرکار نظام میں اعلیٰ خدمات سے سرفراز کئے گئے اور مالک و ملک کی وفاداری میں اپنی جان پر کھیل کر موروثی جاگیرات کا افتخار حاصل کیا ہے۔ نواب میر احمد علی خان کے دو صاحبزادے میر مشتاق علی خان (پانچ سال) اور میر اشفاق علی خان (تین سال) ہیں۔ مشتاق علی خان کو اس کمسنی ہی میں تعلیم میں مصروف کیا گیا ہے ایک سال سے یہ آل سینٹ کے کانونٹ میں تعلیم پا رہے ہیں۔

نواب محمد اکرم الدین خان بہادر

آپ نواب محمد زین العابدین خان مرحوم کے خلف اکبر نواب سالار الملک مرحوم کے نبیرہ زادہ ہیں۔ آپ ۲۵۔ محرم الحرام ۱۳۰۷ھ کو پیدا ہوئے۔ ابتدائی تعلیم مدرسہ اعزہ میں اور بعد ازاں مدرسہ عالیہ میں پائی۔ انگریزی، اردو و فارسی کی اعلیٰ تعلیم حاصل فرمائی۔ طالب علمی ہی کے زمانہ میں آپ کے والد کا سایہ آپ کے سر سے اٹھ گیا۔ اور آپ انتظام امور خانگی و جاگیرات میں مشغول ہو گئے آپ نے علاقہ مالگذاری سرکار عالی کے امتحان عہدہ داران مال کے جملہ ابواب میں بدرجۂ اعلیٰ کامیابی حاصل کی اور امتحان جوڈیشل کے مضمون فوجداری و فیصلہ میں بھی بدرجۂ اعلیٰ کامیاب ہوئے۔ بلحاظ اعزاز خاندانی و قابلیت ذاتی ۱۳۲۰ف میں بعہدۂ سوم تعلقداری مامور ہوئے۔ خدمات متعلقہ کو بآئین و ہیں انجام دیتے ہوئے دوم تعلقداری پر ترقی پائے۔ اس عرصہ مدت میں اسپیشل ریلیف افسر کارہائے انتظام قحط اور مختلف ڈویژن ہائے ملگانہ و مرہٹواڑی پر بہ حیثیت ڈویژن افسر و خدمت مددگاری صوبہ داری کے علاوہ متعدد مرتبہ مختلف اضلاع پر اول تعلقداری کی خدمات کو بھی منصفانہ انجام دئے۔ آپ کی کار دانی نیک طبع و انتہائی دیانتداری کا اعتراف بہت سارے بالادست متدین عہدہ داروں نے کیا ہے اکیس بائیس سال تک خدمات مفوضہ کو باحسن الوجوہ انجام دینے کے بعد ۱۳۴۲ف میں بدرخواست خود حسن خدمت پر ملازمت سے سبکدوش ہوئے۔ آپ کی شادی نواب اقتدار یار جنگ بہادر سابق کمشنر کروڑگیری کی دختر سے ہوئی۔ نواب محمد معین الدین خان بہادر آپ کے اکلوتے فرزند ہیں جن کی تعلیم انگریزی و فارسی اعلیٰ پیمانہ پر جاری ہے اور فی الوقت سینٹ جارجس گرامر اسکول میں بجماعت سینیر کیمبرج زیر تعلیم ہیں۔ آپکو بتقریب سالگرہ ہمایونی خطاب نواب اکرام جنگ بہادر سے سرفرازی بخشی گئی۔

خان بہادر نواب میر احمد علی خان

آپ نواب میر محمد علی خان معتصم جنگ اعتصام الدولہ کے فرزند دومی ہیں تاریخ ۱۲۔ محرم الحرام ۱۳۱۵ء پیدا ہوئے اور اپنے والد ماجد کے زیر نگرانی لائق اساتذہ سے انگریزی، فارسی اور عربی کی تعلیم حاصل کی ۱۳۲۳ء میں بتقریب جشن جہل سالہ جوبلی مرحوم سرکار خطاب خان بہادر و منصب یکہزاری سے سرفرازی پائے۔ آپ کی ذکاوت طبع اور معاملہ فہمی کی وجہ آپ کے والد ماجد نے اپنے حین حیات میں آپ کو معتمد جاگیرات مقرر فرمایا۔ آپ نہایت منتظم اور سلیقہ شعار نواب ہیں۔ آپ کی قابلیت اچھی اور آپ جاگیری کاروبار و معلومات سے بخوبی واقف ہیں۔ اپنے والد کے انتقال کے بعد سے آپ جاگیرات موروثی پر قابض ہیں۔ آپ ۱۳۲۱ف کو مددگاری نظامت دارالانشا، سرکار عالی پر مامور و تاحال کارگزار ہیں۔ آپ کی شادی ۱۳۳۶ف میں نواب میر جہاندار علی خان بہادر ارسلان جنگ ثانی مرحوم کی دختر سے ہوئی۔ جن کے بطن سے آپ کو دو فرزند ہوے (۱) میر لائق علیخان (۲) میر تراب علی خان اور یہ دونوں تعلیم کے بید شوقین اور دلدادہ ہیں۔ اپنے والد کے زیر نگرانی اچھے استادوں سے گھر پر تعلیم حاصل فرما رہے ہیں۔

نواب محمد افضل علی خان بہادر

آپ نواب علی یاور جنگ مرحوم کے فرزند دومی اور نواب فخر نواز جنگ بہادر کے برادر خورد ہیں۔ آپکی ابتدائی تعلیم مدرسہ اعزہ (فوقانیہ) میں ہونے کے بعد پریسیڈنسی کالج کلکتہ سے بدرجۂ اعلیٰ آپ نے بی۔ ایس۔ سی کی ڈگری ۱۹۲۴ء میں حاصل کی۔ اور کالج آف ٹکنالوجی مانچسٹر میں تکمیل کی غرض سے شریک ہوکر دو سال میں فراغت حاصل کی۔ اور برقی انجینئرنگ کی خصوصی تعلیم ختم کرکے تقریباً ڈھائی سال وہاں کے مشہور کارخانہ مٹرو پالٹن وکرز میں عملی کام کیا۔ بعد واپسی ۱۶ آبان ۱۳۳۸ف کو انجینئرنگ کالج میں آپ مددگار ریڈر وقیس مقرر ہوے اور پانچ سال تک اس خدمت کو انجام دینے کے بعد محکمہ برقی اضلاع میں مہتمی کے عہدہ پر منتقل ہوے اور اب وہیں مامور ہیں اور نہایت جفاکشی و تن دہی سے عملی خدمات انجام دے رہے ہیں۔ ۲۶۔ ذیحجہ ۱۳۵۳ء کو آپکی عروسی آپ کے منجھلے ماموں نواب مرزا مہدی حسین خان بہنیظر جنگ مرحوم کی صاحبزادی سے عمل میں آئی جس میں حضرت اقدس و اعلیٰ نے اپنی قدم رنجہ فرمائی سے عزت بخشی۔ اس اتصال کا نتیجہ ایک چشم و چراغ خاندان تاریخ ۲۶۔ جمادی الثانی ۱۳۵۵ء باسم عباس علی خان ایزد منان نے سرفراز کیا۔ آپ نواب محمد ابوالحسن خان شوکت جنگ حسام الدولہ بہادر کے بھانجے ہیں۔ اس قدیم خاندان کے بزرگ آبائی سلسلے دربار دکن میں معزز و مفتخر اور وزارت کے عہدہ جلیلہ پر فائز رہے ہیں آپ ایک اعلیٰ تعلیم یافتہ، کریم النفس نیک طینت سلجھے ہوے اطوار کے حامل، بُری عادتوں اور صحبتوں سے حارب، ہر دلعزیز اور ایک انسانی ہمدردی رکھنے والا دل اپنے پہلو میں رکھتے ہیں۔ سماج میں آپ کی وقعت، دربار میں آپ کی عزت، اور آپ اپنے خاندانی روایات کے محافظ ہیں۔ ملک و مالک کی خدمتگزاری آپ کا دین و آئین ہے۔

مسٹر ایچ سی ایچ آرمسٹیڈ بی ایس سی (لندن) اے ایم آئی سی ای۔ اے ایم آئی ای

آپ ۱۶۔ اگسٹ ۱۹۰۳ء کو پیدا ہوئے۔ آپ کی شادی افواج ہند کے جے ڈبلیو شارلٹ کی دختر گنڈولن شارٹ سے ہوئی ۱۹۲۰ء سے ۱۹۲۳ء تک آپ نے سٹی گلڈس انجینیرنگ کالج میں تعلیم حاصل فرمائی اور ۱۹۲۳ء سے ۱۹۲۵ء تک انگلش الیکٹرک لینڈ موٹرس کمپنی میں کام کیا بعد ازاں ۱۹۲۵ء سے ۱۹۲۹ء تک آپ نے بہ حیثیت اسسٹنٹ انجینیر بمبئی الکٹرک سپلائی اور ٹرامویز کمپنی میں گراں قدر کام انجام دیئے بعد اس کے ۱۹۲۹ء سے ۱۹۳۳ء تک سنٹرل الکٹرکسٹی بورڈ میں گریٹ برٹن نیشنل الکٹرک اسکیم (جو گریڈ سسٹم کہلاتا ہے) کا کام ممالک متوسط انگلستان میں بہ حسن وخوبی انجام دیا۔ ۱۹۳۳ء میں بہ حیثیت نائب ناظم سررشتہ برقی اسٹیٹ ملازمت سرکار عالی میں داخل ہوئے اور ۱۹۳۵ء میں مسٹر آر۔ ایل گیلین سابق ناظم برقی کے خدمت سے سبکدوش ہونے پر آپ ان کی جگہ ناظم مقرر ہوئے۔ آپ کے حسن انتظام اور نگرانی سے سررشتہ برقی روز افزوں ترقی پر ہے۔

مولانا سید ابوالحسن صاحب حسینی

آپ مولوی سید نیاز حسین صاحب قبلہ طاب ثراہ کے فرزند دوم ہیں آپ کی ولادت حیدرآباد فرخندہ بنیاد میں ہوئی آپ نے ابتدائی تعلیم اپنے پدر عالیمقدار کے زیر نگرانی حاصل فرمائی ۱۳۰۰ھ میں آپ بغرض تحصیل وتکمیل علوم لکھنؤ تشریف لے گئے جہاں ایک عرصہ تک آپ جلیل القدر علماء وفقہا سے استفادہ علمی کرتے رہے بعدازاں نجف اشرف تشریف لے جاکر وہاں کے مجتہدین سے علوم فقہ واصول کی تحصیل فرمائی۔ ایک عرصہ دراز تک علماء وفضلائے عراق عرب کے زیر درس رہ کر آپ نے ایک گرانقدر اجازہ حاصل فرمایا۔ چار مرتبہ حج بیت اللہ الحرام سے تین مرتبہ زیارات امام ضامن وثامن علیہ التحیہ والثنا سے اور چالیس مرتبہ زیارات مقامات مقدسہ عراق عرب سے مشرف ہوچکے ہیں آپ کی عمر کا ایک بہت بڑا حصہ سفر میں گزرا ہے سال گزشتہ بغرض دعاگوئی ظل سبحانی بندگانعالی متعالی مدظلہ العالی کربلائے معلی تشریف لے گئے تھے آپ کی ذات ستودہ صفات کسی تعارف کی محتاج نہیں آپ کا اصلی نام سید ابوالحسن ہے مگر آپ میرن صاحب قبلہ کے نام سے مشہور ہیں آپ کا علم وزہد وتقوی شہرہ آفاق ہے عالمانہ شان وشوکت آپ کے چہرہ سے آشکارا ہے۔

نوابہ احمد النساء بیگم

آپ نواب سید رکن الدین کی دختر نواب آسمان یار جنگ بہادر کی پوتی اور نواب متہور جنگ اولی کی نواسی ہیں۔ آپنے اپنے والدین کے زیر نگرانی امور خانہ داری اور اردو، فارسی وعربی کی تحصیل کی۔ ۱۳۱۶ف میں آپ کی شادی نواب غلام احمد خان مرحوم بہادری نواب سے ہوئی۔ ۲۷۔ جمادی الثانی ۱۳۵۴ھ کو آپ کے شوہر کا سایہ آپ کے سر سے اٹھ گیا۔ آپ کے شوہر نے حین حیات ہی میں بوجہ لاولدی تختہ ضمیمہ "ب" آپ ہی کے حق میں داخل فرمایا تھا۔ بنا بریں اپنے شوہر کے بعد آپ تمام جاگیرات و جائیداد واملاک پر قابض ومتصرف ہوئیں آپ ایک تعلیم یافتہ، سنجیدہ مزاج، منتظمہ خاتون ہیں۔ شاعری سے بھی آپ کو شغف ہے احمد تخلص فرماتی ہیں علمی

ملکی اور قومی کاموں میں بڑا حصہ لیتی ہیں۔حیدر آباد کی بایۂ ناز خواتین میں آپ کا شمار ہے۔

راجہ وجیا آبا راؤ ورشو راؤ بہادر

آپ راجہ محبوب سرفراز ونت آنجہانی کے بعد والئ سمستان پالونچہ مقرر ہوئے۔آپ نے کوئی علمی ڈگری حاصل نہیں فرمائی لیکن اپنے کاروبار چلانے کی آپ کافی استعداد رکھتے ہیں۔آپ کے سمستان کو عدالت ضلع کے اختیارات حاصل ہیں۔سرکار عالی کے اصول پر باضابطہ دفاتر عدالت، مال و لوکلفنڈ و مجلس و کوتوالی و جنگلات و تعلیمات و طبابت و تعمیرات قائم ہیں۔آپکے سمستان کا رقبہ تخمیناً (۱۶۰۰) مربع میل ہے۔موجودہ معاش بشمول جنگلات و آبکاری وغیرہ تخمیناً ساڑھے تین لاکھ روپیہ ہے۔مردم شماری (۶۵۰۰۰) اور سی لیویل (۳۰۰) یا ۳۵۰ فیٹ کے درمیان ہے آپکو ایک فرزند اور ایک دختر ہے آپ نہایت خوش خلق و ملنسار راجہ ہیں۔

ڈاکٹر خواجہ محمد اسد اللہ صاحب

آپ حیدر آباد کے ایک مشہور و معروف ڈاکٹر ہیں جن سے سارا ملک دکن واقف ہے۔آپ اپنے معلومات کے اعتبار سے اپنے ہم عصروں میں نہایت بلند مرتبہ رکھتے ہیں۔تشخیص مرض میں آپ یگانۂ روزگار ہیں۔نسخہ نویسی میں جو کمال آپ کو حاصل ہے اس کا شہرہ سرزمین دکن سے نکل کر مدراس اور دیگر ممالک ہند میں شہرت تامہ حاصل کر چکا ہے بڑے بڑے اہل الرائے ممبران کونسل وائسرائے گورنران آپ کے مدح سرائی میں رطب اللسان ہیں۔فی زمانہ آپ اُن نامور طبیبوں میں شمار ہوتے ہیں جن کی نظیر نہیں مل سکتی۔بڑے بڑے امراء شاہی خاندان سابق کے صدر اعظم ہز اکسلنسی مہاراجہ سرکشن پرشاد بہادر آپ سے اپنا علاج کراتے ہیں۔

عمائدین سلطنت میں کوئی ایسا عہدہ دار نہ ہوگا جو آپ سے واقف نہ ہو اور آپ کے علاج کا مدح خواں نہ ہو۔گورنمنٹ مدراس نے آپ کی بے مثال طبی خدمات کے صلہ میں مرصع تمغہ جس میں الماس جڑے ہیں عطا فرما کر اس امر کا اعتراف کیا ہے کہ ایسے لوگ بہت کمیاب ہیں جن کی فرہانت خداداد شفائیک نامی قابل ستائش ہے حقیقت یہ ہے کہ آپ کے ہاتھوں سے ایسے ایسے مریض شفایاب ہوئے ہیں جن کی زیست کی امید بڑے بڑے ڈاکٹروں نے چھوڑ دی تھی۔غرض آپ کی ذات ستودہ صفات قابل مبارکباد ہے جن کے دست شفا سے ملک کی تمام رعایا مستفیض ہو رہی ہے۔آپ کا دواخانہ منزل پورہ میں مرجع خلائق بنا ہوا واقع ہے جس میں یورپ کی چیدہ و پسندیدہ ادویہ ایک کثیر تعداد میں ہر وقت موجود رہتی ہیں آپ کی عمر ۵۲ سال کی ہے۔آپ کے فرزند خواجہ وحید اللہ ہیں جن کے نام سے فارمیسی قائم ہے۔

حکیم آقا شیخ ابوالقاسم حسام العلماء

آپ حجۃ الاسلام آقا حاجی شیخ محمد علی خراسانی مجتہد طاب ثراہ کے دوسرے فرزند ہیں سنہ ۱۳۰۹ھ میں بمقام حیدر آباد فرخندہ بنیاد پیدا ہوئے ابتدائی تعلیم ایک عرصہ دراز تک مدرسۂ باب العلوم و دارالعلوم میں بعدازاں بعد اپنے والد گرامی سے مقدمات ادبیا منطق وغیرہ کی تعلیم حاصل کی۔بعدازاں اپنے والد کے ہمراہ عراق تشریف لے گئے جہاں ۹۔ذیحجۃ الحرام سنہ ۱۳۲۱ھ کو آپ کے

والد بزرگوار کا سایہ آپ کے سر سے اٹھ گیا۔ بعد انتقال والد مغفور آپ حیدر آباد واپس آئے اور یہاں قبلہ و کعبہ مولانا سید علی نقی صاحب اور مولانا سید محمد مہدی صاحب ساکن ایرانی گلی کی خدمت میں ایک عرصہ تک تحصیل فرمائی اور بعد دو سال کے بغرض تکمیل درس پھر عراق جا کر مشغول تحصیل علوم عربی ہوئے اور علم فقہ، اصول فقہ، فلسفہ، علم کلام حدیث وغیرہ حاصل کیا۔ (۱۰) سال تحصیل علم کرنے کے بعد وہاں کے علماء نے ایک گرانقدر اجازہ حاصل اور خطاب مستطاب حسام العلماء سے مفتخر ہو کر مراجعت فرمائے حیدر آباد ہوئے اور تجارت میں مشغول ہو کر بتلا دیا کہ سنت نبوی کی پیروی اس کو کہتے ہیں۔ آپ کو شعر و سخن سے بھی دلچسپی ہے حسام تخلص فرماتے ہیں آپ کا فارسی کلام بہترین ہوا کرتا ہے۔ گاہ گاہ اردو شعر بھی کہتے ہیں۔ آپ فرقہ اثنا عشری کی ایک بہترین جنتری موسومہ بہ "حیدری جنتری" کے مؤلف ہیں جو گیارہ سال سے بصورت سالنامہ شائع ہوا کرتی ہے آپ نہایت محتاط ہیں باوجود اجازہ حاصل کرنے کے کبھی نماز نہیں پڑھاتے۔ اس کے علاوہ آپ نے کاظمین میں ایک عرصہ تک مشکات الاطباء کی خدمت میں علم طب حاصل فرمایا اور حیدر آباد میں حکیم مولوی وحید الدین علی کے سرکاری مطب واقع چمن گولی گوڑہ میں عملی تجربہ حاصل فرمایا۔

آپ کی شادی کاظمین علیہما السلام کے ایک مشہور تاجر حاجی سید عبدالرحیم کی لڑکی سے ہوئی جن کے بطن سے آپکو (۵) فرزند اور (۱) دختر ہے فرزند اول کے سوا بقیہ چاروں فرزند کمسن اور آپ کی زیر نگرانی اچھی تعلیم پا رہے ہیں۔ امید کہ ان چاروں میں سے ایک آئندہ چل کر اپنے دادا کی طرح نام آوری پیدا کرے۔

آپ علم نجوم، رمل، جفر و طب وغیرہ سے بھی بخوبی واقف ہیں۔

مولوی مرزا بہادر علی صاحب (قبلہ)

مولوی مرزا بہادر علی صاحب آپ حیدر آباد دکن کے آسمان علم و عمل کے ایک درخشندہ ستارے ہیں جن کے علمی و عملی کارناموں پر ہم جس قدر ناز کریں کم ہے۔ آپ کی ولادت ۱۴ مہر سنہ ۱۲۹۳ف کو ہوئی۔ آپ کا سلسلہ نسب امیر چنگیز سے ملتا ہے۔ آپ کے جد اعلیٰ بیگلر جنگ ہیں جو تاریخ ہند میں ایک نمایاں حیثیت رکھتے ہیں اوائل عمری سے آپ کو تحصیل علم دین کی طرف رغبت رہی مولانا نے کاملین فن سے استفادہ فرمایا۔ مولانا مولوی میر کاظم علی صاحب قبلہ اعلیٰ اللہ مقامہ جو اپنے وقت کے جید عالم اور فاضل تھے ان سے ابتدائی فقہ و حدیث کی تحصیل فرمائی اور قبلہ ممدوح کے تمام تلامذہ میں ممتاز ہے مولانا مولوی عباس علی خان بحر العلوم اعلی اللہ مقامہ سے جو ادب اور معقولات میں کامل تھے ادب اور معقولات کی تحصیل فرمائی حجۃ الاسلام آیت اللہ فی الانام مولانا مولوی سید غلام حسین صاحب قبلہ صدر العلماء طاب ثراہ سے حدیث و اصول فقہ کی تحصیل فرمائی سنہ ۱۳۲۲ھ میں عراق کا سفر کر کے وہاں کے علماء اور مجتہدین سے استفادہ کیا۔ آپ فن تعلیم، علوم عامہ، فقہ اصول اور حدیث کے ایک جید عالم اور زبان اردو کے زبردست ادیب ہیں سنہ ۱۳۲۲ف میں سلک ملازمت سرکار عالی میں داخل ہوئے اور ترقی کر کے جاگیر دار کالج کے پروفیسر دینیات کی خدمت پر پہنچے اور اب بھی اس خدمت کو انجام دے رہے ہیں۔

سنہ ۱۳۱۷ھ میں باب العلوم کے نام سے ایک مدرسہ آپ نے قائم فرمایا تھا جس کے لئے مولانا نے اپنے دماغ کی قوت اور ایک عمر کا کافی حصہ اس کے نذر کر دیا اس مدرسہ کے تعلیم یافتہ اس وقت سرکار عالی کے اعلیٰ اعلیٰ

عہدوں پر فائز ہیں جن میں سب سے پہلے عالیجناب مولوی سید محمد مہدی صاحب معتمد باب حکومت سرکار عالی کا نام آتا ہے افسوس کہ مولانا کی ملازمت کی پابندی نے اس مدرسہ کو قائم نہ رکھا ورنہ یہ مدرسہ آج ایک قومی کالج ہوجاتا۔ آج کل بھی اپنے فرائض منصبی ادا کرنے کے بعد جو وقت آپ کو ملتا ہے اس کا ایک بڑا حصہ قومی اور ملکی کام میں صرف کرتے ہیں۔ عبادت خانہ (دار الشفا) آپ ہی کی سرپرستی میں نشو ونما پا رہا ہے اس کے جملہ کاروبار کو آپ ہی انجام دیتے ہیں ۱۳۵۰ء میں اسی عبادت خانہ میں آپ نے ایک قومی کتب خانہ کا افتتاح فرمایا ہے جس سے قوم کے بیشتر افراد مستفید ہو رہے ہیں جس کی ہمارے قوم کو بیحد ضرورت تھی۔ آپ انجمن حسینی کے صدر اور انجمن معین الاخوان اور شیعہ دار الیتامیٰ کے سرگرم رکن انتظامی ہیں۔ آپ کا اصلی جوہر علم ہے لیکن فطرتاً آپ میں شاعری کا مذاق سلیم بھی ہے حسن بیان اور لطافت زبان آپ کے کلام کا خاصہ ہے چہاردہ معصومین علیہم الصلوٰۃ والسلام کی شان میں جو کچھ لکھتے ہیں وہ اپنی آپ نظیر ہے جن کی تعریف میں اہل علم، اہل فن اور اہل زبان رطب اللسان ہے آپ کے تالیفات اور تصانیف کثرت سے ہیں۔ ممالک محروسہ کے علاوہ آپ ہندوستان کے اکثر مقامات کی سیر فرماچکے ہیں بغرض زیارت عراق عرب تین مرتبہ جاچکے ہیں صلح کل آپ کا مسلک ہے۔ دل قومی اور ملکی درد و محبت سے بھرا ہوا ہے خودنمائی خودپسندی اور ظاہرداری آپ سے کوسوں دور ہے۔

مولانا سید بندہ حسن الحسینی صاحب

آپ مولانا الحاج آقائے سید نیاز حسین صاحب قبلہ اعلی اللہ مقامہ کے بیٹے فرزند ہیں دکن کی شیعی دنیا میں آپ کی ہستی محتاج تعارف نہیں آپ نے اپنے والد بزرگوار کے سایۂ عاطفت میں علوم مشرقی کی اعلیٰ ترین تعلیم حاصل فرمائی آپ اپنی ذہانت خداداد کی وجہ قومی حقوق کے فرائض کی ادائی آے دن نہایت مستعدی سے فرماتے ہیں چنانچہ انجمن اتحاد المسلمین کی مجلس عاملہ کی رکنیت کو قبول فرماکر آپ نے سچے معنوں میں نہایت صمیم قلب کے ساتھ اتحاد قومی کا ثبوت دیا چونکہ مولانا کا یہ مبارک اقدام سنت نبوی کی تعمیل ہے اور حکم محکم قرآنی کے رازو سے عمل پر تلا ہوا ہے اس لئے ایسے موقع پر یہ کہنا کسی طرح بیجا نہ ہوگا کہ این کار از تو آید و مردان چنین کنند آپ نہایت باخدا فرض شناس خلیق، رحمدل، ہمدرد خلق عالم ہیں آپ فرقہ شیعہ کے علاوہ ملک کے اندر فرقوں میں بھی نہایت قدر کی نظر سے دیکھے جاتے ہیں آپ مسجد اثنا عشری واقع اندرون دربیچہ پاٹ کے پیش نماز ہیں اور خطیب بھی آپ کا خلائق سے حسن سلوک زبان زد خاص و عام ہے غرض کہ آپ کی ذات گرامی بہت ساری خوبیوں کی حامل ہے اس کا مکرر بر مکرر اظہار بمصداق عیاں را چہ بیان بے سود ہے۔

پنڈت ٹی۔ پی بھاسکرن شاستری

آپ رصد خانۂ نظامیہ کے ناظم ہیں آپ علم ہیئت کے مشہور ماہرین میں شمار کئے جاتے ہیں سنہ ۱۲۹۸ف میں آپ اپنے وطن تنجور جنوبی ہند میں پیدا ہوئے۔ اور مدراس یونیورسٹی میں آپ نے تمام تعلیمی مدارج طے کرکے ایم۔ اے کی ڈگری نمایاں کامیابی کے ساتھ حاصل کی اور اپنی قابلیت و مہارت فن کی بناء پر ایم۔ آر۔ اے۔ یس کا امتیاز بھی بہت جلد حاصل کرلیا۔ سنہ ۱۳۳۱ف میں آپ بحیثیت ناظم رصد خانۂ نظامیہ سرکار عالی کی سلک ملازمت میں داخل ہوئے اور اس وقت سے اب تک اس عہدہ کے

اہم فرائض کو نہایت قابلیت سے انجام دے رہے ہیں مملکت حیدرآباد میں جنتری کی ترتیب اور قمری مہینوں کا حساب کتاب اسی رصدخانہ کے مشاہدات پر مبنی ہے۔ اس لحاظ سے اس کے ناظم کا عہدہ بہت بڑی ذمہ داری کا ہے آپ اپنی قابلیت و استعداد کے لحاظ سے اس عہدہ کے لئے نہایت موزوں ہیں۔

نواب محمد بہاؤالدین خان بہادر

آپ نواب صادق جنگ مرحوم کے تیسرے فرزند ہیں ۔ آبان ۱۳۱۷ف کو آپ پیدا ہوئے۔ آپ کی ابتدائی تعلیم گھر پر ہوئی۔ بعد ازاں رشدی کالج میں شریک ہوئے زاں بعد عثمانیہ یونیورسٹی کالج میں تعلیم حاصل فرمائی ۹۔ اسفندار ۱۳۴۱ف کو بحیثیت مہتمم کروڑگیری سلک ملازمت سرکار عالی میں داخل ہوئے۔ آپ سب سے پہلے محصول خانہ لنگگوڑہ پر متعین ہوئے۔ بعد ازاں محصولخانہ سکندرآباد کے گراں قدر خدمات ایک عرصہ تک انجام دیئے۔ فی الوقت آپ مہتممی کروڑگیری ضلع پر فائز اور کارگزار ہیں۔ آپ ایک وجیہہ، جامہ زیب، لایق، پابندِ وقت اور خوش خلق حاکم ہیں۔ ہر کسی سے بکشادہ پیشانی پیش آتے ہیں۔ آپ کی کارگزاری وکارروائی مسلم ہے۔

نواب بہادر یار جنگ بہادر

آپ نواب محمد نصیب خان نصیب یار جنگ سوم کے فرزند ہیں ۱۳۲۲ھ میں آپ پیدا ہوئے آپ کی ابتدائی تعلیم مدرسۂ مفید الانام میں ہوئی۔ زاں بعد مدرسۂ عالیہ و مدرسۂ دارالعلوم میں اردو، فارسی اور انگریزی کی تعلیم حاصل فرمائی۔ علم عربی کا اکتساب آپ نے علامہ حضرت سید اشرف شمسی مرحوم و مولانا سعادت اللہ خان صاحب سے فرمایا۔ اور بعد انتقال اپنے والد مرحوم کے ۱۳۴۲ھ میں آپ اپنے تمام مناصب و جاگیرات و اعزاز آبائی یعنی جمعداری نظم جمعیت، عماری، پالکی و آفتاب گیری و میانہ و علم و نوبت و نقارہ و چتر وغیرہ سے مفتخر و ممتاز ہوئے آپ خداداد قابلیت کے اعلیٰ درجہ مقرر ہیں چنانچہ حضرت اقدس و اعلیٰ کی موجودگی میں بھی آپ کو تقریر کرنے کی عزت حاصل ہوئی آپ خطاب "بہادر یار جنگ بہادر" سے سرفراز ہیں آپ کے ایک بلند پایہ مقرر ہونے کا ہر شخص مقر ہے۔ آپ نے ایک قومی کارکن ہونے کے علاوہ چار سال تک مجلس وضع قوانین میں طبقہ جاگیرداران کی نمایندگی بھی کی ہے اور مجلس بلدیہ کی رکنیت کو بھی انجام دیا ہے اور نائب میر مجلس بھی رہے ہیں اور آل انڈیا مہدویہ کانفرنس و مسلم لویتھ کانفرنس آف سوتھ انڈیا کی صدارت کے لئے منتخب بھی کئے گئے۔ شاید و باید ہی ایسا کوئی قومی و مذہبی ادارہ ہوگا کہ جس سے آپ کا تعلق نہ ہو۔ آپ کا زیادہ تر تعلق مجلس اتحاد المسلمین و خدمت قرآن مجید و صدر انجمن اسلامیہ سے ہے۔ آپ نے حج و زیارت حرمین الشریفین سے مشرف ہو کر ۱۳۵۰ھ میں تمام ممالک اسلام ایران و عراق و ترک کابل و فلسطین و شام کی بھی سیاحت فرمائی ہے۔ آپ ملک کے بہی خواہ اور مالک کے سچے جان نثار اور بڑے خوبیوں کے حامل نواب ہیں۔ آپ ہمدرد قوم، پابند مذہب، منسار، خوش خلق، مردم شناس، منکسر المزاج و سلیم الطبع واقع ہوئے ہیں باوجود امارت آپ میں غرور نام کو نہیں ہر کسی سے بکشادہ پیشانی پیش آتے ہیں۔ آپ کی شہرت نہ صرف مملکت حیدرآباد فرخندہ بنیاد ہی تک محدود ہے بلکہ غیر ممالک میں بھی آپ کافی شہرت رکھتے ہیں۔

بابا پورن داس جی مہاراج

بلدۂ حیدرآباد فرخندہ بنیاد کے مہنتوں میں آپ کی ایک غیر معمولی شخصیت ہے۔ بچہ بچہ آپ کے نام نامی سے واقف اور ہندوستان بھر میں آپ کی خاصی شہرت ہے۔ راجگان و والیان سمستان کے علاوہ امرائے عظام و جاگیرداران و دیگر خوش باش طبقہ میں آپ کا بڑا اثر ہے آپ او داسی آشرم حسینی علم کے مہنت ہیں۔ کارہائے رفاہ عام میں بڑا حصہ لیتے ہیں حتی الوسع ہر ممکنہ مدد سے بلا تفریق مذہب و ملت دریغ نہیں فرماتے اُسی کی سفارش اور امداد کرتے ہیں جو درحقیقت اس کا مستحق ہو۔ آپ کے رفاہ عام کا مول کی تصدیق اکثر مشاہیر ہند نے کی ہے۔ اس سے آپ کے عالی مرتبہ اور اپنی قوم کے قابل احترام بزرگ ہونے کا پتہ چل سکتا ہے۔ آپ کی خوش اخلاقی کے مدنظر آپ کے معتقدین ایک کثیر تعداد میں ہیں باباجی نہایت سادگی پسند، نیک طینت اور اپنی قوم کے سچے رہبر ہیں۔ مجھے اکثر آپ سے او داسی آشرم میں ملنے کا اتفاق ہوا۔ یہ مٹھ حسینی علم میں واقع ہے۔ اگرچہ اس کی ادائی شرط خدمت کے لئے ایک قلیل رقم منجانب سرکار ابد قرار مقرر ہے لیکن اس کی حالت دوسرے مٹھوں سے لاکھ درجہ بہتر ہے۔ مٹھ کی صفائی اور شرط خدمت کی بر وقت ادائی باباجی کی خاص توجہ اور حسن انتظام کا نتیجہ ہے۔

راجہ پرمانند داس بہادر

آپ راجہ شنکر داس آنجہانی کے فرزند ہیں۔ آپ اپنے والد کے انتقال کے بعد جاگیرات آبائی سے متمتع ہوئے۔ اپنی اعلیٰ قابلیت اور حسن انتظام کی وجہ اپنے جاگیرات کی دیکھ بھال نہایت عمدگی سے فرما رہے ہیں اسی حسن انتظام کی وجہ افسران اعلیٰ ہمیشہ آپکی عمدہ کارگزاری کا اعتراف کرتے رہے۔ نمائے علیہ سرکار عالی سے آپ کا انتخاب ضلع بیر آباد (علاقہ پائیگاہ) میں کارہائے قحط کی انجام دہی کیلئے بہ ترجیح عمل میں لایا گیا۔ آپ علاقہ مرتخاص مبارک میں سرشتہ دار میاں کے سررشتہ دار اور مجلس جاگیرداران سرکار آصفیہ کے رکن انتظامی ہیں۔ آپ کے تین فرزند (۱) راجہ مرلیدھر داس (۲) راجہ گرو داس (۳) راجہ نرسنگ راج ہیں۔ فرزند اکبر راجہ مرلیدھر داس نے سینیر کیمبرج میں ممتاز کامیابی و تمغہ حاصل کیا۔ اور اب زراعت کی اعلیٰ تعلیم پانے کے لئے لندن تشریف لے گئے ہیں اور بقیہ دو فرزند جاگیردار کالج میں زیر تعلیم ہیں۔

نواب تلاوت جنگ بہادر

آپ حیدرآباد کے شاہی خاندان سے تعلق رکھتے اور نواب سہام جنگ مرحوم کے صاحبزادے ہیں آپ بلدہ حیدرآباد فرخندہ بنیاد میں پیدا ہوے اور مدرسہ اعزہ (درسگاہ اعزہ شاہی) میں تعلیم حاصل فرمائے اور اس مدرسہ کے تمام مدارج طے فرما کر پنجاب یونیورسٹی سے بی۔ اے کی ڈگری حاصل فرمائی۔ اور سرکاری ملازمت میں بصیغۂ عدالت و کوتوالی و امور عامہ داخل ہو گئے چند ہی روز بعد آپ کی قابلیت و حسن تدبر کا اظہار ہونے لگا اور آپ کو صدر مہتمی تعلیمات بلدہ کا عہدہ تفویض ہوا جس کے ذریعہ سے آپ نے اپنے اہل ملک کی تعلیم و تربیت کے لئے نمایاں کوششیں کیں اور جب حضرت اقدس و اعلیٰ کو آپ کی اعلیٰ ذہانت و قابلیت کا علم ہوا تو آپ کو بذریعہ فرمان واجب الاذعان سنہ ۱۳۲۴ف میں معین المہامی تعمیرات کے منصب جلیلہ سے مفتخر فرمایا گیا اس عہدہ پر فائز ہو کر آپ نے تقریباً دو سال تک اپنی غیر معمولی ذہانت و فرزانگی سے وہ کار نمایاں انجام دیئے کہ اسی سلسلہ میں آپ صاحبزادہ میر تلاوت علی خان سے نواب تلاوت جنگ بہادر ہو گئے۔ سنہ ۱۳۲۴ف میں آپ اس عہدہ

سے وظیفہ حسن خدمت حاصل کرکے سبکدوش ہوگئے۔ لیکن اس عہدہ سے الگ ہوتے ہی آپ کو علاقہ صرفخاص مبارک میں نظامت مخارج کا عہدہ تفویض ہوا اور چند ہی دن بعد معتمدی صرفخاص مبارک اور پھر صدر المہامی صرفخاص مبارک بھی اہم خدمات آپ کے تفویض کی گئیں۔ حسب فرمان خداوندی جب باب حکومت کا قیام ہوا تو آپ کو صدر المہامی تعمیرات و رکنیت باب حکومت کے لئے منتخب کیا گیا۔ زاں بعد صدر المہامی مال پر آپ کا تبادلہ عمل میں آیا۔ اب آپ سرکاری فرائض سے سبکدوش ہوکر سیاسات داخلی میں اپنی قدیم دلچسپی کے بموجب اہل ملک کی خدمت کر رہے ہیں

نواب تراب یار جنگ بہادر

آپ نواب میرزا ور علی خان بہرام جنگ بہرام الدولہ مرحوم و مغفور کے خلف اکبر نواب میر بہادر علی خان سلطنت جنگ ثالث کے پوتے اور نواب سر سالار جنگ مختار الملک اولی کے نواسے ہیں آپ سنہ ۱۳۰۳ھ میں سریر آرائے عالم وجود ہوئے۔ آپ کی ابتدائی تعلیم قابل اساتذہ سے آپ کے والد مرحوم کے زیر نگرانی گھر ہی پر ہوئی۔ اور بعد اس کے آپ بغرض تعلیم مدرسہ عالیہ میں شریک ہوئے بعد ازاں مدراس بغرض تعلیم تشریف لے گئے۔ آپ نے اردو، فارسی، عربی اور انگریزی میں بہت اچھی قابلیت بہم پہنچائی اور بحیثیت گزیٹیڈ عہدہ دار وہ سنہ ۱۳۲۶ف کو سلک ملازمت سرکار عالی میں داخل ہوئے اور اپنے کار مفوضہ کو نہایت دلدہی و دیانتداری سے بلا کسی شکوہ و شکایت کے انجام دے رہے ہیں۔ آپ کے ماتحتین ازادنیٰ تا اعلیٰ آپ سے نہایت خوش اور آپ کے مداح ہیں۔ ہم کو قوی امید ہے کہ آپکے خاندانی اعزاز و دیرینہ کارگزاری کے صلہ میں ہماری انصاف پسند گورنمنٹ مستقبل قریب میں آپ کو کسی ایک عہدہ جلیلہ پر ممتاز فرمائے گی۔ آپ کو سنہ ۱۳۴۲ف میں تراب یار جنگ خطاب عطا ہوا سنہ ۱۳۲۶ف سے اس وقت تک آپ مددگار معتمد مالگزاری شاخ چھاونیات وریلوے کی خدمت پر مامور و کارگزار ہیں اور آپ بعد اپنے والد مرحوم کے اپنے آبائی جاگیرات پر قابض ہوئے آپ کے جاگیرات حسب ذیل ہیں (۱) کلیاک (۲) گھاٹ نانددرہ (۳) خداوند پور۔

آپ کے جاگیرات کا سالانہ محاصل ایک لاکھ بیس ہزار ہے۔ آپ کے زیر سایہ آپ کے جاگیرات کی رعایا نہایت خوشحالی و فارغ البالی کے ساتھ اپنی زندگی بسر کر رہی ہے۔ ہر وقت رعایا کے سود و بہبود کا خیال آپ کے پیش نظر رہتا ہے۔ آپ کو عدالتی و کوتوالی اختیارات بھی حاصل ہیں آپ کی جاگیرات میں (دو ٹی) امین سرگرم انتظام ہیں۔ آپ کے فرزند نواب میر عباس علی خان بہادر ہیں جو اپنے والد ماجد کی طرح خوش خلق، ذہین اور رطباع ہیں۔

راجہ ترمک لعل بہادر

آپ راجہ موہن لعل آنجہانی کے لایق فرزند اکبر، راجہ انند لعل آنجہانی کے پوتے اور ایک قدیم و معزز و ممتاز پشتینی راجہ ہیں۔ آپ کو کئی پشت سے سرکار آصفیہ کی نمکخواری کی عزت حاصل ہے۔ آپکے آبا و اجداد نے جس طریق سے سرکار آصفیہ کی بہی خواہیوں میں حصہ لیا ہے وہ اظہر من الشمس ہے۔ آپ نے اپنے والد کے زیر نگرانی اردو، فارسی اور انگریزی کی اچھی تعلیم حاصل کی۔ اور گورنمنٹ سٹی کالج میں شریک رہکر ہائی اسکول لیونگ سرٹیفکٹ کا امتحان کامیاب فرمایا۔ زاں بعد نظام کالج میں داخل ہوکر بی اے کا امتحان بھی دیا۔ آپ ۱۹ سال کے تھے کہ آپ کے والد کا سایہ عاطفت آپ کے سر سے اٹھ گیا۔ آپ اپنے والد کے بعد

جملہ اعزاز و مناصب و جاگیرات آبائی سے سرفراز ہوئے۔ آپ نہایت مہذب، خوش وضع، ہوشیار، صاحب اخلاق ذی قروت اور اپنے لائق و معزز والد کی زندہ مثال راجہ ہیں۔ آپ شریک معتمد مجلس جاگیرداران سرکار آصفیہ کا کام اعزازی طور پر انجام دیتے ہیں۔ آپ کے ایک اچھے منتظم کاروان ہونے کا ہر شخص مقر ہے۔ طبقہ جاگیرداران کے آپ ایک تعلیم یافتہ فرد ہیں۔ امید ہے کہ ہماری معزز گورنمنٹ آپ کو کسی اچھی خدمت پر مامور فرماکر ایک خاندانی، تعلیم یافتہ نوجوان جاگیردار کو اپنے ملک کی خدمات انجام دینے کا موقع دے گی۔

رانی تارہ بائی صاحبہ

آپ راجہ کھانڈراؤ راؤ رنبھا جیونت ثالث کی دوسری دختر ہیں۔ آپکی شادی ۱۳۳۹ف میں بتوجہ خاص راجہ راجایان راجہ مہاراجہ سر کشن پرشاد بہادر یمین السلطنت پیشکار و سابق صدر اعظم بہادر باب حکومت سرکار عالی ہز ہائی نس مہاراجہ کولہاپور کے ہمزلف (ساڑھو) چیف آف دی گھوسردار کے چھوٹے بھائی راجہ مان سنگھ راؤ سندھے سے نہایت تزک واحتشام سے آپ کے شایان شان ہوئی۔ آپ کی شادی میں تمام رؤسا، امرائے عظام، حکام عالیمقام جاگیرداران، زمینداران و سیٹھ ساہوکاران مدعو تھے۔ آپ کی شادی کے جملہ اخراجات کورٹ آف وارڈز سے منظور ہوئے۔ آپ ایک خوش سلیقہ، رحمدل، مردم شناس، شریف سیرت، فیاض، نیک طینت وضع قدیم کی پابند رانی ہیں۔ آپ کی تعلیم کے لئے بزمانہ نگرانی کورٹ آف وارڈز لیڈی گورنس مقرر تھیں آپ کو اردو اور مرہٹی میں اچھی قابلیت حاصل ہے۔

ٹی۔ جے ٹاسکر او۔بی۔ای

آپ سرکار انگریزی کی سیول سرویس کے ایک ممتاز رکن ہیں چنانچہ ملازمت سرکار عالی میں داخل ہونے سے پیشتر ہی آپ نمایاں خدمات کے صلہ میں او۔بی۔ای کے ممتاز خطاب سے سرفراز ہو چکے تھے۔ سنہ ۱۳۴۰ھ میں سرکار عالی نے آپ کی خدمات سرکار انگریزی سے مستعار لیں۔ اور بہ حیثیت معتمد و صدر ناظم مال آپ کا تقرر عمل میں آیا۔ اس وقت سے آپ نے مفوضہ فرائض کو نہایت قابلیت سے انجام دے رہے ہیں اور شعبہ مال میں بہت سی مفید اصلاحیں کرکے ہر معاملہ میں اپنی اعلیٰ قابلیت و کاردانی کا اظہار کرتے رہے اور اکثر اوقات عدم موجودگی سر رچرڈ ٹشونکس ٹرنچ میں منصرمانہ طور پر صدر المہام مال و کوتوالی کی خدمات انجام دیتے رہے بالآخر اسی خدمت صدر المہامی مال و کوتوالی پر (بوجہ سبکدوشی بر وظیفہ حسن خدمت سر رچرڈ ٹشونکس ٹرنچ) آپ کا مستقلانہ تقرر عمل میں آیا۔ اور اس خدمت کو باحسن الوجوہ انجام دے رہے آپ سے راعی و رعایا ہر دو خوش ہیں۔ آپ فطرتاً منصف مزاج اور خاموشی کے ساتھ کام کرنے والے حکام سے ہیں۔ حصول شہرت کبھی آپ کا مقصد نہیں فرائض مفوضہ کو نہایت دیانتداری، وفاشعاری سے انجام دینا آپ کا نصب العین ہے۔

میجر ولیم ٹرنر

آپ انگلستان کے ایک فاضل ادیب اور انشاپرداز ہیں۔ گزشتہ تین سال سے نظام کالج حیدرآباد میں نمایاں تعلیمی کام انجام دے رہے ہیں مسٹر برنٹ کے وظیفہ پر سبکدوشی کی وجہ حسب فرمان خسروی آپ نظام کالج و مدرسہ عالیہ کے پرنسپل مقرر ہوئے آپ اڈنبرا یونیورسٹی کے سابق شہرۂ آفاق پرنسپل سر ڈبلیو ٹرنر کے قریبی رشتہ دار ہیں اور اڈنبرا ہی میں آپ نے ابتدائی و اعلیٰ تعلیمی مدارج طے کئے۔ اختتام تعلیم کے بعد ہی جنگ عظیم کا آغاز ہوا تو آپ نے ملک و قوم کے لئے

اپنی خدمات پیش کر دیں اور مختلف محاذاتِ جنگ پر قابل قدر خدمات انجام دیتے رہے میجر کے عہدہ تک پہنچے۔ چنانچہ اعزازی طور پر یہ عہدہ آج بھی آپ کو حاصل ہے بعد ازاں لور پول یونیورسٹی میں پروفیسری کی خدمت قبول کر لی۔ اور بڑودہ کالج اور سینٹ میریز ایک مدت تک خدمات انجام دیتے رہے سنہ ۱۳۳۹ف سے آپ سرکار عالی کی سلک ملازمت۔ اس کے دوسرے ہی سال آپ نظام کالج کے منصرم پرنسپل مقرر ہوئے۔ اور اب مستقلا آپ انگریزی متعدد متعدد ادبی کتب کے مصنف ہیں خاصکر شکسپیر و ملٹن کے کئی ایڈیشنوں نے نہایت ہی قابلیت سے انجام دیا ہے۔ ادبی ذوق کے ساتھ آپ مردانہ کھیلوں خصوصاً رگبی، باکسنگ اور دوڑ میں متعدد انعامات اور تمغے حاصل کر چکے ہیں۔

نواب جیون یار جنگ بہادر

آپ نواب سرور الملک بہادر سنہ ۱۲۸۹ف میں بمقام بلدہ پیدا ہوئے اور گرامر اسکول .... اسکول بمبئی میں تعلیم حاصل کر کے سنہ ۱۹۰۱ء میں آپ ولایت سال تک وہاں کے کیمبرج یونیورسٹی میں رہکر بی۔ اے کی ڈگری اور بیرسٹری کی سند آپ سرکار عالی کی سلک ملازمت میں بطور ناظم عدالت دیوانی (ڈسٹرکٹ جج) داخل واورنگ آباد و ورنگل میں مستعدی اور قابلیت کے ساتھ اپنے فرائض انجام د نظامت اول عدالت فوجداری بلدہ کے عہدہ پر ترقی ملی۔ لیکن اس کے ایک ہی سال میدک کے ناظم ہو گئے۔ سنہ ۱۳۲۷ف میں آپ کو رکنیت عدالت العالیہ کا ممتاز منصب نواب مرزا یار جنگ بہادر آپ نے میر مجلسی کی خدمت بھی بطور منصرمانہ انجام دی ہیں۔ خان اور بہادر کا خطاب صغیر سنی میں آپ کو بیشگاہ خسروی سے عطا ہوا۔ اور سے سرفراز ہوکر مرزا حمید جیون بیگ سے نواب جیون یار جنگ بہادر ہو گئے۔ آپ نہایت ہمدرد و خلیق و ملنسار ہیں اور کار ہائے رفاہ عام سے خاص دلچسپی ر ضلع ورنگل آپ نے اسلامیہ اسکول متھواڑہ کی بنیاد ڈالی اور اس کو سرکاری ا چنانچہ اس وقت بھی اس مدرسہ کو آپ کے اعزازی معتمد ہونے کا فخر حاصل ہے مرض انفلوئنزا کے زمانہ میں آپ نے سرکاری اور ذاتی حیثیت سے نہایت جس کے اعتراف میں پیشگاہ خسروی سے سند عطا ہوئی۔

نواب محمد جعفر علی خان بہادر

آپ نواب محمد ابوالحسن خان کے چھوٹے فرزند نواب حسام الدولہ مرحوم کے پو شمشیر جنگ اول کے نواسے ہوتے ہیں۔ آپ نے اپنے والد ماجد کے زیر نگرانی اور انگریزی کی تعلیم حاصل فرمائی۔ ازاں بعد مدرسہ عالیہ میں شریک ہو کر انٹرمیڈ

جنگ کے سی انتشارش آپ
جنگ آپ نے چیسٹر کالج
کالج لندن یونیورسٹی میں
واخل ہوئے۔ اور
کام انجام دے رہے تھا
ترتیب و تدوین کا کام آپ
تی مہارت رکھتے ہیں۔

کے صاحبزادے ہیں۔ حیدر
ر آباد و فرخندہ بنیاد
بلدہ اور اسکاٹش ہائی
تشریف لے گئے اور پانچ
حاصل کی۔ وطن واپس آکر
ہو گئے۔ اور اضلاع ناندیڑ
تے رہے سنہ ۱۳۲۲ف میں الگچ
بعد آپ صدر عدالت صوبہ
تفویض ہوا سلسلہ رخصت
آپ اس وقت مستقل و کارگزار
سنہ ۱۳۴۰ف میں نواب کے خطاب
اعزاز و وجاہت کے باوجود
جھتے ہیں۔ بدوران قیام
مداد و سرپرستی کا مستحق بنایا۔
طغیانی رود موسیٰ اور شیوع
بھی نمایاں خدمات انجام دیں

شوکت جنگ حسام الدولہ بہادر
محمد کاظم علی خان شوکت جنگ
تے اور نواب میر مہدی علی خان
اساتذہ سے اردو، فارسی
میڈیٹ کے امتحان میں کامیابی

حاصل کی لیکن بعض وجوہ کی بناء پر سلسلۂ تعلیم کو آپ نے منقطع فرما دیا اور ۱۳۵۲ھ میں سلک ملازمت سرکار عالی میں بہ حیثیت مہتمم کروڑگیری داخل ہو گئے۔ آپ ابھی نو عمر ہیں امید ہے کہ جلد کسی اعلیٰ خدمت پر فائز ہو جائیں۔ آپ کی شادی نواب میر علی محمد خان شمشیر جنگ ثانی کی دختر سے ہوئی۔ آپ نہایت خوش خلق اور ملنسار نوجوان ہیں۔

مولوی سید جمال الدین یف۔ آر۔ بی یس۔ یف۔ یل۔ یس (لندن)

آپ کا خاندانی تعلق ٹیپو سلطان شہید سے ہے آپ ۱۲۹۱ف میں بلدۂ حیدرآباد دکن میں پیدا ہوئے تعلیم کی ابتدا نظام کالج سے ہوئی۔ زاں بعد جنگلات اور امتحانات ال میں کامیابی حاصل فرمائی ۱۳۱۴ف میں باغات کی خدمت پر مامور ہوئے اور اس کے کچھ دنوں بعد سررشتہ جنگلات میں منتقل ہوئے۔ کچھ عرصہ تک سررشتۂ جنگلات کے خدمات باحسن الوجوہ انجام دینے کے بعد ۱۳۲۷ف میں مہتمم باغ عامہ سرکار عالی پر ترقی پائے۔ اور علم نباتات و حیوانات کے جدید انکشافات کی تحصیل کی غرض سے آپ نے کئی ایک مرتبہ تمامی ہندوستان اور یورپ کا سفر اختیار فرمایا اور کیو گارڈنس لنڈن میں شریک ہو کر تحلیبندی کے متعلق آپ نے ایک گرانقدر ڈپلوما حاصل فرمایا۔ غیر معمولی ذہانت و مہارت، ہوشیاری، تیز دستی گرانقدر اور عظیم خدمات کی انجام دہی کے صلہ میں آپ سررشتہ باغات سرکار عالی کے ناظم مقرر ہوئے جس پر اس وقت آپ کارگزار ہیں۔ آپ کے زیر نگرانی باغات سرکار عالی نہایت عمدہ حالت میں ہیں۔

راجہ وینکٹ جگناتھ راؤ بہادر

آپ راجہ وینکٹ لچہار اؤ بہادر ثانی اور رانی وینکٹ رتنما بہ صاحبہ والیہ سمستان چٹپول کے متبنیٰ فرزند اور ہونے والے راجہ ہیں آپ مہاراجہ صاحب بہادر یول کے پوتے ہوتے ہیں آپ کا اصلی نام وینکٹ راج گوپال ہے۔ راجہ وینکٹ لچہار اؤ بہادر ثانی نے بمنظوری سرکار آپ کو متبنیٰ لے کر اپنے والد وینکٹ جگناتھ راؤ کے نام سے موسوم کیا۔ آپ بہت کمسن تھے جبکہ راجہ وینکٹ لچہار اؤ بہادر ثانی اس دنیائے فانی سے بیکنٹھ باش ہوئے۔ اپنی والدہ رانی وینکٹ رتنما صاحبہ کے زیر نگرانی اعلیٰ پیمانہ پر جو آپ جیسے راجاؤں کے شایان ہو آپ نے تعلیم حاصل فرمائی۔ آپ کو بھی سواری اسپ اور شکار کا شوق ہے۔ نو عمر ہی میں آپ نے (۱۱) شیروں کا اور (۳۸۶) دیگر وحشی جانوروں کا شکار کیا۔ اس سے پتہ چل سکتا ہے کہ دلاوری و شجاعت والیان سمستان چٹپول میں مسلسل چلی آ رہی ہے۔ اور وہ سارے اوصاف حمیدہ و اخلاق پسندیدہ جو ایک والئی سمستان میں لازمی ہیں وہ آپ میں موجود ہیں۔ مستقبل قریب میں آپ والئی سمستان ہونے والے ہیں۔ آپ کی گدی نشینی کی رسم کی ادائیگی کا رعایا و ملازمین سمستان کو شدید انتظار ہے۔

نواب حسن یار جنگ بہادر

آپ نواب محمد مختار الدین خان نامور جنگ اقتدار الدولہ سلطان الملک بہادر دام اقبالہٗ کے صاحبزادۂ سادس ہیں آپ ۱۰۔ رمضان المبارک ۱۳۲۱ھ مطابق یکم ڈسمبر ۱۹۰۳ء کو پیدا ہوئے۔ آپ نہایت کمسن تھے کہ آپ کے والد بزرگوار نے انگلستان کا سفر فرمایا۔ آپ نے اپنی جدۂ محترمہ لیڈی سروقار الامرا کے زیر نگرانی عہد طفلی ہی سے رہکر انگریزی، اردو، فارسی کی تعلیم قابل اساتذہ سے

حاصل فرمائی۔ بعمر پانزدہ سالگی ۱۳۳۶ھ میں پائیگاہ بورڈنگ میں شریک رہکر مدرسۂ عالیہ بتحصیل علم کے لئے شریک کئے گئے۔ اس کے دوسرے سال دوسرے پائیگاہ بورڈرز کے ساتھ بغرض تکمیل تعلیم ایم۔ اے۔ او کالج علی گڈھ روانہ ہوئے۔ بوجہ ذہانت آپکا تعلیمی زمانہ نہایت اچھا گذرا تعلیم کے علاوہ آپ کو کھیلوں کی بھی مشق کرائی گئی آپ کو ہاکی میں امتیاز حاصل ہے اور اس کھیل سے آپ کو بیحد دلچسپی ہے ۱۳۴۱ھ میں ان کو آپریشن کی وجہ واپس حیدرآباد بلا لئے گئے اور یہاں پر دوبارہ دارالاقامہ پائیگاہ میں داخل ہو کر مدرسۂ عالیہ میں تعلیم حاصل فرماتے رہے ۱۹۲۴ء میں آپ نے ہائی اسکول لیونگ سرٹیفکٹ کے امتحان میں بدرجۂ دوم کامیابی حاصل فرمائی اور اس کے دوسرے سال عثمانیہ یونیورسٹی میں داخل ہوئے لیکن خرابی صحت کی وجہ چند مہینوں کے بعد ترک تعلیم کرکے پہاڑی ہوادار مقام پر تبدیل آب و ہوا کی غرض سے تشریف لے گئے بعد ازاں مسلم یونیورسٹی (علی گڈھ) جاکر ۱۹۲۷ء میں انٹرمیڈیٹ کا امتحان کامیاب کیا اور اسی سال پائیگاہ کا دارالاقامہ برخاست ہوا۔ اور آپکا قیام علی گڈھ سے حیدرآباد آنے کے بعد دیوڑھی پر رہا۔ ان ایام میں دیوڑھی ہی پر خانگی طور پر سلسلۂ تعلیم اور معلومات عامہ کی کتابوں کا مطالعہ جاری تھا۔ نیز ان ایام فرصت میں آپ اخبارات و رسائل کے لئے مضامین تحریر فرمایا کرتے تھے۔ علاوہ بریں آپ نے پائیگاہ کا ایک تذکرہ بھی تحریر فرمایا ہے جو قابل دید ہے۔

۱۳۴۴ھ میں بتقریب سالگرہ ہمایونی جہاں پناہی آپ کو "محسن یار جنگ" کے خطاب سے سرفراز فرمایا گیا۔ ۱۹۳۱ء میں انگلستان روانہ ہوئے۔ اور بی۔ اے کی تعلیم کی غرض سے لیڈس یونیورسٹی میں شریک ہوئے اور دوسرے سال ہی آپ نے اپنے اس کورس کو ترک فرماکر بی کامرس (تجارت) کے کورس کو اختیار فرمایا بوجہ اس کے کہ اس اختیار کردہ کورس کی زبان بلیغ ہے۔ امید قوی ہے کہ بہت جلد اپنے کورس کی تکمیل فرماکر حیدرآباد مراجعت فرمائیں۔

آپ وہاں کی تمام انجمنوں میں خاصی دلچسپی لیتے ہیں۔ کئی سال انڈین ایسوسی ایشن کے صدر رہکر اس انجمن میں کئی ایک اصلاح فرمائے ہیں۔ نیز آپ نے وہاں اسٹوڈنٹس اسلامک سوسائٹی یعنے انجمن طلاب اسلامیہ قائم فرمایا ہے جس کا مقصد اور مطلب اسلام کو صحیح معنوں اور اصول پر پیش کرنا ہے۔ ہر ہفتہ انجمن کے جلسوں میں اسلام کے مختلف عنوانات پر تقریریں ہوا کرتی ہیں۔ یہ انجمن تمام انگلستان میں خاصی شہرت حاصل کرچکی ہے اور اپنا کام نہایت عمدگی اور اعلیٰ پیمانہ پر کئے جارہی ہے۔

انگلستان میں بھی آپ ہاکی کے کھیل میں دلچسپی لیتے رہے اور یونیورسٹی کی ٹیم میں شریک رہکر اس کھیل میں آپ نے نمایاں حصہ لیا ہے۔ آپ کو شعرگوئی کا شوق و ذوق بھی ہے اور یہ شوق آپ کو عرصہ دراز سے ہے اردو میں شعر خوب لکھتے ہیں۔

آپ خوش وضع، خوش خصلت اور خوش طبیعت نواب ہیں۔ آپ کے چہرہ سے ذہانت، ذکاوت اور جلالت امیرانہ ہویدا ہے۔

رائٹ آنریبل نواب حیدر نواز جنگ بہادر

آپ کا نام نامی واسم گرامی اکبر نذر علی حیدری ہے ایک مدت ہوی کہ مملکت حیدرآباد کے ایک وزیر اعظم کا نام ہندوستان بھر میں اتنا مشہور ہوا تھا کہ

مملکت ہذا کے باہر لوگ حیدرآباد کو حیدرآباد سندھ سے امتیاز کرنے کے لئے "چندولال کا حیدرآباد" کہا کرتے تھے آج نواب سر اکبر حیدری نواز جنگ بہادر کو وہی نسبت ہے جو اُس زمانہ میں راجہ چندو لال آنجہانی کو تھی اس لئے کہ گو سرکاری حیثیت سے آپ کو راجۂ موصوف کا درجہ حاصل نہیں ہے۔ تاہم دورِ حاضرہ میں اس ترقی پذیر ملک کے اندر جس قدر ترقیاں رونما ہوئی ہیں اُن میں سے شاید چند ہی ایسی ہوں گی جو آپ کی قابلیت تدبیر اور اپنے ملک و مالک سے غیر معمولی عقیدت کی رہینِ منت نہ ہوں۔ اور باتوں کو اگر نظر انداز بھی کر دیا جائے تو حیدرآباد کے مالیہ کی نظم جدید، صنعت و حرفت کی غیر معمولی ترقی، تعلیم و تعلم کا درخشاں فروغ اور سب سے بڑھ کر عثمانیہ یونیورسٹی کا قیام۔ یہ چار ایسے مستحکم ستون ہیں کہ جن پر آپ کی شہرت و نمود کا چراغ ابد الآباد تک جلتا رہے گا۔ آپ نے مملکت ہذا کے مختلف شعبوں میں جو کار ہائے نمایاں انجام دئے ہیں ان کی تشریح کے لئے کئی ضخیم جلدوں کی ضرورت ہوگی۔ لیکن ان کارناموں کی تفصیل منظور نہیں ہے بلکہ صرف آپ کی ذات کا بیرونی دنیا سے تعارف کرانا ہے جس کے لئے نہایت ہی مختصر الفاظ میں آپ کی زندگی کے بعض نمایاں اور اہم حالات کا ذکر کیا جاتا ہے۔

آپ بمبئی کے ایک شہرۂ آفاق تاجر سیٹھ نذر علی کے صاحبزادے اور جسٹس بدر الدین طیب جی کی حقیقی بہن کے نواسے ہیں۔ آپ کا آبائی وطن کھمبایت (کیمبے) ہے آپ ۸ نومبر سنہ ۱۸۶۹ء کو بمبئی میں پیدا ہوئے اور ابتدائی مذہبی و کتبی تعلیم اپنے والد ماجد اور نانی محترمہ کے زیر نگرانی حاصل کر کے انگریزی تعلیم شروع کی اور سینٹ زیویر کالج سے نہایت ہی نمایاں کامیابی کے ساتھ بی۔ اے کا امتحان پاس کیا۔ اور بی۔ ال کے امتحان کی تیاری کر رہے تھے کہ حکومت ہند کے محکمہ فینانس کے امتحان کا موقع آپ کو مل گیا اور اس میں تمام امیدواروں میں اول پاس ہو کر آپ سنہ ۱۸۸۸ء میں ممالک متوسط کے صیغہ حساب میں ایک افسر کی حیثیت سے تعینات کئے گئے اس کے ایک سال بعد آپ کا تبادلہ لاہور کے کرنسی آفس میں ہو گیا۔ جہاں ایک سال رہنے کے بعد آپ کلکتہ بھیجے گئے۔ تین سال کلکتہ میں رہنے کے بعد آپ کو ممالک متحدہ میں اسسٹنٹ اکاونٹنٹ جنرل کے عہدہ پر ترقی ملی۔ اور الہ آباد میں تعیناتی ہوئی سنہ ۱۸۹۳ء میں جب آپ کا تبادلہ بمبئی میں ہوا تو الہ آباد کی جماعت ہنود کی طرف سے آپ کو شاندار وداعی ضیافت دی گئی سنہ ۱۹۰۱ء میں آپ مدراس کے ڈپٹی اکاونٹنٹ جنرل بنائے گئے اور اس کے ایک سال بعد آپ کو تمام ہندوستان اور برہما کے سرکاری مطابع کی جانچ پڑتال کا کام خاص طور پر تفویض ہوا اور اس کے متعلق جو رپورٹ آپ نے مرتب کی اُس پر گورنمنٹ ہند کی جانب سے شاندار الفاظ میں اظہار خوشنودی کیا گیا۔ یہ وہ نمایاں خدمات و انصرامِ امور کا قابلِ فخر تجربہ تھا جو آپ حیدرآباد میں سرکار عالی کے سلک ملازمت میں داخل ہونے سے قبل حاصل کر چکے تھے۔ اور ایسے کارآزمودہ شخص کی خدمات جب سرکار عالی نے حکومت ہند سے مستعار لیں تو اپنی مملکت کی فلاح و بہبود کے لئے بہترین نظر انتخاب کا اظہار کیا الحاصل سب سے پہلے سنہ ۱۹۰۵ء میں آپ صدر محاسبی سرکار عالی کی جائداد پر متعین ہوئے اُس وقت محکمہ فینانس کے معین المہام سر جارج کیسن تھے۔ جن کی نکتہ رس نگاہوں نے چند ہی دنوں میں آپ کی اعلیٰ صلاحیت و قابلیت کو تاڑ لیا اور ان کے مشورہ سے بہت سی درخشاں اصلاحات اس محکمہ کے نظام میں رائج کیں اور ہر موقع پر آپ کے قابلانہ مفید مشوروں کا دریا دلی سے اعتراف کیا سنہ ۱۹۱۱ء میں آپ معتمدی عدالت و کوتوالی و امور عامہ کے عہدہ پر منتقل کئے گئے چونکہ محکمہ تعلیم کا اس سررشتہ سے براہِ راست تعلق تھا اس لئے اسی تاریخ سے

حیدرآباد کی تعلیمی ترقی کی وہ مستحکم بنیاد پڑی کہ جس سے آج مملکت اس شعبہ میں دنیا کے ترقی یافتہ ممالک کی ہمسری کا دعویٰ کرنے کے قابل ہو گئی ہے تعلیمی نظام کو مستحکم و مضبوط بنیاد پر نصب کرنے کے علاوہ آپ نے محکمۂ علاج و صحت میں بھی نمایاں اصلاحیں کیں اور آپ ہی کی تحریک پر عثمانیہ جنرل ہاسپٹل کا خاکہ تیار ہوا جو آج ہندوستان بھر میں سب سے بڑا اور سب سے بہتر سامان رکھنے والا شفاخانہ سمجھا جاتا ہے اسی زمانہ میں آپ نے محکمۂ آثار قدیمہ کی بنیاد رکھی جس کا کام آج برطانوی ہند کے محکمۂ آثار قدیمہ سے بھی زیادہ بہتر اور منظم ہے۔ اسی زمانہ کے آخری دور میں آپ نے مسٹر ہینکفیلڈ صدر ناظم صنعت و حرفت کے رخصت پر جانے کی وجہ سے ان کے فرائض بھی انجام دئے۔ اور اس تھوڑی سی مدت میں آپ نے اس شعبہ کو بھی شاہراہ ترقی پر لگا دیا اور ماہر سائنس دانوں کی خدمات مستعار لے کر مملکت ہذا کی اکثر حرفتوں کو زندہ کیا اور خاص کر کاغذ سازی، روغن سازی، پارچہ بافی کی حرفتوں کے لئے نئے نئے راستے پیدا کئے اور چھوٹی چھوٹی صناعیوں کو سرکاری امداد دے کر فروغ و استحکام بخشا۔

سنہ ۱۹۲۰ء میں آپ کچھ دنوں کے لئے پھر حکومت ہند کی ملازمت پر واپس گئے اور بمبئی کے اکاؤنٹنٹ جنرل درجۂ اول بنائے گئے جو رتبہ اس سے پیشتر کسی ہندوستانی کو نہیں ملا تھا۔ لیکن چند ہی ماہ بعد آپ وہاں سے پنشن حاصل کر کے پھر حیدرآباد واپس آ گئے اور جولائی سنہ ۱۹۲۱ء میں مسٹر گلانسی کی علحدگی پر آپ صدرالمہام فینانس بنائے گئے اس دور کا اہم ترین کارنامہ مملکت ہذا کے نظام مالیہ کی نظم جدید ہے، جس سے غالباً تاریخ میں پہلی مرتبہ یہاں کا میزانیہ متوازن ہونے لگا اور اس کے باوجود ملک میں فلاح و بہبود کے کاموں کے لئے وافر رقوم پس انداز ہونے لگیں۔

سنہ ۱۳۴۱ف میں آپ کو بارگاہ خسروی سے نواب حیدر نواز جنگ بہادر کا خطاب عطا کیا گیا اور سرکار انگریزی سے مختلف اوقات میں آپ کو "نائٹ" اور "نواب" کے خطابات عطا کئے گئے۔

حسب فرمان خسروی ۲۹ ذی الحجۃ الحرام سنہ ۱۳۵۵ھ کو آپ راجہ راجگان راجہ مہاراجہ سرکشن پرشاد بہادر یمین السلطنت پیشکار و صدر اعظم باب حکومت سرکار عالی کے مستعفی ہونے کی وجہ صدر اعظم باب حکومت قرار پائے اور شرکت دربار تاج پوشی حضور جارج ششم کی غرض سے منجانب سرکار لندن تشریف لے گئے۔

یہ خاکہ آپ کی سرکاری زندگی کا ہے اور شخصی حیثیت سے جو اعزاز و ہردلعزیزی آپ نے سارے ہندوستان و نیز ہندوستان کے باہر حاصل کی ہے اس کی تفصیل ذرا طویل ہے۔ خصوصاً تعلیمی مسائل میں آپ کی رائے اس قدر وسیع سمجھی جاتی ہے کہ متعدد یونیورسٹیوں کے آپ فیلو ہیں اور سنہ ۱۹۲۵ء و سنہ ۱۹۲۶ء میں دہلی کی انٹر یونیورسٹیز کمیٹی کی صدارت کے لئے آپ ہی کا انتخاب عمل میں آیا تھا سنہ ۱۹۲۹ء میں آپ نے پنجاب یونیورسٹی میں کانوکیشن اڈریس دیا جو سارے ملک میں نظر وقعت دیکھا گیا۔

صاحبزادہ نواب میر حشمت علیخان بہادر

آپ نواب میر بہادر علی خانؒ مرحوم کے فرزند ہیں۔ آپ کی تعلیم مدرسۂ اعزہ میں ہوئی۔ آپ کا ابتدائی تقرر سنہ ۱۳۲۶ف میں علاقۂ دیوانی سررشتہ عدالت میں ہوا۔ ازاں بعد آپ علاقۂ صرفخاص مبارک میں منتقل ہوئے۔ اس وقت آپ ناظم عدالت دیوانی ضلع اطراف بلدہ (صرفخاص مبارک) ہیں آپ کی شادی نواب حیدرالدولہ مرحوم کی دختر سے ہوئی جن کے بطن سے آپ کو تین صاحبزادہ

اور تین صاحبزادیاں ہیں۔ صاحبزادے (۱) صاحبزادۂ نواب میر محمود علی خان (۲) صاحبزادۂ نواب میر محمد علی خان اور (۳) صاحبزادہ نواب میر سردار علی خان۔ یہ تینوں صاحبزادے اپنے والد ماجد کے زیر سایہ قابل اساتذہ سے تعلیم حاصل فرما رہے ہیں۔ نواب صاحب موصوف کو بطن دیگر چار صاحبزادیاں اور ہیں۔ آپ نہایت خوش خلق، منکسر المزاج، نیک نفس، پابند صوم و صلوٰۃ و وضع قدیم نواب ہیں۔ آپ کو خانوادۂ شاہی آصفجاہی سے قرابت ہے۔

نواب حامد یار جنگ بہادر

آپ سرگروہ امرائے حیدرآباد کے ایک نمایاں فرد اور سرکار آصفیہ کی خدمت میں نامور ہستیاں اس خاندان سے حاصل ہوئی ہیں۔ آپ سنہ ۱۲۹۴ف میں بمقام حیدرآباد پیدا ہوئے اور تعلیمی مدارج طے کرنے کے بعد حسب دستور خاندانی سرکار عالی کی ملازمت میں داخل ہوگئے اور بحیثیت دوم تعلقدار ضلع نظام آباد آپ کا تقرر عمل میں آیا جس سے درجہ بدرجہ ترقی کرکے آپ اول تعلقدار ہوگئے اور اسی اثنا میں ایک سال کیلئے بغرض تعلیم و تربیت حسب ایماء سرکار عالی علاقہ سرکار انگریزی میں بھی گئے سنہ ۱۳۲۶ف میں آپ سررشتہ جنگلات سوپریری افسر مقرر ہوئے جس کے بعد دو سال تک آپکو زیادہ تر اسی سررشتہ سے سابقہ رہا جس میں آپنے سنہ ۱۳۲۸ف میں مناسبت طبع کا اظہار کیا اور اپنی قابلیت و حسن انتظام سے حکام عالی کی توجہ اپنی طرف مبذول کرلی چنانچہ آپ سنہ ۱۳۲۸ف میں ناظم جنگلات کے منصب پر منصرمانہ فائز کئے گئے اور سنہ ۱۳۳۰ف میں حسب فرمان مبارک اس منصب پر مستقل ہوگئے اور اس وقت تک آپ فرائض کو باحسن الوجوہ انجام دے رہے ہیں۔

میجر نواب حبیب یار جنگ بہادر

آپ حبیب عبد اللہ صاحب مرحوم کے صاحبزادے ہیں اور فوجی حسن خدمات کا وظیفہ پا رہے ہیں۔ آپ سنہ ۱۲۷۶ف میں بمقام محلہ شاہ گنج حیدرآباد پیدا ہوئے۔ اور اس زمانہ کے دستور کے بموجب آپ نے مکتبی تعلیم اور فنون سپہگری کی تربیت حاصل کرکے سنہ ۱۲۹۹ف میں سرکار عالی کی فوجی ملازمت اختیار کی اور پرنس باڈی گارڈ کے کمانڈنگ افسر مقرر ہوئے۔ یہ زمانہ اعلیٰ حضرت بندگان عالی کی تعلیم و تربیت کا تھا۔ اور آپ جو اس وقت صرف میجر حبیب ابوبکر تھے۔ فنون سپہ گری کی تربیت دے کر شرف تقرب و افتخار خدمت حاصل کیا جب حضور پرنور تخت سلطنت پر جلوہ افروز ہوئے تو آپ کے اعزاز میں اور اضافہ فرمایا اور سنہ ۱۳۲۱ف میں آپ جمعیت نظام محبوب کے کمانڈنگ افسر مقرر ہوئے جس کے فرائض آپ ایک مدت تک نہایت حسن و خوبی سے انجام دیتے رہے اور اسی سلسلہ میں بارگاہ خسروی سے آپ نے خطاب "نواب حبیب یار جنگ بہادر" حاصل کیا۔ اور پچپن سال کی عمر کو پہنچکر فوجی ملازمت سے بحصول وظیفہ حسن خدمت سبکدوش ہوگئے۔ لیکن اپنے اعلیٰ اخلاقی صفات اور شریفانہ عادات کی بدولت بارگاہ خسروی اور معیت حضرت شاہزادۂ والاشان ولی عہد بہادر کا آپ کو اب بھی شرف و تقرب حاصل ہے۔ دوران ملازمت میں آپ کو دو مرتبہ حج بیت اللہ الحرام اور زیارات مقامات مقدسہ کا شرف حاصل ہوا اور اس طرح دنیا کے ساتھ آپ نے دین بھی سنوار لیا۔

نواب حسن نواز جنگ بہادر

آپ کا نام نامی و اسم گرامی مرزا ابوالحسن خان ہے۔ آپ نواب مرزا محمد ہادی خان بہادر (وزیر جنگ وزیر الدولہ) کے اکلوتے فرزند آپ کی ولادت سنہ ۱۳۰۰ف میں بمقام

حیدرآباد (دکن) ہوئی۔ آپ اس وقت حیدرآباد دکن شعبہ سیاسیات کے معتمد ہیں اور اس اہم عہدہ کے فرائض کو حسن خوش اسلوبی اور قابلیت سے آپ انجام دے رہے ہیں وہ ہر طرح مستحق تحسین ہے۔ آپ نہایت ہی روشن خیال، قابل اور خلیق انسان ہیں۔ سرکاری اور غیر سرکاری حلقوں میں کافی ہر دلعزیزی اور شہرت حاصل کر چکے ہیں۔ اپنے بادشاہ اعلیٰ حضرت سلطان العلوم خلد اللہ ملکہٗ و سلطنتہٗ کے ساتھ وفاداری اور جاں نثاری آپ کا مذہبی عقیدہ ہے اور سرکاری و غیر سرکاری سرگرمیوں میں آپ اس جذبہ کو پیش پیش رکھتے ہیں محکمہ سیاسیات کی معتمدی کا کام ہمہ تن مصروفیت اور غیر معمولی شغف اور تن دہی کی صلاحیت چاہتا ہے لیکن اپنے فرائض کے اس انہماک کے باوجود اس سوسائٹی میں نہایت خندہ پیشانی سے نقل و حرکت کرتے ہیں اور اپنے احباب و اعزہ کے ساتھ امکانی حسن سلوک سے دریغ نہیں کرتے سنہ ۱۳۱۸ف سے آپ سرکار عالی کی ملازمت میں ہیں۔ موجودہ عہدہ کا چارج آپ نے سنہ ۱۳۴۰ف میں حاصل فرمایا۔ اور کچھ دنوں مستقرانہ طور پر اس خدمت کو انجام دینے کے بعد سنہ ۱۳۴۱ف میں مستقل فرمائے گئے سنہ ۱۳۵۲ھ میں بتقریب سالگرہ مبارک اعلیٰ حضرت جہاں پناہی خلد اللہ ملکہٗ و سلطنتہٗ آپ کو حسن نواز جنگ کا خطاب بارگاہ خسروی سے مرحمت ہوا۔

نواب میر حسین علی خان بہادر

آپ نواب شمشیر جنگ ثانی مرحوم کے چشم و چراغ ہیں۔ آپکی ولادت بتاریخ ۱۰۔ رجب المرجب سنہ ۱۳۱۳ھ دیوڑھی نواب شمشیر جنگ اولیٰ میں ہوی۔ اولاً خانگی طور پر قابل اساتذہ سے اپنے والد مرحوم کی نگرانی میں گھر ہی پر اردو، فارسی، انگریزی کی تعلیم حاصل فرمائے۔ من بعد تکمیل درس کے لئے مدرسہ عالیہ میں شریک ہوئے۔ جہاں آپ کئی سال تک تعلیم حاصل کرتے رہے۔ اردو، فارسی، انگریزی میں آپ سیاق و سباق ہیں۔ آپ کی اردو تحریر و تقریر نہایت دلچسپ اور شستہ ہوا کرتی ہے سنہ ۱۳۳۵ھ میں آپ کی شادی نواب جہانگیر یار جنگ مرحوم کی دختر نواب تہور جنگ تہور الملک خان دوران خان بہادر مرحوم کی نواسی سے بڑی دھوم دھام کے ساتھ ہوی۔ جن کے بطن سے آپ کو چار صاحبزادے اور دو صاحبزادیاں ہیں۔ صاحبزادے۔ (۱) نواب میر محمد سعید خان (۲) نواب میر محمد رشید خان (۳) نواب میر محمد حمید خان (۴) نواب میر محمد خورشید خان آپ نہایت خلیق، ملنسار، علم دوست، مردم شناس، شریف نواز، ہر دلعزیز نواب ہیں۔ جلالت و امارت کے باوجود آپ میں غرور نام کو نہیں۔ ہر کسی سے بخندہ پیشانی پیش آتے ہیں۔ اپنے والد مرحوم کے نقش قدم پر چلتے ہیں محتاجین کی اعانت اور مسافرین کی امداد کرتے ہیں الولد سر لابیہ کے مصداق ہیں۔ آپ کے خاندانی وقار اور بزرگی کا خیال۔ آپ کے والد مرحوم کے حقوق اور ان گرانقدر خدمات پر نظر کرتے جو آپ کے والد مرحوم نے ہماری معزز گورنمنٹ کے لئے نہایت تندہی اور دلدہی سے انجام دیں۔ کیا ہم اپنی گورنمنٹ عالیہ سے یہ امید کر سکتے ہیں؟ کہ آپ ایک اعلیٰ عہدہ پر مفتخر و ممتاز فرمائے جاکر آپ کو اپنے ملک کے خدمات اپنے والد مرحوم اور جد امجد کی طرح انجام دینے کا موقع مل سکے۔ حضور پرنور ظل سبحانی کے الطاف ہمیشہ اس خاندان پر مبذول رہے ہیں۔ چنانچہ حال ہی میں بندگان عالی نے آپ کی ہمشیر کی شادی میں شرکت فرماکر آپ کو عزت بخشی۔ اگر یہ الطاف ظل سبحانی یونہی آپ کے شامل حال رہیں تو ہم کو قوی توقع ہے کہ آپ بہت جلد خطاب سے بھی مفتخر فرمائے جائیں گے۔

مولوی حمید احمد انصاری

آپ مولوی محمد علی صاحب انصاری مرحوم جونپوری کے صاحبزادے ہیں اور جامعہ عثمانیہ کے معتمد (رجسٹرار) کے عہدہ پر فائز ہیں۔ گو آپ کا آبائی وطن جونپور واقع ممالک متحدہ آگرہ و اودھ ہے لیکن سید الشی آپ کی سنہ ۱۸۸۱ء میں بمقام گلبرگہ شریف ہوئی۔ اور وہیں آپ نے اپنے والد ماجد کی زیر نگرانی فارسی وعربی کی تکمیلی تعلیم حاصل کی۔ انگریزی تعلیم آپ نے قدیم اورنگ آباد کالج میں حاصل کی۔ جہاں آپ سنہ ۱۹۰۲ء تک رہے۔ اس کے اگلے سال آپ کرسچین کالج الہ آباد میں داخل ہوئے اور وہیں سے بی۔ اے کی ڈگری حاصل کرکے کچھ دنوں تک الہ آباد یونیورسٹی میں ایم۔ اے اور قانون کی تعلیم حاصل کرتے رہے لیکن امتحان میں شرکت سے قبل ہی آپ کو سلسلۂ تعلیم منقطع کرنا پڑا اور مولوی عزیز مرزا صاحب مرحوم نے مسلم لیگ کے سکرٹری کی حیثیت سے جب لکھنؤ میں قیام کیا تو آپ کو اپنی رفاقت کے لئے منتخب فرمایا۔ اس زمانہ میں آپ کو اپنے ذاتی جوہر نمایاں کرنے کا کافی موقع ملا۔ اور اپنی مستعدی، قابلیت اور فرض شناسی سے مولوی صاحب موصوف کی نگاہوں میں کافی وقعت حاصل کرلی۔ اس سلسلہ میں آپ نے پبلک سروس پر جو معرکہ آراء یادداشت مرتب کی وہ ملک میں خاص طور سے مقبول ہوئی اور ممتاز جرائد نے اسے اپنے صفحات میں جگہ دے کر تائیدی مضامین لکھے سنہ ۱۹۱۳ء میں آپ حیدرآباد آکر معتمدی عدالت و کوتوالی و امور عامہ میں ملازم ہوگئے۔ اور مترجم نظم اور مددگار معتمد کے عہدوں پر رہکر نمایاں خدمات انجام دیتے رہے سنہ ۱۹۲۰ء میں آپ جامعہ عثمانیہ کے معتمد (رجسٹرار) مقرر ہوئے جس پر آپ اس وقت تک کارگذار ہیں۔ انگریزی ادبیات و تاریخ و فلسفہ و سیاسیات میں آپ کا مطالعہ بہت ہی وسیع ہے۔ اردو زبان میں آپ نے بکثرت مضامین اور افسانے تحریر فرمائے جو مختلف جرائد میں شائع ہوئے اور قدر کی نگاہوں سے دیکھے گئے۔ اسی کے ساتھ ساتھ آپ نے اپنی مادری زبان سے بھی دلچسپی قائم رکھی۔ اور انجمن ترقی اردو اور رسالۂ اردو کے لئے قابل قدر قلمی خدمات ادا کرتے رہے۔ جامعہ عثمانیہ سے منسلک ہونے کے بعد اردو زبان پر آپ کی توجہ اور بڑھ گئی۔ اور اس زمانہ میں متعدد معرکہ آرا تصانیف اور تراجم پبلک میں پیش کئے جن میں پروفیسر تسلیم کی تاریخ روما اور پروفیسر منسل کی کتاب توازن قوت اور پروفیسر ہاٹ لینڈ کی تاریخ جمہوریہ روما اور پروفیسر گرانٹ کی تاریخ یورپ کے تراجم خاص طور پر قابل ذکر ہیں۔

ڈاکٹر مرزا حسن علی خان

آپ نواب شمشیر جنگ مرحوم سابق صوبہ دار ورنگل کے فرزند اکبر ہیں۔ ۲۴۔ شہریور سنہ ۱۲۹۷ ف کو پیدا ہوئے۔ نظام کالج کی تعلیم کے بعد سنہ ۱۹۰۸ء میں ڈاکٹری کی تحصیل کے لئے آپ ولایت تشریف لے گئے اور ڈاکٹری کی اہم ڈگریاں حاصل کیں۔ بزمانہ جنگ عظیم متعدد دواخانہ جات میں آپ نے کام کیا۔ ۳۰ فروری سنہ ۱۳۲۹ ف کو آپ بحیثیت سیول سرجن درجہ چہارم سلک ملازمت سرکار عالی میں داخل ہوکر دواخانۂ افضل گنج اور ۱۲۔ تیر سنہ ۱۳۲۹ ف کو دارالضرب پر متعین ہوئے ۲۵۔ فروری سنہ ۱۳۳۰ ف کو آپ کارونر ہوئے۔ اور یکم امرداد سنہ ۱۳۳۳ ف تک کارونر کی حیثیت سے کام انجام دیتے رہے۔ ازاں بعد سیول سرجن دواخانۂ چادرگھاٹ بلدہ مقرر ہوئے ۳۰۔ مہر سنہ ۱۳۳۹ ف کو ترقی پر اورنگ آباد آپ کا تبادلہ ہوا۔ ۲۱۔ امرداد سنہ ۱۳۴۰ ف سے دواخانہ عثمانیہ میں سیول سرجنی کے خدمات انجام دے رہے ہیں اس کے ساتھ ساتھ پروفیسری علم طب عثمانیہ میڈیکل کالج کا

کام بھی انجام دیتے رہے اس وقت آپ نائب ناظم طبابت کے گرانقدر خدمت پر فائز و کارگزار ہیں۔ گھر پر بھی آپ مطب کرتے ہیں۔ اوقات مطب ۴ بجے عصر سے ۶ بجے شام ہے۔ دواخانہ میں مردانہ وارڈ کے علاوہ زنانی اور بچوں کا وارڈ بھی آپ کے زیر نگرانی ہے۔ آپ ایک تجربہ کار ماہرفن ڈاکٹر ہیں آپ کی تشخیص اچھی اور نسخہ (تجویز) لاثانی ہوا کرتا ہے کیسا ہی مریض ہو اس سے بکشادہ پیشانی پیش آتے ہیں اور اس کی تشخیص میں آپ وقت کا کوئی خیال نہیں فرماتے غریبوں کے ساتھ آپ کو خاص ہمدردی ہے کیوں نہ ہو آپ ہمدرد قوم و ملک نواب شیر جنگ مرحوم کے فرزند اور آقا مرزا مہدی حسین خان کوکب کے بھتیجے ہیں۔ اطباء دکن میں آپ کی ایک ممتاز حیثیت ہے آپ اُن ایرانی نژادان دکن سے ہیں جن پر ایران جس قدر ناز کرے کم ہے۔

ڈاکٹر حاجی حیدر علی خان

آپ خلف حکیم داؤد علی خان صاحب مرحوم المخاطب بہ کوکب الدری ہیں۔ ۶۔جون سنہ ۱۸۹۰ء کو بلدہ حیدرآباد دکن صانہا اللہ عن الشرور والفتن میں پیدا ہوئے

گھر پر اسلامی تعلیم و تربیت پانے کے بعد مدرسہ عالیہ و نظام کالج میں درس حاصل کیا۔ میڈیکل اسکول حیدرآباد، گرانٹ میڈیکل کالج بمبئی، گائز و مڈل سکس ہاسپٹل لندن، اور رائل کالج آف سرجنس اڈنبرا میں علم طب و فن جراحی کی تعلیم حاصل کر کے بمبئی سے ایل۔ ایم اینڈ ایس، اور لندن سے ایل۔ آر۔ سی۔ پی، اور ایم آر۔ سی۔ ایس کی ڈگریاں حاصل فرمائیں۔ ایف۔ آر۔ سی۔ ایس کی ڈگری اڈنبرا سے حاصل کی۔ دوران تعلیم میں بمبئی یونیورسٹی اسکالرشپ، حیدرآباد ایشیاٹک و یوروپین اسکالرشپ سے آپ کی حوصلہ افزائی کی گئی۔ تعلیم کے زمانہ میں ہر قسم کے میدانی و دریائی کھیلوں کا شوق رہا۔ ایک زمانہ میں فٹبال کے مشہور کھلاڑی تھے، اور فرصت کے وقت ہاکی، کرکٹ، ٹینس سے اب بھی شوق فرمالیا کرتے ہیں۔ فن تیراکی و کشتی رانی سے بھی واقف ہیں تعلیم حاصل کرنے کے بعد تقریباً ایک سال سے جے اسپتال میں ہاؤس سرجن رہے، اور ساتھ ہی اعزازی اسسٹنٹ سرجن اور فیلو گرانٹ میڈیکل کالج کی خدمت و عزت بھی حاصل کی۔ اسی طرح لندن میں بچوں کے مخصوص بلگریو اسپتال میں تقریباً ایک سال رزیڈنٹ میڈیکل افسر رہے میٹروپولیٹن اسپتال لندن کی خدمت ہاؤس سرجنی اس کے علاوہ ہے مڈل سکس اسپتال میں عرصہ تک علم تشریح کا درس دیتے رہے۔ اس قدر تعلیم و تجربہ کے بعد بہ حیثیت سیول سرجن اورنگ آباد سنہ ۱۹۱۹ء میں سرکار عالی کی سلک ملازمت میں داخل ہوئے اور تقریباً تین سال کے بعد بلدہ کو تبادلہ ہوا۔ یہاں افضل گنج ہاسپٹل میں مامور ہونے کے سوا نواب صدر اعظم بہادر کی اسٹاف سرجنی کا اعزاز بھی حاصل کیا۔ میڈیکل کالج میں پروفیسر پیتھالوجی کی خدمت حاصل کی۔ پٹنہ یونیورسٹی کو اپنی شاخ طبابت کی صدارت کے لئے کسی حاذق طبیب کی ضرورت پیش آئی تو ایک جماعت کے مقابلہ کے بعد آپ کا انتخاب عمل میں آیا کئی سال پٹنہ میں طبابت کی صدارت کو باحسن الوجوہ انجام دینے کے بعد آپ کو عثمانیہ میڈیکل کالج کی صدارت کے لئے منتخب فرمایا گیا جس پر آپ اس وقت کارفرما ہیں۔ حیدرآباد میں دکن میڈیکل جرنل کی اشاعت آپ کی سعی سے ہوئی۔ مدت تک آپ نے اس رسالہ کی اڈیٹری بھی کی ہے۔ آپ کی کتاب المنٹس آف ویژالوجی میں اس فن سے متعلق معلومات موجود ہیں۔ اپنے پیشہ کے فنون میں آپ کو جراحی کا شوق ہے۔ عہد طفلی میں اپنے والد کے ہمراہ زنجبار گئے تھے۔ اس کے بعد تقریباً تمام ہندوستان کے مشہور مقامات کو دیکھا۔ حج و زیارت مدینہ منورہ

وعتبات عالیات سے بھی مشرف ہو چکے ہیں آپ کی شادی نواب محسن الملک مرحوم کے برادر خورد مولوی سید امیر حسین صاحب اوّل تعلقدار مرحوم کی دختر سے ہوئی، جو ایک تعلیم یافتہ خاتون ہونے کے علاوہ فن طب سے بطور خاص دلچسپی رکھتی ہیں۔

مولوی میر حسن علی خان وکیل

آپ نواب میر حیدر علی خان بہادر جاگیردار (نبیرۂ نواب کرار جنگ منصور الدولہ مرحوم) کے فرزند اور حیدرآباد کے نامی وکلاء سے ہیں۔ انگریزی، اردو، فارسی، اور عربی میں اچھی قابلیت رکھتے ہیں۔ وکالت درجۂ اوّل میں کامیاب ہیں۔ نہایت خوش خلق، خوش باش جوان صالح ہیں۔ ہر کسی سے کشادہ پیشانی ملتے ہیں۔ اپنے موکلین کی پریشانیوں کو دور کرنے کے لئے ہمہ تن کوشاں رہتے ہیں آپ کو ہمیشہ اپنے پیشہ کے وقار کا بڑا خیال رہتا ہے آپ حیدرآباد بار ایسوسی ایشن کے ممبر اور رکن انتظامی ہیں انجمن اتحاد اور اجتماعی کامیابی کے لئے سرگرم کار رہتے ہیں آپ کا ایک وکالت گھر احاطہ کرار جنگ منڈی میر عالم اور دوسرا ریرو سے معظم جاہی مارکٹ واقع ہے۔

نواب خیر نواز جنگ بہادر

آپ نواب سلطان الملک بہادر کے پانچویں صاحبزادے ہیں۔ بتاریخ ۱۵۔ صفر ۱۳۱۹ھ پیدا ہوے۔ اپنی جدہ محترمہ لیڈی نواب سر وقار الامراء کے زیر نگرانی اعلیٰ پیمانہ پر جو آپ جیسے صاحبزادگان عالیشان کے شایان شان تھی تعلیم و تربیت حاصل فرمائی۔ حضرت اقدس و اعلیٰ نے براہ الطاف خسروانہ آپکی تعلیم پر خاص توجہ فرما کر آپ کو پائیگاہ بورڈنگ میں داخل فرمایا۔ جہاں آپ ایک عرصہ تک تعلیم پاتے رہے ۱۹۱۸ء میں بتقریب سالگرہ مبارک ہمایونی خطاب "خیر نواز جنگ بہادر" سے مفتخر فرمائے گئے اور ۱۹۱۹ء میں سلسلۂ تعلیم جاری رکھنے کی غرض سے مسلم یونیورسٹی (علیگڈھ) روانہ ہوے جہاں کچھ عرصہ زیر تعلیم رہکر مراجعت فرمائے حیدرآباد دکن ہوے۔ بعد ازاں نظام کالج میں بھی تعلیم حاصل کی اور اب بھی آپ کا تعلیمی مشغلہ جاری ہے ہندوستان کے بلاد و مقامات کی سیر و سیاحت فرما چکے ہیں نہایت نیک طینت، حق و انصاف پسند نواب ہیں ہر ایک سے کشادہ پیشانی پیش آتے ہیں اخلاق آپ کے نہایت وسیع ہیں جس کی تعریف غیر ممکن ہے۔ آپ اسلامی اصول و تہذیب و تمدن کے دلدادہ ہیں تبلیغی کاموں سے انس رکھتے ہیں آپ بتاریخ ۱۶۔ ذی قعدہ ۱۳۵۳ھ اپنی دادی صاحبہ محل نواب سر وقار الامراء بہادر و صاحبزادی نواب افضل الدولہ بہادر کے ہمراہ حج بیت اللہ و زیارت مدینہ منورہ سے مشرف ہو چکے ہیں۔

مولوی سید خورشید علی صاحب

آپ اس وقت سررشتہ دیوانی و مال کے ناظم ہیں جن کے متعلق جاگیرات و مناصب، خطابات وغیرہ کے دفاتر بھی ہیں پیدائش آپ کی ۱۳۰۴ف میں ہوئی اور سید خورشید علی آپ کا تاریخی نام ہے۔ ابتدائی تعلیم حسب معمول گھر پر حاصل کرکے آپ نے بلدہ کے مختلف انگریزی مدارس میں مختلف مدارج طے کئے اور اس سے فراغت پا کر آپ ۱۳۱۹ف میں معتمدی فینانس کی ایک جائداد پر مقرر ہو کر سرکار عالی کی سلک ملازمت میں داخل ہوے اور اپنی قابلیت و حسن کارگزاری

کے سبب سے درجہ بدرجہ ترقی پاتے رہے حتیٰ کہ مسٹر گلانسی کو آپ کے ذاتی جوہر کا احساس ہوا۔ اور انہوں نے آپ کو آگے بڑھانے کے لئے مددگاری معتمدی کی ایک نئی جائداد قائم کرکے اُس پر مقرر کر دیا۔ جس سے ترقی کرکے آپ بہت جلد نظامت دیوانی کے منصب پر پہنچ گئے ۱۳۳۴ف میں دفاتر مال و مواہیر و مناصب و خطابات اور ۱۳۳۸ف میں دفتر ملکی بھی دفتر دیوانی میں شامل کئے گئے اور اس کام کی نگرانی بھی آپ کے سپرد ہوئی۔ جس کو آپ نہایت قابلیت سے انجام دے رہے ہیں۔ یہ ساری ترقی آپ کو ایک ہی سررشتہ کے اندر رہکر حاصل ہوئی جس کا نتیجہ یہ ہے کہ اس شعبہ کے دقائق و نکات پر جتنا عبور آپ کو حاصل ہے کسی اور کو نہیں۔ آپ اپنے فرائض منصبی سے اس قدر وابستگی رکھنے کے باوجود علمی ذوق بھی رکھتے ہیں۔ اور رسالہ "ترقی حیدرآباد" بہت بڑی حد تک آپ کی قلمی اور نیز مالی امداد کا رہین منت رہا ہے۔ دفتر دیوانی و مال کے متعلق بہت سے کاغذات اور دستاویزات و فرد احکام وغیرہ زمانہ قدیم کے بھی ہیں جن کو آپ نے مرتب کرکے ایک بیش قیمت تاریخی ذخیرہ بنا دیا ہے اور غالباً یہ کہنا مبالغہ نہوگا کہ ہندوستان کے کسی دفتر میں قدیم کاغذات کا اتنا وافر اور مرتب ذخیرہ نہ ہوگا۔ ان میں سے بعض کاغذات تاریخی حیثیت سے غیر معمولی اہمیت رکھتے ہیں۔ مثلاً شاہان مغلیہ دہلی کے ہاتھ کے لکھے ہوئے بعض احکام اور خاص کر ایک حکم جو شہنشاہ اورنگ زیب نے بدست خود پنسل سے تحریر فرمایا ہے جو اس وقت تک محفوظ ہے جو ظاہر کرتا ہے کہ اس وقت بھی عمدہ قسم کی پنسل معدوم نہ تھی۔ اسی طرح کے اور بھی بہت سے کاغذات ہیں۔ آپ نہایت خلیق ملنسار بلدہ حیدرآباد کی تمام سوشیل تحریکات کی روح رواں ہیں آپ فطرتاً نہایت خوش سلیقہ و باقاعدہ واقع ہوئے ہیں یہی تو آج آپ کا دفتر باقاعدگی میں سب دفاتر سے آگے آگے ہے۔ کوئی دفتر صفائی و پاکیزگی تہذیب و شائستگی میں آپ کے دفتر کے مقابل میں ٹہیر نہیں سکتا آپ والئیر کور کے صدر اور اہل علم کے قدر داں ہیں، مشیر عالم جنتری کو بنظر پسندیدگی ملاحظہ فرماتے ہیں۔

مولوی خورشید مرزا صاحب

آپ حیدرآباد کے ایک نامور خاندان کے فرد ہیں اور آپ کے جد اعلیٰ مرزا بہرام بیگ سردار لشکر شاہان مغلیہ تھے۔ پیدائش آپ کی ۱۲۹۷ف بمقام بلدہ حیدرآباد ہوئی اور گرامر اسکول میں آپ نے ابتدائی تعلیم حاصل کی اور پھر مدرسہ عالیہ میں داخل ہوئے۔ یہاں سے فراغت پاکر آپ کلکتہ کے انجینیرنگ کالج میں داخل ہوئے اور نمایاں کامیابی کے ساتھ مائننگ انجنیری کی سند حاصل کی۔ وہاں سے سرکار عالی کی طرف سے وظیفہ لے کر آپ ولایت گئے اور ڈرہام یونیورسٹی سے مائننگ انجنیری اور سیول انجنیری کے امتحانات میں نمایاں کامیابی حاصل کی ۱۳۲۵ف میں ولایت سے واپسی کے بعد آپ سرکار عالی کی ملازمت میں بحیثیت مددگار انجینیر معدنیات داخل ہوئے۔ اور خاص بلدہ میں آپ کی تعیناتی ہوئی اس منصب سے ترقی کرتے کرتے آپ ۱۳۳۱ف میں ناظم معدنیات و پیمائش طبقات الارض کے عہدۂ جلیلہ پر پہنچ گئے۔ اور اس وقت سے اس سررشتہ کا انتظام نہایت قابلیت اور خوش اسلوبی سے انجام دے رہے ہیں۔ باوجود اس اعلیٰ عہدہ پر فائز ہونے کے آپ نہایت ہی خوش خلق، منکسر المزاج، اور ملنسار ہیں اور ملک و مالک کی خدمت کا سچا ورد رکھتے ہیں۔

ڈاکٹر خورشید حسین صاحب

آپ ڈاکٹر نواب ارسطو یار جنگ بہادر کے خلف اکبر ہیں اور سنہ ۱۲۹۶ف میں اپنے وطن بلدہ حیدرآباد میں پیدا ہوئے۔ گھر کی مکتبی و مذہبی تعلیم کے بعد آپ مدرسۂ عالیہ میں داخل ہوئے اور اس کے تمام مدارج میں بدرجۂ اعلیٰ کامیابی حاصل کرنے کے بعد آپ ولایت تشریف لے گئے اور اڈنبرا یونیورسٹی سے ایم۔ بی اور سی ایچ بی کی ڈگریاں لے کر وطن واپس آئے۔ جہاں آپ کو سنہ ۱۳۲۴ف میں ضلع رائچور کی سول سرجنی پر مامور کیا گیا اور وہاں کے صدر شفاخانہ کو آپ نے اپنی قابلیت و ذہانت سے غیر معمولی ترقی دی جسے دیکھ کر آپ کو افضل گنج شفاخانہ میں طلب کر لیا گیا اور اسی سلسلہ میں آپ اپنے اہل وطن کی خدمات کرنے لگے۔ افضل گنج کا شفاخانہ جب ترقی پاکر شفاخانہ عثمانیہ کی عالی شان عمارت میں منتقل ہوا تو آپ بھی اس کے ساتھ اپنے سول سرجنی ہی کے عہدہ پر آئے۔ شفاخانہ کی سول سرجنی کے علاوہ آپ عثمانیہ میڈیکل کالج کی پروفیسری کی خدمت بھی انجام دیتے ہیں علاج و تشخیص اور خاصکر فن جراحی میں آپ اپنے والد ماجد کی طرح خاص ملکہ رکھتے ہیں اور امراض چشم کے بہت بڑے ماہر سمجھے جاتے ہیں۔

نواب داؤد جنگ بہادر

آپ کا اصلی نام مرزا داؤد علی خان ہے۔ آپ نواب مرزا ثابت علی خان مرحوم کے فرزند اور نواب مرزا شمس الدین خان مرحوم المعروف بہ ابن صاحب کے پوتے ہیں۔ آپ نے استعداد و تدبر حسن انتظام و قابلیت کاروبار ورثا اپنے آباؤ اجداد سے پائی ہے خداداد ذہانت و لیاقت، فراست و دانائی کی وجہ آپ نہایت اطمینان سے اپنے جاگیرات کے کاروبار کی دیکھ بھال باحسن الوجوہ کرتے ہیں امور خیر میں الولد سر لابیہ کے مصداق بہت بڑا حصہ لیتے ہیں آپ نے یوں تو اپنے آپ کو رفاہ عام کے کاموں کے لئے وقف کر رکھا ہے۔ مگر آپ کا یہ کارنامہ جو ہمدردی بنی نوع انسانی پر مشتمل ہے دنیا والے قدر کی نگاہوں سے دیکھیں گے۔ چنانچہ اسٹیشن ڈبیلی پر جذامیوں کے لئے جو دواخانہ قائم ہے اس میں چار روم بصرف فی روم ایکہزار الف... روپیہ اور دواخانہ مذکور کے لئے ایک گیٹ (۱۱۰۰) روپیہ خرچ فرما کر تعمیر کروایا۔ آپ مسافرین عتبات عالیات کی مدد کرتے ہیں۔ انتہا درجہ کے لائق، فیاض، سیر چشم، صاحب ثروت، خلق و مروت میں یکتا اور محبت و دوستی میں فرد فرید نواب ہیں۔ علمی معاملات سے بھی آپ کو خاصی دلچسپی ہے۔ خیرات و حسنات کے امور مذہباً ضروری سمجھکر بجا نہیں لاتے بلکہ بنی نوع انسان کی مدد کرنا اپنا اولین فریضہ اور جز و زندگی تصور کرتے ہیں۔ نہایت مدبر، تجربہکار، خوش سلیقہ وضع امیرانہ کے پابند نواب ہیں۔ ہز ہائنس پرنس آف برار شہزادہ والاشان نواب اعظم جاہ بہادر ولیعہد دکن و شہزادہ والاشان نواب معظم جاہ بہادر کی شادی کی یادگار میں پبلک چندہ سے جو شادیخانہ سرکاری طور پر تیار ہو رہا ہے اس مبارک یادگار میں آپ نے اپنا قیمتی مکان واقع محلہ جلال کوچہ دیدیا ہے اور فخر سلاطین زمن شاہنشہ اقلیم سخن اعلیٰحضرت سلطان العلوم خلد اللہ ملکہ و سلطنتہ کی سلور جوبلی مبارک و مسعود کی یادگار میں آپ نے حیدرآباد میٹرگیج (کاچی گوڑہ) اسٹیشن پر ایک سرائے (موسوم بہ یادگار سلور جوبلی)

نہایت خوش وضع اپ ٹو ڈیٹ فیاشن پر بصرف تخمیناً پچیس ہزار اصـــــ) ہزار روپیہ تعمیر کروا کر خسرو دکن کی انتہائی خوشنودی حاصل فرمائی۔ اس موقع پر سرائے کی از حد ضرورت تھی۔ آپ نے اس ضرورت کو محسوس کرکے سب امیروں سے پہلے پہل انجام دیا۔ آپ کی یہ یادگار ابد الآباد باقی رہے گی۔ ظل اللہ کی سلور جوبلی کی مبارک و مسعود تقریب کی یادگاریں سرکاری و غیر سرکاری طور پر قایم ہو رہی ہیں۔ اُن سب میں آپ کی قایم کردہ یادگار کو اہل ملک و بیرون ملک کی نظروں میں ایک نمایاں حیثیت حاصل ہے۔

حضور پُر نور بندگانعالی خلد اللہ ملکہٗ وسلطنتہٗ اکثر تقاریب و مجالس کے موقع پر آپ کے دولت کدہ پر جلوہ افروز ہو کر عزت افزائی فرماتے ہیں۔ آپ بتقریب سالگرہ ہمایونی ۱۳۵۴ف میں نواب داؤد جنگ بہادر کے خطاب سے سرفراز و معزز و ممتاز فرمائے گئے۔

نواب دوست محمد خان بہادر

آپ نواب ابراہیم علی خان مرحوم کے اکلوتے لایق فرزند نواب بے بہا جنگ مرحوم کے پوتے ہیں۔ آپ اس نامی گرامی دودمان کے تنہا چشم و چراغ ہیں جن کا تعلق حیدرآباد دکن سے بہت قدیم اور جو اپنی ذاتی قابلیت و لیاقت و وفاشعاری اور جان نثاری کی وجہ بہت نامور اور ممتاز گذرے ہیں۔ آپ ۹۔ ربیع الثانی ۱۳۱۹ھ کو پیدا ہوئے۔ ابھی بارہ سال کے بھی نہ ہونے پائے تھے کہ آپ کے سر سے آپ کے لایق اور شفیق باپ کا سایہ اُٹھ گیا۔ سر وکیفیلڈ صدر ناظم مال کی زیر نگرانی آپ کی تعلیم و تربیت ہوئی۔ آپ کو ادبی تعلیم کے ساتھ فوجی تعلیم بھی دی گئی۔ آپ کی شادی نواب منصور یار جنگ بہادر کی پوتی سے ہوئی جن سے آپ کو ایک فرزند اشرف علی خان اور ایک دختر ہے۔ آپ ایک بیدار مغز روشن خیال امیر ہیں آپ کی فکر رسا بلند اور وسیع خیالات و معلومات کا مطمح نظر صرف اسٹیٹ کی اصلاح ہی نہیں بلکہ ملک و مالک کی خدمت و خیر خواہی بھی ہے۔ رفاہ عام کے کاموں میں آپ کو بہت دلچسپی ہے۔ طبقہ جاگیرداران کی اصلاح میں ہمیشہ کوشاں رہتے ہیں پبلک سوسائٹی میں آپ بہت ہر دلعزیز ہیں۔ خوش خلق، خوش وضع، دریا دل، منتظم باہمت، پابند صوم و صلواۃ نواب ہیں۔ آپ اپنی جاگیر کا انتظام بذات خود انجام دیتے ہیں اور اسٹیٹ کے جملہ کاروبار پر حاوی ہیں۔ رعایا جاگیر کی فلاح و بہبودی کا آپ کو بڑا خیال رہتا ہے۔

نواب داراب جنگ بہادر

آپ کا اصلی نام داراب جی پالوجی چنائی ہے۔ آپ ۱۲۸۷ف میں بمقام بلدہ حیدرآباد پیدا ہوئے آپ حیدرآباد سیول سروس کے قابل ترین افراد میں شمار کئے جاتے ہیں۔ اور تحصیلداری کے عہدہ سے ترقی کرتے کرتے صوبہ داری کے منصب اعلیٰ تک پہنچے جس کی وجہ محکمہ مال کے تمام شعبوں کا آپ کو وسیع عملی تجربہ حاصل ہوا۔ آپ نے بعد انفراغ مدارج تعلیمی سرکار عالی کی ملازمت کو اپنا مقصد زندگی بنایا۔ چنانچہ ۱۳۰۸ف میں آپ بہ حیثیت تحصیلدار درجہ چہارم گلبرگہ شریف میں مقرر ہوئے اور درجہ بدرجہ ترقی کرتے کرتے سوم تعلقدار اور دوم تعلقدار ہوئے اور ۱۳۲۶ف میں جبکہ آپ سرکار عالی کے مختلف اضلاع میں کافی تجربہ حاصل کر چکے تھے آپ کو

مہتمم بند وبست حیدرآباد کے منصب پر ترقی ملی جس پر تین سال منصرمانہ کام کرنے کے بعد آپ نے استقلال حاصل کیا اور سنہ ۱۳۳۷ف تک اس منصب کی خدمات نہایت ہی قابلیت سے انجام دیتے رہے آخرالذکر سال میں آپ نے ترقی کا ایک اور زینہ طے کیا اور صدر ناظم مال سمت تلنگانہ کے منصب پر آپ کا تقرر ہوا جس سال بھر ہی کے بعد آپ کو صوبۂ ورنگل کی صوبہ داری کے منصب اعلیٰ پر ترقی مل گئی اور اس وقت آپ (بعد حصول وظیفہ حسن خدمت) صدر المہام صرفخاص مبارک ہیں۔ اور اپنی قابلیت والنصاف پسندی سے ہر دلعزیز اور اپنی مفوضہ خدمت کو باحسن الوجوہ انجام دے رہے ہیں۔ آپ ملک کے بہی خواہ اور مالک کے سچے جاں نثار دیانتدار ملنسار حاکم ہیں۔

نواب ذوالقدر جنگ بہادر

آپ نواب سرور الملک مرحوم سابق معتمد پیشی اعلیٰ حضرت غفران مکانؒ کے فرزند اور نواب جیون یار جنگ بہادر میر مجلس عثمانیہ عدالت العالیہ کے بھائی ہیں۔

اپریل سنہ ۱۸۷۵ء میں آپ بمقام بلدۂ حیدرآباد پیدا ہوئے اور پہلے مدرسۂ اعزہ بعدہٗ گرامر اسکول میں تعلیم پائی۔ آخرالذکر درس گاہ میں میٹرک کامیاب کرنے کے بعد اعلیٰ حضرت غفران مکانؒ نے براحم خاص آپ کو بیش قرار وظیفہ دیکر حصول تعلیم کے لئے انگلستان بھیجا جہاں آپ نے کرائسٹ چرچ کالج کیمبرج سے سنہ ۱۸۹۷ء میں بی۔ اے کی ڈگری حاصل کی اور اس کے دو سال بعد مڈل ٹمپل سے بیرسٹری کی منزلیں طے کیں۔ خانی و بہادری و نواب ذوالقدر جنگ کے خطابات آپ کو دوران تعلیم ہی میں پیشگاہ خسروی سے عطا ہوگئے اور سنہ ۱۹۰۰ء میں جب آپ انگلستان سے واپس حیدرآباد تشریف لائے تو حسب قرارداد وظیفہ سلطانی آپ کو نظامت سوم عدالت فوجداری کی جائیداد کا جائزہ دیا گیا جس سے درجہ بدرجہ ترقی پاتے ہوئے سنہ ۱۹۰۵ء میں آپ ناظم اول فوجداری بلدہ ہوگئے۔ اس کے دو سال بعد آپ کو رکنیت عدالت العالیہ کی منصب جلیلہ پر فائز کیا گیا۔ سنہ ۱۹۱۵ء تک آپ اس عہدہ پر نہایت قابلیت کے ساتھ کام کرتے رہے اور اس کے بعد وظیفہ حسن خدمت حاصل کر کے لکھنؤ میں قیام فرمایا جہاں اپنی خداداد قابلیت اور خاندانی وجاہت کے بدولت آپ بہت جلد ہر طبقہ میں ہر دلعزیز ہوگئے اور مختلف ادبی اور مذہبی تحریکات کی قیادت آپ کو تفویض ہونے لگی چنانچہ سنہ ۱۹۱۷ء میں اردو کانفرنس جب لکھنؤ میں منعقد ہوئی تو آپ ہی اس کے صدر مجلس استقبالیہ منتخب ہوئے۔ اس کے علاوہ آپ نے سیاسی اور تاریخی مسائل پر بعض اہم اور مبسوط مضامین لکھے جو خاص طور پر مقبول ہوئے سنہ ۱۹۱۲ء میں آپ پھر سرکار عالی کی ملازمت پر واپس آئے اور معتمدی عدالت و کوتوالی و امور عامہ پر کئی سال تک نہایت ہی قابلیت و استعداد کے ساتھ کام انجام دیتے رہے اور پھر مجلس عالیہ عدالت کی رکنیت اور معتمدی فوج کے مناصب پر یکے بعد دیگرے کام کرکے وظیفہ حسن خدمت حاصل کیا۔ رکنیت عدالت العالیہ کے دوران میں آپ سنگاریڈی گلبرگہ شریف کی تحقیقات کے لئے کمیشن پر تعینات کئے گئے اور اس موقع پر آپ کی حسن تدبیر و معاملہ فہمی کا ہر طرف شہرہ ہوگیا۔ آپ گو اس وقت ملازمت سرکار عالی سے الگ ہیں۔ تاہم اپنے حسن خلق اور شرافت خاندانی کی وجہ سے حیدرآباد کی سوسائٹی میں کافی ہر دلعزیز ہیں۔

نواب رئیس جنگ بہادر

آپ مشیر الدولہ صفدر جنگ نواب فخر الملک بہادر کے چوتھے صاحبزادے ہیں جو امرائے حیدرآباد کے اوّلین صف میں شمار ہوتے ہیں۔ اور کئی پشت سے مملکت آصفیہ میں مناصب جلیلہ پر فائز ہو کر حکومت کے دست و بازو رہے ہیں۔ اس خاندان کا سلسلہ سر سالار جنگ اعظم سے بھی ملتا ہے اور نجابت و وجاہت اس خاندان کے افراد سے ہمیشہ وابستہ رہی ہے۔ نواب میر دیانت حسین خان بہادر آپکا اصلی نام ہے آپ سنہ ۱۸۸۸ء م سنہ ۱۲۹۸ف میں پیدا ہوئے اور ابتدائی تعلیم و تربیت امرائے حیدرآباد کے دستور کے بموجب بہترین طریقہ پر حاصل کی۔ اعلیٰ تعلیم پارک ہل لنڈ ہرسٹ میں پائی سنہ ۱۹۰۶ء سے سنہ ۱۹۱۲ء تک آپ نے ڈیرہ دون کے فوجی کالج میں باضابطہ فوجی تربیت حاصل کی۔ اور سنہ ۱۹۱۴ء م سنہ ۱۳۲۲ف میں آپ سرکار عالی کی باضابطہ فوج میں بطور زائد کپتان کے داخل ہوئے اور سنہ ۱۹۱۸ء م سنہ ۱۳۲۵ف تک فوجی ملازمت میں رہے۔ اسی سال کے ماہ ستمبر میں آپ کو ناظم علاج حیوانات کا منصب جلیلہ تفویض ہوا۔ اس کے بعد آپ نائب معتمد صنعت و حرفت سرکار عالی ہوئے اور بعد علحدگی مسٹر کالس معتمدی صنعت و حرفت سرکار عالی پر مامور ہو کر اپنے فرائض مفوضہ کو اپنی خاندانی روایات کے مطابق نہایت مستعدی و وفاداری کے ساتھ انجام دے رہے ہیں حیدرآباد میں نواب فخر الملک مرحوم کا خاندان زمانۂ حال کے آداب و تہذیب کا اعلیٰ نمونہ شمار کیا جاتا ہے۔ بلکہ یہ کہنا چاہیئے کہ اس دور کی تہذیب کی رہنمائی امرائے حیدرآباد میں نواب صاحب مرحوم ہی نے کی۔ ایسے ماحول میں تربیت پاکر آپ سے بھی یہی توقع کی جاتی ہے کہ آپ روشن خیالی اور معاشرتی ترقی کا پیش خیمہ ہوں گے۔ چنانچہ آپ میں یہ تمام صفات بدرجۂ اتم موجود ہیں اور اس کے ساتھ امرائے حیدرآباد کا عام حسن خلق ان خوبیوں میں اور چار چاند لگاتا ہے۔

نواب رئیس یار جنگ بہادر

آپ کا اصلی نام نواب میر صفدر حسین خان ہے۔ آپ نواب مشیر الدولہ صفدر جنگ فخر الملک مرحوم کے تیسرے صاحبزادے اور کپتان نواب میر اکرام حسین خان غازی جنگ بہادر کے چھوٹے بھائی ہیں۔ یکم خورداد سنہ ۱۲۹۵ف کو پیدا ہوئے۔ ابتدائی تعلیم و تربیت انگریزی اصول پر امرائے حیدرآباد کے دستور کے بموجب اپنے والد ماجد کے زیر نگرانی بہترین طریقہ اور اعلیٰ پیمانہ پر حاصل کرنے کے بعد اعلیٰ تعلیم کے لئے ولایت تشریف لے گئے۔ جہاں ایک عرصہ تک رہکر ۸ مہر سنہ ۱۳۲۲ف کو سلک ملازمت سرکار عالی میں داخل ہوئے اور یکم آذر سنہ ۱۳۳۱ف کو نائب معتمد فوج مقرر ہوئے۔ سرکار عالی نے آپ کے خاندانی اعزاز کا لحاظ کرتے ہوئے آپکو منصرمانہ معتمدی فوج کی خدمت انجام دینے کا (۶) ماہ تک موقع دیا۔ یکم آذر سنہ ۱۳۳۲ف کو آپ اپنی اصلی خدمت نائب معتمدی فوج پر مامور اور اس وقت تک کارگزار ہیں۔ آپ باوجود ایک عرصۂ دراز تک ولایت میں رہنے کے پابند صوم و صلوٰۃ و وضع قدیم ہیں۔ آپ کے چہرہ سے جلالت امیرانہ کے آثار ظاہر ہیں سرکار آصفیہ کی جاں نثاری و وفاداری آپ کی خمیر میں داخل ہے۔ اور خوش اخلاقی و روشن خیالی آپ کو آپ کے نامور والد ماجد سے ترکہ میں ملی ہے۔

نواب رحمت یار جنگ بہادر

آپ کا نام نامی واسم گرامی محمد رحمت اللہ ہے۔ آپ حاجی محمد قدرت اللہ صاحب کے صاحبزادے ہیں آپ کی ولادت سنہ ۱۲۹۷ف میں بمقام بلدہ حیدرآباد ہوئی اور مدرسۂ غوثیہ میں مکتبی ابتدائی تعلیم حاصل کی سنہ ۱۳۰۹ف میں آپ اپنے والدین کے ہمراہ ضلع ورنگل تشریف لے گئے۔ اور وہاں ہنمکنڈہ اسکول میں انگریزی کی تعلیم حاصل کی اور مڈل کا امتحان پاس کر کے علیگڈھ تشریف لے گئے۔ جہاں سے انٹرنس کا امتحان پاس کیا۔ اور پھر وطن آکر نظام کالج میں داخل ہوئے۔ ابھی سلسلۂ تعلیم ختم نہ ہوا تھا کہ سنہ ۱۳۱۵ف میں آپ کو سرکار عالی کے سلسلۂ ملازمت میں منسلک ہونا پڑا۔ اور محکمہ کے امتحانات میں بدرجۂ اعلیٰ کامیابی حاصل کرنے کے بعد سوم تعلقداری پر آپ کا تقرر ہوا۔ چند سال بعد آپ سر جارج کیسین کے ایما پر برطانوی ہند میں سررشتۂ مال کا تجربہ حاصل کرنے کی غرض سے بھیجے گئے۔ اور احاطۂ مدراس کے اضلاع بلاری و کرشنا میں ایک سال تک بہ حیثیت اسسٹنٹ کلکٹر مختلف شعبہ جات کا کام انجام دیتے رہے۔ واپسی پر آپ تنقیح حسابات کے کام پر تعینات ہوئے اور پھر سنہ ۱۳۱۹ف میں سوم تعلقداری کے عہدہ پر مستقل تقرر ہوا جس سے ترقی کرتے کرتے اول تعلقداری کے منصب تک پہنچے اور سررشتہ جات اعداد و شمار، بہائم شماری، مردم شماری اور قحط سالی میں نمایاں خدمات انجام دیں سنہ ۱۳۴۰ف میں آپ کو کوتوالی بلدہ کے سررشتہ میں اس غرض سے طلب کیا گیا کہ راجہ بہادر وینکٹ راما ریڈی کوتوال بلدہ کے وظیفہ یاب ہونے پر آپ اُن کی جگہ مقرر ہوں۔ چنانچہ آپ اسی خدمت پر مامور و کارگزار ہیں اور اپنے فرائض کو نہایت دیانتداری و ہوشیاری و وفاداری کے ساتھ انجام دے رہے ہیں بتقریب سالگرہ ہمایونی آپ خطاب "رحمت یار جنگ" سے سرفراز ہوئے۔ آپ نہایت خلیق، ملنسار، مردم شناس، ملک و مالک کے بہی خواہ اور سچے جاں نثار حاکم ہیں۔ آپ کے حسن انتظام کی وجہ ملک میں امن و امان قائم ہے۔

نواب رفعت یار جنگ بہادر

آپ نواب رفعت یار جنگ اول مرحوم کے صاحبزادے اور نواب سر نظامت جنگ بہادر کے بڑے بھائی ہیں اور سنہ ۱۲۷۵ف میں بمقام بلدہ حیدرآباد پیدا ہوئے ابتدائی مدارج تعلیم حیدرآباد میں طے کر کے آپ اعلیٰ تعلیم حاصل کرنے کے لئے علیگڈہ اور پھر انگلستان تشریف لے گئے اور واپس آکر سنہ ۱۳۰۳ف میں زائد مددگاری صوبہ گلبرگہ شریف پر تعینات ہو کر سرکار عالی کی سلک ملازمت میں داخل ہوئے اس عہدہ سے آپ ترقی کر کے بہت جلد دوم تعلقدار ہو گئے اور پھر سنہ ۱۳۰۷ف میں آپ مددگار ناظم سررشتۂ کروڑگیری کے عہدہ پر ترقی پائے جس کے بعد صیغۂ زراعت و تجارت میں کچھ دنوں کام کرنے کے بعد آپ چیکنڈہ اور پھر سدی پیٹھ میں دوم تعلقدار مقرر کئے گئے۔ اور درجہ بدرجہ ترقی کرتے کرتے منفرم اول تعلقدار اور مددگار صوبہ دار کے عہدہ تک پہنچے سنہ ۱۳۱۴ف میں آپ ضلع بیدر کے مستقل اول تعلقداری کے منصب پر تعینات ہوئے اور اس حیثیت سے اضلاع نلگنڈہ، ورنگل اور نظام آباد میں نہایت مستعدی سے کام کیا۔ اسی زمانہ میں تین ماہ کے لئے آپ صوبہ ورنگل کے منفرم صوبہ دار بھی رہے اور سنہ ۱۳۲۸ف میں آپ کو صوبہ داری اورنگ آباد کے منصب جلیلہ پر ترقی حاصل ہوئی۔ سنہ ۱۳۳۳ف میں

مدت ملازمت ختم ہونے پر آپ وظیفۂ حسن خدمت حاصل کرکے سبکدوش ہوئے۔

نواب میر رضا علی خان بہادر

آپ آنریبل نواب میر اسد علی خان مرحوم کے خلف اکبر ہیں جو نواب میر فتح علی خان مرحوم رئیس بیگن پلی کے منجھلے صاحبزادے تھے نواب میر احمد علی خان بہادر پروفیسر ٹریننگ کالج سرکار عالی آپ کے چھوٹے بھائی ہیں۔ آپ کے والد مرحوم (۱۳) سال تک وائسرائے ہند کی کونسل کے ہر دلعزیز رکن تھے۔ آپ نے علیگڈھ مسلم یونیورسٹی میں (۴) سال تک مکمل تعلیم حاصل کی ہے۔ اس کے بعد بمقام بمبئی۔ لنڈن چیمبر آف کامرس اور بڈلینڈ اکونٹنی کی تعلیم بھی حاصل کی ہے۔ اور تکمیل شوق کے لئے سر فضل بھائی کریم بھائی کے پاس جو بمبئی میں ملک التجار کہلاتے تھے خاص طور پر تجارتی تربیت پائی ہے۔ ایک عرصہ تک دہلی، مدراس، بمبئی اور حیدرآباد میں تجارتی کاروبار انجام دیتے رہے۔ آپ ابتدا ہی سے تجارت و صنعت و حرفت کو ترقی دینے اور اپنی قوم کے مردہ جسم میں علم و عمل سے جان ڈالنے میں کوشاں ہیں چنانچہ یدراس میں متعدد انجمنوں اور اداروں کی سرپرستی کرکے اپنے ان مقدس جذبات کا اظہار کیا ہے۔ قدرت نے آپ کو وہ دل عنایت کیا ہے جو کبھی پست ہمت نہیں ہوتا۔ اور وہ دماغ دیا ہے جو کبھی نہیں تھکتا۔ اپنے والد مغفور کے انتقال کے بعد تقریباً (۵) سال سے بلدۂ حیدرآباد میں مقیم اور تجارتی کاروبار میں مشغول ہیں۔ اور یہاں بھی اکثر کمپنیوں کے حصہ دار ہیں آپ کی شادی نواب میر غلام علی خان مرحوم کی صاحبزادی یعنی موجودہ نواب صاحب بیگن پلی نواب میر فضل علی خان بہادر کی حقیقی ہمشیرہ سے ہوئی۔

نواب رسول یار جنگ بہادر

آپ کا اصلی نام نواب محبوب یار خان ہے۔ آپ نواب رسول یار خان امجد الدولہ سادس مرحوم کے خلف اکبر اور حیدرآباد کے ایک ایسے خاندان کے فرد فرید ہیں جو کئی پشت سے علمی و عملی طور پر فخر روزگار خیال کیا جاتا ہے اور اس خاندان کے افراد ہر زمانہ میں مکارم شاہانہ مبذول ہوتے رہے ہیں۔ آپ ۱۲۔ ربیع الآخر ۱۲۹۵ھ کو بلدۂ حیدرآباد میں تولد ہوئے فارسی اور انگریزی تعلیم کے بعد امتحان جوڈیشل میں شرکت فرماکر کامیابی حاصل فرمائی۔

قانون کے امتحان سے فراغت پائی تو عدالت العالیہ میں مولوی محمد یٰسین خان صاحب رکن کے اجلاس پر بیٹھ کر کام کیا ۱۳۰۷ف میں عدالت فوجداری بلدہ میں آنریری مجسٹریٹ مقرر ہوئے۔ جب اپنے آپ کو اس صیغہ کا اہل ثابت فرمادیا تو ضلع ورنگل میں مددگار عدالت مقرر کئے گئے۔ اس کے بعد صیغۂ عدالت سے صیغۂ مال میں ترقی کے ساتھ منتقل ہوئے۔ جہاں سلسلہ بسلسلہ ترقی کرنے کے بعد آپ اول تعلقدار درجۂ اول ہوئے۔ صیغۂ مال میں منتقل ہوکر ابھی آپ کو زیادہ عرصہ نہ گزرا تھا کہ آپ کے خدمات علاقہ جات پائیگاہ کے تفویض ہوئے اور ان علاقہ جات میں پائیگاہ نواب سر آسمان جاہ مرحوم و پائیگاہ سر خورشید جاہ مرحوم میں آپ کی منتقلی عمل میں آئی بعد پائیگاہ خورشید جاہی ذریعہ فرمان مبارک مورخہ ۲۔ جمادی الاول ۱۳۳۵ھ حسب ذیل ارشاد خداوندی ہوا کہ :—

”رسول یار جنگ بہادر کی کارگزاری کی نسبت اس کے صلہ میں خورشید جاہی و آسمانجاہی پائیگاہ سے ان کے نام ۲۰۰ + ۲۰۰ جملہ ۴۰۰ روپیہ ماہوار جاری کی جائے جو بلا کسی شرط کے موروثی ہوگی۔“

یکم آبان ۱۳۴۱ف کو آپ ناظم عطیات سرکار عالی ہوئے دوران ملازمت پائیگاہ میں سر رائن ایجرٹن سابق صدر المہام پائیگاہ کو آپ کے کام پر ہمیشہ اعتماد رہا۔ اور نواب عقیل جنگ بہادر معاملات پائیگاہ میں آپ کے مشورہ کو قابل قدر خیال فرماتے رہے۔ حضور پر نور نے شاہزادگان بلند اقبال کی اتالیقی کی خدمت آپ کے سپرد فرمائی۔ آپ کو خطاب حضرت غفران مکاں کی سرکار سے عطا ہوا تھا سردار دلیر الدولہ بہادر کی صاحبزادی آپ سے منسوب ہیں جن کے بطن سے آپ کو تین فرزند (۱) نواب معین یار خان (۲) نواب خولجہ یار خان اور نواب مصطفیٰ یار خان پیدا ہوئے اب آپ بصلہ حسن خدمت ماہوار وظیفہ پا رہے ہیں۔

مولوی رکن الدین احمد صاحب

آپ شمس العلماء نواب عزیز جنگ مرحوم کے فرزند چہارم نواب غازی یار جنگ بہادر کے چھوٹے بھائی ہیں۔ سنہ ۱۳۱۰ف میں پیدا ہوئے ابتدائی تعلیم گھر پر اپنے اپنے والد ماجد سے ہی حاصل فرمائی۔ زاں بعد مدرسہ اعزہ اور یہاں سے فراغت پانے کے بعد نظام کالج میں شریک ہوکر تعلیم حاصل فرمائی۔ خانگی طور پر عربی کی تحصیل فرماکر امتحانات مولوی اور مولوی عالم میں کامیابی حاصل فرمائی۔ سنہ ۱۳۳۰ف میں منجانب سرکار بعطائے (۱۰۰) روپیہ کلدار وظیفہ ماہانہ اکونٹس (محاسبی) کی تعلیم کے لئے برٹش انڈیا (ناگپور) بھیجے گئے جہاں آپ نے ایک سال تک زیر تعلیم رہکر امتحانات حساب فینانس گزٹیڈ عہدہ داران سرکار عظمت مدار میں کامیابی حاصل کی۔ اور واپسی پر مہتمم خزانہ ضلع کی حیثیت سے سلک ملازمت سرکار عالی میں داخل ہوئے اور سنہ ۱۳۳۴ف میں آپ کو دفتر صدر محاسبی سرکار عالی میں ترقی سے لیا گیا۔ جہاں اس وقت آپ بہ حیثیت مددگار صدر محاسب سرکار عالی کارگذار ہیں۔ آپ اردو کے ایک بہترین شاعر ہیں وفا تخلص فرماتے ہیں۔ آپ کا اکثر کلام اردو رسائل میں شائع ہوتا رہا ہے۔ آپ اپنے دوسرے بھائیوں کی طرح خوش خلق اور ملنسار واقع ہوئے ہیں۔ ہر کسی سے بکشادہ پیشانی پیش آتے ہیں۔ حاجتمندوں کی حاجت روا کرنے میں دریغ نہیں فرماتے۔

نواب رحیم نواز جنگ بہادر

نواب محمد فیض الدین خان امام جنگ خورشید الدولہ خورشید الملک مرحوم کے فرزند چہارم نواب محمد محی الدین خان تیغ جنگ شمس الامراء سر خورشید جاہ کے۔ سی۔ آئی۔ ای مرحوم کے پوتے نواب محمد حفیظ الدین خان ظفر جنگ شمس الدولہ شمس الملک مرحوم کے بھتیجے۔ نواب میر تہنیت علی خان افضل الدولہ آصف جاہ خامس مغفرت مکان کے نواسے ہیں۔ آپ نے پائیگاہ بورڈنگ ہوس میں تعلیم پائی زاں بعد نظام کالج میں حضور پرنور خلد اللہ ملکہ نے آپکو رحیم نواز جنگ کے خطاب سے

مولوی رضا حسین خان صاحب (رشید)

مولوی رضا حسین خان صاحب رشید ترابی بی۔ اے آپ مولوی شرف حسین خان صاحب کے لایق فرزند اور نونہالان دکن سے ہیں۔ دنیا کی مایہ ناز دار الفنون عثمانیہ یونیورسٹی کے بی۔ اے ہیں زبان اردو کے ادیب ہیں۔ اردو۔ فارسی۔ عربی۔ اور انگریزی میں قابلیت تامہ رکھتے ہیں شاعری میں بھی آپ کو ذوق سلیم ہے رشید تخلص فرماتے ہیں شعر نہایت پاکیزہ، سلیس اور حقیقت کے آئینہ دار ہوا کرتے ہیں جوانب شکوہ آپکا دیکھنے سے تعلق رکھتا ہے۔ ذاکری میں ید طولیٰ اور

اہل مجلس پر آپ کو اچھا قابو حاصل ہے۔ طرز بیان نہایت سادہ اور سلیس ہوا کرتا ہے بلدہ کے علاوہ اضلاع ممالک محروسہ میں بھی آپ کے تقاریر ہوتے رہتے ہیں۔ صدر العلماء آیت اللہ فی الانام حجۃ الاسلام مولانا مولوی سید غلام حسین صاحب قبلہ طاب ثراہ کی شاگردی کا آپ کو شرف حاصل ہے کچھ عرصہ تک لکھنؤ میں بھی آپ نے تحصیل علم کی۔ ظل اللہ کے سامنے فضائل و محامد آقائے نامدار بیان فرمانے کی آپ کو عزت حاصل ہے۔ سلیم الطبع، نیک نفس نوجوان ہیں ہر کسی سے بکشادہ پیشانی پیش آتے ہیں۔

راجہ رام دیو راؤ بہادر

آپ راجہ مہاراجہ رامیشور راؤ آنجہانی سابق والی سمستان ونپرتی کے فرزند دوم اور کرشن دیو راؤ آنجہانی کے چھوٹے بھائی ہیں آپ اور آپ کے برادر بزرگ ابھی کمسن تھے کہ آپ کے والد کا سایہ آپ کے سر سے اٹھ گیا۔ آپ لوگوں کی کمسنی کی وجہ سمستان زیر نگرانی سرکار عالی (صیغہ کورٹ آف وارڈز) لے لیا گیا۔ آپ نے اعلیٰ پیمانہ پر تعلیم حاصل کی۔ اور اپنے خاندان کے تجربہ اور معلومات حاصل کرنے کی غرض سے یورپ تشریف لے گئے۔ آپ کے خاندانی اعزازات کا خیال کرتے بپیشگاہ خسروی سے آپکو راجہ بہادر کا خطاب سرفراز اور حضرت ولی عہد بہادر بالقابہم کے اسٹاف میں شریک رہنے کا اعزاز عطا ہوا۔ آپ کو ایک فرزند ہے جو نہایت کمسن ہے۔ آپ ایک تعلیم یافتہ، خوش اخلاق، منکسر المزاج راجہ ہیں۔ تمکنت آپ میں نام کو نہیں۔ نہایت سادہ زندگی بسر کرتے ہیں۔ تخت نشینی کی شرکت کی غرض سے آپ بار دوم یورپ تشریف لے گئے۔

راجہ رامیشور راؤ بہادر (سوم)

آپ راجہ کرشن دیو راؤ آنجہانی کے اکلوتے فرزند راجہ رامیشور راؤ آنجہانی کے پوتے اور راجہ رام دیو راؤ بہادر کے بھتیجے ہیں۔ ۱۱۔ اپریل سنہ ۱۹۲۴ع کو آپ کے والد کا سایہ آپ کے سر سے اٹھ گیا۔ آپ اپنی تعلیم یافتہ والدہ کے زیر نگرانی مدرسہ عالیہ میں اعلیٰ پیمانہ پر تعلیم حاصل کر رہے ہیں۔ بوجہ کمسنی سمستان زیر نگرانی سرکار عالی (صیغہ کورٹ) ہے آپ کے چہرہ سے آثار ذہانت وجلالت و امارت آشکار ہیں۔

رانی وینکٹ رتنمانیہ صاحبہ

آپ راجہ وینکٹ لچھما راؤ بہادر ثانی سابق والی سمستان جٹپول کی بیوی ہیں۔ ۱۱ خورداد سنہ ۱۳۱۷ف میں آپ کے شوہر کا انتقال ہوا جن کے انتقال کے بعد سے باستثنا نگرانی کورٹ آف وارڈز یہ سمستان حسب فرمان خسروی آپ کے تفویض ہوا۔ آپ کے شوہر آنجہانی نے جو جو تجاویز آئندہ کے لئے رکھ چھوڑے تھے ان تمام تجاویز کو آپ نے تکمیل کو پہنچایا۔ آپ نے آب نوشی کے لئے نل اندازی، آبادی میں برقی روشنی کا انتظام، طلباء کے لئے وظائف تعلیمی میں زیادتی کر کے مظلوم و معذورین کے لئے خیرات خانے قایم کر کے اپنے حسن انتظام کا ثبوت دیا۔ آپ کو ذرائع آب پاشی و مالگزاری کی جانب خاص توجہ ہے اور سمستان کے انتظامات سے گہری دلچسپی ہے۔ رعایا پر بلحد خاص مہربان ہیں۔ سنہ ۱۳۴۰ف میں زر مالگزاری میں آپ نے ایک معتدبہ رقم معاف کر کے رعایا پروری کو ثابت کیا۔ آپ ایک نہایت عالی حوصلہ، تعلیم یافتہ اور تجربہ کار رانی ہیں۔

راجہ چندرا ریڈی

آپ رانی لچیاما صاحبہ (پاپنا پیٹھ) کے متبنیٰ فرزند اور مہارانی صاحبہ گدوال کے چھوٹے داماد ہیں ۱۳۲۹ف میں آپ کی تبنیت منظور ہوئی۔ آپ اپنی والدہ ماجدہ کے زیر نگرانی اعلیٰ پیمانہ پر تعلیم و تربیت حاصل کر رہے ہیں۔ اولاً آپکو ریڈی بورڈنگ ہوس میں شریک کیا گیا۔ بعد ازاں گرامر اسکول (جو حیدرآباد کا ایک اعلیٰ مدرسہ ہے اور جس میں اعیان، امراء و معزز جاگیرداران اور حکام عالی مقام کے لڑکے تعلیم پاتے ہیں) میں شریک کیے گئے۔ اسوقت آپ جماعت سینیر کیمبرج میں زیر تعلیم ہیں۔ بوجہ ذہانت و ذکاوت و فراست و ذوق و شوق آپکی تعلیم اعلیٰ پیمانہ پر ہو رہی ہے علاوہ بریں آپ کو فٹبال، ہاکی، کرکٹ، ٹینس اور دیگر مردانہ کھیلوں میں بھی مشق کرائی گئی ہے۔ اور ان کھیلوں میں آپ نے نمایاں کامیابی اور نام حاصل کیا۔ فوجی تعلیم بھی آپ کو دی گئی ہے نہایت قلیل مدت میں آپ نے جو غیر معمولی ترقی کی ہے وہ سب آپ کے ذاتی شوق و شغف اور اپنی قابل والدہ محترمہ کی خاص الخاص توجہ کا نتیجہ ہے۔ آپ فطرتاً خوش سیرت واقع ہوئے ہیں۔ بزرگوں کا ادب۔ ماں کی عزت و حرمت ہم عمروں سے انس، ملازمین سے مہربانی اور غریبوں سے ہمدردی کرنا آپ کا شعار ہے اور یہی عمدہ عادات و خصائل حمیدہ آپ کے اقبالمند راجہ ہونے کا پتہ دے رہے ہیں۔ آپ کے جملہ تعلیمی اخراجات منظورہ کورٹ آف وارڈز ہیں حسب تصفیہ کارروائی تبنیت و فرامین خداوندی آپ کو آئندہ مالک و وارث سمستان قرار دیا گیا ہے۔

آپ کی شادی ۱۳۴۲ف میں عالیجنابہ مہارانی صاحبہ گدوال کی چھوٹی صاحبزادی سے بمقام بلدہ حیدرآباد نہایت تزک و احتشام کے ساتھ ہوئی۔ اور تمام رسومات باحسن الوجوہ نہایت اعلیٰ پیمانہ پر انجام پائے شادی میں حیدرآباد کے قریب قریب تمام رؤساء و امرائے عظام و حکام عالی مقام و جاگیرداران و زمینداران و سیٹھ ساہوکار مدعو تھے۔ اس شادی کے جملہ اخراجات کورٹ آف وارڈز نے منظور ہوئے۔ چنانچہ اس مزاوجت کو حضرت اقدس و اعلیٰ نے بنظر پسندیدگی ملاحظہ فرمایا جیسا کہ فرمان مبارک مترشحہ ۲۳۔ رجب ۱۳۵۲ھ کے مندرجہ ذیل سطور سے ظاہر ہے۔

"مہارانی گدوال کا ارادہ ہے کہ چھوٹی حقیقی لڑکی کو رانی سمستان پاپنا پیٹھ کے متبنیٰ سے بیاہی"
"دیجائے جس کو بیوہ رانی سمستان پاپنا پیٹھ متبنیٰ لینا چاہتی ہے۔ جیسا کہ ان کی بڑی دختر دوم کنندہ"
"دو کے راجہ کے فرزند کلاں سے بیاہی گئی ہے اور اس تجویز کو میں اچھی نظر سے دیکھتا ہوں۔"

راجہ راجموہن لعل صاحب

آپ رائے روپ لعل صاحب کے اکلوتے فرزند ہیں آپ ۲۸۔ شہریور ۱۳۰۳ف کو پیدا ہوئے۔ آپ کی ابتدائی تعلیم کا آغاز مدرسہ عالیہ سے ہوا۔ آپ نے بمبئی یونیورسٹی سے ایف۔ اے کا امتحان کامیاب فرمایا۔ ازاں بعد بیرسٹری کا امتحان کامیاب کرنے آپ ولایت تشریف لے گئے ۱۹۱۲ء میں آپ نے امتحان بیرسٹری میں کامیابی حاصل فرمائی۔ چند سال تک آپ حیدرآباد میں پراکٹس کرنے کے بعد یکم خورداد ۱۳۳۱ف کو بہ حیثیت منصف سلک ملازمت سرکار عالی صیغہ عدالت میں داخل ہوئے۔ آپ کی ابتدائی تعیناتی ضلع آصف آباد پر ہوئی۔ بعد ازاں گنگاپور اور آرمور پر آپکا تبادلہ ہوا۔ یکم آبان ۱۳۳۶ف نے

آپ ناظم چہارم عدالت فوجداری بلدہ مقرر ہوئے اور چند سال تک اس اہم خدمت کو انجام دینے کے بعد آپ ۹۔ آذر ۱۳۴۱ف کو زائد ناظم عدالت ضلع رائچور ہوئے۔ آپ کی لیاقت مسلمہ ہے۔ قانون پر آپ بے حد حاوی ہیں۔ آپ کا ہر فیصلہ قانونی نکتہ نظر سے مدلل ہوا کرتا ہے۔

نواب زین یار جنگ بہادر

آپ کا اصلی نام مولوی سید زین الدین حسین خان ہے آپ ۱۱۔ اسفندار ۱۲۹۹ف میں بمقام حیدرآباد پیدا ہوئے اور ابتدائی تعلیم حیدرآباد ہی میں حاصل فرما کر کرسٹل پیالس لندن سے انجینئرنگ کی سند حاصل فرمائی۔ ۲۔ تیر ۱۳۲۱ف کو بحیثیت اسسٹنٹ انجینیر درجہ چہارم سلک ملازمت سرکار عالی میں داخل ہوئے۔ درجہ بدرجہ کی ترقی کرتے ہوئے یکم آذر ۱۳۳۱ف کو اگزیکیٹیو انجینیر مقرر ہوئے۔ مختلف اضلاع سرکار عالی میں آپ نے کام انجام دیا ہے مثل گنٹہ ای بیٹھ نلگنڈہ، میدک وغیرہ۔ یکم آذر ۱۳۳۲ف کو آپ اگزیکیٹیو انجینیر اسپشل بلڈنگ ڈویژن ہوئے۔ ۲۔ آبان ۱۳۳۹ف کو آپ نے شاہزادگان والاشان دام اقبالہم کے ہمراہ یورپ کا سفر فرمایا۔ یکم آذر ۱۳۴۰ف کو آپ اگزیکیٹیو انجینیر عثمانیہ یونیورسٹی بلڈنگ اسکیم مقرر ہوئے۔ زاں بعد ناظم بلدیہ ہوئے اور یکم آذر ۱۳۴۵ف تک اسی خدمت پر مامور و کارگزار رہے۔ آپ کے حسن انتظام و عمدہ کارگزاری کی وجہ محکمہ بلدیہ کو بڑی ترقی حاصل ہوئی متعدد اصلاحیں عمل میں لائی گئیں آپ کی قابلیت مسلمہ اور ذہانت خداداد ہے۔ آپ نے یکم آذر ۱۳۴۷ف کو محکمہ نظامت بلدیہ کا جائزہ مولوی سید محمد مہدی صاحب مہدی نواز جنگ بہادر سابق معتمد باب حکومت سرکار عالی کو دے کر معتمدی اسٹیٹ آرکیٹکچر کا جائزہ حاصل فرمایا۔

مولوی سید زین العابدین صاحب (قبلہ)

آپ کی ولادت ۵۔ رمضان المبارک ۱۳۰۱ھ میں واقع ہوئی آپ کی تسمیہ خوانی کربلائے معلی میں کی گئی۔ افقہ الفقہا رئیس المجتہدین حضرت شیخ زین العابدین مازندرانی اعلی اللہ مقامہ نے آپ کی تسمیہ خوانی فرمائی۔ ابتدائی تعلیم آپ نے اپنے شریعت کدہ میں اپنے والد محترم کے زیر نگرانی قابل اساتذہ سے حاصل فرمائی۔ زاں بعد علوم متداولہ عربی صرف و نحو منطق معانی بیان، فقہ، اصول کی تحصیل اولاً اپنے والد محترم سے زاں بعد فن منطق و حساب کا سبق مولوی سید حسینی میاں صاحب قبلہ مرحوم سے حاصل فرمایا۔ مولوی مرزا ابو القاسم صاحب مرحوم اور مولوی شیخ عبد اللہ صاحب کی بھی شاگردی کا آپ کو شرف حاصل ہے۔ آپ کی تحصیل علم میں سب سے بڑا حصہ آپکی فطری ذہانت اور ذکاوت کے علاوہ آپ کی سعی بلیغ اور ذاتی شوق و شغف کا ہے آپ نے تحصیل علم میں حتی الامکان سعی فرماکر علوم متداولہ میں کافی قابلیت بہم پہنچائی ہے چنانچہ جملہ کتب متداولہ پر آپ کو کافی عبور حاصل ہے کتب بینی کا آپ کو اب تک شوق ہے میرے خیال میں شاذ و نادر ہی کتاب ہوگی جو آپ کی نظر سے نہ گذری ہو۔ یہی وجہ ہے کہ آپ جب تقریر فرماتے ہیں تو گھنٹوں بیان کرتے رہنے سے کبھی نہیں تھکتے اور اپنے بیان کے استدلال میں ہمیشہ معتبر کتب کا حوالہ دیتے رہتے ہیں۔ اس سے آپ کے شوق کتب بینی پر کافی روشنی پڑتی ہے۔ فن ذاکری میں آپ کو کافی دستگاہ حاصل ہے

آپ کی تقریر بطرز قدیم ہوا کرتی ہے جو آج کل کی ذاکری سے بالکل الگ ہے گفتگو میں آپ ذکر فضائل اہل بیت اطہار علیہم السلام اور مصائب حضرت سید الشہدا علیہ التحیہ والثناء بیان فرماتے ہیں۔ اربعین کی مجلس جس میں ظل اللہ جلوہ افروز ہوتے ہیں آپ اپنے والد محترم کی پیش خوانی فرماتے رہے ہیں آپ کا بیان نہایت شستہ اور دلچسپ ہوا کرتا ہے آپ دینی کاموں میں خاص شغف رکھتے ہیں۔ والد محترم کے دوران علالت میں آپ امامت فرماتے تھے اور اب آن کی جگہ ہمارے مقدس پیشوا امام جمعہ والجماعت مقرر ہوئے ہیں مومنین بالمکین جیسا کہ قبلہ طاب ثراہ کے زمانہ میں نماز جماعت سے ادا کرنے کی غرض سے آتے تھے اسی طرح بحمد اللہ اب بھی آپ کی اقتدا کرتے ہیں۔ آپ ہر کسی سے خندہ پیشانی سے پیش آتے ہیں ہر دلعزیز ہونے میں کوئی کلام نہیں ہر مومن آپ سے محبت کرتا ہے اگر کسی کا کوئی کام آپ سے نکلتا ہے تو اس کے اجرائی میں ہرگز دریغ نہیں فرماتے ہیں۔ آپ کے بیانات کے تذکرہ وقتاً فوقتاً اخبار شیعہ لاہور اور لکھنو جو شیعان ہند کے قومی اخبار ہیں اس میں ہوتے رہے ہیں۔ آپ اخبار الواعظ اور اخبار شیعہ کے خریدار ہیں ان دونوں اخباروں کو بڑی دلچسپی سے اپنے والد محترم قبلہ طاب ثراہ کی طرح ملاحظہ فرماتے ہیں۔ مومنین کو لازم ہے کہ اپنے اس محترم مولوی کی اتباع میں اخبار شیعہ لاہور اور اخبار الواعظ لکھنو (جو مومنین ہند کے نامی گرامی قومی اخبارات ہیں) کا مطالعہ کریں اور ان کے خریدار بنیں نیز اپنے حلقہ اثر میں اُن کی خریداری کے لئے کوشش فرمائیں تاکہ آپ کے مذکورہ قومی اخبارات پھلیں پھولیں اور ہمیشہ اپنے قومی خدمات کو انجام دیتے رہیں باوجود ہزارہا خوبیوں کے ان اخباروں کی سب سے بڑی خوبی یہ ہے کہ ان اخباروں نے ہمارے مقدس اور محترم پیشوا قبلہ طاب ثراہ کے انتقال پُر ملال پر اپنے اخبار کے ذریعہ تاسف کیا اور کالم کے کالم ان کے غم میں سیاہ کر ڈالے ان اخبارات کا شرح چندہ بھی بہت کم یعنی الواعظ لکھنو کا سال بھر کے لئے چندہ (للعہ) اور شیعہ لاہور کا چندہ سال بھر کے لئے صرف (سے) روپیہ کلدار ہے۔ میں بھی پُر زور الفاظ میں ناظرین سے ان اخبارات کی خریداری کے لئے گزارش کرتا ہوں اور امید رکھتا ہوں کہ میری قوم کا ہر فرد امیر ہو کہ غریب ان ہر دو اخباروں کو اپنے نام جاری کرا کر اپنے قومی اداروں کی سرپرستی کریگا۔

امورات خیر میں قائم مقام قبلہ طاب ثراہ بڑی دلچسپی لیتے ہیں۔ کوہ شریف زاد اللہ شرفاً و تعظیماً پر جس خلوص اور حسن عقیدت سے آپ ہر پہلے پنجشنبہ کو طعام کا انتظام فرماتے ہیں وہ ناظرین سے مخفی یا اور میرے بیان کا محتاج نہیں طعام کے ساتھ ہی ساتھ مجلس عزا سید الشہدا علیہ التحیۃ والثناء برپا ہوا کرتی ہے جس میں ہزاروں کی تعداد میں مومنین شریک رہا کرتے ہیں ۱۳۔ رجب کو ہر سال مجلس میلاد لنگر آسمان و زمین یعسوب الدین امیر المومنین حضرت علی ابن ابی طالب علیہ الصلواۃ والسلام نہایت اعلیٰ پیمانہ پر ہوا کرتی ہے جو ان نہایت اعلیٰ درجہ کا ہوتا ہے ہزاروں کی تعداد میں مومنین شریک رہتے ہیں قصائد خوانی ہوتی ہے نعرہ صلوات سے تمام کوہ مبارک گونج اٹھتا ہے یہ سب مولوی صاحب موصوف کی حسن عقیدت اور انتظام کا نتیجہ ہے قوم کی پریشانی کو آپ اپنی پریشانی اور اُن کی تکلیف کے دور کرنے کو اپنا فرض اولین سمجھتے ہیں خدا آپ کو اور آپ کی آل و اولاد کو ہمیشہ شاد و آباد رکھے کہ آپکی ذات والاصفات ہم مومنین کے لئے مغتنمات سے ہے۔



مولوی محمد عبدالرحیم صاحب۔ ام اے یل یل بی وکیل ھائیکورٹ

آپ کا حیدرآباد کے معزز اور نامور وکلاء میں شمار ھے آپ کو قانون میں اچھی دسترس ھے نہایت لایق اور ھوشیار وکیل ھیں اکثر اھم اور معرکہ کے مقدموں میں آپ نے کامیابی حاصل کی ھے بحث نہایت ھی دلچسپ ھوتی ھے آپ کے اخلاق بھی نہایت وسیع ھیں آپ کا دارالوکالت موسوم بہ رحیم ! ینڈ روف پلیڈرس معظم جاھی مارکٹ کے قریب نامپلی اسٹیشن جانیوالی سڑک پر واقع ھے۔

(صمصام شیرازی)



مولوی محمد عبدالرؤف صاحب بی اے - یل یل بی - وکیل ھائیکورٹ

آپ بھی حیدرآباد کے نامی اور لایق وکلاء سے ھیں - مقدمات کی ترتیب وجوابدھی میں محنت وکوشش سے کام لیتے ھیں - اور آپ کو ھر طرح موکل کو کامیاب بنانیکی فکر رھتی ھے جو وکلاء کیلئے ضروری ھے - آپکی بحث بھی دلچسپ ھوتی ھے - موکلین سے بکشادہ پیشانی پیش آتے ھیں - آپکا دارالوکالت موسوم به رحیم اینڈ روف پلیڈرس معظم جاھی مارکٹ کے قریب نامپلی اسٹیشن جانیوالی سڑک پر واقع ھے - (صمصام شیرازی)

نواب سالار جنگ بہادر

آپ عماد السلطنت نواب لایق علی خان سالار جنگ ثانی مرحوم مغفور کے اکلوتے فرزند اور نواب سعادت علی خان منیر الملک مرحوم کے بھتیجے اور نواب تراب علی خان سر سالار جنگ مختار الملک مغفور کے پوتے ہیں۔ آپ اس سالار جنگی خاندان عالی شان دخانوادۂ درگاہ قلی خان کے چشم و چراغ۔ یادگار و وارث صحیح ہیں۔ آپ بتاریخ ۱۴ شوال المکرم سنہ ۱۳۰۶ھ م ۱۴ جون سنہ ۱۸۸۹ء مطابق ۶ امرداد سنہ ۱۲۹۸ف یوم جمعہ عالم وجود میں جلوہ افروز ہوئے۔ آپ ابھی پورے ایک ماہ کے بھی نہونے پائے تھے کہ آپ کے والد بزرگوار کا سایۂ عاطفت آپ کے سر سے اٹھ گیا۔ اس کو چند ماہ بھی گذرنے نہ پائے تھے کہ آپ اپنے عم نامدار (نواب منیر الملک مرحوم) کے سایہ سے بھی محروم ہوگئے جس کی وجہ آپکی تعلیم و تربیت میں خلل واقع ہونے کا امکان تھا۔ لیکن حضرت غفران مکانؒ نے ازراہ الطاف خسروانہ آپکی تعلیم و تربیت کی جانب توجہ خاص مبذول فرمائی۔ اور آپ کے اسٹیٹ کا معقول انتظام فرمادیا۔ جب آپنے گھر کی تربیت سے انفراغ حاصل فرمالیا تو مدرسہ عالیہ میں داخل کئے گئے جہاں آپ اپنی عمر کے سولہ خوشگوار سال تعلیمی مشاغل میں بسر فرمائے۔ اپنی خوش اخلاقی سے نہ صرف اپنے ہم مکتب طلبا کو اپنا گرویدہ بنالیا۔ بلکہ اپنے اساتذہ کو بھی آپ نے اس قدر خوش رکھا کہ مسٹر سٹن پرنسپل نظام کالج آپ کی طالب العلمانہ خوبیوں کے ہمیشہ معترف رہے۔ اسی دوران میں بتوجہات شاہانہ بیگاہ حضرت غفران مکانؒ سے بتاریخ ۱۷۔ جمادی الاول سنہ ۱۳۲۵ھ آپ کو آپ کے خاندانی خطاب خان بہادر و سالار جنگ و منصب دو ہزار و پانصدی و چہار، و پانصد سوار و علم و نقارہ سے مفتخر فرمایا گیا۔ بتاریخ ۴۔ شوال المکرم سنہ ۱۳۲۵ھ جب وائسرائے کشور ہند حیدرآباد آئے تو آپ کو پہلے پہل مراسم پذیرائی میں شرکت کی عزت حاصل ہوئی۔

آپ کے فارغ التحصیل ہونے کے بعد حضرت غفران مکانؒ کے ارشاد خاص پر آپ کے جاگیرات کے کاغذات آپ کے اجلاس پر پیش ہونے لگے اور اعلحضرت سلطان العلوم خلد اللہ ملکہ کا عہد میمنت مہد شروع ہوا تو وسط ماہ ربیع الاول سنہ ۱۳۳۰ھ میں آپ کے اسٹیٹ سے سرکاری نگرانی برخاست ہوئی اور آپکو کامل اقتدارات مرحمت فرمائے گئے۔ با اختیار ہونے پر آپ نے اپنی جاگیرات کے کم و بیش تمام بڑے بڑے مقامات میں دورہ فرماکر اپنی رعایا کی حالت بچشم خود ملاحظہ فرمائی اور نہ صرف اپنی آمدنی کی توفیر کی جانب توجہ مبذول کی بلکہ باشندگان جاگیر کی صلاح و فلاح میں بھی اس وقت سے عملی دلچسپی کا اظہار فرماتے رہے ہیں۔

۲۵۔ رجب المرجب سنہ ۱۳۳۰ھ کو بارگاہ خسروی سے منصب وزارت سے آپ کو سرفرازی بخشی گئی۔ اور اس مسرت خیز موقع پر خلعت و جواہر گراں بہا سے بھی مفتخر فرمایا گیا۔ آپ کے خیر خواہوں نے اس مبارک موقع پر اپنی خوشی و فتح کا اظہار کیا۔ اس کی کیفیت اس زمانہ کے جرائد سے بخوبی واضح ہوتی ہے۔ آپ نے کم و بیش ڈھائی سال تک مدار المہام کی حیثیت سے مہمات ملک کو باحسن الوجوہ انجام دیا اور ہر کہ و مہ کو اپنی طرز حکومت سے خوش رکھا۔ آپ کے عہد وزارت میں کئی قدیم محکمہ جات کی اصلاح ہوئی۔ اور کئی جدید محکمے قایم کئے گئے۔ اہل ملک کی تعلیم کی جانب اس وزارت کے زمانہ میں خصوصیت

کے ساتھ توجہ کی گئی۔ اور وسائل آبپاشی و آبرسانی کو وسعت دی گئی۔ ۹ محرم الحرام ۱۳۴۳ھ کو آپ نے استعفا پیش کر کے اس منصب سے سبکدوشی حاصل فرمائی۔ سبکدوش ہو کر آپ خاموش نہیں بیٹھے آپ کو اپنے ملک کی تعلیم و تہذیب و صنعت و حرفت کی جانب بدو شعور ہی سے میلان تھا۔ چنانچہ جب کبھی موقع آیا آپ نے مناسب وقت و ذاتی امداد سے دریغ نہیں فرمایا۔ مدرسۃ العلوم علیگڈھ کے لئے آپ کے جد امجد بارہ سو روپیہ سالانہ اپنی جاگیر سے مقرر فرمائے تھے جن کو اپنے اسٹیٹ کی عنان حکومت ہاتھ میں لینے کے بعد آپ نے بھی جاری رکھا۔ جامع اسلامیہ (مسلم یونیورسٹی) علی گڈھ کی تحریک حیدرآباد پہنچی تو آپ نے اپنے جیب خاص سے ایک لاکھ روپیہ کا گرانقدر عطیہ مرحمت فرماکر اس کو تقویت پہنچائی لیکن ہمارے لئے یہ امر اس سے بھی زیادہ موجب اطمینان ہے کہ نواب سالار جنگ بہادر اپنے اعزہ اور متوسلین کی تعلیم و تربیت کی جانب متوجہ ہیں۔ اور متعدد ہونہار طلباء کو نہ صرف ممالک محروسہ سرکار عالی کے اندر آپ نے وظائف مرحمت فرمائے ہیں بلکہ ہندوستان اور ہندوستان سے باہر بغرض تعلیم اپنے خرچ سے روانہ فرما چکے ہیں۔ تعلیم و تہذیب کا یہ شوق آپ کو اپنے جد نامدار سے ورثہ میں ملا ہے اور ہماری دعا ہے کہ اس میں مزید فراوانی ہو۔ صنعت و حرفت اور تجارت کی ترقی ہمیشہ نواب سر سالار جنگ مرحوم کے پیش نظر رہتی تھی۔ ملک کے قدیم ترین کارخانہ اس محسن ملک مدبر اعظم کے مساعی جمیلہ کی یادگار ہیں۔ اپنے گھر کے ان روایات سے اثر پذیر ہو کر آپ نے بھی خصوصیت کے ساتھ اس جانب توجہ فرمائی۔ اور مملکت آصفیہ کے کئی کارخانوں کی سرپرستی فرماکر ان کے قیام و بقاء کی صورت پیدا کر دی۔ جس طرح پارچہ بافی، روغن براری، سمنٹ وغیرہ کے کارخانے آپ کی سرپرستی سے محروم نہیں ہیں۔ آپ کو مختلف حصص ہند میں جاکر وہاں کی ترقیوں کے دیکھنے کا موقع ملا ہے چنانچہ آپ غرہ رمضان المبارک ۱۳۳۸ھ کو بار اول عازم یورپ ہوئے اور اپنے سفر کا حصہ انگلستان بلکہ لندن میں گذارا۔ تقریباً ۹ مہینے ولایت میں رہکر جو نادرات آپ اپنے ساتھ لائے ان میں کتابوں کا ایک بڑا ذخیرہ تھا جو اب آپ کے مشہور کتب خانہ کا ایک ضروری حصہ بن چکا ہے ۱۳۴۸ھ میں آپ نے عراق عرب و مصر و شام و بیروت و بیت المقدس و ایران کا سفر فرمایا۔ اور زیارت ائمہ اطہار علیہم السلام سے مشرف ہوئے۔

۱۳۵۲ھ میں ہاتھ کے علاج کی غرض سے باردوم آپ یورپ تشریف لے گئے اور بصحت و عافیت مراجعت فرمائے حیدرآباد دکن ہوئے اور ۱۳۵۵ھ میں آپ پھر یورپ تشریف لے گئے اور چھ ماہ وہاں رہکر بصحت و عافیت مراجعت فرمائے بلدہ ہوئے۔

آپ کو اخبارات و رسائل اور کتب بینی کا نہایت شوق ہے۔ چنانچہ آپ اکثر رسائل و اخبارات کے سرپرست ہیں۔ آپ کو کتابوں کے جمع کرنے کا بیحد شغف ہے چنانچہ بھاری بھاری قیمت کی کتابیں نادر اور کمیاب خرید فرماکر اپنے کتب خانہ کو زینت دیتے ہیں۔ آج آپ کے عالی شان کتب خانہ کا ثانی تمامی ہندوستان میں نہیں۔ آپ کے کتب خانہ میں انگریزی، فرانسیسی، لاطینی، عبرانی، اردو، فارسی، عربی اور انگریزی، قلمی قدیم نادر کتابیں موجود ہیں۔ شکار، نیزہ بازی، شہسواری، پولو، کرکٹ، ہاکی،

فٹبال کی بھی آپ کو اچھی خاصی مشق ہے۔ چنانچہ آپ کی پولوٹیم موسوم بہ "سالارجنگ پولوٹیم" اپنی نمایاں کامیابیوں کی وجہ سے ہندوستان بھر میں مشہور ہے۔

آپ کی جاگیرات کا رقبہ (۱۴۸۰) مربع میل ہے۔ یعنے ریاست پٹیالہ کے برابر۔ اجنٹہ کی کانیں اور غار بھی آپ ہی کی جاگیر میں ہیں۔ آپ کی جاگیرات کی آبادی دو لاکھ اور کئی ہزار ہے جن میں (۱۰) عدالتیں اور (۳) جیل ہیں۔ آمدنی محاصل سترہ لاکھ سے زیادہ ہے۔

سنہ ۱۹۱۱ء میں آپ حضرت اقدس و اعلیٰ کے ہمراہ دربار کارونیشن میں دہلی تشریف لے گئے۔ ۲۔ اکٹوبر سنہ ۱۹۱۳ء کو ظل اللہ کی طرف سے حضور لارڈ اور لیڈی ہارڈنگ وائسرائے کشور ہند کا استقبال فرمایا۔ یکم نومبر سنہ ۱۹۱۳ء کو لارڈ اور لیڈی موصوف نے آپ کے ہاں دو بجے لنچ کی دعوت قبول فرمائی جس میں کئی سو معزز مہمان شریک تھے۔ حضرت اقدس و اعلیٰ نے بھی اپنی شرکت سے آپ کی عزت افزائی فرمائی۔ حضور وائسرائے و لیڈی ہارڈنگ نے نقروی چوکھٹوں میں جڑی ہوئی اپنی تصویر آپکو تحفتاً دی۔

آپ کے الطاف و عنایات اکثر علماء، فقہا، شعرا، ادبا، فضلا، غربا، فقرا، سائرین و زائرین کے حال پر مبذول اور آپ کے درِ دولت سے اکثر اشخاص فیض یاب اور مستفید ہوتے رہتے ہیں۔ سخاوت کو آپ پر ناز ہے۔ کیوں نہ ہو آپ نواب تراب علی خان سر سالارجنگ اول مرحوم کے چشم و چراغ اور نواب لایق علی خان عماد السلطنت مرحوم و مغفور حاتم وقت کے صاحبزادہ ہیں۔ آپ فطرتی طور پر وجیہہ، شجیع، خوبصورت، جامہ زیب، نیک نفس، صاف باطن، اتحاد و محبت میں یکتا، بذلہ سنج، فیاض طبیعت، سیر چشم، دریا دل، سلیم الطبع، علم دوست، لایق، ہوشیار، باذل، غریب پرور اور اخلاق و مروت میں بے مثل و بے نظیر نواب ہیں۔ آپ کے چہرہ سے علم و ذہانت، بردباری، متانت، تیز فہمی و ذکاوت اور تدبری و شجاعت پائی جاتی ہے۔ آپ کی ذاتِ عالی فرید عصر و وحید دہر ہے۔

نواب سلطان الملک بہادر

آپ کا اصلی نام محمد مختار الدین خان ہے۔ آپ نواب محمد فضل الدین خان سکندر جنگ اقبال الدولہ و شمس الامراء مرحوم و مغفور کے خلفِ اکبر۔ نواب محمد رشید الدین خان مرحوم امیر کبیر ثالث کے پوتے اور نواب میر تہنیت علی خان افضل الدولہ آصف جاہ خامس مغفرت مکان کے نواسے ہیں۔ آپ خاندان عالی شان سر وقار الامرا کے ایک اعلیٰ تعلیم یافتہ اور معزز رکن ہیں۔ آپ سنہ ۱۲۹۲ھ میں پیدا ہوئے۔ آپ اردو، فارسی، اور انگریزی کے ایک بہترین ادیب ہیں۔ آپ کے والد ماجد نے آپکو اعلیٰ تعلیم حاصل کرنے کی غرض سے ولایت روانہ کیا تھا۔ جہاں آپ ایک عرصۂ دراز تک قانون، سیاست، انجینرنگ کی تحصیل میں بڑی دلچسپی لی۔ جب آپ ولایت سے مراجعت فرمائے حیدرآباد ہوئے تو سنہ ۱۳۰۵ھ میں بتقریب جشن سالگرہ حضرت غفران مکان آپ نے خطاب خانی و بہادری، نامور جنگ اقتدار الدولہ سلطان الملک منصب پنجہزاری چہار ہزار

سوار و علم و نقارہ و پالکی جھالردار سے سرفرازی پائی اور اپنے والد کے انتقال کے بعد آپ اپنے جاگیرات جو لاکھوں روپیہ محاصل کے ہیں اور جمعیت جن کی تعداد ہزار ہا کی ہے اس کا انتظام اور نگہداشت ایک عرصہ تک بلا کسی قسم کی شکایت و بدنظمی کے انجام دیتے رہے۔ جو آپ کی مدبری اور خوش نظمی کی بین دلیل ہے۔ آپ کے چہرہ سے خود مدبری و دانائی کے آثار نمایاں ہیں۔ مزید برآں آپ ایک خوش اخلاق و ذی مروت امیر ہیں چونکہ زیادہ فکروں کی وجہ سے آپ کا مزاج کسیقدر خراب ہو گیا تھا جس کی وجہ آپ کی والدۂ ماجدہ علیاحضرتہ نواب جہاندار النساء بیگم صاحبہ مدظلہا کے قلب پر اس کا بڑا اثر ہوا۔ اور طبی مشورہ کی بناء پر آپ کو بمعیت ڈاکٹر لائر یورپ روانہ کر دیا گیا۔ سیلون، جاپان اور امریکہ ہوتے ہوئے آپ یورپ روانہ ہوئے۔ جہاں بارہ سال رہکر ۱۳۴۷ھ میں آپ حسب فرمان خسروی حیدرآباد واپس تشریف لائے۔ حضور پرنور خلد اللہ ملکہ و سلطنتہ نے آپ کی جانب خاص توجہ فرمائی۔ اور یورپ سے بلدہ واپس ہونے کا فرمان جاری فرمایا۔ چنانچہ اس وقت آپ اپنے محل واقع امیر پیٹھ موسوم بہ سلطان باغ میں سکون کی زندگی بسر فرما رہے ہیں۔ آپ کو سات صاحبزادے خداوندکریم نے عطا فرمائے (۱) نواب ابوالفتح خان بہادر (۲) نواب محمد مظفر الدین خان مظفر نواز جنگ بہادر (۳) نواب محمد فرید الدین خان فرید نواز جنگ بہادر (۴) نواب محمد نذیر الدین خان نذیر نواز جنگ بہادر (۵) نواب محمد ابوالخیر خان خیر نواز جنگ بہادر (۶) نواب محمد حسن الدین خان حسن نواز جنگ بہادر (۷) نواب محمد وحید الدین خان وحید نواز جنگ مرحوم (جن کا حال ہی میں عین عنفوان شباب میں انتقال ہوا)

کرنل نواب سلطان یار جنگ بہادر

آپ کا نام نامی و اسم گرامی "امیر سلطان" ہے آپ آغا محمد علی خان نواب آغا یار جنگ بہادر سابق شریک معتمد مالگزاری سرکار عالی حال میر مجلس پائیگاہ سر آسمانجاہ مرحوم کے صاحبزادے ہیں آپ یکم شہریور ۱۲۹۹ف کو بمقام بلدۂ حیدرآباد فرخندہ بنیاد پیدا ہوئے۔ مدرسۂ عالیہ میں تعلیم پائی اور انہماک علمی و مشاغل تفریحی کے باعث اپنے اساتذہ کو ہمیشہ خوش رکھا خاصکر مردانہ کھیلوں مثلاً کرکٹ، ہاکی، ٹنیس، فٹبال وغیرہ میں ملکہ ہے۔ چنانچہ آپ فٹبال کے کپتان بھی رہ چکے ہیں جس کی وجہ بزمانہ ولی عہدی حضور پرنور خلد اللہ ملکہ و سلطنتہ اکثر اوقات آپ کو باریابی کا شرف حاصل ہوتا رہا۔ اور حضرت غفران مکان کے دوسرے صاحبزادوں کے لئے جب بچوں کی پلٹن بنائی گئی تو ایک عرصہ تک بہ حیثیت سرکاری لفٹنٹ پلٹن میں رہکر شرف خدمتگزاری حاصل فرمایا اور وقتاً فوقتاً انعامات سے مفتخر ہوتے رہے۔ ہنوز سلسلۂ تعلیم جاری ہی تھا کہ آپ ۱۳۱۷ف میں سلک ملازمت سرکار عالی داخل ہو کر سات سال تک خدمت لفٹنٹی کو باحسن الوجوہ انجام دیتے رہے۔ جب نواب عماد جنگ مرحوم کوتوال بلدہ مقرر ہوئے تو آپ کو اپنا شریک کار بنایا۔ اور آپ بتعمیل فرمان خسروی علاقۂ فوج سے علاقۂ کوتوالی میں منتقل ہوتے اور تا حال اپنے فرائض مفوضہ کو نہایت مستعدی و جفاکشی و دیانتداری سے انجام دے رہے ہیں۔

علاوہ قواعد و قوانین فوج و کوتوالی کے امتحانات میں کامیابی حاصل فرمانے کے آپ نے انٹرویاٹرکا وجوڈسٹل میں بھی کامیابی حاصل فرمائی ہے اگرچیکہ آپ کی ذاتی قابلیت و ذہانت خداداد کے مدنظر آپکا انتخاب بغرض تحصیل فن سراغ رسانی سرکار عالی کی جانب سے انگلستان جانے کے لئے ہوا تھا لیکن بلدہ کی ضروریات کی وجہ حسب فرمان خسروی آپ کی روانگی ملتوی ہوگئی۔

خاص خاص مواقع پر انتظامات کوتوالی میں آپ کو حصہ لینے کا موقع ملتا رہا ہے۔ ہزاکسلنسی لارڈ چیمس فورڈ کے ورود حیدرآباد کے وقت آپ نے بعض اہم خدمات انجام دیئے ہیں اور ہزرائل ہائنس شہزادہ ویلز کی تشریف آوری حیدرآباد کے وقت آپ نے منجانب سرکار بمقام بمبئی استقبال کی عزت حاصل فرمائی اور دیگر مراسم میں شریک رہنے کا شرف بھی حاصل فرماکر تمغہ طلائی اور ذاتی اولنس سے مفتخر ہوئے۔ اور لارڈ ریڈنگ کے ورود پر تمام مواقع میں ان کے ہمراہ رہکر طلائی لنکس بدست خاص حاصل کیا اور بارگاہ خسروی سے کپتان کا فوجی رتبہ (رینک) بھی پایا۔ الحاصل یہ کہ آپ کے گرانقدر خدمات اور حسن انتظام کا شکریہ ہزاکسلنسی وائسرائے بہادر کی طرف سے عمدہ اور شستہ الفاظ میں ادا کیا جاکر قدر افزائی کی گئی و نیز آپ کے قابل قدر خدمات کی نسبت بمراحم خسروانہ و الطاف شاہانہ اعلحضرت سلطان العلوم خلد اللہ ملکہ و سلطنتہ نے اظہار خوشنودی فرماکر پروانہ خوشنودی عطا فرمایا۔ آپ کی حیدرآباد دکن میں ایک غیر معمولی شخصیت ہے یکم آذر سنہ ۱۳۳۹ف کو آپ سینیر نائب کوتوال ہوئے اور سنہ ۱۳۵۲ء میں بتقریب سالگرہ مبارک حضور پرنور خلد اللہ ملکہ و سلطنتہ خطاب مستطاب "نواب سلطان یار جنگ بہادر" سے مفتخر فرمائے گئے۔ آپ اردو، فارسی، عربی اور انگریزی وغیرہ میں اچھی مہارت رکھتے ہیں۔ انتظامی تجربہ اور قابلیت کے علاوہ اپنے مالک کی مزاج دانی اور خدمتگزاری کی قابلیت آپ کی لیاقت میں چار چاند لگا رہی ہے۔ آپ کے جوہر فرض شناسی کو اہل نظر وقعت کی نظر سے دیکھتے ہیں۔ نواب آغا یار جنگ بہادر اپنے اس سعادتمند اور نامآور فرزند پر جس قدر فخر کریں کم ہے۔ ہر سال ۹۔ محرم کی مجلس عزا میں ظل اللہ اپنے قدوم میمنت لزوم سے آپ کے گھر کو رونق بخش کر آپ کا افتخار بڑھاتے ہیں۔

نواب سلیمان علی خان بہادر

آپ نواب میر محمد علی خان سردار جنگ مرحوم کے فرزند اور رشید الدولہ رشید الملک کے حقیقی نبیرہ اور نواب ناظم الدولہ رستم جاہ رئیس مچھلی بندر کے نواسے ہیں۔ آپ کی نہایت کمسنی میں آپ کے والد کا سایہ آپ کے سر سے اٹھ گیا۔ بوجہ کمسنی آپ کے جاگیرات زیر نگرانی کورٹ آف وارڈز رہے جب آپ سن رشد کو پہنچے تو ظل اللہ نے بمراحم خسروانہ آپ کے آبائی مناصب و جاگیرات و خدمت موروثی "نظامت دارالانشا" سے سرفراز و مفتخر فرمایا۔ چنانچہ اس وقت آپ ہی ناظم دارالانشا حضور پرنور ہیں۔ چنانچہ ہر نئے صاحب عالیشان بہادر (رزیڈنٹ) کی تشریف آوری کے موقع پر منجانب حضور پرنور بغرض مزاج پرسی عماری میں جلوس سے تشریف لے جاتے اور اسی موقع پر دربار خریطہ ہوتا ہے۔ آپ کی شادی نواب

یادگار حسین خان ابن رشید الملک کی پوتری سے ہوی جو آپ کے جدی خاندان سے ہوتی ہیں جن کے بطن سے آپ کو تین فرزند (۱) میر محمد علی خان (۲) میر غلام حیدر خان (۳) میر غلام علی خان اور چند بیٹیاں ہیں۔ آپ کے ہر سہ فرزند جاگیردار کالج میں زیر تعلیم ہیں۔ آپ اردو، فارسی اور انگریزی میں لایق ملک و مالک کے جاں نثار نواب ہیں۔

نواب محمد سلطان علی خان بہادر

آپ نواب محمد شجاعت علی خان مرحوم کے لایق و فایق فرزند اور نواب محمد دلاور علی خان دلاور الدولہ مرحوم کے پوترے اور خاندان نورالامرای کے ایک بے نظیر رکن ہیں۔ ۹۔ جمادی الثانی سنہ ۱۳۱۶ھ م ۲۵۔ اکتوبر سنہ ۱۸۹۸ء آپ تولد ہوئے اور ۲۵۔ شوال سنہ ۱۳۲۱ھ کو آپ کے والد ماجد کا سایہ آپ کے سر سے اٹھ گیا۔ آپ نے اپنے ذاتی ذوق و شوق کی وجہ تحصیل علم کیا۔ عہد طفولیت ہی سے آپ کو مردانہ کھیلوں سے بھی شغف رہا۔ چنانچہ آپ کو گھوڑے کی سواری میں خاصی مہارت ہے۔ آپ کی شادی حیدرآباد کے عظیم الشان عالی مرتبت جلیل القدر امیر نواب شاہ یار جنگ مرحوم کی صاحبزادی سے ہوی۔ آپ ملک کے بہی خواہ مالک کے سچے جاں نثار ہیں۔ الحاصل آپ کی ذات ستودہ صفات جامع حسنات اور آپ کا وجود ذیجود مخزن کمالات ہے۔ آپ کے لایق صاحبزادے نواب محمد ارشد علی خان ہیں جن کے چہرہ سے آثار سعادت و اقبالمندی نمایاں ہیں۔ اپنے والد محترم کے زیر نگرانی قابل اساتذہ سے تحصیل علم میں مشغول ہیں۔

نواب سکندر نواز جنگ بہادر

آپ نواب محمد فیض الدین خان امام جنگ خورشید الدولہ خورشید الملک مرحوم کے فرزند سوم نواب محمد معین الدین خان تیغ جنگ شمس الامرا خورشید جاہ کے سی۔ آئی۔ ای۔ مرحوم کے پوتے نواب محمد حفیظ الدین خان ظفر جنگ شمس الدولہ شمس الملک مرحوم کے بھتیجے اور نواب میر تہنیت علی خان افضل الدولہ آصفجاہ خامس مغفرت مکان کے نواسے ہیں آپ نے پائیگاہ بوائز ہوم میں تعلیم پائی ازاں بعد نظام کالج میں۔ حضور پر نور خلد اللہ ملکہ و سلطنتہ نے آپ کو سکندر نواز جنگ بہادر کے خطاب سے مفتخر و ممتاز فرمایا۔ کئی سال تک آپ خدمت موزجل گیری سے سرفراز تھے آپ ایک تعلیمیافتہ، ذی خلق و مروت، اور باہمت نواب ہیں

راجہ جری سومیا نایک شنزا بہادر والی گرکنٹہ

آپ رانی گورماصاحبہ کے نواسے ہیں بتاریخ ۳۔ ربیع الثانی سنہ ۱۳۲۷ھ آپ کو رانی گورماصاحبہ نے متبنیٰ لیا اور اس کی منظوری سرکار سے ہوی اور حسب الحکم سرکار راجہ جری سومیا نایک شنزا بہادر سے موسوم ہوئے۔ آپ کا اصلی نام تیراج ہے۔ رانی گورماصاحبہ نے بتاریخ ۳۔ فروری سنہ ۱۹۱۲ء انتقال کیا۔ اور آپ کی نابالغی کی وجہ سے ستان زیر نگرانی سرکار (صیغہ کورٹ آف وارڈز) لے لیا گیا

آپ کی عمر اس وقت (۳۶) سال کی ہے۔ آپ کو زیر نگرانی سرکار بہ حیثیت وارڈ ہونے کے اچھی تعلیم دی گئی اور ۱۳ فروری سنہ ۱۳۴۳ف کوستان واگزاشت ہوا۔ آپ بذات خود ستان کے کاروبار کو باحسن وجوہ انجام دے رہے ہیں۔ آپ ایک تعلیم یافتہ راجہ ہیں۔ جوڈیشل کے امتحان میں کامیاب ہیں۔ تمامی مقدمات کی سماعت بذات خود کرتے ہیں۔

نواب مرزا سردار علی خان بہادر

آپ کا سلسلۂ نسب امیر چنگیز خان ہلاکو سے ملتا ہے۔ آپ نواب خواجہ وزیر بیگ خان مرحوم کے اکلوتے فرزند اور نواب خواجہ سکندر بیگ خان مرحوم کے پوتے ہیں۔ آپ اردو، فارسی اور عربی میں ماہر، جاگیرات و اعزازات آبائی سے مفتخر وممتاز ہیں۔ ذی قعدہ سنہ ۱۳۴۱ھ میں آپ کی شادی آغا مرزا مہدی حسین خان کوکب مرحوم سابق ناظم مرحوم ستارہ ی سرکار عالی کی صاحبزادی سے ہوئی۔ جن کے بطن سے آپ کو ایک صاحبزادی ہے۔ آپ بردبار، متین، وسیع الاخلاق اور کثیر الاشفاق نواب ہیں۔ عثمان پورہ میں آپ رہتے ہیں صوم وصلوٰۃ اور مذہب کے سختی سے پابند ہیں۔

نواب شوکت جنگ حسام الدولہ بہادر (سابع)

آپ کا نام نامی محمد ابو الحسن خان ہے آپ نواب محمد کاظم علی خان شوکت جنگ حسام الدولہ مرحوم ومغفور کے خلف اکبر، نواب محمد ابوالحسن خان بے نظیر جنگ ضرغام الدولہ معین الملک مرحوم کے لائق پوتے ہیں۔ خاندان شوکت جنگی کے آپ ایک زبردست رکن اور حیدرآباد فرخندہ بنیاد کے معزز وقدیم امراء ہیں جن کی وفاداری، جاں نثاری، خیرخواہی ضرب المثل اور اولوالعزمی، علو ہمتی، شان وشوکت قدر ومنزلت مسلم ہے۔ آپ نے اردو، فارسی میں انتہائی درجہ تک تعلیم حاصل کرکے اسناد حاصل فرمائے ہیں۔ اور اپنے والد ماجد کے انتقال کے بعد تمامی اعزاز ومناصب وجاگیرات وخطابات آبائی سے سرفرازی پائے اور اپنی تعلیم کی تکمیل کی طرف متوجہ ہوئے۔ ذاتی ذوق وشوق کی وجہ بہت جلد میٹرک تک تعلیم حاصل کی۔ آپ بیس سال کے تھے کہ آپ کے سر سے آپ کے والد بزرگوار کا سایہ اٹھ گیا۔ والد کے انتقال کے بعد آپ قانون کی طرف متوجہ ہوئے اس میں نیز مال اور عدالتی سررشتہ جات کے امتحانات میں آپ نے بدرجۂ اعلیٰ کامیابی حاصل فرمائی۔ مجلس آئین وقوانین اور صفائی بلدہ وچادر گھاٹ کے رکن ومیر مجلس ایک زمانہ تک رہکر ملکی خدمات انجام دیئے۔ آپ سیرو سیاحت کے بڑے دلدادہ ہیں چنانچہ ہندوستان کے بڑے بڑے مشہور ومعروف مقامات کی آپ نے سیاحت فرمائی اور وہاں سیاحت میں وہاں کے حالات آئین وقوانین طرز حکومت ومعاشرت کی اچھی استعدادگی۔ آپ کے معلومات کا اندازہ نہیں کیا جاسکتا اب بھی آپ اپنے معلومات کو وسعت دینے میں ہمیشہ کوشاں ہیں۔ امرائے حیدرآباد دکن میں آپ کی ایک ممتاز ہستی ہے۔ الحق کہ آپ کی ذات ستودہ صفات سے ہر کسی کو فیض پہنچتا ہے۔ حضور اقدس واعلیٰ خلد اللہ ملکہ وسلطنتہٗ کو آپ پر اعتماد کلی ہے اور آپ کو بھی ملازمان بندگانعالی متعالی مدظلہم العالی سے خاص عقیدت ہے اور وفاشعاری وفرمانبرداری و......

جاں نثاری آپ کا آبائی شیوہ ہے چنانچہ آپ بھی الولد سر لابیہ کے مصداق ملک و مالک کی بہی خواہی کو اپنا اوّلین فریضہ سمجھتے ہیں ہمیشہ ظل اللہ کی مداحی میں رطب اللسان رہتے ہیں جو آپکی عین عقیدتمندی و سعادتمندی پر دال ہے۔ وضع امیرانہ کے پابند۔ جلیل القدر، عالی حوصلہ، زندہ دل علم دوست، سادات نواز غربا پرور امیر ہیں۔ آپ کی جاگیر کی آمدنی کا ایک بہت بڑا حصہ سادات اور غربا کی پرورش میں صرف ہوتا ہے۔ نہایت حلیم الطبع، منکسر المزاج نواب ہیں باوجود جاہ و جلال شان و شوکت کے غرور و تمکنت آپ میں نام کو نہیں۔ ہر کسی سے کشادہ پیشانی پیش آتے ہیں خاصکر غریبوں سے نہایت تپاک سے ملتے ہیں۔ اہل علم کی عزت اور سادات کی حرمت کرتے ہیں خلق اللہ کی خدمت اور ان کے ساتھ درمے قدمے اچھے سلوک کرنے سے دریغ نہیں کرتے۔ آپکی شادی آپ کے والد مرحوم کے حین حیات ہی میں نہایت تزک و احتشام کے ساتھ نواب میر مہدی علی خان شمشیر جنگ مرحوم اول معین المہام و رکن کبنٹ کونسل کی چھوٹی صاحبزادی صاحبہ سے ہوئی۔ جن کے بطن سے آپ کو دو لائق صاحبزادے (۱) نواب محمد کاظم علی خان بہادر کاظم بی۔ اے (عثمانیہ) اور (۲) نواب محمد جعفر علی خان بہادر اور دو صاحبزادیاں (۱) محل نواب مرزا حسین خان مرحوم خلف نواب معتمد الدولہ جنکے فرزند نواب مرزا محمد علی خان بہادر ہیں (۲) محل نواب عنایت جنگ بہادر ہیں

نواب شہید یار جنگ بہادر

آپ کا نام میر مہدی علی اور تخلص شہید ہے۔ آپ ڈاکٹر میر یوسف علی صاحب مرحوم (جو نواب سر سالار جنگ مختار الملک مرحوم و عماد السلطنہ سالار جنگ ثانی کے اسٹاف سرجن تھے) کے فرزند اور ڈاکٹر مرزا علی خان حکیم الممالک طبیب خاص حضرت غفران مکان کے بھتیجے اور سید زین العابدین صاحب طباطبائی المعروف بہ مرزا ہمدم (استاد مہاراجہ چندو لال مدار المہام) کے پوتے ہیں۔ آپ ۲۳۔ اردی بہشت سنہ ۱۳۰۲ف کو عالم وجود میں آئے اور اپنے والد ماجد کے زیر نگرانی اردو، فارسی، عربی، اور انگریزی کی اچھی تعلیم حاصل فرما کر بتاریخ ۲۴۔ بہمن سنہ ۱۳۲۱ف بہ حیثیت منصرم مہتمم صدر خزانہ ضلع ورنگل سلک ملازمت سرکار عالی میں داخل ہوئے نزاں بعد ۵۔ آبان سنہ ۱۳۲۳ف کو مہتمم صدر خزانہ ضلع کریم نگر اور ۱۱۔ فروردی سنہ ۱۳۳۷ف کو مہتمم صدر خزانہ ضلع گلبرگہ شریف کی خدمت پر مستقلانہ کام انجام دیا۔ اور ۲۔ مہر سنہ ۱۳۳۹ف کو منیجر کنٹرولس آفس حیدرآباد مقرر ہوئے۔ علاوہ اپنی خدمت مفوضہ کے آپ نے محل مبارک والاشان شاہزادہ نواب معظم جاہ بہادر بالقابہم کو زبان اردو کی تعلیم دینے کا اعزاز بھی حاصل فرمایا۔ اور سنہ ۱۳۴۴ و ۳۵ء کی سیاحت یورپ میں آپ کو شاہزادۂ موصوف کی ہمرکابی اور مصاحبت کا شرف بھی حاصل رہا ہے۔ آپ ایک زندہ دل خوش خلق، فیاض، پابند صوم و صلوٰۃ و بہی خواہ ملک و جاں نثار مالک نواب ہیں۔ آپ کی پہلی شادی میر حمید علی صاحب داماد مولوی میر اصغر حسین صاحب ناجی مرحوم معتمد نواب فخر الملک مرحوم کی دختر سے اور دوسری شادی ڈاکٹر میر احمد علی صاحب زیدی سابق سیول سرجن کی دختر سے ہوئی۔ آپ کے فرزند اکبر میر عابد علی صاحب سعید ہیں جو اخلاق میں الولد سر لابیہ کے مصداق ہیں۔

راجہ شاہراج راجونت بہادر

آپ راجہ رائے رایان لچھمن راؤ آنجہانی کے خلف اکبر ہیں۔ آپ بتاریخ ۲۶۔ جمادی الثانی ۱۳۱۶ھ پیدا ہوئے اور اپنے والد کے زیر نگرانی قابل اساتذہ سے تھوڑے ہی عرصہ میں اردو، فارسی، انگریزی، تلنگی و سنسکرت پر عبور حاصل فرمالیا۔ مسٹر ڈبلیو جے پریڈر کھاسٹ سابق پرنسپل نظام کالج آپ کے نگرانکار تھے آپ کے ابتدائی تعلیم کا دور آپ کے والد کی طرح نہایت خوشگوار گذرا۔ مدرسہ عالیہ میں آپ شریک ہوکر ہائی اسکول کا کورس کامیابی کے ساتھ ختم فرمایا۔ آپ ہمیشہ اپنے جماعت کے طالب علموں سے اول رہا کرتے تھے ہائی اسکول کا کورس ختم فرماکر آپ نے سررشتہ مالگذاری کی ٹریننگ اور مال کے کام میں وسیع تجربہ حاصل فرمایا۔ آپ نہایت ذہین وطباع فطرتاً واقع ہوئے ہیں اور آپ کی لیاقت و قابلیت مسلمہ ہے ۱۳۳۴ف ۱۹۲۴ء میں آپ کے والد کا سایہ آپ کے سر سے اٹھ گیا اور اسٹیٹ بوجہ آپ کی کمسنی کے زیر نگرانی کورٹ آف وارڈز لیا گیا حکیم السیاست اعلیٰ حضرت خلد اللہ ملکہ وسلطنتہ نے آپ کی انتظامی قابلیت اور خاندانی وفاشعاریوں اور کارہائے نمایاں کے مد نظر ذریعہ فرمان واجب الاذعان مترشحہ ۱۷۔ شعبان ۱۳۴۶ھ م آذر ۱۳۳۷ف اسٹیٹ کے واگذاشت کا حکم نافذ اور بتقریب سالگرہ ہمایونی ۱۳۴۰ف ۱۹۳۰ء "راجونت" کے خطاب سے آپکو مفتخر و ممتاز فرمایا۔ آپ نہایت خوش خلق، ملنسار رعایا پرور علم دوست اور ہردلعزیز راجہ ہیں ۲۵۔ صفر ۱۳۵۴ھ کو آپ صدر المہامی تعمیرات سرکار عالی پر فائز ہوکر اس وقت تک اپنے فرائض منصبی کو باحسن الوجوہ انجام دیتے ہیں۔ آپ سے رعایا و راعی ہر دو خوش۔ آپ کے ملازمین و ماتحتین آپ کے مدح خوان۔ آپ کا انتظام قابل تحسین و آفرین آپ کو فن موسیقی سے بھی فطری انس ہے۔ آپ کا مکان قدیم و جدید فن تعمیر کا طغریٰ ہے۔ اور آپ کا کتب خانہ نایاب و کمیاب کتب قلمی و مطبوعہ ہر علم و فن کا مخزن ہے۔ اکثر و بیشتر فرصت کا وقت آپ مطالعہ کتب میں صرف فرماتے ہیں آپکو اپنی رعایا کی فلاح و بہبودی کا ہر وقت خیال رہتا ہے۔ جس طرح حضرت غفران مکان کے الطاف شاہانہ آپ کے والد پر مبذول تھے اسی طرح حضور پرنور بندگانعالی کے الطاف و عنایات بے پایاں آپ پر مبذول رہتے ہیں۔

رانی شنکرما صاحبہ

آپ راجہ نرسنگا ریڈی آنجہانی کی اکلوتی دختر سمستان پاپنا پیٹھ کی منظورہ وارث اور صحیح حقدارہ ہیں ۱۳۱۷ف میں پیدا ہوئیں صرف ڈیڑھ سال کی تھیں کہ آپ کے والد کا سایہ آپ کے سر سے اٹھ گیا۔ آپ نے اپنی چاہنے والی اور مہربان والدہ محترمہ (رانی رنگمٹ لچھما صاحبہ) کے زیر نگرانی قابل اساتذہ سے اولاً گھر ہی پر اردو، انگریزی، تلنگی اور زنانہ جملہ فنون خانہ داری وغیرہ خصوصاً دستکاری میں اچھی مہارت حاصل کی۔ زاں بعد زنانہ ہائی اسکول نامپلی میں شریک ہوکر اعلیٰ تعلیم پائی۔ اور ایک عرصہ دراز تک اپنی والدہ محترمہ کے زیر ہدایات سمستان کے کاروبار کی دیکھ بھال فرماکر ایک بڑی حد تک اس کے انتظام کی قابلیت پیدا کی ہیں ۱۳۲۷ف

میں آپ کی شادی آپ کے حقیقی ممیرے بھائی راجہ وینکٹ پرتاب ریڈی صاحب آنجہانی سے باجازت ملازمان بارگاہ خسروی ہوئی۔ ۵۔ اردی بہشت ۱۳۳۶ف کو آپ بیوہ ہوئیں۔ آپ کے دولت اولاد سے محروم ہونے کی وجہ آپ نے اپنے دلویر ناگا ریڈی صاحب کے فرزند اکبر سرینواس ریڈی کو اپنی فرزندی میں لیا۔ آپ ایک اعلیٰ تعلیم یافتہ رانی ہونے کے علاوہ مذہب اور پردہ کی بڑی پابند ہیں۔

نواب محمد شمس الدین خان بہادر

آپ نواب محمد سلطان الدین خاں نظام نواز جنگ سوم کے فرزند اصغر ہیں۔ آپ حیدرآباد دکن کے ایک معزز و قابل نوجوان ہیں آپ کو علم و ادب میں بیحد دلچسپی اور انہماک ہے۔ آپ بہت ہی مفید اور مصلحانہ خیالات رکھتے ہیں۔ بلدہ حیدرآباد کے بعض اخبارات و رسائل میں آپ کے مضامین بھی نکلتے ہیں۔ طرز تحریر نہایت شستہ، سلجھا ہوا اور موثر ہوتا ہے۔ انگریزی ادب و زبان میں بھی اچھا ملکہ ہے آپ نوالنیئر کور کے ایک رکن ہیں۔ آپ کی اس وقت ایک صاحبزادی ہیں۔

مولوی سید محمد شفیع الباقری صاحب

آپ صدر العلماء حجۃ الاسلام آیت اللہ فی الانام مولانا مولوی سید غلام حسین صاحب قبلہ مجتہد طاب ثراہ کے خلف دوم اور شریعت مدار عمدۃ الذاکرین زبدۃ الواعظین فخر المحدثین سید العلماء مولانا مولوی سید نثار حسین صاحب قبلہ (السید آقا) مدظلہٗ کے برادر حقیقی ہیں۔ آپ نے ابتدائی تعلیم گھر پر اپنے والد طاب ثراہ کی نگرانی میں قابل اساتذہ سے حاصل فرمائی۔ زاں بعد اپنے والد طاب ثراہ سے فقہ و اصول و حدیث و علم الکلام اور تفسیر کی تحصیل فرمائی۔ آپ کو علوم متذکرہ میں اچھی استعداد ہے ذاکری میں بھی اچھی مہارت رکھتے ہیں۔ جس مجلس میں آپ کا بیان ہوا کرتا ہے وہ بڑے معرکہ کی مجلس ہوا کرتی ہے عراق عرب (کربلائے معلیٰ) میں بھی آپ نے اکثر مجالس میں ذکر مصائب سید الشہداء علیہ السلام بیان فرمایا۔ آپ ایک اچھے اور نامی ذاکر ہیں محکمہ بلدیہ میں سرکاری ملازم ہیں۔ اپنے فرائض منصبی انجام دینے کے بعد اپنی فرصت کے اوقات کو قومی خدمت میں صرف کرتے ہیں حیدرآباد کے بڑے بڑے مشہور و معروف مجالس میں آپ ہی کا بیان رہا۔ قوم کا درد اور قوم کی محبت آپ کو بے حد ہے قومی اداروں کی مدد فرمانا اپنا فرض سمجھتے ہیں۔

نواب صمد یار جنگ بہادر

آپ کا نام نامی عبد الصمد خان ہے آپ ۲۲۔ دسمبر ۱۸۸۳ء کو پیدا ہوئے آپ نے علیگڈھ کالج میں درمیان اساتذہ و طلباء کے اپنی طالب علمی کا زمانہ بڑی شان سے گذارا اور بی۔ اے کے امتحان میں پنجاب یونیورسٹی سے کامیابی حاصل فرمائی۔ اسی زمانہ میں علیاحضرتہ بیگم صاحبہ بھوپال کو اپنی ریاست کے لئے چند انگریزی داں جوانوں کی ضرورت پیش آئی۔ اور منتخب کردہ امیدواران ملازمت فارغ التحصیل کے منجملہ ایک آپ بھی تھے۔ اس سلک ملازمت میں داخل ہو کر آپ نے نہایت مستعدی دلچسپی و دیانتداری و جفاکشی سے اپنے فرائض منصبی (معتمدی فوج) کو انجام دے کر بھوپال کی سوسائٹی کو اپنی خوش اخلاقی

کی بدولت چند ہی دنوں میں مسخر فرما لیا۔ اور علیا حضرت بیگم صاحبہ بھوپال کی ہمراہی کا سفر و حضر میں آپ کو شرف حاصل رہا۔ اور اسی دوران ملازمت میں اکثر اوقات آپ حیدر آباد بھی تشریف لائے۔ بالآخر یکم خورداد ۱۳۳۱ف کو حسب فرمان خداوندی آپ کا تقرر معتمدی صنعت و حرفت پر مستقل طور پر عمل میں آیا۔ زاں بعد آپ ۱۱ امرداد ۱۳۳۶ف کو منصرم معتمد فوج مقرر ہوئے۔ اور لعبلہ وفاکیشی بارگاہ خسروی سے آپ کو صمد یار جنگ کا خطاب مستطاب عطا ہوا۔

جنابہ صغرا ہمایوں مرزا

آپ کیپٹن حاجی ڈاکٹر صفدر علی مرزا مرحوم کی بڑی صاحبزادی ہیں۔ آپ نے اپنے والدین کے زیر نگرانی اردو، فارسی کی تعلیم اعلیٰ پیمانہ پر حاصل فرما کر دینیات تامہ حاصل فرمائی۔ بچپن ہی سے آپ اپنی والدۂ مرحومہ کے ہمراہ انجمنوں اور مجالس میں شریک ہوا کرتی تھیں۔ اور اپنی والدہ کو مضامین لکھتا دیکھکر خود بھی مضمون لکھتی تھیں۔ چنانچہ مضمون نگاری کا ذوق و شوق آپ کو بچپن ہی سے رہا۔ آپ کی شادی ۱۹۰۱ء میں مولوی سید ہمایوں مرزا صاحب بیارسٹرایٹ لا کے ساتھ نہایت تزک و احتشام سے ہوئی۔ حیدر آباد کے تمام معزز آپ کی شادی میں شریک تھے۔ شادی کے بعد آپ نے سب سے پہلا سفر منوہر آباد کا کیا۔ منوہر آباد میں کوئی سرائے نہ ہونے کا احساس کرکے بصرف زرکثیر آپ نے وہاں ایک سرائے تعمیر کروائی۔ ۱۹۱۲ء میں آپ نے ہمراہی لیڈی نواب خدیو جنگ مرحوم ایک انجمن خواتین اسلام قائم کی۔ جس کی صدر لیڈی خدیو جنگ اور آپ سکرٹری تھیں۔ نیز اسی سال علیگڈھ مسلم یونیورسٹی کی امداد کے لئے ایک جلسہ کرکے اس میں ایک نہایت پرمغز اور موثر تقریر کی۔ اور یونیورسٹی مذکور کے لئے چندہ جمع کرکے بتوسط لیڈی خدیو جنگ روانہ کیا۔ ۱۹۱۳ء میں ہند خواتین دکن نے بھی ایک انجمن "لیڈیز سوسائٹی" کے نام سے قائم کی۔ اور آپ اس کی واحد مسلمان ممبر تھیں اور اس انجمن میں آپ ہمیشہ تقریر کرتی رہیں۔ اسی سال کے اواخر میں آپ نے بمقام بشیر باغ ایک جلسہ کرکے مسلم مشن ووکنگ لندن کے لئے ڈیڑھ ہزار روپیہ جمع کرکے خواجہ کمال الدین صاحب کے یہاں بھجوایا۔ اسی سال جب جنگ بلقان چھڑی تو آپ نے جلسہ کرکے اپنی جادو اثر تقریر سے لوگوں کے دلوں کو موثر کرکے چندہ جمع کیا۔ اور مولانا محمد علی مرحوم کے پاس روانہ کیا کہ ترکی بھجوایا جائے۔ اس جلسہ میں بلبل ہند مسز سروجنی نائیڈو بھی تھیں۔ غرض کہ اس قسم کے کئی ایک کام آپ نے کئے ہیں سب سے بڑا کارنامہ آپکا "النساء" کی جرائی کا ہے اس رسالہ کو آپ نے ۱۹۲۸ء میں جاری کیا اور برابر آٹھ سال تک کامیابی کے ساتھ چلاتی رہیں مگر جب آپ نے سفر یورپ اختیار کیا تو آپ کو رسالہ مجبوراً بند کرنا پڑا۔ یہ حیدر آباد کا پہلا نسوانی ماہنامہ تھا۔ جو حیدر آباد سے نہایت آب و تاب کیساتھ آپکے زیر ادارت شائع ہوا کرتا تھا۔ آپ کئی ایک کمیٹیوں اور انجمنوں کی ممبر ہیں۔ متعدد کانفرنسوں کی آپ نے صدارت بھی کی حقیقت تو یہ ہے کہ آپ حیدر آباد کی واحد خاتون ہیں جو اپنے ہم نوع کی حمایت کے لئے وہ وہ کارہائے نمایاں انجام دیئے کہ جس کے لئے حیدر آباد کی خواتین آپ کی تا دائم العمر رہین منت رہیں گی۔ آپ قریب قریب ربع دنیا کا سفر کرچکی ہیں اور یہ سفر آپ کا نہ صرف سیر و سیاحت پر مبنی تھا بلکہ آپ نے وہاں رہکر عورتوں کی فلاح و بہبود کے لئے غیر معمولی معلومات حاصل کئے اور اُس کو یہاں رائج کرنے کی کوشش کیں۔ ہمیشہ آپ سچائی و صداقت کو پسند کرتی ہیں

جھوٹ سے آپ کو سخت نفرت ہے۔ عزیز تو عزیز غیروں کے ساتھ اپنے حسب حیثیت سلوک کرنا آپ نے اپنا اولین فریضہ تصور کیا ہے۔ آپ اردو کی ایک بہترین ادیب اور شاعرہ بھی ہیں۔ فارسی میں بھی شعر کہتی ہیں مگر جس خوبی و آسانی سے اردو شعر کہہ سکتی ہیں فارسی اسی قدر مشکل سے۔ حیا تخلص کرتی ہیں۔ اکثر رسالوں سالناموں اور اخباروں میں آپ کا کلام چھپتا رہتا ہے۔ حیدرآباد کی مایۂ ناز خواتین میں آپ کا شمار ہے تعلیم و تعلم سے آپ کو بحد شغف ہے۔ ہمایوں نگر میں ایک اسکول صنعت و حرفت کے لئے تعمیر کیا ہے اور اسکے لئے آپ نے ایک بہت بڑی زمین دی ہے۔ اس کا ایک ہال تیار ہوا ہے جس پر چار ہزار روپیہ سے زاید خرچ عائد ہوا ۱۹۳۱ء میں لیڈی کنیر سابق رزیڈنٹ حیدرآباد دکن نے اس کا سنگ بنیاد رکھا ابھی اس عمارت کی تعمیر کا سلسلہ جاری ہے۔ چند سال سے آپ کے زیر ادارت "زیب النسا" لاہور سے شائع ہو رہا ہے جو تمام نسوانی پرچوں میں ممتاز اور جنوبی ہند کی خواتین کا بہترین آرگن ہے اس رسالہ کو کامیاب اور اس کی اشاعت بڑھانے میں آپ بذات خود حصہ لیتی ہیں۔

نواب ضیاء یار جنگ بہادر

آپ کا نام سید نور الضیاء الدین ہے۔ آپ مولوی سید نور الاتقیاء صاحب (جو بہت بڑے پایہ کے بزرگ تھے) کے فرزند ہیں۔ آپ سنہ ۱۲۸۴ف میں بمقام اورنگ آباد (جو آپ کا وطن ہے) پیدا ہوئے۔ آپ اورنگ آباد کے ایک مشہور و معروف خاندان سے ہیں۔ آپ کے جد اعلیٰ حضرت سید قمر الدین کے علمی و روحانی فیوض کی اورنگ آباد کے قرب و جوار میں اب تک شہرت ہے۔ اورنگ آباد و برار میں آپ کے خاندان کے صدہا شاگرد و مرید آج تک موجود ہیں۔ آپ نے حیدرآباد و اورنگ آباد کے بلند پایہ علماء سے اکتساب علم کیا۔ اور علوم عقلی و نقلی میں یہاں تک دستگاہ حاصل کی کہ آج تمامی مملکت حیدرآباد میں آپ کا علم و فضل مستند ہے آپ بعد انفراغ تحصیل سلک ملازمت سرکار عالی میں بہ حیثیت مددگار ناظم امور مذہبی داخل ہوکر سنہ ۱۳۱۱ف سے دو سال تک اپنی مفوضہ خدمت کو اس حسن و خوبی سے انجام دیا کہ آپ کو مفتی شریعت کے عہدہ پر مجلس عالیہ عدالت میں ترقی ملی۔ زاں بعد سنہ ۱۳۲۷ف میں آپ عدالت العالیہ کی رکنیت پر فائز ہوئے۔ جس پر آپ نے کئی سال تک گرانقدر خدمات انجام دینے کے بعد وظیفہ حسن خدمت حاصل کرکے سبکدوشی اختیار فرمائی۔ سرکاری ذمہ داریوں سے الگ ہوکر آج کل آپ اپنے وطن میں قیام پذیر اور اپنے خاندانی علمی مشاغل میں مصروف ہیں۔ آپ ایک اعلیٰ درجہ کے شاعر بھی ہیں ضیاء تخلص فرماتے ہیں۔ آپ کا ہر شعر حقیقت کا آئینہ دار ہوا کرتا ہے۔ آپ کا فارسی کلام ملک میں نہایت قدر کی نگاہوں سے دیکھا جاتا ہے۔ آپ نہایت ہی سادگی پسند منصف مزاج، خوش خلق، ملنسار، مہمان نواز، اور ہمدرد واقع ہوئے ہیں۔ باوجود وجاہت و امارت آپ میں غرور نام کو بھی نہیں۔ ہر شخص سے بکشادہ پیشانی پیش آتے ہیں۔

حاجی الحرمین الشریفین ہز ہولینس سردار ملا طاہر سیف الدین

آپ کی ایک غیر معمولی شخصیت ہے۔ آپ نہ صرف جماعت بوا ہیرہ ہی میں ہر دلعزیز ہیں بلکہ

ہر طبقہ آپ کو عزت کی نگاہ سے دیکھتا ہے۔ آج ہندوستان میں آپ کے معتقدین بکثرت ہیں۔ آپ اپنے مذہب کے ایک زبردست عالم اور دیگر مذاہب کے معلومات سے بھی کماحقہٗ واقف ہیں۔ عربی پر آپ کو عبور کامل حاصل ہے۔ بے تکان تقریر فرماتے ہیں۔ آپ کے تقاریر نہ صرف پُرمغز بلکہ پُراثر ہوا کرتے ہیں۔ نہایت فصاحت اور بے تکلفی سے عربی مثل اہل زبان کے بولتے ہیں جس کا ہر شخص مقر ہے۔ آپ میرے کسی تعارف کے محتاج نہیں تمامی عالم میں کافی شہرت رکھتے ہیں۔ آپ کی مقدس ہستی ہر حیثیت سے لایق اکرام و قابل احترام ہے۔ گزشتہ سال ایک کثیر جماعت کے ساتھ حج بیت اللہ الحرام کے لئے تشریف لے گئے اور حال ہی میں شاہزادہ علی اکبرؑ و علی اصغر علیہم السلام کی ضریحوں پر چڑھانے کے لئے ایک لاکھ ننانوے ہزار سات سو باون تولے چاندی اور دو سو پچاس تولہ سونا آپ نے بھجوایا ہے۔ ان ضریحوں کو استنبول کے قیمتی پتھروں پر نصب کیا گیا تھا۔ جس کی قیمت تیس ہزار روپیہ ہے۔ اس مبارک رسم کے لئے بعد الفراغ حج آپ کربلائے معلی تشریف لے گئے آپ نے ان ضریحوں کو اپنے مریدوں کے عطیات سے اس لئے تعمیر کرایا ہے کہ وہ بھی اس سعادت سے بہرہ مند اور داخل حسنات ہوں۔ آپ کے اس عمل سے اس امر کا پتہ چلتا ہے کہ آپ کو اپنے مریدوں سے کس قدر انس اور ان کا آپ کو کس قدر خیال ہے۔ اس سے بیش قیمتی زیادہ قیمت پر حضرت امیر المومنین علی ابن ابی طالب علیہ السلام کے روضۂ مبارک کے لئے آپ نے ضریح بنوائی ہے جو اہل بیت علیہم السلام سے آپ کی محبت قلبی و عین عقیدتمندی کی بیّن دلیل ہے۔

نواب محمد ظہیر الدین خان بہادر

آپ نواب محمد معین الدین خان اعانت جنگ معین الدولہ بہادر کے خلف اکبر اور نواب بشیر الدولہ آسمانجاہ مرحوم و مغفور کے پوتے ہیں اپنے والد ماجد کے زیر نگرانی قابل اساتذہ سے اعلیٰ پیمانہ پر تعلیم حاصل فرمائی سنہ ۱۳۴۳ف میں آپ نے جامعہ عثمانیہ سے بی۔ اے کی ڈگری حاصل کی۔ امرائے پائیگاہ میں آپ سب سے پہلے امیر ہیں جنہوں نے بی۔ اے کی ڈگری حاصل کی۔ یہ کامیابی آپ کی ذاتی کوشش اور فطرتی ذہانت کا نتیجہ ہے۔ آپ کی شادی نواب محمد ولی الدین خاں ولایت جنگ ولی الدولہ مرحوم سابق صدر المہام تعلیمات و فوج و امور عامہ فرزند دوم نواب سر وقار الامراء مرحوم کی صاحبزادی سے نہایت تزک و احتشام کے ساتھ ہوئی جس میں امراء پائیگاہ امرائے عظام و جاگیرداران و حکام عالی مقام مدعو تھے۔ آپ کو تعلیم کے ساتھ فنون سپہ گری و شہسواری کی بھی تعلیم دی گئی۔ چنانچہ آپ حیدرآباد کے ایک بہترین شہسوار شکاری صاحب فہم و فراست، لائق، خلیق مستقل مزاج نواب ہیں۔ انگلستان بلکہ تمام یورپ کی سیر و سیاحت کر چکے ہیں ایک طویل مدت تک انگلستان میں رہکر حال ہی میں آپ اپنے وطن واپس ہوئے ہیں۔

صاحبزادہ نواب میر ظہور الدین علی خان بہادر

آپ صاحبزادہ نواب میر احمد الدین علی خان مرحوم کے خلف الصدق اور صاحبزادہ نواب میر ظہور الدین علی خان مرحوم کے پوتے ہیں سنہ ۱۳۲۸ف میں آپ کے والد ماجد کا سایۂ عاطفت آپ کے سر سے اُٹھ گیا۔ آپ کی ابتدائی تعلیم اولاً قابل اساتذہ سے اپنے والد ماجد کے زیر نگرانی ہوئی۔ بعد ازاں آپ نے مدرسہ اعزہ میں شریک ہو کر انگریزی کی تعلیم حاصل فرمائی۔ کاروبار خانگی و جاگیری کی وجہ آپ کو اعلیٰ تعلیم حاصل کرنے کا موقع نہ ملا۔ الف۔ اے کے دوسرے سال

کی تعلیم کو ختم کر کے سلسلۂ تعلیم کو منقطع کرنے پر مجبور ہو گئے۔ آپ سیاق و سباق سے ماہر علم دوست نواب ہیں سلسلۂ تعلیم کو ترک کرکے آپ خاموش نہیں بیٹھے بلکہ اپنی قابلیت و استعداد بڑھانے میں مشغول و مصروف ہو گئے۔

آپ کی شادی ۱۳۳۹ف میں صاحبزادہ کمانڈر نواب قدرت نواز جنگ بہادر کی بڑی صاحبزادی (ڈاکٹر عبداللہ خان عزری کی نواسی) سے ہوئی۔ جن کے بطن سے آپ کو دو صاحبزادے (۱) نواب میر حسید الدین علی خان (۲) نواب میر یوسف الدین علی خان اور دو صاحبزادیاں ہیں تعلیمی مشاغل کے ساتھ ساتھ آپکو زراعت و باغبانی کا بیحد شوق ہے چنانچہ آپ نے اپنی جاگیر موضع گلہ پلی (جو بلدہ سے بالکل قریب ہے) میں زراعت و باغبانی سے دلچسپی لیکر اچھے نتائج پیدا کئے ہیں۔ رعایا و جاگیر کی فلاح و بہبودی کا خیال ہر وقت آپکے پیش نظر رہتا ہے اُن کے آرام و آسائش کو آپ اپنے آرام و آسائش پر مقدم رکھتے اور ہر ممکنہ سہولت بہم پہنچانے میں کبھی دریغ نہیں کرتے۔

آپ نہایت خلیق، منتظم، مدبر، عالی حوصلہ، پابند وضع، علم دوست، مردم شناس، علماء و مشائخین کے قدر دان تعلیمیافتہ نوجوان جاگیردار ہیں باوجود امارت غرور آپ میں نام کو نہیں ہر کسی سے بکشادہ پیشانی پیش آتے ہیں۔

نواب عابد نواز جنگ بہادر

آپ نواب عماد الملک مرحوم کے خلف اکبر ہیں۔ آپ ۱۲۷۶ف میں پیدا ہوئے۔ ابتدائی تعلیم آپ نے حیدرآباد میں حاصل کی من بعد علی گڑھ میں اور پھر بغرض تکمیل علم و حصول سند بیرسٹری لندن تشریف لے جاکر وہاں سے کامیاب واپس ہوئے۔ بعد فارغ التحصیل ہونے کے ملازمت سرکار عالی کی جانب متوجہ ہوکر چار سال تک کار آموز رہے۔ زاں بعد ۱۳۰۸ف میں منصرم معتمد و کمشنر صفائی چادر گھاٹ ہوئے۔ کچھ ماہ اس عہدہ پر کارگزار رہنے کے بعد آپ کا تقرر مددگاری صوبہ اورنگ آباد پر عمل میں آیا۔ اور آٹھ سال تک اسی خدمت کو باحسن الوجوہ انجام دے کر ۱۳۱۶ف میں اول تعلقدار ضلع ورنگل ہوئے اور مختلف اضلاع میں آپ اسی حیثیت سے کام انجام دیتے رہے۔ حتیٰ اینکہ ۱۳۲۸ف میں آپ کو صوبہ داری کے منصب جلیلہ پر فائز کیا گیا۔ اس حیثیت سے آپ نے صوبہ گلبرگہ و میدک میں نہایت وفاداری و دیانتداری و حسن تدبر سے اپنے فرائض منصبی کو ایک مدت تک انجام دیا۔ بعد ازاں آپ کمشنر صفائی بلدہ ہوکر مدت مدید تک قابلیت و حسن انتظام کے ساتھ کام کرکے وظیفہ حسن خدمت پر سبکدوش ہوئے بعد ازاں آپ نے وکالت شروع کی اور بہت جلد آپ کا شمار بلدہ حیدرآباد کے ممتاز وکلاء میں ہونے لگا۔ ایک عرصہ تک آپنے پیشی راجہ راجان راجہ شیوراج بہادر کی رکنیت کا کام بھی انجام دیا ہے۔

نواب علی نواز جنگ بہادر

آپ کا نام نامی میر احمد علی ہے آپ میر واحد علی مرحوم کے فرزند ہیں آپ بتاریخ ۱۱ تیر ۱۲۸۶ف بمقام بلدہ حیدرآباد پیدا ہوئے آپ کی ابتدائی تعلیم سینٹ جارجز گرامر اسکول میں جہاں امتحان ریاضی میں آپ نے متعدد تمغے حاصل کئے۔ نواب عماد الملک کا تمغہ تمام ممالک محروسہ میں اول آنے پر اور نواب اکبر جنگ مرحوم کا تمغہ خود اپنے مدرسہ میں اول رہنے پر پایا۔ زاں بعد مدرسہ عالیہ میں پہنچکر آپ نے نظام کالج تک ترقی کی۔ اس کالج میں آپ بی۔ اے کی جماعت میں پہنچ چکے تھے، مگر شوق مطالعہ کے باعث آپکو

انگلستان جانے کی غرض سے سرکاری وظیفہ حاصل ہوگیا۔ اور آپ انگلستان روانہ ہو گئے۔ وہاں پہنچکر آپ نے فن تعمیر کی مشہور درس گاہ کوپرس ہل کالج میں شریک ہوکر بحیثیت طالب العلم خاص ناموری حاصل کی۔ جب امتحان کی نوبت آئی تو آپ کا نام اس کالج کے تمام امیدواران امتحان سے پہلے رہا۔ اس موقع پر آپ کو کئی اعزاز حاصل ہوئے۔ اور آپ اے ایف سی۔ ای۔ چ کی ڈگری حاصل فرماکر مراجعت فرمائے حیدرآباد ہوئے اور حسب قرارداد سابقہ آپ کو ملازمت سرکار عالی میں داخل کرلیا گیا۔ آپ کا ابتدائی تقرر پروبیشنری اسسٹنٹ کی حیثیت سے ضلع محبوب نگر پر ہوا۔ اور ایک مہینے کے اندر ہی مستقل اسسٹنٹ انجنیر گلبرگہ شریف بنادیئے گئے۔ میدک اور ورنگل میں بھی آپ تین سال تک اسی خدمت پر مامور و کارگزار رہے۔ ۱۸۔ بہمن ۱۳۱۲ف کو آپ تحت کار خاص حیدرآباد طلب فرمالئے گئے اور اس کے بعد سے آپکو بلدہ ہی میں قیام کے مواقع حاصل ہوتے رہے۔ اس عرصہ میں آپ نے سپرنٹنڈنٹ صفائی اور مددگار صدر محاسب شاخ تنقیح تعمیرات کے فرائض بھی چند ماہ انجام دیئے۔ آخرالذکر خدمت آپ نے سرجارج کیسن واکر کی تحریک سے پائی جو آپ کے کام کے بڑے قدردان تھے۔ اسسٹنٹ سپرنٹنڈنگ انجنیر شاخ عام کی خدمت پر آپ نے یکم آذر ۱۳۱۷ف کو ترقی پائی۔ اور تقریباً ایک سال بعد آپ کا تبادلہ اسی خدمت پر شاخ آبپاشی میں ہوگیا۔ اس زمانہ میں آپ نے سر ڈبلیو ڈبلیو آر صاحب کے معاون کی حیثیت سے عثمان ساگر اور آبرسانی حیدرآباد کی اسکیموں کا کام بڑی عرق ریزی کے ساتھ انجام دیا۔ یہاں تک کہ خود صاحب موصوف کو آپ کی کاردانی کا اقرار اپنی رپورٹ میں کرنا پڑا۔ ۲۱-۱۳۲۰ف میں سپرنٹنڈنگ انجنیر کے عہدہ پر سرفراز رہے۔ اور ۳۱۔ شہریور ۱۳۲۱ف کو استقلال کی عزت نصیب ہوئی۔ اسی سال ۲۸۔ آبان کو معتمدی تعمیرات کے عہدۂ جلیلہ پر بفرمان خسروی ترقی پائی۔ چیف انجنیر کے فرائض کا اضافہ ۱۵۔ آبان ۱۳۲۷ف کو ہوا۔ اپنے دورانِ ملازمت میں جو کام آپ نے کئے ہیں اُن میں سے عثمان ساگر وحمایت ساگر کے سوا ویراویلیر و ضلع ورنگل میں، نظام ساگر ضلع نظام آباد میں، مانیر ضلع کریم نگر میں، اور پورنا ضلع پربھنی میں، ہمیشہ آپ کے مساعی کو یاد دلاتے رہینگے آبپاشی کے جس قدر کام ہوچکے یا ہورہے ہیں اُن میں سے بڑا نظام ساگر ہے جس پر تین کروڑ سے زیادہ مصارف عائد ہوئے ہیں جو تقریباً پونے تین لاکھ ایکڑ رقبہ کو سیراب کرتا ہے انکے علاوہ جتنی کا تعمیر شاہی بھی آپ ہی کے زیر نگرانی تیار ہوا ہے آپ کے ان فرائض پر معتمدی تعمیرات شاخ عام کا اضافہ آخر ۱۳۲۴ف سے ہوا۔ اس کے علاوہ صرفخاص مبارک میں چیف انجنیری کا اعزاز بھی آپ کو حاصل ہے اسی طرح ترقیات عامہ اور لوکل فنڈ زیر اقتدار ہیں۔ آپ نے سررشتہ آبپاشی کے کام اور اس کی نگرانی میں جس عرق ریزی کے ساتھ حصہ لیا اور اس صیغہ میں جس قدر ترقی آپ کی وجہ سے رونما ہوئی اُس پر بذرائع مختلف بارگاہِ خسروی سے اظہار خوشنودی فرمایا جاتا رہا ہے۔ ماسوا ان عطیات کے جو مختلف اوقات میں آپ کو مرحمت ہوئے "علی نواز جنگ بہادر" کا خطاب اس امر کا شاہد ہے کہ حضور پرنور کی نظر مبارک میں آپ کے کام کی بڑی قدر ہے

آپ کی شادی سنہ ۱۹۰۶ء میں نواب محمود نواز جنگ بہادر کی صاحبزادی (ماموں زاد ہمشیر حضرت عفرانمکان) سے ہوئی جن کے بطن سے آپکو دو صاحبزادے اور دو صاحبزادیاں ہیں۔ صاحبزادہ (۱) میر فرخندہ علی اور (۲) مجید علی

مولوی علی الدین احمد صاحب

آپ کا تعلق ریاست حیدرآباد ابد مدت کے ایک مشہور خاندان سے ہے۔ آپ شمس العلماء نواب عزیز جنگ مرحوم و مغفور ولا کے تیسرے صاحبزادے ہیں۔ ۱۹۔ آبان ۱۳۰۲ف

کو پیدا ہوئے۔ آپ نے نظام کالج میں تعلیم پائی اور امتحان مال سے فارغ ہونے کے بعد ضلع بلاری مدراس پریسیڈنسی میں سررشتۂ مال کا عملی تجربہ حاصل کیا اور واپسی کے بعد معتمدی مال میں بہ حیثیت مددگار اعزازی کام انجام دیا۔ اول اسمستان نارائن پیٹھ کے ناظم مقرر ہوئے اور سنہ ۱۳۲۸ف میں بہ حیثیت تعلقدار سلک ملازمت سرکار عالی میں داخل ہوئے۔ انتزاع اختیارات عدالتی کے بعد آپ کے خدمات عدالت میں حاصل کئے گئے۔ جہاں آپ نے بہ حیثیت ناظم عدالت دیوانی و فوجداری بلدہ کئی سال تک کام کیا۔ اور اضلاع عثمان آباد و ناندیڑ میں بہ حیثیت زائد ناظم عدالت ضلع کارگزار رہے۔ اس کے بعد آپ سررشتۂ مال میں واپس ہوئے۔ اور جالنہ کی دوم تعلقداری پر آپ متعین کئے گئے۔ جہاں آپ نے حق شناسی و دیانتداری سے اپنے فرائض انجام دیئے کار ہائے رفاہِ عام میں آپ نے بڑی دلچسپی لی۔ اور ایسے نمایاں کام کئے کہ جالنہ میں اکثر آپ کے زمانہ کی یادگاریں ہیں آپ نے بہ حیثیت منصرم اول تعلقدار ضلع اورنگ آباد و ناندیڑ پر کام کیا۔ اور رعیت ہر دلعزیز رہے۔ آپ خوش خلق، نیک سیرت اور ہر دلعزیز اور ان صفات کے حامل ہیں جو آپ کے آبائی ہیں آپ اس وقت سررشتۂ امور مذہبی سرکار عالی کے ناظم ہیں اور اپنی خدمات خوش اسلوبی اور بے لوثی سے انجام دے رہے ہیں۔

نواب عقیل جنگ بہادر

آپ کا اسم گرامی سید عقیل حسن ہے اور آپ نواب عماد الملک مرحوم کے صاحبزادے ہیں سنہ ۱۲۸۴ف میں بمقام بلگرام ضلع ہردوئی پیدا ہوئے۔ آپ نے ابتدائی تربیت اپنی شفیق و روشن خیال والدۂ ماجدہ کی آغوش عاطفت میں پائی بعد تکمیل درس ابتدائی مدرسۂ عالیہ بلدۂ حیدرآباد میں داخل ہوئے۔ جہاں سنہ ۱۸۹۳ء میں آپ نے مٹرک کا امتحان امتیاز کے ساتھ پاس کیا۔ ازاں بعد نظام کالج میں الف۔ اے تک تعلیم حاصل فرمائی۔ اس کے بعد بوجہ خرابی صحت سلسلۂ تعلیم ترک فرمادیا۔ اور اسی باعث بغرض حصول تعلیم آپ ولایت بھی نہ جاسکے۔

سنہ ۱۳۰۶ف میں بطور کار آموز آپ سلک ملازمت سرکار عالی میں داخل ہوئے اور دو ماہ کے اندر ہی ضلع اورنگ آباد کے سوم تعلقدار ہوگئے اور مختلف اضلاع میں اسی حیثیت سے کارگزار رہے سنہ ۱۳۱۴ف میں آپ کو بذریعہ فرمان مبارک انسپکٹری پائیگاہ نواب سر وقار الامرا کا عہدہ تفویض ہوا۔ اور اس کے ایک سال بعد باضافہ ماہانہ پائیگاہ سر آسمانجاہ میں اسی عہدہ پر آپ کی منتقلی عمل میں آئی سنہ ۱۳۲۲ف میں آپ کو معتمدی صرفخاص مبارک پر ترقی ملی۔ اور اس کے ایک سال بعد معتمد فوج اور ازاں بعد زائد معتمد مال کا عہدہ ملا۔ اسی سال آپ ترقی کا ایک اور زینہ طے کر کے نائب صدر المہام ہر سہ پائیگاہ کے منصب جلیلہ پر فائز ہوئے اور دو سال تک یہاں آپ نے اس خدمت کو نہایت قابلیت و حسن تدبیر سے انجام دے کر اس کے صلہ میں "عقیل جنگ" کا خطاب مستطاب حاصل فرمایا۔ سنہ ۱۳۲۸ف میں گلشن آباد و میدک کی صوبہ داری سے مفتخر ہوئے۔ اور اس کے چند ماہ بعد اپنے بڑے بھائی نواب عابد نواز جنگ بہادر سے صوبہ داری گلبرگہ شریف کا جائزہ لیا۔ اس کے چند روز بعد سررشتۂ صنعت و حرفت کے صدر المہام مقرر ہوئے۔ اور پھر ہر سہ پائیگاہ کی صدر المہامی کے فرائض آپ کی خدمات کے ساتھ منسلک ہوگئے۔ اور سنہ ۱۳۳۶ف میں سررشتۂ تعمیرات عامہ و آبپاشی و ٹیلیفون و برقی کی صدر المہامی پر فائز ہوئے۔ اور اس وقت آپ صدر المہامی فوج و طبابت و علاج حیوانات و رصدگاہ نظامیہ و عجائب خانہ و سٹی سر۔۔۔ے، رجسٹریشن، کاغذ مقوم، ٹپہ و طبابت پر مامور و کارگزار ہیں۔ جبکہ رائٹ آنریبل سر حیدر نواز جنگ بہادر

صدر اعظم باب حکومت سرکار عالی بتقریب جشن تاجپوشی ملک معظم جارج ششم لندن تشریف لے گئے تھے تو آپ تا واپسی ان کے نگراں کار صدر اعظم رہے۔

نواب عزیز یار جنگ بہادر

آپکا نام نامی محمد عزیز الدین خاں ہے آپ محمد فیاض الدین خاں نصاحت کے فرزند اور نواب مشرف جنگ مرحوم کے پوتے ہیں سنہ ۱۲۹۲ھ میں بمقام بلدہ حیدرآباد فرخندہ بنیاد پیدا ہوئے اور تمام مدارج تعلیم کو طے کر لینے کے بعد بعہد حضرت غفران مکاں اعزاز و حقوق بابائی کے ساتھ علاوہ صرفخاص مبارک کی نظامت عطیات سے سرفراز ہوئے مع بعد خطاب خانی و بہادری عزیز یار جنگ سے سنہ ۱۳۱۶ف میں مفتخر و مباہی ہوئے۔ ہمیشہ الطاف شاہانہ آپ پر مبذول رہتے ہیں۔ چنانچہ عطیات سے نظامت عدالت صرفخاص مبارک کی خدمت پر بتوجہ شاہی آپ نے ترقی پائی۔ زاں بعد اوّل تعلقداری ضلع اطراف بلدہ صرفخاص مبارک سے سرفراز ہو کر اپنی مفوضہ خدمت کو نہایت دیانتداری و وفاشعاری و جانفشانی سے انجام دے رہے اور مجلس وضع آئین و قوانین و آرائش بلدہ کی رکنیت پر ممتاز ہیں۔ ابتدائے عمر ہی سے شاعری کے ساتھ آپ کا فطری لگاؤ ہے اور اس فن میں آپ حضرت داغ کے شاگرد ہیں۔ مواسوخت۔ ایاغ شباب اور دیوان ارمغان عزیز، آپ کی تصنیفات ہیں۔

نواب عنایت جنگ بہادر

آپکا نام نامی میر عنایت حسین خاں ہے آپ نواب میر علی حسین خاں اشرف الدولہ رکن الملک خانزماں تہور جنگ کے خلف اصغر اور نواب میر قمر الدین علی خاں اشرف الدولہ کے پوتے ہیں آپ ۱۶۔ فروردی سنہ ۱۳۰۲ف کو پیدا ہوئے ابتدائی تعلیم اپنے والد ماجد کے زیر نگرانی قابل اساتذہ سے گھر ہی پر حاصل فرمائی زاں بعد مدرسۂ عالیہ میں بغرض حصول تعلیم انگریزی شریک ہوئے۔ اردو، فارسی، عربی اور انگریزی پر آپ کو عبور حاصل ہے ۸۔ تیر سنہ ۱۳۲۵ف کو آپ بحیثیت اسیسر و کلکٹر ٹیکس صفائی بلدہ سلک ملازمت سرکار عالی میں داخل ہوئے۔ اور ۱۶۔ بہمن سنہ ۱۳۳۶ف کو مددگار کمشنر صفائی مقرر ہوئے اور یکم مہر سنہ ۱۳۳۶ف کو اپنی اصلی خدمت پر واپس آئے۔ ۱۶۔ تیر سنہ ۱۳۴۱ف کو مددگار معتمد سیاسیات سرکار عالی (شاخ صفائی) کی خدمت پر مامور ہوئے اور اس وقت کارگزار ہیں۔ علاوہ بریں حسب فرمان خسروی آپ کو شاہزادہ والاشان حضرت ولیعہد بہادر پرنس آف برار سپہ سالار افواج آصفی کی اعزازی مصاحبت کا شرف بھی حاصل ہے۔ بتقریب جشن سالگرہ ہمایونی سنہ ۱۳۴۳ھ میں آپ کو خطاب مستطاب عنایت جنگ عطا ہوا۔ شاہان آصفیہ کے الطاف شاہانہ ہمیشہ سے آپ کے خاندان عالی شان پر مبذول رہے ہیں چنانچہ حضور پرنور کے الطاف شاہانہ بھی آپ کے شامل حال ہیں۔ آپ ایک علمدوست، غربا پرور، فیاض، ہمدرد قوم و ملت نیک سیرت، سنجیدہ طبیعت، ملنسار، ملک کے بہی خواہ، مالک کے سچے جاں نثار، پابند صوم و صلوٰۃ و وضع امیرانہ نواب ہیں باوجود امارت غرور آپ میں نام کو نہیں ہر ایک سے بکشادہ پیشانی پیش آتے ہیں۔ کوئی حاجتمند آپ کے در سے خالی نہیں جاتا۔

آپ کو جس طرح سے خداوند عالم نے دولت مال سے سرفراز فرمایا ہے اُسی طرح دولت اولاد بھی عطا فرمایا ہے۔ چنانچہ اس وقت آپ کے چار صاحبزادے اور چھ صاحبزادیاں ہیں۔ صاحبزادوں کے نام حسب ذیل ہیں۔ (۱) نواب سید عباس حسین خان (۲) نواب میر نادر علی حسین خان (۳) نواب سید محمد حسین خان (۴) نواب سید عابد حسین خان

منجملہ ان کے دو صاحبزادے جاگیردار کالج میں زیر تعلیم ہیں۔

مولوی سید علی اصغر بلگرامی صاحب

آپ مولوی سید حسن صاحب جنتی کے فرزند ہیں۔ آپ یکم دے سنہ ۱۳۰۱ف کو بمقام حیدرآباد فرخندہ بنیاد پیدا ہوئے ابتدائی تعلیم آپ نے بیدر و حیدرآباد میں پائی اور الف۔ اے کی تعلیم اورنگ آباد میں۔ عربی و فارسی کا اکتساب مولوی محمد سبطین صاحب مرحوم سے فرمایا اور اصول و فقہ علمائے عراق سے۔ زاں بعد امتحان عہدہ داران مال وجوڈیشل میں کامیاب ہوکر ملازمت سرکار عالی کی جانب متوجہ ہوئے اور تین سال تک بطور کارآموز۔ منصرم تحصیلدار و مددگار رہ کر اپنے فرائض منصبی کو باحسن الوجوہ انجام دیا۔ آذر ۱۳۲۴ف میں منتظم پیشی معین المہام عدالت و کوتوالی کی خدمت پر مستقل ہوئے۔ زاں بعد صدر منتظم اور پھر مددگاری ہوم سکریٹری سرکار عالی پر ترقی پائے اس اثنا میں مولوی غلام یزدانی صاحب کے زمانۂ رخصت میں حسب فرمان خسروی نظامت آثار قدیمہ کے نگرانکار رہے۔ نظامت آثار قدیمہ کا شاندار کارنامہ آپ کی تالیف آثار دکن ہے جس میں شہر حیدرآباد و مضافات بلدہ کے تمام تاریخی عمارات و آثار کے تفصیلی حالات تحقیق کے ساتھ آپ نے قلمبند فرمائے ہیں سنہ ۱۳۲۸ف میں آپ دوئم معتمد مال مقرر ہوئے۔ آپ کا ادبی مذاق باوجود سرکاری خدمات کی مصروفیتوں کے لائق تحسین ہے۔ چنانچہ بکثرت ادبی مضامین کے علاوہ جو مختلف سربرآوردہ اخبارات و رسائل میں شائع ہوکر مقبول خاص و عام ہوئے متعدد تصانیف آپ کی یادگار ہیں آپ کا ذاتی کتب خانہ ادبی اور تاریخی نایاب و کمیاب کتب سے بھرا ہوا ہے جس میں آپ اپنا کافی وقت صرف کرتے ہیں۔

مولوی سید محمد عسکری حسن صاحب بیرسٹر

آپ نواب جبار یار جنگ مرحوم سابق میر مجلس عدالت العالیہ کے صاحبزادے ہیں۔ سنہ ۱۸۸۶ء میں پیدا ہوئے اوّلاً آپ کی ابتدائی تعلیم گھر ہی پر ہوئی۔ زاں بعد نظام کالج اور پھر دارالعلوم علیگڈھ میں تعلیم کے اعلیٰ مدارج طے کئے سنہ ۱۹۰۸ء میں آپ عازم انگلستان ہوئے اور وہاں سنہ ۱۹۱۳ء میں آکسفورڈ یونیورسٹی سے بی۔ اے کی ڈگری اور سنہ ۱۹۱۴ء میں بیرسٹری کی سند حاصل کی اور وطن واپس آکر الہ آباد ہائی کورٹ میں پریکٹس کے لئے نام درج کروایا لیکن زیادہ دن نہ گزرے تھے کہ آپ حیدرآباد چلے آئے اور اس وقت سے یہاں کے وکالت پیشہ طبقہ میں اپنی قابلیت و حسن اخلاق کی وجہ نمایاں جگہ حاصل کرلی جس میں رفتہ رفتہ اضافہ ہوتا رہا۔ حتیٰ این کہ آج آپ کا شمار مملکت آصفیہ کے کامیاب ترین وکلاء میں ہے۔ آپ کی قانونی استعداد کی وجہ آپ معتمدی وضع آئین و قوانین کے عہدۂ جلیلہ پر مامور اور کارگزار رہیں۔ آپ حیدرآباد ہائی کورٹ بار کے ممتاز لیڈر اور مجلس مقننہ و مجلس صفائی بلدہ کے رکن بھی رہ چکے ہیں آپ کا خاندان شمالی ہند میں ایک ممتاز حیثیت رکھتا ہے جہاں آپ کے جدّ اعلیٰ سید حمزہ بن حمید بخشی الملک سلطنت عثمانیہ ترکی سلطان التمش کے زمانہ میں ہندوستان آئے اور مناصب جلیلہ پر فائز ہوکر ضلع فتحپور میں جاگیر حاصل کی۔ آپ کے والد نواب جبار یار جنگ مرحوم فارسی عربی کے زبردست عالم تھے۔ اور انگریزی میں بھی دستگاہ رکھتے تھے جن کی وکالت نے حیدرآباد میں اس حد تک فروغ حاصل کیا کہ سرکار عالی نے اس کی اطلاع پاکر سشن جج کے عہدہ پر مامور کردیا جس سے اپنی قابلیت و ذہانت کے باعث بہت جلد ترقی کرکے رکن عدالت العالیہ اور پھر میر مجلس ہوگئے۔

نواب عثمان نواز جنگ بہادر

آپ امرائے حیدرآباد سربرآوردہ خاندان کے رکن ہیں ۱۲۹۳ھ ف میں بمقام بلدہ حیدرآباد فرخندہ بنیاد پیدا ہوئے اور ہندوستان میں مدارج تعلیم طے کر کے انگلستان تشریف لے گئے۔ جہاں اڈنبرا یونیورسٹی کے ایم۔بی۔سی۔ایچ۔بی کی اعلیٰ طبی سند نمایاں کامیابی کے ساتھ حاصل کی۔ وطن واپس آکر ۱۳۲۱ھ ف میں آپ سلک ملازمت سرکار عالی میں بحیثیت سیول سرجن درجۂ چہارم دواخانہ کاروان بلدہ میں داخل ہوئے۔ اور اسی حیثیت سے دواخانہ بیرون بلدہ اور دواخانہ چادرگھاٹ میں ایک مدت تک کام کرنے کے بعد ۱۳۳۲ھ ف میں آپ کاروز بلدہ کے اہم اور ذمہ دارانہ منصب پر فائز کئے گئے حسن خلق اور حسن سلوک جو امرائے حیدرآباد کا طغرائے امتیاز ہے آپ میں بدرجۂ اتم موجود ہیں۔ اور آپ حیدرآباد کی اعلیٰ سوسائٹی میں نہایت ہردلعزیز ہیں۔

نواب عزیز نواز جنگ بہادر

آپ کا نام نامی اسم گرامی سید عزیزالدین علی خان ہے آپ خان بہادر سید شمس الدین علی خان سابق ڈپٹی کمشنر صوبہ بہار کے صاحبزادے ہیں۔ آپ ۱۲۹۷ھ ف میں پیدا ہوئے۔ آپ نے ابتدائی تعلیم سینٹ زیویرس اسکول بمبئی میں حاصل کر کے نظام کالج حیدرآباد میں اعلیٰ مدارج کی تکمیل فرمائی۔ بعد انفراغ تعلیم ۱۳۱۷ھ ف میں آپ سلک ملازمت سرکار عالی میں بہ حیثیت دوم تعلقدار داخل ہوئے۔ اور مختلف اضلاع میں درجہ بدرجہ ترقی کرتے کرتے اول تعلقدار ہوئے زاں بعد ۱۳۴۱ھ ف میں آپ کو منصرانہ حیثیت سے صوبہ داری گلبرگہ شریف کے منصب پر ترقی ملی۔ آپ اس وقت سے اس عہدہ پر نہایت قابلیت و حسن تدبیر و وفاشعاری و دیانتداری کے ساتھ کارگزار ہیں۔ آپ کو بہ پیشگاہ حضرت اقدس و اعلیٰ خلد اللہ ملکہ و سلطنتہٗ سے بتقریب سالگرہ ہمایونی بتاریخ ۳۰۔ جمادی الثانی ۱۳۵۵ھ خطاب مستطاب "عزیز نواز جنگ" سے بھی افتخار بخشا گیا ہے۔ آپ سے راعی و رعایا ہر دو خوش ہیں۔ آپ نہایت نیک طینت، خوش خلق، منکسرالمزاج، ملنسار ملک کے بہی خواہ، مالک کے جاں نثار، فرض شناس، مستعد، جفاکش، ہردلعزیز نواب ہیں۔

نواب علی یار جنگ بہادر

آپ کا اصلی نام نواب سید محمد علی خان ہے۔ آپ نواب میر غلام عسکری خان صارم جنگ عزیزالدولہ اعتصام الملک مرحوم کے خلف اکبر نواب میر لطف علی خان صارم جنگ عزیزالدولہ مرحوم و مغفور کے پوتے ہیں۔ آپ کا سلسلہ نسب حضرت امام موسیٰ الرضا علیہ التحیۃ والثناء سے ملتا ہے۔ ۱۳۲۳ھ کے جشن جلیل اعلیٰ حضرت غفران مکان میں آپ خطاب خانی و بہادری و منصب یکہزاری سے سرفرازی پائے۔ ۱۔ ربیع الثانی ۱۳۲۹ھ کو آپ کے والد کے حین حیات ہی میں نواب فیاض علی خان نبیرۂ نواب سید شمس الدین خان مرحوم الشہیر بہ ابن صاحب نبیرۂ نواب مجاہد جنگ شاہ نوازالدولہ ثانی کی صاحبزادی سے آپ کی شادی ہوئی۔ آپ کے دو صاحبزادے نواب سید زین العابدین خان بہادر و نواب سید فرخندہ علی خان بہادر ہیں۔ ان ہر دو صاحبزادوں کی تعلیم و تربیت کا انتظام اعلیٰ پیمانے پر جاری ہے۔ بلحاظ قدیم وابستگی صاحبزادۂ اول الذکر ہز ہائنس پرنس آف برار شہزادہ والاشان نواب اعظم جاہ بہادر دام اقبالہٗ کے اٹالیق افسر اور صاحبزادۂ ثانی الذکر شہزادہ والاشان کے نواب

نواب معظم جاہ بہادر دام اقبالہٗ کے اتالیق آفیسر ذریعہ فرمان مبارک مترشدہ ۲۶ - جمادی الاول ۱۳۵۲ھ مقرر ہوئے ہیں - بتقریب سالگرہ مبارک ۱۳۵۱ھ صاحب تذکرہ علی یار جنگ کے خطاب سے سرفرازی پائے - آپ ناصناع امیرانہ کے حامل، خوش وضع خوش خلق، معزز و ممتاز اور قدیم الخاندان نواب ہیں۔

مولوی حکیم سید علی صاحب ایم اے وکیل

آپ کی ذات ستودہ صفات ہمارے کسی تعارف کی محتاج نہیں - آج ممالک محروسہ کا بچہ بچہ آپکو جانتا ہے - دنیائے وکالت میں آپ کی خاص شہرت ہے ایسا کون ہے جو آپ کے نام نامی سے واقف نہ ہو؟ آپ اُن نامور وکلائے حیدر آباد سے ہیں جن کی ذات عالی پر نہ صرف قانون بلکہ مادر وطن سرزمین حیدر آباد دکن کو ناز ہے بیان قلمبند کرانے نظائر پیش کرنے جرح وبحث میں آج آپ اپنا ثانی نہیں رکھتے - موکلین سے بکشادہ پیشانی پیش آتے ہیں - اور ایک دفعہ مقدمہ سمجھنے کے بعد موکلین کو بار بار یاددہی کرنے یا مقدمہ سمجھانے کی قطعاً زحمت نہیں دیتے - آپ نے وہ خداداد حافظہ اور دماغ پایا ہے کہ ایک ہی نظر میں مقدمہ پر کافی عبور حاصل کرلیتے ہیں - اور اپنے موکل کو کامیاب بنانے کے لئے اپنی انتھک قانونی کوشش کام میں لاتے ہیں جہاں تک دیکھا گیا ہے ایسے ہی مقدمات میں وکالت قبول کرتے ہیں جن میں قانوناً کامیاب ہوسکتے ہیں - ورنہ بڑے بڑے محنتانہ کے مقدمات بھی واپس کردیتے ہیں - آپ کی فرض شناسی پنچ وبار میں بنظر استحسان دیکھی جاتی ہے - اسی لئے آج دنیائے وکالت میں آپ کا بول بولا ہے فوجداری مقدمات میں آپ کا نام تمام قابل وکلا سے پہلے آتا ہے آپکا وجود ذیحجہ وابل مقدمات کے لئے مغتنمات سے ہے - آپکا دارالوکالت دارالقضاء بیل وارڈ ہے - آپ کی قابلیت اعلیٰ پبلک کی بے لوث خدمتگذاری اور بلدی امور سے بڑی دلچسپی ہے اس کو دیکھ کر آپ کو گورنمنٹ آصفیہ نے مجلس بلدیہ کی رکنیت کیلئے سرکاری طور پر منتخب فرمایا ہے گورنمنٹ عالیہ آصفیہ کے ہم شکر گزار ہیں کہ مجلس بلدیہ کیلئے اس نے ایسے نمائندہ کو منتخب فرمایا ہے جو گورنمنٹ کا حقیقی طرفدار اور پبلک کے حقوق کا سچا محافظ ہے۔

مولوی عبدالحق صاحب

آپ اپنے وطن قصبہ ہاپوڑ ضلع میرٹھ کے محلہ قانون گویان میں بتاریخ ۶ - مہر ۱۲۸۱ف پیدا ہوئے - ابتدائی تعلیم و تربیت کے بعد آپ مدرسۃ العلوم علیگڈھ کی جماعت مڈل میں داخل ہوئے جبکہ سر سید احمد خان مرحوم بقید حیات تھے - اس مدرسہ سے آپ نے بی - اے کی سند حاصل فرمائی - آپ اپنے ہم درس وہم مکتب طلباء میں سب سے اول شمار کئے جاتے تھے - چنانچہ اپنے دوران طالب علمی میں ایک علمی مقابلہ کے اندر آپ نے ایک طلائی تمغہ بھی حاصل فرمایا - آپ کو کالج ہی میں علمی وادبی کاموں سے دلچسپی پیدا ہوگئی تھی چنانچہ اسی زمانہ میں آپ نے چودھری خوش محمد خان ناظر کی ایک نظم (ہمارے لانگ فیلو) پر تنقیدی مضمون بھی لکھا تھا جس کا چرچا کالج کی چار دیواری سے گزر گیا تھا - اس کے علاوہ آپنے دین مسیحی کی کتابوں کا مطالعہ کرکے سینٹ پال کے حالات میں ایک رسالہ بھی تحریر فرمایا تھا لیکن افسوس کہ اس کی طباعت کی نوبت ہی نہ آنے پائی کہ ضائع ہوگیا - یہ وہی رسالہ تھا کہ جس کی تالیف پر آپ کو آپ کے کالج والوں نے فلاسفر کے لقب سے یاد کرنا شروع کردیا تھا۔

کالج چھوڑنے کے بعد آپ ۱۹۰۵ء ۶ میں مدرسہ آصفیہ کے ہیڈ ماسٹر مقرر ہوئے اور مدرسہ مذکور کے

انتظام اور تعلیم کو آپ نے اس درجہ پر پہنچایا کہ آپ کے بعد . . . . آپ کی اتباع کرنے والا دوسرا پیدا نہ ہوسکا۔ اس مدرسہ کے معتمد رکن نواب ممتاز یار الدولہ بہادر کی توجہ سے ایک رسالہ موسوم بہ "افسر" جاری ہوا تو آپ اس کی اڈیٹری کے فرائض بھی انجام دیتے تھے۔ ہیڈ ماسٹری کے بعد آپ ایک عرصہ تک معتمدی امور عامہ میں مترجمی کی خدمت پر مامور ہوئے زاں بعد ۱۹۱۲ء میں آپ کا تعلق محکمہ تعلیمات سے ہوگیا اور اسی سال آپ انجمن ترقی اردو کے معتمد مقرر ہوئے۔ آپ نے اپنے ذاتی ذوق وشوق کی بدولت انجمن کی طرف سے وہ سہ ماہی رسالہ اردو کے نام سے جاری فرمایا کہ جس میں ادبیات کے سوا کسی دوسرے موضوع پر کوئی مضمون قبول نہیں کیا جاتا۔ آپ نے مرہٹی زبان پر فارسی کے اثرات اور قطب الملک کے دیوان پر جو مضامین تحریر فرمائے ہیں وہ علمی تحقیقات اور وسعت نظر کے لحاظ سے مستقل علمی کتب سے قدر وقیمت میں کسی طرح کم نہیں بزمانہ صدر مہتمی تعلیمات صوبہ اورنگ آباد آپ مشہور مستشرق ڈوزی کی کتاب اسلامی اسپین کا ترجمہ کر رہے تھے ذاں بعد تاریخ اردو کی ترتیب کا کام معاوضہ پر آپ کے سپرد ہوا۔ آغاز ۱۳۳۳ف میں عثمانیہ یونیورسٹی کے تحت جو انٹرمیڈیٹ کالج اورنگ آباد میں قایم کیا گیا تھا آپ اس کے پہلے پرنسپل ہیں اور اس وقت آپ عثمانیہ یونیورسٹی کی پروفیسری کی خدمت انجام دے رہے ہیں۔ آپ کی تصنیفات و تالیفات لاتعد و لاتحصیٰ ہیں۔ آپ کی ذہانت و قابلیت مسلمہ اور آپ علم و مروت میں اپنی آپ نظیر ہیں۔

مولوی سید محمد عبدالرزاق صاحب راشد

آپ ۱۳۰۶ف میں اپنے وطن حیدرآباد میں پیدا ہوئے اور ابتدائی تعلیم بلدہ ہی میں حاصل کر کے مدرسۃ العلوم علیگڈھ میں داخل ہوئے۔ اور بی ایس سی کا امتحان نمایاں کامیابی کے ساتھ پاس کیا۔ اور ناگپور میں فینانس و حساب کی خاص طور پر ٹریننگ حاصل کی اور ۱۳۲۸ف میں بہ حیثیت سیول سرویس پروبیشنر سرکار عالی کی سلک ملازمت میں داخل ہوئے۔ اس کے ایک سال بعد مددگار صدر محاسب سرکار عالی مقرر ہوگئے۔ علمی و ادبی ذوق وشوق کی بدولت آپ نے حیدرآباد کی سوسائٹی میں کافی شہرت پیدا کرلی۔ آپ ایک بلند پایہ شاعر و ادیب بھی ہیں آپ کی متعدد تصانیف شائع ہوکر مقبول ہوچکی ہیں۔ جن میں کلیات اقبال کا مقدمہ اور انتخاب غالب خاص طور پر مشہور ہیں۔ آپ کی قابلیت و کاردانی کا ہر شخص معترف اور آپ کے حسن اخلاق کا مداح آپ نہایت متقد، وفاشعار، متدین، منصف مزاج، منتظم، ہمدرد، رحمدل و فرض شناس حاکم ہیں۔

نواب میر عباس علی خان

آپ نواب سید محمد علی خان مرحوم کے خلف اکبر اور نواب عبدالمہدی خان مہدی یار جنگ کے پوتے ہیں۔ آپ ابھی نہایت کمسن تھے کہ آپ کے والد ماجد کا سایہ آپ کے سر سے اٹھ گیا۔ آپ کی صغر سنی کی وجہ بحکم مدارالمہام وقت آپ کے آبائی جاگیرات پر کورٹ آف وارڈز کی نگرانی قایم ہوئی۔ آپ کی تعلیم و تربیت اعلیٰ پیمانہ پر کورٹ آف وارڈز کے بورڈنگ ہوس میں ہوئی۔ عربی۔ فارسی، اردو، انگریزی میں آپ نے اچھی دستگاہ بہم پہنچائی۔ قانون میں بھی آپ نے کامیابی حاصل فرمائی۔ امتحان عہدہ داران مال کے بعض مضامین میں کامیاب ہوکر بزمانہ یمین المہامی راجہ مرلیدہر آنجہانی آپ موعود الخدمت سوم تعلقداری ہوئے۔ شہر یور ۱۳۳۹ف میں آپ کے جاگیرات واگذاشتہ ہوئے اور آپ کے تمام آبائی جاگیرات ملک

املاک بالکلیہ آپ کے قبضہ و تصرف میں آئے۔ جس کا انتظام آپ مولوی میر واحد علی صاحب وکیل کے رائے مشورہ سے بطریق احسن کر رہے ہیں۔ آپ کو اپنے مشیر قانونی مولوی میر واحد علی صاحب وکیل پر اعتماد کلی ہے جن کی خدمات کو آپ بنظر پسندیدگی ملاحظہ فرماتے ہیں اور آپ کو ان کی خیر خواہی و وفاداری کا اقرار ہے۔

مولوی عبدالحمید خان صدیقی صاحب

آپ ۱۷۔ فروری ۱۲۹۳ف کو پیدا ہوئے۔ آپ انٹرمیڈیٹ تک تعلیم پاکر قانون کی طرف متوجہ ہوئے اور کیننگ کالج لکھنؤ میں قانون کی اسٹڈی کرتے رہے۔ امتحان قانون میں کامیابی حاصل فرماکر آپ نے اورنگ آباد میں وکالت شروع کی۔ ۲۰۔ بہمن ۱۳۱۶ف کو سلک ملازمت سرکار عالی میں داخل ہوئے۔ اکثر شعبہ جات سرکار عالی کے خدمات انجام دینے کے بعد رائٹ آنربیل نواب سر حیدر نواز جنگ بہادر (جو اُس وقت معتمد عدالت و امور عامہ تھے) کی پیشی میں کام کرنے کا آپ کو موقع ملا۔ سنہ ۱۳۲۶ف میں نواب ولی الدولہ مرحوم سابق صدر المہام عدالت و کوتوالی و امور عامہ کی پرسنل اسسٹنٹی پر رائٹ آنربیل نواب سر حیدر نواز جنگ بہادر نے انتخاب فرمایا۔ جہاں آپ ۱۷۔ سال تک اپنی مفوضہ خدمت نہایت خوش اسلوبی سے انجام دیتے رہے۔ اس دوران میں آپ کو زائد نظامت ضلع پر مامور کیا گیا۔ ازاں بعد مددگاری معتمد عدالت و کوتوالی و امور عامہ پر آپکا تقرر ہوا۔ مگر آپ نواب ولی الدولہ مرحوم ہی کی پیشی میں متعین رہے ۲۵۔ فروری سنہ ۱۳۴۳ف کو آپ ناظم رجسٹریشن و اسٹامپ مقرر ہوئے۔ جہاں اس وقت بھی کارگزار ہیں۔ آپ ایک تجربہ کار اور کارگزار ناظم ہیں۔ آپ کے ماتحتین آپ کی ماتحتی میں خوش اور سررشتہ رجسٹریشن کی آمدنی آپ کے حسن کارگذاری سے روز افزوں ترقی پر ہے۔

نواب علی یاور جنگ بہادر

آپکا اصلی نام آقا مرزا علی یار خان ہے آپ ڈاکٹر مرزا کرم خان نواب علی یار جنگ مرحوم و مغفور کے اکلوتے فرزند اور آقا مرزا موسیٰ خان مرحوم کے پوتے ہیں آپ ۱۲۔ فروری سنہ ۱۹۰۵ء کو پیدا ہوئے۔ آپ نے اپنے والد مرحوم کے آغوش تربیت میں اعلیٰ پیمانے پر تعلیم حاصل فرمائی۔ ابھی آپ کی تعلیم تکمیل کو نہیں پہنچی تھی کہ سایۂ پدر سر سے اٹھ گیا۔ آپ کے شفیق چچاؤں اور دولت عالیہ آصفیہ نے اس غم کو محسوس ہونے نہ دیا اور آپ کو تکمیل درس کے لئے انگلستان روانہ فرمایا جہاں آپ آکسفورڈ یونیورسٹی کالج میں شریک ہو کر بی۔ اے کی ڈگری اعزاز کے ساتھ حاصل فرمائی اس امتحان میں آپ کا مضمون تاریخ تھا۔ تعلیمی منازل کو طے کرنے کے بعد آپ وطن واپس ہوئے اور ۶۔ شہریور سنہ ۱۳۳۷ف کو بحیثیت مددگار پروفیسر کلیہ جامعہ عثمانیہ (تاریخ) سلک ملازمت سرکار عالی میں داخل ہوئے ۲۸۔ دی سنہ ۱۳۳۸ف کو پروفیسر کلیہ مذکور مقرر ہوئے۔ ۱۴۔ مہر سنہ ۱۳۴۱ف کو سکریٹری شہزادہ والا شان کرنل نواب معظم جاہ بہادر برادر ولی عہد دکن مقرر ہوئے۔ ازاں بعد آپکا تقرر سررشتہ معلومات عامہ سرکار عالی پر ہوا جو پہلے محکمہ معتمدی سیاسیات کے زیر نگرانی تھا۔ مگر سنہ ۱۳۴۶ف میں امور خارجہ پر غور و خوض کے لئے ایک مجلس بنام نہاد مجلس امور دستوری قائم ہوئی۔ اس کے بعد آپ معتمد مقرر ہوئے۔ اور سررشتہ معلومات عامہ اور لاسلکی آپ کے تحت دیئے گئے آپ کو تقریب سالگرہ جہاں پناہی سنہ ۱۳۵۶ھ خطاب مستطاب نواب علی یاور جنگ بہادر سے سرفرازی بخشی گئی آپ کے خاندان کو علم اور اہل علم کے ساتھ ہمیشہ دلچسپی رہی ہے اور تعلیمی کاموں کی سرپرستی آپ کے

خاندان کے معزز اراکین ہمیشہ فرماتے رہے ہیں۔ آپ بھی مثل اپنے اب وجد کے علم دوست واقع ہوئے ہیں انتظامی مادہ اور قابلیت آپ میں بدرجۂ اتم موجود ہے جو ہر فرض شناسی آپ کا قابل تقلید ہے۔ آپ کی انتظامی قابلیت اور کاردانی نے آپ کو ایک قلیل عرصہ میں معتمدی کے عہدۂ جلیلہ پر پہنچایا ہے۔ قوی الیقین ہے کہ آپ بہت جلد اس سے اعلیٰ عہدہ پر متمتع اور خطاب ملکی و دولائی سے سرفراز فرمائے جائیں گے۔

مولوی سید علی رضا صاحب انجنیر

آپ منصب دار و لوہیہ دار سرکار عالی بھی ہیں آپکی ولادت حیدرآباد فرخندہ بنیاد میں سنہ ۱۸۸۰ء میں ہوئی سنہ ۱۹۱۰ء میں بی۔ اے سائنس ڈگری Scince Degree بمبئی یونیورسٹی سے حاصل کی۔ آپ جامعہ بمبئی کے سرفرانک سوڑ اسکالر از ابتدا تا انتہا زمانہ حصول ڈگری رہے اور بزمانۂ قیام دکن کالج آپ کالج کے اسکالر بھی تھے اور آخر سنہ ۱۹۱۱ء میں منجانب سرکار عالی وظیفہ حاصل فرماکر انگلستان روانہ ہوئے اور بی ایس سی۔ کی ڈگری آنرس کے ساتھ وکٹوریہ یونیورسٹی میں مانچسٹر سے سنہ ۱۹۱۳ء میں حاصل کی۔ ستمبر سنہ ۱۹۱۳ء میں محکمہ تعمیرات سرکار عالی میں بحیثیت اسسٹنٹ انجنیر تقرر عمل میں آیا۔ اور سنہ ۱۹۲۳ء میں ایوانات شاہی دہلی کی تعمیر کے لئے آپ کا انتخاب ہوا۔ سنہ ۱۹۲۴ء میں صدر مہتمم تعمیرات حیدرآباد ڈپوٹیشن ہوئے۔ بعد ازاں خدمت مددگاری چیف انجنیری پر فائز ہوئے سنہ ۱۹۲۹ء میں عثمانیہ انجنیرنگ کالج کا قیام آپ کے ہاتھوں ہوا جو تقریباً ایک سال آپ کی نگرانی میں رہا۔ تا اینکہ آپ دنیا کا سفر بکار سرکار اختیار فرمائے چنانچہ سنہ ۱۹۳۰ء میں آپ اور نواب زین یار جنگ بہادر منجانب سرکار دنیا کے مشہور و معروف یونیورسٹیوں کے دیکھنے کی غرض روانہ ہوئے ایک سال کی سیاحت کے بعد واپس ہوکر سنہ ۱۹۳۱ء میں عثمانیہ یونیورسٹی کے تجاویز میں مصروف اور تعمیری چارج بحیثیت ناظم تعمیرات جامعہ سنہ ۱۹۳۲ء سے انجام دیکر ازاں بعد چیف انجنیر ریلوے کی خدمت پر مامور و کارگزار ہیں۔

آپ خاندانی سید ہیں۔ اور حضرت امام موسیٰ کاظم علیہ السلام سے آپکا سلسلہ ساداتی شروع ہوتا ہے۔ آپکے آبا و اجداد مشرقی ممالک مثلاً عرب۔ عراق اور ایران کے جلیل القدر مشہور علماء و مشاہیر عہد سے ہیں۔ اور ان میں سید نعمت اللہ الجزائری مشہور عالم فاضل گزرے ہیں آپ کے آبا و اجداد میں سب سے پہلے میر محمد علی خان مرحوم ناگہ حیدرآباد تشریف لائے۔ جو میر عالم مرحوم وزیر اعظم حیدرآباد دکن کے حقیقی چچیرے بھائی تھے۔ ان کے صاحبزادے میر محمد حسین خان بہادر مرحوم جاگیردار و منصبدار (جد امجد مولوی سید علی رضا صاحب) نواب مستقیم الدولہ بہادر کے داماد اور ایک ممتاز درباری امرا غفران مکان سکندر جاہ بہادر اور ناصر الدولہ بہادر میں سے تھے آپ کی جاگیرات چنچولی تعلقہ گلبرگہ میں اور جنگم تعلقہ سرپور تانڈور میں تھے (گلزار آصفی صفحہ ۲۱۹) ایڈیشن سنہ ۱۲۵۸ھ تزک محبوبیہ صفحہ ۲۲۱ جلد دوم ایڈیشن سنہ ۱۳۲۱ھ میں خان مرحوم کے تفصیلی حالات خاندانی درج ہیں۔)

آپ کے نانا سید محمد حسین خان مرحوم تعلقداری پرادے سے سرفراز تھے۔ آپ کے والد مولوی سید نظام الدین صاحب منصبدار اپنے خاندان کے پہلے فرد تھے جنہوں نے سرکاری ملازمت اختیار کی۔ اور محکمۂ مال میں بزمانۂ سالار جنگ اعظم تحصیلدار ہوکر تیس سال کے بعد وظیفہ حسن خدمت پر علحدہ ہوئے اور چھبیس سال قبل فوت ہوئے۔

مولوی سید علی حسن صاحب رضوی اثر

آپ لکھنو کے باشندے ہیں سنہ ۱۸۶۰ عیسوی میں بمقام شہر لکھنو پیدا ہوئے اور بزرگوں کی نگرانی میں تعلیم پاتے رہے آخر میں

چرچ مشن لال اسکول لکھنؤ میں منشی محمد سجاد علی خان صاحب ہیڈ مولوی کے پاس جاکر درجۂ منشی میں علوم مشرقی کی تعلیم حاصل کی۔ اور امتحان منشی پنجاب یونیورسٹی سنہ ۱۸۸۳ع میں کامیاب ہوکر پھر درجۂ منشی عالم کے درسیات پڑھکر سنہ ۱۸۸۶ع میں کل ملک اودھ میں تیسرے نمبر پر کامیابی حاصل کرکے یونیورسٹی سے چند کتابیں انعام میں حاصل کیں اور وہیں کلاس ٹیچر مقرر ہوئے سنہ ۱۸۹۱ع میں حیدرآباد آگئے اور خانگی طور پر امراء و شرفا کے فرزندوں کو تعلیم دیتے رہے جس میں سے قابل ذکر چند معزز و امراء ہیں مولوی میر عباس صاحب مدراسی کے پوتے مسمی علی رضا صاحب و ناصر علی صاحب زیر تعلیم رہے اور امراء میں نواب غازی جنگ بہادر اور نواب فخر جنگ مرحوم اور نواب رئیس یار جنگ بہادر نے بھی ایک سال تک آپ سے اسد باغ میں تعلیم پائی تھی۔ نواب مشیر جنگ بہادر نے بھی ابتدائی تعلیم اُسی زمانہ میں چند ماہ تک حاصل کی آخر صاحب منشی عالم پنجاب یونیورسٹی کو ان امراء کی استادی کا بھی شرف و فخر حاصل ہے۔

سنہ ۱۳۰۶ف میں آپ سررشتہ تعلیمات ملک سرکار عالی میں بتوجہ نواب عماد الملک بہادر ڈائرکٹر تعلیمات صدر مدرسی مدرسہ تعلیمہ کاٹی پر مامور ہوکر ضلع عثمان آباد کو روانہ ہوئے اور صوبۂ گلبرگہ و بیدر کے مختلف مقامات پر کبھی صدر مدرس اور کبھی فارسی کے مددگار رہے اور پچیس برس ملازمت کرکے آخر سنہ ۱۳۳۲ف میں بوجہ پچپن سال ہوجانے کے وظیفہ پر علٰحدہ ہوگئے اوس وقت ماہوار ۱۰۰ پاتے تھے چونکہ آپ کو جوانی میں ورزش جسمانی کا شوق رہا اس لئے چہاردہ سال سے وظیفہ لے رہے ہیں اور جسمانی حالت اچھی ہے بصارت بھی خاصی ہے اور سیدھے چلتے پھرتے ہیں۔ آپ کو شاعری کا بھی شوق عرصۂ دراز سے ہے غزل و قصیدہ و سلام اکثر نظم فرماکے سامعین کو محظوظ کیا ہے۔ چند جگہ میں نے بھی آپ کا کلام سنا اور محظوظ ہوا ہوں۔

آپ کے فرزند مولوی دلدار حسین صاحب اسسٹنٹ چیف انجنیئر ہیں جن کو آپ نے نہایت توجہ سے اعلیٰ تعلیم دلاکر اس عہدۂ جلیلہ کے قابل بنایا ہے جس سے آپ کا دل شاد و مسرور ہے۔ آپ کی مزاج میں سادگی ہے نخوت و غرور و تکبر سے کوسوں دور ہیں۔ نماز جمعہ و جماعت کے پابند و مجالس وعظ و عزا میں اکثر شرکت فرماتے ہیں۔ آپ کی پیشانی پر سجدوں کے نشان پڑے ہوئے ہیں جس سے عبادت پروردگار کا ذوق و شوق ثابت ہے۔

نواب محمد عظیم الدین خان بہادر

آپ نواب محمد حفیظ الدین خان ظفر جنگ شمس الدولہ شمس الملک مرحوم کے فرزند پنجم اور امیر کبیر نواب محمد محی الدین خان تیغ جنگ شمس الامراء سر خورشید جاہ کے سی۔ آئی۔ ای مرحوم کے پوتے ہیں آپ سنہ ۱۳۰۷ھ میں پیدا ہوئے۔ اردو فارسی میں اچھی تعلیم حاصل کی اور کچھ دنوں رسالہ جیوش میں خدمت انجام دیتے رہے۔ آپ ایک بہترین شہسوار اچھے کھلاڑی اور شکاری ہیں۔

مولوی سید عبد اللطیف صاحب

آپ کا نام سید عبد اللطیف عرف سید آقا وطن شیراز خاندان اہل علم و فضل و کمال۔ مالک مکان دفتر نظامت امور مذہبی سرکار عالی واقع اندرون دروازہ چادرگھاٹ حیدرآباد دکن اوائل چودھویں صدی ہجری میں بعہد حضرت غفران مکانؒ بزمانۂ وزارت عماد السلطنت مرحوم سالار جنگ (ثانی) وارد حیدرآباد ہوئے اور اپنے زیر ادارت ایک اخبار موسوم بہ "سید الاخبار" فارسی زبان میں شائع فرماکر ایک عرصۂ دراز تک ملک اور مالک کی خدمت بجالاتے رہے یہ وہ پہلا زرین پرچہ تھا جو زبان فارسی میں آپ کے زیر ادارت شائع ہوا

ہوا کرتا تھا۔ رفتہ رفتہ آپ ہی کا عرف سیدالاخبار ہو گیا۔

آپ اردو، فارسی، عربی، ترکی، فرانسیسی اور تلنگی کے ایک عالم متبحر ہیں۔ فن خوشنویسی طباعت اور انجنیری کے ماہر ہیں۔ آپ کے کمالات صناعی نے یورپین انجنیرس کو بھی دنگ کر دیا ہے۔ بلدۂ حیدرآباد، ممالک محروسہ اور غیر ممالک میں صدہا عالی شان عمارات آپ کی نگرانی میں تعمیر ہوئے جو اب تک موجود ہیں۔ دفتر مشیر عالم جنتری جیسی عمارت کا اس زمین پر جس پر کہ عمارت ایستادہ ہے تیار کروانا قابل سے قابل انجنیر سے ناممکن تھا۔ آپ ایک اعلیٰ انجنیر ہونے کے بڑے بڑے آرٹیکچر مقر ہیں۔ آپ کمترین راقم الحروف کے پدر بزرگوار ہیں جو اپنی عمر کا ایک بڑا حصہ ریاست حیدرآباد دکن کی آرائش میں صرف کر کے فی الحال بوجہ پیرانہ سالی اپنے آبائی وطن شیراز میں بدعا گوئی ظل اللہ مشغول ہیں (صمصام شیرازی)

مولوی غلام علی محمدی صاحب

آپ اپنے وطن ایلچپور صوبہ برار میں ۱۸۸۵ء میں پیدا ہوئے اور ابتدائی مکتبی تعلیم کے بعد انگریزی شروع کی۔ ۱۹۰۳ء میں آپ نے بمبئی یونیورسٹی سے سائنس میں بی۔ اے پاس کیا اور پھر امپیریل اگریکلچرل انسٹیٹیوٹ پوسہ میں کیمیائے زراعت کی خاص تربیت حاصل کی اور ۱۹۰۷ء میں آپ ممالک متوسط کی حکومت کے ماتحت ناگپور اگریکلچرل کالج میں بطور ماہر کیمیائے زراعت مقرر ہوئے۔ جہاں ۱۹۱۱ء تک نہایت قابلیت سے نمایاں خدمات انجام دیں آخرالذکر سال میں آپ کو حکومت ہند نے وظیفہ دیکر روغن چربی اور صابون کی کیمیاوی خصوصیات کی تربیت حاصل کرنے انگلستان بھیجا اور وہاں سے واپس آکر آپ ریاست میسور میں بطور ماہر صابون سازی مقرر کئے گئے۔ اس حیثیت سے آپ نے دو سال تک کام کیا اور اپنی غیر معمولی قابلیت و ذہانت سے اس قدر شہرت پیدا کی کہ ۱۹۱۸ء میں آپ کو حیدرآباد طلب کیا گیا اور سررشتہ تجارت و حرفت میں ذمہ دارانہ منصب تفویض کیا گیا۔ چار سال تک آپ بہ حیثیت مددگار معتمد کام کرتے رہے اور اس کے بعد ۱۹۲۷ء م ۱۳۳۶ف میں آپ کو ناظم سررشتہ تجارت و حرفت کے منصب جلیلہ پر فائز کیا گیا۔ اس وقت سے آپ اس سررشتہ کی رہبری کر رہے ہیں اور اپنے زمانہ میں ہر پہلو سے اس شعبہ کو اس حد تک ترقی دیدی ہے کہ آج حیدرآباد کا شعبہ حرفت و تجارت سرزمین ہند میں ایک نمایاں امتیاز رکھتا ہے خصوصاً حیدرآباد کی حرفتی نشو و نما کو اس زمانہ میں جو بلندی حاصل ہو گئی ہے وہ آپ کی اعلیٰ قابلیت، احساس فرائض اور ملک و مالک کے ساتھ مخلصانہ جذبات وفاداری کا بہترین نمونہ ہے۔

نواب غوث یار جنگ بہادر

آپ کا اصلی نام غلام غوث خان ہے اور آپ کا تعلق حیدرآباد کے ایک قدیم خاندان سے ہے جن کے بزرگ حضرت آصف جاہ اول کے ہمراہ حیدرآباد آئے تھے اور اپنے آقا کے ہمراہ مختلف فوجی معرکوں میں داد سپہ گری دی تھی۔ آپ کے والد مولوی محمد جلال خان صاحب غالباً اپنے خاندان میں پہلے شخص تھے جنہوں نے تلوار کے بجائے قلم کو ہاتھ میں لیا اور علوم و فنون کی تحصیل کر کے وکالت کا پیشہ اختیار کیا اور بہت جلد اپنے رفقا کی صف اول میں شامل ہو گئے۔ آپ ۱۲۹۷ف میں اپنے مکان واقع بازار حیدرگنج بلدۂ حیدرآباد میں پیدا ہوئے اور ابتدائی مکتبی تعلیم پرانے طرز پر حاصل کر کے مدرسۂ مفید الانام

زاں بعد سٹی ہائی اسکول میں انگریزی کی تعلیم حاصل کی۔ اور پھر وکالت وجوڈیشل اور امتحان عہدہ داران مال میں کامیاب ہوکر اپنے والد ماجد کے ساتھ پریکٹس کرنے لگے۔ اور سنہ ۱۳۱۸ف میں بہ حیثیت سررشتہ دار کونسل سلک ملازمت سرکار عالی میں داخل ہوئے اور سات سال تک نہایت ہی قابلیت و تدبر کے ساتھ اس شعبہ میں کام کرنے کے بعد آپ کا تبادلہ صیغہ مال میں ہوگیا اور سنہ ۱۳۲۹ف میں آپ ضلع نانڈیڑ میں سوم تعلقدار (مددگار مال) مقرر کئے گئے۔ اس سلسلہ میں آپ نے ترضۂ جنگ یورپ، طاعون کی انسدادی تدابیر، گرانی غلہ کی روک تھام اور سکھوں اور مسلمانوں میں مصالحت کی نہایت ہی معرکہ آرا خدمات انجام دیں۔ اور حکام بالا دست سے خراج تحسین حاصل کیا۔ سنہ ۱۳۲۷ف میں آپکا تبادلہ ضلع عادل آباد اور اس کے ایک سال بعد بھینسہ پر تبادلہ ہوا اور وہیں سے کارقحط میں ریلیف افسری کے عہدہ پر آپکو ترقی ملی۔ کارقحط کے اختتام پر آپ تعلقہ ہنگولی پر متعین ہوئے اور تین ہی ماہ بعد محکمہ کورٹ آف وارڈز کی مددگاری پر آپ کو ترقی ملی۔ اور پھر آپ ترقی کرتے کرتے سنہ ۱۳۳۰ف میں اس سررشتہ کے ناظم ہوگئے جس پر سنہ ۱۳۴۰ف تک آپ نے نہایت ہی قابلیت و مستعدی سے کام کیا۔ اور آخرالذکر سال میں آپ پھر محکمۂ مال میں ترقی کے ساتھ واپس کئے گئے۔ اور ضلع نانڈیڑ کی اول تعلقداری کے عہدۂ جلیلہ پر فائز ہوئے اور اس وقت آپ ضلع رائچور کے اول تعلقدار ہیں۔ آپ بتقریب سالگرہ ہمایونی سنہ ۱۳۵۵ف خطاب "غوث یار جنگ" سے مفتخر و ممتاز ہوئے۔ آپ نے متعدد مواقع پر اپنے شائستہ خدمات کی داد منجانب سرکار عالی حاصل کی حضور پرنور نے بھی بہ نفس نفیس زبانی و تحریری اظہار قدردانی فرماکر آپ کی حوصلہ افزائی فرمائی۔ آپکی شادی آپ کے چچا کی لڑکی سے ہوئی۔ جن کے بطن سے آپکو تین لڑکیاں اور ایک لڑکا خداوند کریم نے عطا فرمایا ہے لڑکے کا نام شوکت علی خان ہے۔

نواب محمد غالب بیگ خان بہادر آصفجاہی

آپ اپنے والد نواب شہزور جنگ مرحوم کے انتقال کے بعد قابض جاگیرات ہوئے۔ شرفا نواز، جوہر شناس عالی فطرت اور فیض رسان ہونے کے ساتھ ساتھ بااخلاق، ذی مرتبت، بلند ہمت اور ملک کے مایۂ ناز جاگیردار ہونے کا آپ کو شرف حاصل ہے، آپ کی جاگیر کے انتظامات علاقہ دیوانی کے انتظامات کے مثل ہیں۔ آپ کے جاگیرات میں قانون و ضوابط سرکار عالی کے موافق انتظام ہے۔ آپ کے زیر سایہ جاگیر کی رعایا نہایت اطمینان اور خوشی و خرمی کے ساتھ اپنی زندگی بسر کر رہی ہے آپ ایک منتظم، معاملہ فہم، لائق و فائق، عالی حوصلہ اور امور انتظامی سے بخوبی واقفیت رکھنے والے نواب ہیں جیسے ہی نواب صاحب کے اسٹیٹ کے کاروبار نہایت خوش اسلوبی سے انجام پاتے ہیں۔ جوہر مردم شناسی جو آپ میں ہے وہ سب سے زیادہ قابل قدر ہے۔ آپ کا جو ملازم خیرخواہی و ایمانداری سے کام کرتا ہے اس کی آپ قدر کرنا اپنا اولین فریضہ تصور کرتے ہیں۔ سب سے بڑی خوبی آپ کی یہ ہے کہ آپ اپنی عزیز رعایا کی تکلیف کو اپنی تکلیف اور ان کی راحت کو اپنی راحت تصور فرماتے ہیں۔ شادی و بیاہ کے موقع پر اپنی رعایا کے ساتھ ہمہ قسم کی مدد اور ہمدردی کرنے سے دریغ نہیں کرتے۔

آپ کے دو فرزند ہیں جو بغرض حصول تعلیم انگلستان تشریف لے گئے ہیں۔ بڑے صاحبزادے نواب محمد سرتاج بیگ خان بہادر آصف جاہی اور چھوٹے صاحبزادے نواب محمد ممتاز بیگ خان بہادر آصف جاہی ہیں

یہ ہر دو انگلستان میں تعلیم زراعت و بیرسٹری کی تکمیل میں مشغول ہیں -

نواب غازی جنگ بہادر

آپ نواب میر سرفراز حسین خان صفدر جنگ مشیر الدولہ فخر الملک مرحوم کے خلف اکبر نواب میر غلام حسین خان صفدر جنگ حسام الدولہ فخر الملک اول مرحوم کے پوتے اور نواب میر اسد علی خان نظام یار جنگ حسام الملک خانخاناں کے بھتیجے اور نواب میر داور علی خان بہرام جنگ بہرام الدولہ مرحوم کے داماد اکبر ہیں۔ اپنے والد مرحوم کے زیر نگرانی اردو، فارسی، اور عربی کی تحصیل فرمائی۔ آپ کی تعلیم کے لئے مولوی سید علی حیدر صاحب نظم طباطبائی مرحوم المخاطب بہ نواب حیدر یار جنگ اور مولوی سید حسن صاحب صاحب قبلہ مرحوم جیسے جید عالم اور فاضل متبحر مقرر تھے۔ زمانہ کے متذکرہ میں آپ نے اچھی قابلیت بہم پہنچائی۔ ازاں بعد انگلستان روانہ ہوئے اور ایٹن کالج میں شریک ہوکر تعلیم حاصل فرمائی۔ آپکو ونڈسر کیاسل میں کوئین وکٹوریہ کے ساتھ چاء نوشی کا شرف حاصل ہوا۔ اور ایڈورڈ ہفتم سے جو اس زمانہ میں پرنس آف ویلز تھے آپکا تعارف ہوا۔ آپ نے کئی سال تک ڈیرہ دون کے فوجی کالج میں باضابطہ فوجی تربیت حاصل کی۔ اور سرکار عالی کی باضابطہ فوج میں بطور زائد کپتان داخل ہوئے اور ایک عرصہ تک فوجی ملازمت میں رہکر علیحدگی اختیار کی -

آپ اُن امرائے حیدرآباد سے ہیں جو امرائے حیدرآباد کہ صف اولین میں شمار ہوتے ہیں اور جن کے آباد اجداد مملکت آصفیہ میں مناصب جلیلہ پر فائز ہوکر حکومت کے دست و بازو رہے ہیں۔ وجاہت شرافت، سخاوت، امارت، دیانت، امانت آپ کے خاندان سے ہمیشہ وابستہ رہی ہے۔ آپکا خاندان زمانہ حال کے آداب و تہذیب کا اعلیٰ نمونہ شمار کیا جاتا ہے۔ بلکہ یوں کہا جاسکتا ہے کہ اس دور کی تہذیب کی رہنمائی امرائے حیدرآباد میں آپ کے والد مرحوم نے کی۔ ایسے ماحول میں تربیت پاکر آپ کی روشن خیالی اور معاشرتی ترقی آپکا پیش خیمہ ہوسکتی ہے۔ آپ میں یہ تمام صفات بدرجۂ اتم موجود ہیں -

آپ فوجی ملازمت سے علیحدگی اختیار کرنے کے بعد ہمہ تن اپنے خاندانی علمی مشاغل میں مصروف رہے آپ نہایت منکسر المزاج، خوش خلق، مردم شناس، ذی وجاہت، علم دوست، غریب پرور، شرفا نواز فیاض دل نواب ہیں۔ اپنی ذاتی اور خاندانی امارت و وجاہت کے باوجود ادنیٰ و اعلیٰ سے کشادہ پیشانی پیش آتے ہیں۔ حیدرآباد کی سوسائٹی میں اپنے خاندانی وقار کے موافق آپکو کافی رسوخ اور یہاں کی تمام جتنی تحریکات میں آپکی دلچسپی اور مالی امداد شریک ہے۔ خاصکر تعلیمی اور صرفتی تحریکات سے آپکو دلی ہمدردی ہے حسن اخلاق اور حسن سلوک جو عام طور پر امرائے حیدرآباد دکن کے جوہر امتیازی ہیں آپ میں بدرجۂ اعلیٰ موجود ہیں -

۱۳۲۵ھ میں آپ اپنے والد مرحوم کی جملہ جائداد و مناصب و اعزازات و جاگیرات سے سرفراز ہوے اور اس وقت سے اپنی جاگیرات کے انتظام میں مشغول ہیں۔ آپ نے انتظام امور کی قابلیت کا ورثہ اپنے نامور اجداد سے پایا ہے۔ چنانچہ اپنے جاگیر کے انتظامات نہایت ہی تدبر اعمار یا حسن وجوہ انجام دے رہے ہیں اور اپنی قابلیت و انصاف پسندی سے اپنی رعایا میں ہر دلعزیز ہیں۔ آپ کے جاگیرات کے لائق اور قابل معتمد مولوی مبارز الدین صاحب ہیں جو بفرمان حضرت اقدس و اعلیٰ آپ کے جاگیرات کے لئے خاص طور پر

مقرر ہوئے ہیں جن کی حسن کارگزاری سے اسٹیٹ کے انتظامی اور مالی میں جان پڑ گئی ہے۔
آپ کی شادی نواب میر داور علی خان بہرام جنگ بہرام الدولہ مرحوم کی بڑی صاحبزادی نواب تراب علی خان مختار الملک سر سالار جنگ کی نواسی سے نہایت تزک و احتشام کے ساتھ ہوئی۔ آپ کو تین صاحبزادیاں ہیں۔

نواب محمد غیاث الدین خان بہادر

آپ نواب محمد سلطان الدین خان نظام نواز جنگ سوم کے فرزند اکبر ہیں۔ آپ ۱۸۸۴ء میں پیدا ہوئے آپ کی ابتدائی تعلیم لائق اساتذہ سے اولاً گھر ہی پر ہوئی۔ زاں بعد آپ نے سٹی ہائی اسکول میں تعلیم حاصل فرمائی۔ ۱۳۲۹ف میں معتمد و الخدمت دوم تعلقدار ہوئے اسی سال امتحان ہال میں آپ نے بدرجۂ اعلیٰ کامیابی حاصل کی بزمانہ جوبلی سالگرہ جوبلی حضرت غفران مکان آپ نظامس اون مونٹیڈ و النٹیر کور میں شریک ہوکر فنون سپہ گری کی تعلیم حاصل کی۔ ۱۹۱۱ء میں حضرت اقدس و اعلیٰ کے ہمراہ دہلی دربار میں شرکت کی عزت حاصل فرمائی۔ بزمانہ طغیانی رود موسیٰ ریلیف کا کام بحسن و خوبی انجام دیا جس کے لئے منجانب سرکار عالی اظہار خوشنودی کیا گیا۔ آپ کو اسپورٹس کا بھی شوق رہا ہے ٹینس اچھی کھیلتے ہیں۔ نظام کلب کے آپ قدیم ممبروں میں سے ہیں اور مجلس جاگیرداران سرکار آصفیہ کے ایک دیرینہ رکن ہیں۔ آپ کاروبار مجلس سے دلچسپی رکھتے ہیں ۱۹۰۳ء میں آپ کی شادی آپ کے چچا نواب داور یار جنگ مرحوم کی اکلوتی صاحبزادی سے عمل میں آئی ۱۳۳۷ف میں ان کا بقضائے الٰہی انتقال ہو گیا۔ اس کے بعد ۱۳۴۰ف میں آپ نے دوسری شادی مولوی سید یوسف الدین صاحب مرحوم و مغفور صوبہ دار صوبہ گلبرگہ شریف کی صاحبزادی سے کی ان کے بطن سے دو اولاد نواب محمد امین الدین خان اور ایک دختر نیک اختر نواب سلطانہ بیگم صاحبہ موجود ہیں۔ آپ ۱۹۲۶ء میں لیجسلیٹیو کونسل کے ممبر مقرر ہوئے جاگیرات و مناصب آبائی سے سرفراز ہیں بڑے غریبوں کے نواب ہیں ہر کسی سے بکشادہ پیشانی پیش آتے ہیں اور اہل علم کی قدر کرتے ہیں۔

مولوی غلام یزدانی صاحب

آپ مولوی غلام جیلانی صاحب نقشبندی کے فرزند ہیں آپ ۱۲۹۴ف میں بمقام دارالسلطنت دہلی (جو آپکا وطن ہے) پیدا ہوئے۔ ابتدائی تعلیم کے بعد آپ دہلی کے گورنمنٹ اسکول اور پھر اسٹیفنز کالج میں داخل ہوئے اور آخر الذکر کالج سے پنجاب یونیورسٹی کی بی۔ اے کی ڈگری امتیاز کے ساتھ حاصل کی۔ علوم مشرقیہ کی تعلیم آپ نے شمس العلما مولوی نذیر احمد صاحب اور مولوی محمد اسحٰق جیسے متبحر علماء سے حاصل کی۔ اور اس شعبہ میں اعلیٰ قابلیت و ذہانت دکھا کر متعدد تمغہ جات و انعامات حاصل کئے۔ تعلیم سے فارغ ہوکر آپ نے سرکار انگریزی کی ملازمت شروع کی اور پنجاب حکومت کے ماتحت تحصیلدار مقرر کئے گئے گو آپ نے اس سلسلہ میں اپنے فرائض نہایت ہی قابلیت اور اصابت رائے سے انجام دیئے تاہم آپکا میلان طبعی علمی کاموں کی طرف تھا۔ اس لئے اس محکمہ کو ترک کرکے محکمہ تعلیمات میں قدم رکھا اور ۱۹۰۹ء میں عربی و فارسی کی پروفیسری کی جائداد پر مقرر ہوکر ڈھاکہ (مشرقی بنگال) چلے گئے۔ جہاں چھ سال تک نمایاں علمی خدمات انجام دیتے رہے۔ ۱۳۲۳ف میں آپ سلک ملازمت سرکار عالی میں بحیثیت

ناظم سررشتۂ آثار قدیمہ داخل ہوئے اور اس وقت سے برابر اسی سررشتہ میں کام کر رہے ہیں آپ کے دور میں سرکار آصفیہ کے محکمہ آثار قدیمہ نے اس قدر غیر معمولی ترقی کی کہ آج یہ سررشتہ بلا شبہ ممالک متحدہ کے بہترین معیار پر پورا اترتا ہے اور ہندوستان میں سرکار انگریزی کا محکمہ آثار قدیمہ بھی حسن انتظام اور آثار کی نگرانی اور درستی میں اس کا مقابلہ نہیں کر سکتا۔ اجنٹہ اور ایلورہ کے غار ورنگل وغیرہ کے منادر، خلد آباد دولت آباد، بیدر، گولکنڈہ اور گلبرگہ شریف وغیرہ کی اسلامی یادگاریں، اور پانگل وغیرہ کے قدیم آثار اس حسن انتظام کی زندہ مثالیں ہیں۔

نواب غازی یار جنگ بہادر

آپ شمس العلماء، نواب عزیز جنگ مرحوم و مغفور کے خلف اکبر ہیں۔ آپ کا اصلی نام غازی الدین احمد ہے آپ ۲۴۔ آبان ۱۲۹۰ف کو پیدا ہوئے آپ نے عربی اور فارسی کی تعلیم اپنے لائق و فائق والد سے حاصل فرمائی۔ ازاں بعد تحصیل علم انگریزی کے لئے مدرسۂ اعزہ اور اس کے بعد سینٹ جارجس گرامر اسکول میں شریک ہوئے۔ گورنمنٹ عالیہ آصفیہ نے آپ کے نام وظیفہ تعلیمی جاری فرمایا جسے آپ حصول ملازمت سرکار عالی تک حاصل فرماتے رہے جوڈیشل کے امتحان میں آپ نے کامیابی حاصل فرما کر ۱۳۱۳ف میں آنریری مجسٹریٹ مقرر ہوئے اس کے کچھ عرصہ کے بعد آپ ناظم عدالت سمستان امر چنتہ کی خدمت پر فائز ہوئے۔ اور آپ نے نہایت خوش اسلوبی سے اپنے مفوضہ خدمات کو انجام دیا۔ دو سال بعد یعنے ۲۴ فروردی ۱۳۱۵ف کو آپ منصفی اورنگ آباد کی خدمت پر فائز ہوئے اور درجہ بدرجہ ترقی کرتے کرتے آپ یکم خورداد ۱۳۳۱ف کو زائد ناظم عدالت ضلع ناندیڑ ۱۶۔ فروردی ۱۳۳۲ف کو ناظم عدالت ضلع نلگنڈہ اور ۳۰ دے ۱۳۳۲ف کو ناظم دوم دیوانی بلدہ ۲۸۔ فروردی ۱۳۳۳ف کو ناظم دیوانی ضلع نلگنڈہ ۱۴ اسفندار ۱۳۳۴ف کو ناظم عدالت دارالقضا ۹۔ فروردی ۱۳۳۵ف کو ناظم صدر عدالت صوبہ اورنگ آباد ازاں بعد ۲۔ تیر ۱۳۳۷ف کو ناظم صدر عدالت صوبۂ میدک اور اس کے بعد ۸۔ آذر ۱۳۳۹ف کو ناظم صدر عدالت صوبۂ ورنگل ہوئے۔ قانونی معلومات لیاقت و قابلیت، کارگزاری اور تجربہ کی وجہ آپ کو بارگاہ خسروی سے مجلس عالیہ عدالت کی رکنیت سے سرفرازی بخشی گئی۔ اس وقت آپ انسپکٹر جنرل عدالتہائے ممالک محروسہ سرکار عالی کے اہم خدمات کو انجام دے رہے ہیں۔ آپ نہایت خوش خلق، ملنسار، خوش اخلاق، پابند صوم و صلوٰۃ نواب ہیں۔ زہد و تقویٰ آپ کا بے نظیر ہے آپ کی جتنی تعریف کی جائے کم ہے۔ اپنے والد مرحوم کی قبر پر ہمیشہ صبح و شام دو وقت فاتحہ خوانی کے لئے اپنے مکان سے پاپیادہ تشریف لاتے ہیں جو آپ کی سعادتمندی کی بین دلیل ہے۔

نواب فخر نواز جنگ بہادر

آپ کا اصلی نام محمد علی محمد خاں ہے آپ نواب محمد وزارت علیخان علی یاور جنگ مرحوم کے خلف اکبر اور خاندان نور الامرائی کے معزز اور تعلیم یافتہ رکن ہیں۔ آپ نے ایف۔ اے علی گڑھ سے کامیاب کر کے جامعہ عثمانیہ میں شرکت کی اور یہاں سے ایم۔ اے۔ ایل۔ ایل۔ بی کی ڈگریاں حاصل کیں۔ ۱۳۴۶ف میں مددگار ناظم صنعت و حرفت کی حیثیت سے سلک ملازمت سرکار عالی میں داخل ہوئے آپ کی قابلیت علمی اور ملک کی فلاح و بہبود کے خدمات کے مد نظر آپ کا انتخاب بہ حیثیت رفیق جامعہ عثمانیہ اور رکن مجلس بلدیہ عمل میں آیا

اپنے والد کے بعد تمام جاگیرات واعزاز ومناصب وجائیداد آبائی سے مفتخر ہوئے۔ بتقریب سالگرہ مبارک خطاب نواب فخر نواز جنگ بہادر سے سرفرازی پائے۔ آپکو اپنی جاگیر میں عدالتی و کوتوالی اختیارات حاصل ہیں۔ انجمن طیلسانین عثمانیہ کا قیام اور اس کے بعد تین سال تک متواتر پریسیڈنٹ رہکر اُس کی تربیت کی اور پیر پر کھڑا کردیا۔ آپ اعلیٰ تعلیم یافتہ نیک نفس، خوش اخلاق نواب ہیں۔ ہر کسی سے بکشادہ پیشانی پیش آتے ہیں۔ آپ اپنی خاندانی روایات کے محافظ ملک ومالک کی خدمتگزاری کو اپنا دین وآئین سمجھتے ہیں۔ ان خصوصیات سے مزین شاید ہی اور دو چار لڑکے امراء کے دکھائی دیں۔

نواب فخر یار جنگ بہادر

آپ کا اصلی نام نواب فخر الدین احمد خاں ہے۔ آپ مولوی غلام احمد خان سابق وزیر مال ریاست کشمیر کے صاحبزادے ہیں آپ ۱۲۹۲ف میں اپنے وطن دھوگر ضلع جالندھر (پنجاب) میں پیدا ہوئے اور سیالکوٹ میں ابتدائی اور ثانوی تعلیم کے مدارج طے کر کے علی گڑھ کالج میں داخل ہوئے اور وہاں سے بی۔ اے کی ڈگری حاصل کی۔ تعلیم سے فراغت پاکر آپ زراعت کی طرف متوجہ ہوئے اور اپنے ذاتی وسائل سے کئی سال تک اس شغلہ کو جاری رکھا۔ اس کے بعد حکومت ہند کے محکمہ سیاسیات میں ملازمت اختیار کی۔ اور ایجنٹ دربار کابل کے ساتھ کام کرتے رہے۔ پھر آپ نے ریاست پٹیالہ میں بندوبست کا کام سیکھا اور وہیں مجسٹریٹی کے عہدہ پر متعین ہوگئے۔ کچھ دنوں بعد آپ پھر سرکار انگریزی کی ملازمت پر مائل ہوئے۔ اور سررشتہ فینانس میں آپ کا تقرر ہوا۔ لیکن آپکی صحت نے مساعدت نہ کی اور آپ نے ملازمت ترک کر کے پھر اپنا پرانا شغل زراعت اختیار کرلیا۔ اس شغل میں آپ کو تھوڑی ہی مدت گزری تھی کہ سرکار عالی کو آپ کے خدمات کی ضرورت ہوئی۔ اور ۱۳۲۲ف میں آپ بطور مددگار صدر محاسب شاخ تنقیح تعمیرات عامہ مقرر ہوکر حیدرآباد آئے۔ یہاں کی فضا آپ کو اس قدر راس آئی کہ آپ نے اپنے فرائض میں انہاک کے ساتھ جلد جلد ترقی کے مدارج طے کرنے شروع کردیئے۔ چنانچہ دو ہی سال کے اندر آپ نائب صدر محاسب ہوگئے اور ۱۳۲۵ف میں منصرم صدر محاسب کے منصب جلیلہ پر ترقی پائی۔ منصرمی کی خدمات چند ماہ انجام دینے کے بعد آپ مستقل صدر محاسب ہوگئے۔ اس کے تین سال بعد ۱۳۲۸ف میں آپنے ترقی کا ایک اور بڑا زینہ طے کیا۔ اور معتمدی سررشتہ فینانس کے منصب اعلیٰ پر فائز ہوگئے اور ۱۵۔ رمضان المبارک ۱۳۵۵ھ کو آپ منصرم صدر المہام عدالت وامور مذہبی ہوئے از آں بعد ۲۹۔ ذیحجۃ الحرام ۱۳۵۵ھ کو منصرم صدر المہام فینانس مقرر ہوگئے جس پر اس وقت آپ کارگزار ہیں۔ صدر محاسبی وغیر معتمدی کے زمانہ میں آپ نے صیغۂ فینانس میں نہایت ہی قابل قدر اور مفید اصلاحیں کیں۔ اور سرکار عالی کے توفیر محاصل میں آپ کی کوششیں بہت کچھ دخیل رہیں۔ پرامیسری نوٹ اور کرنسی نوٹ کے اجرا کا سہرا بھی آپ ہی کے سر ہے۔ اس کے علاوہ آپ نے متعدد اہم کمیشنوں میں بھی نمایاں خدمات انجام دیں اور سرکار عالی سے اعزاز و سرخروئی حاصل کی۔ اپنے عہدہ کی مصروفیتوں کے باوجود آپ کو ملک کے تعلیمی و اخلاقی مسائل میں خاص دلچسپی ہے۔ اور جامعہ عثمانیہ کے رکن کی حیثیت سے آپ کے مفید مشورے اور وسیع انتظامی تجربے سے جامعہ مذکور کو بہت کچھ نفع پہنچتا ہے۔ تعلیمات میں آپکو مذہبی اسلامی تعلیم سے خاص ہمدردی ہے اور اپنے متعلقین میں بھی آپ اس کی تحصیل پر

زور دیتے رہتے ہیں۔

نواب فصاحت جنگ بہادر

آپ کا نام حافظ جلیل حسن ہے۔ آپ حافظ عبدالکریم صاحب کے فرزند ہیں۔ آپ اپنے وطن مانک پور میں پیدا ہوئے۔ لکھنو میں نشوو نما اور تعلیم پاکر قدیم فارسی زبان میں زبردست استعداد بہم پہنچائی۔ بیس سال کے سن میں منشی امیر احمد صاحب امیر مینائی کے شاگرد ہوئے اور تادم والپسیں تعشق الستاد کے قدموں سے جدا نہ ہوئے۔ عروض و قوافی کے ساتھ ساتھ جملہ معلومات و نکات شاعری حضرت امیر مرحوم ہی کے خوان ادب سے حاصل کیا۔ رامپور میں امیر اللغات کا دفتر قایم ہوا تو اس کا دائرہ ادارت آپ کے سپرد کیا گیا۔ مشق سخن اور امیر اللغات کی ترتیب و تہذیب کے زمانہ میں استاد نے آپکی اصلاح و تہذیب میں جس قدر محنت فرمائی۔ اس کا بہتر نتیجہ اپنی زندگی ہی میں ملاحظہ فرمالیا۔ حضرت امیر مینائی حیدرآباد تشریف لائے تو آپ کو بھی اپنے ہمراہ لائے اور اس وقت سے آپ یہاں اقامت پذیر ہیں استاد کی وفات کے بعد آپکو اور جناب اختر صاحب کو مہاراجہ سرتریمین السلطنۃ بہادر کی مہمان نوازی اور سرپرستی کی عزت حاصل ہوئی۔ تو مہاراجہ کے نظم و نثر کے دو رسالے محبوب الکلام اور دبدبۂ آصفی کی ترتیب کا اہتمام آپ کے ہاتھ میں آگیا۔ اسی زمانہ سے آپنے تذکیر و تانیث پر اسی نام سے ایک مبسوط کتاب لکھکر موجودہ زمانہ کی ایک بڑی ضرورت کو پورا فرما دیا جناب اختر مینائی کی معیت میں کہا جاتا ہے کہ آپ نے حیدرآباد کی ایک تاریخ بھی اسی زمانہ میں ارقام فرمائی تھی شاعری اور رسالہ نگاری کی اس حالت پر آپ اس وقت تک قایم رہے کہ حضرت غفران مکان کی بارگاہ عالی سے آپ کا تعلق ہوگیا۔ یہ واقعہ ۱۵۔ شوال ۱۳۲۷ھ م ۱۹۱۰ء کا ہے آپ کا پہلا دیوان تاج سخن اُسی زمانہ کی یادگار ہے۔

جب حضور پُرنور سریرآرائے سلطنت ہوئے تو اپنے پدر عالی قدر کے جواہر ریزوں میں سے اس گوہر شاہوار کو بھی انتخاب فرمایا۔ اُس وقت سے اب تک آپ عطیات شاہانہ سے سرفراز ہوتے رہے ہیں فصاحت جنگ کا خطاب بھی مراحم خسروانہ میں سے ایک ہے۔

نواب محمد فیاض علی خان بہادر

آپ نواب محمد شجاعت علی خان مرحوم کے فرزند چہارم اور نواب محمد دلاور علی خان دلاور الدولہ مرحوم کے پوتے ہیں۔ آپ ۲۵۔ شوال المکرم ۱۳۲۹ھ کو پیدا ہوئے آپ کی نہایت کمسنی میں آپ کے والد ماجد کا سایہ آپ کے سر سے اٹھ گیا۔ آپ اپنے ذاتی شوق سے فارسی، اردو، عربی کی تحصیل کی۔ ازاں بعد منشی فاضل اور امتحان قانون کا خیال ہوا مگر سلسلۂ علالت ایک مدت طویل تک جاری رہنے سے آپکو اپنے خیال کو ملتوی کردینا پڑا۔ آپ کی شادی دختر نواب مرزا حسین خان مرحوم فرزند اصغر نواب معتمد الدولہ مرحوم برادر خرد نواب لطیف نواز جنگ بہادر مددگار معتمد صنعت و حرفت سرکار عالی سے بتاریخ ۴۔ ذی الحجۃ الحرام ۱۳۵۴ھ ہوئی۔ آپ ایک خوش خلق ملنسار نواب ہیں۔

مولوی سید فضل اللہ صاحب

آپ حیدرآباد کے ایک معزز و ممتاز خاندان کے فرد ہیں۔ آپ بمقام بلدہ حیدرآباد فرخندہ بنیاد ۱۳۰۶ف میں پیدا ہوئے۔ تعلیم سے فراغت پاکر آپ نے حیدرآباد کے سیول سرویس کا امتحان پاس کیا اور ایک سال تک سرکار انگریزی کے علاقہ میں بہ حیثیت پروبیشنر کام سیکھنے کے بعد ۱۳۲۸ف میں بہ حیثیت زائد سوم تعلقدار سررشتہ مالگذاری بلدہ میں مقرر ہوئے۔ اسی حیثیت سے چند ماہ تک بلدہ اور ضلع بیڑ میں کام کرنے کے بعد آپ کو کیمپ افسری قحط کا عہدہ مل گیا۔ اور تعلقہ گیورائی میں آپ نے اپنی قابلیت اور کارگذاری کا نمایاں اظہار کیا چنانچہ ۱۳۳۰ف تک آپکو زیادہ تر قحط ہی کے سلسلہ میں کام کرنا پڑا۔ آخرالذکر سال میں آپ سررشتہ انجمن اتحادی میں منتقل کئے گئے اور مددگار رجسٹرار کے طور پر اورنگ آباد میں آپ کا تقرر ہوا اور اس حیثیت سے آپ ایک مدت تک نہایت ہی قابلیت سے اپنے فرائض انجام دیتے رہے حتیٰ کہ ۱۳۳۷ف میں آپکو ترقی کا ایک اور زینہ عطا ہوا اور ایک ماہ کے لئے عارضی طور پر آپ کو نظامت سررشتہ انجمن اتحادی کی خدمات نمایاں کامیابی کے ساتھ انجام دینے کا موقع ملا۔ یہاں سے چند ماہ کے لئے آپ مددگار ناظم کے منصب پر واپس گئے۔ لیکن بہت جلد پھر آپ کو نظامت کی خدمات سپرد ہوگئیں۔ جن کو آپ اس وقت تک نہایت ہی مستعدی اور قابلیت سے انجام دیتے رہے ہیں۔

خان فضل محمد خان صاحب

آپ ضلع ہوشیارپور (پنجاب) کے ایک نامور خاندان افاغنہ لودی کے فرد ہیں۔ آپ ۱۸۸۲ء م ۱۲۹۲ف میں بمقام ہوشیارپور پیدا ہوئے اور وہیں سرکار انگریزی کے مدارس میں ابتدائی مکتبی تعلیم حاصل کرکے گورنمنٹ کالج لاہور میں داخل ہوئے جہاں آپکی قابلیت اور ذہانت کا بہت جلد شہرہ ہونے لگا۔ اور ہر یونیورسٹی کے امتحان میں آپ سارے صوبہ پنجاب میں امتیازی خصوصیت حاصل کرتے رہے حتیٰ کہ جب ۱۹۰۲ء میں آپ بی۔ اے کے امتحان میں ساری یونیورسٹی میں اول آئے تو حسب معمول آپکو ولایت جاکر اعلیٰ تعلیم حاصل کرنے کے لئے سرکاری وظیفہ ملا چنانچہ آپ نے انگلستان جاکر کیمبرج یونیورسٹی میں نمایاں کامیابی کے ساتھ بی۔ اے پاس کیا اور فن ریاضی میں اول رینگلر کا امتیاز حاصل کیا۔ جو اس وقت تک دنیا میں کسی مسلمان کو حاصل نہیں ہوا تھا اس اعلیٰ کامیابی کے بعد واپسی پر آپ کو حکومت پنجاب ہی کے محکمہ تعلیم میں منصب ملازمت حاصل ہوگئی اور ۱۹۰۶ء سے ۱۹۱۴ء تک آپ اسی صوبہ میں نہایت اعلیٰ خدمات انجام دیتے رہے۔ یہاں تک کہ سرکار عالی نے آپکی اعلیٰ قابلیت سے مطلع ہوکر آپکی خدمات یہاں کے محکمہ تعلیم کے لئے مستعار لیں۔ اور مقررہ میعاد مستعار پوری کرنے کے بعد آپ پنجاب واپس گئے۔ جہاں ۱۹۲۸ء تک آپ ذمہ دار تعلیمی عہدوں پر قابلیت کے ساتھ کام کرتے رہے آخرالذکر سال میں نواب مسعود جنگ مرحوم کے وظیفہ یاب ہونے پر سرکار عالی کو آپ کی خدمات کی پھر ضرورت ہوئی۔ اور اس مرتبہ آپ ناظم تعلیمات کے اعلیٰ منصب پر فائز کئے گئے مملکت حیدرآباد کی تعلیمی ترقی بہت بڑی حد تک آپکی اعلیٰ انتظامی قابلیت اور انتھک اصلاحی کوششوں کی رہین منت ہے۔ نواب مسعود جنگ مرحوم کا دور نظامت جن انقلاب انگیز اصلاحات کا حامل تھا ان کو

بنانے کے لئے آپ جیسے فاضل اور کاردان حاکم کی ضرورت تھی۔ اور اس میں شک نہیں کہ آپ نے اپنے دور میں نہ صرف گذشتہ اصلاحات کو نباہا بلکہ تعلیمی ترقی کی رفتار کو بہت کچھ تیز کر دیا جس کا نتیجہ یہ ہے کہ آج اس مملکت کی تعلیمی حالت اکثر برطانوی ہند کے صوبوں سے بہتر ہے سنہ ۱۳۴۶ف میں آپ اپنی اس خدمت کا جائزہ مولوی سید محمد حسین صاحب جعفری کو دیکر مشیر تعلیمات کے عہدہ پر فائز ہوئے اور اس وقت اپنے فرائض منصبی کو باحسن الوجوہ انجام دے رہے ہیں۔

نواب محمد فیاض الدین خان بہادر

آپ نواب محمد اسد الدین خان مرحوم کے خلف اکبر اور نواب حافظ یار جنگ مرحوم کے پوتے ہیں۔ مختلف زبانوں میں معقول استعداد رکھتے ہیں۔ فطرتاً طبیعت میں علمی ذوق ہے۔ اپنے ملک کی خدمات کے انجام دینے کا بے حد شوق ہے آپ کی انتظامی قابلیت لائق ستائش ہے۔ مجلس وضع آئین و قوانین کے رکن معزز مجلس جاگیرداران سرکار آصفیہ نظام و الٹیر کور اور مفید الانام ہائی اسکول کے معتمد، جاگیردار کو اپریٹو بنک اور رنوبلس کلب کے شریک معتمد اور مجلس انتظامی بلدیہ بنک کے رکن ہیں نہایت خوش خلق، ہمدرد اور ملنسار نواب ہیں۔ اہل ملک اور اہل علم کی عزت کرتے ہیں۔ با عزت اور با وقار جاگیرداروں میں آپ کا شمار ہے۔ چہرہ سے شان امیرانہ ہویدا ہے۔ نواب لطف الدولہ مرحوم امیر پائیگاہ کے داماد ہوتے ہیں طبقہ جاگیرداران کی جانب سے مجلس بلدیہ میں آپ نمائندگی کر رہے ہیں۔

نواب فرید نواز جنگ بہادر

آپ کا نام نامی محمد فرید الدین خان ہے آپ نواب مختار الدین خان نامور جنگ اقتدار الدولہ سلطان الملک بہادر کے فرزند سوم نواب محمد فضل الدین خان سکندر جنگ اقبال الدولہ اقتدار الملک سر وقار الامراء مرحوم کے پوتے ہیں آپ سنہ ۱۳۱۲ھ میں پیدا ہوئے اولاً گھر پر اردو، فارسی، اور عربی کی تحصیل کی۔ زاں بعد نظام کالج میں شریک ہو کر انگریزی کی تعلیم حاصل فرمائی سنہ ۱۳۳۴ھ میں آپکی شادی حضرتہ غوث النسا بیگم صاحبہ حضرت غفران مکان کی دوسری صاحبزادی سے ہوئی۔ اور سنہ ۱۳۳۵ھ میں حضور پرنور خلد اللہ ملکہٗ و سلطنتہٗ نے آپکو "فرید نواز جنگ" کے خطاب مستطاب سے سرفرازی بخشی آپ ایک عرصہ تک فوجداری میں اعزازی مجسٹریٹ کے خدمات انجام دیتے رہے۔ آپ ایک لائق نواب ہیں۔ آپکو قانون اور ادب میں ید طولیٰ حاصل ہے۔ آپ نے کئی ایک اچھی کتابیں اردو اور فارسی میں تصنیف فرمائی ہیں۔ جو بہت مقبول ہوئیں ونیز ۱۶۔ ذی قعدہ سنہ ۱۳۵۳ھ میں آپ اپنی دادی صاحبہ محل نواب سر وقار الامراء مرحوم صاحبزادی نواب افضل الدولہ مرحوم کے ہمراہ حج بیت اللہ و زیارت مدینہ منورہ سے مشرف ہو چکے ہیں۔

صاحبزادہ کمانڈر نواب قدرت نواز جنگ بہادر

آپ نواب جہانگیر جنگ مرحوم و مغفور کے صاحبزادے اور ہز ہائینس پرنس آف برار شاہزادہ والاشان نواب میر حمایت علی خان اعظم جاہ بہادر ولی عہد سلطنت عالیہ آصفیہ اور شاہزادہ والاشان نواب میر شجاعت علی خان بہادر معظم جاہ بالقابہم کے حقیقی ماموں اور علیا حضرتہ ملکۂ دکن مدظلہا کے بھائی ہیں۔ اعلیٰ حضرت سلطان العلوم خلد اللہ ملکہٗ و سلطنتہٗ کے پاس آپکی

بڑی قدر و منزلت ہے۔ نظم جمعیت سرکار عالی کے آپ ناظم ہیں۔ باوجود امارت و شان و شوکت آپ اپنے فرائض منصبی کو نہایت دلدہی اور خوش اسلوبی سے انجام دیتے ہیں اور وقت کے پابند ہونے کے علاوہ بڑے منتظم واقع ہوئے ہیں۔ نہایت خوش خلق غریب پرور ماتحت نواز ملنسار نواب ہیں۔ اردو فارسی عربی اور انگریزی میں مہارت تامہ رکھتے ہیں۔ آپ کے جملہ ماتحتین آپ سے نہایت خوش ہیں۔ کیوں نہ ہوں آپ کا حسن سلوک ہی ان کے ساتھ ایسا ہے

نواب محمد قطب الدین خان بہادر

آپ کا تعلق خاندان نار نولی سے ہے آپ نواب محمد فرید الدین خان شہباز جنگ مرحوم کے فرزند ہیں سنہ ۱۳۰۲ھ میں پیدا ہوئے۔ گھر ہی پر عربی، فارسی کی تحصیل فرمائی۔ سنہ ۱۳۱۸ف میں آپ کے والد کا سایہ آپ کے سر سے اٹھ گیا اور آپ اپنے والد کی جملہ جائداد مناصب و جاگیرات و اعزازات سے مفتخر ہوئے۔ آپ کے خاندانی اعزازات و خدمات اور آپ کی ذاتی لیاقت و قابلیت کی وجہ آپ اولاً مددگار صدر محاسب صرفخاص مبارک ہوئے ازاں بعد آپ کے خدمات دیوانی میں منتقل ہوئے ہم ادے سنہ ۱۳۳۷ف کو آپ دوم تعلقدار درجہ سوم ورنگل مقرر ہوئے۔ مختلف اضلاع ممالک محروسہ سرکار عالی میں آپ نے خدمات انجام دیں۔ ۱۱ خورداد سنہ ۱۳۳۷ف کو آپ نے مددگار تعلقدار کی حیثیت سے اورنگ آباد میں خدمت انجام دی۔ آپ ایک حلیم الطبع، منکسر المزاج، خلیق اور ملنسار نواب ہیں۔ آبائی اعزازات کے مدنظر آپ کو دیوڑھی دربار کی عزت حاصل ہے۔ آپ کی شادی نواب فصیح جنگ مرحوم سابق معتمد مالگذاری کی بڑی صاحبزادی سے ہوئی۔ جن سے آپ کو تین صاحبزادیاں اور تین صاحبزادے (۱) نواب محمد فرید الدین خاں (۲) نواب محمد برہان الدین خاں اور (۳) نواب محمد قاسم الدین خاں ہیں۔ یہ تینوں صاحبزادے الولد سرلابیہ کے مصداق اپنے والد کی طرح خلیق ہیں اور والد کے ہی زیر نگرانی مدرسہ عالیہ میں تعلیم حاصل کر رہے ہیں

نواب مرزا قربان علی خان بہادر

آپ نواب مرزا علی حسین خان مرحوم کے فرزند ہیں۔ بعد انفراغ تعلیم بعد واگذاشت کورٹ آپ اپنے موروثی جاگیرات (التمغا) سے حسب فرمان خسروی مفتخر ہوئے آپ کی شادی نواب دولت یار جنگ مرحوم کی دختر سے ہوئی۔ جن کے بطن سے آپ کو ایک فرزند نواب مرزا علی حسین خان بہادر ہیں جنہوں نے اپنے والد بزرگوار کے زیر نگرانی سینیر کیمبرج کا امتحان کامیاب کر کے بی۔ اے کے امتحان میں کامیابی حاصل فرمائی۔ آپ کی شادی ۲۰ شعبان المعظم سنہ ۱۳۵۵ھ کو نواب داؤد جنگ بہادر کی دختر سے ہوئی جس میں حضرت اقدس و اعلی نے شرکت فرما کر آپ کی عزت افزائی فرمائی۔ آپ خوش اخلاق، کم سخن اور معاملہ فہم نواب ہیں۔ آپ کے فرزند بھی الولد سرلابیہ کے مصداق اپنے والد کے قدم بقدم ہیں۔

راجہ راجایان مہاراجہ سرکشن پرشاد بہادر

آپ امرائے حیدرآباد کے اس خاندان سے تعلق رکھتے ہیں جو انصرام امور سلطنت میں تاجداران آصفجاہی کا ایک مدت سے دست راست رہا ہے اور جس کی ممتاز

خدمات ملک و مالک کے لئے تاریخ حیدرآباد کے اوراق زرین میں شمار ہوتی ہیں۔ یہ خاندان دراصل
مملکت آصفیہ ہی کی تاریخ میں نہیں بلکہ شاہان مغلیہ کی تاریخ میں بھی نمایاں جگہ حاصل کر چکا ہے۔ آپکا سلسلہ
نسب راجہ ٹوڈرمل تک پہنچتا ہے جو دربار اکبری کے نورتن میں شامل تھے اور جن کا نظام بندوبست آج
بھی ہندوستان میں قابل تقلید سمجھا جا رہا ہے۔ اسی طرح مہاراجہ چندو لعل جن کے آپ جانشین ہیں۔
حیدرآباد کے ممتاز ترین وزراء میں شمار کئے جاتے ہیں۔ بلکہ ان کی شہرت کا یہ عالم تھا کہ ایک مدت تک
برطانوی ہند میں حیدرآباد کو حیدرآباد سندھ سے ممتاز کرنے کے لئے عام لوگ مہاراجہ چندو لعل کا حیدرآباد
کہتے رہے۔ آپ راجہ راجان ہری کشن آنجہانی کے اکلوتے فرزند اور نرائن پرشاد نریندر بہادر کی
اکلوتی صاحبزادی کے لخت جگر ہیں۔ اور سنہ ۱۲۸۱ھ میں بمقام بلدہ حیدرآباد پیدا ہوئے۔ تعلیم و تربیت
آپ نے اپنے نانا کے آغوش عاطفت میں پائی اور ان کے انتقال پر حسب فرمان خسروی ان کے
جانشین بھی آپ ہی قرار پائے۔ مدرسہ عالیہ میں داخل ہونے سے قبل ہی آپ نے خانگی طور پر فارسی عربی
انگریزی، گورمکھی، سنسکرت، مرہٹی، تلنگی وغیرہ میں مہارت حاصل کر لی تھی۔ اور انگریز بالوں میں بے تکلف
گفتگو کرتے تھے سنہ ۱۳۱۰ھ میں جب آپ تعلیم سے فارغ ہوئے تو حضرت غفران مکان کی بارگاہ سے آپکو
موروثی خدمت پیشکاری اور خطابات راجہ رائے رایان مہاراجہ بہادر سے سرفرازی بخشی گئی۔ اور چند ہی
ماہ بعد آپ وزارت فوج کے منصب جلیلہ پر فائز کئے گئے سنہ ۱۳۱۵ھ میں آپ مجلس امراء کے رکن بنائے گئے
اور سنہ ۱۳۱۹ھ میں مدارالمہامی کے منصب پر منفرمانہ تقرر ہوا جس پر سنہ ۱۳۲۰ھ میں مستقل کر دیئے گئے اور
۱۰ سال کی نمایاں اور قابل قدر خدمات کے بعد سنہ ۱۳۳۰ھ میں استعفی دیکر سبکدوش ہوئے لیکن چند ہی سال بعد مملکت آصفیہ کو پھر آپکی خدمات
کی ضرورت ہوئی اور سنہ ۱۳۴۲ف میں آپکو صدراعظم کا منصب تفویض ہوا جس پر آپ سنہ ۱۳۵۵ھ تک مور و کار گذار رہے بالآخر
مذکور میں آپ نے بوجہ پیرانہ سالی استعفی پیش کر کے سبکدوشی حاصل فرمالی۔ آپ کی ذاتی خصوصیات اور
اخلاقی خوبیاں خیطۂ شمار سے باہر ہیں۔ تاہم حسن خلق، علم و فن کی قدردانی، مروت، سخاوت، رواداری
وغیرہ میں آپ کا دربار امرائے سلف کی یاد کو تازہ کرتا ہے اور درحقیقت حیدرآباد میں آپ ہی کی
ذات سے امراء کی یہ قدیم روایات قایم ہیں۔ آپ خود ایک خوش گو شاعر اور وقیع النظر مصنف ہیں
اس لئے اہل علم کی آپ کے دربار میں خاص قدر افزائی ہوتی ہے۔ یوں تو آپ ہر صنف سخن میں فکر
فرماتے ہیں لیکن آپ کے نعتیہ اشعار کو خاص شہرت و قبولیت حاصل ہے آپکا کلام تصوف کے رنگ میں ڈوبا
ہوا ہوتا ہے۔ آپکی مذہبی رواداری کا یہ عالم ہے کہ آپکی خدمت میں حاضر ہونے کے بعد تمام مذہبی امتیازات
فراموش ہوجاتے ہیں۔ آپ کے محلات میں ہندو مسلم دونوں شامل ہیں اور آپ کے صاحبزادگان اپنی
ماؤں کے مذہب پر ہیں اور اسی مناسبت سے ان کے نام رکھے گئے ہیں مراسم ترتیب و پرورش و نیز عقد
و نکاح وغیرہ بھی اسی طرح انجام پاتے ہیں۔ گویا آپ کی ذات ہند و مسلم اتحاد کا ایک بہترین نمونہ ہے آپکے
اخلاق و عادات۔ انداز گفتگو مذہبی رواداری کی اعلی ترین مثال ہے۔ آپ کا خاندانی اعزاز سرکار
انگریزی میں بھی مسلم ہے جس سے آپکو جی۔ سی۔ آئی۔ ای کا خطاب عطا ہوا جو والیان ریاست کے اور
مخصوص ہے۔ بہ حیثیت صدراعظم آپ حکام انگریزی کی طرف سے ہزاکسلنسی سے مخاطب کئے جاتے تھے بہادر
آپ بھی شریک

جو وزرائے دول آزاد کے لئے استعمال ہوتا ہے۔

نواب کمال یار جنگ بہادر

آپ نواب میر اسد علی خان (خانخاناں) مرحوم و مغفور کے خلف الصدق، نواب میر غلام حسین خان فخر الملک اولی مرحوم و مغفور کے پوتے، نواب میر محمد علی خان ذوالفقار جنگ مرحوم و مغفور کے نواسے اور نواب میر سرفراز حسین خان ثانی مرحوم و مغفور کے بھتیجے و نیز داماد ہوتے ہیں۔ آپ عظیم الشان خاندان خان خانی کے وارث ہیں۔ آپ بتاریخ ۱۶ صفر سنہ ۱۳۱۲ھ (۲) بجے دن کے تولد ہوئے۔ آپ کی ولادت کی تاریخ جو کہی گئی تھی وہ ہدیہ ناظرین کی جاتی ہے جو لطف سے خالی نہیں۔

قطعہ

بفضل رب اکرم خانخاناں یافت فرزندی ۔۔۔ بحق آل احمد عمر طبعی یافت و لادش

چو فخر العصر بہر سال مولودش بود اشہر ۔۔۔ بگو بہر پسر "فخر المعاصر" سال میلادش

۱۳۱۲ھ

بعمر پنجسالگی آپ کی تعلیم کا آغاز ہوا۔ آپ کے والد مرحوم نے آپ کی تعلیم و تربیت پر خاص توجہ فرمائی اور لائق طور خانگی لائق استادوں سے اپنے گھر پر اردو، عربی، فارسی اور انگریزی کی تعلیم حاصل فرمائی۔ آپ علوم مشرقی و مغربی میں لیاقت تامہ رکھتے ہیں۔ آپکی تحریر و تقریر اردو، فارسی اور انگریزی نہایت شستہ اور دلچسپ ہوتی ہے جس کو سن کر ہر انصاف پسند آپ کے اعلیٰ درجہ کے لائق ہونے کا مقر ہو سکتا ہے۔ بوجہ ذہانت آپکا تعلیمی زمانہ بہت اچھا گذرا۔ الحاصل آپ کی اچھی قابلیت ہے۔ شکار، نیزہ بازی، شہسواری اور دیگر مردانہ کھیلوں میں بھی آپکو مشق کرائی گئی۔ ان کھیلوں میں آپ کو خاص دلچسپی ہونے کے علاوہ مہارت تامہ حاصل ہے اور شاعری میں ید طولیٰ رکھتے ہیں کمال تخلص فرماتے ہیں۔

آپ اپنے والد مرحوم و مغفور کے حین حیات ہی میں ان کی پیرانہ سالی کی وجہ سے جائداد و املاک و جاگیرات کے کاروبار خود دیکھتے تھے۔ اور ان کے بعد بھی حسب سابق جاگیرات کی نگرانی فرماتے رہے بالآخر حسب فرمان بندگان اعلیٰحضرت مدظلہم العالی مترشدہ ۵ محرم الحرام سنہ ۱۳۵۴ھ آپ کی وراثت منظور ہوئی۔ اس موقع پر رعایائے جاگیر نے جشن مسند نشینی منعقد کرکے آپ کی خوشنودی حاصل کی۔ مولوی میر قاسم علی صاحب جعفری نے جو قطعات تاریخ اس تقریب کے موقع پر پیش کئے انہیں ناظرین کرام کے اندراجات نظر درج ذیل کرتے ہیں۔

قطعۂ تاریخی

شدہ چوں جانشین خان خانان — کمال الدین خاں نواب اعظم
برائے تہنیت از راہ اخلاص — تسلیم کردہ جعفری ہم
بتقریب ہمایون و مبارک — شدہ مسند نشین سرکار گفتم

۱۳۵۴ھ

ولہ در فصلی

باپ کی مسند مبارک پہ بحکم شہریار — شکر خدا ہیں جلوہ گر آج کمال یار جنگ
با دل شاد جعفری مصرع سال فصلی کہہ — ہو گئے وارث پدر آج کمال یار جنگ

۱۳۴۴ف

آپ کی حسن تدبیر سے جاگیر کے کاروبار نہایت عمدہ پیمانہ پر چل رہے ہیں. آپ کی جاگیرات ضلع بیدر، محبوب نگر میدک، ورنگل، کریم نگر متعلقہ اودگیر، پرگی، کلبرگہ، مدرہ، سلطان آباد، بھونگیر، سدی پیٹھ میں واقع ہیں۔ آپ کے جاگیرات کی آمدنی صرف لاکھ روپیہ سالانہ ہے اور آبادی (۸۰،۶۵۹) ہے. جس میں (۵) عدالتیں (۵) جیل (۲۱) مدارس (۱) شفاخانہ ہیں آپ کے جاگیرات کی آمدنی ۱۳۴۱ف میں صرف چار لاکھ پچاس ہزار چھ سو پچیس روپے دو آنے چھ پائی کی تھی۔ مگر اب تیس ہزار زیادہ ہو گئی ہے۔ آپ ان جاگیرداروں میں ہیں جنھیں فوجی، عدالتی اور کوتوالی وغیرہ کے اختیارات حاصل ہیں۔ اعلحضرت حضور نظام خلد اللہ ملکہ ہر سال عید نہم کے موقع پر آپ کی دیوڑھی پر رونق افروز ہو کر آپ کی عزت افزائی فرماتے ہیں۔ آپ اپنے مالک کے سچے جان نثار اور وفادار ہیں۔ ملک و مالک کی بہی خواہی کو اپنا فریضہ سمجھتے ہیں۔ اعلحضرت حضور نظام خلد اللہ ملکہ کے الطاف آپ کے شامل حال ہیں۔ چنانچہ بحین افتتاح سومن سے ہمرکاب باسعادت رہنے کا شرف حاصل رہا۔ اثنار راہ میں آپکا سیلون حضرت اقدس و اعلیٰ نے اپنے اسپیشل میں لگوا کر آپ کی عزت افزائی فرمائی۔ اور بوقت مراجعت ۳۰ ذی الحجۃ الحرام ۱۳۵۵ھ کو اپنی جاگیر موضع مرزاپلی میں آپ نے ملازمان بندگانعالی مدظلہم العالی کو چار نوشی کی زحمت دی۔ جسے ازراہ مراحم خسروانہ شرف قبولیت بخشا گیا۔ اور جب فرمان خسروی سفر کلکتہ ۱۳۵۵ھ میں آپ ہمرکاب باسعادت رہے۔ جہاں ہز اکسلنسی وائسرائے بہادر گورنر بنگال، مہاراجہ ٹیگور کی دعوتوں میں (جو حضرت اقدس و اعلیٰ کے اعزاز میں ترتیب پائی تھیں) آپ بھی شریک

رہے اور واپسی پر ہندوستان کے بڑے بڑے اور مشہور و معروف مقامات کی سیر و سیاحت فرمائی۔

ابتدا ہی سے اعلحضرت سلطان العلوم خلد اللہ ملکہ و سلطنتہ کے الطاف آپ کے شامل حال تھے۔ چنانچہ آپ ۱۳۲۵ھ کو شریک معتمد مجلس عالیہ عدالت اور یکم آبان ۱۳۳۶ ف کو مددگار معتمد عدالت کوتوالی امور عامہ سرکار عالی اور ۱۹ آبان ۱۳۳۸ ف کو منصرم ناظم رجسٹریشن و اسٹامپ ہوئے زاں بعد ۱۳۳۹ف میں اپنی اصلی خدمت مددگاری معتمدی عدالت و کوتوالی امور عامہ کو واپس ہو کر اپنے کارہائے مفوضہ کو باحسن الوجوہ انجام دیتے رہے۔ اور یکم رجب المرجب ۱۳۵۱ھ کو بتقریب جشن سالگرہ اعلحضرت بندگانعالی مد ظلہم العالی آپ نے معزز خطاب "کمال یار جنگ" سے سرفرازی پائی۔ اپنے والد مرحوم کے انتقال کے بعد آپ نے خدمت جلیلہ مذکورہ سے علحدگی اختیار فرمالی اور فی الوقت اپنے آبائی جاگیرات کے انتظام میں مشغول ہیں۔

آپ پابند وضع امیرانہ، خوش قطع، لیق و خلیق، ہوشیار، مہذب، وجیہ، جامہ زیب، عالی حوصلہ اور کارگزار ہیں۔ شان و شوکت تزک و احتشام، جمعیت و سپاہ میں اپنی آپ نظیر ہیں۔ آپ میں قابلیت اور انتظام امور سلطنت کا اچھا مادہ ہے۔ آپ بذلہ سنج سلیم الطبع، سیر چشم، دریا دل، شریف پرور، کرم گستر، عاقبت اندیش، خوش اعتقاد، اولوالعزم، عالی ہمت امیر ہیں۔ غربا پروری تجبانوازی، عدل گستری، رحمدلی، تیز فہمی، مستقل مزاجی اور مدبری میں الولد سر لابیہ کے مصداق اپنے پدر بزرگوار حضرت نواب خان خانان مرحوم و مغفور کے قدم بقدم ہیں آپ کے چہرہ سے علم و ذہانت، بردباری، متانت، ذکاوت، مدبری و شجاعت زہد و اتقا اور جوانمردانہ رعب عیاں ہے۔ اگر ہم یہ کہیں کہ آپ کی ذات عالی فرید عصر ہے تو بیجا ہو گا۔ چونکہ الطاف خسروانہ ہمیشہ سے اس قدیم خاندان پر مبذول رہے ہیں۔ اس لئے ہم کو یقین ہے کہ بہت جلد آپ اپنے آبائی خطابات خانخانان حسام الملک وغیرہ وغیرہ سے مفتخر فرمائے جائیں گے۔

نواب محمد کاظم علی خان بہادر

آپ نواب شوکت جنگ حسام الدولہ بہادر سابع کے خلف اکبر اور نواب شمشیر جنگ مرحوم کے نواسہ ہیں۔ آپ نے اپنے والد ماجد کے زیر نگرانی قابل اساتذہ سے اردو، فارسی، عربی اور انگریزی کی تعلیم اولاً گھر ہی پر حاصل فرمائی۔ زاں بعد مدرسہ عالیہ میں شریک ہوئے۔ اس کے بعد عثمانیہ یونیورسٹی کالج سے بی۔ اے کی سند حاصل فرمائی۔ اور ۵ شہریور ۱۳۳۶ف کو سلک ملازمت سرکار عالی میں بحیثیت دوم تعلقدار داخل ہوئے اس وقت ضلع ورنگل آپ کا مستقر ہے۔ آپ کی ذاتی قابلیت اور آبائی خدمت کا خیال کرتے ہمیں یقین ہے کہ بہت جلد بالکے اعلیٰ عہدہ پر فائز ہو کر آپ کو ملک و مالک کے گراں قدر خدمات انجام دینے کا موقع ملیگا۔ اور خطاب سے بھی مفتخر فرمائے جائیں گے۔ آپ مجسم اخلاق، خوش لہجہ خوش مزاج اور خوش رفتار نواب زادہ ہیں۔ آپ کے والد ماجد آپ پر جس قدر ناز کریں کم ہے۔ جو جو خوبیاں آپ میں مجتمع ہیں وہ دوسرے امیرزادوں میں کم دکھائی دیتی ہیں سب سے بڑی خوبی یہ ہے کہ آپ مذہب کے شیدا اور سولا کے فدائی ہیں۔ آپ کی شادی نواب شجاع الملک مرحوم خلف اکبر نواب خانخانان مرحوم کی دختر سے ہوئی۔ جن کے بطن سے آپ کو صاحبزادہ نواب مہدی علی خان اطال اللہ عمرہ ہیں۔ آپ ایک بہترین شاعر بھی ہیں۔ کاظم تخلص فرماتے ہیں۔ حیدرآباد کے نامی گرامی شعرا میں آپکا شمار ہے ہر صنف سخن پر آپ کو قدرت حاصل ہے۔ مگر جہاں تک مجھے علم ہے آپ نے آل اللہ کی منقبت کے سوا

کسی دوسرے صنف سخن پر طبیعت آزمائی نہیں فرمائی۔ سلاست زبان اور فصاحت بیان کے اعتبار سے آپکا ہر شعر آبدار ہونیکے علاوہ حقیقت اور عقیدت کا آئینہ دار ہوتا ہے۔

راجہ کشن داس بہادر

آپ راجہ بھوانی داس کے فرزند چہارم ہیں۔ ہر دلعزیز اور صلح کل پالیسی رکھنیوالے ہیں۔ ملک کے فلاح و بہبود اور اصلاح قوم کا کام آپکا خاص نصب العین ہے۔ اس لئے آپنے ملازمت سرکار عالی کو قبول نہیں کیا۔ شاخ دوم کے جملہ جاگیرات کے انتظام کا تفصیلی کام آپ کی راست نگرانی میں ہے آپ بہت سے اعزازی خدمات کی ذمہ داریوں کے حامل ہیں۔ اور قومی انجمن ہائے امداد باہمی کا قابل ستایش کام آپ کی عمدہ سرپرستی کا مظہر ہے۔ مجلس و نبک جاگیرداران سرکار آصفیہ کے ایک سربراہ اور وہ ممبر، خازن اور محاسب بھی ہیں۔ مجلس بلدیہ میں اعزازی ممبر محلہ کثرت آراء سے منتخب ہوئے لیکن اپنی دیگر کثیر مصروفیتوں کے باعث دوسرے سال اس عہدہ سے دست کش ہوگئے اب بلدیہ نبک کی معتمدی کا قرعہ آپ کے نام نکلا ہے۔ بہر حال رفاہی کام خصوصاً انجمن ہائے امداد باہمی کے کاروبار میں خاص شغف رکھتے ہیں۔

نواب محمد کریم الدین خاں بہادر (بہادر جنگ)

آپ نواب محمد فیض الدین خاں امام جنگ خورشید الدولہ خورشید الملک مرحوم کے خلف اکبر، نواب محمد محی الدین خاں تیغ جنگ شمس الامراء سر خورشید جاہ کے۔ سی۔ آئی۔ ای۔ مرحوم کے پوتے اور نواب محمد حفیظ الدین خاں ظفر جنگ شمس الدولہ شمس الملک کے بھتیجے ہیں۔ آپ کے جد امجد اور والد ماجد نے اپنی خاص نگرانی میں آپ کو اردو و فارسی کی اچھی تعلیم دلوائی۔ زاں بعد آپ نے انگریزی زبان کی تحصیل فرمائی۔ حضرت غفرآں مکان نے ۱۳۰۴ھ میں شمشیر بہادر اور ۱۳۰۵ھ میں بہادر جنگ کے خطاب سے آپ کو مفتخر فرمایا۔ آپ کی شادی نوابہ رفیع النساء بیگم صاحبہ نواب رشید الدین خاں امیر کبیر مرحوم کی نواسی سے ہوئی آپ خوش خلق اور ملنسار نواب ہیں۔

سرمست رانی کوپما صاحبہ

آپ راجہ کشن دیو راؤ آنجہانی کی زوجہ ہیں۔ اپنے شوہر کے انتقال کے بعد ۱۲۹۹ف میں سمستان اناگندی آپ کے نام بہ قبول پیشکش دس ہزار روپیہ حضرت غفراں مکان نے بحال فرمایا۔ اور آپ کو اپنے بھائی کی متبنیت کی اجازت عطا فرمائی۔ تاریخ بحالی سمستان سے اس وقت تک آپ ہی سمستان کا انتظام فرما رہی ہیں۔ آپ نے اپنی عزیز رعایا کی سہولت کے مد نظر سمستان میں تالابیں اور سڑکوں کی تعمیر فرمائی۔ آپ نہایت خوش خلق، تعلیم یافتہ منتظم رانی ہیں۔ سمستان کے انتظامات میں خاص دلچسپی لیتی ہیں۔

راجہ کسشٹپا نائک

آپ راجہ ونکٹپا نائک آخری تاجدار سمستان شوراپور کے برادر عم زاد کے فرزند اور راجہ پڈ نائک (جو آخری تاجدار سمستان کے ولی اور چچا تھے) کے پوتے ہیں۔ امتداد زمانہ کی وجہ سے اس وقت آپ کی حیثیت ایک جاگیردار کی سی ہے۔ ہمیشہ بلدہ ہی میں رہتے ہیں۔ لبا اوقات شوراپور میں بھی رہتے ہیں شوراپور اس وقت ضلع گلبرگہ کا ایک تعلقہ اور تحصیلدار کا مستقر ہے دربار میں آپ کا قیام ہوتا ہے۔ دربار ایک عالیشان محل ہے۔ جس سے زمانہ سابق کے راجاؤں کی عظمت آشکار ہے

جب آپ سمستان شوراپور میں رہتے ہیں تو "دربار" پر بوٹا (پرچم) چڑھایا جاتا ہے۔ جس سے لوگوں کو معلوم ہوتا ہے کہ آپ شوراپور میں ہیں۔ آپ نہایت خوش خلق تعلیم یافتہ اور منکسر المزاج راجہ ہیں۔ آپ کے دو فرزند ہیں۔ راجہ پڑنانائک اور راجہ وینکٹپا نائک۔ اول الذکر علی گڑھ کالج میں اور ثانی الذکر انگلستان میں زیر تعلیم ہیں۔ راجہ صاحب ان کی تعلیم پر دل کھول کر روپیہ صرف کر رہے ہیں۔ امید کہ دونوں راجگان اعلیٰ تعلیم حاصل فرما کر اپنے ملک کے اہم خدمات انجام دینے کا خود کو اہل ثابت کریں گے۔

راجہ کندن لعل بہادر

آپ راجہ راجایان مہاراجہ سرکشن پرشاد بہادر یمین السلطنت و پیشکار، سابق مدارالمہام و صدراعظم باب حکومت سرکار عالی سے قریبی رشتہ دار ہیں۔ راجہ بہاری پرشاد بہادر کے خانہ داماد ہیں ۱۲۸۲ھ میں پیدا ہوئے۔ مدرسہ عالیہ میں شریک ہو کر تحصیل علم کی علم دوست، غربا پرور، خلیق، ملنسار راجہ ہیں۔ سواری، سیاحت اور باغبانی کا آپ کو ذوق سلیم ہے بیگم پیٹھ اسٹیشن کے قریب رہتے ہیں۔ ۱۳۴۲ف میں راجہ بہادر کے خطاب مستطاب سے سرفرازی پائے آپ کے لائق و فائق فرزند راجہ کرن پرشاد بہادر ہیں۔

راجہ کرن پرشاد بہادر

آپ راجہ کندن لعل بہادر کے اکلوتے فرزند ہیں ۱۳۰۵ف میں پیدا ہوئے ابتدائی تعلیم مدرسہ عالیہ میں شریک ہو کر حاصل فرمائی۔ زاں بعد نظام کالج میں شریک ہو کر تعلیم کی تکمیل کی۔ اردو، فارسی ہر دو زبان میں درجہ امتیازی حاصل فرمایا۔ اسپورٹس میں گہری دلچسپی لیتے رہے۔ ہمدرد قوم و ملک اور ہر دلعزیز راجہ ہیں آپ کو فنون لطیفہ سے بھی دلچسپی ہے۔ چنانچہ "شارع نما" آپ کی مشہور اختراع ہے۔ آپ کو ایک فرزند مسمّی راجہ جتندر پرشاد ہیں جو نہایت سنجیدہ سعادتمند اور مستقل مزاج ہیں جامعہ عثمانیہ میں تعلیم پا رہے ہیں۔ ان کا سال ولادت ۱۳۲۶ف ہے۔ راجہ کرن پرشاد بہادر اپنے اس سعادتمند تعلیم کے شوقین فرزند پر جس قدر بھی ناز کریں کم ہے۔

راجہ گرو داس بہادر

آپ راجہ دیوید اس آنجہانی کے اکلوتے فرزند، راجہ بھوانی داس آنجہانی سابق ناظم مخارج و رکن مجلس انتظام پائیگاہ نواب سر آسمان جاہ مرحوم و مغفور رائے تیج آنجہانی کے نواسے ہیں۔ آپ کے خاندان کا تعلق برہمو کائستھ فرقہ سے ہے آپ اس خاندان اعلیٰ کے معزز رکن ہیں کہ جس نے ملک و مالک کے لئے گرانقدر خدمات انجام دیں۔ آپ ۹ جنوری ۱۹۰۶ء کو پیدا ہوئے۔ اور ابھی ۹ ماہ کے تھے کہ آپ کے والد کا سایہ آپ کے سر سے اٹھ گیا۔ آپ نے اپنے محترم نانا رائے تیج رائے آنجہانی سابق میر مجلس مجلس انتظام پائیگاہ مذکور کے زیر نگرانی اعلیٰ پیمانہ پر تعلیم حاصل کی۔ مدرسہ عالیہ سے آپ نے ہائی اسکول لیونگ سرٹیفکٹ کا امتحان کامیاب فرمایا۔ زاں بعد جامعہ عثمانیہ کے گریجویٹ ہو کر بی۔ اے۔ ایل ایل بی کی اعلیٰ ڈگری حاصل فرمائی آپ کے محترم نانا کا مصمم ارادہ تھا کہ وہ آپ کو اعلیٰ تعلیم کے لئے انگلستان روانہ کریں۔ مگر افسوس اجل موعود نے انھیں اپنے اس سعادتمند نواسہ کو تکمیل تعلیم کے لئے انگلستان بھیجنے کا موقع نہ دیا۔ آپ کی شادی رائے ہری لعل صاحب جاگیردار و سررشتہ دار نظم جمعیت سرکار عالی کی لڑکی سے ہوئی۔ آپ نظم جمعیت پائیگاہ نواب سر آسمان جاہ مرحوم و مغفور کے سررشتہ دار، انجمن طیلسانین عثمانیہ کو آپریٹو مجلس جاگیرداران اور بلدیہ بنک کے رکن انتظامی۔ خوش اخلاق، ملنسار، ہمدرد، علم دوست، حلیم،

بردبار، سنجیدہ طبیعت، صائب الرائے، باہمت اور بے تعصب راجہ ہیں۔

رانی گجرا بائی صاحبہ

آپ راجہ راؤ رمبھا جیونت ثالث آنجہانی کی بڑی صاحبزادی ہیں۔ سنہ ۱۳۳۴ف میں آپ کے والد راجہ راؤ رمبھا جیونت ثالث راہی آنجہانی ہوئے اور اسٹیٹ زیر نگرانی سرکار عالی کورٹ آف وارڈز لے لیا گیا۔ آپ کی تعلیم و تربیت کے لئے زنانہ کورٹ آف وارڈز لیڈی گورنرس مقرر تھیں۔ آپ کو اردو، مرہٹی میں اچھی قابلیت حاصل ہے آپ کی شادی سنہ ۱۹۲۱ء میں سردار سیواجی راؤ فرزند راجہ نارائن راؤ (جن کا تعلق کولھاپور کے ایک معزز خاندان سے ہے) اور جن کی تعلیم راجکمار کالج راجکوٹ میں ہوئی ہے نہایت تزک و احتشام کے ساتھ ہوئی۔ آپ کا اسٹیٹ بربنائے فرمان واجب الاذعان مترشحہ غرہ جمادی الاول سنہ ۱۳۵۲ھ آپ کے نام بحال ہوا۔ جاگیر کے انتظامی امور میں آپ کو بڑی دلچسپی ہے۔ رعایا جاگیر آپ کے زیر سایہ خوش ہے آپ ایک منتظم، تعلیم یافتہ، خوش خلق اور پردہ نشین رانی ہیں۔

نواب لطیف یار جنگ بہادر

آپ کا نام نامی مولوی محمد عبد اللطیف خاں ہے۔ آپ ایک قدیم اور مشہور افغانی خاندان کے فرد ہیں۔ آپ سنہ ۱۲۶۷ھ میں لوہاری ضلع مظفر نگر میں پیدا ہوئے۔ اور اپنے وطن اسلام نگر ضلع سہارنپور میں تعلیم پائی۔ چودہ سال کے سن میں آپ قصبہ رام پور منہاران گئے اور وہاں درس نظامیہ کی تکمیل کی۔ سنہ ۱۲۹۷ھ میں آپ حیدرآباد آئے اور دار العلوم میں تکرار درس کر کے سند فضیلت حاصل کی اور پھر وکالت درجہ اول اور صیغہ مال کے امتحانات پاس کئے۔ سنہ ۱۲۹۱ف میں آپ کا تقرر سرکار عالی کے محکمہ صدر محاسبی میں ہوا۔ جہاں نو سال تک آپ قابلیت کے ساتھ اپنے فرائض انجام دیتے رہے۔ سنہ ۱۳۰۰ھ میں نواب وقار الامرا کی روبکاری میں پیشکار ہو گئے اور پھر تعلقہ سنگاریڈی میں تحصیلداری کے عہدہ پر آپ کو متعین کیا گیا۔ سنہ ۱۳۱۰ھ میں آپ کی خدمات پائیگاہ نواب وقار الامرا میں منتقل کر دی گئیں اور اس اثنا میں آپ نے تعلقداری کا امتحان پاس کر لیا۔ تو صیغہ آبکاری کی دوم تعلقداری پر آپ کا تقرر ہو گیا اور اس کے سات سال بعد آپ مستقل تعلقدار آبکاری ہو گئے۔ سنہ ۱۳۳۲ف میں صیغہ آبکاری کی تنظیم جدید پر آپ کو منصب نظامت پر سرفراز کیا گیا۔ اور اسی منصب پر آپ وظیفہ حسن خدمت پانے تک برقرار رہے۔ اس دور میں آپ نے محکمہ آبکاری کی ترقی و اصلاح کر کے سرکار عالی کے مالیہ میں قرار واقعی اضافہ کر دیا۔ اور اس کے ساتھ منشیات کے استعمال میں بھی غیر معمولی کمی ہو گئی۔ شراب کی بھٹیاں جو ہر طرف نظر آتی تھیں توڑ دی گئیں اور جو باقی رہیں ان پر سخت سرکاری نگرانی قائم کر دی گئی۔ بلکہ بعض بھٹیاں براہ راست سرکاری انتظام میں لیکر ان میں انگریزی ادویہ اور عطریات کی تیاری کا کام جاری کر دیا گیا۔ اس وقت آپ صرف خاص مبارک کے ایک عہدہ پر فائز اور کارگزار رہیں۔

نواب محمد لائق علی خان بہادر

آپ نواب محمد ریاست علی خاں مرحوم کے خلف اکبر اور نواب محمد محبوب علی خاں جہاندار نواز جنگ مرحوم کے حقیقی بھتیجے ہیں۔ آپ اس خاندان کے رکن ہیں کہ جس کے معزز اراکین نے اپنے ملک اور مالک کی بہی خواہی اور وفاشعاری کے لئے اپنی عزیز جان کو کھٹکے کی خطرناک مہموں میں ڈالکر وہ کارہائے نمایاں

انجام دیئے کہ جن کی کارگزاریوں سے تاریخ گلزار آصفیہ اور دکن کی دوسری مشہور و معروف تاریخیں بھری پڑی ہیں۔ آپ ۳۰ ربیع الثانی ۱۳۱۵ھ کو پیدا ہوئے۔ ۱۱ سال کے سن میں آپکا سلسلۂ تعلیم آغاز ہوا۔ آپکے تعلیم کی ابتدا مدرسہ عالیہ سے ہوئی۔ بوجہ ذہانت و ذکاوت آپ کی تعلیم کا زمانہ نہایت خوشگوار گزرا۔ ۱۳۴۲ھ میں آپ کی شادی نوابہ محبوب النساء بیگم صاحبہ بنت مہاراجہ سرکشن پرشاد یمین السلطنت بہادر سابق صدر اعظم باب حکومت سرکار عالی سے ہوئی۔ آپ کو پانچ فرزند ہیں جن میں سے چار مدرسہ جاگیرداران میں تعلیم پا رہے ہیں۔ آپ ہز اگزالٹیڈ ہائینس دی نظام اون سونٹیڈ والنٹیئر کور کے قدیم رکن، نہایت خوش اخلاق، بامروت، ملنسار، ہمدرد، علم دوست، سیر چشم، فیاض اور بلند ہمت نواب ہیں۔ آپ میں جاگیرات کی انتظامی قابلیت لائق صد ستائش ہے

رانی بھاگیہ لکشما صاحبہ

آپ راجہ مہاجونت بہادر والی سمستان دوم کنڈہ کی بیٹی ہیں۔ آپ کے شوہر راجہ سری رام بھوپال آنجہانی والی سمستان امرچنتہ کے بعد سمستان زیر نگرانی کورٹ آف وارڈز لیا گیا مگر بعد دریافت انعامی ذریعہ فرمان مبارک مترشحہ ۷ شعبان ۱۳۵۱ھ براہ خسروانہ سمستان آپ کے نام دوامی بحال ہوا۔ آپ اس وقت سمستان امرچنتہ کی والیہ ہیں۔ تلنگی نوشت و خواند سے بخوبی واقف ہیں۔ آپ کی عمر ۴۱ سال کی ہے۔ آپ کو قومی، ملکی، علمی کاموں سے خاص دلچسپی ہے۔ اب تک کئی ایک سنسکرت اور تلنگی کے مفید کتابوں کی آپ سرپرستی فرما چکی ہیں۔ گولکنڈہ پتر کہنے تقریباً چار سو آندھرا شعرا کا کلام جمع کر کے ایک کتاب کی شکل میں رانی صاحبہ موصوفہ کی بیش بہا امداد و سرپرستی سے شائع کیا۔ جو آج نہایت قدر کی نگاہوں سے دیکھی جا رہی ہے۔ اس کے علاوہ ملک سرکار عالی و بیرون ملک کے علمائے سنسکرت کو آپ بعد امتحان اپنے حسب قابلیت و مراتب انعام دیتی ہیں۔ آپ کو نرینہ اولاد ہوئی تھی مگر افسوس کہ باقی نہ رہی۔ بقائے خاندان کے لئے تبنیت کی کارروائی جاری ہے۔ آپ نہایت تدبر و فراست سے اپنے سمستان کے انتظامات کو انجام دیتی ہیں۔ اپنے سمستان کی رعایا کی فلاح و بہبودی اور ان کے لئے آرام و آسائش بہم پہونچانا اپنا فریضہ سمجھتی ہیں۔ آپ ایک پردہ نشین اولوالعزم، فراخ حوصلہ، دریا دل صائب الرائے، بلند حوصلہ اور منتظم رانی ہیں۔

نواب لطیف نواز جنگ بہادر

آپ کا نام نامی و اسم گرامی مرزا عبد اللطیف خان ہے۔ آپ نواب میرزا علی محمد خان معتمد جنگ معتمد الدولہ مرحوم ثانی کے فرزند اور میرزا عبد اللطیف خان مرحوم اول کے پوتے ہیں۔ آپ بمقام بلدہ حیدرآباد فرخندہ بنیاد ۱۲۹۵ ف میں پیدا ہوئے۔ ابتدائی تعلیم گھر ہی میں پائے۔ زاں بعد مدرسہ عالیہ نظام کالج میں شریک ہوئے۔ اور انٹرنس بمبئی یونیورسٹی سے کامیاب کئے۔ السنۂ شرقیہ کے امتحان منشی میں آپ بدرجہ اعزازی (آنرز) کامیاب ہوئے اور امتحان عہدہ داران مال اور جوڈیشل ڈپارٹمنٹ میں بدرجہ اعلے کامیاب ہوئے۔ اپنے فارسی اور عربی کی ابتدائی تعلیم مولانا حیدر علی صاحب قبلہ مرحوم سے پائی اور اس کے بعد صدر العلماء مولانا مولوی سید غلام حسین صاحب قبلہ مرحوم اور مولانا مولوی سید علی حیدر صاحب قبلہ المخاطب بہ نواب حیدر یار جنگ طباطبائی مرحوم سے فیض درس حاصل کیا۔ آپ اس وقت مددگار معتمد سرکار عالی صیغہ تجارت و صنعت و حرفت کے عہدہ پر مامور ہیں۔ آپ کو حضرت اقدس و اعلیٰ خلد اللہ ملکہ، و سلطنتہ، کی ولیعہدی کے زمانہ میں مصاحبت

کا فخر و امتیاز حاصل رہا۔ آپ کے والد ایک عرصہ تک حضرت غفران مکانؒ نواب میر محبوب علی خاں نظام سادس کے اے۔ ڈی۔ سی تھے۔ آپ کے دادا مع اپنے والد نواب میرزا علی محمد خاں معتمد جنگ معتمد الدولہ مرحوم اول کے ساتھ نواب سر سالار جنگ مختار الملک مرحوم و مغفور کے عہد وزارت میں نواب صاحب ممدوح کی خواہش پر بمبئی سے بلدۂ حیدرآباد تشریف لائے۔ بمبئی میں نواب معتمد الدولہ مرحوم اول متجانب دولت عالیہ عثمانیہ ترکی کونسل جنرل اور سرکار عظمت مدار کی جانب سے جسٹس آف دی پیس تھے۔ نواب سالار جنگ مرحوم و مغفور کے مدنظر بلدۂ حیدرآباد کی تنظیم تھی اس لئے نواب صاحب ممدوح نے بغرض مشورہ آپ کو بمبئی سے طلب فرمایا تھا۔ مدارس۔ عدالت اور مختلف محکمہ جات کے قیام میں نواب معتمد الدولہ نے سر سالار جنگ مرحوم و مغفور کو بڑی امداد دی اور محکمہ اجرائی عمال کے آپ اعلیٰ عہدہ پر مقرر ہوئے اور جاگیر و منصب نوبت و علم و نقارہ و عماری اور خطابات سے سرفراز فرمائے گئے۔ حضرت غفران مکان نے اپنی پچیس سالہ جوبلی کے موقع پر پبلک جلسے میں جب کہ طلبا کی جانب سے ایڈریس پیش ہوا تھا تو جواب میں سر سالار جنگ کے نام کے ساتھ علی محمد خاں کا بھی نام لیتے ہوئے ارشاد فرمایا تھا کہ یہ ان دونوں کی کوشش کا نتیجہ ہے کہ آج میں اتنے طلبا اپنے گرد دیکھ رہا ہوں۔ نواب معتمد الدولہ اول ۱۸۵۲ء میں لندن بھیجے گئے تھے اور ایسٹ انڈیا کمپنی نے آپ کے اعزاز میں ڈنر ترتیب دیا تھا۔ آپ کو گورنمنٹ کی جانب سے کرسٹ عطا ہوا جس کے استعمال کی آپ کے خاندان کو از روئے سند معطیہ اجازت ہے۔ مارکوئیس آف ولزلی کے عہد میں آپ نے گورنمنٹ اور سلطان برغش سقط کے مابین جو نزاعات تھے اس کا تصفیہ باحسن وجوہ کروا دیا۔ سلطان برغش نے آپ کو ایک گنگا جمنی چھڑی تحفتاً عطا کی تھی۔ جو اس وقت تک موجود ہے۔

نواب معتمد الدولہ اول کے چچا زاد بھائی نواب میرزا عبد اللطیف خاں مرحوم مصنف تحفۃ العالم متجانب سرکار نظام کلکتہ میں سفیر تھے۔ نواب لطیف نواز جنگ بہادر مثل اپنے آباو اجداد کے جاگیر و مناصب سے سرفراز فرمائے گئے ہیں اور آپ کا خاندان ہمیشہ مورد الطاف و نوازشات شاہانہ رہا ہے۔ آپ ایرانی النسل شوشتری ہیں۔ آپ کے جد اعلیٰ سید نعمت اللہ جزائری والشوشتری الموسوی تھے۔

آپ کی پہلی شادی پرنس مرزا کام بخش مرحوم و مغفور فرزند ہز مجسٹی واجد علی شاہ مرحوم و مغفور کی منجھلی صاحبزادی سے بمقام کلکتہ ہوئی اور ان کے انتقال کے بعد دوسری شادی پرنس اصغر مرزا مرحوم کی بھانجی اور بڑی صاحبزادی جناب امام علی خاں مرحوم و مغفور سے ہوئی۔

نواب سید لیاقت حسین خاں بہادر

آپ نواب سید اسد علی خاں مرحوم کے خلف اکبر اور نواب سید تصدق حسین خاں حسین نواز جنگ مرحوم کے پوتے اور نواب سید علی مردان خاں رضوی کے نبسہ ہیں آپ ۱۷ ربیع الاول ۱۳۱۶ھ کو پیدا ہوئے۔ آپ نے پیدائش ہی سے اپنی نانی صاحبہ محترمہ کے زیر پرورش و نگرانی رہکر لائق و فائق اساتذہ سے اردو، فارسی۔ انگریزی اور عربی کی تعلیم حاصل فرمائی آپ فطرتاً ذہین و طباع واقع ہوئے ہیں۔ آپ کی شادی عالیجنابہ حیدر شاد بیگم صاحبہ مرحومہ صاحبزادی نواب سید محمد علی خاں مرحوم ابن ڈاکٹر مرزا علی صاحب مرحوم سے بتاریخ ۲ رجب ۱۳۳۵ھ بڑی دھوم دھام سے ہوئی تھی۔ جن کے بطن سے ایک صاحبزادی بھی خداوند کریم نے آپ کو سرفراز فرمائی۔ (جو صغر سنی میں انتقال کر گئی) افسوس کہ آپ کی اہلیہ

محترمہ کا شادی کے ۹ سال بعد بمقام مدراس انتقال ہوگیا وہاں سے میت بلدہ لاکر کربلائے معلٰی بھیجانیکی غرض سے سونپ دی گئی۔ اور عنقریب بری میں آپ خود بھیجا نیوالے ہیں۔

آپ مثل اپنے پدر بزرگوار کے نہایت خلیق وملنسار جوان صالح نواب ہیں۔ آپ کا دسترخوان وسیع ہے

مس جی۔ ایم لینیل

آپ انگلستان کی ایک مشہور ماہر تعلیم خاتون ہیں اور ۱۳۰۵ف میں اپنے وطن ہی میں پیدا ہوئیں۔ اور تعلیم کے اعلےٰ ترین مدارج طے کئے سرکار عالی کی سلک ملازمت میں آپ ۱۳۲۳ف میں بحیثیت مددگار محبوبیہ گرلز اسکول داخل ہوئیں۔ اور اپنی قابلیت اور کارگزاری سے ترقی کرتے کرتے ۱۳۱۹ف میں مددگار پرنسپل مدرسہ مذکور کے منصب پر ترقی پائی۔ اس کے ایک سال قبل آپ کچھ دنوں کے لئے پرنسپلی کی خدمات منصرانہ طور پر انجام دیچکی تھیں اور ۱۳۴۲ف میں جب پرنسپلی کی مستقل جائیداد خالی ہوئی تو اس اہم منصب کے لیے آپ ہی کا انتخاب عمل میں آیا چنانچہ اس وقت سے آپ نہایت ہی قابلیت اور خوش اسلوبی کے ساتھ اپنے فرائض کو انجام دے رہی ہیں اور آپ کے حسن انتظام کے بدولت اس درسگاہ کو روز افزوں ترقی حاصل ہورہی ہے۔ اس درسگاہ میں حیدرآباد کے طبقہ امرا کی لڑکیاں تعلیم پاتی ہیں اور صدر المہام باب حکومت اور مہاراجہ سر یمین السلطنت بہادر کی لڑکیاں یہیں زیر تعلیم ہیں۔ ان کے علاوہ بڑے بڑے امرا اور جاگیرداروں کی صاحبزادیاں یہیں حصول علم کے لئے آتی ہیں۔ اس بنا پر اس درسگاہ کو حیدرآباد کی علمی درسگاہوں میں نمایاں اہمیت حاصل ہے اور آپ اپنی قابلیت وحسن انتظام سے اس کی قیادت کی اہلیت کا کافی ثبوت دیچکی ہیں۔

رانی وینکٹ لچھماں ماصاحبہ

آپ راجہ راما ریڈی صاحب آنجہانی دیسکھ اوپٹو ضلع محبوب نگر کی دختر ہیں۔ آپ کی شادی راجہ وینکٹ درگا ریڈی صاحب آنجہانی سابق راجہ سمستان پاپنا پیٹھ سے ہوئی۔ آپ سولہ سالہ تھیں کہ آپ کے شوہر آپ کو داغ مفارقت دیگئے۔ آپ ایک اچھی تعلیم یافتہ رانی ہیں۔ اردو، انگریزی، تلنگی اور جملہ فنون خانہ داری ودستکاری میں ماہر ہیں۔ ۱۳۰۹ف سے بحیثیت ویہ اپنے سمستان کے کاروبار کی دیکھ بھال اور نگرانی بموجب فرمان مشرفہ غرہ ربیع الاول ۱۳۲۱ھ فرما رہی ہیں۔

۱۳۱۶ف میں آپ نے اپنی دختر رانی شنکر ماصاحبہ کی شادی راجہ وینکٹ پرتاب ریڈی صاحب آنجہانی سے باجازت ملازمان بارگاہ خسروی کی۔ اس شادی کے جملہ انتظامات واہتمامات آپ کی نگرانی میں کورٹ کی جانب سے اعلیٰ پیمانہ پر انجام پائے۔ اس شادی میں عمائدین سلطنت بڑے بڑے جاگیرداران و حکام عالیمقام مدعو تھے۔

۱۳۱۸ف میں آپ کی درخواست پر واگذاشت سمستان کی کارروائی آغاز ہوئی تھی۔ مگر آپ کے داماد راجہ وینکٹ پرتاب ریڈی آنجہانی کے وفعتاً عین عنفوان شباب میں انتقال کرجانے سے آپ کی درخواست اور خواہش پر کارروائی واگذاشت ملتوی رہی۔ اور سمستان میں کوئی ذکور ہستی کا وجود باقی نہ رہنے سے آپ اور آپ کی دختر رانی شنکر ماصاحبہ نے مل کر اخذ تبنیت کی درخواست پیش کی۔ جس پر بنظر عرضداشت سابق فرمان مبارک ریاست بعد حصول آرائے مشیران قانونی وشاستری وانعقاد کمیٹی انتخاب تبنی محکمہ متعلقہ سے عرضداشت

بارگاہ ملازمان حضرت اقدس و اعلیٰ میں پیش ہوئی جس پر فرمان مبارک مورخہ ۳۰ رمضان المبارک ۱۳۴۱ھ شرف صدور لایا کہ۔

"صدر اعظم کی رائے مناسب ہے جبکہ ورنگا ریڈی متوفی کی بیوہ"
"لچھاما کو متبنیٰ لینے کی اجازت دیجاتی ہے"

اس فرمان مبارک کے شرف صدور لانے کے بعد آپنے بحصول اجازت محکمہ مجاز حسب رواج خاندانی سمستان شاستر انہایت تزک و احتشام کے ساتھ وسیع پیمانہ پر باحسن الوجوہ رسم تبنیت کو انجام دیا۔ اس تقریب میں راجہ راجایان مہاراجہ سرکشن پرشاد بہادر سابق صدر اعظم و امرائے عظام و عمائدین سلطنت شریک تھے۔

دوران کارروائی تبنیت میں متعدد فرمان واجب الاذعان شرف صدور لائے۔ من بعد کارروائی تبنیت محکمہ جات مجاز میں بتعمیل فرامین خسروی حسب ضابطہ تمام مدارج طے ہوجانے اور کمیٹی عطیات کے فیصلہ آخر کے بعد بربنائے عرضداشت بارگاہ جہاں پناہی سے فرمان مبارک مصدرہ ۱۵ جمادی الاول ۱۳۵۳ھ شرف صدور لایا کہ۔

"رانی لچھاما نے جس لڑکے راجچندر ریڈی کو باوائی رسوم"
"مذہبی متبنیٰ کیا ہے اس کی تبنیت معاش عطیہ سلطانی کے لیے"
"باخذ نذرانہ محاصل یکسالہ صوبہ دار میدک اور کمیٹی عطیات"
"کی رائے کے مطابق منظور کی جاتی ہے"

آپ ایک فرس و دانا، عقلمند و ہوشیار، دیرینہ اور وسیع معلومات رکھنے والی، باحوصلہ، سلیم الطبع، خوش سلیقہ، تعلیم یافتہ، صاحب الرائے، ملیذ مرتبہ، رحم دل، مردم شناس، فیاض، ہمدرد، خجستہ خصلت، شریف سیرت باعصمت اور پردہ نشین رانی ہیں۔ چنانچہ کئی ایک فرامین میں ظل اللہ نے آپ کی قابلیت اور خوش بختی کا بدیں الفاظ اظہار فرمایا ہے کہ۔

"اس سمستان کا انتظام ایک کمیٹی کے ذریعہ سے کرایا جائے"
"جیسا کہ متوفی راجہ شیوراج کے اسٹیٹ کے متعلق انتظام"
"ہوا ہے یعنے رانی سمستان پاپنا پیٹھ جو کہ ایک قابل عورت"
"ہے اس کو بحیثیت پریسیڈنٹ کمیٹی کا کام کرنیکی اجازت دی جائے"

ہر سال آپ کو تقریب زنانی سالگرہ خسروی میں حضوری کی عزت اور پیش سازی نذر مبارک کا شرف بھی حاصل ہوتا رہتا ہے جیسا کہ فرمان واجب الاذعان اعلیحضرت بندگانعالی متعالی مدظلہم العالی سے ظاہر ہے۔

"میری سالگرہ کی تقریب میں حسب استدعا رسمستان پاپنا پیٹھ"
"کی رانی کو میں نے مدعو کیا تھا۔ بایں وجہ کہ اس تقریب میں"
"ان کو شریک ہونے اور میری والدہ صاحبہ قبلہ سے ملنے کی"
"آرزو تھی۔ جہاں تک میرا خیال ہے میں نے جیسا کہ سنا تھا"
"اس ضعیفہ کو ایک نیک بخت عورت پایا اور مجھے توقع ہے کہ"
"اس سمستان سے متعلق جو تبنیت کی کارروائی صیغہ متعلقہ میں چل"

"رہی ہے۔ اس پر کونسل کافی غور و خوض کرے گی تاکہ ان کے"
"حق میں انصاف ہو کیونکہ یہ محض اپنے سمستان کی بقا چاہتی"
"ہے نہ کہ اپنے لئے ذاتی جلب منفعت"

آپ ۱۳۰۹ف سے سمستان کے اہم معاملات امور انتظامی وغیرہ باحسن وجوہ انجام دے رہی ہیں۔ چنانچہ آپ کی عقلمندی و ہوشیاری، دیرینہ اور وسیع معلومات حسن انتظام اور تدبر سیاست کی بدولت آج سمستان پاپناپیٹھ نہ صرف بار قرضہ سے محفوظ ہے بلکہ حیدرآباد کے سارے سمستانوں سے زیادہ مرفہ الحال و سرمایہ دار ہے۔ آپ کی خاص توجہ اور نگرانی سے یہ سمستان آج لاکھوں روپیوں کی جائیداد اور پرامیسری نوٹس کا دارا ہے۔ جس کے کرایہ اور منافع کی معتدبہ آمدنی سالانہ سمستان کے خزانہ میں جمع ہوتی ہے۔

رسوم و سیریات بموجب اسناد و عطیہ شاہی از جاگیرات سالانہ بیشمار آمدنی اسٹیٹ کا ذریعہ ہیں جس کے وصول پر بھی لاکھوں کا بقایا بذمہ جاگیرات ابھی اسٹیٹ کا وصول طلب ہے۔ کورٹ آف وارڈز کے حسن انتظام و توجہ خاص سے توقع ہے کہ اس کے سالانہ وصول اور بقایا کامل کے حاصل ہونے پر اسٹیٹ کی آمدنی اور مرفہ الحالی میں بھی ترقی بے اندازہ ہوگی۔ یوں تو اس سمستان کی ابتدائی معاش تقریباً لاکھ کی تھی لیکن بحالت موجودہ مجموعی معاش از قسم مقطعہ جات بہمہ ابواب رسوم نقدی۔ رسوم سیریات۔ اراضیات۔ میرائی۔ وستبند۔ کلری۔ سرکاری دیسمکھی۔ سردیسمکھی۔ اوطان۔ دیسپانڈیہ، سردیسپانڈیہ۔ پٹیلگی۔ پٹواریگری وغیرہ علاقہ خالصہ و صرف خاص مبارک پائیگاہ و جاگیرات میں بمقدار تخمیناً لاکھ کا شمار واقع ہے۔

الحاصل اسٹیٹ کی حالت موجودہ کے مدنظر مالی حالت غیر مقروض و سرمایہ داری والیان سمستان کی نیکنامی و حسن انتظام و کارگزاری ضرور لایق تحسین ہے جس کا اعتراف بیجا نہ ہوگا اور والیان سمستان مثل رانیاں سابق و روایات قدیمہ مستحق سرفرازی عزت خطابات ہیں۔ چنانچہ والیان سمستان اس عہد میمنت عہد سلطانی میں اپنے سلف مورثان اعلے کے نقش قدم پر عمل پیرا رہ کر عزت و وقار کو قائم رکھتے ہوئے زیر سایہ عاطفت ہمایونی اپنی وفادارانہ و جان نثارانہ زندگی امن و چین کے ساتھ بسر کر رہے ہیں۔

راجہ چیلم رام لنگا ریڈی صاحب

آپ جگا ریڈی صاحب مقدم مالی موضع ٹپلم تعلقہ یلاریڈی ضلع نظام آباد کے فرزند ہیں اور رانی چیلم جانکا بائی صاحبہ سابق والیہ سمستان سرنا پلی کے متبنیٰ فرزند ہیں۔ آپ کی تبنیت حسب فرمان خسروی منظور ہوئی اور مراسم تقریب تبنیت روز پنجشنبہ بمقام ترنا پلی ادا کئے گئے جس میں اکثر عہدہ داران و زمینداران ساہوکاران وغیرہ مدعو تھے آپ نے رانی چیلم جانکا بائی صاحبہ کے زیر نگرانی متعدد مدارس میں تعلیم حاصل کی اور مسٹر وکیفیلڈ صدر ناظم مال کے زیر نگرانی جاگیردار بورڈنگ میں زیر تعلیم رہے بعد ازاں بورڈنگ ہاؤس میں تعلیم حاصل کرتے رہے ۱۰ اسفندار ۱۳۳۹ف آپ کے سر سے رانی چیلم جانکا بائی صاحبہ کا سایہ اٹھ گیا اور آپ اس کے دوسرے روز رانی موصوفہ کے جانشین ہوئے۔ اور آپ کی وراثت کی منظوری کی نسبت فرمان واجب الاذعان شرف صدور لایا۔ اگرچہ بوجہ انتقال رانی صاحبہ مغفورہ آپ کو اچھی تعلیم حاصل کرنے کا موقع نہ ملا۔ آپ تلنگی۔ مرہٹی۔ اردو فارسی میں اچھی قابلیت رکھتے ہیں۔ آپ کی شادی رانی جانما صاحبہ دختر سابق والی سمستان ونپرتی سے ہوئی

جن کے بطن سے آپ کو تین صاحبزادے اور ایک صاحبزادی ہے۔ صاحبزادہ (۱) سری رام بھوپال (۲) راگھو رام بھوپال۔ (۳) رامیشور بھوپال یہ تینوں صاحبزادے اپنے والد کے نگرانی لئے تعلیم حاصل کر رہے ہیں اور آپ کی صاحبزادی گرامر اسکول میں اعلیٰ تعلیم حاصل کر رہی ہیں۔ آپ رعایا پرور، ماتحت نواز، خوش خلق، منکسر المزاج راجہ ہیں تمکنت اور غرور آپ میں نام کو نہیں ہر کسی سے بکشادہ پیشانی ملتے ہیں سادھو سنت، فقیر، فقرا کے لئے سدا برت جاری اور ہر حاجت مند کے لئے آپ کا دروازہ کھلا رہتا ہے کوئی سایل آپ کے در دولت سے محروم واپس نہیں جاتا۔ آپ میں سب سے بڑی خوبی یہ ہے کہ آپ شریف شناس اور بے تعصب راجہ ہیں۔ دربار شاہی میں بزمرۂ راجگان آپ کی ساتویں کرسی ہے اس خاندان کو پالکی، عماری، ماہی مراتب، چتر، چنور، ڈونکہ، نشان، دو مشعل روز روشن کا اعزاز حاصل ہے اور سب سے بڑی اور متبرک و نادر چیز وہ علم مبارک ہے جس کے اطراف حاشیہ پر عربی آیات اور درمیانی حصہ میں تعویذ مرتسم ہے جو اس خاندان کے اراکین کو شاہنشاہ اودھ کی پیشگاہ سے عطا ہوا ہے جس کی آپ اپنے متقدمین کے نقش قدم پر بڑی قدر اور احترام کرتے ہیں بروز دسہرہ جس وقت یہ علم مبارک نکالا جاتا ہے تو تمام جمعیت ساتھ رہتی ہے سالگرہ کی سواری کے وقت یہ علم ہاتھی پر سب سے آگے رہتا ہے

نواب معین الدولہ بہادر

آپ کا نام نامی و اسم گرامی نواب محمد معین الدین خان بہادر ہے۔ آپ نواب بشیر الدولہ سر آسمانجاہ مرحوم کے صاحبزادے اور امراء پائیگاہ سے ہیں۔ آپ ۱۳۰۳ھ میں بمقام سرور نگر بلدہ حیدرآباد سریر آرائے عالم وجود ہوئے۔ اور بموجب دستور امرار حیدرآباد گھر ہی پر تعلیم و تربیت پائے۔ آپ ابھی نو ہی سال کے تھے کہ آپ کے والد ماجد کا سایۂ عاطفت آپ کے سر سے اٹھ گیا لیکن قدر شناس آقائے ولی نعمت نے اپنے خاندانی وفادار خادم کے نونہال کو شاہی نگرانی میں لیکر باپ کے غم کو بھلا دیا اور تعلیم و تربیت کے وہ وہ انتظام کر دیئے کہ باپ کی موجودگی میں بھی اس سے بہتر ہونا ممکن نہ تھے۔ صرف یہی نہیں بلکہ بارگاہ شاہی سے مراعات و انعامات کی بارش ہونے لگی۔ اور جس وقت علاقہ پائیگاہ کی نگرانی و انتظام میں اصلاح کی ضرورت ہوئی تو حضور پر نور نے بوساطت صدر المہام اسے اپنے ہاتھ میں لے لیا۔ جو بعد کو اضافہ و ترقی کے بعد واپس کر دی گئی آپ کو شکار کا بہت شوق ہے اور مشہور ہے کہ آپ کی گولی کا نشانہ خطا نہیں کرتا۔ چنانچہ اکثر شکار میں غیر معمولی چستی اور ہوشیاری سے حریف کا شکار کیا ہے اور بڑے بڑے خطرے کے مواقع سے کامیاب و فتحیاب آئے ہیں ۱۳۳۳ف میں بہ تعمیل فرمان شاہی آپ نے محکمۂ مال کا کام حیدرآباد و اورنگ آباد و نظام آباد و گلبرگہ کر لیا اور ۱۳۴۲ف میں آپ کو صدر المہام صنعت و تجارت کے منصب جلیلہ پر فائز کیا گیا جس پر ایک سال تک نمایاں خدمات انجام دینے کے بعد آپ صدر المہامی افواج آصفیہ کے منصب پر منتقل کیے گئے۔ لیکن کچھ دنوں اس خدمت پر رہ کر آپ نے سبکدوشی حاصل کی اور اپنی ساری توجہ اپنی جاگیر کے انتظام پر صرف کرنے لگے آپ نہایت خوش خلق ملنسار اور قدر دان علم و فن ہیں۔ اور مفید قومی کاموں میں نہایت فیاضی کے ساتھ امداد کرتے ہیں۔ چنانچہ علی گڑھ کالج اور مسلم یونیورسٹی کو آپ بدفعات کئی لاکھ روپیہ دے چکے ہیں

نواب مہدی جنگ بہادر

آپ نواب میر عبد العلی خاں شاہ یار جنگ مرحوم کے خلف اکبر نواب میر مہدی علی خاں شمشیر جنگ اول کے پوتے نواب میر علی خاں بہادر شمشیر جنگ ثانی کے بھتیجے، نواب میر فتح علی خاں مرحوم والی ریاست

۱۳۰۸ف

بیگن پلی کے نواسے اور نواب میر اسد علی خاں مرحوم (خانخاناں) کے داماد اکبر ہیں۔ آپ ۲۷ ماہ ربیع الاول مطابق ۵ روے ۱۳۰۸ف م ۱۱ نومبر ۱۸۹۹ء یوم سہ شنبہ بمقام بیگن پلی پیدا ہوئے آپنے اپنے والد بزرگوار (خلد آشیاں) نواب میر عبد العلی خاں (شاہ یار جنگ) کے زیر نگرانی اردو، فارسی، عربی اور انگریزی کی تحصیل نظام کالج، مدراس، بمبئی، علی گڑھ میں کی۔ اور بعد تکمیل مراجعت فرمائے بلدہ ہوئے۔ مردانہ کھیلوں میں آپ کو اچھا دخل ہے آرٹ میں آپ کو کمال حاصل ہے ہم کہہ سکتے ہیں کہ آج آپ ایک بہترین آرٹسٹ ہیں۔ علاوہ ازیں صنعت کا آپ کو بیحد شوق ہے۔ صنعت ہند کا کارخانہ جو آپ کے والد ماجد کا قایم کردہ ہے آپ کی خاص توجہ سے اعلیٰ پیمانہ پر چل رہا ہے۔

اپنے والد بزرگوار کی حیات میں انکے زیر نگرانی قریب (۲۰) سال تک جاگیرات کے تمام کاروبار نظم ونسق باحسن وجوہ انجام دیتے رہے، جب ۱۳۴۸ف میں آپ کے والد ماجد راہی روضۂ رضواں ہوئے ان کے بعد ہی آپ تمام اعزازہ ومناصب آبائی وجاگیرات وجایداد موروثی سے مفتخر ہوئے اور آج چھ سال سے جاگیرات کے نظم ونسق کو باحسن الوجوہ انجام دے رہے ہیں۔ چنانچہ اس قلیل عرصہ میں آپ کے حسن انتظام سے جاگیرات میں قابل قدر اور نمایاں ترقی وقوع میں آئی۔ اپنی رعایا کی بہبودی اور ان کی آسایش وآرام وخوشحالی میں اضافہ کرنے کے لئے آپ اکثر جدید طریقوں اور ذرایع کی فکر میں رہتے ہیں۔ آپ ہی کے روشن زمانہ میں تانڈور میں برقی روشنی کا انتظام عمل میں آیا ہے۔ جس سے بستی شبہائے تیرہ وتار میں مثل روز روشن منور رہتی ہے۔ تانڈور پر تشریف فرمائی کے وقت آپ خود ان قدیم مکانات میں جو بالکل خلاف اصول صحت ہیں سکونت فرماتے ہیں۔ اور رعایا کی صحت وتندرستی کو مقدم جان کر بصرف کثیر ایک دواخانہ تعمیر فرمایا ہے۔ اور اسی نمونہ کے بڑے پیمانہ پر ایک مدرسہ بھی تعمیر ہوا ہے۔ دواخانہ میں مریضوں کے مرجوعہ کی تعداد ہزاروں کی ہے جن میں رعایا رجاگیر کے علاوہ رعایا رخالصہ وغیرہ بھی شامل ہے۔ تجار ومزارعین کی امداد وسہولت کے لئے بنک امداد باہمی سرکار عالی کی شاخ قصبہ میں کھولی گئی اور خود کی صدارت میں انجمن زراعت تانڈور آپنے قایم فرمائی ہے۔ نواب شاہ یار جنگ مرحوم کی منظوری وراثت پر رعایا نے بعقیدت وخلوص کثیر مصارف برداشت کرکے غیر معمولی تزک واحتشام سے آپ کا استقبال کیا اور نذریں گزرانیں جس رقم کو معتد بہ اضافہ کے ساتھ آپ نے اپنے والد ماجد کی یادگار میں عمارت مدرسہ بنا کرنے اور اس میں اس رقم کو صرف کرنیکا حکم دیا۔ اس مدرسہ میں روز بروز طلبا کی تعداد اور ترقی پر ہے۔ ہر سال لڑکوں کی کامیابی کے ساتھ اضافہ ہو رہا ہے۔ بڑے لڑکوں کو اسکولس کی باقاعدہ تعلیم دیجاتی ہے۔ ٹوریس ودیگر ضروری مصارف خزانہ جاگیر سے ادا ہوتے ہیں۔ اس مدرسہ کے علاوہ ایک زنانی مدرسہ بھی ہے۔ ان مدارس کے سوا جاگیر کے دیگر دیہات میں بھی مدارس قایم ہیں۔ مختصر یہ کہ جاگیر داروں میں آپ پہلے ہیں جو ہر سال متعدد بار جاگیرات کا دورہ فرماتے ہیں۔ اور رعایا کی ضروریات کو محسوس کرکے انکی شکایات تا امکان رفع فرماتے ہیں۔ اور ہر ممکنہ سہولت بہم پہنچاتے ہیں۔ آپ کے جاگیرات متعلقہ تانڈور، اورنگ آباد، شاہجہانی اور اندور ہیں جن کا سالانہ محاصل تخمیناً (للعہ للب) چار لاکھ اور مردم شماری قریب چالیس ہزار ہے اور خاص قصبہ تانڈور میں جو ان کا صدر مقام ہے۔ دس ہزار سے زائد نفوس آباد ہیں، بلدۂ حیدرآباد وگلبرگہ کے درمیان یہ سب سے بڑا تجارتی اسٹیشن ہے۔ جہاں عدالت نظامت ضلع، منصفی درجہ دوم، دفتر تعلقداری، پولیس اسٹیشن، ہوس،

جیلخانہ، شفاخانہ اور مدارس موجود ہیں۔ قصبہ کی صفائی کا خاص اہتمام ہے گو ابھی ٹوکلفنڈ وصول نہیں ہو رہا ہے مگر ان ابواب میں سالانہ ہزارہا روپیہ صرف کیا جا رہا ہے۔ عہدہ داران ملقامی تاجران، سربرآوردہ اور خوش باش حضرات کے لئے ایک کلب قائم کیا گیا ہے۔ جشن سجائی کی سالگرہ مبارک جو ہر سال اعلی پیمانہ پر نہایت خوش اعتقادی کے ساتھ کیجاتی ہے اوس کے سلسلہ میں ہر سال تانڈور کی صنعت و حرفت مویشی و زراعت کی نمایش بامداد محکمہ زراعت سرکار عالی بخیال فایدہ رسانی رعایا و مزارعین کیجاتی ہے اس وقت تانڈور میں روئی، چاول اور مونگ پھلی صاف کرنیکی گرنیاں اور ایک تیل براری کا کارخانہ ہے۔ تیل کے گھانے اور آٹھے کی چکیاں ان کے سوا ہیں اس قلیل مدت میں تانڈور کی رفتار ترقی پر ایسی رہی ہے کہ کچھ ہی سال میں عجب نہیں کہ یہ ایک چھوٹا سا شہر ہو جائے۔ ۱۳۴۱ف سے آپ نے ان جاگیرات کے انتظام کے لئے ایک کمیٹی کا انعقاد فرمایا ہے جو چار اراکین اور ایک میر مجلس پر مشتمل ہے جس کی میر مجلسی آپ ہی انجام دیتے ہیں۔

ہمیشہ یہ خاندان عالیشان مورد الطاف خسروانہ رہا ہے۔ چنانچہ اعلحضرت نواب سر میر عثمان علی خاں بہادر آصف جاہ سابع سلطان العلوم خلد اللہ ملکہ و سلطنتہ کے الطاف و عنایات آپ پر ابتدا ہی سے مبذول ہے اور یوم عید الفطر ۱۳۵۱ھ کے موقع پر سواری جہاں پناہی بند گالمعاے مع خانوادۂ شاہی آپ کی دیوڑھی واقع بیرون یاقوت پورہ پر جلوہ افروز ہو کر عزت افزائی فرمائی۔ بتقریب سالگرہ ہمایونی (۴۹) سال براحم خسروانہ حضرت ظل سجانی نے آپ کو خطاب "مہدی جنگ" سے سرفراز فرمایا۔ چونکہ الطاف خسروی ہمیشہ اس خاندان کے شامل حال رہے ہیں۔ اس لئے ہم یقین کے ساتھ کہہ سکتے ہیں آپ بہت جلد آبائی اعزازات و خطابات سے مفتخر فرمائے جاینگے۔ پیشگاہ فرمانروایان مملکت دکن سے اس عالیشان خاندان کے اجداد اعلے کو جو جاگیرات اور مناصب عطا کئے گئے ہیں وہ اس صلہ میں کہ انھوں نے اپنے ملک کی بہبودی و ترقی اور مالک کی خوشنودی کے لئے اپنی عزیز جانوں کو بڑے بڑے خطرناک جھموں میں ڈالکر وہ وہ کارہائے نمایاں انجام دیئے کہ ان کے زرین کارناموں سے مشہور و معروف تواریخ بھرے پڑے ہیں۔ اکثر فاضل مورخین نے آپ کے اجداد کی خیر خواہی اور کارگزاری کی بڑی تعریف کی ہے۔ اس مختصر تذکرہ میں ان کارناموں کا بیان باعث طوالت ہوگا۔ جان نثاری و خیر خواہی و وفاداری آپ کا خاندانی شیوہ ہے۔ جو وراثتاً آپ کو بھی ملا ہے بمصداق الولد سر لابیہ چونکہ آپ جان نثاران سلطنت عالیہ آصفیہ اور بہی خواہان مملکت دکن کے جانشین و وارث اور معزز و ممتاز فرد ہیں۔ ہم دعوے سے کہہ سکتے ہیں کہ آپ جیسے جلیل القدر ملک کے ذی عزت و ثروت امیر اعظم سے اپنے ملک و مالک کی خیر خواہی کی جس قدر توقع کی جائے کم ہے۔

آپ کتب بینی، آرٹ، مردانہ کھیلوں، عمدہ نسل کے بہترین گھوڑوں اور صنعتی کاموں میں شغف رکھتے ہیں صنعت و حرفت کا شوق ان سب سے زیادہ ہے۔ آج کارخانہ صنعت ہند کو ہم جو موجودہ حالت میں دیکھ رہے ہیں وہ آپ کی معمولی توجہ کے سبب سے ہے۔ آج اکثر مطابع اور برقی گرنیاں اسی کارخانہ کی تیار شدہ دکھائی دیتی ہیں۔ علاوہ ازیں تانڈور میں جو متعدد کارخانہ جات قایم ہیں وہ آپ ہی کے شوق کے باعث ہیں۔ آپ کا علمی شوق بھی نہایت قابل قدر اور لایق تذکرہ ہے۔ ملک اور بیرون ملک کے متعدد رسایل اور اخبارات کے آپ خریدار و معاون و سرپرست ہیں۔ مشیر عالم جنتری کو آپ قدر کی نگاہوں سے ملاحظہ فرماتے ہیں۔ اہل علم و کمال، ادبا، شعرا کو بحد عزیز رکھتے ہیں۔ اہل علم کو اپنی جاگیر سے یومیہ عطا فرماتے ہیں۔ یہ اعلے صفت آپ کی آبائی ہے جو آپ کو وراثتاً حاصل ہوئی

ہے آپنے اپنے آباو اجداد کے زمانہ کے عطیات یومیہ جات وغیرہ علی حالہ بحال اور اپنے عہد زریں میں بھی متعدد اہل علم و کمال کو بعطائے امداد باجرائی یومیہ جات مفتخر اور پرورش فرمایا

آپ کی شادی سمینت آبادی، ۲۷ رجب ۱۳۲۲ھ کو بحین حیات نواب شاہ یار جنگ (خلد آشیاں) نواب حسام الملک ۔ نظام یار جنگ خانخاناں (جنت مکاں) کی بڑی صاحبزادی جنابہ سکندر جہاں بیگم صاحبہ مدظلہا جو نواب کمال یار جنگ بہادر کی حقیقی ہمشیر ہیں اسے ہوئی ان کے بطن سے تین صاحبزادے (۱) نواب سید محمود عبدالعلی خاں بہادر (۲) نواب سید مسعود عبدالعلی خاں بہادر (۳) نواب سید مقصود عبدالعلی خاں بہادر اور دو صاحبزادیاں ہیں صاحبزادگان جاگیردار کالج میں تعلیم پا رہے ہیں۔ چھوٹی صاحبزادی کی شادی نواب میر فتح علی خاں بہادر (بیگن پلی) سے نہایت تزک و احتشام کے ساتھ بمقام شاہ یار گڑھ ہوئی۔

آپ پابند وضع ایرانہ، عقلمند و فرزانہ روزگار ہیں آپ کی اولوالعزمی، علو ہمتی، شان و شوکت، سیر چشمی، دریا دلی غربا پروری، شرفا نوازی، سخاوت، شجاعت، ذہانت، ذکاوت کا ہر شخص قائل ہے۔ آپ کے چہرہ سے جلالت امیرانہ و اطوار شجاعانہ ہویدا ہیں۔ شان امارت، مدبری ظاہر ہے۔ خیرات و حسنات کے کام بدل کرتے ہیں کثیر رقم حجاج، زائرین کربلائے معلےٰ۔ نجف اشرف کاظمین، سامرہ اور مشہد مقدس کو عطا فرمایا کرتے ہیں۔ امور خیر کے علاوہ بہت سے کام آپ نے ایسے مثلاً تعمیر عمارات برائے مدارس، مقررہ رقم مالگزاری میں ایک معتدبہ رقم معاف اور دواخانہ وغیرہ قائم کئے ہیں۔ جن کا فیض مخلوق خدا پر زمانہ دراز تک جاری رہنے کی قوی توقع ہے۔

نواب مشیر جنگ بہادر

آپ کا نام نواب سید محمد کاظم خاں بہادر ہے۔ آپ نواب میر علی حسین خاں مرحوم تہور جنگ اشرف الدولہ رکن الملک کے خلف اکبر اور نواب قمر الدین خاں مرحوم اشرف الدولہ ثانی کے پوتے خاندان عالیشان خان دوراں کے وارث اور جانشین ہیں۔ آپ ۱۳۰۲ھ میں پیدا ہوئے ابتداً آپ نے اپنے والد ماجد کے زیر نگرانی قابل اساتذہ سے نہایت اعلیٰ پیمانہ پر اردو، فارسی اور عربی کی تحصیل فرمائی۔ اس کے بعد انگریزی حاصل کرنے کے لئے مدرسہ عالیہ (یہ مدرسہ امرا کے لڑکوں کے لئے نواب سر مختار الملک مرحوم نے قائم فرمایا تھا) میں شریک ہو کر تحصیل فرمائی۔ آپ انگریزی اردو، فارسی اور عربی میں کامل ماہر سیاق و سباق ہیں۔ آپ انگریزی، اردو فارسی اور عربی تحریر میں اچھی دستگاہ رکھتے ہیں۔ آپ کی تقریر نہایت دلچسپ ہوا کرتی ہے۔ جس کو سن کر ہر انصاف پسند آپ کے اعلےٰ درجہ کے مقرر ہونے کا مقر ہو سکتا ہے۔

آپ اپنے والد ماجد کے بعد جملہ جائیداد و املاک و جاگیرات و اعزاز و مناصب آبائی سے مفتخر ہوئے اور ۱۳۱۸ھ میں بتقریب جشن سالگرہ حضرت غفران مکان خطاب خانی و بہادری معہ "مشیر جنگ" و منصب دو ہزاری و یکہزار سوار و علم سے سرفرازی پائے۔

آپ کے جاگیرات میں کئی ایک تعلقہ ہیں جن کا محاصل سالانہ تخمیناً سوا لاکھ ہے آپ کی جاگیرات میں مردانی (۴) مدارس ہیں۔ آپ کی جاگیرات کی مردم شماری کافی ہے۔ آپ کی جاگیرات میں عدالتیں بھی ہیں اور آپ کو درجہ اول کے عدالتی اور کوتوالی اختیارات حاصل ہیں۔ آپ کا خاندان ہمیشہ سے مورد الطاف خسروانہ رہا ہے۔ چنانچہ اب بھی اعلیٰحضرت نواب سر میر عثمان علی خاں بہادر نظام الملک، نظام الدولہ، فتح جنگ، رستم دوراں، آصف جاہ

سابع سلطان العلوم خلد اللہ ملکہ وسلطنتہٗ کے الطاف و عنایات آپ پر بھی مبذول ہیں ہر سال محرم میں سواری مبارک پناہی بغرض شرکت المجلس عزائے شہید ماریہ مع خانوادہ شاہی آپ کی آبائی دیوڑھی واقع منڈی میر عالم میں جلوہ افروز ہوا کرتی ہے۔ نیز دیگر تقاریب میں بھی ظل اللہ آپ کے گھر رونق افروز ہوا کرتے ہیں آپ مجلس وضع آئین و قوانین کے رکن تھے اور اب مجلس آرائش بلدہ کے رکن ہیں۔ ان الطاف خسروانہ کو دیکھ کر ہم یقین کر سکتے ہیں کہ آپ مستقبل قریب ہی میں اپنے خاندانی خطابات خانذوران رکن الملک، اشرف الدولہ سے مفتخر فرمائے جائیں گے بیشگاہ آصف جاہ ثانی سے آپ کے جد اعلےٰ کو جو جاگیرات و اعزاز و مناصب سرفراز ہوئے وہ سب آپ کے اجداد کی علمی لیاقت اور خون بہا کے صلے تھے۔ جس کے شاہد دکن کے مشہور و معروف تواریخ اور وہ اسناد ہیں جو اس وقت آپ کے یہاں محفوظ ہیں۔ چونکہ آپ خیر خواہان سلطنت سے ہیں۔ ہم آپ سے اپنے ملک و مالک کی بہی خواہی کی جس قدر بھی توقع رکھیں کم ہے۔

آپ کو کتب بینی اور ارکیٹکچر کا بیحد شوق ہے۔ چنانچہ آپ متعدد رسائل، اخبارات انگریزی و اردو کے خریدار معاون اور مشیر عالم جنتری کے سرپرست ہیں۔ فن عمارت سازی میں آپ کو کافی دخل ہے۔ آپ اپنی نگرانی میں بمقام خیریت آباد ایک کشادہ بنگلہ انگلش اسٹائل پر تعمیر کروا رہے ہیں۔ جو آپ کے اس فن سے دلچسپی رکھنے کا ایک نمونہ ہے آپ اسی زیر تعمیر مکان میں فروکش ہیں۔

آپ کو خدا کے فضل و کرم سے پانچ صاحبزادہ اور پانچ صاحبزادیاں ہیں (۱) نواب سید خورشید حسین خان (۲) نواب سید ممتاز حسن خان (۳) نواب سید شہسوار علی خان (۴) نواب سید کاظم حسین خان اور (۵) نواب سید محمد اعظم خان۔ ان میں سے اول الذکر دو صاحبزادے ولایت میں زیر تعلیم ہیں اور دوسرے تین صاحبزادے فی الحال جاگیردار کالج میں زیر تعلیم ہیں۔

آپ نے ہندوستان کے قریب قریب تمام شہروں کی سیر کی اور انگلستان کا بھی سفر فرمایا۔ آپ نہایت خلیق ملنسار، اولوالعزم، علم دوست، نیک سیرت اور خوش باش نواب ہیں۔ آپ کے چہرہ سے امیرانہ شان و شکوہ عیاں ہے۔ آپ فیاضی، دریا دلی اور مذہب پرستی میں اپنے والد مرحوم کے قدم بقدم ہیں ظاہراً آپ سیر و تفریح کے دلدادہ معلوم ہوتے ہیں۔ لیکن باطناً آپ کے عقائد اور اطاعت الٰہی سے آپ ایک مذہبی نواب معلوم ہوتے ہیں۔ اکثر جشنوں اور مجالس میں آپ شرکت فرماتے ہیں۔ دو مرتبہ زیارت مقامات مقدسہ عراق عرب سے مشرف ہو چکے ہیں خیرات اور حسنات کے کام بدل فرماتے ہیں۔ علماء شعراء اور دیگر اہل فضل حضرات کی عزت کرتے ہیں درحقیقت آپ ایک زندہ دل نواب ہیں۔

نواب مرزا محمد علی بیگ خان بہادر

آپ مرزا بہادر علی بیگ مرحوم کے فرزند اور منور علی بیگ مرحوم کے نبیرہ ہیں۔ ۱۵ آبان ۱۲۹۱ف کو بمقام حیدرآباد فرخندہ بنیاد پیدا ہوئے۔ ابتدائی تعلیم دینی و دنیوی ہر دو قابل اساتذہ سے گھر ہی پر حاصل فرمائی۔ اردو، فارسی اور عربی میں لیاقت تامہ رکھتے ہیں۔ سیاق و سابق میں ماہر ہیں۔ مذہبی معلومات حاصل کرنے میں آپ نے بڑی جد و جہد کی۔ گھر کی تعلیم کے بعد آپ نے سرکاری مدرسہ میں شریک ہو کر اکتساب علم فرمایا۔ من بعد امتحان مال و جوڈیشل میں شریک ہوئے۔ اور اس امتحان میں بدرجہ اعلیٰ کامیابی حاصل فرمائی

بعد فراغ امتحانات و تحصیل علم ۱۸ آبان ۱۳۱۵ف کو سلک ملازمت سرکار عالی میں داخل ہوئے۔ اور حسب فرمان خسروی ۱۲ اسفندار ۱۳۲۱ف کو سوم تعلقدار درجہ دوم ورنگل کی گزٹیڈ خدمت پر مامور ہوئے۔ یکم خورداد ۱۳۲۱ف کو مانوی اور یکم مہر ۱۳۲۱ف کو رائچور اور ۳ اردی بہشت ۱۳۲۶ف کو کریم نگر آپ کا تبادلہ ہوا۔ ۱۰ امرداد ۱۳۲۹ف کو آپ مددگار معتمد مالگزاری شاخ تدوین ہوئے۔ یکم خورداد ۱۳۳۱ف کو محبوب آباد کی منصفی پر منتقل ہوئے اور ۱۰ اردی ۱۳۳۳ف کو ناظم چہارم دیوانی بلدہ اور ۱۰ اردی ۱۳۳۵ف کو ناظم سوم فوجداری بلدہ ہوئے۔ آپ کی قابلیت و استعداد و تجربہ کارداری کے مدنظر آپ کی قدر افزائی سرکار نے فرمائی اور خدمت نظامت اسٹیٹ عالیجناب نواب سالار جنگ بہادر کے لئے آپ کی خدمت حاصل کی گئی۔ جہاں آپ ایک عرصۂ دراز تک بحیثیت ناظم و معتمد اسٹیٹ کام انجام دیتے رہے۔ آپ کی بے لوثی اور انصاف شعاری و دیانتداری و دیرینہ تجربہ و کارگزاری کی وجہ اسٹیٹ کی آمدنی میں توفیر ہوئی اور اکثر اصلاحیں عمل میں آئیں اس وقت آپ کے جانشین ان ہی اصلاحات کو نباہتے ہوئے آپ کے نقش قدم پر چل رہے ہیں۔ الحاصل یہ کہ بعد انجام دہی کارہائے نمایاں آپ ۱۳۴۵ف میں اسٹیٹ کی نظامت و معتمدی کا جائزہ مولوی میر عسکر علی صاحب سابق معتمد نواب کمال یار جنگ بہادر کو دیکر نظامت عدالت ضلع گلبرگہ شریف پر کارگزار ہیں۔ آپ اس وقت مفرم زائد ناظم صدر عدالت گلبرگہ شریف کی اہم خدمات کی انجام دہی میں مشغول ہیں۔

آپ نہایت خوش خلق، ملنسار، ہمدرد، رحمدل، پابند صوم و صلوٰۃ و وضع قدیم، متقی، پرہیزگار، مردم شناس، ملک کے بہی خواہ اور مالک کے سچے جاں نثار نواب ہیں۔ آپ کے دو صاحبزادے (۱) مرزا بہرام علی بیگ (۲) مرزا منور علی بیگ ہیں۔

بڑے صاحبزادے سینٹ جارجس گرامر اسکول کے سینئر کیمبرج میں زیر تعلیم خوش اخلاق، بامروت، لائق فائق، ہر دل عزیز، طباع، ذہین اور صاحب فہم و فراست الولد سر لابیہ کے مصداق ہیں اور چھوٹے صاحبزادے ابھی کم عمر ہیں۔

نواب محمد معین خاں بہادر

آپ نواب محمد مہدی حسن خاں بہنظیر جنگ مرحوم کے فرزند، نواب محمد کاظم علی خاں شوکت جنگ حسام الدولہ مرحوم کے پوتے، نواب محمد ابوالحسن خاں شوکت جنگ حسام الدولہ بہادر (حال) کے بھتیجے اور نواب صارم جنگ عزیز الدولہ اعتصام الملک مرحوم کے نواسے ہیں۔ آپ نے اردو، فارسی اور انگریزی کی تحصیل اپنے والد مرحوم کے زیر نگرانی کی آپ کمسن تھے کہ آپ کے والد کا سایہ سر سے اٹھ گیا آپ نے اپنی قابل و لائق والدہ کے زیر نگرانی تکمیل درس کی۔ آپ اردو، فارسی اور انگریزی میں بیاق و سباق ہیں۔ شکار، پولو اور دیگر مردانہ کھیلوں میں ید طولیٰ رکھتے ہیں۔ آپ کی شادی نواب تراب یار جنگ بہادر کی بڑی صاحبزادی، نواب میر سرفراز حسین خاں صفدر جنگ مشیر الدولہ فخر الملک مرحوم کی نواسی سے بڑے تزک و احتشام سے ہوئی۔ آپ کو ایک صاحبزادہ نواب محمد مہدی حسین خاں جو اپنے دادا کا ہم شبیہ اور ہم نام ہے موجود ہے۔ آپ انتہادرجہ کے خلیق، ہوشیار، ذی مروت اور سلیم الطبع نواب ہیں۔

نواب میر معین الدین علی خاں بہادر

آپ نواب میر بہاء الدین علی خاں عظام جنگ عظام الدولہ مرحوم کے چشم و چراغ اور جنابہ قطب النساء بیگم صاحبہ جیسی

قدامت پسند، پاکیزہ خیال، روشن دماغ، نیک دل اور طبقۂ اناث کی واحد سرپرست صاحبزادی صاحبہ کے اکلوتے فرزند ہیں۔ سنہ ۱۳۱۹ھ میں آپ کی ولادت ہوئی۔ ابتدائی تعلیم مدرسہ عالیہ میں ہوئی ازاں بعد سٹی ہائی اسکول میں شریک ہوکر تکمیل فرمائی۔ اپنی والدہ کے زیر نگرانی گھر پر عربی، فارسی اور اردو کی تحصیل کی۔ فوٹوگرافی، خطاطی اور کتب بینی کا ذوق رکھتے ہیں۔ شعر شاعری کا بھی شوق ہے۔ معین تخلص فرماتے ہیں۔ زندہ دلی، سادہ مزاجی آپ کی قابل تعریف ہے۔ چہرہ سے امیرانہ شان و شوکت ہویدا ہے۔ خوشرو، خوش خلق، خوش وضع اور خوش اعتقاد نواب ہیں۔ ہر کسی سے بکشادہ پیشانی گفتگو فرماتے ہیں۔ خیرات اور حسنات کے کاموں میں اپنی والدہ محترمہ کی طرح حصہ لیتے ہیں۔ سنہ ۱۳۳۹ھ ہجری سے اپنی والدہ ماجدہ کی نگرانی میں ان کے مشورہ سے جاگیرات کے کاروبار انجام دے رہے ہیں۔

مولوی محمد احمد صاحب

آپ مملکت حیدرآباد دکن کے ناظم ڈاک خانہ جات (پوسٹ ماسٹر جنرل) اور ممالک متحدہ آگرہ و اودھ کے ایک نامور اور معزز خاندان کے فرد ہیں اور اس سررشتہ کے کاموں کا وسیع تجربہ رکھتے ہیں۔ آپ کا اصلی وطن ضلع میرٹھ ہے اور آپ کے اجداد سلطنت مغلیہ کی نمایاں خدمت انجام دے چکے ہیں آپ ہی کے خاندان کے ایک رکن نواب مشتاق حسین خاں وقار الملک بھی تھے جن کے نام سے آج ہندوستان کا بچہ بچہ واقف ہے۔ اس خاندان کے سرگروہ نواب عظیم اللہ خاں صاحب کو آج بھی انگریزی حکومت سے نوابی کا خطاب حاصل ہے۔

آپ سنہ ۱۲۹۱ف میں اپنے وطن میرٹھ میں پیدا ہوئے۔ اور ابتدائی تعلیم گھر پر حاصل کر کے مدرسۃ العلوم علی گڑھ میں اعلیٰ مدارج طے کئے سنہ ۱۳۱۳ف میں آپ محکمہ ڈاک سرکار عالی میں بحیثیت مہتمم داخل ہوئے اور اپنی قابلیت و حسن انتظام سے ترقی کرتے کرتے نو سال کے اندر ہی نائب ناظم کے عہدہ پر پہنچ گئے اور سنہ ۱۳۴۴ف میں مسٹر رستم جی جینیا جی ناظم ڈاک کے وظیفہ یاب ہونے پر آپ کو نظامت کا منصب جلیلہ حاصل ہوگیا۔ آپ نے اپنی گزشتہ ۲۹ سالہ ملازمت کے دوران میں جو نمایاں خدمات انجام دی ہیں ان کی تفصیل طویل ہے۔ لیکن اس قدر اظہار ضروری ہے کہ اہم اور نازک مواقع پر محکمہ کے مستعد اور معتمد حاکم کی جب کبھی تلاش ہوئی تو نظر انتخاب آپ ہی پر پڑی۔ سررشتہ ڈاک میں جو اصلاحیں آپ نے کی ہیں ان میں روشن ترین جدید نمونہ کے ٹکٹوں کا رواج ہے جو حسن و خوبی میں انگریزی ٹکٹوں سے بدرجہا بہتر ہیں۔

نواب مظفر نواز جنگ بہادر

آپ کا نام نامی و اسم گرامی محمد مظفر الدین خاں ہے۔ آپ نواب محمد مختار الدین خاں نامور جنگ اقتدار الدولہ سلطان الملک بہادر کے فرزند دوم، نواب محمد فضل الدین خاں سکندر جنگ اقبال الدولہ اقتدار الملک سر وقار الامرا مرحوم کے پوتے ہیں۔ آپ سنہ ۱۳۱۰ھ میں پیدا ہوئے آپ نے اردو، فارسی اور عربی کی تعلیم اولاً گھر ہی پر حاصل فرمائی اور بعد میں انگریزی کی تحصیل کے لئے اپنے بڑے بھائی کے ساتھ مدرسہ عالیہ میں داخل ہوئے ۱۳۳۴ھ میں حضرت آصف النساء بیگم صاحبہ مدظلہا (حضرت غفران مکان کی بڑی صاحبزادی) سے آپ کی شادی ہوئی ۱۳۳۵ھ میں حضور پرنور خلد اللہ ملکہ نے آپ کو مظفر نواز جنگ کے خطاب مستطاب سے سرفراز فرمایا۔

نواب مہدی نواز جنگ بہادر

آپ کا نام نامی سید محمد مہدی ہے۔ آپ حیدرآباد دکن کے ایک بلند پایہ و عالی مرتبہ خاندان کے معزز رکن ہیں۔ آپ کے جد امجد خان بہادر سید محمد خاں موسوی مولا کہ تھے۔ جنھوں نے آصفجاہ نظام الملک

کے عہد میں سلطنت کے اکثر گراں قدر خدمات انجام دیں منصبدار ہونے کے علاوہ ایک جرار سپاہی، اہل قلم اور زبردست شاعر تھے۔ جن کے کارنامے اب تک برٹش کتابخانہ، انڈیا آفس اور انگلستان و پیارس کی لائبریریوں میں موجود ہیں۔ آپ کے والد ماجد مولوی سید عباس صاحب مرحوم آصف جاہ خامس حضرت مغفرت مکان کے زمانہ کے منصبدار و بیش بہا اور راجہ راجایان مہاراجہ سرکشن پرشاد بہادر یمین السلطنتہ سابق صدراعظم بہادر باب حکومت سرکار عالی کے معتمد علیہ تھے۔

آپ ۱۹ اردی بہشت ۱۳۰۳ف کو پیدا ہوئے۔ ابتدائی تعلیم اپنے والد ماجد کی نگرانی میں قابل اساتذہ سے اعلیٰ پیمانہ پر حاصل فرما کر نظام کالج میں شریک ہوئے یہاں نمایاں طور پر کامیابی حاصل فرمانے کے بعد برٹش انڈیا جاکر نظم و نسق کی ٹریننگ حاصل کرنے کے لئے آپ منتخب فرمائے گئے ۱۳۲۴ف میں آپ تعلیم مال اور جوڈیشل کی تحصیل کے لئے بلاری ڈسٹرکٹ بھیجے گئے اور بعد واپسی بحیثیت سوم تعلقدار سلک ملازمت سرکار عالی میں داخل ہوئے اولاً عثمان آباد پر ازاں بعد گلبرگہ اور اورنگ آباد پر متعین ہوئے۔ ۱۰ بہمن ۱۳۲۶ف کو اسپیشل ریلیف افسر قحط مقرر ہوئے۔ ۲۴ شہریور ۱۳۲۹ف کو مددگار رجسٹرار انجمن امداد باہمی۔ مع اشتداد ۲۱ خورداد ۱۳۳۲ف لغایتہ ۵ امرداد ۱۳۳۳ف ولایت میں زیر تعلیم سررشتہ امداد باہمی رہے۔ ۱۵ فروردی ۱۳۳۶ف کو معتمد پیشی مہاراجہ بہادر سابق صدراعظم مقرر ہوئے اور اس خدمت پر اس وقت تک کارگزار رہے جبتک مہاراجہ بہادر صدارت عظمیٰ کے فرائض انجام دیتے رہے۔ زمانہ قحط سالی میں آپ نے قابلیت سے جو کارنمایاں انجام دیئے اُس کا ہر شخص مقر اور گورنمنٹ معترف ہے۔ آپ نے دس سال اور دس روز تک پیشی صدراعظمی کی خدمت ایسی انجام دی کہ اس سے پیشتر ایسی خدمت کسی نے انجام نہیں دی۔ آپ کی لیاقت و قابلیت مسلم حسن انتظام کا مادہ آپ میں قدرت نے ودیعت کیا ہے۔

آپ کی شادی نواب عقیل جنگ بہادر کی صاحبزادی سے ہوئی۔ جن کے بطن سے آپ کو (۴) صاحبزادے ہیں۔ (۱) مسٹر سید محمد عباس (۲) مسٹر سید محمد ہاشم (۳) مسٹر سید محمد سجاد اور (۴) مسٹر سید محمد لطیف۔ یہ چاروں صاحبزادے دارالعلوم علی گڑھ میں زیر تعلیم ہیں۔

مہاراجہ یمین السلطنتہ بہادر کے خدمت صدارت عظمیٰ سے مستعفی ہونیکے بعد آپ نے معتمدی صدارت عظمیٰ کا جائزہ مسٹر انصاری کو دیکر (۶) ماہ کی رخصت حاصل کرکے بلاد اسلامیہ کا سفر اختیار فرمایا۔ اس سیاحت کی واپسی پر بتاریخ یکم رجب ۱۳۵۵ھ آپ کو بتقریب سالگرہ ہمایونی "مہدی نواز جنگ" کا خطاب مستطاب پیشگاہ جہاں پناہی سے عطا ہوا۔ اور یکم آذر ۱۳۴۶ف کو آپ نے نظامت بلدیہ کا جائزہ نواب زین یار جنگ بہادر سے حاصل فرمایا نظامت بلدیہ آپ جیسے عالی فہم، مدبر، سیاس ناظم کے میسر آنے سے اپنی قسمت پر جس قدر بھی ناز کرے کم ہے اہالیان بلدہ کو آپ کے ناظم بلدہ ہونے سے بڑی مسرت حاصل ہوئی۔ سررشتہ بلدیہ کی نظامت کے لئے آپ جیسے کاروان مستعد، جفاکش بے لوث حاکم کی ضرورت تھی۔ حضرت اقدس و اعلیٰ کی مردم شناس نظر کی جس قدر بھی تعریف کی جائے کم ہے۔ جنہوں نے بلدیہ جیسے اہم سررشتہ کیلئے ایسے صاحب کمال کا انتخاب فرمایا ہے جو درحقیقت رعایا کا حقیقی طرفدار اور مالک کا سچا بہی خواہ ہے۔ آپ نہایت خوش خلق، فرض شناس، محنتی، اعلیٰ تعلیم یافتہ، حق گو، سلیقہ شعار اور ہمدرد عالم ہیں۔ بنی نوع انسان کے ساتھ آپ کو خاص ہمدردی رہتی ہے۔ حیدرآباد کے علاوہ ہندوستان کا بچہ بچہ بخوبی واقف ہے

سید محمد ہادی صاحب

آپ مولوی سید محمد مرحوم کے تیسرے فرزند اور لفٹنٹ کرنل سید علی رضا کمانڈنگ افسر افواج پائیگاہ نواب معین الدولہ بہادر کے چھوٹے بھائی ہیں۔ ۱۵ امرداد سنہ ۱۳۰۸ف میں پیدا ہوئے۔ ابتدائی تعلیم آپ کی مدرسہ عالیہ میں ہوئی۔ نظام کالج میں شریک ہوکر ایف۔ اے کا امتحان کامیاب فرمایا۔ آپ سرکاری طور پر ولایت گئے اور وہاں کیمبرج یونیورسٹی کالج سے بی۔ اے وبی ٹی کی اور وہاں سے امریکہ جاکر ورزش جسمانی کی سند حاصل فرمائی۔ واپسی پر ۲۵ بہمن سنہ ۱۳۳۵ف کو بحیثیت ناظم بائز اسکوٹس سلک ملازمت سرکار عالی میں داخل ہوئے۔ یکم تیر سنہ ۱۳۴۲ف کو اسپیشل ڈیوٹی حضرت بسالت جاہ بہادر پر متقرر ہوئے۔ ۶ ماہ ۱۷ یوم کے لئے اسٹیٹ شیا جنگ نے آپ کے خدمات حاصل کئے۔ آپ نے باغراض سرکاری متعدد مرتبہ یورپ کا سفر فرمایا۔ اور اس دوران میں آپ کے متعدد مدارس کا معائنہ کرکے اپنی معلومات میں اضافہ فرمایا اور اسکاؤٹنگ کی سند بھی حاصل فرمائی۔ آپ کرکٹ، فٹبال، ٹینس، ہاکی اور دیگر اس قسم کے کھیلوں میں نہ صرف حیدرآباد میں آپ کا نام مشہور ہے بلکہ ہندوستان و دیگر ممالک میں بھی آپ کی کافی شہرت ہے۔ آپ نے صدہا کپس اور میڈلس حاصل فرمائے۔ کیمبرج یونیورسٹی کالج کے ٹینس میں آپ بلیو ہیں۔ آپ واحد ہندوستانی ہیں جو کیمبرج یونیورسٹی ٹیم کے کپتان تھے جب کہ وہ ٹیم بلجیم جارہی تھی۔ آپ اس وقت کمشنر بائز اسکوٹس وصدر مہتمم ورزش جسمانی ہیں۔ حیدرآباد میں اسکاؤٹنگ اور ورزش جسمانی آپ کے حسن انتظام کی وجہ روز افزوں ترقی پر ہے چنانچہ ہماری معزز گورنمنٹ کو بھی اس کا اعتراف ہے آپ کی شادی مولوی سید مرتضیٰ حسین صاحب قمر مرحوم دوم تعلقدار وظیفہ یاب کی لڑکی سے سنہ ۱۳۲۶ف میں ہوئی جن کے بطن سے آپ کو ایک لڑکا اور ایک لڑکی ہے۔

مولوی سید محمد حسین صاحب جعفری

آپ نواب سید یاور علی خان بہادر جاگیردار و منصبدار کے صاحبزادے ہیں۔ آپ کے جد اعلےٰ حکیم میر جعفر علی خاں ہمراہ راجہ چندو لال کے عہد وزارت میں ان کی طلب پر حیدرآباد آئے تھے اور یہیں منصب و جاگیر سے سرفراز ہوکر وطن اختیار کرلیا۔

آپ سنہ ۱۲۹۶ف میں اپنے وطن بلدہ حیدرآباد دکن میں پیدا ہوئے اور اپنے دادا نواب باقر نواز جنگ مرحوم کے سایہ عاطفت میں تعلیم و تربیت حاصل کی۔ ابتدائی درسی کتب عربی و فارسی ختم کرکے آپ نے مدرسہ عالیہ سے میٹریکولیشن پاس کیا اور پھر انگلستان جاکر اکسفورڈ یونیورسٹی میں داخل ہوئے جہاں سے بی۔ اے کی ڈگری حاصل کی۔ انگلستان سے واپس آکر آپ سرکار عالی کے سررشتہ تعلیمات میں ملازم ہوگئے اور مددگار ناظم کی حیثیت سے آپ کا تقرر ہوا۔ ڈیڑھ سال بعد آپ صدر مدرس مدرسہ فوقانیہ ہوگئے۔ اور اسی حیثیت سے ورنگل اور اورنگ آباد میں سات سال تک اپنی اعلیٰ قابلیت سے نوجوان پود کو نفع پہنچاتے رہے۔ اس کے بعد آپ مہتمم تعلیمات ضلع عثمان آباد اور پھر صدر مہتمم تعلیمات صوبہ میدک ہوگئے اور ان دونوں حیثیتوں میں ساڑھے چار سال صرف کئے۔ اسی اثنا میں خان فضل محمد خاں صاحب کے پنجاب واپس جانے پر آپ کو نائب ناظم تعلیمات کے منصب پر ترقی ملی۔ اور نواب مسعود جنگ مرحوم جب سیاحت جاپان کے لئے رخصت پر گئے تو ان کی جگہ آپ نے منصرمانہ ناظم کی خدمات بھی انجام دیں۔ نواب مسعود جنگ مرحوم کے بعد جب خان فضل محمد خاں ناظم تعلیمات ہوئے تو آپ بدستور اپنے منصب نائب ناظم کے عہدہ پر کام کرتے رہے اور سنہ [illegible] ف میں خاں صاحب موصوف سے جائزہ حاصل کرکے اس وقت

تک بحیثیت ناظم تعلیمات اپنے مفوضہ کام کو باحسن الوجوہ انجام دے رہے ہیں۔ آپ باوجود اپنے عہدہ کی مصروفیتوں کے اپنا کافی وقت کتب بینی پر صرف کرتے ہیں اور خاص کر کتب عربی اکثر آپ کے زیر مطالعہ رہتے ہیں اور اس مطالعہ کا نتیجہ اکثر فاضلانہ مضامین خطبات اور کتب کی شکل میں ظاہر ہوتا رہتا ہے۔ کچھ دنوں تک آپ رسالۂ المعلم کے ایڈیٹر بھی رہے ہیں جو طبقۂ معلمین میں بہت مقبول ہوا۔

مولوی سید محمد اعظم صاحب یم۔ اے کنٹب

آپ ڈاکٹر سید احمد مرحوم کے فرزند اکبر ہیں سنہ ۱۳۰۲ف میں پیدا ہوئے۔ اپنے والد مرحوم کے زیر نگرانی اولاً بلدہ میں تعلیم پائی ازاں بعد ولایت تشریف لے گئے۔ اور وہاں کیمبرج یونیورسٹی کالج سے یم۔ اے کی ڈگری حاصل فرمائی۔ ولایت میں اپنی عمر کا ایک بہت بڑا حصہ صرف کرکے بلدہ واپس ہوئے۔ اور ۲۲ اردی بہشت سنہ ۱۳۲۵ف کو بحیثیت مہتمم تعلیمات سلک ملازمت سرکار عالی میں داخل ہوئے۔ ضلع بیدر شریف پر آپ کا تعین ہوا۔ جہاں اپنے خدمات کو باحسن الوجوہ انجام دینے پر ۸ اسفندار سنہ ۱۳۲۶ف کو پرسنل اسسٹنٹ ناظم تعلیمات مقرر اور ایک درجہ کی ترقی سے ۱۲ آبان سنہ ۱۳۲۸ف کو اول مددگار ناظم تعلیمات ہوئے۔ ۲۷ آذر سنہ ۱۳۲۹ف کو آپ نے مولوی خان فضل محمد خاں صاحب سے صدر مدرسی سٹی ہائی اسکول کا جائزہ حاصل فرمایا یکم آذر سنہ ۱۳۳۴ف کو آپ پرنسپل سٹی کالج ہوئے اور بارہ سال سے برابر اس خدمت کو باحسن وجوہ انجام دے رہے ہیں آیندہ موقع پر امید ہے کہ ہماری گورنمنٹ آپ کے گراں قدر خدمات، سینیارٹی اور لیاقت کا خیال کرکے آپ کو نظامت تعلیمات کی خدمت ادا کرنے کا موقع دیگی۔ آپ بڑے منتظم، خوش سلیقہ اور کارروان ہیں۔ امید کہ اگر آپ کو فرائض نظامت کی انجام دہی کا موقع مل جائے تو ہم کو حیدرآباد میں سنٹ پرسنٹ تعلیم یافتہ ہوجانے کی توقع ہے اور یقین ہے کہ سررشتہ تعلیمات کے نظم و نسق میں ایک غیر معمولی اصلاح و ترقی رونما ہو کیونکہ آپ کی رائے نہایت صائب اور آپ میں انتظامی مادہ بدرجہ اتم ہے۔ امروزہ سٹی کالج آپ کی انتظامی قابلیت کارروائی اور خوش سلیقگی کا شاہد ہے۔ آپ نے جب اس مدرسہ کی صدارت کا جائزہ حاصل فرمایا تھا تو اس وقت یہ مدرسہ آج کل کی طرح شاہراہ ترقی پر گامزن تھا اور نہ آج کے جیسی اس کی عمارت شاندار تھی۔ اور نہ اس زمانہ میں آپ کا اسٹاف آج کل کی طرح وسیع اور نہ طلبا کی تعداد روز افزوں ترقی پر تھی۔ نیز تعلیمی اور تفریحی نتائج جیسے کہ شاندار اس وقت ہیں اس وقت نہ تھے۔ یہ سب آپ کی انتہائی کوششوں اور کاوشوں کا نتیجہ ہے کہ بلدہ حیدرآباد کا یہ کالج جو انٹرمیڈیٹ کالج ہے ہندوستان کے بڑے کالجوں کے مقابلہ میں خود کو پیش کرسکتا ہے۔

آپ ایک اعلیٰ درجہ کے مقرر بھی ہیں۔ آپ کی فاضلانہ تقریر جس نے سنی وہ آپ کے لائق و فاضل و قابل ادیب اور مقرر ہونے کا معترف ہوگیا۔ آپ انگریزی اور عربی ادب کے اسکالر ہیں۔ آپ کی شادی مولوی سید امیر حسن صاحب مرحوم سابق اول تعلقدار کی بڑی لڑکی سے ہوئی جن کے بطن سے آپ کو (۴) لڑکے اور (۲) لڑکیاں ہیں جو آپ کے زیر سایہ و نگرانی میں اعلیٰ پیمانہ پر تعلیم حاصل کررہے ہیں۔

نواب مرزا یار جنگ بہادر

آپ کا نام مرزا سمیع اللہ بیگ ہے آپ مرزا نصیب بیگ صاحب کے فرزند ہیں اور آپ سنہ ۱۸۷۵ء میں بمقام امیٹھی ضلع لکھنؤ پیدا ہوئے۔ آپ نے ابتدائی تعلیم گھر پر پائی اور سنہ ۱۸۹۰ء میں انٹرنس پاس کیا اس کے

بعد کرسچین کالج لکھنؤ سے ایف اے۔ اور کننگ کالج سے بی۔ اے اور اسی سال ایل۔ ایل۔ بی کا امتحان کامیاب فرمایا ۱۹۱۵ء میں ایڈوکیٹ مقرر ہوئے اور اس کے ایک سال بعد مجلس قانون ساز کے نامزد شدہ ممبر ہوگئے۔ ۱۹۱۸ء م ۱۳۳۲ف میں آپ نے حیدرآباد آکر میر مجلسی عدالت العالیہ کا جائزہ حاصل فرمایا اور ۱۳۴۱ف میں آپ کو پیشگاہ اعلیحضرت بندگانعالی مدظلہم العالی سے خطاب مستطاب مرزا یار جنگ عطا ہوا۔ آپ میر مجلسی عدالت العالیہ حیدرآباد پر مامور ہونے سے پہلے پیشہ وکالت اور ملکی و قومی تحریکات کی سربراہی میں کافی شہرت و مقبولیت حاصل کر چکے تھے۔ اور جس وقت آپ مسٹر عبداللہ یوسف علی کے اصرار و تحریک پر حیدرآباد آئے ہیں اس وقت صوبہ اودھ کی عدالت جوڈیشلی میں آپ کی پریکٹس پورے عروج پر تھی۔ اور چونکہ آپ اس پیشہ میں آنریبل سر وزیر حسن سے سینیر سمجھے اس لئے قرینہ یہی تھا کہ اگر آپ حیدرآباد نہ آگئے ہوتے تو بجائے ان کے اودھ چیف کورٹ کے چیف جج مقرر ہوتے آپ نے ایک اسلامی سلطنت کی خدمت قبول کرکے دراصل بہت ہوشیاری سے کام لیا۔ اس کے ساتھ ہی ساتھ حیدرآباد کے ارباب حل و عقد اور حضور پرنور کی قدر شناس نگاہوں کی بھی داد دینی چاہیے کہ انھوں نے اس قابلیت و تدبر کی شخصیت کا انتخاب کرکے حیدرآباد کے نظام عدالت کی شہرت میں اضافہ کر دیا اور اس انتخاب کی موزونیت کا ثبوت وہ زبردست اصلاحات اور ترقیاں ہیں جو آپ کے دور میر مجلسی میں انجام پائیں۔ ان سب میں درخشاں ترین کارنامہ عدالتی اور انتظامی اختیارات کی علحدہ گی ہے جس سے حیدرآباد کے حکام عدالت انتظامی حکام کی ماتحتی سے الگ ہوکر خالص اور بے لوث انصاف کرنے میں آزاد ہوگئے۔ اس اصلاح نے دراصل حیدرآباد کی حکومت کو برطانوی ہند کی حکومت سے برتر بنا دیا ہے۔ جہاں باوجود اصرار اور تقاضے کے اس اصلاح کی طرف اب تک عملی قدم نہیں بڑھایا گیا۔ لیکن حیدرآباد کے روشن خیال اور ہمدرد و خلق شہریار نے بلا کسی عام ایجی ٹیشن کے پبلک کی خواہشات پوری کر دیں۔

آپ کے دور کی یادگاریں اور بھی ہیں جن میں عدالت عالیہ کا جدید عمارت میں منتقل ہونا اور اس کے رتبہ میں منشور خسروی کے بموجب اضافہ ہونا خاص کر قابل ذکر ہیں۔

آپ اپنی سرکاری مصروفیتوں کے علاوہ ملک کی جتنی تحریکات میں بھی حصہ لیتے رہتے ہیں اور خاص کر تعلیمی مسائل پر آپ کے بصیرت افروز خطبات قابل قدر ہیں۔ سیاسیات اور تاریخ پر آپ کی بعض تصنیفات شائع ہوکر ملک میں کافی شہرت حاصل کر چکی ہیں۔ خصوصاً عہد اورنگ زیب میں ہندوستان کی حالت اور ہندوستان کے مستقبل آئین پر جو کتابیں آپ نے تصنیف کی تھیں وہ اہل الرائے طبقہ میں قدر کی نگاہوں سے دیکھی گئیں ۱۹۳۲ء میں سرکار عالی نے بعنایت خاص آپ کی مدت ملازمت میں دو سال کی توسیع منظور فرمائی۔ جو آپ کی حسن کارگزاری کی بہترین سند ہے۔ اس وقت آپ منصب جلیلہ صدرالمہامی عدالت و امور مذہبی پر بصفرم صدرالمہام کی حیثیت سے فائز ہیں۔

آقا سید محمد علی صاحب داعی الاسلام

آپ کی ذوات ستودہ صفات ہمارے کسی تعارف کی محتاج نہیں۔ آپ ایرانی علماء اور ادبائے جلیل القدر سے ہیں ۱۳۲۶ھ میں وارد حیدرآباد عروس البلاد ہوئے۔ تقریباً (۳۰) سال سے مملکت دکن کے فارسی زبان کے گراں مایہ خدمات انجام دے رہے ہیں۔ بر بنائے فرمان خداوندی کئی سال سے آپ ایک لغت فارسی موسوم بہ "فرہنگ نظام" (جو کہ ایک اہم علمی لغت ہے) لکھ رہے ہیں اس

لغت کے تین حصے جو کہ حرف عین تک ہیں زیور طبع سے آراستہ و پیراستہ کرکے گورنمنٹ عالیہ دکن سے خراج تحسین حاصل کر چکے ہیں۔ اور ان کو بارگاہ شہنشاہ ایران میں پیش کرنے پر تمغہ طلائی درجہ اول اور فرمان قدردانی شاہنشاہی سے سرفرازی ہوئی۔ آپ انگریزی، فارسی کے علاوہ اردو، عربی، سنسکرت، پہلوی، گجراتی، اوستا بھاشا اور دیگر زبانیں بھی جانتے ہیں۔ اور کئی ایک زبان میں مثل اہل زبان کے گفتگو اور تقریر فرماتے ہیں آپ کے ریڈیو لکچرس آج کل زبان زد ہر خاص و عام ہیں۔ ایرانیان دکن کے سرپرست، نہایت خلیق، ملنسار، ہمدرد اور خوش وضع آقا ہیں۔

راجہ رائے منموہن لال صاحب

آپ رائے ترنک لال کے اکلوتے فرزند ہیں۔ آپ کی ابتدائی تعلیم آپ کے دادا ہی کے قایم کردہ "مدرسہ مفید الانام" میں ہوئی۔ اس کے بعد آپ زمانہ دراز تک مدرسہ عالیہ میں تحصیل علم کرتے رہے۔ بمبئی سے اکونٹنسی (محاسبی) کا امتحان کامیاب فرماکر صدر محاسبی سرکار عالی میں ملازم ہوئے۔ اس وقت مددگار مہتمم خزانہ عامرہ سرکار عالی کی خدمت پر مامور و کارگزار ہیں۔ مجلس بلدیہ کی رکنیت پر آپ کا انتخاب منجانب جاگیرداران ۱۳۴۴ف میں اور ۱۳۴۶ف میں آپ کا انتخاب نیابت میر مجلسی بلدیہ پر ہوا۔ یہ انتخاب آپ کی ہر دلعزیزی اور کارگزاریوں کی بیّن دلیل ہے۔ علاوہ براین آپ نواب جاگیرداروں کے معتمد اور بلدیہ نواب کے ڈائرکٹر ہیں۔

مولوی محمد مسعود علی صاحب محوی

آپ مولوی احمد علی صاحب سررشتہ دار کمشنری و میر منشی ریزیڈنسی کے فرزند ہیں۔ آپ ۱۳۰۶ف میں بمقام دہلی پیدا ہوئے آپ کا اصلی وطن فتحپور ضلع بارہ بنکی میں ہے۔ ابتدائی درسی تعلیم گھر ہی پر حاصل کرکے علی گڑھ گئے اور وہاں ایک مدت تک طالب علمانہ زندگی بسر کرکے بی۔ اے کی ڈگری حاصل کی اور وہیں اسکول کے اسٹاف میں ملازم ہوگئے۔ ۱۹۰۵ء میں آپ نواب فتح نواز جنگ بہادر کے طلب کرنے پر حیدرآباد آئے۔ اور ہوم آفس میں مترجمی کی جگہ پر مامور ہوگئے۔ جس سے ترقی کرتے کرتے آپ منتظمی اور مددگاری کے عہدہ تک پہنچے اور پھر عدالت العالیہ کے معتمد ہوگئے۔ جس سے آپ کو نظامت دارالقضا بلدہ اور صدر نظامت عدالت اسمات کے عہدوں پر یکے بعد دیگرے ترقی ملی اس آخری عہدہ سے آپ ۲۸ سالہ مدت ملازمت ختم کرکے وظیفہ حسن خدمت پر سبکدوش کیے گئے۔ چونکہ ابھی آپ کے دل میں خدمت کا جذبہ باقی اور قوائے جسمانی میں قوت موجود تھی۔ اس لیے آپ کی استدعا پر دارالترجمہ جامعہ عثمانیہ میں ترجمی قانون کے کام پر آپ کو مامور کر دیا گیا۔ آپ کو ابتدا ہی سے ادبی ذوق رہا ہے اور تالیف و ترجمہ کے کام سے خاص دلچسپی رہی ہے۔ چنانچہ آپ کی متعدد تالیفات ادب و تاریخ و قانون پر شایع ہوکر مقبول ہو چکی ہیں۔ اور دارالترجمہ کے ذریعہ سے آپ اپنے اس مرغوب مشغلہ کو ترقی اور جلا دے رہے ہیں اور اردو لٹریچر میں اپنی دلچسپ تالیفات سے اضافہ کر رہے ہیں۔

مولوی مظہر حسین صاحب

آپ ڈاکٹر عبد الحسین المخاطب بہ نواب ارسطو یار جنگ بہادر کے فرزند ہیں ۲۶ خورداد ۱۳۰۳ف کو بمقام حیدرآباد فرخندہ بنیاد پیدا ہوئے اور اپنے والد ماجد کے زیر سایہ عاطفت اولاً گھر پہ

زاں بعد نظام کالج میں تعلیم پائی اور پھر علی گڈھ بغرض تکمیل علم تشریف لے گئے۔ اسی اثنا میں آپ کو اپنے والد ماجد کے ہمراہ یورپ تشریف لے جانے کا موقعہ ملا اور اس سلسلہ میں آپ نے ممالک اسلامی کا بھی وسیع دورہ کیا۔ اور معلومات بہم پہنچائے۔ یورپ جاکر آپ نے فن زراعت کی تعلیم کے لئے ایڈنبرا یونیورسٹی میں نام لکھایا اور وہاں سے ایم۔ اے۔ بی ایس سی کی ڈگریاں حاصل کیں حیدرآباد واپس آکر ۱۵ امرداد ۱۳۲۴ف کو سرکارعالی کی سلک ملازمت میں بحیثیت سوم تعلقدار داخل ہوئے۔ اور بہ تعمیل فرمان خسروی مختلف حصص ہند میں دورہ کرکے حکام انگریزی کی نگرانی میں زرعی حالات و انتظامات کا معائنہ و مطالعہ فرمایا۔ اور واپس آکر ۱۳۲۶ف میں نظامت سررشتہ زراعت پر مامور ہوئے۔ جس پر کئی سال تک کام کرتے رہے اور اپنی ذہانت و قابلیت سے اس محکمہ میں متعدد اصلاحیں اور ترقیاں رونما کیں۔ چنانچہ مزارعین کو جدید طریقہائے کاشت سے آشنا کرنے اور ملک کی زرعی پیداوار بڑھانے کی مختلف تدابیر اختیار کرنے میں آپ کا دور نظامت خاص طور پر مستحق تعریف ثابت ہوا۔ مزارعین کی امداد کے لئے تقاوی کا دستور بھی آپ ہی کے دور میں رائج ہوا اور اسی زمانہ میں ملک کی زرعی پیمایش بھی کی گئی ۱۳۳۹ف میں آپ نظامت سررشتہ اعداد و شمار پر منتقل کئے گئے اور اس وقت سے اس شعبہ کی مفید سرگرمیوں کو بڑھا کر اسے اہم صیغہ حکومت بنا دیا ہے۔

مولوی محی الدین احمد صاحب

آپ حیدرآباد کے ایک معزز و ممتاز خاندان کے رکن اور شمس العلماء نواب عزیز جنگ مرحوم و مغفور المتخلص بہ ولا کے فرزند دوم ہیں۔ ۳۰ بہمن ۱۲۹۱ف کو پیدا ہوئے۔ اولاً خانگی طور پر زاں بعد مدرسہ اعزہ اور پھر نظام کالج میں تعلیم پائی۔ اور امتحان مال و کروڑگیری سے فارغ ہوکر ۱۳۱۶ف میں بحیثیت امین کروڑگیری سلک ملازمت سرکارعالی میں داخل ہوئے۔ ورنگل، نظام آباد، ناندیڑ اور سکندرآباد میں اہم خدمات انجام دینے کا آپ کو موقع ملا۔ اور درجہ بدرجہ ترقی پاتے ہوئے ۱۳۲۵ف میں مددگار ناظم کروڑگیری ہوئے ۱۳۳۱ف میں سوم تعلقدار ضلع پربھنی اور اسی سال مددگاری صوبہ اورنگ آباد پر آپ کا تبادلہ ہوا اس کے بعد ۱۳۳۱ف سے ۱۳۳۶ف تک مددگار معتمد ترقیات عامہ کی حیثیت سے کام انجام دیتے رہے ۱۳۳۶ف میں نائب ناظم کروڑگیری مقرر ہوئے۔ ۱۳۴۲ف میں مختلف بلاد عالم مثلاً عربستان، یونان، اٹالیہ، فرانس، انگلستان، آئرلینڈ، امریکہ، بلجیم، جرمنی اور ترکی کی سیاحت کی۔ اس طویل دوران سیاحت میں وہاں کے حالات اور انتظامات کروڑگیری کا مشاہدہ و تجربہ حاصل کرکے اپنے معلومات میں بڑی حد تک وسعت دی ۱۳۴۴ف میں ناظم کروڑگیری کی خدمت جلیلہ پر فائز ہوئے آپ اپنے پیشرو ناظم صاحب نواب رستم جنگ بہادر سے بہتر اپنے فرائض نظامت نہایت خوش اسلوبی سے انجام دے رہے ہیں اور سررشتہ کی ترقی میں نمایاں حصہ لے رہے ہیں۔ آپ نہایت خوش خلق، ملنسار، بے لوث، منتظم اور پابند صوم و صلواۃ حاکم ہیں۔

نواب محمد معین الدین خاں بہادر

آپ نواب صادق جنگ مرحوم کے خلف اکبر اور نواب دائم جنگ مرحوم کے لائق بھتیجے اور خاندان تارنولی و آتالیقان کے ایک معزز و تعلیم یافتہ رکن ہیں۔ آپ ۷ آذر ۱۳۱۴ف کو پیدا ہوئے۔ ابتدائی تعلیم اپنے والد ماجد کے زیر نگرانی قابل اساتذہ سے گھر پر زاں بعد گورنمنٹ سٹی ہائی اسکول میں شریک ہوکر

حاصل فرمائی۔ اس کے بعد آپ قانون کی طرف متوجہ ہوئے اور امتحان جوڈیشل میں بدرجہ اعلیٰ کامیابی حاصل فرماکر، آبان ۱۳۲۵ف کو سلک ملازمت سرکار عالی میں بحیثیت منصف داخل ہوئے آپ کا ابتدائی تقرر منصفی ملکنڈہ پر ہوا۔ ۱۷ اردی بہشت ۱۳۳۸ف کو آپ ناظم چہارم عدالت دیوانی بلدہ مقرر ہوئے جس پر اس وقت مامور و کارگزار ہیں آپ نہایت متین، سنجیدہ، سخن فہم، مردم شناس، پابند وضع امیرانہ حاکم ہیں۔ آپ کی کارگزاری مسلّم ہے آپ اپنے آبائی حقوق کا خیال کرتے ہیں یقین ہے کہ ہماری عدل پرور گورنمنٹ آپ کو کسی اعلیٰ عہدہ پر ترقی عطا فرماکر اپنے ملک کے گرانمایہ خدمات انجام دینے کا موقع دیگی۔

مولوی مہر علی فاضل صاحب

آپ بمبئی کے ایک نامور اور با اثر خاندان کے فرد ہیں۔ آپ اپنے وطن ہی میں ۱۲۸۰ف میں تولد ہوئے اور مدرسہ کی تعلیم سے فراغت پاکر آپ نے انجنیری کا ذوق ظاہر کیا اور پونہ کالج سے ایل۔ سی۔ ای کی سند حاصل فرمائی۔ ۱۳۱۵ف میں آپ سلک ملازمت سرکار عالی میں داخل ہوئے اور تین سال تک اسسٹنٹ انجنیر کے طور پر خدمات انجام دینے کے بعد آپ کو اگزیکیٹیو انجنیر کے منصب پر ترقی مل گئی چنانچہ اس حیثیت سے آپ مختلف اضلاع سرکار عالی میں نمایاں خدمات انجام دیتے رہے۔ اور اسی زمانہ میں تین سال تک آپ کو سپرنٹنڈنگ انجنیر کی خدمات انجام دینے کا بھی موقع ملا۔ ۱۳۳۱ف میں آپ مہتمم تعمیرات بلدہ کے منصب پر فائز کئے گئے۔ اور اس کے ایک سال بعد آرکیٹکٹ بلدہ کی خدمات پر مامور ہوئے جس پر نمایاں کامیابی کے ساتھ کام کرتے رہے ۱۳۳۵ف میں آپ ناظم آبپاشی حلقہ شرقی ورنگل ہوگئے۔ اور اس کے دو سال بعد نظامت آرائش بلدہ کے اہم منصب پر آپ کو ترقی ملی۔ ڈاکٹر حامد علی صاحب کے وظیفہ حسن خدمت پر علحدہ ہونے کے بعد آپ نے نظامت آرائش بلدہ و کمشنری صفائی بلدہ کی خدمات کو باحسن الوجوہ انجام دیا اور نواب زین یار جنگ بہادر کے کمشنر صفائی بلدہ مقرر ہونے کے بعد آپ اپنی اصلی خدمت یعنے نظامت آرائش بلدہ پر واپس ہوکر نہایت مستعدی و دیانت داری و جفاکشی کے ساتھ کارگزار ہیں چنانچہ حیدرآباد کی روز افزوں آرائش و خوبصورتی بہت بڑی حد تک آپ ہی کے حسن خدمات کی ممنون احسان ہے۔

نواب مہدی یار جنگ بہادر

آپ کا نام نامی "سید مہدی حسین" اور آپ کا وطن مالوف بلگرام ہے۔ آپ نواب عماد الملک مرحوم کے فرزند اصغر ہیں آپ ۲۱ شہریور ۱۲۹۰ف کو تولد ہوئے۔ اس ملک کی رواجی تعلیم اور اپنے والد ماجد کے زیر سایہ تربیت حاصل کرنیکے بعد آپ عازم انگلستان ہوئے جہاں اکسفورڈ یونیورسٹی سے ایم۔ اے کی ڈگری اعزاز کے ساتھ حاصل فرمائی۔ بعد فراغ تعلیم وطن واپس ہوئے تو ابتدائی ایام میں علی گڑھ کے طلبا و اساتذہ، نیز دیگر محبان تعلیم کو اپنے تعلیمی و ادبی معلومات سے آگاہ فرماکر محظوظ و ممنون فرمایا۔ آپ کا ابتدائی تقرر صوبہ متحدہ میں بتاریخ ۱۳ خورداد ۱۳۱۵ف صدر مہتمی تعلیمات پر ہوا آپ وہ پہلے ہندوستانی ہیں جن کا انتخاب انڈین ایجوکیشنل سروس کے لئے عمل میں آیا تھا آپ کو برٹش گورنمنٹ کی ملازمت اختیار کئے ابھی ساڑھے پانچ سال بھی گزرنے نہ پائے تھے کہ حضور پر نور کو اپنے ایک رکن سلطنت کے فرزند کی یاد آئی اور حیدرآباد طلب فرماکر بلحاظ قابلیت مددگار پولیٹیکل سکرٹری کی خدمت پر آپ کا تقرر فرمادیا۔ نائب معتمدی فینانس اور

معتمدی تعمیرات عامہ کے مناصب پر آپ شہریور ۱۳۲۵ف میں فائز ہوئے۔ نواب مسعود جنگ بہادر کار خاص پر جب انگلستان تشریف لے گئے تو تقریباً سات ماہ تک ان کے فرائض بھی انجام دیتے رہے انہی ایام میں صدارت کلیہ جامعہ عثمانیہ کی نگرانی بھی فرمائی۔ بلکہ چند روز منصرمانہ کارگزار بھی رہے۔ معتمدی سیاسیات پر آپ نے نائب معتمدی فینانس سے بہ اسفندار ۱۳۲۹ف کو ترقی پائی، اور بجز دو ماہ بیس یوم کی مختصر مدت کے جب کہ آپ مستقل معتمد عدالت و کوتوالی و امور عامہ کے عہدہ جلیلہ پر منتقل فرمائے گئے تھے، معتمدی سیاسیات پر کار فرما رہے اور اس تمام مدت کو آپ نے سررشتہ سیاسیات کی ترقی و اصلاح میں صرف کیا۔ ۱۳۳۹ف میں آپ کی اعلیٰ خدمات اور خاندانی اعزاز کے لحاظ سے آپ کو صدر المہامی سیاسیات کے منصب اعلیٰ پر فائز کیا گیا۔ متعدد سرکاری کمیٹیوں کے منجملہ کمیشن اضافہ ماہوارات میں آپ کی شرکت سے جو فائدہ افراد متعلقہ کو پہنچا ہے اور آپ کے مفید مشورہ کا جو اثر ہوا ہے اس کا اقرار خود ماہر فینانس کو ہے۔ تقریباً اسی زمانہ میں آپ کو بارگاہ خسروی سے "مہدی یار جنگ" کا خطاب ملا۔

حضور شہزادہ ویلز کے ورود کے موقع پر حضور پر نور نے مراسم پذیرائی بجا لانے کے لئے جو کمیٹی مقرر فرمائی تھی اس کی معتمدی کے فرائض آپ ہی کے سپرد فرمائے تھے۔ آپ نے اپنے اس مفوضہ کام کو اس خوبی سے انجام دیا کہ ایک جانب بارگاہ خسروی سے اظہار خوشنودی فرمایا گیا اور دوسری طرف آپ کے شائستہ خدمات کا اعتراف خود شہزادہ ویلز نے ایک تحفہ عطا کر کے فرمایا۔

محکمہ سیاسیات کی ہمہ گیر مصروفیتوں کے باوجود آپ ملک کی بہبودی اور قومی تحریکات میں حصہ لینے سے قاصر نہیں رہتے اور خاص کر قومی تعلیم کا مسئلہ آپ کی توجہات کا بہت کچھ شرکت وار ہے۔ آپ کے فاضلانہ خطبات اور یادداشتیں اعلےٰ قابلیت کا نمونہ ہوتی ہیں۔ جس کی روشن مثال حیدرآباد ایجوکیشنل کانفرنس کا خطبہ صدارت ہے جو ملک کے ماہرین تعلیم میں نہایت ہی قدر کی نگاہوں سے دیکھا گیا۔ آپ نہایت خوش خلق، ملنسار اور حلیم الطبع واقع ہوئے ہیں اور اپنے فرائض کو خاموشی کے ساتھ انجام دینا پسند کرتے ہیں لیکن آپ کے اخلاق کی جو خوبی خاص کر نمایاں رہتی ہے وہ یہ ہے کہ آپ نہایت ہی مخلص اور صاف گو واقع ہوئے ہیں۔ دنیاداری کے اخلاق سے لوگوں کو ایسی امید میں نہیں دلاتے جن میں بعد کو انھیں مایوسی کا منہ دیکھنا پڑے۔ اس کے ساتھ ساتھ ایک صفت اعلےٰ آپ میں یہ بھی ہے کہ جو امداد اور حسن سلوک کسی کے ساتھ آپ کر سکتے ہیں اس سے کبھی دریغ نہیں فرماتے۔ انہی صفات کی وجہ آپ ملک کے ہر طبقہ میں عزت و وقعت کی نظر سے دیکھے جاتے ہیں۔

آپ کی شادی نواب مرزا محمد علی خاں شیر جنگ مرحوم سابق صوبہ دار ورنگل کی صاحبزادی سے ہوئی۔ منجملہ آپ کی اولاد کے آپ کے خلف اکبر مسٹر سید ہادی حسین صاحب بلگرامی ہیں۔

نواب مصاحب جنگ بہادر

آپ کا نام مولوی میر صاحب علی ہے۔ آپ حیدرآباد کے ایک ممتاز خاندان کے فرد ہیں اور آپ بمقام بلدہ حیدرآباد فرخندہ بنیاد ۱۲۸۸ف میں پیدا ہوئے۔ آور علمی اور قانونی اسناد لیکر سرکار عالی کی عدالتوں میں وکالت شروع کر دی (۲۲) سال تک بحیثیت پلیڈر اپنی قابلیت و ذہانت کا اظہار کرتے رہے اور اس اثنا میں اپنے ہم چشموں میں شہرت و امتیاز حاصل کر کے بلدہ کے نامور وکلا میں شمار ہونے لگے اور ۱۳۲۴ف میں جب سرکار عالی کو آپ کے خدمات کی حاجت ہوئی تو آپ نے وکالت کی آزاد زندگی اور کثیر آمدنی پر لات مار دی

اور تعلیمی مشاہرہ پر اسپیشل مجسٹریٹ اضلاع کی خدمت قبول کر لی۔ بحیثیت ملازم سرکار عالی آپ کی قابلیت اور حسن انتظام کے جوہر اور نمایاں ہونے لگے اور سرکار عالی کی جانب سے اس کا اعتراف اس طرح کیا گیا کہ آپ کو ترقی کے مدارج تیزی کے ساتھ طے کرنے کا موقع دیا گیا۔ چنانچہ آپ ترقی کرتے کرتے ۱۳۲۹ف میں ناظم اول عدالت دیوانی بلدہ ہوگئے۔ اور ۱۳۳۱ف میں ناظم صدر عدالت صوبہ گلبرگہ کے منصب پر فائز کئے گئے اور اس کے چند ماہ بعد صدر عدالت دیوانی بلدہ کے ناظم اول ہوگئے جو رکنیت عدالت عالیہ کا ایک زینہ ہے۔ اس کے بعد آپ رکن عدالت عالیہ کے منصب جلیلہ پر فائز ہو کر اپنے فرائض منصبی باحسن الوجوہ انجام دے رہے ہیں۔ اور بتقریب سالگرہ مبارک خسروی آپ خطاب مستطاب "مصاحب جنگ" سے بھی معزز و ممتاز فرمائے گئے۔

آپ حسن قابلیت کے ساتھ ساتھ زیور حسن اخلاق سے بھی آراستہ ہیں اور حیدرآباد کی سوسائٹی میں کافی وقعت و ہر دلعزیزی رکھتے ہیں آپ نہایت خلیق و ملنسار و ہمدرد و بہی خواہ ملک و مالک، منصف مزاج مردم شناس حاکم ہیں۔ باوجود منصب جلیلہ پر فائز ہونے کے غرور و تمکنت آپ میں نام کو نہیں۔ غریب و امیر، دوست و دشمن سب کے ساتھ آپ کا یکساں برتاؤ ہے۔

نواب منظور جنگ بہادر

آپ کا نام مرزا منظور احمد خاں ہے اور آپ مرزا داؤد احمد صاحب کے صاحبزادے ہیں۔ آپ کی ولادت بمقام بلدہ حیدرآباد فرخندہ بنیاد ۱۲۹۴ف میں ہوئی۔ اور آپ نے یہیں کے مختلف مدارس میں تعلیم حاصل فرمائی اور بعد الفراغ تحصیل علم آپ مفید مہتمی اور قومی کاموں میں منہمک ہوگئے۔ جب آپ کا رجحان ملازمت کی جانب ہوا تو فرسٹ مستدی فینانس سرکار عالی میں آپ کو ایک جگہ مل گئی۔ لیکن یہ کام آپ کی فطری ذہانت اور رجحان ذاتی کے مناسب حال نہ تھا اس لئے آپ اس سے سبکدوشی حاصل فرما کر دفتر صدر المہامی پائیگاہ میں منتقل ہوگئے۔ اور ترقی کرتے کرتے انسپکٹری کے عہدہ تک پہنچے بلکہ کچھ دنوں پائیگاہ سر وقار الامرا میں میر مجلسی کے فرایض بھی انجام دئے۔ اس سلسلہ میں آپ نے جو اعلےٰ خدمات انجام دیں ان کے صلہ میں آپ کو بارگاہ خسروی سے نواب منظور جنگ کا خطاب عطا ہوا۔ اور ۱۳۲۹ف میں سر رائس ایجرٹن کی تحریک پر آپ کا نواب سر وقار الامرا کی پائیگاہ سے دو سو روپیہ ماہانہ تاحیات وظیفہ مقرر ہوگیا۔ اسی سال آپ ضلع میدک میں اسپیشل تعلقدار مقرر ہوئے اور وہاں اس خوش اسلوبی سے اپنے فرائض انجام دیئے کہ بہت جلد آپ کے استقلال کا فرمان نافذ ہوگیا۔ آپ مختلف اضلاع سرکار عالی جیسے میدک، گلبرگہ و عادل آباد و ناندیڑ، پربھنی پر بحیثیت اول تعلقدار کارگزار رہ کر اپنے فرایض منصبی کو باحسن الوجوہ انجام دیتے اور دے رہے ہیں آپ نہایت ملنسار، شگفتہ مزاج، ہر دلعزیز، خوش خلق، دیانتدار و فاشعار، ملک کے بہی خواہ اور مالک کے سچے جان نثار نواب ہیں۔ نصفت شعاری و مردم شناسی میں اپنی آپ نظیر ہیں

نواب مرزا محمد علی خاں بہادر

آپ نواب مرزا حسین خاں مرحوم فرزند نواب مرزا علی محمد خاں معتمد جنگ معتمد الدولہ ثانی کے پوتے، نواب مرزا عبد اللطیف خاں بہادر لطیف نواز جنگ کے بھتیجے اور نواب محمد ابو الحسن خاں شوکت جنگ حسام الدولہ بہادر کے چہیتے نواسے ہیں۔ آپ ۱۳۲۵ھ میں بمقام حیدرآباد فرخندہ بنیاد پیدا ہوئے۔ آپ کی صغر سنی ہی میں آپ کے والد بزرگوار کا سایہ آپ کے سر سے اٹھ گیا۔ آپ نے

اپنے نانا نواب شوکت جنگ بہادر کے زیرِ نگرانی اولاً بطورِ خانگی گھر پر تعلیم حاصل فرمائی۔ ازاں بعد مدرسہ جاگیرداران یعنے نوبل کالج (یہ کالج جاگیرداروں کے بچوں کی تعلیم کی غرض سے ظل اللہ کے عہدِ میمنت عہد میں قائم ہوا ہے جو عہد مبارک تاجدار ملک دکن و برار کا اہم کارنامہ ہے) میں شریک ہو کر تعلیم حاصل کی۔ مگر کچھ دنوں سے مدرسہ عالیہ میں شریک ہو کر تعلیم حاصل فرما رہے ہیں۔ اردو، فارسی میں لائق روزہ نماز کے پابند اور خوش خلق، خوش مزاج خوش خصال اور باغیرت وہمت امیرزادہ ہیں۔ بزرگوں کی اطاعت، سادات نوازی، غربا پروری آپ کا شیوہ ہے۔ آپ میں غرور نام کو نہیں۔ ہر کسی سے کشادہ پیشانی ملتے ہیں۔ نہایت سادہ مزاج نواب ہیں۔ اپنے جدِ امجد نواب شوکت جنگ حسام الدولہ بہادر اور اپنے ماموں کے ہمراہ اکثر مقامات کی سیر کی اور ان سیاحتوں میں آپ نے کافی تجربہ حاصل فرمایا۔ بوجہ کمسنی آپ کے موروثی جاگیرات زیرِ نگرانی سرکار (صیغہ کورٹ آف وارڈز) ہیں عنقریب آپ اپنے آبائی مناصب و جاگیرات سے سرفراز ہونے والے ہیں۔

الحاج ڈاکٹر محمد اللہ ایم۔ اے۔ ایل۔ ایل۔ ڈی بیرسٹر ایٹ لا

آپ فرزندِ اکبر نواب سربلند جنگ مرحوم سابق میر مجلس عدالت العالیہ ہیں۔ ماہ رمضان ۱۳۱۲ھ میں بمقام حیدرآباد پیدا ہوئے آپ نواب سرورالملک بہادر کے حقیقی نواسے اور مولوی حاجی سمیع اللہ خاں بہادر سی۔ ایم۔ جی کے حقیقی پوتے ہیں اور حضرت محمد حنیف صاحبزادہ حضرت امیرالمومنین امام المتقین اسد اللہ الغالب علی ابن ابیطالب علیہ السلام کی اولاد سے ہیں۔ مولوی حاجی سمیع اللہ خاں مرحوم سی۔ ایم۔ جی سے ہندوستان کا ہر فرد بشر بخوبی واقف ہے۔ مولوی صاحب مرحوم اور سر سید احمد خاں مرحوم ہر دو حقیقی بانی علی گڑھ یونیورسٹی کے ہیں۔ اور مصر میں بھی جناب برٹش گورنمنٹ لارڈ نارتھ بروک کے ساتھ سرکاری کام انجام دیتے تھے اور خطاب سے بھی سرفراز تھے۔

آپ کی ابتدائی تعلیم مسٹر کو نے پرو فیسر کالج کے زیرِ نگرانی ہوئی اور آپ کے دادا مولوی سمیع اللہ خاں مرحوم نے آپ کی تعلیم فارسی و عربی میں خاص طور پر دلچسپی لی تھی۔ آپ کی تعلیم کا سلسلہ سینٹ جوزف۔ کانونٹ، سینٹ جارج کالج منصوری میں اور سنٹرل کالج الٰہ آباد اور آخر میں کرائسٹ کالج کیمبرج اور لنکنز ان لندن میں ختم ہوا۔ اکتوبر ۱۹۱۹ء میں آپ کیمبرج یونیورسٹی میں شریک ہوئے اور جون ۱۹۲۲ء میں بی۔ اے۔ ایل۔ ایل۔ بی کی ڈگریاں حاصل کیں۔ اور اسی سال بیرسٹری کی سند لنکنز ان سے حاصل کر کے ہندوستان آئے اور الٰہ آباد ہائیکورٹ میں وکالت شروع کی۔ ماہ جنوری ۱۹۲۶ء میں آپ نے ایم۔ اے۔ ایل۔ ایل۔ ڈی کی بھی ڈگریاں حاصل کیں دورانِ وکالت میں آپ قانونی درس الٰہ آباد یونیورسٹی میں دیا کرتے تھے۔ چنانچہ آپ کا تقرر بعد انتخاب ڈین آف دی فیکلٹی آف لا کے عہدہ جلیلہ پر و فیسری شعبہ قانون پر ۱۹۳۳ء میں عمل میں آیا۔ اور ۱۹۳۴ء میں آپ کے خاندانی خدمات کی وجہ سے سرکار عالی نے آپ کا تقرر سشن جج کے عہدہ پر کیا۔ آپ نہایت حسن و خوبی سے نظامت صوبہ اورنگ آباد کے عہدہ جلیلہ پر کام انجام دے رہے ہیں۔ آپ ایک نیک سیرت اور مذہب کے پابند نوجوان ہیں۔ آپ کو خدا تعالیٰ نے دو دفعہ توفیق عطا فرمائی کہ حج بیت اللہ و زیارت مدینہ منورہ سے مشرف ہوئے۔ آپ نے پہلا حج نہایت کمسنی میں کیا تھا ۱۹۲۲ء میں جب کہ آپ انگلستان سے ہندوستان آ رہے تھے۔ اور دوسرا حج آپ نے ۱۹۳۴ء میں مع اپنی اہلیہ دختر کلاں نواب ذوالقدر جنگ بہادر کے ساتھ کیا ہے۔ آپ متعدد کتب قانونی کے مصنف و مؤلف بھی ہیں۔ تاریخ، قصہ،

جنابہ محبوب بیگم صاحبہ

آپ محمد محبوب شریف صاحب منصبدار مرحوم کی صاحبزادی ہیں۔ نہایت خلیق تعلیم یافتہ سخی، وضع قدیم اور صوم وصلوٰۃ کی پابند خاتون ہیں آپ کی شادی ۱۳۲۱ ہجری میں نواب ولی الدولہ مرحوم و مغفور سے نہایت تزک واحتشام کے ساتھ بمقام خیریت آباد بمکان دوساہا ہائی واقع متصل شاہ منزل دیوڑھی نواب شہزور جنگ مرحوم ہوئی آپ کے بطن سے دو صاحبزادے اور (۱) صاحبزادی ہے۔ صاحبزادہ (۱) نواب محمد محی الدین خان بہادر خلف اکبر نواب ولی الدولہ مرحوم (۲) نواب محمد رشید الدین خان بہادر اور صاحبزادی جنابہ شاہ جہاں بیگم صاحبہ۔ صاحبزادی صاحبہ موصوفہ کی شادی نواب محمد قیصر الدین خان بہادر فرزند اکبر نواب محمد کریم الدین خاں بہادر جنگ بہادر سے نواب ولی الدولہ مرحوم کے عین حیات میں ہوئی جن کو اس وقت بفضلہ تعالیٰ ایک صاحبزادہ اور ایک صاحبزادی ہے۔

نواب محمد محی الدین خاں بہادر

آپ نواب محمد ولی الدین خاں ولایت جنگ ولی الدولہ مرحوم کے خلف اکبر، نواب محمد فضل الدین خاں سکندر جنگ اقبال الدولہ اقتدار الملک سر وقار الامراء مرحوم ومغفور کے پوتے اور نواب محمد مختار الدین خاں نامور جنگ اقتدار الدولہ سلطان الملک بہادر کے بھتیجے ہیں۔ آپ ۲۲ ربیع الاول ۱۳۲۵ھ کو بمقام حیدرآباد فرخندہ بنیاد پیدا ہوئے آپ کی ابتدائی تعلیم قابل اور لائق اساتذہ سے والدین کے زیر نگرانی گھر پر نہایت اعلیٰ پیمانہ پر ہوئی کچھ دنوں کے لئے مدرسۃ العلوم علی گڑھ بغرض تحصیل علم تشریف لے گئے وہاں سے واپسی پر مدرسہ عالیہ اور اس کے بعد جامعہ عثمانیہ میں اعلیٰ تعلیم کی غرض سے شریک ہوئے تعلیم کو ترک کرتے ہی لفٹننٹ کی حیثیت سے سلک ملازمت سرکار عالی میں داخل ہوگئے آپ کی شادی راجہ راجایان راجہ مہاراجہ سرکشن پرشاد یمین السلطنۃ پیشکار وسابق صدر اعظم باب حکومت سرکار عالی کی صاحبزادی سے نہایت تزک واحتشام کے ساتھ ہوئی جن کے بطن سے آپ کو تین فرزند اور دو صاحبزادیاں ہیں۔ صاحبزادہ (۱) نواب محمد سراج الدین خاں بہادر (۲) نواب محمد افتخار الدین خاں بہادر اور (۳) نواب محمد ولی الدین خاں بہادر اور صاحبزادی (۱) جنابہ یوسف النساء بیگم صاحبہ اور (۲) جنابہ محبوب النساء بیگم صاحبہ ہیں۔

آپ نہایت خوش خلق، ملنسار، خندہ رو، پابند وضع امیرانہ اور اولوالعزم نواب ہیں مستعدی، جفاکشی، پابندی وضع اور بلحاظ امارت میں لاثانی اور لطف وعطا میں الولد سر لابیہ کے مصداق اپنے والد مرحوم کے قدم بقدم ہیں آپ کی عمر اس وقت (۲۸) سال کی ہے مقرر بٹالین تیسری پلٹن میں لفٹننٹ ہیں اپنے مفوضہ خدمات کو نہایت جانفشانی اور تندہی سے انجام دیتے ہیں امید قوی ہے کہ آپ بہت جلد ترقی کرکے اپنے والد ماجد کی طرح ملک کے گراں قدر خدمات انجام دیں گے۔

نواب نذیر جنگ بہادر

آپ کا نام نامی مرزا نذیر بیگ ہے۔ آپ مرزا قادر بیگ صاحب مرحوم سابق اول تعلقدار سرکار عالی کے خلف اکبر ہیں آپ بمقام میرٹھ ۲۹ رمضان المبارک ۱۲۸۴ھ کو پیدا ہوئے بعمر ہفت سالگی آپ اپنے والد مرحوم کے یہاں میرٹھ سے اورنگ آباد آئے بعد ازاں آپ نے پھوپا نواب محسن الملک مرحوم

کے یہاں حیدرآباد تشریف لائے تعلیم و تربیت نواب صاحب مرحوم کی خاص نگرانی میں لائق آتالیق و ذی علم معلم سے پائی۔ اس زمانہ کے شرفاء کے دستور کے بموجب آپ نے مردانہ فنون، خصوصاً بانک بنوٹ، شہسواری، تفنگ اندازی، نیزہ بازی وغیرہ میں بھی کمال حاصل فرمایا۔ اور بغرض حصول تعلیم اعلیٰ علیگڑھ تشریف لے گئے جہاں آپ کو سر سید احمد خاں، مولوی سمیع اللہ خاں، مولوی شبلی، مولوی حالی، اور اکثر دیگر بزرگوں کی صحبت کا شرف حاصل ہوتا رہا۔ آپ نے ایک قلیل مدت ہی میں اتنی ہر دلعزیزی حاصل کی کہ کالج کے طلباء کی روح رواں بن گئے۔ کالج کرکٹ ٹیم جس کے آپ نائب کپتان تھے آپ کے زمانہ میں شباب پر تھی۔ اس کو آپ کی ذات سے بہت بڑی تقویت پہنچی۔ سب سے پہلے ۱۸۸۴ء یا ۱۸۸۵ء میں آپ نے علیگڑھ میں سر ایچیسن کا تمغہ طلائی حاصل فرمایا۔

آپ بعد انتقال اپنے والد ماجد کے حیدرآباد واپس ہو کر ۱۸۸۶ء میں نظام کالج میں داخل ہوئے اور اسی زمانہ میں آپ کی شادی نواب میر محمود علی خاں مرحوم کی صاحبزادی سے نہایت تزک و احتشام اور بڑی دھوم دھام کے ساتھ ہوئی۔

۴ دے ۱۲۹۹ف کو آپ سلک ملازمت سرکار عالی میں بحیثیت مددگار معتمد مال (شاخ لوکل فنڈ) داخل ہوئے اور اس عہدہ پر ۱۳۱۶ف تک مامور و کارگزار رہے اس عرصہ مدت میں اکثر اوقات آپ۔ عملداری سرپور تانڈور و اول تعلقداری بیدر و ناندیڑ و گلبرگہ و اورنگ آباد کے طویل المدت فرائض بھی انجام دیتے رہے۔ ۱۷ خورداد ۱۳۱۷ف کو دوم تعلقداری ضلع عثمان آباد کی خدمت پر فائز ہوئے اور اسی حیثیت سے ضلع پربھنی مامور و کارگزار رہے چنانچہ عہد میمنت عہد حضور پر نور میں بتاریخ ۲۱ امرداد ۱۳۲۱ف علاقہ خواص مبارک میں آپکی منتقلی عمل میں آئی۔ جہاں آپ صدر محاسبی و نظامت محارج کے مناصب جلیلہ پر ۲۷ آبان ۱۳۲۴ف تک اپنے فرائض منصبی باحسن الوجوہ انجام دیتے رہے ازاں بعد بفرمان خسروی آپ کا تقرر صوبہ داری ورنگل پر عمل میں آیا اور ۷ آذر ۱۳۲۵ف میں معتمدی فوج کے عہدہ جلیلہ پر فائز ہوئے۔ اس خدمت کے اہم فرائض کی انجام دہی کے ساتھ ہی ساتھ آپ حسب قاعدہ مجلس وزراء کینٹ کونسل کے فرائض بھی انجام دیتے رہے۔ باب حکومت قائم ہونے پر ۱۶ دی ۱۳۲۹ف کو آپ نے کیبنٹ کونسل کی ذمہ داریوں سے سبکدوشی حاصل فرمائی ازاں بعد محکمہ جات طبابت و علاج حیوانات آپ کے تفویض ہوئے اور ۱۳۳۵ف میں آپ نے وظیفہ حسن خدمت حاصل فرمایا۔

۱۹ جمادی الثانی ۱۳۳۵ھ کو آپ خطاب مستطاب نذیر جنگ سے معزز و ممتاز ہوئے اور آپ کو ایک مدت سے رکن رکین اسٹاف شاہی کا شرف بھی حاصل رہا اور آپ اس ذریعہ خدمت کے فرائض اہم مواقع پر انجام دیتے رہے اپنے مالک کی رضاجوئی اور وفاشعاری کے باعث آپ ہمیشہ مورد الطاف و عنایات رہے۔ آپ جامعہ عثمانیہ حیدرآباد کے رفیق، جامع اسلامیہ علی گڑھ کی کورٹ کے رکن اور کئی ایک علمی و ادبی مجالس کے سرگرم معاون اور ایک زندہ دل نواب ہیں چنانچہ آپ کی زندہ دلی کا ثبوت اس سے ملتا ہے کہ آپ کے گھوڑے سالہا سال سے بمبئی، مدراس، پونا، بنگلور، اوٹی اور حیدرآباد و سکندرآباد کے ریس میں شریک ہوتے رہے اور متعدد انعامی کپ حاصل کئے ہیں آپ کو شکار کا بھی بیحد شوق ہے۔ کرکٹ و ٹینس کے بھی آپ بہترین کھلاڑی ہیں یہی وجہ تھی کہ آپ کو حضرت غفران مکاں کے ساتھ ٹینس و نیزہ بازی میں شریک ہونے کی عزت حاصل ہوئی۔ بلدہ میں کرکٹ کے شوق کو آپ نے میجر مرزا نادر بیگ کی معیت میں از سر نو زندہ فرمادیا۔

آپ کی دوسری شادی نواب مرزا طفیل علی بیگ نادر جنگ مرحوم کی صاحبزادی سے ہوئی۔ آپ کو خداوند کریم نے (۵) فرزند اور (۵) دختر سے سرفراز فرمایا۔ فرزند نواب مرزا ظہیر بیگ بشیر جنگ مرحوم (۲) مرزا مہدی بیگ۔ (۳) مرزا محسن بیگ۔ (۴) مرزا قادر بیگ (۵) مرزا نذیر بیگ۔

آپ کی پانچ صاحبزادیوں سے بڑی صاحبزادی کی شادی نواب سید لشکر خاں صاحب سے ہوئی اور ایک صاحبزادی کو حضور پرنور کے حبالۂ نکاح میں آنیکا افتخار حاصل ہوا۔

نواب محمد نجم الدین خاں بہادر

آپ نواب محمد امام الدین خاں والم جنگ مرحوم کے اکلوتے فرزند نواب محمد جمال الدین خاں صادق جنگ ثالث کے لائق بھتیجے، نواب محمد منیر الدین خاں صادق جنگ ثانی کے پوتے اور حیدرآباد دکن کے قدیم اور بلند مرتبہ خاندان دنار نولی کے معزز رکن ہیں۔ ۲۴ رجب ۱۳۲۳ھ کو بمقام حیدرآباد فرخندہ بنیاد پیدا ہوئے۔ اپنے والد مرحوم کے زیر نگرانی قابل اساتذہ سے اردو، فارسی اور انگریزی کی تحصیل کی۔ آپ ابھی ۱۳ ہی سال کے تھے کہ آپ کے والد کا سایہ آپ کے سر سے اٹھ گیا۔ آپ اپنے عم محترم نواب صادق جنگ مرحوم کے زیر نگرانی تحصیل علم کی ذاتی قابلیت اور [illegible] شوق تعلیمی کی وجہ آپ کا زمانہ تعلیمی نہایت خوشگوار گزرا۔ ۱۰ محرم ۱۳۴۳ف کو مددگار ناظم امور مذہبی کی حیثیت سے ملازمت سرکار عالی میں داخل ہوئے اور ۲۷ فروردی ۱۳۴۲ف کو خدمت مددگاری صدارت العالیہ عدالت و امور مذہبی پر فائز ہوئے مگر آپ کی تقرری مستقل امور مذہبی پر بدستور قائم رہی۔ ۲۰ سال سے آپ اپنے مفوضہ خدمات کو نہایت خوش اسلوبی محنت و شفقت و دیانتداری اور بہ خوبی انجام دے رہے ہیں آپ جملہ اعزازات و مناصب آبائی وجاگیرات موروثی سے سرفراز ہیں۔ آپ کے حسن انتظام اور نگرانی نے جاگیرات کے انتظامی اور مالی امور میں جان ڈالدی ہے۔ اپنی جاگیرات کی رعایا کی فلاح و بہبودی اور ان کے لئے آرام و آسایش پہنچانا اپنا اولین فرض سمجھتے ہیں۔ بنی نوع انسانی کے ساتھ آپ کو خاص ہمدردی ہے۔ اور یہی آپ کی بہترین صفت ہے۔ آپ نہ صرف [illegible] عالی حوصلہ [illegible] ہیں بلکہ نہایت دوراندیش مدبر منتظم اور اخلاق مجسم نواب ہیں نہ صرف میری [illegible] تمام دوستوں کو اس بات کا اتفاق ہوگا کہ جن کو آپ کی ملاقات کا شرف حاصل ہے آپ نہایت خلیق رحمدل [illegible] پابند صوم و صلوۃ نیک نفس خوش اعتقاد متقی پرہیزگار [illegible] اور [illegible] نواب ہیں۔ سلطان الہند حضرت خواجہ اجمیری رحمۃ سے دلی عقیدت رکھتے ہیں۔ بیوت [illegible] سال حج و زیارت سے بھی مشرف ہو چکے ہیں۔ دیوڑھی دربار کی عزت حاصل ہے قیام منزل حیدر گوڑہ آپ کی خاص دلچسپیوں کا نمونہ ہے جہاں آپ قیام پذیر ہیں۔ آپ کے چہیتے فرزند نواب محمد فیاض الدین خاں بہادر ہیں جو اپنے والد ماجد کے زیر سایہ قابل اور لائق اساتذہ سے اردو، فارسی، عربی اور انگریزی کی تحصیل اعلیٰ پیمانہ پر کر رہے ہیں۔ الولد سرٌ لابیہ کے مصداق ہیں۔ رفتار و گفتار میں آپ اپنے باپ ہی کا آئینہ ہیں۔ آپ کے چہرہ سے آثار امارت و متانت و بردباری ہویدا ہیں۔ فطرتاً نہایت ذہین وطباع واقع ہوئے ہیں آپ بزرگوں سے بعزت اور ہم عمروں سے محبت پیش آتے ہیں۔ مثل اپنے والد ماجد کے عزو آپ میں نام کو نہیں ہر ایک سے ہمیشہ خندہ پیشانی ملتے ہیں۔ الحاصل یہ کہ آپ ہر دلعزیز باپ کے ہر دلعزیز صاحبزادے ہیں آپ کے والد اپنے اس لائق و ہونہار فرزند پر جس قدر بھی فخر کریں کم ہے۔

نواب محمد نجیب الدین خان بہادر

آپ نواب محمد حفیظ الدین خان ظفر جنگ شمس الدولہ شمس الملک مرحوم کے فرزند چہارم اور امیر کبیر نواب محمد محی الدین خان شمس جنگ شمس الامراء سر خورشید جاہ کے۔ سی۔ آئی۔ ای مرحوم کے پوتے ہیں۔ آپ ۱۳۰۰ھ میں پیدا ہوئے۔ اپنے بڑے بھائی کی طرح آپ بھی اپنے جد امجد نواب سر خورشید جاہ مرحوم کے زیر نگرانی تعلیم و تربیت حاصل فرمائی۔ آپ اردو فارسی کو ایک بہترین ذوق رکھتے ہیں۔ اردو فارسی میں شعر بھی کہتے ہیں۔ آپ کا شمار [illegible] ہوتا ہے۔ آپ کو [illegible] اور انجنیری کا بید شوق ہے۔ آپ اپنی [illegible] انجنیرنگ ورکس اور [illegible] فرماتے ہیں۔

نواب محمد نظام الدین خان بہادر

آپ نواب [illegible] جنگ مرحوم کے دوسرے فرزند ہیں۔ ابتدائی تعلیم اپنے والد کے زیر نگرانی قابل اساتذہ سے گھر ہی پر حاصل فرمائی۔ ازاں بعد سٹی ہائی اسکول میں تحصیل علم کی۔ آپ کو شہزادہ کرنل نواب معظم جاہ بہادر کی مصاحبت کی عزت بارگاہ خسروی سے حاصل ہے۔ خوش خلق، ملنسار نوجوان نواب ہیں۔ تمکنت اور غرور آپ میں نام کو نہیں ہر کسی سے نہایت خوش خلقی سے پیش آتے ہیں۔

نواب نذیر نواز جنگ بہادر

آپ کا نام نامی محمد نذیر الدین خان ہے۔ آپ نواب محمد مختار الدین خان نامور جنگ اقتدار الدولہ سلطان الملک بہادر کے فرزند چہارم اور نواب محمد فضل الدین خان سکندر جنگ اقبال الدولہ اقتدار الملک سر وقار الامراء مرحوم کے پوتے ہیں۔ ۱۳۱۳ھ میں پیدا ہوئے۔ اولاً آپ نے گھر ہی پر مثل اپنے دوسرے بھائیوں کے اردو، فارسی، اور عربی کی تحصیل کی۔ ازاں بعد نظام کالج میں شریک ہو کر انگریزی کی تعلیم حاصل فرمائی۔ آپ سیر و سیاحت کے دلدادہ ہیں۔ آپ نے ہندوستان کے قریب قریب تمام مشہور و معروف مقامات کی سیر و سیاحت فرمائی۔ ۱۹۲۱ء میں آپ نے یورپ کا سفر اختیار فرمایا۔ لندن، پیارس، برلن، ویانا، بڈاپسٹ اور قسطنطنیہ اور واپسی پر عربستان، عراق عرب اور شام کی سیر و سیاحت کی۔ اس کے علاوہ حج بیت اللہ اور زیارت مدینہ منورہ سے بھی مشرف ہوئے۔ ۱۳۳۲ھ میں آپ کی شادی حضرت والدہ النساء بیگم صاحبہ مدظلہا حضرت غفران مکان کی تیسری صاحبزادی سے ہوئی۔ آپ کے فرزند اکبر نواب محمد رشید الدین خان رشید نواز جنگ بہادر جو خدمت سواری گیری سے متحز اور اپنے والد کی طرح بمصداق الولد سر لابیہ خوش خلق، ملنسار نواب ہیں۔

راجہ نند لعل

آپ راجہ موہن لعل آنجہانی کے فرزند دوم، راجہ نند لعل آنجہانی کے پوتے اور راجہ ترنگ لعل صاحب بی۔ اے شریک معتمد مجلس جاگیرداران سرکار آصفیہ کے چھوٹے بھائی ہیں۔ آپ ۱۳۱۹ھ میں پیدا ہوئے۔ اپنے والد کے زیر نگرانی اچھی تعلیم حاصل کی۔ اولاً گورنمنٹ سٹی کالج میں شریک ہو کر ہائی اسکول لیونگ سرٹیفکیٹ کا امتحان کامیاب کیا۔ ازاں بعد عثمانیہ یونیورسٹی کالج میں شریک ہوئے۔ جہاں آپ اس وقت بی۔ ایس۔ سی کی تعلیم حاصل کر رہے ہیں۔

نواب محمد نور علی خان بہادر

آپ نواب محمد شجاعت علی خان مرحوم کے خلف اکبر، نواب محمد بہادر علی خان [illegible] مرحوم کے پوتے اور خاندان [illegible]

کے ایک لایق وفایق اور معزز رکن ہیں۔ ۱۴ر شوال المکرم ۱۳۰۷ھ کو پیدا ہوئے۔ ابتدائی تعلیم گھر ہی پر حاصل فرمائی بعد ازاں ایک عرصہ دراز تک مدرسہ اعزہ اور اس کے بعد بورڈنگ ٹون علیگڑہ کالج میں شریک ہو کر انگریزی کی تحصیل کی۔ ابتدا ہی سے آپ کو صنعت و حرفت کا ذوق و شوق رہا ہے اور ہمیشہ آپ کا یہ شوق مفید نتایج کا حامل رہا۔ اپنے والد ماجد کے انتقال کے بعد آپ اونکی جملہ جائیداد و املاک و جاگیرات و اعزاز آبائی سے مفتخر ہوئے۔ جب نواب شاہ یار جنگ مرحوم سفر یورپ سے واپس ہوئے تو انھوں نے ایک ورکشاپ یعنے کارخانہ موسوم بہ "صنعت ہند" قایم فرمایا جو اب تک قایم ہے اور یہ کارخانہ دار الضرب سرکار عالی سے کئی سال پیشتر کا قایم شدہ ہے۔ اس کارخانہ کے مینجنگ ڈائرکٹر آپ ہی ہیں۔ جو تقریباً (۲۰) سال سے اس کارخانہ کی مینجنگ ڈائرکٹری کر رہے ہیں کچھ عرصہ تک آپکی ماتحتی میں ایک یوروپین انجنیئر مسٹر ابن سن نامی بھی کام کرتے رہے۔ آپ کے اہتمام میں اس کارخانہ نے خوب شہرت حاصل کی۔ آپ کے اہتمام و زیر نگرانی بلدہ حیدرآباد دکن کے علاوہ ممالک محروسہ سرکار عالی میں ہمہ اقسام کی کاسٹنگ اور مطابع قریب قریب اسی مشہور و معروف کارخانہ کے تیار کردہ ہیں۔ آپ نے سرکاری نمایشوں میں کئی ایک تمغہ جات طلائی و نقرئی حاصل کئے ہیں جملہ محکمہ جات سرکاری متعلق بہ تعمیرات و آبپاشی کے ضروریات کی تکمیل اکثر و بیشتر اسی کارخانہ سے ہوتی چلی آرہی ہے۔ علاوہ بریں جاگیرات کے انتظامات کے سوا زراعت و باغبانی میں بھی بہت زیادہ دلچسپی لیکر بذریعہ آلات جدید مثلاً [illegible] لوہے کی ناگریاں وغیرہ جو موجودہ زمانہ میں ترقی یافتہ مشنری کہلاتی ہیں اسی کے ذریعہ سے کاشت وغیرہ کی جارہی ہے جو رعایاء جاگیر و نیز اطراف و اکناف کے لئے بحد فایدہ مند ثابت ہورہی ہیں۔ جن کے معاینہ کے لئے دور دراز مقامات کی رعایا آکر استفادہ حاصل کر رہی ہے۔ حیدرآباد فارمنگ ایسوسیشن جو زیر سرپرستی محکمہ نظامت زراعت ہے اس کے مجلس انتظامی کے رکن ہیں۔ و نیز مجلس جاگیرداران سرکار آصفیہ کے قدیم ترین اراکین سے ہیں آپ کے حسن انتظام سے آج کارخانہ "صنعت ہند" کا شمار ملک کے مشہور و معروف کارخانوں میں ہے اس سے آپ کے اعلیٰ درجہ کے ماہر فن ہونے کا پتہ چل سکتا ہے۔ آپ کی شادی ۹ رجب المرجب ۱۳۲۳ھ کو نواب میر فرخندہ علی خاں مرحوم جاگیردار نبیرہ نواب اعتصام الدولہ مرحوم کی صاحبزادی سے ہوئی جن کے بطن سے آپ کو (۳) فرزند اور (۲) دختر ہیں فرزند اول نواب محمد فرخندہ علی خاں بہادر (۲) نواب محمد باقر علی خاں (۳) نواب محمد اصغر علی خاں ہیں یہ تینوں صاحبزادے اپنے والد ماجد کے زیر نگرانی اعلے تعلیم حاصل کر رہے ہیں۔

آپ ایک تعلیم یافتہ، ماہر فن، عالی ہمت اور وسیع الاخلاق نواب ہیں۔

مولوی سید نثار حسین صاحب

آپ حیدرآباد دکن کے عالم با علم و عمل اور فاضل متبحر ہیں۔ جس کی ذات عالی پر مومنین دکن جس قدر فخر کریں کم ہے آپ حجۃ الاسلام آیت اللہ فی الانام صدر العلماء مولانا مولوی سید غلام حسین صاحب قبلہ مجتہد طاب ثراہ و جعل الجنۃ مثواہ کے خلف اکبر، جانشین اور یادگار ہیں۔ آپ کی ولادت ۱۰ر محرم الحرام ۱۳۱۶ھ کو ہوئی۔ ابتدائی تعلیم اپنے والد کی نگرانی میں قابل اور فاضل اساتذہ سے گھر پر حاصل فرمائی۔ زاں بعد اپنے والد مرحوم سے اصول و حدیث و علم کلام اور تفسیر اور اپنے والد مرحوم کی زندگی ہی میں کربلائے معلےٰ جاکر حجۃ الاسلام آقا شیخ محمد حسین مازندرانی اعلی اللہ مقامہ سے فقہ کی تحصیل فرمائی اور بعد وفات قبلہ طاب ثراہ عراق عرب و کربلائے معلیٰ

تشریف لیجا کر مجتہدین عظام اور علمائے کرام کے حلقۂ درس میں تین سال تک شریک رہ کر ایک گراں قدر اجازہ حاصل فرمایا۔ اکثر رسائل آپ کے تصنیف و تالیف سے موجود ہیں۔ شعر و سخن کا بھی آپ کو اعلےٰ ذوق ہے۔ سید تخلص فرماتے ہیں۔ آج حیدرآباد دکن کے علما میں آپ کا کوئی ثانی نہیں۔ برار، مدراس، کلکتہ، بھاونگر، رنگون، بمبئی، جونپور اور عراق عرب کے رہنے والے جنھوں نے کہ آپ کے بیان کو سنا ہے وہ آپ کے بے نظیر واعظ ہونے کے مقر ہوگئے ایک زمانہ دراز تک اہل زنجبار و ممباسہ (افریقہ) کے اصرار پر باوجود صعوبت سفر وہاں تشریف لیجا کر اپنے مواعظ حسنہ سے اہل ایمان کے دلوں کو منور فرماتے رہے۔ غرض کہ آپ اپنے والد ماجد قبلہ طاب ثراہ کی طرح دین اسلام کے حامی اور اسلام کے ایک اعلےٰ مبلغ ہیں۔ خسرو شیریں سخن فخر سلاطین زمن اعلحضرت سلطان العلوم خلد اللہ ملکہ و سلطنتہ کی موجودگی میں آپکا بیان ان کی مجالس میں رہتا ہے۔ اخلاق و اتحاد و محبت میں اپنی آپ نظیر ہیں۔ قومی اداروں کے سرپرست اور معاون ہیں

نواب میر نادر علی خاں بہادر

آپ نواب میر حیدر علی خاں بہادر جاگیردار کے فرزند اکبر اور خاندان کرار جنگ منصور الدولہ کے ایک رکن ہیں۔ آپ کی ولادت بلدہ حیدرآباد میں ہوئی۔ ابتدائی تعلیم اردو، فارسی اور عربی کی گھر ہی پر حاصل فرمائی۔ ازاں بعد مال کے امتحان کو کامیاب فرماکر موعود الخدمت تحصیلداری ہوئے۔ ایک زمانہ دراز تک آپ منفردانہ حیثیت سے تحصیلداری کی خدمت انجام دیتے رہے۔ اس کے بعد کروڑگیری کے امتحان سے کامیاب ہوکر سلک ملازمت سرکار عالی میں داخل ہوئے۔ اور آج تک اپنے معوضہ خدمات کو باحسن الوجوہ انجام دیتے رہے ہیں۔ مختلف اضلاع پر آپ متعین ہوئے اور اپنی حسن کارگزاری سے اپنے بالادست حکام کو خوش فرمایا امید کہ مستقبل قریب میں آپ کو کسی اچھی خدمت پر ترقی ملے۔ آپ نہایت خوش خلق، ملنسار، تعلیم یافتہ پابند وضع نواب ہیں۔ آپ کی شادی آقا سید عبد اللطیف صاحب قبلہ کی بڑی صاحبزادی سے ہوئی۔ جن کے بطن سے آپ کو تین صاحبزادے اور تین صاحبزادیاں ہیں۔ تینوں صاحبزادے الولد سر لابیہ کے مصداق نہایت کم سخن اور خلیق ہیں۔ اپنے چھوٹوں کے ساتھ محبت اور بزرگوں کا ادب انکا شیوہ ہے۔ ہر سہ جاگیردار ہی کالج میں زیر تعلیم ہیں۔

ناصر نواز الدولہ بہادر

امرائے حیدرآباد میں آپ کو خاص امتیاز و شہرت اور حضور پرنور خلد اللہ ملکہ و سلطنتہ کے اے ڈی سی اور سفر و حضر میں رفاقت کا فخر حاصل ہے۔ حضرت اقدس اعلیٰ کو امور سلطنت اور اپنی رعایا کی فلاح و بہبودی میں جس قدر انہماک و مصروفیت رہتی ہے اوس کے پیش نظر آپ کے مقربین کو بیرونی دنیا سے واسطہ رکھنے کا موقع ہی نہیں ملسکتا، اور ان مقربین کی زندگی دراصل ان کے آقا کی زندگی سے وابستہ ہے۔ خاص کر وہ اعلےٰ مراتب حضرات جو اے۔ ڈی۔ سی کے منصب جلیلہ پر فائز ہونیکا شرف رکھتے ہوں، اور شب و روز ایسے نامور آقا کی حضوری ان کے فرائض منصبی میں داخل ہو۔ ہمہ گیر فرائض کے ماسوا کسی دوسری زندگی کا خیال بھی نہیں کرسکتے۔ تاہم آپ اپنے حسن اخلاق اور حسن سلوک میں امرائے حیدرآباد میں ممتاز درجہ رکھتے اور اپنی قابلیت و وفاشعاری کے باعث اس منصب اعلیٰ کے لئے ہر طرح موزوں ہیں۔

ناظر یار جنگ بہادر

آپ مولوی نظام الدین حسن صاحب سابق رکن عدالت العالیہ بمبئی، عالی و ڈپٹی کمشنر صوبہ برار کے صاحبزادے ہیں اور آپ کے دادا مولوی محمد حسن صاحب بھی سرکار عالی کی عدالت العالیہ کے رکن رہکر وظیفہ حسن خدمت پر سبکدوش ہوئے تھے۔ مولوی نظام الدین حسن صاحب ان وحید عصر حضرات میں تھے جن کے معاملات کی صفائی، اصول کی پابندی اور احساس فرائض کی نظیر اب موجودہ زمانہ میں بہت کم نظر آتی ہے۔ ایسے با اصول باپ کے سایۂ عاطفت میں اعلیٰ تعلیم کے رفیع ترین منازل طے کرنیکے بعد آپ کی دیانت داری اور فرض شناسی کے احساسات کی بدرجہ نہایت تکمیل ہوگئی۔ آپ سنہ ۱۲۹۱ ف میں اپنے آبائی وطن نیوتنی ضلع اناؤ میں پیدا ہوئے اور ابتدائی تعلیم گھر پر حاصل کرنے کے بعد علیگڈھ تشریف لے گئے۔ جہاں اپنی طالب العلمی کے کئی خوش گوار سال آپ نے گزارے اور ۱۸۸۲ء میں بی اے کی ڈگری وہاں سے حاصل کرکے انگلستان تشریف لے گئے۔ اور کیمبرج، لندن اور ڈبلن میں رہکر ایم۔ اے۔ ایل ایل ڈی کی ممتاز ڈگریاں حاصل کیں۔ انگلستان سے واپس آکر لکھنؤ میں پریکٹس شروع کی اور تھوڑی ہی مدت میں کافی نام و نمود پیدا کرلیا۔ سنہ ۱۳۲۳ ف میں آپ بہ تعمیل فرمان خسروی ملازمت سرکار عالی میں داخل ہوئے اور ناظم صدر عدالت صوبہ اورنگ آباد کے عہدہ پر مامور ہوئے۔ اسی حیثیت سے آپنے صوبہ میدک اور صوبہ گلبرگہ میں خدمات انجام دیں اور نمایاں حسن کارگزاری کے صلہ میں نواب ناظر یار جنگ بہادر کا خطاب بارگاہ خسروی سے حاصل کیا۔ سنہ ۱۳۳۴ ف میں آپ رکن عدالت عالیہ کے منصب جلیلہ پر فائز کئے گئے جس پر آپ سے پہلے آپ کے دادا نمایاں خدمت انجام دے چکے تھے۔ آپ حسن اخلاق اور ہمدردی کا مجسمہ ہیں اور قومی خدمت کا شوق آپ کو ہمیشہ سے رہا ہے جس سے آپ حیدرآباد کی مجلسی زندگی کو بہت کچھ نفع پہنچا رہے ہیں۔ آپ ایک خوش بیان مقرر ہیں اور اکثر عام جلسوں میں اپنے فصیح و بلیغ خطبات سے لوگوں کو مستفیض فرماتے رہتے ہیں۔

سر نظامت جنگ بہادر

آپ کا اصلی نام نظام الدین احمد ہے۔ آپ نواب شیخ احمد حسین خان تہنیت یار جنگ بہادر کے صاحبزادے ہیں۔ سنہ ۱۳۲۲ ف میں اپنے وطن حیدرآباد میں پیدا ہوئے۔ ابتدائی تعلیم اپنے والد بزرگوار کے زیر نگرانی گھر ہی پر حاصل فرمائی بعد ازاں آپ نے مدرسہ اعزہ سے مدراس یونیورسٹی کے انٹرنس کا امتحان پاس کیا۔ اور مدرسہ عالیہ میں بی۔ اے تک تعلیم حاصل کرنے کے بعد سرکاری وظیفہ پر انگلستان تشریف لے گئے جہاں سے کیمبرج یونیورسٹی کی بی۔ اے اور ایل۔ ایل۔ بی کی ڈگریاں قلیل عرصہ میں حاصل کرلیں اور بیرسٹری کی سند لیکے تین سال تک وہیں قیام پذیر رہے ان تمام مدارج تعلیم کے طے کرنے کے بعد آپ نے انگلستان ہی میں ایک نامور بیرسٹر کے چیمبر میں عملی کام سیکھا اور وطن واپس آنے پر کچھ دنوں تک مدراس ہائیکورٹ میں ضابطہ عدالت کا عملی تجربہ حاصل کیا لیکن وہاں پریکٹس کرتے آپ کو تھوڑی ہی مدت ہوئی تھی کہ بہ تعمیل فرمان خسروی آپ کو حیدرآباد واپس آکر سرکار عالی کی سلک ملازمت میں داخل ہونا پڑا اور سب سے پہلا تقرر آپ کا سنہ ۱۳۰۲ ف میں بطور ناظم عدالت ضلع پربھنی کے ہوا جس سے ترقی کرتے کرتے آپ ناظم اول عدالت فوجداری بلدہ اور پھر رکنیت عدالت العالیہ کے منصب پر پہنچے اور سنہ ۱۳۱۹ ف میں آپ معتمد عدالت و امور عامہ اور سنہ ۱۳۲۶ ف میں میر مجلس عدالت العالیہ ہوگئے دو سال بعد آپ پھر معتمدی پر منتقل ہوئے اور اب کی مرتبہ سررشتہ سیاسیات آپ کے سپرد ہوا جس میں چودہ سال کام

کرنے کے بعد ۱۳۲۹ف میں آپ صدر المہام سیاسیات ہو گئے اور اسی منصب سے آپ نے ۱۳۳۴ف میں وظیفہ حسن خدمت پر سبکدوش ہوئے۔ اپنے زمانۂ ملازمت میں آپ نے اپنی اصابت رائے اور معاملہ فہمی کا بارہا نمایاں ثبوت دیا اور پیچیدہ اور نازک مسائل میں آپ کا مشورہ خاص طور پر قدر کی نگاہوں سے دیکھا گیا۔ سرکار عالی نے آپ کی خدمات کے صلہ میں نواب نظامت جنگ کا خطاب عطا فرمایا اور سرکار انگریزی نے بھی آپ کی قابلیت اور حسن تدبیر کا اعتراف مختلف تمغے اور ممتاز خطابات سے کیا۔ باوجود عہدہ کی مصروفیتوں کے آپ نے اپنا علمی اور ادبی ذوق جاری رکھا اور آپ کی انگریزی نظموں کا مجموعہ انگلستان میں شائع ہو کر مقبول عام ہوا۔ حضور پرنور کی بعض نظموں کا بھی آپ نے انگریزی نظم میں نہایت پسندیدہ ترجمہ کیا۔

مولوی نظام الدین حیدر صاحب

آپ کاکوری ضلع لکھنؤ کے ایک ممتاز خاندان کے رکن ہیں اور اپنے وطن ہی میں پیدا ہو کر پرورش و تربیت پائی۔ تعلیمی مدارج سے فراغت پا کر آپ نے فن زراعت و فلاحت کا ذوق ظاہر کیا اور ایگریکلچر کالج پوسہ میں تعلیم پا کر سند حاصل کی اور سرکار انگریزی کے محکمۂ زراعت میں ملازم ہو گئے۔ سرکار عالی کو جب آپ کی قابلیت و مہارت فن کا علم ہوا تو آپ کی خدمات سرکار انگریزی سے مستعار لی گئیں اور ۱۳۳۲ف میں بطور نائب ناظم زراعت ممالک محروسہ آپ کا تقرر ہوا۔ اس منصب کی خدمات آپ نے اس خوبی اور قابلیت سے انجام دیں کہ ۱۳۳۹ف میں مولوی مظہر حسین صاحب ناظم زراعت کے ناظم سررشتہ شمار و اعداد مقرر ہونے پر انکی جانشینی کے لئے آپ ہی کا انتخاب عمل میں آیا اور اس وقت سے آپ اس منصب اعلیٰ کے فرائض نہایت ہی خوش اسلوبی کے ساتھ انجام دے رہے ہیں۔ آپ نہایت ہی خلیق ملنسار اور نیک طینت واقع ہوئے ہیں۔ آپ نے بہت ہی سنجان مرنج طبیعت پائی ہے جس کی وجہ سے آپ حاکم و محکوم سب کی نظروں میں ہر دلعزیز ہیں۔

نواب نثار یار جنگ بہادر

آپ کا نام نامی نثار احمد ہے آپ سید قاسم علی صاحب مرحوم کے صاحبزادے ہیں۔ آپ اپنے وطن آبائی علیگڑھ محلہ بالائی قلعہ میں سنہ ۱۲۹۳ھ میں پیدا ہوئے اور وہیں تعلیم و تربیت حاصل فرمائی۔ لیکن اس کی تکمیل کے قبل ہی آپ کے والد کا سایۂ عاطفت آپ کے سر سے اٹھ گیا اور آپ کو تعلیم ترک کر کے گھر سے باہر نکلنا پڑا۔ مختلف مقامات کے دورہ کے بعد آپ ۱۳۰۸ف میں حیدرآباد آ کر علاقہ صرف خاص مبارک میں ایک چھوٹی سی جاگیر پر ملازم ہو گئے۔ جس پر سے ترقی کرتے کرتے آپ میر منشی کوتوالی اور پھر صیغہ دار نظامت کوتوالی کے عہدہ تک پہونچے تھے کہ ملازمت سے استعفیٰ دیکر گتہ داری کا کام شروع کر دیا۔ چار سال کے بعد پھر آپ نے علاقہ صرف خاص مبارک میں صیغہ داری انگریزی کی خدمت قبول کر لی لیکن ایک سال بعد اس سے بھی مستعفی ہو کر پھر گتہ داری کا کام شروع کر دیا۔ ۱۳۲۶ف میں آپ کو سررشتہ داری کیبنٹ کونسل کی جگہ ملی اور اب کی مرتبہ آپ نے یکسوئی کے ساتھ ملازمت کا تہیہ کر لیا تھا۔ چنانچہ اس عہدہ سے ترقی کر کے آپ دفتر صدارت عظمیٰ میں رجسٹرار اور بعد ازاں مددگار ہو گئے۔ ۱۳۳۱ف میں آپ کا تبادلہ اول مددگاری معتمدی سیاسیات پر ہوا اور چھ ماہ بعد آپ مددگار معتمد مال کے عہدہ پر منتقل ہو گئے۔ ۱۳۳۳ف میں آپ کو دوم تعلقداری اضلاع رائچور کی خدمت پر مقرر کیا گیا جس سے ترقی کر کے آپ بہت جلد اول تعلقدار ضلع بیدر ہو گئے اور مختلف اضلاع میں اس حیثیت سے کام کرتے رہے۔ آج کل آپ ضلع پربھنی کے اول تعلقدار ہیں۔ آپ کو ادبی ذوق شروع ہی سے تھا

اور فکر سخن بھی فرماتے ہیں جس میں آپ مزاج اور احمدی تخلص فرماتے ہیں۔ متعدد تصانیف آپ کی شائع ہو کر مقبول ہو چکی ہیں۔ جن میں ثمرہ نیکی کا ڈرامہ خاص طور پر قابل ذکر ہے۔

مولوی مرزا نصر اللہ خاں صاحب

آپ نسبتاً تو سادات علوی سے ہیں لیکن مرزا اور خان کے خطابات بخارا اور دہلی کے زمانہ قیام میں آپ کے اجداد نے حاصل کئے آپ کا سلسلہ نسب حضرت سلطان خواجہ احمد یسوی تک پہنچتا ہے۔ جو ملک ترکستان میں ایک بڑے پایہ کے صاحب کشف بزرگ اور خواجہ یوسف ہمدانی کے خلیفہ تھے۔ خواجہ محمد امین جو انھیں خواجہ احمد یسوی کی اولاد میں سے تھے۔ سلطان بیگی جہاں امیر بخارا کے مشیر خاص تھے۔ خواجہ محمد امین کے پوتے عارف خاں ازبک ترکوں کے پیادہ و سوار کی ایک جماعت کے ساتھ احمد شاہ شہنشاہ دہلی کے زمانہ میں ہندوستان آئے اور مرزا محمد بیگ صوبہ دار اٹک کی لڑکی سے عقد کر کے ہمراہ فوجی معرکوں میں جوہر شجاعت نمایاں کرتے رہے۔ شاہ عالم کے دور حکومت میں آپ دہلی گئے اور اپنی قابلیت و شجاعت سے بادشاہ وقت کی خدمت کرتے رہے۔ عارف خاں کے ایک صاحبزادے نواب الٰہی بخش خاں معروف علوم ظاہری و باطنی سے باخبر اور فکر سخن میں مسلم الثبوت استاد تھے جن کا تذکرہ آبحیات میں موجود ہے مرزا نوشہ خاں غالب آپ کے داماد تھے اور آپ کے بڑے بھائی نواب فخر الدولہ دلاور الملک احمد بخش خاں رستم جنگ ریاست لوہارو کے بانی تھے۔ نواب الٰہی بخش خاں چونکہ صوفی منش ہونیکی وجہ سے اپنی جاگیر اور املاک اپنے بڑے بھائی کو سپرد کر چکے تھے اس لئے آپ کے صاحبزادے مرزا علی بخش خاں نے جب اس میں اپنا حصہ بٹانیکی کوشش کی تو ناکام رہے۔ اور سرکار انگریزی سے آپ کی خاندانی اعلےٰ خدمات کے معاوضہ میں ایک گراں قدر پنشن حاصل ہو گئی۔ جو آخر عمر تک آپ کو ملتی رہی۔ مرزا علی بخش کے صاحبزادے مرزا غلام فخر الدین خاں سب سے پہلے حیدرآباد تشریف لائے اور سر اسٹوارٹ بیلی کی سفارش سے سوم تعلقداری پر مامور ہو گئے۔ لیکن یہ عہدہ چونکہ آپ کے خاندانی اعزاز کے شایاں نہ تھا۔ اس لئے نواب سر سالار جنگ اول نے اس عہدہ سے استعفیٰ دلا کر دو سو روپیہ ماہوار کا منصب مقرر کروا دیا نیز نواب سر خورشید جاہ بہادر نے ایک جاگیر بھی عطا کی جو ابھی تھوڑے زمانہ تک ان کے ورثا میں تھی۔ مرزا علی بخش خاں کی شادی مرزا غالب کی بھتیجی سے ہوئی جن کے بطن سے مرزا محمد سعید خاں پیدا ہوئے۔ جو مولوی مرزا نصر اللہ خاں کے والد ہیں اور جو حیدرآباد آکر اتالیقی صاحبزادگان کی خدمت پر مامور ہوئے تھے۔ آپ ہی کے عم زاد نواب سرور الملک بہادر حضور پر نور کے اتالیق تھے۔ اور پھر معتمد پیشی ہو گئے تھے۔ مرزا نصر اللہ خاں ۱۲۹۱ف میں بمقام بلدہ حیدرآباد پیدا ہوئے اور اپنے باپ کے آغوش عاطفت میں پرورش پائی۔ ابتدائی تعلیم گھر پر ختم کر کے آپ اسکاٹش ایجوکیشن سوسائٹی کے مدرسہ میں داخل ہوئے اور پھر وہاں سے آکر نظام کالج میں سلسلہ تعلیم جاری کیا۔ اٹھارہ سال کی عمر میں آپ کے بزرگوں نے آپ کو اعلےٰ تعلیم کے لئے ولایت بھیجا۔ جہاں سے آپ نے بیرسٹری کی سند حاصل کی ولایت سے واپس آکر آپ نے الہ آباد ہائیکورٹ کے ماتحت اجمیر شریف میں پریکٹس شروع کی۔ لیکن سال بھر ہی گزرا تھا کہ آپ سر جان کیمپ کی اکر کے ایما اور طلب پر حیدرآباد آئے ۱۳۱۵ف میں مددگار مہتمم خزانہ عامرہ کے عہدہ کا جائزہ لیا۔ تین سال بعد آپ نے مہتممی پر ترقی حاصل کی اور ۱۹۱۵ء میں صدر محاسب کے منصب جلیلہ پر پہنچ گئے اس موقع پر مولف نے جو قطعہ تاریخی پیش کرنے کی عزت حاصل کی اس کو ذیل میں ناظرین کرام کے تفنن طبع کی خاطر درج کیا جاتا ہے۔

قطعۂ تاریخ

خیر خواہ ملک و دولت ہیں جو نصر اللہ خاںؔ قدر دانی انکی کرتے کیوں نہ شاہ باخبر
سال انتقال اے صمصامؔ تم لکھو یہی مستقل معتمد مجالس ہو گئے والا گہر

۱۳۴۹ ہجری

اور اس خدمت کو آپ نے نہایت قابلیت و اصابت رائے کے ساتھ انجام دیکر خطیفہ حسن خدمت حاصل فرمایا۔

مولوی مرزا نجف علی خاں

آپ آقا مرزا احمد علی خاں شیر جنگ کے فرزند اور مولوی مرزا موسی خاں مرحوم کے پوتے ہیں آپ ۱۸ رفروری ۱۳۱۲ف کو پیدا ہوئے۔ ابتدائی تعلیم گھر پر قابل اساتذہ سے حاصل فرمائی۔ اس کے بعد گورنمنٹ سٹی ہائی اسکول میں شریک ہو کر تعلیم حاصل فرمائی۔ بعد نظام کالج میں شریک ہوئے اور وہاں کے بعد اعلےٰ تعلیم کی غرض سے ولایت تشریف لے گئے۔ ولایت سے اعلےٰ تعلیم حاصل کر کے حیدرآباد واپس ہوئے اور ۱۰ رخورداد ۱۳۴۵ف کو بحیثیت پرسنل مددگار صدر المہام سیاسیات سرکار عالی اسلک ملازمت میں داخل ہوئے اس وقت آپ مددگار معتمد امور دستوری سرکار عالی ہیں۔ آپ اپنے مفوضہ خدمات کو نہایت خوش اسلوبی کے ساتھ انجام دیتے رہے ہیں۔ آپ نہایت مدبر، صائب الرائے، ہمدرد بنی نوع انسان، صالح، نوجوان، خوش خلق، مردم شناس، متدین، وفا شعار ملک کے بہی خواہ مالک کے سچے جان نثار حاکم ہیں۔ امید ہے کہ اس سے اعلےٰ خدمات پر فائز ہو کر ملک و اہل ملک کو فائدہ پہنچائیں گے۔

ڈاکٹر کیپٹن کیلاش ناتھ واگرے

آپ لکھنؤ کے ایک ممتاز خاندان کے رکن اور رائے بشیشور ناتھ صاحب رکن عدالت العالیہ سرکار عالی کے بھائی ہیں۔ آپ ولایت میں اعلیٰ طبی ڈگریاں نمایاں کامیابی کے ساتھ حاصل فرما کر سلک ملازمت سرکار عالی میں داخل ہوئے اور فوجی خدمت میں کپتان کے درجہ تک پہنچ چکے ہیں۔ آپ کی تشخیص و علاج کی مہارت کی وجہ سرکار عالی کی آپ پر خاص توجہ رہتی ہے۔ شہزادگان والا شان اور دیگر عمائد خاندان شاہی کے خدمات بطور خاص آپ کے تفویض ہیں۔ خصوصاً ہز ہائینس پرنس آف برار شاہزادہ ولی عہد بہادر والا شان کے دربار میں آپ کو بہت رسوخ حاصل ہے اور آپ اپنے آقائے نامدار کی خدمت میں خلوص قلبی و وفا شعاری کا اظہار کرتے ہیں۔

راجہ بہادر وینکٹ راما ریڈی

آپ مسٹر کیشو ریڈی کے فرزند ہیں۔ اور آپ بمقام ہمتان گدوال سنہ ۱۲۷۹ف پیدا ہوئے۔ ابتدائی تعلیم اردو، فارسی اور تلنگی اپنے ماموں کے زیر نگرانی قابل اساتذہ سے حاصل کی۔ ہنوز آپ سترہ ہی سال کے تھے کہ آپ کے شفیق ماموں کا سایۂ عاطفت آپ کے سر سے اٹھ گیا۔ اور آپ کو سلسلۂ تعلیم منقطع کر کے ملازمت کی فکر کرنی پڑی۔ سرکار عالی نے آپ کے خاندانی خدمات کے حقوق کی بنا پر آپ کو امینی دسب انسپکٹری کی جگہ پر سررشتہ کوتوالی میں مقرر فرمایا۔ اس اثناء میں آپ نے سررشتہ کوتوالی کے علاوہ سررشتہ جات مال و عدالت وغیرہ کے بھی امتحانات بدرجہ اعلےٰ پاس کئے اور اپنے فرائض کی انجام دہی میں نمایاں قابلیت و دیانت و حسن تدبیر کا اظہار کیا۔ چنانچہ ان خدمات کے صلہ میں آپ کو ۱۳۰۷ف میں مہتمم کوتوالی بلگنڈل ضلع کریم نگر کی جگہ پر ترقی دی گئی۔ اور اس حیثیت سے آپ مختلف اضلاع میں نمایاں خدمات انجام دیکر توجہات شاہانہ سے سرفراز ہوتے رہے

حتیٰ کہ ۱۳۱۹ف میں آپکا انتخاب ضلع اطراف بلدہ علاقہ صرفخاص مبارک کی مہتمی کے لئے کیا گیا اور اسی حیثیت سے آپ نے وہ کارہائے نمایاں انجام دیئے کہ آپ کی قابلیت اور انتظام کا شہرہ دور دور پھیل گیا۔ لیکن جب اپنے وطن سمستان ونپرتی کے اصلاح و انتظام کی ضرورت پیش آئی تو آپ نے ذاتی فوائد کو قربان کرکے وہاں کی معتمدی قبول کرلی۔ آپ کے دور میں اس سمستان کے انتظامات کو اتنی ترقی ہوئی کہ اس سے پیشتر کبھی نصیب نہ ہوئی تھی۔ لیکن ان انتظامات کی ابھی تکمیل نہیں ہوئی تھی کہ نواب عماد جنگ مرحوم سابق کوتوال بلدہ کی فرمایش و اصرار پر آپ کی ملازمت پھر علاقہ خالصہ میں منتقل کی گئی۔ اور ۱۳۲۴ف میں آپ اول مددگار کوتوالی بلدہ کے منصب پر فایز ہوگئے۔ اور پھر تھوڑے ہی دن میں نواب عماد جنگ مرحوم کے انتقال پر آپ کو بفرمان خسروی کوتوالی بلدہ کا جایزہ دیا گیا۔ یہ منصب حیدرآباد میں خاص اہمیت رکھتا ہے۔ اس لئے کہ کوتوال شہر علاوہ ایک بہت بڑے شہر میں قیام امن و امان کی ذمہ داری کے ذات شاہانہ کا بھی محافظ ہے ان اہم فرائض کو آپ نے اس خوش اسلوبی اور حسن تدبیر سے انجام دیا کہ حاکم و محکوم دونوں میں مقبول اور ہر دلعزیز ہوگئے۔ اور آج بلدہ کی ہر جیتی تحریک میں آپ کی پرستش ہوتی ہے۔ آپ کے حسن انتظام کا یہ عالم تھا کہ شاہزادہ ویلز کے ورود کے موقع پر حیدرآباد کی پولیس کے انتظامات ہندوستان بھر سے بہتر قرار پائے اسی طرح لارڈ ریڈنگ وائسرائے ہند کے ورود کے موقع پر بھی انتظامات کی ہر طرح تعریف کی گئی۔ اور ہز اکسلنسی نے آپ کو اپنے دست مبارک سے بعض بیش قیمت تحائف عطا کئے آپ کی اعلےٰ انتظامی قابلیت کے لحاظ سے بارگاہ خسروی سے آپ کی مدت ملازمت میں کئی مرتبہ توسیع کی گئی بعد ختم مدت توسیع ملازمت حسب فرمان خسروی ایک عہدہ جدید اسپیشل افسری محلات مبارک قائم کیا جاکر اس پر آپ کو مامور فرمایا گیا ہے جہاں اس وقت آپ باحسن الوجوہ کام انجام دے رہے ہیں۔ آپ نہایت مدبر اولوالعزم وفاشعار، خیرسگال، مردم شناس، دیانتدار۔ اپنے فرائض سے باخبر ملک کے بہی خواہ اور ملک کے جان نثار حاکم ہیں حسن انتظام کے صلہ میں برٹش گورنمنٹ سے او۔ بی۔ ای۔ اور پیشگاہ اقدس و اعلےٰ سے "راجہ بہادر" کے خطاب سے آپ مفتخر و ممتاز ہیں۔

نواب محمد ولیداد خاں بہادر

آپ غلام احمد خاں منذوزئی کے خلف الصدق ہیں۔ ۲۰ محرم الحرام ۱۳۱۵ھ کو پیدا ہوئے۔ آپ جاگیرات و جمعداری سے بالطاف شاہانہ سرفراز ہوکر بفضلہ تعالےٰ اپنے اسٹیٹ میں بکمال دانشمندی و فرزانگی کارفرما ہیں۔ حج و زیارت حرمین الشریفین سے بھی مشرف ہوچکے ہیں آپ کی ابتدائی تعلیم کے لئے بسرپرستی والدین قابل اساتذہ مامور تھے۔ انگریزی کی تعلیم مدرسہ معید الانام و نظام کالج میں ہوئی۔ امتحان علیحدہ دامان مال کے بعض مضامین میں بھی کامیاب ہیں۔ فن سپاہ گری اور ورزشی کھیلوں میں آپ خاصے مشہور ہیں۔ مختلف شیلڈ اور کپ حاصل کئے ہیں۔ داد و دہش میں بھی کافی شہرت رکھتے ہیں۔ بغرض آپ ان جاگیرداران حیدرآباد دکن سے ہیں جن کے آباو اجداد ملک و مالک کی بہی خواہی۔ جان نثاری، وفاشعاری کے گراں قدر خدمات انجام دیئے ہیں۔ آپ کو دو فرزند اور ایک صاحبزادی ہے صاحبزادی صاحبہ محبوبیہ گرلس ہائی اسکول میں تعلیم پارہی ہیں۔

ڈاکٹر کرنل جان نارمن واکر

آپ کا شمار انگلستان کے نامور و فاضل ڈاکٹروں میں کیا جاتا ہے۔ آپ اپنے وطن ہی میں پیدا ہوکر اعلیٰ طبی تعلیم حاصل کی۔ چنانچہ لندن یونیورسٹی سے آپ یم۔ آر۔ سی۔ پی کی ڈگری اور کیمبرج یونیورسٹی سے ڈی۔ پی۔ اور

ایم اینڈ ایچ کی اعلیٰ ڈگریاں نمایاں کامیابی کے ساتھ حاصل کر کے سرکار انگریزی کے میڈیکل ڈپارٹمنٹ میں انڈین میڈیکل سروس کے درجہ میں مقرر ہو گئے اور ایک مدت تک اس شعبہ میں نمایاں خدمات انجام دینے کے بعد سرکار عالی کو آپ کی اعلیٰ قابلیت کا علم ہوا تو گورنمنٹ عالیہ آصفیہ نے آپ کی خدمات سرکار انگریزی سے مستعار حاصل فرمائیں اور ۱۳۳۵ف میں آپ ناظم سررشتہ طبابت کے اہم منصب پر مقرر کئے گئے جس پر آپ تاحال کارفرما ہیں۔ اپنے دور نظامت میں آپ نے جو اصلاحات سررشتہ طبابت سرکار عالی میں رائج کئے ہیں ان سے سرکار عالی کا یہ شعبہ بہترین نظم و نسق کا نمونہ بن گیا ہے آپ سررشتہ ہذا کے فرائض منصبی کے علاوہ مختلف خیراتی اور طبی اداروں کے کاموں میں دلچسپی لیتے ہیں اور اکثر اداروں کی رکنیت و سربراہی آپ کے تفویض ہے جس کی وجہ سے آپ حیدرآباد میں نہایت ہی مصروف زندگی بسر کرتے ہیں اور اپنی مستعدی و استعداد کار کی وجہ سے بہت ہی بااثر اور ہر دلعزیز ہیں۔

نواب محمد وحید الدین خاں بہادر

آپ نواب محمد حفیظ الدین خاں ظفر جنگ شمس الدولہ شمس الملک مرحوم کے فرزند سوم اور امیر کبیر نواب محمد محی الدین خاں تیغ جنگ شمس الامرا سر خورشید جاہ کے۔سی۔آئی۔ای مرحوم کے پوتے ہیں۔ آپ اردو فارسی عربی اور انگریزی میں اچھی قابلیت رکھتے ہیں اور ایک بہترین آرٹسٹ بھی ہیں۔ آپ کی لیاقت و قابلیت کی وجہ خاندان میں آپ کو بڑی وقعت حاصل ہے۔ حیدرآباد میں آپ کی ایک مشہور و معروف ہستی ہے۔ آپ نے قریب قریب تمام ہندوستان کی سیر و سیاحت کر کے اپنے معلومات میں اضافہ فرمایا۔ آپ کو پینٹنگ اور باغبانی کا خاص شوق ہے۔

نواب میر وزارت علی خاں صاحب

آپ نواب میر حسن علی خاں مجاہد جنگ مرحوم کے فرزند اصغر نواب میر نادر علی خاں مرحوم کے پوتے ہیں ۱۹۱۴ء میں پیدا ہوئے۔ ابتدائی تعلیم اپنے برادر بزرگ جنکے حالات ردیف "ی" میں درج ہیں نواب میر یٰسین علی خاں کے ساتھ اولاً خانگی طور پر اپنے والد ماجد کے زیر نگرانی ازاں بعد جاگیردار کالج میں شریک ہو کر میٹرک تک تعلیم حاصل فرمائی اور اب اس وقت علی گڑھ میں زیر تعلیم ہیں۔ آپ اپنے بھائی کی طرح لائق، ہونہار، متین سنجیدہ مزاج، حلیم الطبع اور بردبار نوجوان ہیں۔ آپ بھی اپنے بھائی کی طرح ٹینس اور دیگر مردانہ کھیلوں کا ذوق رکھتے ہیں۔

نواب ہاشم یار جنگ بہادر

آپ کا نام نامی ہاشم معز الدین ہے۔ آپ بمبئی کے ایک مشہور تاجر پیشہ معز الدین کے صاحبزادے ہیں۔ آپ اپنے وطن میں ۱۲۸۷ف میں پیدا ہوئے اور وہیں کی مختلف درسگاہوں میں تعلیم حاصل کرکے بمبئی یونیورسٹی سے ایم اے او۔ بی ایل کی ڈگریاں حاصل کیں بعد انفراغ تعلیم آپ نے حیدرآباد آکر وکالت شروع کر دی اور تھوڑی ہی مدت میں آپ کا شمار قابل وکلا میں ہونے لگا ۱۳۱۷ف میں آپ سرکار عالی کی سلک ملازمت میں بطور مددگار عدالت صوبہ داخل ہوئے اور ورنگل میں آپ کی تعیناتی ہوئی ۱۳۱۹ف میں آپ کو ناظم چہارم عدالت دیوانی ضلع بیدر کی خدمت پر مامور کر دیا گیا۔ ۱۳۲۱ف میں آپ کو پھر بلدہ میں نظامت دوم کے عہدہ پر فائز کیا گیا اور ۱۳۲۲ف میں آپ مستقل ناظم اول عدالت دیوانی بلدہ کے منصب پر ترقی یاب ہوئے۔ سال بھر ہی میں آپ نے ترقی کا ایک اور زینہ طے کیا۔ اور ناظم صدر عدالت صوبہ گلبرگہ شریف کے منصب پر فائز کئے گئے۔ ۱۳۲۴ف میں آپ

خطاب مستطاب " ہاشم یار جنگ " سے متخر و ممتاز کیئے جاکر رکنیت عدالت العالیہ کے منصب جلیلہ پر متعین کئے گئے اور اس کے چار سال بعد معتمد مجلس وضع قوانین و مشیر قانونی سرکار عالی ہو گئے اور اس وقت آپ رکنیت عدالت العالیہ پر مامور و کارگزار ہیں۔ احساس فرائض، جفاکشی، معاملہ فہمی اور اصابت رائے آپ کی اخلاقی خصوصیات ہیں اور حیدر آباد کی حیتی زندگی میں آپ کو نمایاں حیثیت حاصل ہے۔ آپ نے معتمدی وضع آئین و قوانین کا جایزہ مولوی سید عسکری حسن صاحب کو دیکر وظیفہ حسن خدمت لیکر خدمت سے سبکدوش ہوئے۔

مسٹر ایس۔ ڈی ہالنس سی۔ آئی۔ ای

آپ ہندوستان کے سررشتہ پولیس میں ۱۹۰۲ء میں داخل ہوئے اور ممالک متحدہ میں متعین کئے گئے بحیثیت ڈپٹی سپرنٹنڈنٹ آپ نے کئی ضلعوں میں کام کیا۔ ۱۹۰۵ء اور ۱۹۰۶ء کے موسم سرما میں آپ خاص طور پر پرنس آف ویلز کے ساتھ متعین کیئے گئے۔ شاہ افغانستان کی معیت میں بھی ۱۹۰۷ء میں ہمرکاب رہے۔ ڈپٹی انسپکٹر جنرل سی۔ آئی۔ ڈی کے چند سال تک مددگار رہے۔ بعد ازاں انسپکٹر جنرل پولیس کے مددگار مقرر ہوئے اس کے بعد کئی اضلاع مثلاً آگرہ الہ آباد وغیرہ میں ڈپٹی سپرنٹنڈنٹی کی خدمات انجام دیں۔ راجپوتانہ اور ٹونک کی ریاستوں میں ۶ برس تک انسپکٹر جنرل پولیس رہے اور اس کے بعد ریاست ٹونک کے وزیر عدالت ہوئے اور آپ نے اپنی مفوضہ خدمت کو باحسن الوجوہ انجام دیا۔ ممالک متحدہ کی ریلوے پولیس کا جایزہ آپ نے ۱۹۲۷ء میں حاصل فرمایا اور پھر ڈپٹی انسپکٹر ہوئے بعد ازاں خفیہ پولیس کے ڈپٹی انسپکٹر جنرل مقرر ہوئے اور ۱۹۳۱ء کے اوائل میں ممالک متحدہ کے انسپکٹر جنرل پولیس کے ممتاز عہدہ پر آپ نے ترقی پائی۔ اور ۱۹۳۵ء میں قبل از وظیفہ رخصت حاصل فرماکر ممالک محروسہ سرکار عالی میں ڈائرکٹر جنرل پولیس اور جیل کے عہدہ جلیلہ پر فائز ہوئے۔ آپ کے زیر نگرانی یہ محکمہ دن دونی اور رات چوگنی ترقی کر رہا ہے۔ تمامی اضلاع میں آپ کے حسن انتظام کی وجہ بالکل امن و امان قایم ہے آپ نہایت خوش خلق، کارگزار، تجربہ کار، ہوشیار، مستعد اور مردم شناس افسر ہیں۔

نواب میر ہادی علی خاں بہادر

آپ خاندان شاہ یار الملکی کے ایک معزز رکن اور نواب شاہ یار جنگ مرحوم کے چھوٹے صاحبزادے ہیں۔ آپ ان امرائے عالی قدر سے ہیں جن کی شان و شوکت مسلم ہے۔ آپ اہل علم کے بڑے قدرداں ہونے کے علاوہ ایک صایب الرائے، نوجوان، علم دوست اور بلند ہمت امیر ہیں۔ اہل ملک کو عزت کی نگاہ سے دیکھتے ہیں۔ ہمیشہ غریبوں کے دلسوز معاون اور کمزوروں کے عالی حوصلہ حامی ثابت ہوئے ہیں۔ آپ کو بارگاہ خسروی میں باریابی اور نذر کے پیشکشی کی عزت حاصل ہے بندگان عالی ہر سال ۵ ماہ ربیع الاول کو آپ کی دیوڑھی موسومہ کاشانہ عشرت میں جلوہ افروز ہوکر آپ کی عزت افزائی فرماتے ہیں۔ آپ کی شادی نواب میر حسین علی خاں بہادر فرزند سوم نواب میر رحم علی خاں بہادر کی صاحبزادی سے ہوئی جن کے بطن سے آپ کو ایک صاحبزادی اور (۲) صاحبزادے (۱) صاحبزادہ نواب میر عبد العلی خاں اور (۲) صاحبزادہ نواب میر شاہ یار علی خاں ہیں۔ آپ کو آرٹ اور باغبانی کا شوق ہے۔

نواب محمد یاور الدین خاں بہادر

آپ نواب محمد حفیظ الدین خاں ظفر جنگ شمس الدولہ شمس الملک مرحوم کے فرزند ششم اور امیر کبیر نواب محمد محی الدین خاں تیغ جنگ

شمس الامراء سر خورشید جاہ کے۔ سی۔ آئی۔ ای مرحوم کے پوتے ہیں۔ آپ ۱۳۱۷ھ میں پیدا ہوئے۔ آپ اپنے بھائی کے ساتھ اردو، فارسی کی تعلیم قابل اساتذہ سے اپنے والد ماجد کے زیر نگرانی حاصل فرمائی اور اس کے ساتھ ساتھ فنون سپہ گری کی بھی آپ کو مشق کرائی گئی۔ آپ کو شہسواری اور دیگر مردانہ کھیلوں کا شوق ہے۔

آقا شیخ یاور علی صاحب

آپ حیدرآباد دکن کے مشہور و معروف و ممتاز خاندان کے معزز رکن آقا شیخ محمد صاحب اول تعلقدار مرحوم کے تیسرے فرزند اور فخر ایرانی نژادان دکن ہیں۔ ۱۰ر نومبر ۱۸۹۰ء میں بمقام حیدرآباد فرخندہ بنیاد پیدا ہوئے۔ میٹرک کا امتحان بمبئی یونیورسٹی سے کامیاب فرمایا اور اس یونیورسٹی کے اردو اور فارسی امتحان میں تمام طلبار سے اول نکلنے پر آپ کو سر فرانک سوٹر کا وظیفہ ملا نیز آپ نے کئی ایک سررشتہ جات کے امتحانوں میں بھی کامیابی حاصل فرمائی اردو، فارسی، عربی اور انگریزی میں اچھی قابلیت رکھتے ہیں ملک و مالک کے اوائل عمر ہی سے بہی خواہ ہیں چنانچہ مدار المہام وقت نے منجانب حضرت غفران مکان آپ کے ان گرانمایہ خدمات کا اعتراف فرمایا جو بزمانہ طغیانی رود موسیٰ ۱۹۰۸ء آپ نے نو عمری میں انجام دی تھیں ۷ مئی سنہ ۱۹۱۰ء کو آپ ضلعدار کی حیثیت سے سلک ملازمت سرکار عالی میں داخل ہوئے اور سررشتہ عدالت و مال کی اعلیٰ خدمت پر فائز رہے اور صاحب عالیشان رزیڈنٹ بہادر وقت سے آپ کو حسن خدمت کے صلہ میں اکثر تحائف ملے آپ ساڑھے تین سال تک سمستان گدوال کی خدمت اول تعلقداری بھی انجام دیتے رہے اور اپنی تعلقداری کے زمانہ میں سمستان گدوال کے نظم و نسق اور مالی امور میں جان ڈال دی اور بتلا دیا کہ ایسے سمستان (جن کے والی طبقہ اناث سے ہیں) کی بقا و تنظیم و دیکھ بھال کے لئے تجربہ کار منتظم دیانت دار ہوشیار کارگزار بے لوث اور فرض شناس حاکم کی سخت ضرورت ہے جو جوہر فرض شناسی کا آپ میں ہے وہ سب سے زیادہ قابل قدر ہے اس کے بعد آپ کریم نگر کے اول کے تعلقدار ہوئے اور اب ضلع میدک کی اول تعلقداری پر فائز ہیں آپ ملک کے ممتاز، تعلیم یافتہ روشن خیال، خوش خلق، نیک سیرت اور پابند صوم و صلوٰۃ افراد سے ہیں اپنے فرائض منصبی کو نہایت خوش اسلوبی سے انجام دیتے ہیں ہمیں قوی توقع ہے کہ آپ جلد یہاں کے اعلیٰ عہدہ پر سرفراز ہو کر مملکت کے گرانمایہ خدمت انجام دیں گے۔

نواب میر یٰسین علیخاں صاحب

آپ نواب میر حسن علی خاں مجاہد جنگ مرحوم کے خلف اکبر نواب میر نادر علی خاں کے پوتے ہیں سنہ ۱۹۱۳ء میں پیدا ہوئے ابتدائی تعلیم اپنے والد ماجد کے زیر نگرانی اولاً خانگی طور پر زاں بعد جاگیردار کالج میں داخل ہو کر میٹرک کے امتحان میں کامیابی حاصل فرمائی اس کے بعد بی یف اے کی تعلیم کے لئے سٹی کالج میں شریک ہوئے جہاں اس وقت زیر تعلیم ہیں بوجہ کمسنی آپ کے آبائی جاگیرات آپ کے والد کے انتقال کے بعد زیر نگرانی سرکار عالی صیغہ عطیات لئے گئے واگزاشت کی کارروائی جاری ہے۔ آپ کے آبائی جاگیرات کی آمدنی تخمیناً تیس ہزار ہے آپ ایک لایق ہونہار، سنجیدہ مزاج نوجوان نواب ہیں ٹینس اور دیگر مردانہ کھیلوں کا آپ کو ذوق و شوق ہے۔

رائے پرشوتم پرشاد صاحب

حیدرآباد کے قدیم جاگیرداروں میں آپ اپنے برادر کلاں رائے جنگ کشور کے بعد جاگیرات موروثی سے بلحاظ رواج خاندانی سرفراز ہوئے آپ نہایت سادہ مزاج اور پابند مذہب ہیں آپ کو انتظامات جاگیر میں کافی مہارت حاصل ہے اور رعایا خوش حال و فارغ البال ہے آپ باتباع فرمان خسروی بموقع قحط سالی ہنگام اپنے جاگیرات میں علاوہ معافیات کے وقت ضرورت رعایا کی امداد فرمایا کرتے ہیں جس سے غریب رعایا پریشان و مقروض نہ ہو۔ آپ کے خاندانی حالات یادگار سلور جوبلی میں تفصیل سے طبع ہو رہے ہیں۔

نواب میر تلاوت علی خاں صاحب

آپ نواب میر محمد علی خاں سعید جنگ سعید الدولہ مرحوم (صوبہ بلدہ حیدرآباد فرخندہ بنیاد) کے فرزند سوم اور نواب میر محمد سعید خاں سعید جنگ سعید الدولہ سعید الملک مرحوم کے پوتے ہیں ابتدائی تعلیم قابل اساتذہ سے اور لاگھر ہی پر حاصل فرمائی ازاں بعد جاگیردار کالج میں شریک ہوئے اور اب بھی جاگیردار کالج میں زیر تعلیم ہیں نہایت خوش خلق اور خوش رو نوجوان نواب ہیں۔ علمی ذوق و شوق آپ کا لائق ستائش ہے۔

نواب میر سرفراز علی خاں صاحب

آپ نواب میر محمد علی خاں سعید جنگ سعید الدولہ مرحوم (صوبہ بلدہ) کے خلف اکبر اور نواب سید محمد سعید خاں سعید جنگ سعید الدولہ سعید الملک مرحوم کے پوتے ہیں آپ کی ولادت غرۂ ذیقعدہ ۱۳۲۶ھ ہجری کو ہوئی آپ دس سال کے تھے کہ آپ کے والد کا سایہ آپ کے سر سے اٹھ گیا بوجہ صغر سنی آپ کے جملہ آبائی موروثی جاگیرات اور ملک و املاک زیر نگرانی سرکار صیغہ کورٹ آف وارڈز لے لئے گئے آپ کی ابتدائی تعلیم اول گھر پر ازاں بعد آسٹینٹس ہائی اسکول اور اس کے بعد مدرسہ اعزہ میں ہوئی جب آپ کے والد کا انتقال ہوا تو آپ زیر نگرانی کورٹ آف وارڈز بحیثیت وارڈ بورڈنگ میں شریک اور مدرسہ عالیہ میں داخل ہو کر تحصیل علم میں مشغول ہوئے جب کورٹ آف وارڈز بورڈنگ برخاست ہوئی تو آپ عالیہ بورڈنگ میں داخل ہوئے جب جاگیردار کالج کا قیام ہوا تو آپ جاگیردار کالج میں شریک ہو گئے بعد اس مدرسہ کو بھی چھوڑ کر دارالعلوم میں داخل ہوئے اس وقت واگزاشت جاگیرات آبائی کی پیروی میں مشغول ہیں۔ آپ کے آبائی جاگیرات کا سالانہ محاصل تقریباً ایک لاکھ روپیہ ہے۔ آپ کی شادی مستقبل قریب میں ہونے کی توقع کی جاتی ہے۔

راجہ سرور لعل صاحب

آپ راجہ اودے سنگھ آنجہانی کے فرزند اور راجہ گلاب سنگھ کے نبیرہ ہیں۔ ۱۳۲۱ف میں راجہ اودے سنگھ راہی آنجہانی ہوئے تو آپ کی نابالغی کی وجہ جاگیرات زیر نگرانی سرکار عالی صیغہ کورٹ آف وارڈز لے لئے گئے اور ورثاء کے باہمی نزاع کی وجہ ۲۵ سال تک برابر سرکاری نگرانی میں رہے بالآخر ۱۳۴۳ف میں باتباع فرمان مبارک سلطنت نشان واجب الاذعان خسروی آپ کے حق میں واگزاشت اور آپ ہی کے نام منتخبہ وراثت بھی اصلاحاً منظور ہوا آپ اپنے رعایا کی بہبودی کی خاطر ہمیشہ جاگیر ہی میں

قیام فرماتے ہیں اور ہمیشہ آپکے پیش نظر رعایا ہی کی فلاح و بہبود [illegible] رہتی ہے۔ آپکا حسن انتظام ایسا ہے کہ اسٹیٹ کو آپکے قبضہ میں آئے سات سال کا عرصہ ہوتا ہے اب تک کبھی حقہ [illegible] [illegible] کا شکوہ ہے اور نہ ہی رعایا کی شکایت۔ جاگیرات میں آپ نے حسن انتظام سے امن و امان قائم کیا ہے آپ رعایا پرور نہایت [illegible] [illegible] مردم شناس اور علم دوست ہیں۔ راجہ میں تمام خوبیاں جو ایک راجہ میں ہونی چاہیئے آپ میں موجود ہیں۔ آپ [illegible] تخلص فرماتے ہیں۔ آپکے کلام کا نمونہ اس جنتری کے گلدستہ سخن میں درج ہے نعتیہ اشعار بھی آپ نے خوب کہے ہیں۔

رانی سرتاج کنور صاحبہ

آپ [illegible] بہادر [illegible] بہادر [illegible] کی رانی ہیں ضلع بجنور کے معزز اور ممتاز خاندان [illegible] [illegible] [illegible] آپکے شوہر کا سایہ آپ کے سر سے اٹھ گیا اس وقت سے اب تک آپ [illegible] اسٹیٹ کے کاروبار نہایت خوش اسلوبی سے انجام دے رہی ہیں۔ آپ ایک تعلیم یافتہ رانی ہونے [illegible] [illegible] قابلیت رکھتی ہیں وراثت کی کارروائی آپ کے اور آپ کی صاحبزادی کے نام [illegible] خسروی منظور ہوئی [illegible] سالانہ تیس ہزار ہے۔ آپ پردہ نشین، منتظمہ، ہوشیار، لایق، [illegible] رعایا پرور رانی ہیں [illegible] سرکار عالی کی تتبع میں آپ نے بھی دو آنے فی روپیہ محاصل معاف فرما کر رعایا پروری کا ثبوت دیا ہے۔

نواب میر لایق علیخان صاحب

آپ نواب میر محمد علی خاں سعید جنگ سعید الدولہ سعید الملک مرحوم کے فرزند دوم اور نواب میر محمد سعید خاں سعید جنگ سعید الدولہ سعید الملک مرحوم کے پوتے ہیں ابتدائی تعلیم قابل اساتذہ سے اولاً گھر ہی پر حاصل فرمائی از اں بعد جاگیردار کالج میں شریک ہوئے جہاں اس وقت بھی زیر تعلیم ہیں نہایت خوش خلق، خوش باش نوجوان نواب ہیں علمی ذوق و شوق رکھتے ہیں۔

رائے مہادیو پرشاد صاحب

آپ رائے پرشوتم پرشاد صاحب جاگیردار کے برادر خورد اور رائے لنگر پرشاد انجہانی کے فرزند سوم ہیں۔ آپ کی ایک غیر معمولی ہستی ہے اعلیٰ قابلیت آپ کی لائق ستائش و باعث فخر ہے آپ میں تحصیل علوم و فنون کا شوق قدرت نے ودیعت کیا ہے۔ آپ نے اپنے مکان میں اپنے بزرگوں کے جمع کردہ قلمی نادر و نایاب کتب کے ذخیرہ کو جمع کر کے حالیہ کتب کے اضافہ کے ساتھ ایک کتب خانہ قائم فرمایا ہے جس میں بے شمار قابل دید کتب موجود ہیں۔ آپ کو شادی کے موقع پر اپنے بھائی رائے پرشوتم پرشاد جاگیردار کی طرح منجانب سرکار عالی سرپیچ مرصع عطا ہوا آپ کو چار فرزند ہیں (۱) رائے دھرم راج (۲) رائے پریم راج (۳) رائے ایشور راج (۴) رائے [illegible] راج [illegible] رائے دھرم راج فرزند اکبر مدراس یونیورسٹی کے گریجویٹ ہیں راجہ صاحب نہایت خوش خلق و [illegible] ہیں۔ اور جو خوبیاں ایک راجہ میں ہونی چاہیئے وہ سب آپ میں موجود ہیں۔

رائے ہند کشور ماتھر

بی۔ اے۔ ایل۔ ایل بی وکیل ہائی کورٹ۔ حیدرآباد کے ممتاز طبقہ جاگیرداران [illegible] آپ رائے جنگ کشور انجہانی کے فرزند اکبر ہیں جو ۱۳۲۷ھ میں تولد ہوئے [illegible] امتحانات میٹرک و ایف کامیاب کر کے ۱۳۳۹ف میں بی اے اور ۱۳۴۳ف میں ایل ایل بی حاصل کر کے وکالت فرما رہے ہیں۔ آپ ملک کے ہونہار اور قابل [illegible] ہیں آپ کو قومی و ملکی اداروں [illegible]

TELEPHONE NO 786

LED CONE

WATER TANK

100 G.

پانی کے ٹانکیاں وغیرہ

M.H. COVER

مین ہول کور وغیرہ

WATER TANK 200 GALLON

جالی

ٹوٹیاں ٹینکی و نلکی

ٹوٹی

ٹوٹی ٹنکی کی

کاک ٹوٹی

S.H. ISMAIL JEE

ISMAIL BUILDING AFZALGUNJ

HYDERABAD-DECCAN

ایس۔ ایچ اسمٰعیل جی

اسمٰعیل بلڈنگ افضل گنج حیدرآباد دکن

ہمہ اقسام سامان نل کے سوداگر

کنٹراکٹر وغیرہ

شاور باتھ

فوارہ

GARDEN

باغ

فوارہ

فوارہ

جست کی فٹنگ

بیٹر کی فٹنگ

باتھ روم کی فٹنگ

پرنالوں کی فٹنگ

MURTUZA ART WORKS

بابِ ششم

ادبیات

عالیجناب نواب مشیر جنگ بہادر بالقابہم
کی خاص سرپرستی

اور

صمصام شیرازی
کی ادارت میں

ہر سال شیر عالم جنتری نہایت آب و تاب اور بصرف زر کثیر شائع ہوتی ہے جو علمی ادبی اخلاقی اور تاریخی معلومات کا گنجینہ ہے اس کا مطالعہ تمام جنتریوں کے مطالعہ سے بے نیاز کر دیگا

جنگل کی صبح اور دیہات کی شام

از
راجہ راجایان مہاراجہ سرکشن پرشاد بہادر شاد یمین السلطنت

چشم بصیرت کے لئے صبح وہ بھی جنگل کی صبح ایک عجیب لطف اندوز اور دل افروز ہوتی ہے آج کی صبح کا سماں دیکھ کر شاعرانہ تخیل کے ذوق سے نہیں بلکہ عارفانہ مذاق سے ہم مست ہوئے بغیر نہ رہ سکے جنگل کی صبح کے خصوصیات ایک تاثیر رکھتے ہیں جو شہروں کی صبح میں نہیں۔ ایران کی بلبل ہزار داستان کے نغموں کا ذکر سن کر ہم اس قدر خوش نہیں ہو سکتے جس قدر ایک جنگلی چڑیا کی آواز سے متاثر ہو سکتے ہیں، سنبل و سوسن و نسرین و نسترن کا نظارہ دل و دماغ کو اتنا تر و تازہ نہیں کر سکتا جتنا کہ جنگل کے خود رو پھولوں کا دلفریب نظارہ کر سکتا ہے شہروں میں انسان اپنی کاریگری اور خود اپنے ہاتھ کے پیدا کئے ہوئے مناظر کے سامنے خدا کی اصلی نعمتوں اور قدرت کی اچھوتی کرشمہ سازیوں کو بھول گیا ہے ہم اس جنگل اور اس کی صبح و شام کو عرفانی نقطۂ نظر سے دیکھنا چاہتے ہیں اور شہروں کی آبادی پر ترجیح دینے کے لئے اپنے جذبات سے کام لیتے ہیں۔

کل میں جس وقت یہاں آیا تھا شام کا وقت تھا اس وقت کا سماں دیکھنے کے قابل تھا دن بھر کے تھکے ماندے مویشی اور وہ بھی جو چرنے کے لئے سارے دن گھر سے باہر رہے تھے میدانوں اور جنگلوں کو چھوڑ چھوڑ کے گاؤں کی طرف چلے آتے تھے جس طرح کوئی ذی ہوش انسان اپنا راستہ آپ ڈھونڈھ لیتا ہے اسیطرح وہ بھی تہذیب و متانت کے ساتھ آہستہ آہستہ اپنی گھروں کی طرف آتے اور بغیر کسی کی رہبری کے خود ہی اپنے گھروں میں چلے جاتے ہیں گویا ہمیں تمدن کا سبق دے رہے ہیں کہ بیرونی کاموں میں کس طرح ہم جنسوں میں ملا جلا رہنا چاہیئے اور خانگی زندگی شروع کرتے ہی کس طرح الگ ہونا چاہیئے مویشیوں اور آدمیوں کی سرگرمی و مستعدی دیکھکر آنند او تلیو ربھی جوش میں آکے ان کے ساتھ دینے پر آمادہ ہوگئے ہیں گو ان کو ان دیہاتیوں اور دہقانیوں

کے کاروبار سے کوئی تعلق نہیں مگر ان کی پاک اور بے عیب زندگی پر فریفتہ ہو کے انھوں نے باوجود آزادی کے انھیں کے ساتھ سکونت اختیار کر لی ہے انھیں کے آس پاس درختوں پر اپنا نشیمن بنا لیا ہے اور سب کو کاروبار چھوڑ کے گھر آتے دیکھ کر انھوں نے بھی اپنی سیر و تفریح کو چھوڑ کر نشیمنوں کا راستہ لیا اور ہر چہار طرف درختوں پر ہجوم کر کے وہ ہنگامہ مچا دیا کہ معلوم ہوتا ہے کہ گویا نیچر کے دلفریب ایوان کے برجوں پر شام کی نوبت بج رہی ہے۔

آخر آفتاب افق سے جا ملا رخصت ہونے والی آخری کرنیں زمین سے درختوں کی پھننگیوں اور پہاڑوں کی چوٹیوں پر گئیں اور وہاں تک پہنچکر اوپر ہی اوپر آسمان پر پہنچ گئیں اور آسمان کے منہ پر شفق کا غازہ ملنے لگیں مشرقی افق سے تیرگی کی ایک چادر نمایاں ہوئی اور دیکھتے ہی دیکھتے چاروں طرف پھیل گئی۔ آسمان پر تاروں نے آنکھیں جھپکا جھپکا کر کھولنا شروع کیں جن کا جواب صفحۂ زمین پر یوں دیا گیا کہ مکانوں میں دھندلی روشنی کے چراغ روشن ہوئے اور گاؤں اور جنگلوں میں دہقانوں نے الاؤ روشن کئے۔

یہاں نہ شہروں کے سے کلب ہیں نہ سوسائیٹیاں نہ دلچسپی کی صحبتیں یہاں کے کلب بھی الاؤ ہیں جن کے گرد منکسر المزاج اور سادہ مذاق کے دیہاتی بیٹھ کے لطف صحبت اٹھاتے ہیں اور آبی و تابی فصلوں اور زمین کی پیداوار کے معاملات میں رائے زنی کرتے ہیں اور ایک دوسرے کی صحبت سے لطف اٹھاتے ہیں اور دن بھر کی تھکن مٹاتے ہیں۔

اب یہاں کی صبح کی سیزی پر نظر ڈالئے اس کا سماں کچھ اور ہی ہے جو اس وقت میرے پیش نظر ہے ایوان مشرق سے صبح کا نور پھیلتا چلا آتا ہے صحرا کی صبح کے سہانے وقت میں نیچر نے کچھ اس بلا کے جذبات بھر دئیے ہیں کہ عرفانی نظر مست ہوئے بغیر نہیں رہ سکتی اس سہانے اور پُرفضا وقت کی نیچرل کی کیفیت یوں تو شہروں میں بھی دلکش ہے مگر سرسبز اور پر فضا رقبہ یا کھلے ہوئے صحرائے لالہ زار میں تو عارفوں کے دل پر بجلی سی گراتی ہے۔

بہارستان فطرت میں ہرے بھرے اور حد نظر تک کھلے ہوئے جنگل کا ایک عجیب مرتبہ ہے کیسا ہی معمولی منظر ہو لیکن اگر وہ کسی دلکش صحرا یا پہاڑ پر منتہی ہوتا ہے تو اس میں عجیب دلفریبی پیدا ہو جاتی ہے حد نظر تک سبزہ زار مردہ دلوں کو زندہ کرنے کا دعویدار ہے یہی صحرا ہے جس کا نظارہ انسان کو اپنی حقیقی بے بضاعتی کا دل ہی میں قائل کر کے کسی اور عالم میں پہنچا کر معرفت الٰہی کا سبق پڑھاتا ہے آبادی کا ہر حصہ ایک خونی منظر ہے سکندر کی ملک گیری، دارا کی جاہ پرستی، نیرو جیرو کی بہیمیت، جولیس سیزر کی خون آشامی، یزید کی شقاوت قلبی، چنگیز و ہلاکو کی جہاں سوزی سفاکی سے قطع نظر کیجئے ہمارے زمانے کی سلطنتوں کے مظالم وحشر انگیزیاں یہ یہ سب آبادی میں ہوئے اور ہو رہے ہیں جس کی نظیر ہمارے زمانہ میں ایک جنگ یورپ ہی ہے۔

آبادی میں دنیا بھر کے گناہ ہوتے ہیں۔ شہری زندگی میں قلب انسانی زخموں سے لبریز ہو جاتا ہے شہری تکلفات لوازم حیات سمجھے جاتے ہیں معیار معاشرت بلند اور بہت بلند ہوتا ہے ضروریات زندگی کی گرانی عیش و عشرت کی فراوانی شہری زندگی کے اجزائے لاینفک ہیں۔ قتل و خون، غارتگری، حرص جاہ و شہرت جذبۂ انتقام، توسیع مملکت تعصب میں اہل تدبیر کی درماندگیاں، بیچارگی، غلامی یہاں کی زندگی کا سرمایہ ناز ہے بخلاف اس کے شہری زندگی پر مرنے والے جنگل میں آکر سب کچھ بھول جاتے ہیں۔ وحدانیت کی راہ بھولے بھٹکے مسافر کی پہلی منزل جنگل ہی ہے شہروں کے لہو و لعب، جھوٹ، غیبت، مکر و فریب، دغابازی، عیاری،

ان سب باتوں سے جنگل سنسان و مبرا ہے خنجر نہیں ملتے ہیں خدا کی نعمتیں یہیں نازل ہوتی ہیں۔ بہبود حقیقی کی بندگی کا لطف یہیں آتا ہے۔ دعائیں در اجابت تک یہیں پہنچتی ہیں مرادیں خوشی کے ساتھ ریاضتوں کا یہیں یہیں ملتے ہیں۔ سرسبز و خودرو درخت پھول اپنے خدائے ذوالجلال کی واحدانیت اور خالق یکتا کی قدرت کا پتہ دیتے ہیں۔ انسان تک و تسکین دل و احساس فطرت کا لطف یہیں حاصل ہوتا ہے یہاں کے قوانین و ضوابط شہر کے ضوابط و قوانین سے کس قدر متغائر ہیں۔

ہماری لڑکیوں کا نصاب تعلیم و نظام تربیت

از جناب

نواب فخر نواز جنگ بہادر ایم۔ اے (عثمانیہ) ایل ایل۔ بی

لوگ یقیناً میرے اس خیال سے اتفاق فرمائیں گے کہ اس وقت لڑکیوں کی تعلیم کا مسئلہ لڑکوں کی تعلیم کے مسئلہ سے بہت زیادہ اہم ہے اس لئے لڑکیاں آیندہ نسل کی مائیں بننے والی ہیں اور اگر ان کی تعلیم و تربیت کا معقول انتظام نہ ہو تو یہ اپنے بچوں کی تعلیم و تربیت کی ضرورت کا بھی احساس نہ کرسکیں گی اور ان کو زندگی کی کش مکش کے لئے تیار نہ کرسکیں گی عورتوں کی جہالت ملک کی سیاسی و سماجی ترقی میں سب سے بڑی روکاوٹ ہوگی اس لئے کہ تعلیم کے بغیر ملک کی پسماندگی بدستور قایم رہیگی ۔

تعلیم نسواں کی سست رفتاری کی خاص وجہ یہ ہے کہ ہمارے یہاں اس وقت ایسا نصاب تعلیم اور نظام تربیت موجود نہیں ہے جس میں ہمارے ملک اور قوم کی ذہنی اور معاشرتی خصوصیات کا کافی طور پر لحاظ ہو ضرورت اس امر کی ہے کہ جلد سے جلد تعلیم نسواں کے لئے ایک علحدہ نصاب مرتب کیا جائے ہماری بہنوں کو ہمارے زمانے کے مدارس میں ایسی تعلیم دی جارہی ہے جو ان کی آیندہ معاشرت سے ہرگز مفید نہیں ہوسکتی نسوانی تعلیم میں انتظام خانہ داری اور فنون لطیفہ کو وسعت دینا چاہیئے اور اس کے ساتھ مذہبی تعلیم کا بھی سلسلہ رہے خانگی زندگی معاشرت اور تمدن کی پہلی منزل ہے اس میں عورت اور مرد کے حقوق اور اختیارات یکساں نہیں ہیں عورت کو ہر اعتبار سے اس میں فوقیت حاصل ہے کیونکہ تہذیب معاشرت اور تدبیر منزل میں عورت کی ذمہ داریاں نسبتاً مرد سے زیادہ ہے ہماری معاشرت کی بعض خامیاں اور خرابیاں جو جہل کی تاریکی اور توہمات سے پیدا ہوتی ہیں قابل اصلاح ہیں اس کے لئے عورتوں کو ذہنیت کی تربیت یا ان کی علمی جمود و سکون کو مٹانے میں بجید احتیاط سے کام لینا چاہیئے کیونکہ تربیت کے ساتھ ان اعلےٰ حیات، خصوصیات اور روایات کا برقرار رکھنا بھی نہایت ضروری ہے جس سے ہندوستانی نسوانیت کی روح زندہ ہے ہندی خواتین اعلےٰ تعلیم پائیں ہر شعبہ علم و فن

میں مردوں کے برابر رہیں مگر ساتھ ہی اس کے ہندی نسوانیت کی خصوصیات کو بھی ملحوظ رکھنا نہایت ضروری ہے غیر اقوام کی اندھی تقلید ہندیوں کی مفلسی معاشرتی قوم کے حق میں خودکشی ہے عورتیں مردوں سے زیادہ ذکی الحس ہوتی ہیں اس مناسبت سے ان کی اعلےٰ قابلیتوں کو سنوارنے کا بہترین ذریعہ فنون لطیفہ کی تعلیم ہے مجھ کو قوی امید ہے کہ بہت جلد نسوانی تعلیم کے لئے بھی ایک نصاب تعلیم لڑکوں کی تعلیم سے بالکل علحدہ مرتب ہوکر رائج ہوگا

تمام عالم میں نسوانی بیداری کی تحریک نے جنم لے لیا ہے اور ہر ملک اپنی بضاعت کے موافق ان کی اصلاح میں حصہ لے رہا ہے آج سے پندرہ سال پہلے ایران کی خواتین اپنے حقوق زندگی سے بالکل ناواقف تھیں لیکن اب ان میں بیداری پیدا ہوتی جارہی ہے چنانچہ طہران میں کانفرنس پر کانفرنس ہورہی ہیں جس میں وہ حکومت سے تعلیم نسواں اور سیاسی حقوق کا مطالبہ کررہی ہیں۔

ترکی حکومت مقاصد نسواں سے خود متفق ہے اس لئے یہاں عورتوں کو کانفرنس کرنے کی ضرورت پیش نہیں آئی۔ ترکی خواتین مردوں کی طرح آزادی سے فائدہ اٹھارہی ہیں انھوں نے باوجود پردے کو بالکل ترک کردیا لیکن ابھی ان میں وہ جوہر موجود ہے جس نے ان کو قابل احترام بنا رکھا ہے۔

ترکی خواتین زندگی کے ہر شعبہ میں مردوں کے دوش بدوش کام کرتی ہیں اعلیٰ تعلیم ان میں پھیلتی جاتی ہے دفتروں پر انھوں نے اپنا قبضہ جمانا شروع کردیا ہے۔ ڈاکخانہ، ٹیلیگرام، ہاسپٹال غرض کہ جملہ دفاتر میں وہ کام کرتی ہیں وہ اعلیٰ درجہ کی مقرر بھی ہیں۔

ممالک میں عربیہ ... بغداد کی خواتین نے آزادی کی تحریک شروع کردی ہے لیکن حجاز مقدس کی خواتین ابھی دنیا کی ہوا سے محفوظ ہیں وہ اب تک باقاعدہ شرعی پردہ اختیار کئے ہوئے ہیں جس طرح ان میں افراط کے درجہ کی آزادی نہیں ہے ان کا پردہ بھی تفریط کی حد کو پہنچا ہوا نہیں وہ نصف چہرہ پر پردہ ڈال کر تمام کام انجام دیتی ہیں بازار میں جاتی ہیں اور سودا سلف لے آتی ہیں خرید و فروخت کرتی ہیں اور اپنے شوہر سے بجد محبت کرتی ہیں۔

جاپان تحریکات کا گھر ہے۔ صنعت و حرفت و تجارت و سیاست غرض ہر کام میں خوب ترقی کیا اور برابر کر رہا ہے وہاں کی عورتوں نے بھی اوہام پرستی کے جوئے کو اپنے کندھوں سے اتار پھینکا ہے ہر معاملہ میں کافی تعداد میں مردوں کے دوش بدوش کام کرتی ہیں وہ میڈیکل سائنس کی تعلیم کو بہت پسند کرتی ہیں کتنی ہی عورتیں ڈاکٹری کا پیشہ کررہی ہیں اور کم از کم چار ہزار کے قریب اس میں نرسیں اور دایہ ہیں۔

امریکہ، فرانس، جرمنی اور انگلستان کی عورتوں کا حال سب کو معلوم ہے انھوں نے آزادی سے بہت فائدہ اٹھایا ہے۔ شادی، بیاہ و طلاق وغیرہ اور دیگر معاملات میں جو روزانہ پیش آتے رہتے ہیں ان سے معلوم ہوتا ہے کہ ان ملکوں کی عورتوں کو کتنی آزادی حاصل ہے لیکن اب یہ حقیقت مخفی نہیں رہی کہ امریکہ اور یورپ کے تمام ممالک عورتوں کی اس قسم کی آزادی سے بہت تنگ آچکے ہیں۔ میرا اس قدر تفصیل میں جانے کا مقصد یہ ہے کہ کورانہ تقلید اس مسئلہ میں ہم کو بہت نقصان پہنچائے گی ہم کو اپنے ملک کی معاشرت کا ہر طرح خیال رکھ کر ان کی آئندہ فلاح و بہبود کا خیال کرنا چاہئے۔

میں تو سختی سے ان خیالات کا مؤید ہوں کہ درسگاہوں ہی میں لڑکیوں کو ذیل کی طرح کے اسباق سمجھائے جائیں

(۱) عام شادیوں پر فضول خرچی کے نقصانات مثلاً آتش بازی، باجہ نوازی اور بیجا رسومات

(۲) پیدائش اور اموات کے مواقع کی رسوم پر فضول خرچیاں۔

(۳) شادیوں اور نکاحوں پر مقدمہ بازی کرنا اور طرفین کا مالی نقصان

(۴) ان کی باعزت منزلی کام کرانے میں زیادہ مواقع دینا مثلاً سامان ایسا تیار کرنا جو گھر کے افراد و ممبر کی صحت عمر اور ضروریات کے موافق ہو اور گھر اور اردگرد کی صفائی، سجاوٹ، بچوں کا باقاعدہ نہلانا، مناسب خوراک پڑھائی اور کھیل نئے کپڑے بنانا اور ان کی مرمت کرنا۔

(۵) گھروں کو اپنے جانی دشمن یعنی چوہوں، مکھی، مچھر کے قبضے سے نجات دلانا اور گھر میں ہوا روشنی اور دھوپ کا باقاعدہ انتظام رکھنا ان کے متعلق علمی کام کرایا جائے اور نمونے دئے جائیں تاکہ اچھی طرح سے ٹریننگ حاصل ہو۔

(۶) کپڑوں کا سینا اور مرمت، کپڑے کاٹنا، جراب اور بنیائن وغیرہ تیار کرنا کپڑے دھونا اور استری کرنا فسٹ ایڈ یعنی گھر کے متعلق معمولی حوادث میں ابتدائی طبی امداد، گھر کے کرہ ہوائی میں تحریک امداد باہمی کس حد تک کامیاب ہو سکتی ہے اور کن شکلوں میں وہ اپنے چھوٹے بھائیوں اور بہنوں کی نگہداشت کن طریقوں سے کر سکتی ہے صفائی اور حفظ صحت کے اصولوں پر عمل کرنا دیگر گھر کے بغیچہ یا پھلواڑی کا شوق عمدہ کھانا تیار کرنا وغیرہ وغیرہ کام حدود مدرسے میں آسکتے ہیں۔

قلمی ریڈیو کے ذریعہ

مشیر عالم جنتری کے متعلق بلاد عالم کے معزز افراد کی آوازیں

خباب مدیر صاحب ۔ جنتری وصول ہوئی جس کا بالتفصیل مطالعہ کیا گیا آپ کی یہ ڈائرکٹری حیدرآباد کی مکمل ڈائرکٹری ہے اس کے تمام مضامین دلچسپی کے کمال کے لحاظ سے انسانیت کے ہر علمی و فنی طبقہ میں مقبولیت رکھتے ہیں خداوند عالم آپ کے توفیقات میں اضافہ کرے اور برکت دے ۔

خیر اندیش ایس ایم اے زمیندار دہلی

محبی خباب آغا ۔ آپ کی جنتری اپنی جامعیت میں دکن کی تمام ڈائرکٹریوں کی سرتاج ہے اس کے مندرجہ مضمون بھی اپنی خوبیوں میں کافی پرواز رکھتے ہیں ۔

(بابا پورن داس رجی) مہنت او دآسی شرم حیدرآباد دکن

خباب صمصام ۔ آپ کی جنتری حالات دنیا کی خبردار ہے میں اسے پڑھ کر خوش ہوا ۔

مولانا (مولوی سید برکت علی شاہ) حال مقیم مظفر نگر

خباب عالی ۔ جنتری وصول ہوئی تھی میرے ایک دوست نے لے لی ہے اس کی جامعیت میرے بھی پسند آئی ایک اور ارسال کیجئے

آپ کا نصف ملاقاتی ۔ کے آر از انبالہ

مکرمی مولف صاحب ۔ مرسلہ ڈائرکٹریاں وصول ہوئیں مگر مجھے ابھی اس کے معاینہ کی مہلت ہی نہ ملی تھی کہ خواہشمندوں نے ساری کی ساری ختم کردیں اس لئے دس اور بھیجد یجئے ۔

ایس ۔ اے ۔ اے از لکھنو ۔

جناب سید عباس حسین صاحب۔

آج صبح میں اپنے ایک ایسے دوست سے ملنے کے لئے گیا تھا جس سے ایک مدت ہوئی تھی کہ ملاقات نہ ہوئی تھی وہ باہر نہ تھے میں اطلاع کرنے کے بعد ایک صوفہ پر بیٹھ گیا میرا دوست گھر میں ناشتہ کر رہا تھا میں نے خاموش بیٹھے اکتا کر ادھر ادھر دیکھنا شروع کیا میز پر ایک کتاب رکھی تھی میں نے اس کو اٹھایا اور پڑھا اس کا نام "مشیر عالم جنتری" لکھا ہوا تھا بعض مقامات کو دیکھا دلچسپی پیدا ہوئی ایک جنتری میرے نام بھی وی پی کر دیجیے!

(ایچ۔ اے۔ از بمبئی)

مکرم جناب آغا۔ پر مشیر کی دنیا رہے۔ آپ کی ڈائرکٹری وصول ہوئی مجھے مطالعہ کتب کا بہت شوق ہے اس لئے اس کتاب کو بھی تفصیل کے ساتھ دیکھا یہ مجموعہ بے حد دلچسپ ہے اور آپ کی محنت قابل داد ہے۔ نمسکار۔

(بابا) گوپا داس جی (صدر مہنت) دھول پیٹھ حیدر آباد دکن

شفیق من۔ آج سویرے ہی آنکھ کھل گئی اور حسب عادت قدیم میں نے چارپائی سے پہلے کتب بینی کے لئے اپنے بستر پر لیٹے لیٹے اپنے اوس میز کی طرف ہاتھ بڑھایا جو چھپر کھٹ کے قریب رہتا ہے اس پر کار و بیکار کاغذ و کتب پھیلے ہوئے تھے لیکن سب سے پہلے مشیر عالم جنتری ہاتھ لگی میں نے اوس کی ورق گردانی کی اور ایک مقام سے پڑھنا شروع کیا اتنے میں کچھ دیر گزری تھی کہ کچھ اور لوگ بھی ملنے کے لئے آ گئے میں نے انھیں وہیں طلب کر لیا حالانکہ وہ مجھ سے مخاطب تھے مگر میری تمام تر توجہ جنتری کے دلچسپ مضامین کی طرف تھی میں نے اس خیال سے کہ وہ کبیدہ خاطر ہوں از راہ خلق و مروت اس انہماک کے سبب کو ان پر ظاہر کیا انھوں نے اس کے بعض مضامین پڑھے میری نظر انتخاب نے اون پر بھی اثر کیا اور اس کا نتیجہ یہ کہ میرے پاس جتنی جنتریاں تھیں ایک ایک کر کے وہ سب لے گئے اب میرے اور میرے بچوں کے میز پر مشیر عالم جنتری کی کوئی جلد نہیں ہے اس لئے دس جلدیں جلد فی الفور روانہ فرما دیجیے۔

(نواب) محمد لائق علیخاں بہادر جاگیردار داماد یمین السلطنت (حیدر آباد دکن)
و سابق مدار المہام و صدر اعظم دولت آصفیہ۔

جناب صمصام سید الاخبار زاد لطفہ

السلام علیکم۔ مشیر عالم جنتری کی مطلوبہ جلدیں وصول ہوئیں یہ جنتری اپنے اجمال میں ہر کنکھ اور جنتریوں کی نسبت نرالی آن بان رکھتی ہے اس لئے یہ میرے اکثر احباب میں مقبول ہوئی اور وہ اسے خریدنا چاہتے ہیں۔ لہذا جس قدر جلدیں آپ بھیج سکیں جلد روانہ فرما دیں۔

ملک صادق علی عرفانی
ایڈیٹر اخبار شیعہ لاہور

محبی جناب سید الاخبار زادہ

تسلیم۔ آپ کی جنتری کو میں بڑی دلچسپی سے پڑھتا ہوں یہ طلسم ہوشربا کی طرح جاذبیت قلب رکھتی

ہے یا کیا ہے ہیں اسے کیوں کر بیان کروں لیکن اتنا کہہ دینے کے لئے الفاظ ملتے ہیں کہ یہ ضروریات تمدن کے علاوہ عام دلچسپیوں کا مجموعہ بھی ہے۔

ایس۔ ایم۔ از گجرات

جناب مدیر زاد لطفہ

تسلیمات مسنون۔ آپ کا سالنامہ اپنی آپ نظیر ہے میرے پاس اس کی صرف ایک جلد ہے اور میرے احباب بھی اس کے مشتاق ہیں ضرورت تھی مطالعہ کیا گیا۔ ڈائرکٹری کا نام بھی مشیر عالم کیا خوب نام ہے۔

ایم۔ ایچ از کشمیر

جناب آغا۔ مدت ہوئی میں جب حیدرآباد آیا تو آپ سے ملاقات ہوئی تھی لیکن شکر ہے کہ اب تک تحریری ملاقات جاری ہے آپ کی ڈائرکٹریوں کا وی پی ملاحظہ کے قابل کی وجہ تھا دو بار انتظار کی کٹھن گھڑیاں گزارنی پڑیں جس قدر جلدیں تھیں وہ دیتیں ان میں احباب کے نذر ہوئیں کم از کم زیادہ نہ ہو سکے تو ایک جلد میرے لئے بھیج دیجئے

آپ کا مخلص

(ابو الہدیٰ) مبلغ اسلام

از ملیبار مدراس

جناب مؤلف صاحب

السلام علیکم۔ مزاج گرامی۔ خدا رکھے آپ بھی ایک ہی جادو کے پتلے ٹھہرے یہ آپ کی جنتری ہے یا الف لیلہ کی داستان اس میں شک نہیں کہ گھر بیٹھے اس کے مطالعہ سے ایک عالم کی سیر ہو جاتی ہے خصوصاً گھبراہٹ کے وقت یہ دلچسپی پیدا کرنے کا بہترین شغل ہے۔

کشن داس ایم اے از فیض آباد

آقائے صمصام سلمہ

جنتری شمارا دیدم در تفصیل و اجمال خیلی خوب است ہمیں طور کار کنید خدا شمارا بطفیل پنجتن روز افزوں ترقی دہد در تربیت این ابیار حفاکی کنیدی۔ احسن۔

آقا سید محمد علی المعروف داعی الاسلام

مؤلف "فرہنگ نظام"

جناب صمصام

آپ کی مؤلفہ جنتری کو نہایت تفصیل کے ساتھ دیکھا اس کی بہت ساری ورق گردانیاں کیں چشم بدور آپ کی محنت قابل داد ہے ڈائرکٹری ہذا جو دم تحریر اس وقت میرے سامنے رکھی ہے اپنی تاریخی حیثیت سے آگے بڑھ کر علم ادب کا ایک بہتر سے بہتر مجلہ کہلانے کے قابل ہے۔

علی محمد لطیف

معزز مدیر صاحب

آپ کی مرسلہ جنتریاں وصول ہوئیں جو احباب کی خواہش پر باخذ قیمت دیدی گئیں اور جلدوں کی ضرورت ہے

پچاس جلدیں بھیجئے رقم کتب وصول شدہ ارسال ہے۔

یس اے چیف ایجنٹ کلکتہ

جناب مدیر زاد لطفہٗ

مشیر عالم جنتری کی شہرت سننے پر مجھے بھی اس کے دیکھنے کا اشتیاق ہوا تلاش بسیار کے بعد میرا ملازم پانچ روپیہ میں ایک عدد جنتری خرید لایا کئی روز تو وہ میز پر پڑی رہی کیونکہ میں باوجود اشتیاق کے اپنی ضروری مصروفیتوں کی وجہ اسے نہ دیکھ سکا تھا ایک روز جب مجھے سر شام ہی اپنے کاروبار سے فرصت ہوئی تو جلد کھانے پانی سے فراغت کرکے اپنے بیٹھنے کے کمرے میں پہونچا اتنے میں میرا ملازم بستر درست کر چکا تھا میں بستر پر دراز ہو گیا طبیعت کچھ مشوش سی ہو رہی تھی اور وہاں کے کاروبار کی کچھ تکان بھی تھی میرے ملازم نے طبیعت کے آثار کو پہچان کر جلد سے جلد چائے پیش کی مجھے بھی اس کی طرف سے انتہا رغبت ہوئی چنانچہ ایں جانب نے یکے بعد دیگر کوئی پانچ پیالی اڑائی تھیں تھکن میں کچھ کمی معلوم ہونے لگی اور رفتہ رفتہ تھوڑی سی دیر میں کسلمندی نام کو نہ تھی اس عرصہ میں رات کے دس بج چکے تھے میرے دونوں ملازم نعمت خانہ کا دروازہ بند کرکے اپنے اپنے کمروں میں چلے گئے اتنے بڑے ہال میں میں اب بالکل تنہا پڑا تھا کوئی انیس و جلیس کہاں سے پیدا کرتا نیند نام کو نہ تھی کروٹیں بدلتے بدلتے ایک گھنٹہ اور گزرا گھڑی نے ٹن ٹن گیارہ بجائے تنہائی کے سکوت میں خیالات کے چکر پریشانیوں کی وادی میں سرگرم روانی تھے یکایک کچھ اور خیال پیدا ہوا دل کی حرکت نہایت تیز ہو گئی پیشانی پر افکار کا پسینہ بہہ گیا طبیعت بے حد اکتائی میں مسہری سے اتر کر کمرے میں ٹہلنے لگا اتفاقاً اس میز کی طرف نگاہ نے گردش کھائی جو میرے پلنگ کے کار و بیکار کاغذات کے انبار سے پر تھا میں جلد قدم بڑھا کر اوس کے قریب پہونچا اور میز کے نزدیک ایک آرام کرسی پر لیٹ گیا اور ہاتھ بڑھایا ہی تھا کہ مشیر عالم جنتری دستیاب ہوئی اس وقت مجھے خیال آیا کہ اسے میں نے بڑے شوق سے منگوایا تھا اس خیال کے ساتھ ہی سگار کے پے در پے کش لیتے ہوئے اوس کی ورق گردانی شروع کی اور نہایت انہماک سے اس کا مطالعہ کرنے لگا یہ اچھے سے اچھے فلم سے بھی زیادہ دلچسپ ہے اور ایک علمی مجلہ کہلانے کے قابل بھی غرض کہ اس جنتری کے تمام تر تفصیلات اس قابل ہیں کہ اون پر کافی تبصرہ کیا جاتا لیکن میں نے اپنے کاروبار کی وجہ جس سے دن کے بارہ گھنٹوں کے علاوہ نصف شب تک بھی فرصت نہیں ہوتی اسی قدر تحریر پر اکتفا کرتا ہوں۔ میرے اور احباب سے بھی میں نے اس کی تعریف کی انھوں نے بھی اس کے معاینہ کے بعد خریداری کا اشتیاق ظاہر کیا ہے چند جلدیں جس قدر آپ روانہ کر سکیں بواپسی ڈاک بھیجدیں

آپ کا قدیم نیاز کیش

کے بیچ۔ ایم اے کنٹراکٹر حال کیمپ کوئٹہ

جناب مدیر صاحب مشیر عالم جنتری

تسلیمات مسنون۔ میں ایک تاجر پیشہ انسان ہوں اور علم دوست فطرت رکھتا ہوں اپنی آپ تعریف نہیں اگر میں حقیقت کے انکشاف کے لئے یہ کہوں کہ میرا دماغ ہر وقت جدت طرازی کے وسیع و بسیط میدان میں نہ تھکنے والی دوڑیں لگاتا ہے میرا پرواز خیال کائنات کی فضائے بسیط میں جس کا احاطہ کرنا ادراک بشری سے خارج ہے

اپنی قوت کی حد تک اڑتا ہوا معلوم ہوتا ہے میں گو کہ دیکھنے کو لوگوں کی نظروں میں زمین پر موجود ہوتا ہوں لیکن میری خیالی دنیا میری توجہ کو واقعات زمین کی پستی سے پرواز کرا کر فضائے بالا کی سیر و تفریح میں مصروف کر دیتی ہے چونکہ میں اسی حال میں خوش ہوتا اور اطمینان قلب کو اپنی زندگی کی انتہائی کامیابی سمجھتا ہوں اس لئے یہی میری زندگی کی پوری تاریخ اور اس کے ہر چھوٹے بڑے واقعات کا ایک اہم اور زرین ورق بن چکا ہے یہ تمام میرے مشاغل تھے جن کا اختصار میں نے آپ کے سامنے پیش کیا اس لئے کہ وقت تنگ ہے اور میری مصروفیتیں بے شمار میں ایک پانچ چھ فٹ کا کمزور اور بے تجربہ نوجوان ان کو جیسا کہ حق ہے پورا نہیں کر سکتا لیکن خدا کا لاکھ لاکھ شکر ہے کہ وہ مجھے میرے معاملات میں میرے حسب خواہش کامیابی دیتا جا رہا ہے یہ تمام کاروبار میں محض اپنے ذاتی نفع کے لئے نہیں کرتا بلکہ اس میں اپنا پیٹ پالنے کے بعد خلق اللہ کی خدمت بھی مقصود ہے کیونکہ میں خلق اللہ کو اپنی جان کے موافق عزیز رکھتا ہوں اور اس لئے رکھتا ہوں کہ وہ سب خدا کو اسی حد تک عزیز ہے جس قدر کہ میں کیونکہ اگر وہ اسے عزیز نہ ہوتے تو وہ انھیں پرورش ہی نہ کرتا اور نہ ان کے فلاح و آسایش کے اسباب ہی روئے زمین پر پیدا کرتا میرے پیدا کرنے والے کی مجھے محبت ہے اور اس لئے ہے کہ اس نے مجھے شکم مادر کی اندھیری کوٹھری سے نہایت آسانی کے ساتھ نکالا اور ایک ایسی غذا سے میری پرورش کی کہ جو قوت پہونچانے میں اپنی نظیر نہیں رکھتی اگر دعوا ہے تو دنیا کے تمام ڈاکٹر اور طبیب حاذق آئیں اور اس سے بہتر کوئی مقوی شئے کو پیش کریں اتنا وقت فرصت کا اتفاق سے مل گیا تھا اس لئے یہ چند سطور آپ کی جنتری کے مطالعہ کرنے کے بعد لکھے یہ اپنے خیالات کی ترجمانی۔ یا اپنی زندگی کی تاریخ کا خاکہ یا اپنے ختم نہ ہونے والے جذبات کا اظہار غرض کہ جو بھی ہو خوب ہو کر مد اس کا جناب ہی اچھی طرح اندازہ فرمائیں گے مختصر تحریر یہ کہ آپ کی یہ تالیف میں نے نہایت ذوق کے ساتھ دیکھی اس کی تفصیلی تعریف ہر شعبہ کے لحاظ سے کہاں تک کروں فرصت تحریر نہیں میرے پاس یہ کتاب موجود نہیں بلکہ میں نے ایک دوست کے پاس سے مستعار منگوا کر دیکھی تھی اس لئے التماس ہے کہ براہ کرم دو جلدیں روانہ فرما کر شکریہ کا موقع دیں۔

یس ایم۔ پی اے۔ زمیندار از نینیتال۔

نصیحتوں کے انمول موتی

ناپائداری دنیا

(۱) دنیا ایک ناپائدار شے ہے اس کو کسی وقت اور کسی زمانہ میں مضبوطی نہیں اس کی تمام چیزیں اسی طرح فنا ہونے والی ہیں جیسا کہ انسان کی عمر منازل زندگی کو عبور کرتے کرتے آخر میں فنا ہو کر تم عدم میں جگہ پا جاتی ہے

سچائی

(۲) مستحکم تجربات کے تحت یہ اکثر و بیشتر ظاہر ہو چکا ہے کہ حقیقت حال کا انکشاف انسان کو مراتب اعلیٰ پر پہونچا دیتا ہے اس لئے عالمین کی رحمت بنکر دنیا میں ہدایت خلق کے لئے ظاہر ہونے والے نے فرمایا کہ اے ایمان لانے والو تمہارا لازمہ یہ ہے کہ ہمیشہ سچ بولنے والوں کے ساتھ رہو اس لئے کہ تمہارے پیدا کرنے والے کی اسی میں خوشی ہے اور وہ ہمیشہ ہمیشہ جھوٹ کہنے والوں سے نہایت بیزار اور ان پر لعنت کیا کرتا ہے۔

تحصیل علم

(۳) علم کا حاصل کرنا خلقت کائنات پر فرض ہے جیسے حدیثوں میں مسلم و مسلمہ مومن و مومنہ کی لفظوں سے مخاطب کیا گیا اور یہ حکم اس لئے ہے کہ دنیا کے رہنے بسنے والے مرد و عورت علم حاصل کر کے جہاں تک بھی ممکن ہو اشیا کائنات کی پہچان حاصل کر کے اپنی کمر کی پرواز کے حد تک اونکے پیدا کرنے والے کی معرفت کو حاصل کریں اور منشار حضرت رب العزت جناب احدیت کے پورا کرنے والے ثابت ہوں

احسان

(۴) احسان ایک ایسی بزرگی ہے جس کی تعریف خود اس کے پیدا کرنے والے نے بے حد و حساب فرمائی پھر ہم جیسے بندے گندے اس کی اچھائیوں کی شرح و بسط کہاں تک کر سکیں گے چنانچہ خدائی توجہ داری سے یہ حکم محکم شرف اصدار پایا ہے کہ اے ساکنان ارض میں تمہیں آپس میں ایک دوسرے پر اس کی ضرورتوں کے اوقات میں احسان کرنے کا تکراری حکم کرتا ہوں اس لئے کہ یہ شئے مجھے

بہت محبوب ہے پس بندہ چوں کہ بندہ ہوا اسی کا ہے اس لئے اسے ہمیشہ یہ لازم ہے کہ اپنی استطاعت کے موافق بندگان خدا کے ساتھ بلا لحاظ مذہب و ملت حسن سلوک کیا کرے مگر اس میں شرط استطاعت کی ہے اس لئے خدا کی عدالت کسی گھڑی ایسی متقاضی نہیں کہ انسان اس کے حکم سے اپنی وسعت کے خلاف کوئی بار عظیم اٹھائے جس کا وہ تحمل نہ رکھتا ہو اس لئے صاف صاف کہا کہ میں تمہیں تمہاری وسعت سے زیادہ کوئی تکلیف نہیں دیتا چنانچہ حکم قرآن میں یکلف کی (ی) صیغہ مضارع سے تعلق رکھتی ہے اور گذشتہ حال اور آئندہ تینوں زمانوں پر حاوی لہٰذا اس روسے قواعد مذکورہ کے تحت معنی یہ ہوئے کہ نہ زمانہ گذشتہ میں خدا نے اپنے بندوں کو ان کی وسعت سے بڑھ کر تکلیف دی اور نہ اب زمانہ موجودہ میں دیتا ہے نہ دور آئندہ میں تا ختم نسل آدم کسی بنی نوع انسان اور خلقت کو اس کی برداشت سے بڑھ کر تکلیف دیگا۔

پریشانی خیال

(۵) خیالات کا پراگندہ ہونا انسان کی تکلیفوں میں ہمیشہ زیادتی کرتا رہتا ہے اس لئے فریضہ بشریہ ہے کہ وہ اپنے تصورات میں تخیل کے تضاد کو جمع ہونے دے اور اپنی عمر کے عزیز اوقات کو مزخرافات کے سمندر میں غوطہ نہ لگانے دے کہ اسی سے اس کی دو روزہ زندگی کے گزرنے والے چند لمحہ اطمینان قلب کے ساتھ بسر ہوسکیں گے ورنہ خیریت۔

محبت وطن

محبت وطن انسان کیلئے ایک ایسی لازمی شے ہے جو اپنی اہمیت میں مذہب کے ایک جز کی حیثیت رکھتی ہے مذہب کے نام سے گھبرانے والے اسے شبات فطرت کا ایک حصہ کہتے اور سمجھتے ہیں خیر جو بھی ہو مفہوم و مطلب تو ایک ہی ہوا کسی مفہوم کے ساتھ سہی اس کے ارکان کی پابجائی ہر عقل رکھنے والے آدمی پر اسی طرح فرض ہے جس طرح کہ ماں باپ بہن اور بھائی کے حقوق اس کے ذمہ ہوتے ہیں ملکیت کے جذبات حقیقت یہ کہ اپنے اندر عجیب و غریب منافع کو پوشیدہ رکھتے ہیں جن کی گنتی کرنا گو کہ ناممکن نہیں لیکن بسبب ضروریات و حوائج چند در چند و عدیم الفرصتی مشکل ضرور ہیں۔

تربیت اولاد

(۷) جہاں تک بھی دیکھا گیا اور دیکھا جا رہا ہے بیشتر ماں باپ اپنے بچوں کی اوائل عمری سے ان کے متعلق کچھ ایسی لاپرواہی کیا کرتے ہیں کہ جنھیں دنیا کی تنقیدی نظریں ہر وقت نہایت بری طرح دیکھا کرتی ہیں لیکن وہ اسے محبت کے نام سے موسوم کیا کرتے ہیں مگر وہ اس کو مطلق نہیں سمجھا چاہتے کہ ان کی یہ ناجائز مراعات آگے چل کر انھیں کے پارہ ہائے جگر کے لئے نقصان دہ ثابت ہوں گی جن کی وہ ہمیشہ اچھائی کے خواہاں رہا کرتے ہیں ایسی الفت اندھی محبت کہی جائے تو نہایت اچھا ہوگا کیونکہ اسی محبت کے تحت اپنے خوردوں کے لئے بزرگوں سے بیشتر ایسی حرکتیں بھی ظاہر ہو جایا کرتی ہیں جو ان کی آئندہ زندگی کے لئے ان کے اخلاق و معاشرت وغیرہ پر نہایت ہی برا اثر ڈالنے والی ثابت ہو جاتی ہیں۔ اصاحبان اولاد کو چاہیئے کہ اپنے فرائض تعلیم و تدریس کی ادائی کے ساتھ ہی ساتھ ان کے علمی تجربات کے زیادتی کے اسباب بھی ہر وقت بہم پہونچاتے رہیں تاکہ ان کی آئندہ زندگی حسب منشا ان کے بزرگوں کے نہایت کامیاب ثابت ہو چنانچہ حالات موجودہ و ماحول کائنات کے لحاظ سے یہ ایک اہم اور لازم العمل شئی ہے۔

ارتقائے تمدن

(۸) یوں تو دنیائے تمدن ابتدائے خلقت ہی سے آباد نظر آتی ہے جس کا ٹھیک ٹھیک پتہ کائنات کی موجودہ تاریخوں کے سنہری صفحات کے روپہلی اندراجات

بتاتے چلے جاتے ہیں لیکن ہر صدی اور ہر قرن کے تغیر و تبدل میں ہر زمانہ کی صورت حال کے لحاظ سے ان میں ایک نمایاں شناخت پیدا ہوگی اس کی وجہ یہ ہے کہ دنیائے حیات کی کشتی چلانے والے انسان جنھیں آج کی مروج زبان میں عام اصطلاح کے لحاظ سے مدبر و مفکر یا سیاسی فلسفی کہا جاتا ہے یکے بعد دیگرے مختلف العقل مختلف الخیال اور مختلف المذاق پیدا ہوتے رہے اور اس قسم کا اختلاف ماحول موجودہ کے لحاظ سے مناسب تھا جو آپس میں سطحی نظر کرنے والوں کے خیال کے تحت مختلف دکھائی دیتے ہیں مگر دور اندیش نظریں انھیں جدا جدا نوعیت کے پردہ میں نہیں دیکھا چاہتیں یہ مثال بعینہ اسی طرح کی ہے جیسا آج اور اس سے پہلے بھی پیامبران خدا کی تعلیم کا آپس میں عام طور پر اختلاف سمجھا جاتا ہے حالانکہ حقیقت حال اس سے بالکل پرے ہے اور کلی مفہوم سے ان میں کسی قسم کا ذرہ برابر بھی اختلاف اور عکس ثابت نہیں ہوتا اسی لئے بلا لحاظ مذہب و ملت مخلوقات کے اکیلے پیدا کرنے والے نے حکم عام نافذ فرمایا کہ جن لوگوں نے میرے بھیجے ہوئے نبیوں پر ایمان رکھا وہی سچے ہیں اس سے ظاہر ہوا کہ جو اس کے برعکس ہو وہ سچا نہیں کہلا سکتا ۔

مروت

(۹) دنیا میں تمدن کے قایم اور مستحکم ہونے کے لئے جن اسباب کی ضرورت ہے اس سے غالباً اس سرزمین کی آبادی کا ہر اہل عقل بخوبی واقف ہوگا ابتدائی حالات کے مطالعہ سے تاریخیں یہ بتاتی ہیں کہ تمدن کے قیام کا ہم جیسے انسان نما حیوانوں کے درمیان ظاہر ہو جانا ماحول موجودہ کے مدنظر کسی طرح بھی ممکن نہ تھا کیونکہ ہمیں آپس میں اتحاد پیدا کرنے کے طریقے نہ آتے تھے ہم اپنی آبائی نسلوں کے ابتدائی دور میں وحشیوں سے کسی طرح اطوار میں کم نہ تھے جیسا کہ عربوں کی جاہلیت کی تاریخ سے ظاہر ہوتا ہے اس لئے چاہئے کہ اس حالت سے پرہیز کیا جائے جسے عالمگیر زبانیں غصہ کی لفظ سے تعبیر کرتی ہیں غصہ ایک ایسی چیز ہے جو اپنی مروت کو قلوب سے کھینچکر حرف غلط کی طرح مٹا دیتا ہے اور مروت ایسی مبارک شے ہے جو جدا جدا قلوب کو ایک جگہ پیوند کرکے اتفاق ۔ قوت ۔ اور ریاست کو قایم کرکے اونھیں مستحکم و مضبوط بناتی ہے ۔

اتحاد

ہر شخص اس کو نہایت اچھی طرح سمجھ سکتا ہے کیونکہ خداوند علی اعلیٰ نے اوسے سب کی طرح عقل سلیم عطا کی ہے کہ بنی نوع انسان آپس میں اتحاد کو قایم رکھنے سے اپنی یک جہتی کے تحت اپنی زندگی کی منزلوں کو نہایت آسانی سے کاٹ سکتے ہیں اتحاد کا مفہوم یہ ہے کہ دنیا کے رہنے بسنے والی خلقت آپس میں ایسی ہمدردی سے پیش آتے ہیں کہ ہزار لاکھ کروڑ بلکہ اس سے زیادہ جانیں ایک قالب میں سمائی ہوئی ثابت ہو جائیں اور تخیلات میں اختلاف ظاہر نہ ہو جس سے وہ اپنی زندگی کی کشتی کو نہایت آسانی کے ساتھ کائنات کے اس بھنور سے پار لے جا سکیں چنانچہ اتحاد کا اصل مفہوم یہی ہے

علم شی

(۱۱) ہر شی اور اس کی حقیقت پر تحقیقات کی نظر ڈالنا انسان کی تحصیل علم کی ضرورتوں میں سے ہے ۔

پردہ

پردہ کرنا طبقہ نسواں کی ایک اعلیٰ صفت ہے یہ نسوانیت کو ظاہر ہونے والی بہت ساری برائیوں سے محفوظ رکھتا ہے قرآن میں اس کا حکم یوں لکھا ہے اے نبی کہدے اپنی امت کی عورتوں سے کہ نامحرم پر نظر ڈالنے سے اپنی آنکھوں کو بچائیں ۔

دلچسپ افسانہ

رجنی

از جناب آمر جانٹ اخبار گوروگھنٹال ہفتہ وار لاہور

میرے احباب اکثر شکایت کرتے ہیں کہ میں ان کی دعوتوں میں شریک نہیں ہوتا اور نہ انھیں میں مدعو کرتا ہوں مگر ان کی یہ شکایت بالکل بیجا ہے میں ان کی دعوتوں میں شریک نہیں ہوتا یہ درست ہے لیکن اس میں میرا کیا قصور احباب کی دعوتیں تو دور اس دنیا میں میرے لئے کہیں بھی دلکشی باقی نہیں رہی رہا سوال انھیں اپنے ہاں مدعو کرنے کا...... سو کہاں مدعو کروں اور کیسے مدعو کروں میں خانماں برباد ہوں۔

مجھے اس حقیقت سے انکار نہیں کہ میں بھی کبھی ہنسا کرتا تھا وہ دن تھے کہ میرے احباب مجھے بلبل ہزار داستاں کہا کرتے تھے ایک منٹ کے لئے خاموش رہنا بھی میرے لئے دشوار تھا گھنٹوں خود ہنستا اور دوسروں کو ہنساتا مگر وہ دن...... چلے گئے...... ہمیشہ کے لئے اور اب ان کے واپس آنے کی کوئی امید نہیں

پہیلیاں بجھانے سے کیا فائدہ میں آپ کو اپنی داستان غم سناتا ہوں اس لئے نہیں کہ میرے دل کا بار اس سے کچھ ہلکا ہو جائے بلکہ اس لئے کہ آپ میری فطرت میں اچانک آجانے والے انقلاب کی وجہ معلوم کر سکیں اور اس کے ساتھ ہی یہ کہ میرے احباب کے شکایات کہاں تک بجا ہیں آپ جانتے ہیں بُرا وقت ہر ایک کو پاگل بنا دیتا ہے۔

اس روز دیوالی تھی ہمارے مکان کی چھت اور باہر چبوترے پر دیوؤں اور موم بتیوں کی قطاریں لگی ہوئی تھیں بہن دیویوں میں تیل اور بتیاں ڈال رہی تھی اور چھوٹا بھائی دیا سلائی کا بکس ہاتھ میں لئے نہایت بیتابی سے اندھیرا ہونے کا انتظار کر رہا تھا۔

میرے دوست پریم کے ہاں دیوالی کی تقریب کے سلسلہ میں دعوت تھی مجھے بھی مدعو کیا گیا تھا لیکن اس فرمائش کے ساتھ کہ احباب کی تفریح کے لئے کوئی تازہ چیز لکھ کر لاؤں چنانچہ دیوالی کی مسرتوں پہ احباب کی مسرتوں کو ترجیح دیتا ہوا...... تمام شور و شغب سے دور اپنے کمرہ میں بیٹھا میں محو فکر تھا۔

کچھ شعر کہہ چکے تھے مقطع زیر غور تھا کہ چیخنے چلانے کی آواز نے سلسلہ خیالات کو توڑ دیا میں مرگئی ......
آگ ...... آگ ...... کی پے درپے آوازوں کے ساتھ چند مردوں کی بھونڈی آوازیں سنائی دیں اور اس کے علاوہ بھاری قدموں کے ادھر ادھر پڑنے کی مسلسل آوازیں آئیں۔

کاغذ پنسل پھینک میں تیزی سے باہر نکلا ہمارے مکان کے عین سامنے لوگ جمع تھے اور ان کے درمیان ایک تیرہ سالہ دوشیزہ لڑکی کے سر کا دوپٹہ دھڑا دھڑ جل رہا تھا اور عالم پریشانی میں وہ ادھر ادھر دوڑتی پھر رہی تھی۔ ہمارے محلہ کے ایک پنڈت صاحب ایک ہاتھ میں اپنی دھوتی سنبھالے دوسرے میں ایک لمبا سا بانس لیے لڑکی کے سر سے دوپٹہ اتارنے کی کوشش کر رہے تھے ایک اور صاحب کافی فاصلہ پہ پانی کی بالٹی رکھے لوٹے بھر بھر کے اس پر ڈال رہے تھے مگر بدقسمتی سے ایک بوند بھی لڑکی تک نہ پہنچتی تھی اور باقی ...... باقی تمام تماشہ بین تھے پنڈت صاحب اور بالٹی والے حضرت کو طریقے سمجھانا ان کا کام تھا۔

ان سب کا رویہ میرے لئے انتہائی حیرت کا سبب تھا کوشش کے باوجود میں سمجھ سکا کہ یہ لوگ لڑکی سے دور رہنے کی کوشش کیوں کر رہے ہیں مگر سوچنے کا وقت نہ تھا چبوترہ پھاند کر میں لوگوں کی بھیڑ کو چیرتا ہوا لڑکی کے قریب پہونچا اور دونوں ہاتھوں سے اس کا جلتا ہوا دوپٹہ کھینچ کر زمین پر پھینک دیا۔

لڑکی کی قمیص کا کچھ حصہ جل رہا تھا اسے میں نے دونوں ہاتھوں سے مسل کر بجھا دیا پھر اس کا بازو پکڑ کر میں اسے اپنے مکان پر لے گیا والدہ کا ایک دوپٹہ اور قمیص اسے دی اور وہ آنکھوں ہی آنکھوں میں شکریہ ادا کر کے گھر چلی گئی اس کا نام تھا ...... رجنی

وہ ہمارے پڑوس میں بسنے والے بوڑھے رام داسیہ بھولو کی بیٹی تھی اور غالباً رام داسیہ کی بیٹی ہونا ہی ایسا گناہ تھا جس کی وجہ سے اسے اتنی دیر جلنے دیا گیا۔ بھولو کی بیٹی رجنی حسین، معصوم اور نیک سیرت تھی۔

عشق اگر گناہ ہے تو میں اعتراف گناہ کرتا ہوں میں نے رجنی کے جلتے ہوئے کپڑے بجھائے اور اسے جلنے سے بچایا مگر وہ تمام کی تمام آگ میرے دل میں آگئی اور میں رات دن پریم کی خوشگوار آگ میں جلنے لگا۔ میں جل رہا تھا اور خوش تھا کہ جل رہا ہوں میرے دل میں آگ تھی اور اس کا احساس میری انتہائی مسرت کا باعث تھا ...... رجنی سے مجھے محبت تھی پریم تھا اور عشق تھا۔

رجنی میرے دل کی آگ سے بے خبر نہ تھی اسے بھی مجھ سے محبت تھی اور میرے اپنے اندازہ سے کہیں زیادہ میں اب اکثر بھولو کے پاس جا کر بیٹھتا۔ رجنی نے اسے بتا دیا تھا کہ کس طرح میں نے اس کی جان بچائی چنانچہ وہ میری بہت عزت کرنے لگ گیا تھا جب میں اس کے ہاں جاتا تو ایک ٹوٹا اسٹول وہ میرے بیٹھنے کے لئے کھڑکی کے پاس رکھ دیتا رجنی مجھے پنکھا کرنے لگتی اور بوڑھا اپنی زندگی کے دلچسپ واقعات سنانے لگتا گھنٹہ دو گھنٹہ گپ شپ اڑتی اور پھر میں بمشکل تمام رجنی سے اجازت لے کر واپس گھر آتا کہنے کو تو رجنی ایک جاہل رام داسیہ کی لڑکی تھی مگر تھی حد درجہ کی خوبصورت اور قابل۔ اس طرح باتیں کرتی گویا کسی مہذب گھرانے کی چشم و چراغ ہے وہ پڑھی لکھی نہ تھی ...... نہ سہی ......
اس کی باتیں سن کر کوئی اسے ان پڑھ نہ کہہ سکتا تھا آج کل کی فیشن پرست عورتوں کی طرح قسم قسم کے بال بنانے نہ آتے تھے مگر اس کا حسن بناؤ سنگار نہ ہوتے ہوئے بھی حسن بے مثال تھا۔

جن دنوں کا یہ ذکر ہے میں تعلیم پاتا تھا کالج کی زندگی خرچیلی زندگی ہوتی ہے مگر اب میں بھی اسے حد درجہ

کا سادہ نیا نے لگ گیا تھا جو کچھ مجھے ملتا وہ سب اس کے سپرد کر دیتا ہے۔ رجنی مجھے اکثر منع کرتی۔ مگر میں کہہ دیتا۔ رجو! میں عیش کروں اور تم تکلیف میں رہو یہ مناسب نہیں۔

اور رجنی کہتی آپ کو میری تکلیف کا اسقدر خیال کیوں رہتا ہے؟

میں جواب دیتا۔ اس لیے کہ تم خوبصورت ہو..... اور شرمیلی رجنی اپنے ہاتھوں سے میرا منہ بند کر دیتی پھر کہتی۔ دیکھو! مجھے یہ خوشامد کی باتیں اچھی نہیں لگتیں۔

رفتہ رفتہ میں دوست احباب۔ ماں باپ بہن بھائی غرض کہ تمام دنیا سے بے نیاز ہو گیا میری نظروں میں رجنی کا دوسرا نام دنیا تھا۔ وہاں فی الحقیقت وہ میری دنیا تھی میری دنیا اس سے وابستہ تھی۔

عشق اور مشک چھپائے نہیں چھپ سکتا۔ یہ بات بالکل سچ ہے میری محبت بھی آخر رنگ لائی محلہ بھر میں چرچا ہونے لگا جہاں دو آدمی بیٹھتے ہماری ذکر ہوتا۔ جہاں چار عورتیں بیٹھتیں ہماری محبت پر تبصرہ کرنے لگتیں۔ ایک کہتی گھور کلجگ آگیا۔ برہمن کا لڑکا اور اچھوت کی لڑکی کے پیچھے پیچھے مارا مارا پھرے۔ دوسری کہنے لگی کالج کی پڑھائی لڑکوں کو بے شرم بنا دیتی ہے دیکھا نہیں تھا پاربتی پرسوں دونوں کس طرح کھڑے باتیں کر رہے تھے بات اڑتی اڑتی آخر ہمارے دونوں کے گھر بھی جا پہنچی ہونے تو خیر اس کان سنی اس کان اڑا دی مگر میرے گھر اس کا خاص چرچا شروع ہوا اور ہفتہ عشرہ کی بحث اور تبادلہ خیالات کے بعد آخر والد اور والدہ اس نتیجہ پر پہنچے کہ لڑکے کی شادی علیحدہ جلد کر دینا چاہیے۔

والدین کے فیصلہ کا مجھے بھی کسی نہ کسی طرح علم ہو گیا اور اس کے ساتھ ہی پاؤں تلے کی مٹی نکل گئی میں نے کیا سوچا اور کیا ہو گیا۔ رجنی کو چھوڑنا میرے لئے ناممکن تھا اور ادھر والدین کے حدود کی حکم کی بھی جرات نہ تھی بہت سوچ بچار کے بعد آخر میں نے دلی منشا کا والدہ پر اظہار کر دینا مناسب خیال کیا اور موقع کی تلاش میں رہنے لگا۔

دسہرہ کا دن تھا والدہ اس روز غیر معمولی طریق پر خوش تھی میں نے موقع غنیمت جانا جرات کر کے بولا پتا جی نے میری شادی کے متعلق آپ سے کچھ ذکر کیا تھا۔

"ہاں" والدہ نے کہا۔

مگر میں شادی کرنا نہیں چاہتا میں نے دل کڑا کر کے کہا میں اس گفتگو کو اظہار تمنا کا سلسلہ بنانا چاہتا تھا مگر یہ سلسلہ یہیں کا یہیں ختم ہو گیا۔ میں شادی کرنا نہیں چاہتا کیوں کہ چاروں کی لڑکیوں کے پیچھے پھر کے طبیعت بھری نہیں ابھی۔ وہاں بیٹھنا یا بات بڑھانا بے سود جان کر میں باہر نکل گیا۔

آخر وہ بدبخت دن بھی آگیا جس دن کا کھٹکا تھا اور خدشہ تھا ہمارے مکان کے آگے باجوں کا شور تھا چاروں طرف مسرت کے شادیانے بج رہے تھے کوئی مبارکباد دے رہا تھا کوئی شگن کے معاملہ پر محو اصرار تھا والدہ کے زمیں پر پاؤں نہ پڑتے تھے مسرت سے اڑی پھرتی تھی جو بھی تھا مسرور تھا مگر ایک میں تھا کہ ایک کمرہ میں خاموش سر جھکائے بیٹھا پریم اور دیگر احباب ٹھٹول کر رہے تھے مگر مجھے کچھ خبر نہ تھی میں سوچ رہا تھا رجنی کا کیا حشر ہوگا۔

برات کی روانگی سے دو گھنٹہ قبل ذرا ادھر ادھر ہوئے میں موقع کی تلاش میں تھا آنکھ بچا کر باہر نکلا اور رجنی کے گھر کی طرف بھاگا جیسے پروانہ شمع کی طرف یا بلبل گل کی جانب۔

رجنی دروازہ پر کھڑی حسرت ناک نگاہوں سے میرے مکان کی طرف دیکھ رہی تھی مجھے باہر نکلتے دیکھ کر مکان

میں چلی گئی میں اس کے پیچھے تھا لبوں پر ہلکی سی مسکراہٹ پیدا کر کے اس نے کہا مبارک ہو امرجی مبارک ہو میں نے اس کے الفاظ دہراتے ہوئے کہا یوں جلاتی ہو رجنی ...... اور میری آنکھوں سے ٹپ ٹپ آنسو گرنے لگے اور آگے کچھ نہ کہہ سکا

رجنی نے اپنے دامن سے میرے آنسو پونچھے بولی دیکھو تمہیں میری قسم ہے اگر اب آنکھوں سے آنسو نکالو شگون کا وقت ہے۔ ہم آدھ گھنٹے کے قریب باتیں کرتے رہے رجنی کا دل رو رہا تھا میں اس بات کو سمجھتا ہوں مگر اس نے آنکھوں سے ایک آنسو بھی نہ نکلنے دیا چلتے وقت ایک سیاہ رنگ کی انگوٹھی مجھے دے کر بولی اسے اپنے پاس رکھو کبھی کبھی یاد کر لینا کہ رجنی بھی کوئی تھی۔

"رجنی بھی کوئی تھی" اے کاش اس وقت میں ان الفاظ کا مطلب سمجھ جاتا۔

شادی ہو گئی اور برات واپس اپنی مکان پر پہنچنے کے تین گھنٹے بعد تک مختلف رسومات کی زنجیروں میں جکڑا رہا خدا خدا کر کے یہ نامعقول سلسلہ ختم ہوا اور میں پیشاب کے بہانے باہر نکلا آج وہی سماں تھا جابجا دیئے روشن تھے ...... وہی ویرانی جس نے مجھے رجنی سے ملایا تھا ...... آج رجنی کے مکان پر تالا لگا ہوا تھا۔

میرا ماتھا ٹھنکا کسی سے سوال کرنے والا تھا کہ بھولو سامنے سے آتا نظر آیا۔ دھڑکتے ہوئے دل کے ساتھ میں اس کی طرف بڑھا بھولو نے مجھے دیکھا اور بچوں کی طرح روتا ہوا مجھ سے لپٹ گیا سسکیوں کے درمیان بولا تمہاری رجنی چل بسی بیٹا، جس روز تمہاری بارات چڑھی اس سے اگلے روز ہی اس نے کچھ کھا لیا تھا میرے کلیجہ میں کسی نے گھونسا مار دیا۔ سر چکرانے لگا۔ بوڑھے کو جھنجھوڑتے ہوئے میں نے کہا "مر گئی"... رجنی مر گئی —— یہ تم کیا کہہ رہے ہو بولو

اور اب میں بھولو کے پاس رہتا ہوں سوسائٹی نے رجنی کو برہمنی نہیں بننے دیا مگر مجھے اچھوت بننے سے نہیں روکا سوسائٹی مجھے پاگل اور ...... خبطی کہتی ہے یہ ہے میری داستان

امر امرتسری

سچی محبت

دلچسپ افسانہ

از جناب ایم۔ این جوشی امرتسری

سرلا نے بہت کوشش کی کہ اپنے خاوند مسٹر پال سے طلاق حاصل کرکے مسٹر میڈرتھ سے شادی کرے جس سے وہ بچپن سے محبت کرتی رہی ہے اگر اس کے بس میں ہوتا تو مسٹر میڈرتھ کے سوا کسی سے شادی نہ کرتی مگر اس کے والدین نے اس کے جذبات کی پرواہ نہ کرتے ہوئے اس کی شادی محض اس وجہ سے مسٹر پال سے کردی کہ وہ دولتمند ہے اور سرلا اس کے ساتھ عیش و عشرت کی زندگی بسر کریگی۔ یہ درست ہے کہ سرلا کو دولت و حشمت حاصل تھی۔ عالیشان کوٹھی میں خادماؤں اور لونڈیوں کی کوئی کمی نہ تھی غرض کہ ہر طرح کا آرام و آسایش حاصل تھا مگر میڈرتھ کے بغیر اُسے یہ تمام چیزیں ہیچ معلوم ہوتی تھیں وہ اس کے لئے بیقرار تھی اور تین سال اس نے اس بیقراری میں کاٹ دئے۔

مسٹر پال سرلا کو دل و جان سے چاہتا تھا اسے معلوم نہ تھا کہ اس کی بیوی کے دل میں کسی اور نوجوان کی محبت ہے بعد میں چلکر جب اُسے علم ہوگیا تو اسے بہت تعجب ہوا اس نے سرلا کے لئے بہت قربانی کی اسے خوش رکھنے کے لئے بیشمار روپیہ خرچ کیا گیا وہ اس قدر بیوفا نکلیگی یہ اسے معلوم نہ تھا اُس نے کہدیا کہ اگر سرلا نے اس کے ساتھ بیوفائی کی ہے تو میں کبھی اسے معاف نہ کرونگا اسے رہ رہ کر سرلا کی بیوفائی پر غصہ آتا تھا کبھی افسوس ہوتا تھا آخر اُس نے فیصلہ کیا کہ اُسے اب ایسی جگہ بھیجنا چاہیے کہ جہاں یہ مسٹر میڈرتھ سے ملنا تو درکنار اس کی شکل بھی نہ دیکھ سکے۔

سرلا کو معلوم ہوگیا کہ اس کا خاوند مسٹر پال اس کو شک و شبہ کی نظر سے دیکھتا ہے اور چند روز اسے کسی دوسرے مقام پر بھجانا چاہتا ہے سرلا کے دل میں خواہش پیدا ہوئی کہ شرم و حیا کو بالائے طاق رکھکر مسٹر میڈرتھ کی محبت

کا قصہ مسٹر پال پر ظاہر کردے مگر وہ جانتی تھی کہ پال اسے آسانی سے طلاق نہ دیگا۔ اور ساتھ ہی اسے مسٹر میڈرتھ کی عزت کا خیال تھا۔ تمام ضروری امور پر غور کرکے اس نے مسٹر میڈرتھ کو اپنے پاس بلایا اور ساری داستان اسے کہہ سنائی اور کہا کہ شاید اب ہم ایک دوسرے کو نہ مل سکیں۔

اگر خدا کو بھی منظور ہے تو .... مگر میری ایک خواہش ہے کہ آج شام کو اس کوئیں پر جہاں محبت کے نغمے گائے جاتے تھے اور جہاں پریم کا جھولا جھلایا جاتا تھا آخری ملاپ ہو" مسٹر میڈرتھ نے کہا سرلا اس کی آخری خواہش کو نامنظور نہ کرسکی۔

شہر کے باہر جنوب کی جانب ایک خوبصورت باغ تھا جس کے درمیان میں ایک خوبصورت کنواں تھا شام کو دونوں عاشق و معشوق وہاں آئے اور گلے مل کر اپنے دکھڑے روئے اور بہت دیر تک بیٹھ کر باتیں کرتے رہے سرلا پھولوں کو چوم چوم کر مسٹر میڈرتھ کے اوپر پھینکتی ہوئی اس کے پیچھے چلی دونو گھر واپس آنے کے لئے موٹر میں بیٹھ گئے سرلا نے موٹر اسٹارٹ کی۔ یکایک مسٹر میڈرتھ بے اختیار ہو کر سرلا سے لپٹ گیا اور کہنے لگا۔ سرلا میری پیاری سرلا میں تم کو نہیں چھوڑ سکتا۔ مجھے ہلاک کردو مار دو مگر مجھے چھوڑ کر نہ جاؤ اب سرلا بھی بے اختیار ہو کر میڈرتھ سے لپٹ گئی۔ بیخودی میں موٹر کا ہینڈل ہاتھ سے چھوٹ گیا موٹر ایک سامنے آنے والی موٹر سے ٹکرائی اور دونوں الٹ گئیں لیکن سرلا اور میڈرتھ میں سے کسی کو بھی چوٹ نہ آئی صرف مسٹر میڈرتھ کے ہاتھ پر تھوڑی سی خراش آئی۔

سرلا اٹھی اور کپڑوں کو پونچھتی ہوئی دوسری موٹر کی طرف اس غرض سے گئی کہ معلوم کرے کہ اس موٹر میں کون سوار تھا اور اس کا کیا حشر ہوا۔ اس نے دیکھا جو شخص اس موٹر میں سوار تھا وہ بری طرح زخمی ہوا تھا وہ سوائے مسٹر پال کے اور کوئی نہ تھا وہ ابھی تک بیہوش پڑا تھا سرلا نے اس کا سر اپنے زانو پر رکھ لیا مسٹر میڈرتھ بھی دوڑ کر وہاں آیا۔ اس سے خوشی ہوئی کہ اس کا رقیب مر رہا ہے مگر فرض انسانی سمجھ کر دونوں نے اسے اٹھایا اور اپنی موٹر میں لٹایا میڈرتھ نے چند قطرہ برانڈی کے مسٹر پال کے منہ میں ٹپکائے اس نے آنکھیں کھولدیں اور پھر یہ کہتے ہوئے آنکھیں بند کرلیں۔

سرلا .... میں مر رہا ہوں .... تمہیں اجازت دیتا ہوں .... کہ مسٹر ... میڈرتھ سے .... شادی .... کرلو۔ یہ سن کر سرلا کی رگوں میں محبت کا خون جوش زن ہوا۔ بولی پیارے خاوند میں گنہگار ہوں ایک طرف سے تمہاری قاتل بھی۔ یہ کہہ کر وہ چپ ہوگئی اور تھوڑی دیر کے لئے خاموشی چھاگئی آخر مسٹر پال نے مہر سکوت کو توڑا اور بولا " پیاری سرلا تم میرے قاتل نہیں بلکہ میں نے تم دونوں کو ہلاک کرنے کے لئے تمہاری موٹر سے ٹکر لگائی تھی اس کے لئے میں سخت شرمندہ ہوں اور پھر تم کو اجازت دیتا ہوں کہ مسٹر میڈرتھ سے شادی کرلو۔ یہ کہہ کر مسٹر پال راہی ملک عدم ہوا۔ سچی محبت تھی جس کی وجہ سے طالب و مطلوب دونوں آخر آپس میں مل گئے۔

ایم۔ این جوشی



سید الا اخبار (مجتہزادہ)

آپ کے تعاون کی [illegible]
حلقہ اثر نہایت وسیع اور آپ کی شہرت [illegible]
ہے آپ کے حالات جنتری ھذا کے صفحہ [illegible]
پر تفصیل سے درج ھیں آپ کا سن مبارک نود
سال سے کم اور سو سال سے زیادہ نہیں ھے۔
چشم بدور آپ کے قوائے جسانی اچھے اچھے
جوانوں سے بھی کہیں طاقتور ھیں۔ میلوں
پیدل چلنے سے نہیں تھکتے اور گھنٹوں محنت
کرنے سے پیچھے نہیں ھٹتے۔ محنت جسانی کے
ساتھ ساتھ آپ کی دماغی محنت بھی لایق صد
ستایش ھے۔ صاحب معزصوم وصلواۃ اورشرع
مبین کے سختی سے پابند، ملکی رواج کے دلدادہ
ھیں۔ مستقبل قریب میں آپ ھندوستان آنیوالے ھیں۔ (صمصام شیرازی)



سید لطف علی الماس

آپ مولوی سید فیاض حسین صاحب مقطعہ دار کے
فرزند اکبر، ایک تعلیم یافتہ ملکی، شریف الخاندان
نوجوان اور ادارہ مشیر عالم جنتری کے مہتمم
ھیں۔ اپنے مفوضہ خدمات کو خوش اسلوبی
سے انجام دینے کا بہترین طریقہ جانتے ھیں ادرہ
کے ھوشیار اور کارگذار افراد سے اور صمصام
شیرازی کے معتمہ عالیہ ھیں ملکی صحافتی
خدمات کے انجام دھی کا ذوق رکھتے ھیں جو
جوھر فرض شناسی آپ میں ھے وہ سب سے زیادہ
قابل قدر ھے۔ (صمصام شیرازی)

Photos Printed at the Hyderabad Printing Works.

انجام عشق

(ایک ایکٹ کا ڈراما)

از جناب لطیف الرحمٰن صاحب بی۔ اے ایل ایل بی

(صبح سے ہلکی ہلکی بارش ہو رہی ہے موسم کی خرابی اور دن بھر کی دماغی کوفت سے گھبرا کر آپ شام کے وقت ایک مشہور تھیٹر میں داخل ہوتے ہیں آپ کو یقین ہے کہ تماشے میں کوئی نہ کوئی ایسی دلچسپی ضرور ہو گی جس سے طبیعت کی پژمردگی دور ہو سکے۔

افراد

ڈاکٹر نیئر .... ایک مشہور مصنف
ثریا .. .. ڈاکٹر نیئر کی بیوی
رشید .... ایک نوجوان مرد
قادرا .... ایک بوڑھا نوکر

پہلا ایکٹ

(سین۔ لاہور سے کچھ دور راوی کے کنارے ایک تنہا مکان۔ ایک کمرے میں ڈاکٹر نیئر (چھوٹی چھوٹی تراشیدہ داڑھی۔ سیاہ رنگ کا لمبا کوٹ) کونے میں بیٹھے لکھنے میں مصروف ہیں۔ ثریا (ہلکے نیلے رنگ کی ساڑھی) انگیٹھی پر دھرے ہوئے پھولدانوں میں گلاب کے پھول رکھنے میں مشغول ہے)

ثریا (اپنے آپ) امید تو ہے کہ یہ میرے پھولوں کو ضرور دیکھیں گے۔ میں نے محض اس غلیظ کمرے کو سجانے کی خاطر اپنے ہاتھوں کو گلاب کے کانٹوں سے زخمی کر لیا ہے...... دیکھو تو سہی۔ آپ بیٹھے ہیں! لکھنے کے سوا ان کے لئے دنیا میں اور کوئی کام ہی نہیں۔ صبح سے شام تک اور شام سے صبح تک۔ چوبیس گھنٹے متواتر لکھنا۔ لکھنا لکھنا۔ اور بس...... اور...... اور یہ بھی اس حالت میں جب میری اداس روح خوشی اور محبت کے لئے بیتاب ہو رہی ہے.... کیا کہا میں نے؟ محبت نہیں نہیں محبت نہیں۔ میں تو صرف ان کی توجہ کی خواہشمند ہوں...... ننھے ننھے خوبصورت پھولو! مجھے افسوس ہے کہ میں تمہیں بلاوجہ قید کر کے یہاں لے آئی......

(ڈاکٹر نیر سے) ذرا دیکھئے تو (خاموشی) آپ نے سنا؟ ان پھولوں کو تو دیکھئے (خاموشی) اسٹیج کے اندر سے مردانہ آواز۔ ٹھہریئے آپ کے پھولوں کو میں دیکھتا ہوں

(رشید۔ ڈاڑھی مونچھ صاف۔ بادامی رنگ کا سوٹ۔ سر ننگا) داخل ہوتا ہے)

ثریا۔ رشید!

رشید۔ ثریا!

ثریا۔ (اپنے آپ) دراصل بات یہ ہے کہ عالم اسباب میں کوئی چیز بھی حیرت انگیز نہیں ہو سکتی۔ تہذیب کی پیدائش...... (گھڑی دیکھ کر) ثریا میرے لئے ذرا...... (مڑ کر دیکھتا ہے) رہا رشید...... مجھے تمہاری سخت ضرورت ہے۔

(ثریا چائے لانے کے لئے جاتی ہے)

(معاملہ صاف ہے۔ ڈاکٹر نیر کی بیوی کا عاشق ڈاکٹر نیر کا پرائیوٹ سکرٹری بھی ہے۔ نیر اور رشید کے درمیان دیر تک کسی مسئلہ پر بحث ہوتی ہے اس کے بعد نیر وفاداری پر ایک ایسی تقریر کرتا ہے۔ رشید گھبرا جاتا ہے)

(ثریا چائے لیکر داخل ہوتی ہے)

ثریا دریا میں پانی پھر زیادہ ہو رہا ہے۔ قادر کہتا ہے کہ کچھ دیر تک دریا کی وہی حالت ہو جائے گی جو پچھلے سال سیلاب کے ان ایام میں تھی جب کہ سکینہ ڈوب کر مر گئی تھی

(رشید اور زیادہ گھبراتا ہے)

نیر۔ رشید یہ ان ایام کا ذکر ہے جب تم ہمیں چھوڑ کر چلے گئے تھے۔

(ایک لمبا وقفہ گھڑی کی ٹک ٹک کے سوا۔ اسٹیج پر مکمل خاموشی۔ آپ کے دل میں شک پیدا ہونے لگتا ہے کہ پر امیٹر کی کتاب کہیں کھو گئی ہے)

رشید (آخر کار) ڈاکٹر صاحب مجھے یقین ہے کہ ان دنوں جو بری بھلی باتیں میری نسبت بیان کی جاتی تھیں آپ نے ہرگز ان پر اعتبار نہ کیا ہوگا۔

نیر۔ (چائے کی پیالی اٹھاتے ہوئے) ہرگز نہیں۔ دراصل بات یہ ہے کہ تمہارا اس معاملہ میں کچھ بھی قصور نہ تھا بلکہ میں تو یہ کہوں گا کہ اس لڑکی کا تمہیں چاہنا محض ایک اتفاق تھا۔

ثریا۔ مگر ایسے اتفاقیہ معاملے رات کے بارہ بجے کبھی پیش نہیں آیا کرتے۔

(اس جگہ پلاٹ کو ذرا سا پیچیدہ بنانا مقصود ہے ثریا کا اس فقرہ سے کیا مطلب ہے؟ کیا اسے رشید سے الفت ہے۔ یا وہ اسے نفرت کی نگاہوں سے دیکھتی ہے یا وہ محض سکینہ کے "قصہ" سے جلتی ہے؟)

نیر ثریا تم کس قدر بے معنی باتیں کرتی ہو میں حیران ہوں کہ تم دونوں آپس میں دوست کیوں نہیں بن سکتے (گھڑی دیکھتے ہوئے) اوہو ساڑھے پانچ ہو گئے۔ رشید تم میرے ساتھ چلو میں ذرا سیر کے لئے باہر جانا چاہتا ہوں...... اور ثریا تم؟ تم کیا کرو گی؟

ثریا میرے لئے گھر میں بہت سے کام ہیں (ڈاکٹر نیر اور رشید کمرے سے باہر چلے جاتے ہیں۔ ثریا

کھڑکی میں سے جھانکتی ہے۔ آپ صاف دیکھ سکتے ہیں کہ سڑک کے موڑ پر پہنچکر نیرؔ نہیں بلکہ رشید مڑ مڑ کر کھڑکی کی طرف دیکھتا ہے)

(بوڑھا قادرا انگیٹھی میں جلانے کے لئے کچھ لکڑیاں لیکر داخل ہوتا ہے)

قادرا ۔ دریا بہت زوروں پر ہے

ثریا ۔ خدا کرے کہ دریا کا پانی ہم سب کو بہا کر لیجائے

(اس جگہ پر تماشائیوں میں بہت سے لوگ ثریا کے اس فقرہ پر آمین کہنے کو تیار ہوں گے۔

قادرا ۔ بیگم صاحبہ آپ کو کیا ہو گیا ہے؟ خیر تو ہے؟

(یہاں ثریا دنیائے ناپائدار کی مصیبتوں اور زندگی کی گوناگوں تکلیفوں پر ایک طویل مگر بے معنی تقریر کرتی ہے)

قادرا ۔ (بیس منٹ کے بعد) ہاں ۔ میں کہتا ہوں ۔ دریا اب پھر زوروں پر ہے۔

ثریا ۔ سکینہ

(پردہ)

دوسرا ایکٹ

(سین ۔ وہی کمرہ ۔ ایک ہفتہ کے بعد ڈاکٹر نیرؔ اور ثریا علحدہ علحدہ دو لکھنے والی میزوں پر بیٹھے ہیں)

نیرؔ ۔ تم دونوں آپس میں لڑتے جھگڑتے رہتے ہو اس لئے میں نے تمہیں خوش کرنے کے لئے اسے رخصت کر دیا ہے ۔

ثریا ۔ آپ نے بہت اچھا کیا۔ مجھے امید ہے کہ اب زندگی کے دن آسانی سے گزار سکوں گی ۔

نیرؔ ۔ مگر جو کام وہ کیا کرتا تھا وہ اب تمہیں میرے لئے کرنے ہوں گے ۔

ثریا ۔ (آہ بھر کر) ہاں ہاں میں ضرور کیا کروں گی

(قادرا داخل ہوتا ہے)

قادرا ۔ حرارت کم ہو گئی ہے مگر دریا کا پانی بڑھ رہا ہے باہر بارش ہو رہی ہے ۔

ثریا ۔ (ڈاکٹر سے) دیکھئے (خاموشی)

ثریا ۔ میں کہتی ہوں مجھے تنہائی پر ایک مضمون لکھ دیجئے

نیرؔ ۔ اگر منطق کی رو سے اس پیچیدہ معاملہ کو غائر نظر .... تنہائی؟ ثریا کیا کہا تم نے

ثریا ۔ تنہائی نہیں .... جد ..... ا ..... ئی

نیرؔ ۔ جدائی؟ کس قدر عجیب بات!

ثریا ۔ اس میں تعجب کی کونسی بات ہے (اپنی تحریر کو فرش پر پھینکتے ہوئے) بالکل صاف اور سیدھا معاملہ ہے

(تماشائیوں میں سے "ہاتھی ہاتھی" اور "سیٹی بجائیے" کی آوازیں)

(ثریا کی آنکھوں میں آنسو بھر آتے ہیں۔ ڈاکٹر نیرؔ عینک لگا کر حیرانگی کی نگاہوں سے اسے دیکھتا ہے اس کے بعد کئی اور چھوٹی چھوٹی باتیں سین کو بیس پچیس منٹ لمبا کر دیتی ہیں۔ لیکن پردہ اگر یہیں گرا دیا جائے تو بہتر ہے)

(پردہ)

تیسرا ایکٹ

(وہی سین ۔ دو سال کے بعد ڈاکٹر نیرؔ آرام کرسی پر آنکھیں بند کئے بیٹھے ہوئے ہیں۔ ثریا میز پر بیٹھی ہے اس کے آگے چند کاغذ دھرے ہوئے ہیں ۔

ثریا ۔ (بے پروائی سے پڑھتی ہے) "اس سارے پیچیدہ مسئلے کا بیان ——"

نیرؔ ۔ مختصر بیان ——"

ثریا ۔ نہیں "مسئلہ کا بیان ——"

نیرؔ ۔ (چونک کر کھڑا ہو جاتا ہے اور ثریا کی طرف بڑھتا ہے) کیا کہا؟ صرف بیان! نہیں نہیں مختصر بیان ثریا مختصر بیان ۔ اس قسم کی چند اور باتیں کچھ دیر تک ہوتی رہتی ہیں ۔ جن کے تماشائی بہت جلد تنگ آجاتے ہیں مگر چونکہ یہ تیسرا ایکٹ ہے آپ کو

توقع ہے کہ اب کوئی نہ کوئی دلچسپ بات یا سنسنی خیز واقعہ رونما ہوگا۔ آپ کو مایوس نہیں ہونا چاہیئے۔)

(نیر گھڑی دیکھتا ہے اور حسب معمول سیر کے لئے باہر چلا جاتا ہے۔ قادرا سونے کے کمرے کی بتیاں لیکر داخل ہوتا ہے (آپ اس بات پر ضرور غور کریں گے کہ قادرا ایک کی بجائے دو بتیاں لایا ہے)

قادرا۔ دریا کا پانی آج پھر بڑھ رہا ہے بالکل اسی طرح جیسے آج سے دو سال پہلے بڑھا تھا اس سال جب ——

ثریا۔ جاؤ اپنا کام کرو۔

قادرا۔ لوگ کہتے ہیں کہ ——

ثریا۔ قادرا جاؤ۔ سنا نہیں؟

قادرا۔ لیکن لوگ جو کچھ کہتے ہیں وہ تو آپ سن لیں۔

(ثریا دونوں ہاتھوں سے اپنا چہرہ چھپا لیتی ہے قادرا باہر چلا جاتا ہے تھوڑی سی دیر کے بعد رشید کا چہرہ کھلی ہوئی کھڑکی میں نمودار ہوتا ہے)

رشید۔ ثریا۔

ثریا۔ (چونک کر) رشید!

رشید۔ آپ نے مجھے معاف کر دیا ہے یا نہیں؟

ثریا۔ ہاں ...... چونکہ تم واپس آگئے ہو

رشید۔ تو پھر مجھے اندر آنے کی اجازت ہے۔

ثریا۔ ہاں۔

(رشید کمرے کے اندر داخل ہوتا ہے ثریا کو امید ہے کہ وہ اس سے بڑے پیار اور تپاک سے ملیگا مگر وہ ثریا سے فاصلہ پر ہی کھڑا رہتا ہے)

ثریا۔ (نا امید ہو کر) تم واپس کیوں آگئے ہو؟

رشید۔ ثریا میں چاہتا ہوں کہ تم زینت سے باتیں کرو

ثریا۔ زینت کون ہے؟

رشید۔ میری بیوی۔

(کچھ دیر تک خاموشی۔ اس کے بعد ثریا دیوانوں کی طرح ہنستی ہے۔ تماشائیوں میں سے کوئی شخص اس کی ہنسی کی نقل اڑاتا ہے ڈاکٹر نیر داخل ہوتے ہیں۔

نیر۔ اوہو! رشید

رشید۔ جی ہاں میں ہوں (دونوں ہاتھ ملاتے ہیں) میں واپس آگیا ہوں اور اب میرا ارادہ ہے کہ آپ کی طرح میں بھی کچھ لکھا کروں اگر آپ کو میری مدد کی ضرورت

نیر۔ ہاں ہاں مجھے تمہاری سخت ضرورت ہے۔

رشید۔ اور میرا خیال ہے کہ شاید اب میرا یہاں قیام کرنا ثریا کو بھی ناگوار نہ ہوگا۔

(ثریا پھر دیوانہ وار ہنستی ہے اور پاگلوں کی طرح ہنستی ہوئی باہر چلی جاتی ہے)

رشید۔ ڈاکٹر صاحب میں چاہتا ہوں کہ یہاں مستقل طور پر رہائش اختیار کر لوں۔ آپ کے مکان کے عقب میں جو سفید زمین ہے میں نے اسے خرید لینے کا فیصلہ کر لیا ہے ...... شاید آپ نے سنا ہو کہ میری شادی ہو گئی ہے۔

نیر۔ اچھا! شادی کر چکے ہو؟ بہت خوب میں خوش ہوں کہ تم واپس آگئے ہو میرے خیال میں ثریا تمہارے چلے جانے کو ذرا ...... محسوس کرتی رہی ہے ... کچھ پیوگے؟

رشید۔ مگر امید ہے کہ اب سارا معاملہ ٹھیک ہو جائے گا

نیر میز سے بلوریں صراحی اٹھا کر دو گلاسوں میں رنگدار پانی بھرتا ہے دونوں اپنا اپنا گلاس اٹھاتے ہیں قادرا گھبرایا ہوا داخل ہوتا ہے)

قادرا۔ سکینہ کا بھوت دریا کی تیز طوفانی لہروں کے ساتھ ساتھ بہا جا رہا تھا اور اب جھاڑیوں میں جا چھپا ہے اس کا چہرہ چاندنی میں صاف نظر آ رہا ہے۔

(قادرا جلدی سے باہر نکل جاتا ہے رشید بھی دوڑ کر اس کے پیچھے ہو لیتا ہے)

نیر۔ سکینہ! ...... اور سکینہ کا بھوت! قادرا پاگل ہو گیا ہے ...... یا پھر کچھ پی گیا ہے بلکہ

میں تو یہ کہونگا کہ اس کا دماغ اور نظر دونوں اس قدر خراب ہوگئے ہیں کہ اب ان کا علاج تقریباً ناممکن ہے

(کچھ دیر تک خاموشی ___ آخر کار رشید داخل ہوتا ہے)

رشید۔ (چلاکر) ثریا۔ ثریا۔ میں کہتا ہوں ثریا۔ سکینہ نہیں بلکہ ثریا...... اور ...... میں نے اُسے مارا ہے ...... دونوں کو ...... سکینہ کو بھی اور ثریا کو بھی ....

نیئر۔ تمہارا کیا مطلب ہے ؟

رشید۔ میں ان دونوں کا قاتل ہوں

نیئر۔ تم !

(رشید اپنا سر ہلاتا ہے)

(نیئر میز کے دراز سے ایک پستول نکالتا ہے اور اسے رشید کی طرف بڑھاتا ہے ___

(شپاخہ)

اور پھر اس کی نال کو اپنی چھاتی پر رکھ لیتا ہے ___

(شپاخہ)

دونوں گر جاتے ہیں پردہ آہستہ آہستہ گرایا جاتا ہے)

(آپ جلدی سے اُٹھ کھڑے ہوتے ہیں اور باہر نکل کر ہلکی ہلکی بارش میں اطمینان کا سانس لیتے ہیں اور شاید آپ یہ بھی کہتے ہیں "خدا کا شکر ہے میں راوی کے کنارے نہیں رہتا" یا شکر ہے میں اس کمپنی کا ایکٹر نہیں ہوں")

(ماخوذ)

لطیف الرحمن

طبی معلومات

انگور کے فوائد

انگور جس طرح خوش ذائقہ اور لذیذ میوہ ہے اسیطرح وہ غذا کے طور پر بھی نہایت صحت بخش خوراک ہے ممالک یورپ میں بڑے عرصہ سے انگوری علاج کا رواج ہے وہاں کے اطبا اور حکما اپنے زیر علاج مریضوں کو انگور کے موسم میں ان اضلاع میں بھیجدیتے ہیں جہاں انگور کی پیداوار کثرت سے ہوتی ہے تاکہ مریض وہاں جاکر انگور کا تازہ تازہ عرق پی سکیں انگور کا عرق پینے کے علاوہ اور بہت سے خوش نما اور فرحت بخش طریقے انگور کو کھانے کے ہیں مثلاً انگور کا شربت بنا کر پیا جائے انگور کے سموسے بنا کر کھائے جائیں اور اس کا مجموعہ مرکب بنا کر کھایا جائے جس کو انگریزی زبان میں جیلی کہتے ہیں یا اگر ناشتہ کے وقت سب سے پہلے انگور کے تیکھے عرق کا ایک گلاس بھر کر پی لیا جائے تو یہ نہایت فرحت بخش چیز ہوتی ہے انگوروں کو اگر نارنگی کے عرق کے ساتھ کھایا جائے تو مفرح ہونے کے علاوہ اس سے بھوک بھی خوب لگتی ہے۔

سیب کے فوائد

سیب نہایت فرحت بخش اور لذیذ میوہ ہوتا ہے دل و دماغ جگر و معدہ کو قوت دیتا ہے روح حیوانی کو لطیف کرتا ہے مسکن حرارت ہے خفقان اختلاج کو مفید ہے بھوک بڑھاتا ہے جلد نزلہ لاتا ہے رنگ رخسار کو صاف کرتا ہے اس کا مربہ لذیذ اور مقوی ہے مذکورہ بالا خاصیتیں بزرگوں نے اپنے پرانے طریقے اور بڑی مدت کے بعد معلوم کی تھیں مگر آج کل کے ڈاکٹروں نے اپنے سائنٹفک طریقوں سے اس بے بہا میوہ کے بارہ میں جو معلوم کیا ہے اطبائے وطن کی ضیافت طبع کے لئے اس کا پیش کرنا بھی ضروری معلوم ہوتا ہے میڈیکل کونسل کی آخری تحقیقات سے واضح ہے کہ علاوہ دیگر کیمیات کے کچے سیب میں کاربوہائیڈریٹ (۲۰۰۰۱) اور پکے ہوئے میں (۲۰۴) کی مقدار سے موجود ہے غذائیت سے پُر ہے خوب ہضم ہوتا ہے بگڑے ہوئے ہاضمہ کو درست کرتا ہے رات کو سونے سے پہلے سیب کھانا صحت کو بڑھاتا ہے سوائے کیلے اور انجیر کے باقی تمام میوؤں سے زیادہ کاربوہائیڈریٹ پر مشتمل ہے۔

[illegible] زیادہ مقدار میں رکھنے کی وجہ سے نہایت مقوی دماغ غذا ہے سیب معدہ [illegible] ہضم ہوتا ہے جگر کو قوت پہنچانے کے علاوہ [illegible] طبعی نیند لاتا ہے جسم [illegible] مفید ہے منہ کے راستہ سے داخل ہونے والے [illegible] جراثیم کو دفع کرتا ہے دانتوں سے حفظ اور [illegible] کو دور کرتا ہے آواز صاف کرتا ہے [illegible] بیماریوں کے لئے مفید ہے گردوں کو [illegible] کرتا ہے [illegible] مفید ہے اور [illegible] ہر قسم کی [illegible] ہے سیب کا شربت سوڈا یا پانی ملا کر پینا کمزوریوں کو دفع کرنے کے لئے مفید ہے سب سے زیادہ اس کی عجیب خاصیت یہ ہے کہ یہ بطور پولٹس ورم چشم اور سل وغیرہ پر استعمال کیا جاتا ہے اور مفید ثابت ہوا ہے فرانس کے ہسپتالوں میں سیب کی پولٹس آنکھوں کے لئے نہایت مفید شے سمجھی جاتی ہے

طبّی چٹکلے

کوئی شخص آگ یا گرم پانی سے جل جائے تو انڈے کی سفیدی زخم پر لگا دینے سے یا ایک آلو لیکر اس کا پانی نکال کر جلے ہوئے مقام پر لگانے سے فوراً آرام آ جاتا ہے

بزدل، پست ہمت، غمگین اور فکر مند آدمی جلد بوڑھا ہو جاتا ہے۔

چہرہ پر رنگ روغن پوڈر وغیرہ لگانے سے چہرہ کی کھال برباد ہو جاتی ہے۔

غصہ دماغ کی چربی اور جسم کا خون اس طرح سکھا دیتا ہے جس طرح ہانڈی کے نیچے آگ جلانے سے پانی رفتہ رفتہ غائب ہو جاتا ہے۔

کثرت مطالعہ سے معدہ خراب ہو جاتا ہے

خالی شکم پانی پینے سے ہاضمہ کمزور ہو جاتا ہے اور جی متلانے لگتا ہے۔

ایک روپیہ کی مٹھائی کھانے سے ایک آنہ کا پھل کھانا بہتر ہے۔

ہر صبح گرم نمکین پانی کا ایک پیالی پینے سے پرانی بدہضمی دور ہو جاتی ہے۔

سر پر گرم پانی ڈالنے سے نگاہ کمزور ہو جاتی ہے۔

منہ کے راستہ سانس لینے سے پھیپھڑے کمزور، دانت خراب اور آنکھوں کی بینائی کم ہو جاتی ہے۔

اقوال زرین

(۱) مرد کا زیور دانشمندی ہے اور عورت کا زیور محبت ہے

(۲) ہر قوم کی عزت و دولت کا دارومدار علماء اور امراء پر ہے۔

(۳) مقدمہ باز آدمی گائے ہار کر بیل جیتتا ہے

(۴) بیکاری انسان کو گناہ اور گمراہی کی طرف لیجاتی ہے

(۵) غلطی کرنا انسان کا کام ہے

(۶) غلطی پر پچھتانا ولیوں کا شیوہ ہے

(۷) غلطی پر اصرار کرنا شیطان کا فعل ہے

(۸) محنت میں ایک عظیم شرافت اور تقدس ہے

(۹) مصیبت کے بعد راحت ہے۔

(۱۰) راحت کے بعد مصیبت ہے

(۱۱) عصمت کے آئینہ کو جب ٹھیس لگ جاتی ہے تو دنیا کا کوئی کاریگر اس کو درست نہیں کر سکتا

(۱۲) حسین عورت کی جگہ آنکھ کی پتلیوں میں ہوتی ہے مگر اس کی خوش اخلاقی دل پر حکومت کرتی ہے

(۱۳) جس شخص نے یہ سمجھا کہ وہ ہر قسم کے عیوب سے پاک ہے اس کا زوال شروع ہو گیا۔

(۱۴) نام وہ ہے جو تم خود پیدا کرو

(۱۵) اس شخص کو اپنے زخم مت دکھاؤ جس کے پاس مرہم نہ ہو۔

(۱۶) بہادر وہ ہے جو کسی کو تکلیف نہ دے اور کسی کے رنج دینے سے رنجیدہ نہ ہو۔

(۱۷) دولت خرچ کرنے سے کم اور علم زیادہ ہوتا ہے

(۱۸) اپنے کو نادان سمجھنا عین دانائی ہے۔

(۱۹) دنیا کے عوض دین فروخت کرنے والا خسارہ میں رہتا ہے۔

(۲۰) بادشاہی بغیر عدل اور دوستی بغیر تواضع ناممکن ہے

(۲۱) جو چیز بڑھتی جاتی ہے وہ حرص ہے اور جو گھٹتی جاتی ہے وہ عمر ہے

(۲۲) عزت ایک سنگ گراں ہے جو مشکل سے بلندی پر چڑھتا ہے اور پستی کی طرف فوراً پہنچ جاتا ہے۔

(۲۳) کسی کی عیب جوئی اپنے مصائب کی فہرست میں اضافہ کرنے کا باعث ہے۔

(۲۴) سب سے نزدیک موت اور سب سے دور امید بر آتی ہے۔

کامیاب طبیب

(وہی ہے جو)

(۱) اپنے فن میں پورے طور پر ماہر ہو۔

(۲) اس کے پاس زمانہ حال کے تمام آلات موجود ہوں

(۳) اس کا دار المطب۔ عمدہ، کشادہ، آراستہ ہوادار و آرام دہ ہو۔

(۴) اس کے پاس مریضوں کے دیکھنے کے لئے ایسا انتظام ہو کہ کسی کو ناواجب انتظار اور تضیع اوقات سے دوچار نہ ہونا پڑے

(۵) خطرناک مریضوں عورتوں اور بچوں کے لئے فوری توجہ کا انتظام ہو

(۶) مریض کے حالات پوری توجہ اور خوش اخلاقی کے ساتھ سنتا ہو۔

(۷) مریض سے جب ملے تو مسکرا کر ملے اور مسکرا کر رخصت کرے

(۸) فضول لاف زنی نہ کرتا ہو

(۹) لطیف اور پاکیزہ مزاحیہ گفتگو کر سکتا ہو

(۱۰) کسی مریض کے پرائیوٹ حالات یا پوشیدہ کوائف دوسروں سے بیان نہ کرتا ہو۔

(۱۱) نہایت پاک بین اور پاک باز ہو

(۱۲) کسی طریقہ سے کچھ لالچ یا خود غرضی کا اظہار نہ کرتا ہو

(۱۳) نسخہ نویسی میں مریض کی سہولت اور کفایت کو مد نظر رکھتا ہو۔

(۱۴) مریض کی مصیبت کے وقت لالچ کی بجائے ہمدردی کو ملحوظ خاطر رکھتا ہو۔

(۱۵) غربا کے لئے خاص مراعات عطا کرتا ہو۔

(۱۶) تعصبات مذہبی سے نہایت بلند رہنا جانتا ہو۔

(۱۷) جس کا اسٹاف نہایت تربیت یافتہ اور خوش اخلاق ہو۔

(۱۸) جس کے پاس ادویات کی بہم رسانی اور دوا سازی کا انتظام تسلی بخش ہو

نشہ کی حالت میں

(۱) جرمنی کا باشندہ موسیقی کی طرف راغب ہوتا ہے

(۲) فرانس کا باشندہ ناچنے کی خواہش کرتا ہے

(۳) اٹالیہ کا باشندہ غرور و تکبر کا اظہار کرتا ہے

(۴) آئرلینڈ کا باشندہ جنگ و جدل کا متمنی ہوتا ہے

(۵) انگلینڈ کا باشندہ کھانے کی طرف مائل ہوتا ہے

(۶) امریکہ کا باشندہ عاقلانہ تقریر کرتا ہے
(۷) اسپین کا باشندہ قماربازی کی طرف متوجہ ہوتا ہے
(۸) روس کا باشندہ عشق و محبت کے خواب دیکھتا ہے
(۹) افغانستان کا باشندہ قتل پر آمادہ ہوتا ہے
(۱۰) ایران کا باشندہ علمی، ادبی گفتگو کرتا ہے
(۱۱) ہندوستان کا باشندہ فلسفیانہ گفتگو کرتا ہے
(۱۲) حیدرآباد دکن کا باشندہ نشہ سے کوسوں دور رہتا ہے۔



اے دسہرہ موسم سرما کی تو تمہید ہے — اے دسہرہ تو نسیم گلشن امید ہے
اے دسہرہ ہم کو تیری شام صبح عید ہے — اے دسہرہ تو مسرت کے حرف کا تشدید ہے

واہ کیا عشرہ کو کچھ جاڑہ ہے کچھ برسات ہے
دو طرح داروں کے پہلو میں بسر اوقات ہے

تو وہ دن ہی جب سمندر میں بنائی بھی راہ — تو وہ دن ہی جب کہ لنکا کی بیا خاک سیاہ
تو وہ دن ہے جبکہ راون کو کیا ہم نے تباہ — اور لنکا کا بھبھیشن کو بنایا بادشاہ

تو وہ دن ہے جب ہمارا اوج پر اقبال تھا
تو وہ دن ہے جب ہمارا سب سے اچھا حال تھا

اے ہمارے ملک بھارت کے پرانے یادگار — اے ہمارے شان و شوکت کے پرانے یادگار
اے ہمارے جاہ و حشمت کے پرانے یادگار — اے ہمارے فتح و نصرت کے پرانے یادگار

تو وہ دن ہے جب کہ لنکا پر چڑھائی ہم نے کی
تو وہ دن ہے جب کہ دیوؤں سے لڑائی ہم نے کی

تو وہ ہے جبکہ بھارت میں تھی زور آور ہوا — رام، لچھمن، انجنی، ست دلاور دی نشاں
نیل و نل، انگد، سگریو، اکبیری جیسے پہلواں — چڑھ گئے جو راج لنکا پہ تیر و کماں

تو وہی دن ہے دسہرہ جب ہوئی یہ کارزار
تو اسی فتح و ظفر کی ہے مبارک یادگار

اے دسہرہ تو ہی اک اعجاز رام اوتار کا — تو مرقع ہے اجودھیا راج کے دربار کا
تو وہ صحبت ناک نظارہ سندر یار کا — کارنامہ ہے ہماری تیر آتشیں کا

اے دسہرہ تجھ سے ہم کو الفت دیرینہ ہے
اے دسہرہ تو ہمارے دھرم کا آئینہ ہے

رام لچھمن کی تو جیتی جاگتی تصویر ہے — اے مبارک روز تیرا حسن عالمگیر ہے
تیری پیشانی پہ مضمون فتح کا تحریر ہے — مو بمو تو جیتا کے خواب کی تعبیر ہے

تجھ میں اک شان ہے ہر شے میں جو مستور ہے
تجھ میں اس کی آن ہے ہر شے میں جس کا نور ہے

آہ! وہ تاریک دنیا اور یہ آشوب دور — آہ! دیوان لعین کا وہ ستم وہ ظلم و جور
آہ! وہ آشفتگی گاو زمیں سے تا بہ ثور — آہ! وہ بیداد ظالم راکشش کے اور طور

آہ! وہ جگ بہر خلقت کیا بلا انگیز تھا
وہ ترتیا کا زمانہ کیا قیامت خیز تھا

آہ! وہ دیوان روئیں تن کی بیدردی — آہ! وہ شر اور وہ اندھیر وہ غارتگیری
وہ زمیں کی بیکسی وہ آسماں کی بے بسی — اندر، برہما اور شیو کی آہ وہ بیچارگی

ایسے نازک وقت میں نور مجسم کا وجود
جن و انساں کیلئے تھا عیش و عشرت کی نمود

کون تھا وہ نور وہ نور مجسم رام تھا — کون تھا وہ نور وہ اک غیب کا الہام تھا
کون تھا تشنگی رشی منگ کا انجام تھا — کون تھا وہ دکھ کا انعام تھا اکرام تھا

اس کی پیدائش سے روشن ہو گیا تمام ہند
صبح عشرت سے کی جھلک دکھلا گئی ہر شام اور دو

کون تھا وہ نور وہ اک کشن کا اوتار تھا — قوم کا غمخوار تھا گھر گھر کا سردار تھا
دھرم کی تلوار تھا وہ قاتل کفار تھا — ماہر اسرار تھا وہ مطلع انوار تھا

عالم طفلی میں سب امتر کی فریاد پر
جاکے بالکپن رہا وہ تارکا کی لی خبر

دیوتاؤں کی وہ ملاقات وہ تقدیر پہ دوار رہا ہا — سر زمیں کی منتظر اکے ساتھ وہ جیا رہا
گیا تھی لٹا وہ قیامت سے تیر وار آتا رہا — اور وہ بیاس کی حسرت بھری پیاسا رہا

اے دسہرہ سیا ترے منہ آگیا سکے آگیا

اور تیرے سر تھا جیسے دیتا سکے فرشتہ پار ہیں

آہ! وہ بن باس میں بیت گیا کا تھا — آہ! وہ ونڈ کا رن میں جلتی ہوئی ماتا
سیتا کی بے شمار اودیو تاں کا سہارا تھا — اس کی بچیا خوا ہشوں پہ دشمنی کا سا تھا

یاد ہے ہاں آیا دستم شیر کی فریاد پہ
نقشہ پروانی رواوان کی وہ مکر روشن کا

آہ! وہ تاریخ کا نکر طلسماتی اسیری — رام لچھمن جی کو دکھلانا طلسم سحر فن
آہ! آنا بھیک کو راون کا بنکر برہمن — نقش کے باہر قدم رکھنے پہ سیتا کا رنج

دشمنِ راون کی ہمیں وہ بد شعاری یاد ہے

رام لچھمن کی ہمیں وہ بیقراری یاد ہے

آہ! وہ سیتا ہماری کا رہنا قید میں — آہ! وہ روتا تڑپنا ظلم سہنا قید میں
آہ! پہ شیر سے دکھ اور درد کہنا قید میں — آہ! ان آنکھوں سے آنسو کا بہنا قید میں

داستانِ لوگوں کی اور وہ جنگل دشت کی

کیا صبا تک تھا پر ہندوں کو جہاں آتی رہی

کرکے رامیشور کی پوجا کو بچے رام اوتار کا — پار ہونا باندھ کر پل لشکر تیار کا
آگ برسانا وہ ان کے تیر آتشبار کا — زخم دیا کرنا دیوانی تیغ رفتار کا

ایک قیامت کا نظارہ تھا نظر کے سامنے

حشر کا سیدا ہو گیا تھا نگاہ کے سامنے

بادہ نخوت سے [illegible] جیت تھا — [illegible]
عشق پر پیچ و پیچ سے [illegible] — [illegible]

[illegible] کی اب وفا سے

[illegible] اٹھا یا فرق [illegible]

پاپ سندر پہ پہنا نا رام ہی کا کام تھا — سرو شاں کا اٹھانا رام ہی کا کام تھا
دیوتاؤں کو مٹانا رام ہی کا کام تھا — جا کے سیتا جی کو لانا رام ہی کا کام تھا

یہ سچے روشنی ہے روشن رام ہی کے نام سے

یہ دسہرہ ہے جو بنا رام ہی کے نام سے

اے دسہرہ تھا کر ہم بھی کہہ رہے ہیں خوش رہا — ہم بھی دیتے ہیں دعا کہتے ہیں ہم بھی مرحبا
کیونکہ تو ہے اک مبارک روز وہ پر روشن رہا — اور وہ آتا ہماری ہر ہم اس کے بالکا

یہ دعا ہے جب تک گنگا بہے جمنا رہے

تیرے ہندوستان نیتا سے سدا تیرا سہارا رہے

دیوالی

عزیزو پھر وہی تہوار دیوالی کا آیا ہے — مسرت اور راحت کو وہ اپنے ساتھ لایا ہے
جہاں کا ذرہ ذرہ ہی چمک اٹھا مسرت سے — ارم کے پتے پتے پر عجب جوبن چھایا ہے
صبا اٹکھیلیاں کرتی ہوئی محو خرامش ہے — عجب کچھ پھبن گلشن میں گلوں پر رنگ لایا ہے
سبق اے ساکنان ہند دیتا ہے تمہیں دیپا — کہ رو لعنت یہ کہتا ہے کہ الفت پیار تو لایا
ملے تھے بچھڑے بھائی بھائی اس کے روز مسرت کو — مبارکباد روز وصل پھر سے سال آیا ہے

سکھاتا ہے یہی طرز محبت ہم کو اے انور

یہ روز عید دیوالی پیام عیش لایا ہے

گائے

صاحب دل تجھے تصویر وفا کہتے ہیں — چشمۂ فیض خدا مرد خدا کہتے ہیں
درمندوں کی مسیحا شعرا کہتے ہیں — ماں تجھے کہتے ہیں ہندو تو بجا کہتے ہیں

کون ہے جس نے ترے دودھ سے منہ پھیرا ہے

آج اس قوم کی رگ رگ میں لہو تیرا ہے

بے پردگی کی تباہ کاریاں

جو کماتے گھر کے ہیں یوں ان کا ابتر حال ہے
گھر کے اندر آئیے تو اور بدتر حال ہے

وہ اسیرانِ قفس پردہ نشینانِ حرم
گھٹ رہے ہیں حجلۂ عفت کے اندر جن کے دم

ضبط کی کیا تاب ہے جو عقدۂ دل کھول لے
یا سکوتِ صبر استقلال منہ سے بول لے

مرد ان کے لاکھ دکھلاتے رہیں پاداریاں
اصل پاداری بھی دکھلاتی رہیں بیچاریاں

ذوقِ یورپ شوقِ فیشن کا تقاضہ اور ہے
غیرتِ ناموس کا دل میں اشارہ اور ہے

ایشیا کی شرمگیں طرزِ حیاداری ہے اور
اور یورپ کی ادائے حسن بازاری ہے اور

بے نقابی آج کل تہذیب کا دستور ہے
شیشۂ ناموس بازاروں میں چکنا چور ہے

رازِ حسن افشا ہوا غیرت کا پردہ کھل گیا
آنکھ مردوں کی چھپی منہ عورتوں کا کھل گیا

جب نگاہیں اٹھ گئیں اوپر تو جھک سکتی نہیں
بے نقابی کی بلا پھیلی تو رک سکتی نہیں

انقلابِ دہر دکھلائے گا یہ رنگ ایک بار
عورتیں ہو جائیں گی مردوں کی گردن پر سوار

ریس میں اب مرد کی ان کی جھنڈیاں گڑنے لگیں
صنفِ نازک دنگلوں میں کشتیاں لڑنے لگیں

عورتوں کو دیکھنا ہو جا کے دیکھو بال میں
گراؤنڈ میں ہاکی میں ٹینس کرکٹ میں فٹبال میں

ناز و انداز و ادا یا خوبیٔ حسن و جمال
مٹ گئے سب صنفِ نازک کے وہ نسوانی کمال

اب نہ شوہر کی خبر نہ بال بچوں کا خیال
ازدواجی زندگی سے اب تو نفرت ہے کمال

آجکل جو بیبیاں فیشن کی ہیں متوالیاں
ان سے بہتر ہیں کہیں معصوم پردہ والیاں

ساتھ ان کے شرم نسوانی ہے غیرت ان کے ساتھ
حفظ عصمت حفظ صحت حفظ دولت ان کے ساتھ

کون کہہ سکتا ہے پردہ میں ہے صحت کو ضرر
عورتیں گھر میں توانا اور خوش ہیں بیشتر

فکرِ انساں سامنے قدرت کے چل سکتی نہیں
لاکھ یہ سامان ہو فطرت بدل سکتی نہیں

سب یہ طبعِ انقلابِ دہر کی آورد ہے
عورتیں پھر عورتیں ہیں مرد پھر بھی مرد ہے

ظرائف

از جناب ظریف لکھنوی مولوی سید مقبول حسین صاحب

دولتی سے سمند ناز کی غیروں کا مرجانا — یہی تو ہے طویلہ کی بلا بندر کے سر جانا
رخ روشن کی جھریوں حسن کا گویا اتر جانا — قیامت ہے کہ مشق کا سن اتر جانا
مری آہوں کی توپوں کا وہ خالی خولی گرجنا — وہ انکا لاٹ صاحب کی طرح غیروں کو گھر جانا
مہذب چوٹا پن ہے یہ شوق خیالی کا — کرو نو دیدہ نگہ سے دکھا لینا اور مکر جانا
مرض بیخ فالج کا گرنا سر و ہیری سے — وہ آخر تختہ مشق اطبا کا بن جانا
ٹھکانا دیکھ کر بولوں انکو سر پٹ اپنے ناقہ کا — میاں مجنوں کا چلانا کہ بی لیلی اتر جانا

جو آثار تجھے میں گلگلے مضمون کے لیکر
ظریف اچھا ہے اردو شاعری کا طاق بھر جانا

تہذیب نو

از جناب لالہ منوہر لعل صاحب منوہر سنگرو ٹھوی کمالیہ

بن گیا ہوں روز و شب تصویر یاس — کر نہیں لیتا میں جتنک بی اے پاس
کرتی ہے مجبور بی بی سوٹ پر — بوٹ دلوانے کو فرماتی ہیں یاس
کیا کروں مفلس ہوں بیٹیا طالب ہوں — کسطرح فرمائشوں کا رکھوں پاس
سوجھتی تجویز کوئی پیدا نہ شل — تا کہ سر جاپر اٹھاتا میں نہ لاس
زندگی وہ موت سے بھی ہے بری — جس میں کہلانا پڑے میں جو اس
مشرقی کیواسطے یہ پند ہے — مغربی کو آئے نہ تخا بد یاس

اے منوہر تیری یہ خورش بیتاں
پیدا کرتی رہتی ہیں بیم و ہراس

از جناب ظریف نگری مظفر مولوی سید ظریف حسین صاحب

تمہاری چاہ مبارک رہے عدو کیلئے — اگر یہ چاہنے والے ہیں آبرو کیلئے
پڑھی نماز غنیم سے ہمنے دل میں — ٹکے کو آتی ہے بدھنی یہاں وضو کیلئے
بتائیں کیا تمہیں صرف فقیر شوق تھا — ہزار جوتیاں ٹوٹیں اک آرزو کیلئے
ازل سے تم نے نہ کی اپنی فائدہ پہ نظر — کہ جتنے چاہنے والے تھے وہ ہو کیلئے
ملو جو غیر سے تو اس سے پوچھا یہ بتا — ہکین کے چرک سے ٹکے نہ شستو کیلئے
تمہارے لال کا دامن نکل گیا مریم — تنگا کے سوزن عیسی رکھو رفو کیلئے

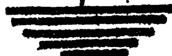
ظریف ہے یہ تمنا ظریف کو دیکھیں
تڑپتا رہتا ہے دل اپنا لکھنو کے لئے

بیبیاں

از جناب اکبر الہ آبادی مرحوم

علم مغرب پڑھ کے ہونگی ایسی خود سر بیبیاں — بیبیاں شوہر بنیں گی اور شوہر بیبیاں
کیا بتاؤں کیا کرینگی علم پڑھ کر بیبیاں — ہونگی سب ڈپٹی سے لیکر تا گورنر بیبیاں
مرد سب ماتحت ہونگے اور افسر عورتیں — دفتری شوہر بنینگے اہل دفتر بیبیاں
آدمی کیا مال ہے دیووں کے سر چڑھ جائینگی — جب پری بن جائینگی سایہ پہن کر بیبیاں
اپنے گھر میں آگیا لندن کے ہوٹل کا مزہ — ہوں گی جب تقسیم مینا و ساغر بیبیاں
علم و آزادی کی ان کو جب ہوا لگ جائیگی — اڑ چلیں گی مدتیں کیا باہر سفر پر بیبیاں

ہاں مگر اتنا پڑھانا چاہیئے اکبر انھیں
مرد کی غمخوار ہوں بچوں کی رہبر بیبیاں



بلدہ حیدرآباد کی سیر

(بسلسلہ گزشتہ)

براہ کرم سلسلہ کے لئے ملاحظہ فرمائیے مشیر عالم جنتری ۱۳۵۶ھ ہجری صفحہ (۵۸) (نوٹ) :- اس کے جملہ حقوق بحق مسٹر مؤلف محفوظ ہیں کوئی صاحب اس کی طباعت کا خیال نہ فرمائیں ورنہ بجائے فائدہ کے نقصان اٹھائیں گے (صمصام شیرازی)

کنگ کوٹھی مبارک

یہ محلہ شہر حیدرآباد سے کچھ فاصلہ پر ہے یہاں بندگان عالی متعالی مدظلہم العالی کی ڈیوڑھی مبارک واقع ہے جو کنگ کوٹھی مبارک کے نام نامی سے موسوم ہے مقام نہایت پر فضا دلکش، فرحت بخش، صحت مند اور ہوادار ہے اس مقام کی کیا تعریف کی جائے کہ جس کو ظل اللہ نے اپنے لئے مخصوص فرمایا ہو ڈیوڑھی مبارک کے اطراف و اکناف میں بھی بہت سارے مکانات انگلش اسٹائل کے بنے ہوئے ہیں آباد ترین محلہ ہے جو آب و ہوا میں اپنا ثانی نہیں رکھتا اس محلہ میں "عدن باغ" ہے جس میں علیا حضرت ملکہ دکن مدظلہا مقیم ہیں۔

فلک نما

یہ نہایت شاندار اور عالیشان محل ہے جو ایک بلند پہاڑ پر تعمیر ہوا ہے یہ بیرون دروازہ علی آباد تقریباً ایک میل کے فاصلہ پر واقع ہے سنہ ۱۳۰۱ھ کو اس کی تعمیر کا سنگ بنیاد نواب محمد سلطان الدین سکندر جنگ اقبال الدولہ اقتدار الملک سر وقار الامراء مرحوم و مغفور سابق مدار المہام نے رکھا جو حضرت اقدس و اعلیٰ کے پھوپھا ہوتے تھے سنہ ۱۳۰۹ھ میں اس عالیشان محل کی تعمیر پایہ تکمیل کو پہنچی اس کی آراستگی و تعمیر وغیرہ میں نواب صاحب موصوف نے چار لاکھ روپیہ صرف کیا ۱۳۱۳ھ ہجری میں حضرت غفران مکان رح نے اس محل کو پسند فرما کر بیس لاکھ روپے میں خرید فرمایا۔ حیدرآباد کے مایہ ناز عمارات میں سے فلک نما ایک عالیشان عمارت ہے یہ شاہی مہمان خانہ ہے جو ویسرائے وارد حیدرآباد فرخندہ بنیاد ہوتا ہے اس کو اسی محل میں ٹھیرایا جاتا ہے نیز پرنس آف ویلز و پرنس آف جرمن جب وارد حیدرآباد ہوئے تھے اسی محل میں ٹھیرائے گئے تھے یہ عمارت ایسے ہی اولو العزم شاہی مہمانوں کے قیام کے لئے نہایت موزوں ہے یہ محل ہوادار، پر فضا دلکش

مقام پر واقع ہے۔ علاقہ نظام اسٹیٹ ریلوے کا لوکل اسٹیشن بھی ہے۔ یہیں سے لوکل ٹرین لوٹ کر دارم روانہ ہوتی ہے۔ محبوب نگر، گدوال، کرنول جانے والی پاسنجر ٹرین بھی اس اسٹیشن پر ٹھہرتی ہے۔ اسٹیشن چھوٹا سا ہے جس کے قریب قدیم وضع کی بستی بھی ہے۔

خیرت آباد یہ مقام شہر حیدرآباد فرخندہ بنیاد سے تین میل کے فاصلہ پر واقع ہے جو شہزادی خیرۃ النساء بیگم دختر سلطان ابراہیم قطب شاہ کے نام سے موسوم ہے کہا جاتا ہے کہ شہزادی خیرۃ النساء بیگم ہمیشہ علیل رہا کرتی تھیں اطبا کی رائے سے سلطان نے اپنی لڑکی کی بود و باش کی خاطر اس سرسبز و شاداب اور صحت مند خطہ کو پسند فرمایا۔ آج حیدرآباد کے بڑے بڑے دولت مند لوگ اسی محلہ میں آباد ہیں خیرت آباد نظام اسٹیٹ ریلوے کا لوکل اسٹیشن ہے یہاں انگلش جرمن اور نئے نئے وضع کے عمارات بکثرت ہیں ہز ہائینس پرنس آف برار شہزادہ والاشان نواب اعظم جاہ بہادر ولیعہد دکن بالقابہم یہیں سکونت فرماہیں آپ کے عالیشان اور خوشنما بنگلہ کو "بیلا وسٹا" کہتے ہیں جس میں اس سے پیشتر محکمہ باب حکومت تھا۔ اب باب حکومت کا محکمہ اس سے کچھ فاصلہ پر واقع ہے۔ جس کی عالیشان عمارت جرمن اسٹائیل کی صرف زر کثیر تعمیر ہوئی ہے۔ محکمہ باب حکومت کے متصل رائٹ آنریبل نواب سر حیدر نواز جنگ بہادر صدر اعظم باب حکومت کا بنگلہ ہے جو "دلکشا" کے نام سے موسوم ہے۔ نیز صدر المہام عدالت و امور مذہبی نواب مرزا یار جنگ بہادر اور اکثر و بیشتر حکام عالیمقام اسی محلہ میں رہتے ہیں۔ غرض کہ خیرت آباد حیدرآباد دکن کے شاندار اور دولتمند محلہ جات میں سے ایک محلہ جو نہایت آباد پر فضا دلکش اور صحت مند ہے۔ اس محلہ کو تعلیم یافتہ حضرات خیریت آباد کہتے ہیں۔ اور یہ نام ایک حد تک اس محلہ سے مناسبت بھی رکھتا ہے۔ چونکہ شہزادی موصوفہ جب سے کہ اس محلہ میں سکونت پذیر ہوئیں تاحیات صحیح الخیر رہیں اسلئے اس کو خیریت آباد کہنا بیجا نہ ہوگا۔ اگر شہزادی کے نام کے مناسبت سے دیکھا تو خیرۃ آباد بھی صحیح ہے۔ اس محلہ میں ایک شاندار مارکٹ کی سخت ضرورت ہے۔ کیونکہ ایسے عالیشان محلہ کیلئے بازار بھی شاندار ہونا چاہئیے موجودہ بازار چھوٹا اور بہت غلیظ حالت میں ہے۔ مارکٹ کے تیار ہو جانے سے اس محلہ کے حسن میں چار چاند لگ جائیں گے اس کی مثال دنیا کی کوئی متمدن گورنمنٹ پیش نہیں کر سکتی۔

حمایت نگر یہ محلہ جدید محلہ ہے اس کا پہلے حیدر گوڑہ نام تھا مگر اب ہز ہائینس پرنس آف برار شہزادہ والاشان نواب میر حمایت علی خان بہادر ولیعہد دکن و سپہ سالار افواج آصفی بالقابہم نام نامی سے موسوم ہے۔ اس محلہ میں بڑی بڑی بلڈنگیں جرمن انگلش اور امریکن اسٹائل کی بنی ہوئی ہیں جتنی بھی عمارتیں یہاں ہیں وہ سب شاندار اور نہایت خوبصورت ہیں یہ محلہ دولت مندوں کا ہے۔ غریبوں کی بود و باش یہاں غیر ممکن ہے جتنے بھی اس محلہ میں رہتے بستے ہیں وہ سب متمول ثروتمند اور صاحب متمول ہیں۔ اس محلہ میں قابل دید عمارت "فیاض منزل" ہے۔ جسے نواب محمد نجم الدین خان بہادر جاگیردار و مددگار ناظم امور مذہبی سرکار عالی نے تعمیر فرمایا ہے جو نواب صاحب موصوف کے اعلیٰ تعمیری ذوق کا نمونہ ہے۔ اس محلہ میں ماڈل اسکول بھی ہے۔ جہاں امیروں اور دولت مندوں کے بچے تعلیم پاتے ہیں۔ محلہ آباد دلکش اور پر فضا ہے یہاں کی آب و ہوا بھی نہایت پاک و صاف ہے۔ اس محلہ میں کوئی بازار نہیں اشیاء خوردنی خریدنا ہو تو توپ کا سانچہ یا نارائن گوڑہ کے بازار سے لانا پڑتا ہے۔ اس محلہ کیلئے ایک مارکٹ کی سخت ضرورت ہے۔

نوبت پہاڑ

یہ پہاڑ باغ عامہ کے آخری گوشہ کے محاذی سیف آباد میں واقع ہے۔ یہ ایک تاریخی پہاڑ ہے سنہ ۱۰۰۳ھ میں اس پہاڑ پر سلطان محمد قلی قطب شاہ نے ایک محل تعمیر کروایا تھا جس کے کچھ کچھ آثار اب بھی موجود ہیں۔ جب شہنشاہ اورنگ زیب عالمگیر نے قلعہ گولکنڈہ کو فتح کیا تو فتح کا نقارہ اسی پہاڑ پر بجوایا تھا اسلئے یہ پہاڑ "نوبت پہاڑ" کے نام سے موسوم ہے۔ فتح میدان میں جب سالگرہ ہمایونی کی پریڈ ہوتی ہے تو ہمارے ہر دلعزیز بادشاہ جمجاہ کی عزیز اور وفاشعار رعایا اس پہاڑ پر سے پریڈ دیکھکر شاد و مسرور ہوتی ہے اور دعائے سلامتی مانگتی ہے۔ یہ پہاڑ اس مبارک روز میں آدمیوں سے ایسا بھر جاتا ہے کہ آدمیوں کا پہاڑ معلوم ہونے لگتا ہے۔ اس کے دامن میں اچھے اچھے بنگلے ہیں جن میں قابل الذکر شہزادہ والاشان نواب معظم جاہ بہادر زاد دولتہ و معدلتہ دکن بالقابہ و نواب سر افسر الملک مرحوم و مغفور سابق کمانڈر چیف کا بنگلہ ہے۔ اس پہاڑ کے دامن سے سلسلۂ عمارات شروع ہو کر حسین ساگر کے تالاب کے کنارے پر ختم ہوا ہے اس میں محکمہ آبپاشی، تعمیرات، خسگلات، سیاسیات، توشک خانہ و عطا الموت دار الضرب اور محکمہ برقی کے علاوہ راجاؤں اور مہاراجاؤں کے بنگلے بھی ہیں۔ یہ مقام بھی پر فضا ہو اور فرحت بخش اور دلکش ہے۔

فتح میدان

حمایت نگر (حیدر گوڑہ) سے کچھ فاصلہ پر ایک وسیع میدان چار دیواری سے محصور واقع ہے جسے فتح میدان کہتے ہیں۔ یہ نوبت پہاڑ کے دامن میں واقع ہے۔ شہنشاہ اورنگ زیب عالمگیر غازی نے جب گولکنڈہ پر چڑھائی کی تھی تو اپنے لشکر کو اسی میدان میں اتارا تھا جب گولکنڈہ کو فتح کیا تو اس میدان کا نام فتح میدان رکھا جو اس وقت تک اسی نام سے مشہور ہے۔ اس میدان کے ایک گوشہ میں کلاک ٹاور ہے اور ایک سمت نہایت عالیشان عمارت بنی ہوئی ہے جہاں حضرت اقدس و اعلیٰ خلد اللہ ملکہٗ سالگرہ ہمایونی کے مواقع پر تشریف فرما ہو کر فوجی پریڈ ملاحظہ فرماتے ہیں۔ اس میدان میں اکثر پولو بھی ہوا کرتا ہے۔ اس میدان کے قریب فوجی کلب ہے اور اس کے بازو فوجی کوارٹرس بھی ہیں۔ نہایت شاندار میدان ہے دوسرے شہروں میں ایسا میدان شاذ و نادر ہی نظر آئے گا اس میدان کے سامنے والی سڑک جو لنگر باغ کو جاتی ہے اس پر ایک اسلامی اسکول ہے جس میں مدرسہ عالیہ اور نظام کالج ہیں۔ میدان کے عقب میں ایک سڑک ہے جس کے ایک بازو ہوم آفس کا دفتر اور دیگر اچھے اچھے مکانات ہیں۔

باغ عامہ

یہ باغ محبوب باغ بھی کہلاتا ہے کیونکہ اسکی تعمیر حضرت غفران مکان کے عہد میں ہوئی تھی مگر اب باغ عامہ کے نام سے مشہور ہے اسکو میرے انگریزی داں دوست پبلک گارڈن کہتے ہیں اسکی تعمیر سنہ ۱۲۸۸ھ میں آغاز اور سنہ ۱۲۹۰ھ میں انجام کو پہنچی۔ یہ باغ نہایت وسیع اور طرح طرح کی درختوں اور عمارات سے آراستہ و پیراستہ ہے یہ باغ مولوی جمال الدین صاحب ناظم باغات کے زیر نگرانی ہے۔ اس باغ نے ناظم صاحب موصوف کے عہد میں بڑی ترقی کی ہے اس باغ میں ہر قسم کے جانور شیر، ببر، چیتا، ریچھ، زرکھر، لنگور، بندر، لومڑی، ہیڑیا، ہرن، بارہ سنگھا وغیرہ وغیرہ کے علاوہ ہر قسم کے پرند بھی ہیں۔ جن کی نگہداشت پر کافی رقم سرکار سے صرف کیجاتی ہے۔ اس باغ میں ٹاؤن ہال نہایت عالیشان اور خوبصورت بنا ہوا ہے جس میں اکثر جلسے ہوا کرتے ہیں جن میں نامی گرامی اور مشہور و معروف مقررین کی تقاریر ہوا کرتی ہیں۔ اس عمارت کی تعمیر سنہ ۱۳۳۱ھ میں شروع ہو کر سنہ ۱۳۳۲ھ میں ختم ہوئی ۲۹ ذی الحجہ الحرام سنہ ۱۳۳۲ھ کو حضرت اقدس و اعلیٰ نے اس کا افتتاح فرمایا۔ اس کی تعمیر پر ساڑھے تین لاکھ روپیہ صرف ہوا۔ اس باغ میں ایک نمائش گاہ بھی ایک لاکھ روپیہ کے صرفہ سے تعمیر ہوئی ہے جسکی تعمیر سنہ ۱۳۳۳ف میں پایۂ تکمیل کو پہنچی۔ یہ عمارت ملکی صنعت و حرفت کی حفاظت کیلئے حسب فرمان خسروی تعمیر ہوئی ہے اور اس کا نام نمائش گاہ دستکاری ہے۔

رکھا گیا ہے۔ اس عجائب خانہ کا افتتاح اعلیحضرت بندگان عالی نے ۲۲ شوال المکرم ۱۳۴۹ھ کو فرمایا۔ یہ نمائش گاہ محکمۂ نظامت آثار قدیمہ کے زیر نگرانی ہے اس میں قدیم اور نادر اشیاء محفوظ ہیں یہ عجائب خانہ ہندوستان کے دوسرے بڑے بڑے شہروں سے کسی طرح کم نہیں امید قوی ہے کہ یہ عجائب خانہ بہت جلد مولوی غلام یزدانی صاحب ناظم آثار قدیمہ سرکار عالی کے حسن انتظام اور توجہ خاص کی وجہ سے بہت جلد لندن کی میوزیم سے بھی بازی لے جائے گا۔ یہ عمارت بھی نہایت خوبصورت و شاندار اور قابل دید عمارت ہے۔ سیاحان عالم اس عجائب خانہ میں اکثر بڑے بڑے معلومات بہم پہنچاتے ہیں۔ اس باغ میں ایک نہایت خوبصورت اور شاہانہ مسجد بھی ہے جس کو ۱۳۴۲ف میں حضرت اقدس و اعلیٰ نے بطور خاص تعمیر کروا کر اس کا افتتاح خود بدولت نے ۶ اسفندار ۱۳۴۲ف کو بہ نفس نفیس فرمایا۔ ظل اللہ ہر جمعہ کو نماز اسی مسجد میں ادا فرماتے ہیں مسجد کے انتظام کے لئے ایک چھوٹا سا عملہ مقرر ہے۔ سررشتہ امور مذہبی سرکار عالی کی اس مسجد پر خاص نگرانی ہے۔ مولوی علی الدین احمد صاحب ناظم امور مذہبی سرکار عالی خاص طور پر اس مسجد کی نگرانی فرماتے ہیں۔ قبل ازیں اس باغ میں اڈریس ہال تھا مگر ایسا شاندار نہیں جو اس وقت موجود ہے یہ اڈریس ہال سلور جوبلی مبارک اعلیحضرت بندگان عالی کی یادگار میں تعمیر ہوا ہے اس کی تعمیر کا آغاز ۱۳۵۴ھ میں ہوا اور یکم ذی الحجۃ الحرام ۱۳۵۵ھ کو اس کا افتتاح اعلیحضرت بندگان عالی نے فرمایا یہ نہایت عمدہ عمارت ہے جس کی ساخت جاذب نظر اور دلکش ہے۔ باغ کی روشوں پر برقی روشنی کا انتظام ہے اور اس باغ میں کئی ایک مصنوعی تالاب ہیں جن میں شاندار فوارے بھی ہیں یہ باغ تمام ہندوستان میں اپنی نظیر نہیں رکھتا حیدرآباد کی پبلک غریب ہو کہ امیر شام کے وقت تفریح کیلئے یہاں آتی ہے اس باغ میں ایک نہایت شاندار ٹینس کورٹ بھی ہے اس باغ میں ایک لوہے کا بنگلہ بھی ہے جسے قدیم سے اٹھا کر مسجد کے روبرو نصب کیا گیا ہے اس باغ میں متعدد پختہ ٹلکیات بھی تعمیر کی گئی ہیں تاکہ نمائش وغیرہ کے مواقع پر اس میں دوکانیں قائم ہو سکیں۔ باغ نہایت پاک و صاف آراستہ و پیراستہ رہا کرتا ہے۔ اس باغ کے ایک جانب اقسام اقسام کے میوہ دار درخت بھی ہیں اس باغ میں صدہا کی تعداد میں مالن مالی کارگزار ہیں۔

ماں صاحب کا تالاب

یہ تالاب رسالہ جیوش یعنی سدی رسالہ کے قریب واقع ہے۔ اس تالاب کو حیات بخشی بیگم نے تعمیر کروایا۔ یہ بیگم سلطان عبداللہ قطب شاہ کی ماں ہوتی تھیں۔ رعایا میں بھی یہ اتنی ہر دلعزیز تھیں کہ ملک کا بچہ بچہ ان کو اپنی ماں سمجھتا تھا اسی لئے یہ تالاب ماں صاحب کے نام سے موسوم ہے تالاب ایک زمانہ دراز سے خشک ہے یہاں اکثر فوجی افسروں اور حکام اور خوشحال افراد کے نہایت عالیشان بنگلے ہیں خصوصاً پہاڑوں پر جو بنگلے ہیں وہ نہایت خوشنما خوش وضع اور قابل دید ہیں۔ اسی تالاب کے ایک حصہ میں "صغرا منزل" واقع ہے جسمیں مولوی سید ہمایوں مرزا صاحب بیرسٹرایٹ لا مقیم ہیں "صغرا منزل" کی وجہ تسمیہ یہ ہے کہ بیرسٹر صاحب نے اسے اپنے بیوی کے نام سے موسوم کیا ہے جو ایک باغ کے اندر واقع ہے۔ اس بنگلہ کے اطراف و اکناف کی آبادی ہمایوں نگر کہلاتی ہے۔

جوبلی ہل

جس طرح شہر بمبئی کو مالابار ہل پر ناز ہے اسی طرح حیدرآباد دکن جوبلی ہل پر بجا طور پر فخر کر سکتا ہے اس پہلے بنجارہ ہل کہتے تھے مگر سلور جوبلی مبارک و مسعود کی تقریب میں اس کا نام جوبلی ہل ہوا۔ یہ شہر حیدرآباد سے ۵ میل کے فاصلہ پر واقع ہے مقام نہایت پر فضا اور دلکش ہے یہاں کی عمارتیں ایک دوسرے سے زیادہ خوبصورت اور طرز جدید کی عالیشان عمارتیں ہیں۔ یہاں پر حیدرآباد کے اکثر و بیشتر جاگیردار حکام عالیمقام

اور متمول ترین اشخاص نے اپنے اپنے سکونت کے لئے اچھے اچھے عمدہ عمدہ انگلش جرمن اور امریکن اسٹائل کے بنگلے صرف زر کثیر تیار کروائے ہیں گرمیوں میں یہاں کی فضا نہایت فرحت بخش ہوتی ہے۔ یہ مقام حیدرآباد کے نئے نیلگری سے کم نہیں یہ حیدرآباد دکن کا جدید اور آباد ترین محلہ ہے یہ محلہ اس قدر جلد آباد ہوا ہے کہ اسقدر جلد کوئی دوسرا محلہ آباد نہیں ہوا الغرض یہ کہ یہ محلہ حمایت نگر (حیدر گوڑہ) سے بھی زیادہ خوشنما اور پرفضا ہے یہاں کے بنگلوں میں نواب مہدی نواز جنگ بہادر سابق معتمد باب حکومت سرکار عالی و حال ناظم بلدیہ کا بنگلہ قابل تعریف ہے۔

کٹہ حسین ساگر

حیدرآباد اور سکندرآباد کے درمیان ایک نہایت بڑا اور وسیع تالاب ہے جو حسین ساگر کہلاتا ہے۔ یہ تالاب قطب شاہی عہد میں باہتمام نصیر الدین حسینی النجیر الشہیر بہ حضرت حسین شاہ ولی ۹۵۷ھ میں شہر حیدرآباد کے آباد ہونے سے پیشتر بصرفہ دو لاکھ ہن تعمیر ہوا اس تالاب کے کنارے کٹہ پر ایک خوبصورت اور وسیع پختہ سڑک تعمیر کی گئی ہے جس پر سے حیدرآباد اور سکندرآباد کے باشندوں کا عبور و مرور ہوتا ہے سڑک نہایت شاندار اور بہت لمبی سڑک ہے اس کے دونوں جانب بجلی کے کھمبے نصب ہیں۔ سڑک کے بازو تالاب کے رخ پر نہایت عمدہ اور شاندار پلیٹ فارم بنا ہوا ہے اس پر جا بجا لوہے اور لکڑی کے بنچیں تالاب کی سیر کرنے والوں کی نشست کی خاطر رکھے گئے ہیں اس پلیٹ فارم پر دو جگہ تھوڑے تھوڑے فاصلے سے اونچی اونچی چاندنیاں بنی ہوئی ہیں تاکہ سیر کرنے والے بلندی پر سے بھی تالاب کے منظارہ سے لطف اندوز ہوسکیں یہاں چھ بجے شام سے امرا و حکام اور موٹرنشین حضرات بغرض تفریح طبع آکر تالاب کی سیر کرتے ہیں خصوصاً انگریز جنٹلمین اور لیڈیز بکثرت آتے ہیں چاندنی رات میں یہاں بینڈ نوازی بھی ہوتی ہے جس میں بکثرت لوگ سیکلوں، بسوں اور موٹروں میں آتے ہیں یہ کٹہ اس قدر فرحت بخش، دلکشا اور پرفضا ہے کہ اگر بمبئی کی چوپاٹی سے اس کا مقابلہ کیا جائے تو اس کی بھی کوئی حقیقت نہیں۔ صرف فرق اتنا ہے کہ چوپاٹی بمبئی سمندر کے کنارے ہے اور کٹہ حسین ساگر تالاب کے کنارے واقع ہوا ہے۔ چوپاٹی پر کوئی ایسا مفرح اور دلکشا منظر نہیں کہ جس پر سے سمندر کا نظارہ نہایت اطمینان اور آرام و آسائش کے ساتھ حسب دلخواہ کرسکیں۔ اس تالاب میں کشتیاں اور آگ بوٹ چلتے ہیں خصوصاً بارش کے موسم میں یہ تالاب ایک موجزن سمندر دکھائی دیتا ہے اس تالاب پر سے نظام اسٹیٹ ریل بھی گزرتی ہے۔ حسین ساگر نظام اسٹیٹ ریلوے کا جنکشن بھی ہے۔ ریل میں سے دو طرف کے پانی کا نظارہ مسافرین کے لئے نعمت غیر مترقبہ ہے ریل میں سے کٹہ حسین ساگر کا منظر قابل دید ہے اس کٹہ کے شروع حصہ میں ایک چھوٹا سا نہایت خوشنما چمن بھی لگایا گیا ہے جس میں لوگ سیر و تفریح اور تھکے ماندے مسافر آرام لینے کے لئے آتے ہیں۔ حیدرآباد دکن کی معزز گورنمنٹ کو اپنی عزیز رعایا کا کس قدر خیال ہے کہ جہاں تک ممکن ہوسکے رعایا کو آرام و آسائش پہنچانے میں کوئی دقیقہ اٹھا نہیں رکھتی۔

عثمان ساگر

اس کا پہلے گنڈی پیٹھ نام تھا۔ اس کا بند رود موسی پر باندھا گیا ہے یہ تالاب شہر حیدرآباد سے تقریباً ۱۲ میل کے فاصلہ پر واقع ہے یہاں سے قلعہ گولکنڈہ پانچ میل پر ہے اس کا بند پختہ اور نہایت مضبوط تعمیر کیا گیا ہے اس کی بلندی ۱۱۸ اور سطح دریا سے (۱۰۲) فٹ ہے اس کا طول (۶۳۰۰) فٹ ہے اس میں ہمیشہ (۳۹۳۹) ملین کیوبک فٹ پانی رکا رہتا ہے اور اس میں (۶۸۲۹) ملین کیوبک فٹ پانی کے رکنے کی گنجایش موجود ہے اس میں ۱۰ فٹ لمبے اور ۶ فٹ چوڑے ۱۵ آہنی دروازے نصب

ہیں اس کے پانی کا پھیلاؤ (۶ء۸) مربع میل ہے اس کے ہر دروازہ میں سے ۲۵ ہزار مکعب فٹ پانی فی ثانیہ خارج ہو سکتا ہے اس کی تعمیر پر چون لاکھ روپیہ صرف ہوئے ہیں اس کے لئے ۱۴ مواضعات بمعاوضہ تین لاکھ اناسی ہزار پانچسو اٹھانوے روپیہ حاصل کئے گئے تھے اس کی تعمیر ۱۳۲۲ف میں آغاز ہو کر ۱۳۲۶ف میں پایہ تکمیل کو پہنچی اس کے بازو دو باغیچہ نہایت خوبصورت بنائے گئے ہیں ایک باغیچہ مردوں کی سیر و تفریح کے لئے اور دوسرا باغیچہ عورتوں کی ہوا خوری کے لئے ان باغیچوں کا نام عثمانیہ پارک رکھا گیا ہے اور ان باغیچوں کا شمار ہندوستان کے بہترین باغیچوں میں ہے اس کا پانی آب نوشی کے لئے مختص کر دیا گیا ہے اس تالاب کی تعمیر سے ایک طرف تو دریائے موسیٰ کے سیلاب کی مستقلاً روک تھام ہو گئی اور دوسری طرف اہل شہر کی آب نوشی کا انتظام ہو گیا۔ یہ زرین عہد عثمانی کا اہم ترین کارنامہ ہے۔ رعایائے حیدرآباد اپنی خوش قسمتی پر جس قدر بھی فخر کرے کم ہے کہ اس کو خداوند متعال نے ایک ایسا شفیق و مہربان سلطان عطا فرمایا ہے جس کو اپنی وفا شعار و عزیز ترین رعایا کی آرام و آسائش و فلاح و بہبود کا ہر طرح اور ہر آن خیال رہتا ہے۔ اس تالاب کے قریب ایک نہایت شاندار ڈاک بنگلہ بھی ہے جس میں مسافرین کی آسائش و آرام کے لئے کافی انتظام ہے۔ سیاحان عالم جو حیدرآباد کی سیر کو آتے ہیں وہ اس تالاب کو دیکھ کر لطف اندوز ہوتے ہیں۔

حمایت ساگر

یہ وسیع اور شاندار تالاب جس کے پتھر اور چونے کے بندش کی مقدار ۹۵ لاکھ مکعب فٹ ہے بصرفہ ۲،۷۲،۹۲ لاکھ کلدار حیدرآباد سے تقریباً ۹ میل کے فاصلہ پر تعمیر ہوا ہے اس کا بند رود عیسیٰ پر باندھا گیا ہے۔ عہد میمنت مہد عثمانی کی یہ بھی ایک زبردست تعمیر ہے۔ اس کی تعمیر کا آغاز ۱۳۲۸ف میں ہوا اور ۱۳۳۵ف میں اس کی تعمیر پایہ تکمیل کو پہونچی۔ اس میں سالانہ معمولاً (۳۱۶۰) ملین مکعب فیٹ پانی رکنے رہنے اور طوفانی پانی (۳۵۰۰) ملین مکعب فٹ کے لئے گنجائش ہے (۲۰) فٹ طویل اور ۱۵ فٹ عریض ۱۷ فولادی دروازہ اس میں لگائے گئے ہیں جن سے (۵۷۰۰۰) مکعب فٹ پانی کا فی ثانیہ اخراج ہو سکتا ہے اس کی چادر ۲۰۰۰ فٹ طویل اور کٹہ (۷،۴۰۰) فٹ ہے کٹہ کی بلندی انتہائی پایہ سے ۱۱۱ فٹ اور سطح دریا سے ۹۳ فٹ ہے اس کے پانی کا پھیلاؤ (۶ء۷) مربع میل ہے اس کے پانی کو بھی مثل عثمان ساگر کے آب نوشی کے لئے محفوظ کرنے اور مزرعہ حمایت ساگر کو اس تالاب سے ۳ ملین گیالن پانی دئے جانے کی خبر ہے۔ اس کے تعمیر کی ضرورت ۱۹۰۸ء کے دریائے موسیٰ کی طغیانی سے پیدا ہوئی جس طغیانی سے شہر کا ایک بہت بڑا حصہ تباہ اور بکثرت جانوں اور لکھو کھا روپیوں کے املاک کا نقصان ہوا تھا حضرت اقدس و اعلیٰ کی ہمدردی اور فیاضی نے اس نقصان کو گوارا نہ کرکے ایک وافر رقم سے اس سیلاب کی روک تھام کی اس تالاب کے قریب میں بھی ایک نہایت خوشنما ڈاک بنگلہ ہے جس میں مسافرین و سیاح ٹھیرتے ہیں سیاح عالم جو حیدرآباد کی سیر کی غرض سے آتے ہیں وہ اس تالاب کی بھی سیر سے لطف حاصل کئے بغیر نہیں رہتے یہ تالاب ہز ہائنس پرنس آف برار شہزادہ والاشان نواب میر حمایت علی خاں بہادر اعظم جاہ ولیعہد دکن و سپہ سالار افواج آصفی بالقابہم کے نام نامی سے معنون ہے۔

ہندوستان کی فلم کمپنیاں

یوں تو آج کل ہندوستان میں بہت ساری فلم کمپنیاں قائم ہیں مگر ان میں قابل ذکر پربھات فلم کمپنی پونہ، نیو تھیٹرس لمیٹڈ کلکتہ، رنجیت فلم کمپنی بمبئی، ساگر فلم کمپنی بمبئی ہیں۔ یہ کمپنیاں ہر سال کئی ایک شاندار فلم تیار کرتی ہیں جتنے شاندار فلم انگلش اور امریکن کمپنیوں کے ہوتے ہیں وہ ہندوستان کی ان کمپنیوں کو اگرچہ میسر نہیں ان کے مقابل میں خود کو پیش کرنے کے لئے اپنی ان تھک کوششوں کو کام میں لاتی اور بے دریغ روپیہ صرف کرتی ہیں ہندوستان میں فلمی صنعت کا وقار ان کمپنیوں کے دم سے ہی قائم ہے بہت اچھی اردو زبان ان کمپنیوں کے ڈراموں کی ہوتی ہے آرٹ لٹریچر سے یہ کمپنیاں مدد لیں تو نہ صرف ہندوستان کی ممتاز فلم کمپنیاں بن جائیں گی بلکہ ممالک غیر کی فلم کمپنیوں سے سبقت لے جاسکینگی (صمصام شیرازی)

پربھات فلم کمپنی

یہ فلم کمپنی ہندوستان کی سب سے بڑی اور قدیم ترین فلم کمپنی ہے جو پونہ میں قائم ہے پہلے یہ فلم کمپنی ہندی زبان میں ڈرامے پیش کرتی تھی جب اسے ناکامیابی ہوئی تو وہ ناکامی کی وجہ سے اب اردو زبان میں پیش کرنے لگی ہے جس کی وجہ سے اس کی فلمیں خاص و عام میں مقبول ہونے لگیں یہی وجہ ہے کہ آج اس کے تیار کردہ فلم اعلیٰ طبقہ میں مقبول ہیں۔

نیو تھیٹرس لمیٹڈ

یہ فلم کمپنی کلکتہ میں قائم ہے صوبہ بنگال کی سب سے بڑی فلم کمپنی ہے اگرچہ بنگال کی دوسرے کمپنیوں کے مقابلہ میں اس کی عمر بہت کم ہے تاہم اس فلم کمپنی کے تیار کردہ فلم تمام ہندوستان میں مقبول ہر خاص و عام ہیں پورن بھگت فلم نے اس کمپنی کو چمکا کر ہر دلعزیز بنادیا جب سے تمام ہندوستان میں اس کی شہرت ہونے لگی اس شہرت کو یہودی کی لڑکی کے فلم نے دوبالا کردیا یہ فلم کمپنی ہندوستان کی دیگر فلم کمپنیوں سے اچھی ہے اس کے ڈراموں کی اردو زبان دوسرے فلم کمپنیوں کے ڈراموں کی اردو زبان سے بدرجہا شستہ اور نفیس ہوتی ہے۔ اناتھ آشرم، دریا جی، دھوپ چھاؤں، اگرودھی

اور پریسیڈنٹ اس کے شاہکار ہیں۔

رنجیت فلم کمپنی یہ فلم کمپنی بمبئی میں قائم ہے اور یہ بمبئی کے مشہور و معروف کمپنیوں میں سے ہے اس کمپنی کا تیار کردہ فلم نہ اچھے ہونے کے ساتھ سوشیل اور سبق آموز ہوتا ہے اس فلم کمپنی کے تیار کردہ فلم کے دیکھنے سے طبیعت بہلجاتی ہے اس کمپنی کا دارومدار مدھوری چارلی، ڈکشت، نوری اور ٹھوریا پر ہے جن کا ہندوستان کے مایہ ناز اداکاروں میں شمار ہے۔ اس کمپنی کے تیار کردہ فلموں میں ۱۹۴۳ء رنگیلا راجہ، زمین کا چاند، طوفان میل اور نادرہ قابل تعریف اور پسندیدہ فلم ہے

ساگر فلم کمپنی یہ فلم کمپنی بمبئی میں قائم ہے اور یہ بمبئی کی بڑی فلم کمپنی ہے اس کی شہرت روز بروز ترقی پر ہے یہ فلم کمپنی نہایت شائستہ اور مہذب فلم پیش کرتی ہے جب ہی تو لکھے طبقہ میں اس کو مقبولیت حاصل ہے اس کمپنی کا تیار کردہ فلم جاگیردار، کوکیلا اور وطن فلم نہایت ممتاز رہا ہے من کی جیت بھی اسی فلم کمپنی کا تیار کردہ فلم ہے۔ موتی لال، سریندر، یعقوب، کمار، بیبو اور مایا اس فلم کمپنی کے روح رواں ہیں اس کمپنی کے ڈائرکٹر مسٹر محبوب ہیں جن کے ڈائرکشن کی وجہ ساگر فلم کمپنی آج شاہراہ ترقی پر گامزن ہے۔

امپیریل فلم کمپنی یہ فلم کمپنی بمبئی میں قائم ہے اس فلم کمپنی کا بھی ہندوستان کی بڑی کمپنیوں میں شمار ہے جو ایک بڑے دولت مند کے سرمایہ سے چل رہی ہے۔ اس کمپنی کے تیار کردہ فلم ہمیشہ نئے نئے رنگ کے ہوتے ہیں اس فلم کو شہرت میں لانے والی سلوچنا ہے جس کا نام مشہور عام ہے۔ مدھوری۔ ڈاکو کی لڑکی، ٹمبل بس، سرلا، منزل جنگل کی رانی، ہماری بیٹیاں، شان ہند اور میرے لال اس کمپنی کے شاہکار ہیں

نوٹ :- لوگ جو سنیما دیکھتے ہیں وہ تفریح طبع یا مفید نتیجہ برآمد کرنے کے لئے۔ مگر زیادہ تر دیکھا گیا ہے کہ لوگ فلم تفریح طبع کیلئے دیکھتے ہیں دن بھر دماغی کام کرنے سے تھکاوٹ پیدا ہو جاتی ہے۔ اس تھکاوٹ کو دور اور طبیعت کو فرحت دینے کے لئے سنیما دیکھنا کوئی برا نہیں لیکن چاہئے کہ ڈرامے دیکھئے جن سے نہ صرف طبیعت بہلے بلکہ دماغ کو سکون کچھ نہ کچھ مفید نتیجہ برآمد اور سبق حاصل ہو۔ میں یہ نہیں کہتا کہ سنیما دیکھنا برا ہے۔ البتہ اتنا ضرور کہونگا کہ ہر چیز جب حد سے گزر جاتی ہے تو وہ نقصان دہ ہوتی ہے کھانا بھی جب مقدار سے زیادہ کھایا جاتا ہے تو سوء ہضمی کی شکایت پیدا ہو جاتی ہے۔ سنیما کا زیادہ دیکھنا بھی صحت اور بینائی کو خراب کر دیتا ہے۔ ہر چیز اعتدال پر ہو تو اچھا ہے، فلم دیکھئے تو ایسے جس سے نصیحت اور سبق حاصل ہو میں آپ سے ساگر فلم کمپنی اور رنجیت فلم کمپنی کے تیار کردہ فلم دیکھنے کی سفارش کرتا ہوں۔ کیونکہ ان کمپنیوں کے تیار کردہ فلم ایک حد تک سبق آموز اور تفریح بخش ہوتے ہیں ان فلم کمپنیوں کے تیار کردہ فلم حیدرآباد دکن میں سلکٹ ٹاکیز نیاپل، زمرد محل عابد روڈ اور ساگر ٹاکیز شاہراہ عثمانی میں دکھائے جاتے ہیں۔ (صمصام شیرازی)۔

بابِ ہفتم

گلدستۂ سخن

اگر آپ شاعر ہیں تو کیوں آپ کا کلام اس میں درج نہیں، آپ کے کلام کے
اس میں درج نہ ہونے کی وجہ یہ ہوگی کہ غالباً آپ مشیر عالم جنتری کے
خریدار نہیں۔ مشیر عالم جنتری کی خریداری فرما کر
گلدستۂ سخن میں اپنی غزل درج کروائیے

صمصام شیرازی

مشیر عالم حنیفی

سنہ ۱۳۵۷ ۴۲۵

گلدستۂ سخن

مرتبہ شاہ زریت

صمصام تبریزی

کلام الملوک ملوک الکلام

غزل

از شاهنشه اقلیم سخن خسرو مملکت دکن و برار اعلیٰ حضرت سلطان العلوم خلد الله ملکه

همیشه بر سر عثمان که فضل یزدان است
لسان مه به شب چارده درخشان است

پرمگس به کجا منصب سترگ کجا
ز سر گذشتن جی این کار کار مردان است

صبا به وقت وزیدن نگاه کن پشت
شرار آتش جانم به خاک پنهان است

سر و جگر و دل و ایمان اگر کنم قربان
بهای لعل لبا و هنوز ارزان است

به هر طرف به چمن از فضای خم غدیر
نسیم و سنبل و ریحان و گل به دامان است

بپرس قصهٔ گل از لب و دهان بهار
قفس که بهر اسیران باغ زندان است

برون ز دائره هرگز قرار دل نه شود
سکون اهل چمن مرکز خیابان است

کسی که عیش و غم دهر از نظر انداخت
بهار و فصل خزان هم به چشم یکسان است

به رزم و بزم و به هر جای یاد کن عثمان
تو اسم حیدر صفدر که شاه مردان است

غزل

از ہز ہائینس پرنس آف برار شہزادہ والاشان نواب اعظم جاہ بہادر اعظم بالقابہم (ولیعہد سلطنت عالیہ آصفیہ)

مار ہی ڈالا مجھے ناز و ادا سے پہلے
جان ہی دینا پڑا مجھ کو قضا سے پہلے

آمدِ فصل بہاری کی کرامت ہے نئی
گل کھلے جاتے ہیں گلشن میں صبا سے پہلے

نہیں امید کہ ہو دست مسیحا سے شفا
کام یاں ہو ہی گیا اپنا دوا سے پہلے

ہو گیا عشق میں اب خون جگر بھی اپنا
رنگ طرفہ ہوا پیدا یہ حنا سے پہلے

اے تقاضائے محبت میں تصدق تجھ پر
اثر آہ نمایاں ہے دعا سے پہلے

ہائے اس شوخ جفا جو کے ستم کا انداز
اس نے دی مجھ کو سزا بھی تو خطا سے پہلے

زمزم و کوثر و تسنیم سے تو اے اعظم
دھولے منہ اپنا ذرا حمد و ثنا سے پہلے

غزل

پرنس والاشان جنرل نواب معظم جاہ بہادر دام اقبالہ المتخلص شجیع

(مطلع) بیخودی رشکِ مسیحا کی ادا سے لے لو
درد کچھ اور ہے لینا تو دوا سے لے لو

جام مے کیلئے ساقی کی ضرورت کیا ہے
نگہہ یار کی مستانہ ادا سے لے لو

ہوگئے ختم جفاؤں کے طریقے شاید
اک نیا طرزِ جفا ترکِ جفا سے لے لو

کیوں اٹھیں ہاتھ بھی جب بابِ اثر بند ہوا
اب یہ قوت بھی مرے دستِ دعا سے لیلو

درد سے بھی ہوں سبکدوش کہ موت آتی ہے
یہ امانت بھی تمہیں اہلِ وفا سے لے لو

منزلِ عشق سے آتی ہے یہ آواز مجھے
زندگی تازہ جو چاہو تو قضا سے لیلو

موت بھی عشق میں ناکام رہی جاتی ہے
اب تمہیں کام ذرا ناز و ادا سے لے لو

اون سے جب ہم نے کہا دل کے عوض غم لے لیں
ہنس کے کہنے لگے وہ میری بلا سے لے لو

منزلِ دارِ بقا دور ہے جانے والو
کچھ تو سامانِ سفر دارِ فنا سے لے لو

(مقطع) اوس کی رحمت کو بہانہ کی ضرورت ہے شجیع
آسرا تم بھی درِ آلِ عبا سے لے لو

سبحان اللہ

غزلیات

از حضرت اختر مینائی (نواب اختر یار جنگ بہادر)

گوشۂ دل سے کبھی گیسوؤں والے نہ گئے
پیچ قسمت نے وہ ڈالے کہ نکالے نہ گئے

تھا یہاں حسنِ تبسم تصور پہ بھروسہ ایسا
جانبِ طور ترے دیکھنے والے نہ گئے

وصل نے گو مرے ارمان نکالے لاکھوں
پھر بھی کچھ رہ گئے ایسے کہ نکالے نہ گئے

عمر بھر دیتے رہے داغ پہ جو داغ مجھے
ان سے دو پھول مری قبر پہ ڈالے نہ گئے

با وفا خار تھے کیا دشتِ جنوں کے اختر
ٹوٹ کر رہ گئے سب چھوٹ کے چھالے نہ گئے

از جناب اثر لکھنوی (مولوی سید علی حسن صاحب)

وصلِ جاناں نہ ہوا مجھ کو میسر اب تک
خواب میں بھی نہیں دیکھا رخِ انور اب تک

خوں کیا ہے مرا او بھول گیا ہے قاتل
کیسی غفلت ہے کہ دھویا نہیں خنجر اب تک

ظلمِ صیاد کا ہر نخلِ چمن شاہد ہے
اڑتے پھرتے ہیں گلستاں میں مرے پر اب تک

تو نے مردے کو جلایا ہے مسیحا کی قسم
یاد ہے مجھ کو ترے پاؤں کی ٹھوکر اب تک

عمر آخر ہوئی میری اسی حسرت میں اثر
نہ گلے میرے لگا آ کے وہ دلبر اب تک

از جناب اخلاق دہلوی

کیوں مورد مصائب کوئی سخن داں نہ ہو
وہ دل کہ جس میں الفت قومی نہاں نہ ہو

حاصل ہے لطفِ شورِ جہاں آہ کو مِیں
اے ضبط ہوشیار کہ صرف فغاں نہ ہو

قدرت فزانہ ہوں مری جدتِ طراز یاں
پُر کیف کیوں تکلّم اہل زباں نہ ہو

تحسین ناشناس قبول خرد نہیں
وہ نظم کیا کہ جو رکش نکتہ داں نہ ہو

اخلاق یہ محال ہے دنیائے شعر میں
دلّی کے رہنے والے میں لطفِ زباں نہ ہو

از جناب اشفاق لکھنوی

تذکرہ الفت کا میری بار بار آہی گیا
بے سبب ظالم ترے دل میں غبار آہی گیا

کشتۂ تیغ جفا جس نے بنایا تھا مجھے
وہ ستم ایجاد پھر سوئے مزار آہی گیا

لو زہے قسمت محبت میں اثر پیدا ہوا
میری بیتابی کا ان کو اعتبار آہی گیا

واعظوں کی رال ٹپکی جب گئے میخانہ میں
دختِ رز کو دیکھ کر ان کو خمار آہی گیا

حسن اے اشفاق اس ظالم کا ہے آدم فریب
لوٹ کر دل شوق سے بے اختیار آہی گیا

از جناب افقر موہانی (اڈیٹر جام جہاں نما لکھنؤ)

سرخی مرے لہو کی ہے فصلِ بہار میں
رنگ حنا میں کچھ ہے تو کچھ لالہ زار میں

ہم خانماں خراب نشیمن بنا چکے
ملتی نہیں جگہ چمن روزگار میں

ٹوٹی ہجوم یاس نے دنیائے آرزو
باقی نہیں قرار دل بیقرار میں

اک وہ ہیں جن کو دورِ خزاں بھی بہار ہے
اک ہم کہ خاک اڑاتے ہیں فصلِ بہار میں

کہنا پڑا یہ چاک گریباں کو دیکھ کر
افقر بہار آئی دلِ داغدار میں

از جناب بیگم لکھنوی (مولوی جاید مرزا صاحب)

مرد ہے تو وار کا کس بل نہیں دم خم نہیں
بل ہے تیوری پر تو ہو بندی کو اس کا غم نہیں

دل کسی کو کیوں دیا ہاتھ ملتی ہے جواب
چیز اپنی جب تک اپنے پاس ہے جو کم نہیں

کہد و مرزا سے جمی جم آئیں محفل میں کبھی
وقت کے اپنے کچھ اسکندر نہیں وہ جم نہیں

سوت بازی بجد ہے کیجا خدا کی شان ہے
وہ بھیتی بلے گریں بھی کچھ اس سے کم نہیں

جانتے ہیں سب یمین السلطنت کی ہے کنیز
کونسی محفل میں تیرا ذکر اے بیگم نہیں

از جناب بسمل (مولوی سید امین الحسن صاحب رضوی)

جب میرے حالِ زار کی تم کو خبر نہ ہو
روداد میرے عشق کی کیوں مختصر نہ ہو

پژمردہ ان کو دیکھ کے خوش ہو گلوں کا دل
وہ عشق چاہتا ہوں کہ جس میں اثر نہ ہو

ڈر ہے کسی کو دیکھ کے کمبخت کہہ نہ جائے
میرا شریکِ حال کہیں نامہ بر نہ ہو

دل میں ہجومِ ذوقِ پرستش کا ڈر یہ ہے
اس کعبہ میں کہیں بتِ کافر کا گھر نہ ہو

کوئی کہاں سے لائے گا بسمل کے واسطے
ایسی جگہ جہاں فلکِ فتنہ گر نہ ہو

از جناب تبسم نظامی (ایڈیٹر دو ہفتہ وار جہانی)

دل میں پیدا جو کبھی عزمِ گلستاں ہوتا
ہر چمن میرے مقدر سے بیاباں ہوتا

ہوتا لیلیٰ کے لئے تنگ اگر عرصۂ نجد
قیس کی خاک کا ہر ذرہ بیاباں ہوتا

گونجتا نغمۂ سرمد سے بیاباں کاش
خارِ صحرا کوئی مضرابِ رگِ جاں ہوتا

تھی تمنا کہ نہ یوں خیرہ بنے جلوۂ گل
شوقِ صحرا پہ تقاضائے گلستاں ہوتا

ہوش ہوتا ابھی تبسم کو تو حاصل کیا تھا
بس یہ ہوتا کبھی گریاں کبھی خنداں ہوتا

از جناب میر کاظم علی صاحب برق (موسوی)

آستیں کا سانپ پہلو میں نہیں یہ لخت ہے
میرا ہو کر میرا بد اندیش یہ کم بخت ہے

کیا پسیجے گا وہ پتھر میں کہیں لگتی ہے جونک
قلب اُس کافر کا پتھر سے زیادہ سخت ہے

بھولے بھٹکے آج میرے خواب میں آئے ہیں وہ
سو رہا ہوں میں یا کہ بیدار میرا بخت ہے

وقتِ پیری توبہ کر لوں گا ابھی تو ہوں جواں
وقت پہ ہر کام ہے ہر کام کا اک وقت ہے

مل کے پارس سے وہی آہن کا آہن رہ گیا
حیف برقِ موسوی تو کس قدر بدبخت ہے

از جناب تصور (مولوی سید عیسیٰ علی نواز رضا رضوی) امانت خانی

ہزار شعلۂ حسن بیاں فقط اک چراغ بنا آہ کے
ہوس نظارہ طور میں ہیں فریب ذوق نگاہ کے

دیا ضبط اتنا کہ دم رکا گھٹے شعلے سینہ میں آہ کے
مگر اس قدر ہوں تصورِ اٹھی کب تو بیٹھا کراہ کے

یہ خلش جو ہوتی ہے دم بدم نہیں آشنائی کسک کی
تھے نصیب میں مرے خارِ غم بھی لگ گئے تمہیں چاہ کے

جو ابھی نہ جا ادا ہو کیا وہ تیرا دل نہیں تنگ تھا
مگر اسکی آنکھ میں تھی حیا بھی جو دیکھتا تھا سلام کے

ہیں تصور ان کے شرف جلی یہ نبی کے خویش اہل یوں بھی
ہوں غلام انہیں کا بجز علی کروں کیا کسی کو سراہ کے

از جناب ثاقب بدایونی

جوشِ سودا نہ گیا سر سے مصیبت نہ گئی
یادِ قامت نہ گئی دل سے قیامت نہ گئی

کروٹیں لاکھ زمانے کی روش نے بدلیں
لیکن اپنے نیند کے ماتے تری غفلت نہ گئی

پھنس کے گرداب فنا میں ہے نکلنا مشکل
کشتیِ عمر خضر بھی تو سلامت نہ گئی

مر دیوں پیر شود حرص جوانی گردد
للہ الحمد مری خوئے قناعت نہ گئی

بے کسی مرگِ غریبی کی غضب ہے ثاقب
شمع بھی بھول چڑھانے سر تربت نہ گئی

از جناب جعفری حیدرآبادی (مولوی میر قاسم علی صاحب)

وعدۂ وصلِ صنم گر یوں ہی ٹلتا جائے گا
دن میں سو سو بار میرا دم نکلتا جائے گا

بیٹھ کر پہلو میں میرا وہ جفا جو سنگدل
چٹکیوں سے دل کو تو کر تک مسلتا جائے گا

تیرے آنے اور نہ آنے کی امیدیاس میں
تا کجے بیمار گرتا اور سنبھلتا جائے گا

ان کے جانے سے ہمارے دل کو ہوگا اضطراب
ان کے آنے سے ہمارا دل بہلتا جائے گا

گر یہی عالم رہا تا زندگی مستعار
جعفری نخلِ تمنا خوب پھلتا جائے گا

از جناب جلیل لکھنوی (نواب فصاحت جنگ بہادر)

ادا تری موجِ شراب ہو کے رہی
نگاہ مست سے دنیا خراب ہو کے رہی

وہ آہ دل جسے سن سن کے ہنستے آپ تھے
خدنگِ ناز کا آخر جواب ہو کے رہی

کسی [illegible] تھی کہ دیکھا اس کو
اٹھی نقاب تو حیرت نقاب ہو کے رہی

یہی تھی کشتِ تمنا جو خشک مدت سے
رہینِ منتِ چشمِ پُر آب ہو کے رہی

جلیل فصلِ بہاری کی دیکھئے تاثیر
گری جو بوند گھٹا سے شراب ہو کے رہی

از جنابہ حیا (جنابہ صغرا ہمایوں مرزا صاحبہ)

مجھ سے ملنے کے لئے آج وہ گھر سے نکلا
کام میرا میری آہوں کے اثر سے نکلا

بن سنور کر کوئی بے پردہ جو گھر سے نکلا
غل ہوا مہر فلک برج قمر سے نکلا

بعد مدت کے وہ آئے تو کہا یہ میں نے
کس طرف سجدہ کروں چاند کدھر سے نکلا

میٹھی باتوں سے نکلتا ہے جو مقصد دل کا
وہ نہ زر سے کبھی لعل و گہر سے نکلا

اے حیا آپ نے چھانی ہے جو دنیا کہیئے
فائدہ آپ کو کیا اپنے سفر سے نکلا

ازجناب حبیب (مولوی سید حبیب اللہ صاحب بیابانی وکیل ہائیکورٹ)

زبان حال سے کہتی ہے یہ تحریر میخانہ
بیاسی امر سے ہٹ کر ہے تقریر میخانہ

جو برہم ہو کے کل واعظ نے کی تحقیر میخانہ
ہوا اور استغاثہ باعث تشہیر میخانہ

نتیجہ ہے یہ سب کم ظرفیوں کا بادہ خواری کا
ہوا بدنام میخانہ گئی توقیر میخانہ

ضرر توہین احملہ قتل انساں کے جو مجرم ہیں
عموماً وجہ تحریک اس کی ہے تاثیر میخانہ

جو ہے قانون سے واقف حبیب اس کا یہ مسلک ہے
مذمت میں بھی ہو پیرایۂ توقیر میخانہ

ازجناب خسرو (نواب حسین نواز جنگ بہادر)

قفس میں نکہت گل سے سہارا زیست کا کچھ ہے
ہوا خواہ عنادل ہے تو بادِ صبا کچھ ہے

بہت تعریف سنتا ہوں میں قاتل آپ کے تیکا کی
ترے ترکش میں میرے درد دل کی بھی دوا کچھ ہے

یونہی کیا تشنہ لب سے ترسے ساقی لیے جاؤ
خم و جام و سبو میں دیکھ تو بہر خدا کچھ ہے

کہاں تک امتحاں لیتے رہے تم عہد و پیماں کا
یہی ہم دیکھتے آئے کہا کچھ ہی کیا کچھ ہے

لئے جاتے دل بے خوف بزم یار میں خسرو
اگر ہے تو ہمیں اندیشۂ دزد حنا کچھ ہے

ازجناب حسرت موہانی (علیگ)

یاد شہر و کوئے یار آنے لگی
آرزو کو بوئے یار آنے لگی

زلف یار اندر ہوائے حسن یار
تا رخ نیکوئے یار آنے لگی

شوق مخمور ہوس ہونے لگا
نکہت گیسوئے یار آنے لگی

حسن کی نذر عقیدت بے شمار
ہر طرف سے سوئے یار آنے لگی

زخم دل دیکھا تو حسرت ہم کو یاد
قوت بازوئے یار آنے لگی!

ازجناب خوشتر حیدرآبادی (پنڈت رائے کشن گھ صاحب)

خیال یار رہا دل میں دلنشیں برسوں
یہ وہ مکان ہے جس میں کہ تھا مکیں برسوں

اڑائے سے نہ اڑیگا یہ رنگ اے قاتل
رہیگی خون میں تر تیری آستیں برسوں

میں اک تڑپ میں کروں لاکھ بجلیاں پیدا
اگر مری بھی بیتابیاں رہیں برسوں

تری فغاں میں اثر ہوا ابھی سے کیا معنی
کہ مشق چاہیئے کو دل حزیں برسوں

وفات حضرت زیرک غضب ہے اے خوشتر
یہ داغ دل سے مٹے گا نہ بالیقیں برسوں

فارسی از جناب داعی (آقا سید محمد علی صاحب)

بتفضل ایزد و از فیض شاہ عثمان است / کہ ہر کہ بیند و گوید دکن گلستان است

فزود دانش و از داد مملکت آراست / زبان شاہ دکن ترجمان قرآن است

میان شاہ و رعایا است یگانگی آن سان / کہ اہل ملک ہمیشہ تنند و شہ جان است

زمانہ دید صنائع فزود زینت ملک / عجب مدار گر این ملک رشک جاپان است

برائے تہنیت جشن جوبلی شاہ

غزل سرائی داعی زبان ایران است

غزل از جناب رعد (مولوی میر نادر علی صاحب)

جان و دل لیتے ہیں وہ ناز و ادا سے پہلے / ہم تو بے موت ہی مرتے ہیں قضا سے پہلے

وعدۂ وصل کا اقرار نہ انکار مگر / پوچھ لیتے ہیں وہ کچھ شرم و حیا سے پہلے

درد فرقت کا ہر حال ہے انجام وصال / امتحاں عشق کا ہے جور و جفا سے پہلے

تم مسیحا ہی کو ان ہے قاتل پوچھو / غمزہ و ناز و ادا شرم و حیا سے پہلے

حال دل سے مرے آگاہ ہے اے رعد کریم

ہر دعا ہوتی ہے مقبول رضا سے پہلے

از جناب دل (شاہجہانپوری)

اے جنوں راحت اثر دل کی پریشانی نہ تھی / ہم نے جب تک خاک کوئے یار کی چھانی نہ تھی

ضبط گریہ اک مصیبت ہو گیا دل کے لئے / یہ تو اس دریا میں ڈوبا جس میں طغیانی نہ تھی

مٹ گیا لیکن نمایاں ہوں بہار حسن پر / اب میں یہ سمجھا کہ ہستی عشق کی فانی نہ تھی

ہر قدم پر نارسائی کا گلہ بڑھتا گیا / حد آخر تک مری منزل میں آسانی نہ تھی

یہ نتیجہ عشق کا ہے اے دل شوریدہ سر

اس قدر جوش آفریں پہلے غزل خوانی نہ تھی

از جناب رعنا (اکبرآبادی)

آگ شمع زندگی خاموش ہے / آج تکمیل فنائے ہوش ہے

تحفہ ناکامیوں کا ہو گیا / لو چراغ قبر بھی خاموش ہے

عشق کی کیا ابتدا کیا انتہا / ابتدا میں انتہا کا جوش ہے

پوچھتے ہیں بیخودی کا راز کیا / عشق کا اک نالۂ خاموش ہے

ہیں یہ رعنا عشق کی خودداریاں

دل میں جب تک درد ہے خاموش ہے

از جناب رمزؔ انصاری گنوری

اس غرض سے نہیں کوئی محوِ ناز ہے | ان کو تو صرف کوششِ تکمیلِ نیاز ہے
شاید کسی نے چھیڑ دیا ان کا تذکرہ | جنبش ہے دل کو روح میں اک اہتزاز ہے
تیری ازل کی گرم نگاہوں کو کیا کہوں | گہرائیوں میں دل کی ابھی تک گداز ہے
تم برق بن کے سامنے آئے کلیم کے | شک ہے مجھے کہ یہ بھی فریبِ مجاز ہے

اب میں سمجھ رہا ہوں جفاؤں کو بھی وفا
اب کیوں ستم سے رمزؔ انہیں احتراز ہو

از جناب رازؔ چاندپوری

کعبہ شاہد ہے مرا ہے جانِ بت خانہ مرا | لب پہ مشرق اور مغرب کے ہے افسانہ مرا
خود پرستی حق پرستی ہے بہ شکلِ اجتہاد | سرحدِ تقلید سے آگے ہے بت خانہ مرا
میرے ساقی تیرے قرباں کم نگاہِ التفات | آج کچھ خالی نظر آتا ہے پیمانہ مرا
مجلس صوفی یقیناً دیکھنے کی چیز ہے | لیکن اے خوش بیں کبھی دیکھا ہے میخانہ مرا

اتباعِ اہلِ دل اے رازؔ کرنا چاہیے
میں موحد ہوں مگر مشرب ہے رندانہ مرا

از جناب رنگینؔ سمندری

مزے کی ہیں آغازِ الفت کی باتیں | وہ باتوں کی حسرت وہ حسرت کی باتیں
جوانی کسی کی بنے گی قیامت | قیامت میں ہوں گی قیامت کی باتیں
بہاروں کی باتیں اسیرِ قفس سے | کہاں ہیں کہاں ہیں مسرت کی باتیں
تو حوروں پہ زاہد بتوں پہ ہیں قرباں | نہ چھیڑ ان کو یہ ہیں عقیدت کی باتیں

کسی سے نہیں شکوہ ناکامیوں کا
فقط ہیں یہ رنگینؔ قسمت کی باتیں !

از جناب کوثرؔ وارثی (مولوی منشی محمد ہادی علی صاحب)

شوق میں اب نہ رکیں گے دمِ رفتار قدم | دور اب منزلِ مقصود ہو یا چار قدم
اللہ اللہ نزاکت ہے کسی کا چلنا | فتنۂ حشر نے چومے دمِ رفتار قدم
اٹھ کے آتے ہیں بگولے مری پابوسی کو | میں جو رکھتا ہوں سرِ وادیٔ پُرخار قدم
اللہ اللہ مجھے منزلِ مقصود کا شوق | سایۂ تن سے نکل جاتا ہوں دو چار قدم

میں خفا ہو کے جب اٹھا تو وہ بولے کوثرؔ
اب نہ رکھنا میری محفل میں خبردار قدم

از جناب سعید نواب سر محمد سعادت علی خان بہادر والیٔ ریاست ٹونک

کیوں جا رہے ہو صبر کسی کا لئے ہوئے — مجھ کو بھی اپنے ساتھ خدارا لئے ہوئے

اعزاز و احترام سے دشمن کے یہ کیلا — اُس بزم میں نہ جائے تمنا لئے ہوئے

محشر چاہی چاہیئے ان سب کا اے کریم — جو آئے ہیں کرم کا سہارا لئے ہوئے

سُن کر گلا رقیب کا ہنس کر دیا جواب — جب آپ آئے ہیں یہی رونا لئے ہوئے

گلشن میں عطر بیزیاں ایسی نہ تھیں سعید — بادِ صبا ہے زلف کا صدقا لئے ہوئے

از جناب ساغر امرتسری (پنڈت ست پال صاحب)

کیوں ہو بکتے ہو غیر کی الفت جتا کے اور — کیا لوگے جانِ خستہ کو تم جلا کے اور

قاتل یوں ہی نہیں ترا خنجر تڑپ رہا — دم لے گا خونِ عاشقِ بسمل بہا کے اور

اے چرخ مجھ پہ ظلم تو پہلے ہی کم نہیں — کیا ہاتھ آئے گا ترے مجھ کو ستا کے اور

اُف التجائے وصل پہ اللہ کی پناہ — ہر روز ٹالتے ہیں وہ باتیں بنا کے اور

ساغر بتا کم نہ بوجہ جُدائی کا بعد مرگ — تربت پہ رکھ رہے ہیں وہ پتھر اُٹھا کے اور

از جناب راجہ سر ولعل صاحب سرور جاگیر دار امو ارم

خدا کی حمد کرے کیا کسی کی تاب نہیں — کہ اُس کا دوسرا ثانی نہیں جواب نہیں

نظر کی خیرگی خود بن گئی حجابِ نظر — وگرنہ چہرہ پہ اُن کے کوئی نقاب نہیں

دعا قبول نہ ہو سکا ہے تعجب کیوں — ہمارے دل میں اگر صدق و ثواب نہیں

ضرور ان کی دعائیں قبول ہوتی ہیں — کہ جن میں صدق ہے نیت اگر خراب نہیں

خدا کے فضل کا کیا شکر ہو ادا سرور — کہ جس کے لطف و کرم کا کوئی حساب نہیں

از احمد سعید خان صاحب سیفا متعلم پنجاب میٹرک

زہر کھاتی ہے صباحت وہ ملاحت ہے تری — قابلِ صد ناز صورت اور سیرت ہے تری

دانت موتی ہی ہیں تیرے اور ترے لب ہیں عقیق — ہے عدن تیرا یمن پر بھی حکومت ہے تری

زلف ہے شام او دھ صبح بنارس ہے جبیں — اجتماعِ ضدین کا ہے یا یہ صورت ہے تری

پھول جھڑتے ہیں دہن سے تیرے وقتِ گفتگو — وہ زباں میں لوچ شیرینی لطافت ہے تری

قم باذن اللہ کہہ ظاہر ہوا اعجازِ مسیح — کشتۂ سیفا کو جلا آساں کرامت ہے تری

از جناب شاد (مہاراجہ کشن پرشاد بہادر یمین السلطنت)

بادۂ خمخانۂ توحید کا مے نوش ہوں
چور ہوں مستی میں ایسا بیخود و مدہوش ہوں

گر دیے پھر نے دے مجھے ساقی یہ میرا فرض ہے
مثل ساغر دور میں ہوں بادۂ سر جوش ہوں

محو ذوق معرفت ہوں اور مست عشق بھی
روز اول سے ہی میں تف خمار دوش ہوں

طرز خاموشی مری بتلاتی ہے اس راز کو
ہو نہ راسخ حقیقت الکھ میں خاموش ہوں

کس کی فرقت وصل کس کا اور ہے معشوق کون
شاد میں اس عالم کونین سے ہم آغوش ہوں

غزل مدحیہ فارسی از صمصام شیرازی

مولف مشیر عالم جنتری و یادگار سلور جوبلی

من چہ گویم تو جہاں اے شاہ عثماں کردۂ
حق تعالیٰ را زخود مسرور و شاداں کردۂ

شاد زندہ باد دائم اے شہ ملک دکن
چونکہ در دور دمنداں را تو درماں کردۂ

عقل شاہان جہاں را محو حیرت ساختی
اے تو ہر کاری کہ کردی ہر یزداں کردۂ

حیدرآباد دکن را اے شہ عالی ہمم
فخر پیارس افتخار شہر کنعاں کردۂ

آفریں صد آفریں صمصام شیرازی ترا
عمر خود را وقف مدح شاہ عثماں کردۂ خلد اللہ ملکہٗ

از صمصام شیرازی (آقا سید عباس حسین الہٰ سید جنابزادہ)

مولف مشیر عالم جنتری و تذکرہ یادگار سلور جوبلی

آگئے ہیں تنگ کوئے یار میں جاتے ہوئے
سر کے ٹکڑے ہو گئے اس در پہ ٹکراتے ہوئے

نعمت دنیا کی لذت محو دل سے ہو گئی
اک زمانہ ہو گیا غم ہجر کا کھاتے ہوئے

کس قدر ان کی طبیعت میں حیا و شرم ہے
گر کسی سے بات کرتے ہیں تو شرماتے ہوئے

کچھ نہ پوچھو جو ہوئی حالت دل شاد کی
غیر کی محفل میں دیکھا جب انہیں جاتے ہوئے

آج تک مطلب مرا صمصام وہ سمجھے نہیں
ایک مدت ہو گئی مجھکو وہاں جاتے ہوئے

از جناب صفی (مولوی مرزا بہادر علی صاحب ظلہ)

محو حیرت ہوں میں تنگی باغ امکاں دیکھکر
گل کو خنداں دیکھ کر شبنم کو گریاں دیکھکر

ہو گیا معلوم ہے رتبہ صداقت کا بلند
آسماں پر صبح صادق کو نمایاں دیکھکر

محفل عالم میں کوئی خاطر آسودہ نہیں
جل رہی ہے شمع یہ رنگ شبستاں دیکھ کر

سچ ہے لازم ہے شریروں کیلئے سنگیں دلی
ہو گیا ظاہر شرر پتھر میں پنہاں دیکھ کر

زندگی میں تو وہ چتون پھیر لیتے تھے صفی
منہ پھیر لیتے ہیں اب گور غریباں دیکھ کر

فارسی از جناب ضیاء (نواب ضیاء یار جنگ بہادر)

تیشہ ہا آرد بسر مانخول کند دلہا خوش است
ہر چہ خواہد حسن کش عشق بی پروا خوش است

گر بمیرد طالب وصلت منجم را چہ باک
از دل خود دیدن کاں را فرویا فرد اخوش است

خاطرم از گفتہ ہا غافلان آزردہ نیست
کز لب طفلان شنیدن حرف بی معنی خوش است

وقت بازار است خوباں غم فروشی می کنند
نقد دل بردن بہ جیب بیہودہ خوش است

از ادب دور است قرب پردۂ محمل ضیاء
قیس را مردن بہ پائے ناقۂ لیلی خوش است

فارسی از جناب طلعت یزدی

اے مرغ دل از سینہ برو بال و پری کن
در این قفس تنگ بیاد و بدی کن

اے اشک روان یکسر از چشمۂ چشم
بر دامن گلزار تماشا گذری کن

اے آہ سحرگاہ تو ہم از سر یاری
چون نالۂ عشاق جگر خون اثری کن

اے سرو دل آرائی من آخر بخرام آئی
با روئے چو ماہ اے بت ما جلوہ گری کن

با طلعت یزدی ہمہ جا باش وفادار
گر ترک وفا می کنی آن باد گری کن

از جناب طالب

آرزو یہ ہے ہمیشہ تو رہے دل کے قریب
اور دیوانہ ہو تیرا تیری محمل کے قریب

نا خدا کا کیا گلہ یہ خوبی تقدیر ہے
ڈوبتی اپنی کشتی آہ ساحل کے قریب

انتہائے آرزوئے دید میں انکا ہے دم
کاروان شوق آپہنچا ہے منزل کے قریب

کیوں نہ ہو جاؤں سراسر بے نیاز جستجو
ہے مکین لامکاں جب وہ ہی دل کے قریب

آہ میں تاثیر اے طالب ذرا پیدا تو کر
دیکھ پھر کیسے چلے آتے ہیں وہ دل کے قریب

از جناب ظفر (مولوی سراج الدین صاحب)

بیخودی میں کر رہا ہوں طواف کوئے دوست
جا رہا ہوں میکدہ بردوش گیسوئے دوست

دیکھ کر رعنائی حسن و جمال فتنہ زا
بن گیا حیرت سے میں آئینہ دار روئے دوست

رنگ لائی ہیں تصور کی جنوں انگیزیاں
مجھ کو آتی ہے مہر ہر مو تن سے بوئے دوست

امتحاں لینا ہے مجھ کو خنجر بیداد کا
آزمانا ہے مجھے اب قوت بازوئے دوست

مل گئی آخر رسائی میرے نالوں کو ظفر
ہو گیا تہ جذب دل کے سامنے زانوئے دوست

از حضرت علم مدظلہ (قاآنی دکن)

وعدۂ وصل سے انکار غضب ہے کہ نہیں
ہر گھڑی حجت و تکرار غضب ہے کہ نہیں

شوق دیدار نے موسیٰؑ کو دکھایا نیچا
خواہش جلوۂ دیدار غضب ہے کہ نہیں

حضرت خضر بھی آتے ہیں نظر سرگرداں
گردش گنبد دوّار غضب ہے کہ نہیں

خواب میں بھی اسی کمبخت کا رہتا ہے خیال
غیر کا طالع بیدار غضب ہے کہ نہیں

خود پسندی سے علم خلق میں بدنام ہے تو
دیکھ کمبخت یہ پندار غضب ہے کہ نہیں!

از جناب عاشق جالندہری (مولوی عاشق حسین صاحب)

ہم حال تپ کا اگر اظہار کریں گے
باور ہے کہ ہر چشم کو خونبار کریں گے

ہر جا یہ ہے بدنامی مری ہجر کا چرچا
بھولے سے حسینوں کو اب پیار کریں گے

دل دیکے نہ لیں گے غم و آلام کا ساماں
سودا نہ خسارے کا خریدار کریں گے

مار ایں پردہ ہمیں اے حسن فسوں گر
ہم تجھ کو بھی رسوا سر بازار کریں گے

امید میں جائے گا گذر عاشق بیمار
پورا وہ خدا جانے کب اقرار کریں گے

از جناب عبرت صدیقی بریلوی

اماں پائی نہ جانے باغباں سے
قفس بہتر ہے مجھ کو آشیاں سے

کہیں جس کو تمناؤں کی دنیا
وہ دل بہلا سا لاؤں پھر کہاں سے

کسی کے غم میں خوں ہو کر بہا ہے
دل پر شوق چشم خوں فشاں سے

حجاب اچھا نہیں عاشق سے اتنا
اٹھے پردہ دوئی کا درمیاں سے

وہ برہم لاکھ ہوں سجدوں سے عبرت
نہیں اٹھنے کا یہ سر آستاں سے

از جناب غیور (مولوی میر عابد علی صاحب)

ہے جتنا حسن بھی اتنا غرور باقی ہے
وہ نشہ تو نہیں پھر بھی سرور باقی ہے

یقیں ہے آگیا اب میری بھی نجات کا وقت
کہ ایک میں ہوں یہاں اور ایک حور باقی ہے

نہ پوچھو سینہ پہ ناخن کے یہ نشان ہیں کیوں
یہ حسرتوں کا نشان قصور باقی ہے

رہا نہ سینہ میں جب دل تو یہ کھٹک کیسی
کوئی دبی ہوئی حسرت ضرور باقی ہے

یہ کس کا کہا نہ دکن میں رہا کوئی شاعر
نہیں جناب ابھی تو غیور باقی ہے!

از جناب غریب (مولوی سید عبد الغفور صاحب)

پریشانی من از نکہت گیسوئے جاناں است – کہ این آشفتگیہا بہر آن زلف پریشاں است
برو ناصح مگو افسانۂ فردوس رضواں را – بہشت جاودانی من برخ چہرئ تاباں است
نگردانی رو خود از صورت دیوار ای زاہد – کہ محراب اجابت ابروئے شمشیر براں است
سیہ روزم چراغ از روغن بادام می سوزم – سواد سرمہ تا در نرگس شہلا فتاں است

بہار تا زمن آمد غریب از جانب گلشن
نسیم نکہت گل از لبش چون غنچہ خنداں است

از جناب فیض لدھیانوی

مایۂ اضطراب ہے دنیا – میرے دل کا جواب ہے دنیا
اتنی اچھی کبھی نہیں ہوگی – جس قدر اب خراب ہے دنیا
اہل دنیا فریب خوردہ ہیں – موج بحر سراب ہے دنیا
کوئی مطلق سمجھ نہیں سکتا – طفل ناداں کا خواب ہے دنیا

ہوتی رہتی ہے فیض تبدیلی
مظہر انقلاب ہے دنیا

از جناب فیاض ہریانوی

کعبے میں کچھ نہ کچھ ارباب نظر دیکھیں گے – نہیں اللہ تو اللہ کا گھر دیکھیں گے
انتظار ان کا شب وعدہ یہ لذت دیگا – بار بار اٹھیں گے اور جانب در دیکھیں گے
خاک ہو جاؤں گا اک روز یہ ہے وائے دریغ – میرے ارماں انہیں خاک بسر دیکھیں گے
اشک خونیں سے تو سیراب کئے جاتے ہیں – پھولتا کب ہے محبت کا شجر دیکھیں گے

پورے ہونے کے نہیں حسرت و ارمان فیاض
یہ مبارک ہے کہ منحوس سفر دیکھیں گے

از جناب فضا جالندھری (مولوی سید دل محمد صاحب)

خاک دل ہے زیر پائے یار گرم – کس قدر تھی شوخی رفتار گرم
عشق نے برق مجسم کر دیا – ہے مزاج عاشق بیمار گرم
چھا گئی عالم پہ شوخی بہار – آتش گل سے ہوئے گلزار گرم
اللہ اللہ جلوہ حسن فرنگ – ہر جگہ ہے مصر کا بازار گرم

دیکھئے رفتار عمر بے ثبات
لے فضا کتنا ہے یہ رہوار گرم

از جناب قدرت (نواب قدرت نواز جنگ بہادر)

دل جو لینا ہے تمہیں مہر و وفا سے لیلو
جان لینی ہے اگر دیکھے ادا سے لیلو

خون ناحق مرے ارماں کا ہوا ہے کہ نہیں
تم شہادت کفِ ہمرنگ حنا سے لیلو

شیخ تم کو ہے جو کوثر کی طلب تو بڑھ کر
دستِ ساقی سے چھلکتے ہوئے کاسے لیلو

چاہتے ہو جو مری موت مسیحا ہو کر
سہل سی بات ہے تاثیر دوا سے لیلو

بزم جاناں میں رسائی نہیں مشکل قدرت
تھوڑی تائید اگر بخت رسا سے لے لو

از جناب کوثر وارثی (مولوی منشی محمد ہادی علی صاحب)

شوق میں اب نہ رکیں گے دم رفتار قدم
دور اب منزلِ مقصود ہو یا چار قدم

اللہ اللہ نزاکت سے کسی کا چلنا
فتنۂ حشر نے چومے دمِ رفتار قدم

اُٹھ کے آئے ہیں جو بولے مری پابوسی کو
میں جو رکھتا ہوں سرِ وادیٔ پرخار قدم

اللہ اللہ مجھے منزلِ مقصود کا شوق
سایۂ تن نے بھی چاہا ہوں دو چار قدم

میں خفا ہو کے جب اٹھا تو وہ بولے کوثر
اب نہ رکھنا مری محفل میں خبردار قدم

از جناب قیس (خواجہ بدیع اللہ صاحب)

وصل کی کوشش کی کیا حاصل کچھ حاصل نہیں
جب جگر پہلو میں سینہ میں ہمارے دل نہیں

میں اٹھوں اٹھ کر ٹہلوں یہ تو میں قابل نہیں
بات یہ ہے دوسری کہئے کہ تو قابل نہیں

میں اگر چاہوں تو ہو جائیگا مشکل سہل کام
تم اگر چاہو تو سب کچھ سہل ہے مشکل نہیں

کشتۂ تیغ تغافل ہوں تمہیں معلوم ہے
خوں لگا کر میں شہیدوں میں ہوا داخل نہیں

کس طرح طے ہی سخن کی داد اہلِ بزم سے
قیس صاحب ناقصوں میں بھی تو تم کامل نہیں

غزل از جناب کسریٰ سیدی

گریہ کا اثر شام و سحر ڈھونڈ رہا ہوں
اٹھتی ہوئی موجوں میں گہر ڈھونڈ رہا ہوں

پُر جوشِ جوانی کی تمناؤں میں کھو کر
میں اک بتِ بیدرد کا گھر ڈھونڈ رہا ہوں

میں جلوۂ پُرکیف کی تنویر میں اکثر
اک کیفیتِ شوقِ نظر ڈھونڈ رہا ہوں

اے دردِ جگر تیری ستم کوش تڑپ میں
اس چشمِ فسوں گر کا اثر ڈھونڈ رہا ہوں

ہے شان مری کوششِ پیہم کی یہ کسریٰ
ہو کر میں اُسے خاک بسر ڈھونڈ رہا ہوں

از جناب لطیف رسا حیدرآبادی (مولوی مرزا علی محمد)

ہو زباں پہ ترا تذکرہ تری شان جل جلالہٗ | ہے یہ کام بندے کا اے خدا تری شان جل جلالہٗ
تو ہی کارساز ہے اے خدا تو ہی چارہ ساز ہے انجلا | تو جہاں کا راز ہے انجلا تری شان جل جلالہٗ
یہی شکر ہے کہ نہ چھوٹے ہو تو کہاں تک گلہ کریں | جو ہوں مشکلیں بھی تو فکر کیا تری شان جل جلالہٗ
ہے نوید رحمت جاں فزا کہ یہ ہم ترا مرے کبریا | کہ جو مانگا بندے کو دے دیا تری شان جل جلالہٗ

تری بارگاہ میں اے خدا ہے لطیف کی یہی التجا
اسے کردے ساکن کربلا تری شان جل جلالہٗ

از جناب لبیب تیموری (مولوی مرزا نظام شاہ صاحب)

ہزار لذتیں ہیں ہیچ ذوق رنج و محنت میں | کہ ہمت بڑھتی ہے ہر بار آئی غم مصیبت میں
دل مجروح کی آواز کا بانگ بہار آئی ہے | ہزاروں پھول کھل جاتے ہیں باغ جراحت میں
دل فریاد وال پر کون جب یاں کی چلاتا ہے | تڑپ اٹھتا ہوں اپنے آپ انسانی محبت میں
تڑپتی ہیں ہزاروں لذتیں قلب تمنا میں | تمنائیں امنڈتی ہیں تصور ہائے لذت میں

لبیب اپنے زمانہ کا ولی تم کو سمجھتے ہیں
اگر پورے اترتے امتحان آدمیت میں

از جناب لائق (پنڈت لالہ لاڈلی لال صاحب ایم۔ اے ایڈوکیٹ اٹاوہ)

رہیں گے آپ تو آنکھوں کے پردوں میں نہاں ہو کر | مٹے پھر مٹنے والا آپ کا کس کا نشاں ہو کر
جنون فتنہ ساماں یہ بھی منظر دیکھ لے آ کر | مراد ارمان ہستی اڑ رہا ہے دھجیاں ہو کر
وہ رگ رگ میں سماتے ہیں تو اسم اللہ سمایا میں | مری چلتی ہوئی نبضیں بتا دیں گی رواں ہو کر
تو اے حسرت دیدار لے چل میری آنکھوں کو | جہاں دنیا کی آنکھوں سے وہ بیٹھے ہیں نہاں ہو کر

فدائی ہو تو لائق تم کرو ایسی گل افشانی
بہار نظم کا ہر پھول بول اٹھے نہال ہو کر

از جناب معین (نواب اعانت جنگ معین الدولہ بہادر)

پہلو میں میرے جو دل وفادار ہے | رونق فروز انجمن ہجر یار ہے
وہ ہے عدو کی بزم ہے اور سو طرح کے رنگ | میں ہوں سکوت شب ہے غم انتظار ہے
میری ہی جان پر ہوئیں زمانے کی آفتیں | میری ہی جان پر ستم روزگار ہے
دل جس کا خوش ہو اس کو ہے ہر حال میں خوشی | باد خزاں بھی رشک نسیم بہار ہے

کیا غم ہے اے معین مجھے میزان حشر کا
تکیہ یہ میرے رحمت پروردگار ہے

از جناب ماہر شیرازی (مولوی مرزا علی رضا صاحب)

اگر تم بزم میں اپنی بلاتے اپنی آنکھوں سے
قسم آنکھوں کی ہم بھی چلے آتے اپنی آنکھوں سے

مژہ کے اشک نے پردہ جدائی کا رکھا ورنہ
ہم اپنا جذب الفت آزماتے اپنی آنکھوں سے

وفور جوش گریہ سے ڈبوتے ایک عالم کو
مزہ ہوتا جو ہم دریا بہاتے اپنی آنکھوں سے

ہوئے ہم عشق میں رسوا لگی آگ اس محبت کو
نہ ہم مرتے نہ تم ہم کو گراتے اپنی آنکھوں سے

اشارہ پاتے ہم ماہر اگر پیر طریقت کا
کڑی جو راہ میں پڑتی اٹھاتے اپنی آنکھوں سے

از جناب معین (نواب میر معین الدین علیخاں بہادر)

تیری نگاہ لطف سے عالم خراب ہے
چشم کرم بھی پردہ چشم عتاب ہے

خواجگی بس بزم کی سرمستیاں نہ پوچھ
پیمانہ خیال میں جب تک شراب ہے

اک اعتبار رنگ میں تو ہے وفور آج
اس کا جواب میں ہی تو میرا جواب ہے

ساقی کی چشم مست نے مدہوش کر دیا
اب کس کو امتیاز ثواب و عذاب ہے

چمکیگا مثل مہر وہ مرقد میں اے معین
دل میں جو داغ عشق رسالتمآب ہے

از جنابہ مدنی صاحبہ (شہباز بیگم)

جذبات دل کو دہر میں رسوا نہ کیجئے
ظاہر کا التفات دکھایا نہ کیجئے

اخلاص کا نباہ سے رشتہ ہے دیکھا
یہ وصف خاص و عام میں ڈھونڈا نہ کیجئے

انسان کو جانچ لیجئے اس کی سرشت سے
پتھر کو ہیرا جان کے اپنا نہ کیجئے

دھوکے سے آنہ جائیے شیطاں کے پھیر میں
غصہ میں انکسار کو بھولا نہ کیجئے

مانا کہ تازیانۂ عبرت ہے برمحل
مدنی کسی کو نظم میں رسوا نہ کیجئے

از جناب ندرت میرٹھی

آپ کی حسرت کو رکھا ہم نے نہاں آپ سے
لیجئے یوں بھی نباہ دی تا بہ امکاں آپ سے

دامن رنگیں پہ داغ آستیں کا ہو شمار
کیا چھپے گا خون ناحق شہیداں آپ سے

بیشک اے دست جنوں تیری خطا کچھ بھی نہیں
آپڑا ہے پھٹ کے دامن پر گریباں آپ سے

آپ ہی کے سامنے روتا رہوں گا عمر بھر
جانتا ہوں میں فرو ہوگا یہ طوفاں آپ سے

اب تسلی بخش کوئی بات کہدیں آپ بھی
کہہ چکا ندرت تو سب حال پریشاں آپ سے

از جناب نور لدھیانوی

وہ پردہ روئے پُر انوار سے اٹھا نہ سکے
ہم اپنے سوتے ہوئے بخت کو جگا نہ سکے

تڑپ تڑپ کے تو بسمل نے جان تک دیدی
وہ آب تیغ کے دو گھونٹ بھی پلا نہ سکے

ہماری اُن کی محبت رہی اسی حد تک
ادھر بڑھا نہ سکے ہم ادھر گھٹا نہ سکے

ہزار ولولے موجود تھے طبیعت میں
مگر حیا سے لبے آنکھ بھی ملا نہ سکے

جناب نور ہیں تو مٹا دیا لیکن
ہمارے حرف محبت کو وہ مٹا نہ سکے

از جناب واصفی حیدرآبادی (مولوی سید عبدالصمد صاحب)

شایق بتکدہ نہیں کعبہ کی آرزو میں تھا
جسکی طلب ہے وہ ملے بس اسی جستجو میں تھا

ذبح مجھے جو کر دیا اس سے ہو احصول کیا
یہ تو بتاؤ کس کا دم میری رگ گلو میں تھا

میرے لئے چمن میں اب رکھا ہی کیا ہے باغباں
نذر نسیم ہو گیا لطف جو اس کی بو میں تھا

اشک بہا کے آنکھ سے عشق میں ہم ہوے ذلیل
خاک میں مل گیا وہ سب پردہ جو آبرو میں تھا

واصفی حزیں کی عمر ساری یوں ہی بسر ہوئی
تیرے ہی شوق میں رہا تیرے ہی آرزو میں تھا

از جناب وقار پٹیالوی

ہو اس طرف جو رُخ مرے مست شباب کا
بہتا پھرے جہان میں دریا شباب کا

موسیٰ اُسے طور طور سے موسیٰ بنا گئے
شعلہ چمک اٹھا نگہ برق تاب کا

نقش و نگار یار کہاں آفتاب میں
منہ دیکھے آفتاب پرست آفتاب کا

ہم حشر میں کہیں گے نہ اپنا معاملہ
خلوت ہی میں مزہ ہے سوال و جواب کا

دریا کی تنگ ظرفی دل دیکھئے وقار
ظرف حباب میں نہیں اک قطرہ آب کا

از جناب وحشت (مولوی رضا علی خان صاحب)

مژدہ اے پائے طلب ہمت کا پیغام آگیا
اٹھ کہ فرمانِ عمل اے دل ترے نام آگیا

بارہا اے التفاتی دیکھ کر صیاد کی
خود بخود بیتاب ہو کر زیرِ دام آگیا

کون کرتا تیری بیداد و تغافل کا گلہ
اور الٹا مجھ پہ بیتابی کا الزام آگیا

اے دلِ زخمی مبارک تجھکو ہو تازہ خلش
آج اس کے ناوک مژگاں کا پیغام آگیا

گو کہ میں بیٹھا تھا وحشت بزم میں بیگانہ وار
اُس نگاہِ آشنا کا مجھ کو پیغام آگیا

ازجناب ہنر مرزا (مولوی شیخ محمد عبداللہ صاحب مرحوم)

خیال اشکِ حسرت کچھ نہ آیا چشمِ گریاں کو | بھری برسات میں گھر سے نکالا اپنے مہماں کو
حضورِ داورِ محشر شہادت اس کو دینی ہے | نہ چھوڑیگا کبھی اپنا لہو قاتل کے داماں کو
الجھ کر رہگیا آخر کو دامن اپنا کانٹوں میں | عدم سے آئے تھے سیرِ بہارِ باغِ امکاں کو
گری برقِ تپاں جس دم ہمارے آشیانہ پر | ہمارے نالۂ سوزاں نے بھی پھونکا گلستاں کو

زمانہ میں نہیں ہنر مرزِ سخن کا قدرداں کوئی
میں کس امید پر شائع کروں پھر اپنے دیواں کو

ازجناب حکیم سید سبط حسین صاحب خوشتر جونپوری

قلبِ انساں میں محبت کا اک آزار بھی ہے | پہلوئے گل میں کھٹکتا ہوا اک خار بھی ہے
جس کو آنا ہو وہ آجائے کہ بس چند نفس | قوتِ دید بھی ہے۔ طاقتِ گفتار بھی ہے
جیتے جی کاش وہ آجائیں مری بالیں پر | خواہشِ عرض بھی ہے حسرتِ دیدار بھی ہے
آپکی چشمِ ستم سے میں ہی گھائل نہ ہوا | زخمی تیرِ نگہ نرگسِ بیمار بھی ہے

للہ الحمد کہ سب اہلِ خرد کہتے ہیں
خادمِ طب و ادب خوشترِ جرار بھی ہے

ازجناب یوسف (مولوی سید یوسف علی صاحب)

وصالِ گل تجھے اے بلبلِ شیدا مبارک ہو | بہارِ غنچہ ہائے گلشنِ ارماں مبارک ہو
غریقِ بحرِ الفت اس بحالِ تشنگی غش ہیں | جنابِ خضر تم کو چشمۂ حیواں مبارک ہو
نہ ہے قسمت بلا ہے آج موقع دید بازی کا | نگاہِ شوق تجھ کو جلوۂ جاناں مبارک ہو
وہ دیکھو جھومتا مغرب سے پھر ابرِ بہار آیا | وہ آئی پھر صدائے شورشِ مستاں مبارک ہو

زرِ یدِ طولیٰ سی تو آئی اب برار آئے گا قبضہ میں
اضافہ مملکت میں ہے شہ عثماں مبارک ہو

ازجناب حکیم الشعراء حکیم میرزا نادر علی صاحب رعد

کیوں کیا دردِ دل بے درد سے مشکل ہے | نہ میں کہنے کے لائق ہوں نہ وہ سننے کے قابل ہے
قتیلِ ناوکِ فرقت شہیدِ خنجرِ الفت | دلِ بیجاں ہے میرا ہے یہ میری جانِ بےدل ہے
تڑپنا زیرِ خنجر بھی نہیں بے لطف بسمل کا | شہادت سے زیادہ نعمتِ دیدارِ قاتل ہے
مقامِ عاشق و معشوق اگر چشمِ بصیرت ہو | نہ وحدت ہے نہ کثرت ہے نہ خلوت ہے نہ محفل ہے

نہ ہو جب امتیازِ علم و جہل اے رعد عالم میں
جو کامل ہے وہ ناقص ہے جو ناقص ہے وہ کامل ہے

فہرست قیمواد

اطبائے ایلوپیتھک

۱۔ ڈاکٹر نواب ارسطو یار جنگ بہادر	ہرائے نواہیر
۲۔ ڈاکٹر خورشید حسن صاحب	کنگ روڈ
۳۔ ڈاکٹر حاجی حیدر علی خان صاحب	جوبلی ہل
۴۔ ڈاکٹر مرزا حسن علی خان صاحب	عنبر پیٹھ
۵۔ ڈاکٹر اشرف الحق صاحب	قلعہ گولکنڈہ
۶۔ ڈاکٹر خواجہ معین الدین صاحب	عابد روڈ
۷۔ ڈاکٹر گورک شنکر صاحب	حیدر گوڑہ
۸۔ ڈاکٹر کیپٹن بی یس راج صاحب	کوچہ چراغ علی
۹۔ ڈاکٹر سید عبدالرحیم صاحب	کاچی گوڑہ
۱۰۔ ڈاکٹر قائیڈو صاحب	اسٹیشن روڈ نامپلی
۱۱۔ ڈاکٹر نواب فیض جنگ بہادر	کاچی گوڑہ
۱۲۔ ڈاکٹر میر احمد علی صاحب زیدی	دارالشفاء
۱۳۔ ڈاکٹر میر مہدی حسین صاحب علم والم	حسینی علم
۱۴۔ ڈاکٹر آر تور یوی صاحب	عثمان گنج
۱۵۔ ڈاکٹر اے وی بھڑے صاحب	معظم جاہی مارکٹ
۱۶۔ ڈاکٹر و حکیم محمد ابراہیم شریف صاحب قادری	معظم جاہی روڈ
۱۷۔ ڈاکٹر محمد حمید الدین صاحب ہومیو	قطبی گوڑہ
۱۸۔ ڈاکٹر محمد حیدر علی صاحب صدیقی	بیگم بازار
۱۹۔ ڈاکٹر یم نگا ستو مدلیار ہومیو	گوشہ محل گوڑہ چمن
۲۰۔ ڈاکٹر کیرتی دیو شرما	اکسلسیر بلڈنگ
	شاہ راہ عثمانی
۲۱۔ ڈاکٹر خواجہ اسد اللہ صاحب	مغل پورہ
۲۲۔ ڈاکٹر لیس احمد خان صاحب	روبرو ٹیلیفون آفس
۲۳۔ ڈاکٹر ین۔ ڈبلیو کار خانس صاحب	سدی عنبر بازار

اطبائے یونانی

۱۔ حکیم حافظ عبدالوہاب صاحب انصاری نابینا۔	خیریت آباد
۲۔ حکیم مقصود علی خان صاحب	حسینی علم
۳۔ حکیم محمد عباس صاحب لکھنوی	دارالشفاء
۴۔ حکیم محمد عبدالحفیظ صاحب عیسوری	الاوہ بی بی
۵۔ حکیم حبیب اللہ صاحب سدہوری	کاچی گوڑہ
۶۔ حکیم نارائن ولس صاحب	بیگم بازار
۷۔ حکیم و ڈاکٹر ولی محمد صاحب وظیفہ یاب	چار مینار
	خیریت آباد
۸۔ حکیم سید نواب بہادر صاحب	الاوہ یتیمان
۹۔ حکیم انیس احمد صاحب خیرآبادی	سلطان پورہ
۱۰۔ حکیم میر داور علی صاحب عمدۃ الحکماء	طہماسپ خان پورہ
۱۱۔ حکیم پنڈت منوہر لعل صاحب	شبلی گنج
۱۲۔ حکیم میر سعادت علی صاحب	چوک اسپان
۱۳۔ حکیم محمد بن صالح صاحب	اندرون دروازہ
	عیسیٰ آباد
۱۴۔ حکیم قاضی محمد حمید الدین صاحب بی۔ اے	قطبی گوڑہ

باب ہشتم

متفرق

مشیر عالم جنتری

ہر سال

۵۵,۵۵۵

اشخاص کی نظروں سے گزرتی ہے

اسمیں اشتہار دینا باعث فروغ تجارت ہے

لیڈی ڈاکٹرس

۱۔ ڈاکٹر مس خیر النساء احمد صاحبہ — اندرون دروازہ چادر گھاٹ
۲۔ ڈاکٹر مس کے لیس کانگا صاحبہ — گنگ کوٹھی
۳۔ ڈاکٹر مس ڈیکاٹا صاحبہ — گنگ کوٹھی
۴۔ ڈاکٹر مس بانو بائی شاوک شا صاحبہ — گنگ کوٹھی
۵۔ ڈاکٹر مس لیس کرٹسکر صاحبہ — شاہراہ عثمانی
۶۔ ڈاکٹر مسز اشرف غوثیہ بیگم صاحبہ — چار مینار

دندان ساز

۱۔ ڈاکٹر محمد امیر احمد صاحب — سالار جنگ بلڈنگ
۲۔ ڈاکٹر الٰہی بخش صاحب — سالار جنگ بلڈنگ
۳۔ ڈاکٹر محمد احمد حسین صاحب — گوئی گوڑہ
۴۔ ڈاکٹر محمد منیر الدین احمد صاحب — چار مینار
۵۔ ڈاکٹر محمد حفیظ الدین صاحب — ترپ بازار
۶۔ ڈاکٹر آر۔ لیس درگیا صاحب — روبروئے گھڑیال سلطان بازار
۷۔ ڈاکٹر بی۔ آر۔ نائک صاحب — گلباغ ترپ بازار
۸۔ ڈاکٹر محمد علی صاحب — چار مینار میدا چوک

جرّاح

۱۔ محمد عبدالرحمٰن — الاوہ بی بی
۲۔ محمد غوث — دبیرپورہ
۳۔ جمو — بیگم بازار
۴۔ شیخ علی — چنچل گوڑہ

وکلاء

۱۔ نواب اکبر یار جنگ بہادر (ایڈوکیٹ) — جام باغ
۲۔ مسٹر دامودھر ریڈی صاحب (ایڈوکیٹ) — سانچہ توپ
۳۔ مولوی محمد فیض الدین صاحب (ایڈوکیٹ — شاہراہ عثمانی
۴۔ مولوی رفیع الدین صاحب جنیدی (ایڈوکیٹ) — ترپ بازار
۵۔ مولوی خواجہ عبدالعزیز صاحب — ترپ بازار
۶۔ مولوی سید بشارت احمد صاحب — پل نو

۷۔ مولوی حکیم سید علی صاحب — دارالشفاء
۸۔ مولوی سید عبدالواحد صاحب (اویسی) — ترپ بازار
۹۔ دیوان بہادر آرمو دا آینگار صاحب — شاہراہ عثمانی
۱۰۔ مولوی محمد عبداللہ پاشا صاحب — ترپ بازار
۱۱۔ مولوی میر اکبر علی خان صاحب — روبروئے کورٹ آف وارڈز

۱۲۔ مولوی میر غضنفر علی صاحب جاگیردار	راؤر نبجا اسٹریٹ
۱۳۔ رائے وبی داس صاحب	اردو شریف
۱۴۔ مولوی عبدالرحیم و مولوی عبدالرؤف صاحبان	کنٹہ روڈ
۱۵۔ مسٹر ست نارائن صاحب	اردو شریف
۱۶۔ مولوی اسلم خاں صاحب	بازار گھانسی
	سلطان بازار
۱۷۔ پنڈت بالا پرشاد صاحب	عثمان شاہی
۱۸۔ پنڈت شنکر راؤ صاحب	سلطان بازار
۱۹۔ مسٹر کلیان رام آئیر صاحب	شاہ راہ عثمانی
۲۰۔ مولوی عبدالجبار خاں صاحب	خیریت آباد
۲۱۔ رائے گل بہادر صاحب	کوچہ چراغ علی
۲۲۔ مولوی محمد شفیع صاحب	جام باغ دارالشفاء
۲۳۔ مولوی حمید اللہ صاحب	جام باغ دارالشفاء
۲۴۔ مولوی سید غلام محی الدین صاحب	عثمان پورہ
۲۵۔ مولوی احمد سعید صاحب	طہماسپ خان پورہ
۲۶۔ مولوی قاضی محی الدین علی صاحب	اندرون دبیر پورہ
۲۷۔ مولوی مرزا عسکری حسن صاحب	حسینی محلہ
۲۸۔ مولوی مرزا علی جواد صاحب	کوچۂ ایرانی
۲۹۔ مولوی میر حسن علی خان صاحب	احاطہ کرار جنگ
۳۰۔ مولوی محمود علی صاحب	حیلہ پورہ
۳۱۔ مولوی جلیل احمد صاحب	جام باغ ترپ بازار
۳۲۔ مولوی حامد علی صاحب	محبوب کی مہندی
۳۳۔ مولوی محمد احسن صاحب	کنٹہ روڈ گوشہ محل
۳۴۔ مولوی حبیب اللہ صاحب بیابانی	عثمان شاہی
۳۵۔ مسٹر کیشو راؤ صاحب	جام باغ ترپ بازار
۳۶۔ رائے کستور چند صاحب	چار مینار
۳۷۔ مولوی عبدالرزاق صاحب	بیرون دروازہ چادر گھاٹ
۳۸۔ مولوی محمود علی بیگ صاحب	دلوڑھی ماما جمیلہ
۳۹۔ مولوی سید رشید احمد صاحب	بازار اکبر جاہ

جنرل مرچنٹس

۱۔ حاجی محمد (ترکی کیاپ مرچنٹ)	سالار جنگ بلڈنگ
۲۔ محمد اعظم معین الدین	سالار جنگ بلڈنگ
۳۔ یس۔ اے رحیم	سالار جنگ بلڈنگ
۴۔ احمد حسین ولد محمد ابراہیم	سالار جنگ بلڈنگ
۵۔ میر حسن	عابد روڈ
۶۔ اے اے حسین اینڈ کو	عابد روڈ
۷۔ محمد یونس اینڈ سنس	عابد روڈ
۸۔ جے اے کریم اینڈ سنس جیمس اسٹریٹ سکندرآباد	عابد روڈ
۹۔ بل چند اینڈ کمپنی	عابد روڈ
۱۰۔ حیدرآباد کوآپریٹیو	عابد روڈ
۱۱۔ سید ابراہیم سید حسن	سالار جنگ بلڈنگ
۱۲۔ یم عبدالرحمان	مچھلی کمان
۱۳۔ حاجی قربان حسین ولد ملا عبداللطیف	عثمانیہ بازار
۱۴۔ حاجی بدرالدین غلام حسین عثمانیہ بازار۔	بازار سدی عنبر
۱۵۔ سید وحید گنجینہ بیوپار	نام پلی
۱۶۔ سی انند اینڈ سنس	سلطان بازار
۱۷۔ وی۔ رام چند اینڈ سنس	افضل گنج
۱۸۔ یم ڈی رتنا تونسے کمپنی	رزیڈنسی روڈ
۱۹۔ فضل حسین اعظم علی	سالار جنگ بلڈنگ
۲۰۔ چینی جنرل اسٹور	چیچل گوڑہ
۲۱۔ سکے یم طاہر	اسٹیشن روڈ نامپلی
۲۲۔ سی انند	عیسیٰ میاں بازار

بنارسی پارچہ فروش

حاجی احمد حاجی اسماعیل — لاڈ بازار

پارچہ فروش

۱۔ پٹالو بالوجی بالارام — جیمس اسٹریٹ سکندرآباد
۲۔ آر۔ آر گوپال — پتھرگٹی۔ عابد روڈ
۳۔ رام دیال سیڈمل — پتھرگٹی
۴۔ جوگل کشور سورج مل — پتھرگٹی
۵۔ ہنس راج مانگی لال — پتھرگٹی
۶۔ آر۔ آر۔ جیون لال — پتھرگٹی
۷۔ حاجی سلیمان حاجی دادا — پتھرگٹی
۸۔ جے کروڑی مل — پتھرگٹی
۹۔ عبدالکریم — پتھرگٹی
۱۰۔ رام دیال بھوکرمل — نیاپل
۱۱۔ نون کرن تہنڈی رام — نیاپل
۱۲۔ ایس راما — پتھرگٹی
۱۳۔ ٹی آسارام راول سلک اسٹور — عابد روڈ
۱۴۔ لول چند اینڈ کمپنی سلک پیالس — عابد روڈ
۱۵۔ چندی رام برادرس سلک مرچنٹ — اکسفورڈ اسٹریٹ سکندرآباد
۱۶۔ یم۔ بی سنگھی — عقب مسجد پتھرگٹی
۱۷۔ ایس لکھن لال اینڈ کو — عابد روڈ
۱۸۔ حاجی محمد امین الدین غضنفر علی — پتھرگٹی
۱۹۔ انند اسٹور پارچہ فروش — نامپلی
۲۰۔ یم ست ناراین — عیسیٰ میاں بازار
۲۱۔ جے۔ اے کریم — جیمس اسٹریٹ عابد روڈ
۲۲۔ محمد یونس اینڈ سنس — عابد روڈ
۲۳۔ سن برج — عابد روڈ
۲۴۔ میر حسن — عابد روڈ
۲۵۔ گوپی کشن شنکر لعل — پتھرگٹی
۲۶۔ آر میٹوجی — پتھرگٹی
۲۷۔ آر۔ آر گپتا — سدی عنبر بازار
۲۸۔ چنگے بالارام تیرفاجی — سدی عنبر بازار
۲۹۔ کے بال راجیا ڈی ترسلو — جیمس اسٹریٹ سکندرآباد
۳۰۔ مرلیدہر گوپی کشن اینڈ منیجر مرادی لال — جیمس اسٹریٹ سکندرآباد
سلطان بازار
۳۱۔ تنگا سوامی ستیا

تیار شدہ پارچہ جات

۱۔ اینگلے برادرس — سالارجنگ بلڈنگ
۲۔ نیمکر برادرس — سدی عنبر بازار
۳۔ پلگرلی ونیکنا — افضل گنج
۴۔ مظہر ریڈی میڈ کلاتھ اسٹور — سلطان بازار

کلاہ فروش

نام	پتہ
۱۔ حاجی احمد ہیٹ مرچنٹ	شاہ راہ عثمانی
۲۔ جعفر علی کلاہ فروش	چھتہ بازار
۳۔ مصری کیاپ مارٹ	کنگ کوٹھی روڈ
۴۔ آر گوپال	رزیڈنسی گیٹ
۵۔ شیخ یم برادرس	اندرون نیاپل
۶۔ حاجی محمد ترکی کیاپ مرچنٹ	سالار جنگ بلڈنگ
۷۔ اعظم معین الدین	سالار جنگ بلڈنگ عابد روڈ
۸۔ ین نرسملو کے راجیا	سلطان بازار
۹۔ سید احمد معین الدین ہیاٹ مرچنٹ	ترپ بازار
۱۰۔ فضل حسین اعظم علی	سالار جنگ بلڈنگ

شو مرچنٹ

نام	پتہ
۱۔ پاپلر بوٹ ہاوس	سالار جنگ بلڈنگ
۲۔ رئیس دکن بوٹ فیکٹری	چھتہ بازار
۳۔ بیگ برادرس	تھیر گلی
۴۔ ایوب بوٹ ہوس	تھیر گلی
۵۔ معین بوٹ ہوس	سالار جنگ بلڈنگ تھیر گلی
۶۔ یس۔ اے رحیم	سالار جنگ بلڈنگ
۷۔ حاجی محمد ترکی کیاپ مرچنٹ	سالار جنگ بلڈنگ
۸۔ اعظم معین الدین	سالار جنگ بلڈنگ عابد روڈ
۹۔ عنایت بوٹ ہوس	تھیر گلی
۱۰۔ فاکر اینڈ کو	تھیر گلی
۱۱۔ وحید اینڈ کو	اندرون نیاپل
۱۲۔ محمد عبداللہ	تھیر گلی
۱۳۔ وسٹرن بوٹ ہوس	سالار جنگ بلڈنگ
۱۴۔ پاپلر بوٹ ہوس	سالار جنگ بلڈنگ
۱۵۔ فضل حسین اعظم علی	سالار جنگ بلڈنگ

ہیر آئیل کمپنی

نام	پتہ
۱۔ آملہ ہیر آئیل	گول بنگلہ
۲۔ زلیخا ہیر آئیل	افضل گنج
۳۔ گلوریس ہیر آئیل	افضل گنج
۴۔ حفظیہ ہیر آئیل	بازار سدی عنبر
۵۔ گلبہا ہیر آئیل	افضل گنج
۶۔ دکن ہیر آئیل	حویلی قدیم
۷۔ نظام وجیٹیبل ہیر آئیل	حویلی قدیم
۸۔ مہاراجہ وجیٹیبل ہیر آئیل	گلزار حوض
۹۔ سہنی مون ہیر آئیل	سلطان بازار
۱۰۔ نور دکن ہیر آئیل	گلزار حوض

عطر فروش

نام	پتہ
۱۔ اصغر علی محمد علی	گلزار حوض
۲۔ محمد ثناء اللہ	زیر مسجد افضل گنج

۳- محمد سمیع اللہ	زیر مسجد افضل گنج
۴- محمد ہدایت اللہ	زیر مسجد افضل گنج
۵- ایس ایم یعقوب	کشتر روڈ
۶- محمد قدرت اللہ	زیر مسجد افضل گنج
۷- بنگلور ایسٹ کمپنی	گلزار حوض
۸- محمد معصوم علی ولد نور محمد	افضل گنج
۹- محمد نیاز الدین محمد حفیظ الدین	دیوڑھی محمد صبر بازار
۱۰- این ایس ... اینڈ کمپنی	گھانسی بازار ہائی کورٹ
	سدی عنبر بازار

کتب خانہ تجارتی

۱- حیدرآباد بک ڈپو	سانچہ توپ روڈ
۲- مشیر عالم بک ڈپو	اندرون دروازہ چادر گھاٹ
۳- مکتبہ ابراہیمیہ	عابد روڈ
۴- کتب خانہ نظامیہ	چھتہ بازار
۵- کتب خانہ معینیہ	چھتہ بازار
۶- سید عبدالقادر تاجر کتب	چارمینار
۷- سید عبدالرزاق تاجر کتب	چارمینار
۸- کتب خانہ محمودیہ	چارمینار
۹- کتب خانہ مفید عام	چارمینار
۱۰- بھارت بک ڈپو	گلزار حوض
۱۱- غلام دستگیر تاجر کتب	گلزار حوض۔ عابد روڈ
۱۲- محمد برہان الدین کتب فروش قانونی	اندرون نیا پل
۱۳- کتاب محل	چار کمان
۱۴- ایم عثمان تاجر کتب	عابد روڈ
۱۵- پروہت اینڈ کمپنی	سلطان بازار
۱۶- محمد علی احمد حسین	عابد روڈ

کارخانہ جلد سازی

۱- مشیر عالم کارخانہ جلد سازی	اندرون دروازہ چادر گھاٹ
۲- محبوبیہ کارخانہ جلد سازی	نظام شاہی روڈ
۳- کبیر بک بائنڈنگ کمپنی	جام باغ ترپ بازار
۴- لاجواب کارخانہ جلد سازی	چھتہ بازار

اسٹیشنری

۱- فدا علی محمد علی	پتھر گٹی
۲- اے محمد علی	پتھر گٹی
۳- ولی محمد اینڈ سنس	چارمینار
۴- حاجی غلام اسمٰعیل	چارمینار
۵- اسٹیشنری ہوز	چھتہ بازار
۶- سید اسمٰعیل اینڈ سنس	پتھر گٹی

لیتھو ہانڈ پریس (مطابع)

نام	مقام
۱- مشیر عالم پریس	اندرون دروازہ چار گھاٹ
۲- مطبع حیدری	چھتہ بازار
۳- تاج پریس	چھتہ بازار
۴- شمس الاسلام پریس	چھتہ بازار
۵- عماد پریس	چھتہ بازار
۶- نظام پریس	چھتہ بازار
۷- معین دکن پریس	چھتہ بازار
۸- سعیدیہ پریس	چھتہ بازار
۹- چشتیہ پریس	چھتہ بازار
۱۰- صحابت دکن پریس	بازار عیسیٰ میاں
۱۱- نظام دکن پریس	بازار عیسیٰ میاں
۱۲- احمدیہ پریس	چار مینار

لیتھو الکٹرک پریس (برقی مطابع)

نام	مقام
۱- دار الطبع	چنچل گوڑہ
۲- جامعہ عثمانیہ پریس	اڈیکمیٹ
۳- اعظم اسٹیم پریس	چار مینار
۴- اعظم جاہی برقی پریس	چار مینار
۵- انتظامی پریس	نظام شاہی روڈ
۶- مکتبہ ابراہیمیہ پریس	عابد روڈ
۷- عہد آفرین پریس	معظم جاہی رکٹ بازار
۸- دکن لا رپورٹ پریس	ترپ بازار
۹- رزاقی مشین پریس	چار مینار
۱۰- زندہ طلسمات فائن آرٹ پریس	کاچی گوڑہ
۱۱- دار الطباعت	تنکر باغ

پرنٹنگ پریس

نام	مقام
۱- حیدرآباد پرنٹنگ ورکس	نظام شاہی روڈ
۲- کوہ نور پریس	تیلی باؤلی
۳- چندرکانت پریس	گولی گوڑہ
۴- سلور جوبلی پریس	سلطان بازار
۵- پریم ساگر پریس	تیلی باؤلی
۶- مارواڑی پریس	افضل گنج
۷- گنگا دھر پریس	افضل گنج

آرٹسٹ

نام	مقام
۱- یم - اے قیوم آرٹسٹ	چمن افضل گنج
۲- سید فضل اللہ آرٹسٹ	یوسف بازار
۳- یم - مہدی آرٹسٹ	چھتہ بازار
۴- اسٹار پینٹنگ ہوس	معظم جاہی رکٹ
۵- تاج پینٹنگ ہوس	چھتہ بازار
۶- یم رشید پینٹر	چھتہ بازار

۷۔ مظہر پینٹنگ ہاؤس — زیر پل چادر گھاٹ	۸۔ ولی پینٹنگ ہاؤس — معظم جاہی مارکٹ

مولو گرامس میکرس

۱۔ محمد عبدالغنی اینڈ سنس — رکاب گنج	۴۔ مظہر کمپنی — سلطان بازار
۲۔ محمد بشیر — کوچہ قطیب	۵۔ رحیم کمپنی — گول بنگلہ افضل گنج
۳۔ محبوب علی انگریور — گلزار حوض	

ربر اسٹامپ

۱۔ مظہر کمپنی — سلطان بازار	۲۔ رحیم کمپنی — گول بنگلہ افضل گنج

انامل ورکس

۱۔ مظہر کمپنی — سلطان بازار

بلاک میکرس

۱۔ مظہر کمپنی — سلطان بازار	۲۔ عظیم اف ٹون بلاکس — کنگ روڈ

زردوزی وکارچوبی

۱۔ محمد خواجہ — افضل گنج	۶۔ محمد عبدالغفور — لاڑ بازار
۲۔ محبوب خان — گوپی گوڑہ	۷۔ سید امین — لاڑ بازار
۳۔ کارخانہ کارچوبی۔ سید غوث — موتی گلی خزانہ عامرہ	۸۔ ست نارائن چندریا — لاڑ بازار
۴۔ پونم چند رام گوپال — لاڑ بازار	۹۔ جنی لال امر چند — پتھر گٹی
۵۔ کارخانہ محمدیہ — لاڑ بازار	

مل اسٹور

دکن مل اسٹور — جیمس اسٹریٹ سکندرآباد

تاجران آہن

۱۔ محمد عبداللطیف	افضل گنج	۹۔ عبدالقادر ولد عبداللطیف	افضل گنج
۲۔ ین رام کرشنیا۔بی۔رامیا	افضل گنج	۱۰۔ ویلور لنگیا	افضل گنج
۳۔ کے۔اے رحیم	افضل گنج	۱۱۔ شیخ عبداللہ سید حسین	افضل گنج
۴۔ صادق الیقین اینڈ سنس	افضل گنج	۱۲۔ بی راجہ ریڈی	افضل گنج
۵۔ شیخ محمد علی اینڈ سنس	افضل گنج	۱۳۔ لال جی میک جی	کنٹہ روڈ
۶۔ کے ناراین اینڈ سنس	افضل گنج	۱۴۔ آر۔ وینکٹ رامیا	کنٹہ روڈ
۷۔ عبدالغفور امیر میاں	افضل گنج	۱۵۔ چیترا واسدیو کا نتیا کمپنی	سکندرآباد
۸۔ ڈی ایاجی اینڈ سنس	افضل گنج	۱۶۔ اے وینکٹا اینڈ سنس	بازار سدی عنبر

اسپورٹس

۱۔ حمید اینڈ کمپنی حیدرآباد اسپورٹ ہاؤس ترپ بازار		۶۔ بونگا برادرس	شاہ راہ عثمانی
۲۔ کوکر اینڈ کمپنی	شاہ راہ عثمانی	۷۔ کے ڈی عبدالغفور اینڈ سنس	شاہ راہ عثمانی
۳۔ برادر اینڈ کو دکن اسپورٹ ورک	عابد روڈ	۸۔ بی۔ ٹی۔ آیار۔ اینڈ سنس	منوہر ٹاکیز سکندرآباد
۴۔ سکھتل اسپورٹ کمپنی	عابد روڈ	۹۔ سجدیو اینڈ کو	جیمس اسٹریٹ سکندرآباد
۵۔ پٹنی برادرس	شاہ راہ عثمانی		

سامان نل آب

۱۔ ایس۔ ایچ اسماعیل بی	اسماعیل بلڈنگ افضل گنج	۲۔ ریلائینس انجنیرنگ ہوس	افضل گنج

گتہ داران کار تعمیرات

۱۔ فدا حسین عنایت اللہ صاحبان	کنٹہ روڈ	۶۔ مولوی عبدالعزیز صاحب	کالی قبر
۲۔ آغا مرزا عبدالحسین صاحب	لنگی جیل	۷۔ آغا علی رضا صاحب	عثمان پورہ
۳۔ مولوی عبدالحکیم صاحب	اندرون دروازہ چادر گھاٹ		
۴۔ مولوی عبدالحلیم صاحب	اندرون دروازہ چادر گھاٹ		
۵۔ مولوی سید محمد علی صاحب موسوی	جام باغ دارالشفاء		

چوبینہ فروش

۱۔ اللہ حسین عنایت اللہ صاحبان	کنٹہ روڈ
۲۔ لال جی میگ جی	کنٹہ روڈ
۳۔ نان جی میگ جی	کنٹہ روڈ

میوہ فروش

۱۔ نور محمد محمد جہانگیر	افضل گنج
۲۔ ین۔ یم پشاوریہ	افضل گنج
۳۔ تیرو رام پشاوری	عابد روڈ
۴۔ اے۔ یچ صدیقی	چارکمان
۵۔ اسٹار فروٹ مارٹ	ترپ بازار

کرانہ

۱۔ اصغر علی ولد محمد خواجہ	حویلی قدیم
۲۔ شیخ عبداللہ	حویلی قدیم
۳۔ بی گنیش لل	مصطفیٰ بازار
۴۔ حمید اینڈ کمپنی	ترپ بازار

واچ ڈیلرس

۱۔ ین۔ یم پیٹی	عابد روڈ
۲۔ جلال اینڈ سنس	عابد روڈ
۳۔ ویمی واچ کمپنی	عابد روڈ
۴۔ یس فیروز اینڈ سنس	عابد روڈ
۵۔ ساوران واچ کمپنی	شاہ راہ عثمانی
۶۔ ویسٹنڈ واچ کمپنی	سکندرآباد

واچ میکرس

۱۔ سید یحییٰ	عیسیٰ میاں بازار
۲۔ آقا اکبر علی	چھتہ بازار
۳۔ محمود واچ کمپنی	چھتہ بازار
۴۔ سلامت اینڈ کمپنی	افضل گنج
۵۔ داؤد واچ کمپنی	پتھر گٹی
۶۔ غوث واچ کمپنی	عابد روڈ
۷۔ بمبئی واچ کمپنی	گولی گوڑہ
۸۔ امیر اینڈ کو	عیسیٰ میاں بازار
۹۔ شکور واچ کمپنی	روبروئے گرانڈ ہوٹل عابد روڈ
۱۰۔ واحد واچ کمپنی	چمن افضل گنج
۱۱۔ بی گنیش راؤ اینڈ برادرس	روبروئے فائر برگیڈ گولی گوڑہ
۱۲۔ قادریہ واچ کمپنی	عثمان گنج

الکٹرک کنٹراکٹر اینڈ فٹرس

۱۔ طیبب علی الکٹرک کنٹراکٹر — چار کمان
۲۔ جی جی گھوکے اینڈ سنس — عابد روڈ

تجوری و آہنی المارہ یاں

۱۔ گاڈریج اینڈ بائیس — عابد روڈ
۲۔ سد لسیور اینڈ کمپنی — عابد بلڈنگ

کارخانہ بہنڈنہ

۱۔ ایچ۔ ایس۔ محمد سالار اینڈ کمپنی — جلال کوچہ

چوڑی فروش

۱۔ مسلم چوڑی فروش — لاڑ بازار
۲۔ حاجی شیخ بالے — لاڑ بازار
۲۔ رام جیون نتھ مل — حویلی قدیم

جوہری

۱۔ کیدار ناتھ جگدیش پرشاد — پتھر گٹی
۲۔ سورج بہان اینڈ کمپنی — چار کمان
۳۔ جی تاراچند جوہری — عابد روڈ
۴۔ طوطارام رام جس اینڈ برادرس — عابد روڈ
۵۔ آر پونم چند — عابد روڈ
۶۔ گیانسی رام تاراچند — عابد روڈ
۷۔ چگن لال مرلیدہر — چار مینار
۸۔ بندہ مل ہیرالعل — گلزار حوض
۹۔ کالورام — گلزار حوض
۱۰۔ موتی رام — گلزار حوض
۱۱۔ کیلاو دی کست نارائن — سلطان بازار
۱۲۔ جمناتھ لال — بازار سدی عنبر
۱۳۔ منور علی فدا علی — روبروئے سٹی بلڈنگ گلزار حوض
۱۴۔ جوہری جنرل اسٹور — عابد بلڈنگ
۱۵۔ یم سنکر لعل — چار کمان

سادہ کار

۱۔ محمود حسین شتاق حسین	گلزار حوض	۶۔ سید احمد حسین	گلزار حوض
۲۔ حسین خان حفیظ الدین	گلزار حوض	۷۔ شیخ احمد گلٹ ساز	گلزار حوض
۳۔ جلیل الرحمان	گلزار حوض	۸۔ محمد قلندر علی	گلزار حوض
۴۔ جعفر علی	گلزار حوض	۹۔ سید عزیز	مکہ مسجد
۵۔ محمد عبد القادر	گلزار حوض		

مصوری

۱۔ راجہ دین دیال اینڈ سنس	سکندرآباد	۷۔ دکن آرٹ اسٹوڈیو	سلطان بازار
۲۔ فرانکل اینڈ سنس	سکندرآباد	۸۔ ملکی آرٹ اسٹوڈیو	گولی گوڑہ
۳۔ کلاستری اینڈ سنس	سکندرآباد	۹۔ پوپے سنٹرل اسٹوڈیو	گولی گوڑہ
۴۔ بیاس اینڈ کو	بشیر باغ تیلی باؤلی	۱۰۔ خان فوٹوگرافر	گولی گوڑہ
۵۔ الوندیکر اسٹوڈیو	شاہ راہ عثمانی	۱۱۔ بی جی چیلگی	گولی گوڑہ
۶۔ قلعہ دار آرٹ اسٹوڈیو	نامپلی اسٹیشن روڈ	۱۲۔ امجد اسٹوڈیو	عثمان پورہ

سامان مصوری

۱۔ بی جی چیلگی	گولی گوڑہ	۲۔ مہتابرادرس	شاہ راہ عثمانی

ریڈیو گراموفون و ساز موسیقی

۱۔ پالمر ریڈیو ہوس	عابد روڈ	۴۔ کالیداس پی پروہت	شاہ راہ عثمانی
۲۔ یونیورسل ریڈیو ہوس	عابد روڈ	۵۔ دی ریڈیو اینڈ ٹاکی ہوس	سانچۂ توپ
۳۔ بی جی چیلگی	جام باغ ترپ بازار		

بنکس

۱۔ اورینٹل کمرشل بنک لمیٹڈ	عابد بلڈنگ	۲۔ امپیریل بنک آف انڈیا	شاہ راہ عثمانی

۳- سنٹرل بنک آف انڈیا	شاہ راہ عثمانی
۴- آندھرا بنک	شاہ راہ عثمانی
۵- جی رگھوناتھ مل بنکر	عابد روڈ
۶- انکا رمل منا لال بنکرس	نامپلی اسٹیشن روڈ
۷- دی دکن کمرشیل بنک	سانچہ توپ
۸- سرسوتی بنک	قریب محلہ رسالگذاری

انشورنس کمپنی

۱- آلینس انشورنس کمپنی لمٹیڈ	نظام شاہی روڈ
۲- پروونشل یونین انشورنس کمپنی لمٹیڈ	نظام شاہی روڈ
۳- حیدرآباد پائنیر انشورنس کمپنی لمٹیڈ	باغ عام
۴- بھارت انشورنس کمپنی لمٹیڈ	سلطان بازار
۵- لکشمی انشورنس کمپنی لمٹیڈ	معظم جاہی مارکٹ
۶- دکن انشورنس کمپنی لمٹیڈ	اسٹیشن روڈ نامپلی
۷- حیدرآباد کوآپریٹیو انشورنس سوسائٹی محدود	بشیر باغ
۸- دی پوپلیس انشورنس سوسائٹی لمٹیڈ	شاہ راہ عثمانی
۹- ہندوستان کوآپریٹیو انشورنس سوسائٹی لمٹیڈ	شاہ راہ عثمانی

کیمسٹ اینڈ ڈرگسٹ

۱- یونائیٹڈ ایجنسی ڈپارٹمنٹ فار پراڈکٹس آف بے یرس، المبک کیمیکل، یونین ڈرگ کمپنی	اکسلیر بلڈنگ
۲- شبیر میڈیکل ہال	افضل گنج جامع مسجد سکندرآباد
۳- عظیم میڈیکل ہال	کاچی گوڑہ
۴- سید عبدالرزاق کیمسٹ	گلزار حوض۔ عابد روڈ
۵- بیگ اینڈ برادرس	شاہ راہ عثمانی
۶- بشیر اینڈ کو	اسٹیشن روڈ نامپلی
۷- قیالا اینڈ کو	اسٹیشن روڈ نامپلی
۸- رائل میڈیکل ہال	افضل گنج
۹- نہدی اینڈ کو	متصل افضل گنج
۱۰- گنگ اینڈ کو	افضل گنج
۱۱- فرنڈ اینڈ کو	اسٹیشن روڈ نامپلی
۱۲- شنکر فارمیسی	چھتہ بازار
۱۳- دواخانہ حیدری	چھتہ بازار
۱۴- ڈی سلور اینڈ کو	چھتہ بازار
۱۵- دواخانہ قادریہ	چھتہ بازار
۱۶- بھارت میڈیکل ہال	افضل گنج
۱۷- لزلی گے اینڈ کو	اسٹیشن روڈ نامپلی
۱۸- ارسطو فارمیسی	کنٹہ روڈ
۱۹- وکٹر اینڈ کو	روبروے گھڑیال سلطان بازار
۲۰- دواخانہ جی بال اینڈ کو	چارکمان
۲۱- رائل فارمیسی	معظم جاہی روڈ

پیٹر ومکس ڈیلرس

حفاظت حسین احسان حسین — نظام شاہی روڈ

فریٹ ورک ڈیلرس

حفاظت حسین احسان حسین — نظام شاہی روڈ

سامان چرم

۱۔ حاجی محمد فیاض علی اینڈ سنس — گلزار حوض
۲۔ حاجی قربان حسین ولد ملا عبد الطیب۔ گلزار حوض
۳۔ سید محمود اینڈ سنس — افضل گنج

فریم ورکس

۱۔ عبد الحسین — پتھرگٹی ۔ عابد روڈ
۲۔ سخاوت حسین نذر حسین — پتھر گٹی
۳۔ یم ۔ رامیا — سلطان بازار روبرو ٹھیٹر رزیڈنسی گیٹ
۴۔ امداد علی مراد علی — افضل گنج روبروئے شنکر شیر

موٹر کلر ساز

اسپرے ڈیکو پینٹ ہوس — سلطان بازار

موٹر لائننگ ہوڈ و رنگ ورک

آر۔ نارائن اینڈ کمپنی — پتلی باؤلی

موٹر ٹکسی

۱۔ کریم موٹر ٹکسی — عابد روڈ
۲۔ افسر موٹر ٹکسی — عابد روڈ

۳۔ حاجی محمد یوسف موٹر ٹکسی	سدی عنبر بازار	۶۔ رگھوناتھ موٹر ٹکسی	سلطان بازار
۴۔ اسلامیہ موٹر ٹکسی	شنکر باغ کنٹہ روڈ	۷۔ حمیدیہ موٹر ٹکسی	پل چادر گھاٹ
۵۔ خورشید موٹر ٹکسی	کنٹہ روڈ	۸۔ توکل موٹر ٹکسی	نامپلی

موٹر ریپررس

۱۔ ایم۔ اے لطیف خان (دی دکن موٹر ریپرنگ کمپنی) ۵۵۵۵	افضل گنج	۷۔ عبدالغفور موٹر ورکس	گولی گوڑہ
۲۔ نیشنل والکنائزنگ ورکس	عابد روڈ	۸۔ عثمانیہ والکنائزنگ کمپنی	گولی گوڑہ
۳۔ حیدرآباد آٹو موبائلس انجینرس	عابد روڈ	۹۔ چاری اینڈ کو	عابد روڈ
۴۔ نیشنل آٹو موبائلس کمپنی	عابد روڈ	۱۰۔ دی یونیورسل موٹر ورکس	تیلی باؤلی
۵۔ احمد آٹو موبائل انجینئر	عابد روڈ	۱۱۔ دی دکن کوچ اینڈ موٹر ورکس	کنٹہ روڈ
۶۔ دکن آٹو موبائلس انجینرس	سانچہ توپ	۱۲۔ نصیر آٹو موبائلس اینڈ انجینرنگ ورکس	خیریت آباد

ملز

۱۔ عثمان شاہی ملز	خیریت آباد	۲۔ اعظم جاہی ملز	خیریت آباد

موٹر پارٹ ڈیلرس اینڈ پٹرولیم

۱۔ ملا فدا علی شیخ فخرالدین	بازار سدی عنبر ترپ بازار	۸۔ ایشیاٹک پٹرول کمپنی	نامپلی
	حمایت نگر۔ خیریت آباد	۹۔ ڈومینس آٹو اسٹور	معظم جاہی مارکٹ
۲۔ بمبئی آٹو ٹریڈنگ کمپنی	سدی عنبر بازار	۱۰۔ حیدرآباد موٹر آئل کمپنی	عابد روڈ
۳۔ حاجی قربان حسین ولد ملا عبدالطیب	روبروئے گرامر اسکول	۱۱۔ محمد یٰسین سوداگر	افضل گنج
۴۔ عبدالرحمان خان اینڈ سنس	عابد بلڈنگ	۱۲۔ سید امیر علی	عابد روڈ
۵۔ ہنومان اینڈ برادرس	نظام شاہی روڈ	۱۳۔ شیخ محی الدین پٹرول مرچنٹ	ترپ بازار
۶۔ توفیق برادرس	گلزار حوض ترپ بازار	۱۴۔ سید عبدالکریم عرف حاجی میاں	افضل گنج
۷۔ دی۔ بی اینڈ سنس آٹو موبائل اسپیشلسٹ	سوندرس روڈ سکندر آباد		

موٹر ڈیلرس

۱۔ نصیر آٹو موبائلس اینڈ انجینرنگ ورکس	خیریت آباد	۲۔ سہراب برادرس	ترپ بازار

۳- گولکنڈہ گیاریج — شاہ راہ عثمانی
۴- بمبئی سیکل اینڈ موٹر ایجنسی — جیمس اسٹریٹ سکندرآباد
۵- مدراس سیکل اینڈ موٹر پارٹ — جیمس اسٹریٹ سکندرآباد
۶- پربھاکر اینڈ کمپنی — جیمس اسٹریٹ سکندرآباد

شیرنی فروش

۱- ابراہیم قادر بھائی اینڈ سنس اسلامی شیرنی فروش — پتھر گٹی
۲- اکرام علی عبادت علی شاہی رکابدار — پتھر گٹی
۳- شاہی حلوائی — پتھر گٹی
۴- صاحب علی — حویلی قدیم
۵- شیخ حسین بخش — حویلی قدیم
۶- ست نارائن نرسنگ بھان کرم چاہی کنفکشنرز — حسینی علم
۷- فدا علی مخدوم علی — حسینی علم
۸- پنڈری ناتھ بالاجی — چار محل لوہار خانہ
۹- محمد عثمان شیرنی فروش — قریب مسجد یکخانہ شاہ علی بنڈہ
۱۰- جگناتھ درگا پرشاد — عیسیٰ میاں بازار۔ عابد روڈ

المونیم گلاس و پرمرچنٹ

۱- حاجی محمد یسین — چار کمان
۲- سراج برادرس — عثمانیہ بازار مچھلی کمان
۳- دی جوگل اینڈ برادرس — بیدی عنبر بازار
۴- حاجی قربان حسین ولد ملا عبد الطیب — عثمانیہ بازار مچھلی کمان
۵- عبد الستار اینڈ کو — عثمانیہ بازار مچھلی کمان
۶- حسین علی عبد الطیب — عثمانیہ بازار (مچھلی کمان)
۷- اے حسن علی — چھتہ بازار
۸- اے یس عبد القادر کراکری اینڈ ٹوئے امپوریم — جیمس اسٹریٹ سکندرآباد

ٹائپ رائٹنگ انسٹیٹیوٹ

۱- امریکن ٹائپ رائٹنگ انسٹیٹیوٹ — چھتہ بازار
۲- جنرل ٹائپ رائٹنگ انسٹیٹیوٹ — پتلی باؤلی
۳- عثمانیہ ٹائپ رائٹنگ انسٹیٹیوٹ — پتلی باؤلی
۴- ڈومینس ٹائپ رائٹنگ انسٹیٹیوٹ — پتلی باؤلی
۵- انڈرووڈ ٹائپ رائٹنگ انسٹیٹیوٹ — پتلی باؤلی
۶- کمرشیل ٹائپ رائٹنگ انسٹیٹیوٹ — پتلی باؤلی
۷- حمایت ٹائپ رائٹنگ انسٹیٹیوٹ — گول بنگلہ
۸- نظامیہ ٹائپ رائٹنگ انسٹیٹیوٹ — عابد روڈ

ٹائپ رائٹنگ ایجنسی

۱- ریمنگٹن ٹائپ رائٹر — عابد روڈ

یونانی دواخانہ جات

۱۔ دواخانہ حکیم حبیب اللہ سدہوری	کاچی گوڑہ
۲۔ دواخانہ جامع الادویہ	لاڈ بازار
۳۔ خزینۃ المجربات	شاہی عاشور خانہ
۴۔ جواہر خانہ حکمت	چھتہ بازار
۵۔ دواخانہ معدن الصحت	چمن گولی گوڑہ
۶۔ مطب قاسم الشفاء	سدی عنبر بازار
۷۔ دواخانہ مسیح دکن	مغل پورہ
۸۔ دواخانہ سلطانیہ	عثمان پورہ

ایورویدک دواخانہ جات

۱۔ دواخانہ آروگ بھون	شیر گل چارکمان
۲۔ ایورویدک دواخانہ یونانی	نامپلی

یونانی دواخانہ جات و دوافروش

۱۔ بستان الادویہ	حویلی قدیم
۲۔ کشن لال یونانی دواساز	حویلی قدیم
۳۔ محمد معین دواساز	حویلی قدیم
۴۔ شیو دیال رام پرچال	کمان سحر باطل
۵۔ محمد احمد و محمد یعقوب	کمان سحر باطل
۶۔ منولال دواساز	افضل گنج
۷۔ بہاری لال یونانی قدیم دوافروش	حویلی قدیم
۸۔ محمد یعقوب دواساز	حویلی قدیم
۹۔ برج لال جے نارائن	گلزار حوض
۱۰۔ رام پرشاد برج نارائن	گلزار حوض
۱۱۔ محمد ابراہیم محمد اعظم	کمان سحر باطل

طبی ایجادات

۱۔ آب حیات	حویلی قدیم
۲۔ زندہ طلسمات	کاچی گوڑہ
۳۔ معجون فاروقی	کاچی گوڑہ
۴۔ سفوف بہار زندگی	عثمان شاہی
۵۔ مرہم نادر	حویلی قدیم
۶۔ پیام حیات	الاوہ بی بی
۷۔ نمک جعفری	عثمان شاہی
۸۔ طلسم حیات	ملک پیٹھ
۹۔ مرہم جعفری	عثمان شاہی
۱۰۔ مرہم زندگی	شاہ راہ عثمانی
۱۱۔ روح طلسمات	دبیر پورہ
۱۲۔ منجن مسیح	چپل بازار
۱۳۔ انفون ٹون	سید عبدالرزاق اینڈ کو گلزار حوض
۱۴۔ انفون ٹون لیکٹ	سید عبدالرزاق اینڈ کو گلزار حوض
۱۵۔ ڈاکٹر بخار	چھتہ بازار

ٹی امپوریم

۱۔ ٹی سنڈیکیٹ	نیا پل
۲۔ احمدیہ ٹریڈنگ اینڈ سنٹرل ایجنسی	نظام شاہی روڈ
۳۔ اے سلطان اینڈ کمپنی	گولی گوڑہ چمن

سیکل ڈیلرس

۱۔ خداداد سیکل اسٹور	نظام شاہی روڈ
۲۔ پی ڈالنڈا اینڈ سنس	عابد روڈ
۳۔ نیس زین العابدین اینڈ سنس	چادرگھاٹ
۴۔ دی دکن سیکل ہا ٹ	گلزار حوض
۵۔ کے کرراڈا اینڈ سنس	عابد روڈ
۶۔ راجہ سیکل اینڈ موٹر ورکس	عابد روڈ
۷۔ گولڈن کمپنی	گولی گوڑہ
۸۔ بی ین نائیڈو اینڈ کو	گولی گوڑہ
۹۔ بھارت سیکل اسٹور	گولی گوڑہ
۱۰۔ کرشنا سیکل اسٹور	گولی گوڑہ
۱۱۔ سید احمد اینڈ برادرس	گلزار حوض
۱۲۔ پی آر پرشوتم کمپنی	عثمان گنج
۱۳۔ یم فضل اینڈ برادرس	گولی گوڑہ چمن
۱۴۔ دکن اسپننگ مشین اینڈ سیکل کمپنی	سلطان بازار

اسٹیل بیمس

۱۔ لال جی میگ جی	کنہ روڈ
۲۔ چتراواسدیو کامنیا کمپنی	نامپلی روڈ

عینک فروش

۱۔ ہارڈی اینڈ کو	جیمس اسٹریٹ سکندر آباد
۲۔ اکبر علی محمد علی	پتھر گٹی
۳۔ تاج آپٹیکل کمپنی	معظم جاہی مارکٹ
۴۔ تیج یم سلطان	شاہ راہ عثمانی
۵۔ تیج یم لقمان	شاہ راہ عثمانی
۶۔ رائل آپٹیکل ہوس	عابد روڈ
۷۔ محمد نیر متعین چشم	سلطان بازار
۸۔ ولایت حسین	نظام شاہی روڈ

گلاس جینٹ

۱۔ سخاوت حسین نذر حسین	پتھر گٹی
۲۔ عبدالحسین	پتھر گٹی ۔ عابد روڈ
۳۔ اے آر اینڈ برادرس	سلطان بازار
۴۔ جوبلی گلاس ورکس	جام باغ ترپ بازار

سامان تقاریب

۱۔ سید وحید۔ وحیدیہ اسٹور نامپلی
۲۔ محمدیہ سپلائنگ اسٹور نامپلی
۳۔ کارخانہ محبوبیہ عیسیٰ میاں بازار
۴۔ صمد کمپنی حویلی قدیم
۵۔ چشتیہ کمپنی حویلی قدیم
۶۔ کارخانہ حسن ہوٹل پل چادر گھاٹ
۷۔ کارخانہ قادریہ کسارٹہ فون نمبر (۹۶)

پن اسٹور

۱۔ فدا علی محمد علی تیھرگٹی
۲۔ دکن پن اسٹور شاہ راہ عثمانی
۳۔ بمبئی پن اسٹور گولی گوڑہ

رنگ فروش

۱۔ محبوب علی عبد المجید گلزار حوض

شو ریپرر

۱۔ ین سوتر اینڈ کمپنی جیمس اسٹریٹ سکندرآباد

ڈائری فارم

۱۔ کے کرشن بیگم بازار

واشنگ کمپنی

۱۔ علی واشنگ اینڈ ڈائنگ کمپنی نظام شاہی روڈ
۲۔ یوسف کمپنی نظام شاہی روڈ
۳۔ وکٹوریس واشنگ کمپنی سلطان بازار بڑی چاوڑی
۴۔ نیو دہلی واشنگ کمپنی افضل گنج
۵۔ جوبلی واشنگ کمپنی بیرون دروازہ چادر گھاٹ
۶۔ یوسف واشنگ کمپنی حویلی قدیم
۷۔ برٹش واشنگ اینڈ ڈائنگ ورکس کاچی گوڑہ اعظم جاہی روڈ سامنے چوپ
۸۔ دی نیو اولمپیا واشنگ کمپنی منڈی میر عالم

۹۔ دی امپریل واشنگ اینڈ ڈائنگ کمپنی جیمس اسٹریٹ سکندرآباد

فرنیچر ہوس

۱۔ بمبئی فرنیچر ہوس افضل گنج روڈ
۲۔ امراؤ سنگھ نیا پل
۳۔ سینڈرڈ ووڈ ورکس عابد روڈ
۴۔ منروا فرنیچر ورکس عابد روڈ
۵۔ سید یعقوب علی افضل گنج
۶۔ سید محمد علی اینڈ سنس اسکفورڈ اسٹریٹ سکندرآباد

روغن فروش

۱۔ عظمت اینڈ احمد باغ مرلیدھر نظام شاہی روڈ

کارخانہ و فیاکٹری

۱۔ دارالضرب سرکار عالی سیف آباد
۲۔ صنعت ہند یاقوت پورہ
۳۔ دکن بٹن فیاکٹری حسینی علم
۴۔ دارالصنعت چمن گولی گوڑہ
۵۔ گولکنڈہ سگریٹ فیاکٹری مشیرآباد
۶۔ چارمینار سگریٹ فیاکٹری مشیرآباد
۷۔ حیدرآباد میاچ فیاکٹری مشیرآباد
۸۔ گولکنڈہ سوپ فیاکٹری مشیرآباد
۹۔ روز بسکٹ فیاکٹری کٹہ تالاب حسین ساگر
۱۰۔ محمد عبدالقدوس عیسیٰ میاں بازار
۱۱۔ مارواڑی مولڈنگ فیاکٹری کاراٹھہ
۱۲۔ بیئرا و اسد لیو کا تیا کمپنی کارخانہ دباغت چرم مشیرآباد
۱۳۔ غوثیہ بٹن فیاکٹری کاراٹھہ
۱۴۔ رحمانیہ شنر فیاکٹری گول بنگلہ افضل گنج

نان فروش

۱۔ قدیم دوکان منشی صاحب حویلی قدیم
۲۔ جوبلی نان چھتہ بازار
۳۔ خلیل ہوٹل گول بنگلہ افضل گنج
۴۔ اسٹار بیکری نظام شاہی روڈ
۵۔ قدیم دوکان لیاقت علی قریب مکہ مسجد
۶۔ بمبئی بیکری عابد روڈ
۷۔ جان اینڈ کو سانچہ توپ
۸۔ آر ویکاجی کوٹھی محسن الملک
۹۔ عزیز اینڈ کو عابد روڈ

چائے خانہ ہوٹل و رسٹوران

۱۔ پریسٹر	عیدگورہ سکندرآباد	۱۶۔ چائے خانہ ظہوریہ	افضل گنج
۲۔ جان اینڈ کو	سابجہ توپ	۱۷۔ سنٹرل ہوٹل	افضل گنج
۳۔ آر دیکاجی	کوٹھی محسن الملک	۱۸۔ خلیل ہوٹل	گول بنگلہ افضل گنج
۴۔ عزیز اینڈ کو	عابد روڈ	۱۹۔ عظیمیہ ہوٹل	سلطان بازار
۵۔ انڈیا کافی ہوس	عابد روڈ	۲۰۔ حسن ہوٹل	پل چادرگھاٹ
۶۔ گرانڈ ہوٹل	عابد روڈ	۲۱۔ غوثیہ ہوٹل	پل چادرگھاٹ
۷۔ نظامیہ رسٹورنٹ	عابد روڈ	۲۲۔ حسینی ہوٹل	پل چادرگھاٹ
۸۔ بمبی بیکری اینڈ رسٹورنٹ	عابد روڈ	۲۳۔ شیرازی فرحت گاہ	نیاپل
۹۔ کیفے کراچی	عابد روڈ	۲۴۔ رسولیہ ہوٹل	حویلی قدیم
۱۰۔ بمبی رسٹورنٹ	عابد روڈ	۲۵۔ کالے خان	پتھرگٹی
۱۱۔ اے لیس بہادیو آئیر اینڈ کرشنا آئیر پروپرائٹر سری گنپتی بھوان	عابد روڈ	۲۶۔ اے لیس مہادیو آئیر اینڈ برادرس	نامپلی چمن
۱۲۔ کے ین کرشنا آئیر سری کرشنا بھوان رسٹورنٹ	روبروئے گرامر اسکول	۲۷۔ مدراس برہمن ہوٹل	نامپلی چمن
۱۳۔ مقبول رسٹورنٹ	کنٹہ روڈ	۲۸۔ یوسف ہوٹل	نامپلی ہوٹل
۱۴۔ جوزف ہوٹل	نامپلی	۲۹۔ رائل ہوٹل	نامپلی
۱۵۔ سعیدیہ ہوٹل	نامپلی۔ نیاپل	۳۰۔ مچھلی کمان رسٹورنٹ	گلزار حوض

برف و لیمن ڈپو

۱۔ حبیب برف و لیمن ڈپو	افضل گنج	۳۔ صمد کمپنی	حویلی قدیم
۲۔ چشتیہ کمپنی	حویلی قدیم	۴۔ صفدر برف و لیمن ڈپو	سلطان پورہ

سوڈا فیاکٹری

۱۔ علاؤالدین اینڈ سنس	سکندرآباد	۴۔ شنکر کمپنی	افضل گنج
۲۔ ڈالمش اینڈ سنس	ترپ بازار	۵۔ طیب علی	مچھلی کمان
۳۔ بادشاہ اینڈ سنس	اسٹیشن روڈ نامپلی	۶۔ گلوب سوڈا فیاکٹری	نامپلی

سگریٹ و سگار فروش

۱۔ جے۔ اے کریم	عابد روڈ	۴۔ جنٹلمین	نیا پل
۲۔ ٹی۔ کے مدلیار	چھتہ بازار	۵۔ محمد لطیف	سلطان بازار
۳۔ محمد قاسم	عیسیٰ میاں بازار		

قیام گاہ

۱۔ آر۔ وینکاجی	عابد روڈ	۴۔ دکن قیام گاہ	نامپلی
۲۔ گرانڈ ہوٹل	عابد روڈ	۵۔ سعیدیہ قیام گاہ	نامپلی
۳۔ مقبول رسٹورنٹ	گنفڈ روڈ		

ہیر کٹنگ سیلون

۱۔ دکن ہیر کٹنگ سیلون	سدی عنبر بازار	۵۔ اصلاح خانہ (راجنا)	چھتہ بازار
۲۔ دکن ہیر کٹنگ سیلون	روبروئے کورٹ آف وارڈز	۶۔ اسپیشل ہیر کٹنگ سیلون	چھتہ بازار
۳۔ بمبئی ہیر کٹنگ سیلون	شاہ راہ عثمانی	۷۔ کے۔ یم اصلاح خانہ	چھتہ بازار
۴۔ کلکتہ ہیر کٹنگ سیلون	حویلی قدیم	۸۔ ریگل ہیر ڈریسنگ سیلون	عابد روڈ

سینٹری انجینیرس اینڈ کنٹراکٹر

۱۔ فدا حسین عنایت اللہ	گنفڈ روڈ	۲۔ بارمن برادرس	عابد روڈ

بارود گولی و اسلحہ فروش

۱۔ فرحت علی حاجی عبدالحسین	لاڈ بازار	۶۔ محمد وزیر اینڈ سنس	لاڈ بازار
۲۔ محمد سلامت اللہ اینڈ برادرس	لاڈ بازار	۷۔ حاجی عبدالحسین غلام محمد	لاڈ بازار
۳۔ محمد جعفر حسین ولد حاجی محمد عمر	سدی عنبر بازار	۸۔ غلام رسول	چوک
۴۔ محمد سلامت اللہ اینڈ برادرس	کبوتر خانہ قدیم		
۵۔ محمد ابراہیم	سدی عنبر بازار		

مشین فروش

۱۔ سنگر مشین کمپنی ایجنسی	پتلی باؤلی۔ سکندرآباد
۲۔ دکن سیونگ اینڈ سیکل کمپنی	پتلی باؤلی

بیڑی فروش

۱۔ جنٹلمن	نیا پل افضل گنج
۲۔ عزیز فوٹو بیڑی	گولی گوڑہ
۳۔ اسپیشل فیض جاڑی بیڑی	شاہ راہ عثمانی
۴۔ فیض کمپنی	یاقوت پورہ
۵۔ شیر چھاپ بیڑی	مٹی کا شیر
۶۔ چاند مارک بیڑی	نیا پل
۷۔ یوریشین بیڑی	نیا پل
۸۔ کارخانہ عثمانیہ بیڑی	چھتہ بازار
۹۔ غبارہ مارک بیڑی	چھتہ بازار
۱۰۔ گلدستہ مارک بیڑی	چھتہ بازار
۱۱۔ ممتاز محل جاڑی بیڑی	چھتہ بازار
۱۲۔ قینچی مارک بیڑی	الاوہ بی بی
۱۳۔ طوطا مارک بیڑی	چھتہ بازار

گوڑاکو

۱۔ ڈبل ایس ایس گوڑاکو	نیا پل
۲۔ شیخ محمد تاجر زردہ و گوڑاکو	سلطان بازار

ہرّاج خانہ جات

۱۔ رحیم خان آکشنر	نام پلی اسٹیشن
۲۔ وزیر سلطان اینڈ سنس	سکندرآباد
۳۔ یم اسماعیل سیٹھ اینڈ برادرس	سکندرآباد
۴۔ مدن لال اینڈ برادرس	کرم جاہی روڈ کٹلمنڈی
۵۔ جے بوسلی اینڈ سنس	دیوان دیوڑھی
۶۔ شیخ چاند	شاہی عاشور خانہ
۷۔ محمد عبدالعزیز	عابد روڈ

ظروف پیتل مرادآبادی

۱۔ حاجی احمد علی خان و علی محمد خان	متصل مچھلی کمان
۲۔ نتھاجی پونم چند	نیل خانہ بیگم بازار
۳۔ راماجی بالاجی	نیل خانہ بیگم بازار
۴۔ مرلیدھر جنی لعل	کارٹھہ

تاجر شطرنجی

حاجی احمد علی خان و علی محمد خان متصل مچھلی کمان

حیدرآباد کی تفریح گاہیں

۱۔ باغ عامہ	۴۔ تالاب حسین ساگر
۲۔ چمن افضل گنج	۵۔ تالاب عثمان ساگر
۳۔ وکٹوریہ گارڈن	۶۔ تالاب حمایت ساگر

سینما و تھیٹرس

۱۔ سلکٹ ٹاکیز	نیا پل	۷۔ کرسنٹا ٹاکیز	گلزار حوض
۲۔ زمرد محل	عابد روڈ	۸۔ سنٹرل ٹاکیز	گولی گوڑہ
۳۔ ساگر ٹاکیز	شاہراہ عثمانی	۹۔ رکس ٹاکیز	سکندرآباد
۴۔ پیالس ٹاکیز	عابد روڈ	۱۰۔ ریولی ٹاکیز	سکندرآباد
۵۔ ویسٹنڈ ٹاکیز	کاچی گوڑہ	۱۱۔ منوہر ٹاکیز	سکندرآباد
۶۔ رائل ٹاکیز	سلطان بازار	۱۲۔ راجیشور ٹاکیز	سکندرآباد

ایجنٹس

۱۔ ام۔ بی۔ سبا راؤ اینڈ سنس	ہنومان ٹیکری	۲۔ اقبال برادرس	نظام شاہی روڈ

ماہران نشریات

۱۔ صبا اڈورٹائزنگ کمپنی	چاپل روڈ
۲۔ دکن اڈورٹائزنگ کمپنی	اندرل بلڈنگ شاہراہ عثمانی
۳۔ ٹریڈ اسٹیشن کمپنی	نظام شاہی روڈ

ستارگان آسمان فلم ہندوستان

ہم ذیل میں چند اداکاروں کی نسبت اپنے خیال کا اظہار کرتے ہیں جو ناظرین مشیر عالم جعفری کیلئے خالی از لطف نہ ہوگا۔

(صمصام شیرازی)

اوما — ایک نہایت ہی کامیاب اداکارہ ہے اپنے پارٹ کو بہترین طریقہ پر انجام دیتی ہے اس کی دنیائے فلم میں خاص وقعت ہے نیو تھیٹرس کی اداکارہ ہے اناتھ آشرم میں بیوہ کا اور پورن بھگت میں سوتیلی ماں کا پارٹ نہایت خوش اسلوبی سے انجام دیا ہے اس کی اداکاری درحقیقت ہندوستان کے لئے قابل قدر ہے۔

ای بلموریا — رنجیت فلم کمپنی کا نامور ہیرو ہے رنجیت فلم کمپنی کی کامیابی کا دار و مدار زیادہ تر اس کی ذات پر ہے اچھلنے کودنے میں اپنا ثانی نہیں رکھتا جن فلموں میں ماریٹ ہو اس میں یہ بڑا کامیاب رہتا ہے ماد ہوری اور اس کا جوڑ خوب ہے مس 1938، ستمگر، زمین کا چاند اور رنگیلا راجہ میں اس نے اداکاری کے خوب جوہر دکھائے۔

ایشور لال — رنجیت فلم کمپنی کا سائیڈ ہیرو ہے یہ وطن کا پارٹ ادا کر سکے نئی امپیریل والے غلام محمد کے ایسا ہے۔ ہر فلم میں ہلکا پارٹ ادا کرتا ہے اپنے کردار میں ڈوب کر کام کرنا خوب جانتا ہے اس کے حصہ کا کام خوب رہتا ہے ستمگر لہری لالہ شمع پروانہ اور زمین کے چاند میں اس نے خوب کام کیا ہے۔

نبو — ساگر فلم کمپنی کی سب سے بہترین اداکارہ ہے اپنے مفوضہ کردار کو نہایت خوش اسلوبی سے انجام دیتی ہے نہایت شرمیلی اور حیا دار ایکٹرس ہے جاگیردار، وطن اور کرتی گھار میں ہیروئن کا پارٹ بہترین طریقہ پر انجام دی ہے اس کی اداکاری بہت پسندیدہ ہر خاص و عام گانا نہایت دلکش ہوا کرتا ہے۔ ہندوستانی فلم اس کی ذات پر جس قدر ناز کریں کم ہے۔ سیرت کی طرح اس کی صورت بھی اچھی ہے۔

[illegible]

جمنا

نیو تھیٹرس کی ایکٹرس ہے صورت سے اس کی سادگی اور بھولا پن برستا ہے۔ اپنے مفوضہ کردار کو نہایت عمدہ طریقہ پر انجام دینا جانتی ہے۔

جدّن بائی

فن موسیقی میں اس کو یدطولیٰ حاصل ہے گانا خوب جانتی ہے عمر بڑی ہے گانے کے سوا اس سے دوسرا کام نہیں ہو سکتا بعض فلموں میں اس نے ہیروئن کا پارٹ ادا کیا ہے ہیروئن کے پارٹ کے لئے یہ کسی طرح موزوں نہیں

چارلی

رنجیت فلم کمپنی کا مانا ہوا اداکار ہے مذاقیہ کام خوب انجام دیتا ہے اس کا مذاق دلچسپ تو ضرور ہوتا ہے مگر ستھرا نہیں ہوتا اس کی حرکتیں ایسی ہوتی ہیں کہ روتا ہوا انسان بھی ہنس پڑتا ہے چارلی چاپلن کی نقل اوتارنے کی کوشش کرتا ہے مگر وہ بات نہیں لاسکتا اس کی اداکاری میں تصنع کا بہت بڑا حصہ شامل ہے بننا اور بنانا خوب جانتا ہے۔ رنگیلا راجہ، کالج کی لڑکی زمین کا چاند اور شمع پر وانہ میں اس نے اپنے مفوضہ کام کو خوش اسلوبی سے انجام دیا ہے۔ رنجیت فلم کمپنی کی کامیابی اور شہرت میں اس کا خاص حصہ ہے۔

ڈکشٹ

رنجیت فلم کمپنی کا یہ بھی ایک مانا ہوا اداکار ہے مذاقیہ کام کو اچھی طرح انجام دینا خوب جانتا ہے۔ اس کی صورت اور آواز قدرتی طور پر ایسی ہے کہ غمگین دل کو خوش کر دیتی ہے اس کی اداکاری میں تصنع ضرور ہے مگر وہ تصنع کو نباہنا خوب جانتا ہے جن جن فلموں میں اس نے کام کیا ہے وہ کامیاب رہے ہیں۔

دلّو

ہندوستانی فلم کی سب سے زیادہ مشہور اور پرانی ایکٹرس ہے اکثر ماں کا پارٹ ادا کرتی ہے درحقیقت کہ یہ ماں کا پارٹ ادا کرنا خوب جانتی ہے غم کا پارٹ ادا کرنا اسی کا حصہ ہے ہماری بیٹیاں اور میرے لال میں اس نے ماں کا پارٹ نہایت خوش اسلوبی سے ادا کیا ہے۔ اداکاری کا جوہر اس میں بدرجۂ اتم موجود ہے۔

رتن بائی

اس کا اصلی نام کہا جاتا ہے کہ امام باندی ہے غرض کچھ بھی ہو مگر آج دنیائے فلم میں رتن بائی کے نام سے مشہور ہے ہندوستان کی مایہ ناز اداکارہ ہے۔ میرے اکثر دوست احباب اس کی تعریف میں رطب اللسان ہیں اداکاری کا جوہر اس میں بدرجۂ اتم موجود ہے اپنے کردار میں ڈوب کر کام کرتی ہے اور اپنے مفوضہ اداکاری کو عمدگی سے انجام دینے کی پوری کوشش کرتی ہے۔

سہگل

نیو تھیٹرس کمپنی لمیٹڈ کا اسٹار ہے اس کی اداکاری اس وقت معراج پر ہے غمگین پارٹ ادا کرنا خوب جانتا ہے گانے میں اچھی مہارت ہے آواز سریلی اور پُراثر ہے۔ صورت اچھی ہے اس کی اداکاری دیوداس "پریسیڈنٹ" "پورن بھگت" "راج رانی میرا" اور کروڑپتی میں قابل دید ہے۔

سبیتا

ساگر فلم کمپنی کی اچھی اداکارہ ہے صورت بھی ہے اس کی اداکاری جاذب نظر ہونے کے ساتھ ساتھ دلکش بھی ہے اس کی اداؤں میں وہ جوہر ہے کہ سخت سے سخت دل والا انسان بھی اس کی طرف کھنچ جاتا ہے۔ نہایت سنجیدگی اور متانت سے اپنا پارٹ انجام دیتی ہے۔ اپنی اداکاری سے فلم میں نہ صرف روح پھونک دیتی ہے بلکہ اس کو جوان کر دیتی ہے جن جن فلموں میں اس نے اپنی اداکاری کے جوہر دکھائے ہیں وہ سب کے سب کامیاب رہے ہیں۔ لیڈی ڈاکٹر، سلور کنگ، جیون لتا، دو دیوانے، اور بدنصیب بیوی میں اس نے خوب کام کیا ہے۔

سریندر ناتھ

ساگر فلم کمپنی کا یہ سب سے اچھا اداکار ہے بی۔ اے۔ ایل ایل بی کامیاب ہے گانا اچھا جانتا ہے آواز میں درد اور اثر ہے من موہن اور جاگیردار فلم میں اس کا کام خوب رہا ہے بتوا اور اس کا جوڑ خوب ہے

اس کی اداکاری میں بیحد دلکشی ہے اپنے پارٹ کو خوش اسلوبی سے انجام دینے کا اچھا سبق سیکھا اور فنِ اداکاری میں فلم یونیورسٹی سے درجہ اول کا ڈپلوما حاصل کیا ہے۔

سلوچنا
تمام ہندوستان میں کوئی ایسا شخص نہیں جو اس کے نام سے واقف نہ ہو یہ امپریل فلم کمپنی کو شاہراہِ ترقی پر لانے والی ہندوستان کی مانی ہوئی اداکارہ ہے اس نے خاموش فلم میں وہ نام پیدا کیا کہ ہندوستانی فلموں کی دوسری اداکارہ کو آج تک نصیب نہیں ہوا اداکاری کے خوب جوہر دکھائے فنِ اداکاری میں اس کو اعلیٰ قابلیت حاصل ہے فلم کی کامیابی کا دار و مدار اسی پر ہے اس کا تاج کا جواب اور مانا ہوا ہے آج بولتے فلم میں اس کا طوطی بول رہا ہے۔ "مدہوری" "ڈاکو کی لڑکی" وغیرہ وغیرہ میں خوب جوہر دکھائے

غلام محمد
امپریل کمپنی کا سائیڈ ہیرو ہے ہر فلم میں بدمعاش کا کام کرتا ہے اپنے مفوضہ پارٹ کو خوش اسلوبی سے انجام دینے کی انتھک کوشش کرتا ہے اس کے کام میں چنداں برائی نہیں ہے اس کی اداکاری لائق تعریف ضرور ہے۔ "ڈاکو کی لڑکی" میں اس نے خوب کام کیا ہے۔

غوری
رنجیت فلم کمپنی کا ایکٹر ہے چارلی، ڈکشٹ اور اس کا خوب ساتھ ہے رنجیت فلم کمپنی کو جس طرح چارلی اور ڈکشٹ پر ناز ہے اسی طرح اس پر بھی بجا طور پر فخر حاصل ہے چارلی اور ڈکشٹ کی طرح یہ بھی مذاقیہ پارٹ خوب انجام دیتا ہے مسخرہ پن کی ایکٹنگ میں اگر یہ شہنشاہ نہیں تو وزیر ضرور ہے سکریٹری کی نقل اتارنے میں استاد ہے۔

کمار
ہندوستان کے مشہور و معروف اداکاروں میں سے ہے ستارگان آسمان فلم میں اس کا شمار ہے اس کی اداکاری سلجھی ہوئی ہوتی ہے جس سے نہ صرف نظر جذب بلکہ دل مسخر ہو جاتے ہیں۔ اس کی اداکاری کو ہر کس و ناکس پسندیدہ نظر سے دیکھتا ہے جتنے فلموں میں اس نے کام کئے ہیں وہ سب کے سب پسندیدۂ خاص و عام ہوئے "ہماری بیٹیاں" اور "وطن" اس کے شاہکار ہیں۔ امپریل میں بھی کام کرتا ہے اور ساگر میں بھی۔

گوھر
ایک بہترین اداکارہ ہے رنجیت فلم کمپنی کو شہرت میں لانے کی یہی باعث ہے جذباتی ایکٹنگ اس کی لاثانی ہے اپنے پارٹ کو بہتر طریقہ پر انجام دینا جانتی ہے ہندوستان بھر میں یہ اپنا ثانی نہیں رکھتی۔ خاموش فلم میں بھی سلوچنا کی طرح اس نے خوب نام پیدا کیا ہنسنا اور رونا خوب آتا ہے موجودہ عمر اس کی ہیروئن کا پارٹ ادا کرنے کی اجازت نہیں دیتی گانا بھی اس کا اچھا ہے۔ "اچھوت" میں ابلور پا اور اس کا جوڑ خوب تھا۔

مادھوری
رنجیت فلم کمپنی کی بہترین ایکٹرس ہے یہ صد درجہ شوخ اور چلبلی طبیعت والی اداکارہ ہے یہ نہایت تیزی سے اپنے مفوضہ کردار کو انجام دیتی ہے لوگوں کا خیال ہے کہ اس کی ایکٹنگ شہوانی جذبات کو بھڑکاتی ہے یہ فن اداکاری میں اپنی آپ نظیر ہے جو کام کرتی ہے خوب کرتی ہے رنجیت فلم کمپنی کی کامیابی کا دار و مدار اسی کی ذات پر ہے "شمع پروانہ" "رنگیلا راجہ" میں اس نے خوب کام کیا "کالج کی لڑکی" میں اس نے ایکٹنگ کے وہ جوہر دکھائے کہ موتی محل سینما سلطان بازار حیدرآباد دکن مارے شرم کے جل کر خاک سیاہ ہو گیا

موتی لال
ساگر فلم کمپنی کا ایک کامیاب اداکار ہے اس کی اداکاری پسندیدہ ہر خاص و عام ہے "جاگیردار" فلم میں اداکاری کے اس نے اچھے جوہر دکھلائے "سلور کنگ" "لیڈی ڈاکٹر" اور "کرتی کمار" میں اس نے ہیرو کا پارٹ بھی خوب انجام دیا ہے۔

مایا
یہ ساگر کی اداکارہ ہے اس کا بھی نام ہندوستان کے فلمی ستاروں میں ہے چلبلی اور شوخی کی ایکٹنگ کرنے میں یہ اپنی آپ نظیر ہے "جاگیردار" اور "وطن" میں اس نے خوب کام کیا ہے صورت بھولی بھالی اور جثہ نحیف ہے جس کی وجہ سے یہ چلبلی ایکٹنگ میں خوب حصہ لے سکتی ہے۔

اس اعلان کا مطالعہ آپ کو طباعتی مشکلات سے بے نیاز کردیگا

ہمدردان قوم و ملت

مطبع سیدی

آپکا قدیم اور اولین مطبع تھا جو سالہا سال تک قوم کے گرانمایہ خدمات کو باحسن الوجوہ انجام دیتا رہا
اسی مطبع میں "سید الاخبار" نامی جریدہ طبع ہوتا تھا جو قوم اور ملت کا صحیح رہنما اور خادم تھا جس کا
ہمدردان قوم کو خود اعتراف ہوگا

اب

(اس کے دوسرے روپ میں)

مشیر عالم پریس

بسرپرستی خاص

عالیجناب نواب مشیر جنگ بہادر دام اقبالہٗ

اور زیر ادارت

جناب آقا سید عباس حسین صاحب صمصام شیرازی (سید الاخبار زادہ) مولف
مشیر عالم جنتری و یادگار سلور جوبلی
(اندرون دروازہ چادر گھاٹ)

قائم ہے

اس مطبع میں رقعے چھپوانے میں چودہ (۱۴) فائدے ہیں

(۱) مشیر عالم پریس کے جملہ اراکین آپکے مذہبی، قومی اور ملکی افراد ہیں جن میں اکثر و بیشتر سادات بنی ہاشم سے ہیں چونکہ سادات کا حق سب سے مرجح ہے اس لئے طباعتی خدمات کے وقت "مشیر عالم پریس" کو ہمیشہ سب سے پہلے پیش نظر رکھنا آپ کا قومی اور اخلاقی فریضہ ہونیکے علاوہ باعث خوشنودی خدا و رسول ہے۔

(۲) مشیر عالم پریس میں ہر قسم کا طباعتی کام بہتر سے بہتر اور عمدہ سے عمدہ اس لئے ہوتا ہے کہ یہاں خوشخط کاپی نویسوں

ہوشیار سنگسازوں اور ماہران فن کاریگروں کو جو بمبئی، لاہور اور کلکتہ کے تعلیم یافتہ ہیں بڑی بڑی تنخواہوں پر ملازم رکھا گیا ہے

(۳) مشیر عالم پریس میں کام بازار سے ارزاں اور پابندی وقت انجام دیا جاتا ہے

(۴) مشیر عالم پریس میں ہر قسم کے دیسی اور ولایتی کاغذ، کارڈ، نوٹ پیپر لفافے اور وزیٹنگ کارڈ وغیرہ کا ہر وقت کافی ذخیرہ موجود رہتا ہے۔

(۵) مشیر عالم پریس میں کاغذ کارڈ وغیرہ بازار سے کم نرخ پر دستیاب ہوتے ہیں۔

(۶) مشیر عالم پریس میں اعلے تعلیم یافتہ قومی اور ملکی افراد بڑی بڑی تنخواہوں پر ملازم رکھے گئے ہیں جو رقعہ جات کا مسودہ بطرز قدیم و جدید بلا کسی معاوضہ کے مرتب اور ان کی صحت اطمینان بخش طریقہ پر کرتے ہیں۔

(۷) مشیر عالم پریس میں جو مردانہ و زنانہ رقعہ جات طبع ہوں گے ان کو مشیر عالم جنتری (جو ممالک محروسہ سرکار عالی کا ایک مشہور مصور سالنامہ اور حیدرآباد دکن کی مکمل ڈائرکٹری ہے) میں بلا اخذ اجرت درج کیا جائیگا جن کو پڑھ کر مومنین و مسلمین شریک مجالس عزا ہوسکینگے اور یہ مجلس کی تشہیر کا ایک بہترین ذریعہ ہے۔

(۸) مشیر عالم پریس سے ہر سال مشیر مجالس شائع ہوگی اس میں حیدرآباد کے مقدس مقامات کے تاریخی حالات اور ان کے تصاویر درج رہا کرینگے۔

(۹) مشیر عالم پریس میں جو رقعہ جات طبع ہوں گے صرف ان کا اندراج مشیر مجالس میں کیا جائے گا اور وہ مومنین میں مفت تقسیم کی جائیگی۔

(۱۰) مشیر عالم پریس میں جنھوں نے رقعہ جات مجالس عزا طبع کروائے ہوں ان بانیان مجالس کے تصاویر بھی درج مشیر مجالس ہوا کرینگے۔

(۱۱) مشیر عالم پریس ایک ایسے مقام پر اس لئے قائم کیا گیا ہے کہ جو معزز بانیان مجالس اور صاحبان تصانیف کہ بازاروں میں سفر کرنے کو معیوب سمجھتے ہوں یہاں وہ بلا پس و پیش تشریف لا سکیں

(۱۲) مشیر عالم پریس سے طباعتی خدمات حاصل کرنے میں سب سے بڑا فائدہ یہ ہے کہ اس کے کارکنوں کی حوصلہ افزائی ہوگی جس سے آگے چل کر ان کی بڑھتی ہوئی ہمت انھیں دنیائے صحافت میں قدم رکھنے کے قابل بنادیگی۔

(۱۳) مشیر عالم پریس برابر چوبیس گھنٹے آپ کے خدمات کی انجام دہی کے لئے کھلا رہتا ہے

(۱۴) متذکرہ بالا فوائد کو پیش نظر رکھتے ہوئے آپ کسی دوسرے مطبع میں رقعہ جات طبع کرائیں تو سخت تعجب ہے

۱۳۵۷ھ

مشیر عالم پریس میں ہر قسم کا کام نہایت عمدہ ہوتا ہے

اسیر اعظم

عالیجناب معلی القاب نواب مشیر جنگ بہادر دام اقبالہٗ

(کی خاص سرپرستی میں)

باتصویر

مشیر عالم جنتری

(مولفہ)

جناب آقا سید عباس حسین صاحب صمصام شیرازی (سید الاخبار زادہ) الف یادگار سلور جوبلی (بارہ) جلد وزیر

نہایت آب و تاب اور بصرف زر کثیر شائع ہو کر ہر سال ملک اور بیرون ملک سے خراج تحسین حاصل کرتی ہے۔

(اس سال کی)

مشیر عالم جنتری سالہائے ماسبق سے زیادہ ضخیم ہے اس میں سال بھر کی تاریخات کے علاوہ ادبی، علمی، تاریخی مضامین اور حیدرآباد فرخندہ بنیاد سے متعلق کافی مواد نیز مملکت دکن کے سربرآوردہ امرا اور حکام عالیمقام کے خاندانی حالات اور تصاویر ریاست حیدرآباد دکن کے دفاتر کی کیفیت اور ان کے محل وقوع ریاست بگن پلی کے حالات، بلدہ کے مشہور و معروف تاجروں اور صنعت و حرفت کے کارخانوں کی تفصیل وار فہرست درج ہے غرض مشیر عالم جنتری ہر کتب خانے کی زینت، علمی معلومات کا ذخیرہ، ہندوستان کی مقبول عام اور تمام جنتریوں کی سرتاج جنتری ہے۔ اور ہندوستان کے رؤسا، دکن کے جملہ امرا، جاگیرداروں، والیان سمستان اور حکام عالیمقام کے عالی ملاحظہ کا شرف حاصل ہے اور کثیر تعداد میں شائع ہو کر ۵۵۵ و ۵۵ و ۵ اشخاص کی نظر سے ہر سال گزرتی ہے

اس کا مطالعہ آپ کو نہ صرف حیدرآباد دکن بلکہ ہندوستان اور دیگر زبانوں کی جنتریوں اور ڈائرکٹریوں کے مطالعہ سے بے نیاز کر دیگا یہ ممالک محروسہ سرکار عالی کا معتبر غیر معمولی سالنامہ ہے اور اردو زبان کی واحد ڈائرکٹری ہے جو آپ کے علمی معلومات میں بڑی حد تک وسعت دینے کی ضامن ہے حجم ۴۰۰ صفحات ہے جس سے نادر تصاویر طباعت و کتابت نہایت دیدہ زیب قیمت عوام سے صرف ایک روپیہ علاوہ محصول ڈاک۔

(ملنے کا واحد مرکز)

دفتر مشیر عالم جنتری (۴۰۴۴) اندرون دروازہ چادر گھاٹ حیدرآباد دکن

صمصام شیرازی

یادگار سلور جوبلی میں ... تاریخی کیفیت کا مطالعہ فرمائیے

مرشد شاہ پرست

امیر اعظم

عالیجناب معلّٰی القاب نواب مہدی جنگ بہادر دام اقبالہٗ

کی خاص سرپرستی میں

یادگار سلور جوبلی

یعنے

(حیدر آباد اردو پکٹوریل)

(مولفہ)

جناب آقا سید عباس حسین صاحب صمصام شیرازی (سید الاخبار زادہ) مولف مشیر عالم جنتری (جلد بیس زبانہ)

نہایت آب و تاب کے ساتھ بصرف زر کثیر قیمتی اور اعلےٰ کاغذ پر مشیر عالم پریس میں قابل اور لائق ماہران فن کی نگرانی میں اعلےٰ پیمانہ پر زیر طبع ہے جسکی ایک جلد متعلق بہ جاگیرداران چھپکر ملک اور بیرون ملک سے خراج تحسین حاصل کرچکی ہے

(ہمارا دعوےٰ ہے کہ)

آج تک اردو زبان میں حیدر آباد دکن سے ایسا تذکرہ شایع نہیں ہوا۔ کتابت و طباعت نہایت دیدہ زیب جلد ولایتی کام طلائی سینکڑوں تصاویر اور سینکڑوں صفحات حجم۔ باوجود اس کے قیمت پچیس روپیہ علاوہ محصول ڈاک ایک مرتبہ ضرور اس کو ملاحظہ فرماکر ہماری محنت کی داد دیجیے۔

ملنے کا واحد مرکز

دفتر مشیر عالم جنتری

۴۰۴۶ - اندرون دروازہ چادر گھاٹ حیدر آباد دکن

المشتہر

سید لطف علی الماس مہتمم

مشیر عالم جنتری، مشیر عالم بک ڈپو، مشیر عالم بک بائنڈنگ، مشیر عالم پریس

بیوپاریوں سے خاص رعایت

قوام زلیخا

برقی قوام عنبری

پان کیساتھ کھاتے ہی لطف و ذائقہ پیدا کرتے ہیں

دانتوں کی حفاظت گندہ دہنی کی دشمن کھانسی اور نزلہ

فی شیشی ۸ ۔ ۴ ۔ ۲

فی شیشی عہ ۔ ہر ۔ ۴

کے دفع کرنے میں اکسیر مقوی باہ اور ممسک

بالوں کے دراز کرنے اور دماغ کو تقویت اور فرحت بخشنے میں بیحد مفید

کیا؟

سلور جوبلی جمیل ہیر آئل

زلیخا ہیر آئل

شاہ ناز ہیر آئل

فی شیشی عہ

فی شیشی ہر

موتیوں سے تولنے کے لائق تحفے جو آج ملک کے ہر گوشہ میں اپنا نظیر نہیں رکھتے

آزمایش شرط ہے

عطر تحفہ

فی تولہ آٹھ روپے

عطر سیر فردوس

فی تولہ للعہ

تیار کردہ

زلیخا ہیر آئل کمپنی

افضل گنج حیدرآباد دکن

کایا پلٹ

بوڑھے نے تین شادیاں کیں

بوڑھے گوالہ نے جب یوگراج شری رتناگری جی مہاراج کی دی ہوئی دوائی کی چھ خوراکیں غلطی سے ایک ہی دفعہ کھالیں تو اس کی جو حالت ہوئی اسکا پورا حال بیان کرنیکی تہذیب اجازت نہیں دیتی قصہ مختصر اس بوڑھے گوالہ نے تین شادیاں یکے بعد دیگرے کرکے ہی دم لیا یہ خبر آناً فاناً چاروں طرف پھیل گئی امیر تعلقہ دار رئیس اور نواب منہ مانگی طرح خرچ دست خوشامد کرکے اس عجیب وغریب دوائی کا نسخہ حاصل کرنیکی کوشش کرنے لگے نواب بہاولپور کے خسر حاجی حیات محمد خاں صاحب کی کوششیں بار آور ہوئیں اور باباجی نے یہ نسخہ اور اس کے بنانیکی ترکیب انھیں بتادی۔ حاجی صاحب موصوف سے یہ نسخہ امرت دھارا کے مشہور موجد کوی ونود پنڈت ٹھاکر دت شرما کے ہاتھ لگا جنھوں نے اپنے دو اور نسخوں کے ہمراہ اس نسخہ کو اپنے طبی رسالہ ویش اپکارک میں شایع کرکے اس سے بہتر بنانے والے کو ایک ہزار روپیہ انعام دینے کا اعلان کردیا اس اعلان کو شایع ہوئے سولہ سال ہوچکے ہیں لیکن اب تک کوئی بھی اس انعام کو حاصل کرنیکی جرأت نہ کرسکا پھر تھر کے مشہور ومعروف ویدراج بابا ہری داس جی نے اس نسخہ کو اپنی طبی کتاب چکتسا چندرودے میں چھپوایا ہم نے اس کتاب سے اس نسخہ کو لیکر تیار کیا اور ہزاروں نامردی جریان احتلام کے مایوس مریضوں پر اسکی آزمایش کی ہم اس دوائی کے حیرت انگیز نتیجے دیکھ کر حیران ہوگئے ان زندہ درگور مریضوں کی کایا پلٹ دیکھکر حیرت ہوتی تھی چند روز کے استعمال سے ہی ان کے چہروں پر سرخی دوڑنے لگی بھوک حیرت انگیز طور پر بڑھ گئی اور چالیس روز کے مکمل استعمال سے یہ لوگ قابل فخر مرد بن گئے نسخہ حسب ذیل ہے جو صاحب ان موذی امراض کی بدولت موت کو زندگی پر ترجیح دیتے ہیں اسے تیار کرکے چالیس روز تک استعمال کرکے قدرت خدا کا تماشا دیکھیں د۔ شدہ براده فولاد ۱ تولہ خالص کشتہ سفید ایک تولہ خالص کافور ۱½ ماشہ کو دو گھنٹہ گھیگوار کے گودے میں گھوٹکر مٹی کے کوزہ میں بند کرکے بطریقہ گلکمت ۵ سیر اپلوں کی آنچ میں پھونکیں پھر ٹھنڈا ہونے پر ایک تولہ ہڑتال ورقی ۱½ ماشہ کافور کیساتھ اور تیسری بار ایک تولہ گندھک آملہ سار اور ۱½ ماشہ کافور کیساتھ اور چوتھی بار ایک تولہ شدہ شنگرف پارہ اور ۱½ ماشہ کافور کے ساتھ پھونکیں۔ اچھی طرح سولہ آنچیں دے کر اسی قسم کو کوٹ کے کوزے میں بند کرکے زمین میں گاڑدیں اور چار ماہ بعد نکال لیں۔ یہ عجیب وغریب مقویات کی سرتاج دوائی تیار ہے خوراک نصف رتی صبح اور نصف رتی شام منقیٰ یا مکھن میں ملاکر کھائیں اوپر سے دودھ پی لیں گرم اور ترش اشیا سے پرہیز کریں اس دوائی کی تعریف میں متعدد کے بابا ہری داس جی لکھتے ہیں کہ ایک مریض کا اس کے استعمال سے ایک ہفتہ میں چار پونڈ وزن بڑھ گیا اور اس کے چہرے میں سرخی جھلکنے لگی۔ جھوپال کے وید راج ڈاکٹر شیو جی شرماتے اسے ۳۵ سے زاید مریضوں پر استعمال کیا اور امید سے بھی بڑھکر فائدہ دیکھا رتناکر کے ایڈیٹر آیورویداچاریہ چھوٹے لال جی جین نے اپنی مشہور کتاب گرہ چکتسا پرورتیک میں لکھا ہے کہ ہم نے آج تک ایسا بے ضرر اور مقوی نسخہ نہیں دیکھا بالک متر کے ایڈیٹر وید بھوشن شری شیام بہاری لال جی وید کی رائے ہے کہ اس دوائی کا چالیس روز کے استعمال سے ۸۰ سال تک بڑھاپا نزدیک نہیں پھٹکتا۔ ہمارا اپنا تجربہ ہے کہ اس کے سات روزہ استعمال سے جسم میں تازہ خون دوڑنے لگتا ہے آنکھوں میں چہرہ کندن کی طرح دمکنے لگتا ہے اور چالیس روز کے بعد کیسا ہی نامرد نامرد اور مایوس سے مایوس مریض کیوں نہ ہو ایک فتور اور صحیح معنوں میں مرد بن جاتا ہے زیادہ تعریف فضول ہے عورتوں کے تمام امراض ہسٹریا جریان الرحم ایام حیض کی خرابی وغیرہ کیلئے اکسیر ثابت ہوگئی ہے بواسیر دمہ ذیابیطس جیسے موذی امراض کا قلع قمع کرنیکے لئے اس سے بہتر دوائی موجود نہیں۔

ہم نے واضح طور پر اس دوائی کے تیار کرنے کی ترکیب بتا دی ہے جو صاحب کسی وجہ سے تیار نہ کرسکیں وہ بلا تکلیف ہم سے دام کے دام منگالیں چالیس روز کی اسی خوراک بنام پانچ روپیہ ۱۰ ہر جگہ مع خرچہ ڈاک آپ کو روانہ کردی جائیگی۔

پتہ:- نیاز منداں ویدرتن ستیہ دیو جی گپتا روپ بلاس
رسائن شالا نمبر ۵ کنچوسی (اٹاوہ یوپی)

ناظرین "مشیر عالم" کے لئے ایک نادر تحفہ!

اپنے بچوں کی پریم بٹی

طاقت کا ایک عجیب و غریب لاثانی نسخہ

ناظرین! میں ایک مالدار زمیندار کا لاڈلا لڑکا تھا۔ بری صحبت کے باعث جریان، احتلام کے خطرناک امراض میں مبتلا ہوگیا پہلے میں نے ایک دو سال شرم و حیا و ناموس کی وجہ سے اپنا حال چھپائے رکھا مگر کچھ عرصہ بعد بیماری نے خطرناک صورت اختیار کرلی تب میری آنکھیں کھلیں اور میں نے علاج معالجہ شروع کیا روپیہ کی افراط تھی اس لئے بڑے بڑے ڈاکٹروں حکیموں اور نامی دواخانوں سے دوائیں منگوائیں لیکن بجائے فائدہ کے مرض بڑھتا گیا جوں جوں دوا کی آخر نوبت یہاں تک پہنچی کہ میں اپنی زندگی سے بیزار ہوگیا اور خودکشی کے منصوبے باندھنے لگا ہمارے گاؤں کے پاس ایک میل کے فاصلہ پر اینٹوں کا ایک اونچا کھیڑا ہے اس کھیڑے پر کبھی کبھی کوئی سادھو مہاتما آکر ٹھہرتے ہیں اتفاق سے اسی کھیڑے پر کاٹھیاواڑ سے ایک فقیر آگزرے اور ایک جھاڑی میں آسن لگا کے بیٹھ گئے گاؤں کے لڑکوں نے جب انکو دیکھا تو انھوں نے گاؤں میں شہرت پھیلادی کہ کھیڑے پر ایک کامل بزرگ آئے ہوئے ہیں، چنانچہ یہ شہرت سن کر لوگ جوق در جوق انکے دیدار اور قدمبوسی کو آنے لگے رفتہ رفتہ انکی شہرت سارے علاقہ میں پھیل گئی۔ انکی اس قدر شہرت سارے علاقہ میں پھیل گئی انکی اس قدر شہرت سن کر میرے جیسا مایوس و ناامید آدمی بھی متاثر ہوئے بغیر نہ رہ سکا آخر چار و ناچار با دل ناخواستہ انکی خدمت میں حاضر ہوا۔ انکی نورانی صورت دیکھ کر میں حیران سا رہ گیا اور دل ہی دل میں اپنی حماقت پر پچھتانے لگا مگر جونہی میں نے انکے چہرے کے جمال کو دیکھا دل باغ باغ ہوگیا لیکن یہ حالت بہت دیر تک قائم نہ رہ سکی جب انھوں نے نظر اٹھا کر میری جانب دیکھا تو میں مارے شرم کے زمین میں گڑنے لگا مگر مہاتما میرے دلی جذبات بھانپ گئے۔ اور اس طرح گویا ہوئے "بیٹا! تم بڑے کمزور اور دکھی معلوم ہوتے ہو طبیعت کیسی ہے؟" یہ الفاظ مجھ پر جادو کی طرح اثر کرگئے یہ سنتے ہی میں بے ساختہ پھوٹ پھوٹ کر رونے لگا۔ انھوں نے نہایت شفقت سے دلاسا دیا۔ اور کہا "بیٹا! فقیر تمہارے لئے جو کچھ کرسکتا ہے اس سے دریغ نہ کرے گا" اس پر میں نے بیماری کا حال بلا تامل کہہ سنایا چنانچہ انھوں نے مجھے تسلی دیتے ہوئے نہایت شفقت سے ایک نسخہ تجویز کرکے دیا جو میں نے بنا کر استعمال کیا اور اب بالکل تندرست و توانا ہوں نسخہ یہ ہے۔ ترپھلا کا چورن ۵ تولہ اصلی سورج تاپی سلاجیت ۲½ تولہ اصلی بھنگ بھسم ۶ ماشے اصلی سورج چھاپ کیسر ۶ ماشہ اصلی عقرقرحا ۶ ماشہ اصلی نیپالی کستوری ۹ رتی ان سب ادویات کو کوٹ چھان کر کھرل میں ڈال کر اوپر سے شیشی چینی کا تیل تیس بوند۔ بیروزہ کا تیل تیس بوند صندل اصلی تیس بوند ڈال کر تازہ برہمی عرق میں ۱۲ گھنٹہ گھونٹ کر جھربیری کے بیر کے برابر گولیاں بنا کر سایہ میں سکھالیں بس دوائی تیار ہے

ترکیب استعمال ایک گولی صبح ایک گولی شام پاؤ بھر دودھ میں شکر یا چینی ڈال کر کھائیں اس دوا کے استعمال سے میں بیس روز میں بالکل تندرست ہوگیا یہاں تک کہ اب ایک مدت گزر گئی ہے پھر کوئی شکایت نہیں ہوئی اور اس قادر مطلق خداوند کی مہربانی ہے اب میرے تین بچے ہیں جو بالکل تندرست و توانا ہیں۔ اس وقت سے میں یہی نسخہ بنا کر دور و نزدیک کے لوگوں کو دام دام پر دے رہا ہوں جس سے سینکڑوں ناامیدوں کی امیدیں بر آئیں اور کئی ناامید فیضیاب ہوئے یہ دیکھ کر ان لوگوں نے جن کو اس دوا سے امید سے زیادہ فائدہ ہوا میری توجہ اس پیمان کی طرف مبذول کرائی جو اس کامل بزرگ سنیاسی نے نسخہ دیتے ہوئے میرے ذمہ کیا تھا کہ اگر میں تندرست ہوگیا تو رفاہ عام کے لئے اس کو اخبارات میں مشتہر کردوں گا تاکہ ہر ایک آدمی اس سے فیضیاب ہوسکے اس لئے میں اعلان کرتا ہوں کہ تمام لوگ اس سے فائدہ اٹھائیں۔ نسخہ اوپر درج کردیا گیا ہے ناظرین بنا کر فائدہ اٹھائیں۔ یہ دوا سب کے بتلائیں بیسیوں قسم کے جریان، احتلام، پیشاب کے ساتھ چونے کی طرح سفید مادہ کا خارج ہونا، پاخانہ کے وقت دھات کا گرنا، خواب میں دھات کا چل جانا، سوزاک کمزوری، ذیابیطس، جوانی میں بڑھاپے کی سی حالت، اصلی طاقت کی کمی معلوم ہونا، سوچنے کی طاقت کا کم ہوجانا وغیرہ نامردی کو دور کرکے انتہائی طاقت پیدا کرتی ہے اور رگ رگ میں جوانی کا مزہ بجلی کی طرح پیدا کرتی ہے اس لئے جو بھائی بنانا چاہیں نسخہ اوپر درج ہے مگر جن کو کچھ دقت معلوم ہو یا بوجہ عدیم الفرصتی یا اصلی ادویات نہ ملنے کے باعث دقت محسوس کرتے ہوں اور اس کے حیرت انگیز معجزے دیکھنا چاہیں وہ ہم سے بنی ہوئی منگا کر اس کے معجزے دیکھیں اور ہماری محنت کی داد دیں قیمت چالیس گولی ۲ روپے علاوہ محصول ڈاک اور اسی گولی کی قیمت للعہ محصول ڈاک معاف

بابو شیام لال رئیس - پریم بٹی آفس نمبر ۵۰ بازار کنجوسی ضلع اٹاوہ (یوپی)

حسب الحکم

اعلیحضرت ... عثمان علی خان بہادر ... خلد اللہ ملکہم

کی مناسبت سلور جوبلی

صمصام شیرازی سید الاخبار

مؤلف مشیر عالم جنتری

کی ادارت میں

جلد جاگیرداران حصہ اول

قیمت پچیس روپیہ

تذکرہ یادگار سلور جوبلی

پہلا حصہ ... اندرون و بیرون ملک سے خراج تحسین و آفرین حاصل کر چکا ہے اب اسی جلد کا دوسرا حصہ زیر طبع ہے ... حالات ...

اس حصہ میں جو صاحب ... اس کے دوسرے حصہ میں ضرور درج کروائیے اور اس زرین موقع کو ہاتھ سے نہ جانے دیجئے ...

دفتر مشیر عالم جنتری

۴-۶-۳۴ اندرون دروازہ چادر گھاٹ حیدرآباد دکن

باہتمام سید لطف علی الماس